شرح ترمذی شریف

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ ترمذی

ترجمہ

ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر

ادام اللہ تعالیٰ معالیہ وبارک ایامہ ولیالیہ

شارح

حضرت علامہ محمد یٰسین قصوری نقشبندی دامت برکاتہم

شبیر برادرز

اردو بازار ○ لاہور

شرح جامع ترمذی شریف

2

تصنیف

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ ترمذی

ترجمہ

ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر

ادام اللہ تعالیٰ معالیہ وبارک ایامہ ولیالیہ

شرح

محمد یٰسین قصوری نقشبندی

شبیر برادرز

زبیدہ سنٹر ۴۰، اردو بازار لاہور

فون: 042-37246006

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

هو القادر

شرح جامع ترمذی شریف

مترجم ____ ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر
شرح ____ محمد یٰسین قصوری نقشبندی
کمپوزنگ ____ ورڈز میکر
باہتمام ____ ملک شبیر حسین
سن اشاعت ____ فروری 2016ء
سرورق ____ اے ایف ایس ایڈورٹائزر دمدر 0322-7202212
طباعت ____ اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
ہدیہ ____ روپے فی جلد

شبیر برادرز
زبیدہ سنٹر، ۴۰۔ اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006

شبیر برادرز
۴۰۔ اردو بازار لاہور

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکرگزار ہوگا۔

ابو محمد زین العابدین

ترتیب

کِتَابُ الزَّکٰوةِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

كِتَابُ الصَّوْمِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

كِتَابُ الْحَجِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

كِتَابُ الرَّضَاعِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الزَّكٰوةِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

زکوٰۃ کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

۱- ماقبل بحث سے ربط: سابقہ اوراق میں نماز سے متعلق تفصیلی بحث تھی اور قرآن وحدیث میں نماز سے متصل زکوٰۃ کا ذکر ہے، اسی مناسبت سے حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نماز کے بعد زکوٰۃ کی بحث کا آغاز کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ''نماز، روزہ'' کی اصطلاح جو عموماً خواص وعوام استعمال کرتے ہیں، غلط ہے بلکہ یوں کہنا چاہیے: نماز، زکوٰۃ۔

۲- زکوٰۃ کے لغوی وشرعی معانی: لفظ ''زکوٰۃ'' باب تفعیل: زکی یزکی سے خلاف قیاس مصدر ہے، جس طرح لفظ ''صلوٰۃ'' باب تفعیل: صلی یصلی کا مصدر ہے۔ زکوٰۃ کا لغوی معنیٰ صدقہ، نفقہ، حق، طہارت اور عفو ودر گزر کرنا ہے۔ اس کا شرعی واصطلاحی معنیٰ ہے: اعطاء جزء من النصاب الحولی الی فقیر وغیرہ وہ (مالی) نصاب ہے جس پر سال گزرنے پر اس کا کچھ حصہ کسی غریب وغیرہ کو دے دیا جائے۔

۳- وجوب زکوٰۃ کی تاریخ: زکوٰۃ ایک مالی عبادت ہے جو نماز کی طرح قطعی فرض ہے۔ اس کا انکار کفر اور عدم ادائیگی فسق ہے۔ زکوٰۃ کب فرض ہوئی؟ اس بارے میں دو قول ہیں: (۱) روزہ، نماز جمعہ اور نماز عیدین کی طرح زکوٰۃ کی فرضیت ہجرت سے قبل فرض ہو چکی تھی لیکن اس کے تفصیلی احکام ہجرت کے بعد نازل ہوئے اور ان پر عمل شروع ہو گیا ہے۔

۴- فرضیت زکوٰۃ کی حکمتیں: فرضیت زکوٰۃ کی متعدد حکمتیں ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

(۱) فریضہ کی ادائیگی: زکوٰۃ ادا کرنے سے ایک عظیم الشان مالی عبادت ادا ہو جاتی ہے۔

(۲) تطہیر من الادناس: (میل کچیل کو دور کرنا) زکوٰۃ ادا کرنے سے مال پاک ہو جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ سادات کرام کو زکوٰۃ دینا منع ہے کیونکہ ان کی شایان شان نہیں ہو سکتا۔

(۳) رشتہ اخوت میں استحکام: مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے۔ زکوٰۃ ادا کرنے سے یہ رشتہ مستحکم ومضبوط ہو جاتا ہے اور زندگی کے تمام شعبوں میں مدد ومعاونت کا جذبہ موجزن ہوتا ہے۔

(۴) تحفظ اموال: اسلامی اصولوں کے مطابق زکوٰۃ ادا کرنے سے مال پاک ہو کر محفوظ ومامون ہو جاتا ہے جو چوری نہیں ہو سکتا اور ضائع نہیں ہو سکتا۔

(۵) دیگر عبادات کی طرح زکوٰۃ ادا کرنے سے انسان کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اس کی وجہ سے درجات بلند ہو جاتے

ہیں۔

(٦) دنیا سے عدم محبت کا درس: دین اسلام میں صاحب نصاب لوگوں پر زکوٰۃ فرض کر کے دنیا کی محبت انسان کے دل سے کم کی گئی ہے۔ مسلمان کی زندگی کا مقصد رضاء الٰہی اور خوشنودی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے نہ کہ کشور کشائی اور دنیا کی دولت۔

بَابُ مَا جَآءَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَنْعِ الزَّكَاةِ مِنَ التَّشْدِيْدِ

باب1- زکوٰۃ ادا کرنے کی شدید مذمت

560 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ التَّمِيْمِيُّ الْكُوْفِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنِ الْمَعْرُوْرِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ

متنِ حدیث: جِئْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ قَالَ فَرَآنِيْ مُقْبِلًا فَقَالَ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ فَقُلْتُ مَا لِيْ لَعَلَّهُ اُنْزِلَ فِيَّ شَيْءٌ قَالَ قُلْتُ مَنْ هُمْ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُمُ الْاَكْثَرُوْنَ اِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا فَحَثَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَعَنْ يَمِيْنِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَا يَمُوْتُ رَجُلٌ فَيَدَعُ اِبِلًا اَوْ بَقَرًا لَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهَا اِلَّا جَاءَتْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَعْظَمَ مَا كَانَتْ وَاَسْمَنَهُ تَطَؤُهُ بِاَخْفَافِهَا وَتَنْطَحُهُ بِقُرُوْنِهَا كُلَّمَا نَفِدَتْ اُخْرَاهَا عَادَتْ عَلَيْهِ اُوْلَاهَا حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مِثْلُهُ وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لُعِنَ مَانِعُ الصَّدَقَةِ وَعَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ هُلْبٍ عَنْ اَبِيْهِ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ ذَرٍّ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَاسْمُ اَبِيْ ذَرٍّ جُنْدَبُ بْنُ السَّكَنِ وَيُقَالُ ابْنُ جُنَادَةَ

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مُوْسٰى عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ الدَّيْلَمِ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ مُزَاحِمٍ قَالَ الْاَكْثَرُوْنَ اَصْحَابُ عَشَرَةِ اٰلَافٍ قَالَ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ مَرْوَزِيٌّ رَجُلٌ صَالِحٌ

◆◆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ اس وقت خانہ کعبہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے' جب آپ نے مجھے آتے ہوئے دیکھا' تو ارشاد فرمایا: قیامت کے دن وہ سب سے زیادہ خسارہ پانے والے ہوں گے۔ ربّ کعبہ کی قسم! حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے سوچا میرا کیا ہوگا' شاید میرے بارے میں کوئی حکم

560- اخرجه البخاری (533/11) كتاب الايمان والنذور: باب: كيف كان يمين النبی صلى الله عليه وسلم رقم (6638) ' ومسلم (686/2) كتاب الزكاة: باب: تغليظ عقوبة من لا يودی الزكاة رقم (990/30) ' والنسائی (10/5) كتاب الزكاة: باب: التغليظ فی حبس الزكاة رقم (2440) ' (29/5) كتاب الزكاة: باب: مانع زكاة الغنم رقم (2456) ' وابن ماجه (569/1) كتاب الزكاة: باب: ماجاء فی منع الزكاة رقم (1785) ' واحمد (152/5 -157/169) ' والدارمی (381/1) كتاب الزكاة: باب: من لا يودی زكاة الابل والبقر والغنم ' وابن خزيمة (9/4) حديث (2251) ' والحميدی (77/1) رقم (140)۔

نازل ہوا ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، وہ کون لوگ ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ صاحب حیثیت لوگ ہیں، ماسوائے شخص کے جو یہ کہے: اتنا، اتنا اور اتنا، نبی اکرم ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ ملا کر آگے کی طرف دائیں طرف اور بائیں طرف (اشارہ کر کے فرمایا)

پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، جو بھی شخص مر جائے اور اس نے اونٹ یا گائے چھوڑی ہو جس کی زکوٰۃ اس نے ادا نہ کی ہو، تو جب وہ قیامت کے دن آئیں گے، تو وہ پہلے سے بڑے ہوں گے اور زیادہ موٹے ہوں گے اور پھر اپنے پاؤں کے ذریعے اس شخص کو روندیں گے اور سینگوں کے ذریعے اسے ماریں گے، جب ان میں سے آخری گزر جائے گا، تو پہلے والا دوبارہ آ جائے گا، یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے گا (یعنی قیامت کے پورے دن کے دوران ایسا ہوتا رہے گا۔)

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ سے یہ بات منقول ہے: وہ فرماتے ہیں: زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے پر لعنت کی گئی ہے۔

حضرت قبیصہ بن ہلب نے اپنے والد کے حوالے سے (ان کے علاوہ) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (کے حوالے سے بھی احادیث منقول ہیں)

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا نام جندب بن سکن ہے۔

ایک قول کے مطابق (جندب) بن جنادہ ہے۔

حضرت ضحاک بن مزاحم بیان کرتے ہیں: صاحب حیثیت سے مراد وہ شخص ہے، جس کے پاس دس ہزار (درہم یا دینار) ہوں۔

شرح

زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی مذمت و وعید

زکوٰۃ مالی عبادت ہے۔ قرآن وسنت میں اس کے ادا کرنے کی بار بار تاکید کی گئی ہے۔ اس کے ادا نہ کرنے کی وعید و مذمت بیان کی گئی ہے۔ سونا، چاندی اور نقدی کی شکل میں جس کے پاس دولت ہوگی اور وہ ان کی زکوٰۃ ادا نہیں کرے گا جب وہ مر جائے گا تو یہی دولت گرم کر کے اس سے اس کی پیشانی اور پہلوؤں کو داغا جائے گا۔ علاوہ ازیں اس کی دولت ایک اژدہا کی شکل اختیار کر کے بطور طوق اس کے گلے سے لپٹ جائے گا اور یوں کہے گا کہ میں تیرا وہ مال ہوں جس کی تو زکوٰۃ نہیں ادا کرتا تھا۔

جس شخص کے پاس اونٹوں، بھینسوں اور بکریوں کی شکل میں دولت ہوگی اور وہ ان کی زکوٰۃ ادا کیے بغیر دنیا سے رخصت ہو جائے گا تو قیامت کے دن اسے لٹا دیا جائے گا اور یہ جانور دنیا سے بھی بڑھ کر فربہ اور موٹے تازے ہوں گے، ایک قطار کی شکل میں اسے اپنے پاؤں سے روندیں گے اور سینگوں کے ساتھ اسے ماریں گے۔ جب آخری جانور اس کے اوپر سے گزر جائے گا تو دوبارہ، سہ بار بلکہ مسلسل اسے یہ سزا دیتے رہیں گے حتیٰ کہ لوگوں کے درمیان حساب و کتاب کا عمل مکمل ہو جائے گا اور ان کے مابین

جنت ودوزخ کا فیصلہ ہوجائے گا۔

حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ زکوٰۃ ادانہ کرنے والے شخص پر اللہ تعالیٰ کی لعنت کا نزول ہوتا ہے۔

سوال: حدیث باب کے الفاظ: ھم الاکثرون کی تفسیر میں حضرت امام ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ نے: "اصحاب عشرۃ الاف" سے کی ہے، اس سے کیا مراد ہے؟

جواب: (۱) قرآن کریم کے الفاظ: القناطیر المقنطرۃ کی تفسیر میں بعض مفسرین نے دس ہزار درہم بتائی ہے، لہٰذا: ھم الاکثرون سے مراد دس ہزار والے لوگ ہیں۔ (۲) قتل خطاء کی دراہم کی شکل میں دس ہزار درہم دیت بنتی ہے، چونکہ انسان کی جان محترم اور قیمتی ہے، جس کا عوض مال کثیر ہی ہوسکتا ہے۔ شریعت مطہرہ کے نزدیک دس ہزار مال کثیر تصور کیا جاتا ہے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ حدیث باب کے راوی ہیں، وہ یمن کے باشندے تھے اور مکہ مکرمہ آ کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر اسلام قبول کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یمن واپس چلے جانے کا حکم دیا۔ ہجرت کے بعد وہ عازم ہجرت ہو کر مدینہ طیبہ میں آ کر مقیم ہو گئے۔ آپ کے نام سے مدینہ طیبہ میں "مسجد ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ" موجود ہے۔ آپ کا نظریہ تھا کہ سونا، چاندی اور نقدی ذخیرہ کرنا منع ہے۔ آپ اپنے پاس کوئی چیز نہیں رکھتے تھے بلکہ جو چیز بھی ہوتی غرباء اور مساکین میں تقسیم فرما دیتے تھے۔ دنیا اور مافیہا سے آپ کو سخت نفرت تھی اور بے سہارا لوگوں کی خدمت کرنے کو عبادت قرار دیتے تھے۔

بَابُ مَا جَآءَ اِذَا اَدَّيْتَ الزَّكَاةَ فَقَدْ قَضَيْتَ مَا عَلَيْكَ

باب 2- جب تم زکوٰۃ ادا کر دو، تو جو تمہارے ذمے لازم ہے، وہ تم نے ادا کر دیا

561 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ الشَّيْبَانِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ دَرَّاجٍ عَنِ ابْنِ حُجَيْرَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِذَا اَدَّيْتَ زَكٰوةَ مَالِكَ فَقَدْ قَضَيْتَ مَا عَلَيْكَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

حدیثِ دیگر: وَقَدْ رُوِىَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ اَنَّهُ ذَكَرَ الزَّكَاةَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا فَقَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَتَطَوَّعَ

توضیحِ راوی: وَابْنُ حُجَيْرَةَ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ حُجَيْرَةَ الْمِصْرِيُّ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب تم نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی تو تم نے اپنے ذمے لازم فرض کو ادا کر دیا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

561- اخرجه ابن ماجه (570/1) كتاب الزكاة: باب: ما ادى زكاته ليس بكنز رقم (1788) وابن خزيمة (111,110/4) حديث (2471)

نبی اکرم ﷺ سے دیگر حوالوں سے یہ بھی منقول ہے: آپ نے زکوٰۃ کا تذکرہ کیا' تو وہ شخص بولا: یارسول اللہ ﷺ! کیا میرے اوپر اس کے علاوہ بھی کوئی ادائیگی لازم ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں' البتہ اگر تم نفلی (طور پر صدقہ وخیرات کرنا چاہو تو یہ تمہارے حق میں) زیادہ بہتر ہے۔

ابن حجیرہ نامی راوی کا نام عبدالرحمٰن بن حجیرہ بصری ہے۔

562 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ الْكُوْفِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ

متنِ حدیث: كُنَّا نَتَمَنّٰى اَنْ يَّاْتِيَ الْاَعْرَابِيُّ الْعَاقِلُ فَيَسْاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ عِنْدَهُ فَبَيْنَا نَحْنُ كَذٰلِكَ اِذْ اَتَاهُ اَعْرَابِيٌّ فَجَثَا بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ رَسُوْلَكَ اَتَانَا فَزَعَمَ لَنَا اَنَّكَ تَزْعُمُ اَنَّ اللّٰهَ اَرْسَلَكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ قَالَ فَبِالَّذِيْ رَفَعَ السَّمَاءَ وَبَسَطَ الْاَرْضَ وَنَصَبَ الْجِبَالَ اللّٰهُ اَرْسَلَكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ قَالَ فَاِنَّ رَسُوْلَكَ زَعَمَ لَنَا اَنَّكَ تَزْعُمُ اَنَّ عَلَيْنَا خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ قَالَ فَبِالَّذِيْ اَرْسَلَكَ اللّٰهُ اَمَرَكَ بِهٰذَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاِنَّ رَسُوْلَكَ زَعَمَ لَنَا اَنَّكَ تَزْعُمُ اَنَّ عَلَيْنَا صَوْمَ شَهْرٍ فِي السَّنَةِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ قَالَ فَبِالَّذِيْ اَرْسَلَكَ اللّٰهُ اَمَرَكَ بِهٰذَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ قَالَ فَاِنَّ رَسُوْلَكَ زَعَمَ لَنَا اَنَّكَ تَزْعُمُ اَنَّ عَلَيْنَا فِيْ اَمْوَالِنَا الزَّكَاةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ قَالَ فَبِالَّذِيْ اَرْسَلَكَ اللّٰهُ اَمَرَكَ بِهٰذَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ قَالَ فَاِنَّ رَسُوْلَكَ زَعَمَ لَنَا اَنَّكَ تَزْعُمُ اَنَّ عَلَيْنَا الْحَجَّ اِلَى الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ قَالَ فَبِالَّذِيْ اَرْسَلَكَ اللّٰهُ اَمَرَكَ بِهٰذَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ فَقَالَ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا اَدَعُ مِنْهُنَّ شَيْئًا وَّلَا اُجَاوِزُهُنَّ ثُمَّ وَثَبَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ صَدَقَ الْاَعْرَابِيُّ دَخَلَ الْجَنَّةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قولِ امام بخاری: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمٰعِيْلَ يَقُوْلُ قَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ فِقْهُ هٰذَا الْحَدِيْثِ اَنَّ الْقِرَاءَةَ عَلَى الْعَالِمِ وَالْعَرْضَ عَلَيْهِ جَائِزٌ مِثْلُ السَّمَاعِ وَاحْتَجَّ بِاَنَّ الْاَعْرَابِيَّ عَرَضَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَقَرَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم یہ آرزو کیا کرتے تھے کہ کوئی سمجھدار دیہاتی آئے اور نبی اکرم ﷺ سے

662- اخرجه مسلم (1/134-138- الابى) كتاب الايمان: باب: السوال عن اركان الاسلام ' رقم (12/10) ' والنسائى (4/122,121) كتاب الصيام: باب: وجوب الصيام ' رقم (2091) ' واحمد (3/143-193) ' والدارمى (1/164) كتاب الصلاة: باب: فرض الوضوء والصلاة ' وعبد بن حميد (ص 384 ' رقم (1285)-

سوال کرے ہم اس وقت آپ کے پاس موجود ہوں۔

ایک مرتبہ ہم اسی طرح نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھے ایک دیہاتی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور نبی اکرم ﷺ کے سامنے دوزانوں ہو کر بیٹھ گیا وہ بولا: اے حضرت محمد ﷺ! آپ کے قاصد ہمارے پاس آئے انہوں نے ہمیں یہ بتایا: آپ یہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! وہ بولا: اس ذات کی قسم! جس نے آسمان کو بلند کیا ہے زمین کو بچھایا ہے پہاڑوں کو نصب کیا ہے کیا اللہ تعالیٰ نے واقعی آپ کو مبعوث کیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے جواب دیا جی ہاں! وہ بولا: آپ کے قاصد نے ہمیں یہ بتایا ہے: آپ یہ فرماتے ہیں: ہم پر روزانہ پانچ نمازیں پڑھنا لازم ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ایسا ہی ہے وہ بولا: اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو مبعوث کیا ہے کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس بات کا حکم دیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! وہ بولا: آپ کے قاصد نے ہمیں یہ بھی بتایا ہے: آپ یہ فرماتے ہیں: ہم پر سال میں ایک مہینے کے روزے رکھنا لازم ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس نے ٹھیک کہا ہے وہ بولا: اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو مبعوث کیا کیا واقعی اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! وہ بولا: آپ کے قاصد نے ہمیں یہ بتایا ہے: آپ یہ فرماتے ہیں: ہم پر اپنے اموال میں زکوٰۃ دینا لازم ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس نے ٹھیک کہا ہے وہ دیہاتی بولا اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو مبعوث کیا ہے کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس بات کا حکم ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! وہ بولا: آپ کے قاصد نے ہمیں یہ بتایا ہے: آپ یہ فرماتے ہیں: ہم پر بیت اللہ کا حج کرنا لازم ہے اس شخص پر جو وہاں جانے کی استطاعت رکھتا ہو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! وہ بولا: اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو مبعوث کیا ہے کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس بات کا حکم دیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! وہ بولا: اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ہمراہ مبعوث کیا ہے میں ان میں سے کسی بھی چیز کو نہیں چھوڑوں گا اور ان میں کسی چیز کا اضافہ نہیں کروں گا۔ (راوی بیان کرتے ہیں) پھر وہ شخص چلا گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر یہ دیہاتی ٹھیک کہہ رہا ہے تو یہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن'' ہے اور اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: علم حدیث کے بعض ماہرین نے یہ بات بیان کی ہے۔ اس حدیث کے ذریعے یہ بات واضح ہوتی ہے: عالم شخص کے سامنے پڑھ کر (سنانا) یا اس کے سامنے بیان کرنا جائز ہے اور اس کی حیثیت (عالم سے کوئی بات) سننے کی طرح ہے۔

انہوں نے یہ دلیل پیش کی ہے: ایک دیہاتی شخص نے نبی اکرم ﷺ سامنے کچھ باتیں پیش کی تھیں اور نبی اکرم ﷺ نے ان کا اقرار کیا۔ (یعنی تصدیق کی تھی۔)

شرح

مال کا حق زکوٰۃ ادا کرنا

اللہ تعالیٰ جس شخص کو اپنے فضل وکرم سے مال ودولت سے نوازتا ہے تو اس پر مال کا حق واجب ہو جاتا ہے جو یہ ہے کہ اس کی زکوٰۃ ادا کی جائے۔ زکوٰۃ ادا کرنے سے مال کا حق ادا ہو جاتا ہے۔

سوال: ایک روایت میں ہے کہ زکوٰۃ ادا کرنے سے مال کا حق ادا ہو جاتا ہے جبکہ دوسری حدیث میں مزید حقوق بھی بیان کیے گئے ہیں مثلاً صدقہ فطر، عشرہ، سائل کو خالی ہاتھ نہ پھیرنا، ہمسائے کو بھوکا نہ چھوڑنا اور بھوکے کو کھانا کھلانا وغیرہ۔ ان روایات میں تطبیق کی کیا صورت ہے؟

جواب: دونوں روایات میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ مال کی زکوٰۃ ادا کرنا، مال کا حق اول درجہ کا ہے جبکہ دیگر حقوق ثانوی درجہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ لہٰذا دونوں روایات میں تضاد اور منافات باقی نہ رہا۔

دوسری حدیث باب میں قبیلہ بنی سعد بن بکر کے ترجمان حضرت ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے دین کے بنیادی امور کے حوالے سے چند سوالات کے زبان نبوت سے دلنشین جوابات دیے گئے ہیں۔ ان سوالات میں سے ایک سوال زکوٰۃ کے حوالے سے تھا۔ اس سے ثابت ہوا کہ دیگر اعمال کی طرح زکوٰۃ بھی اسلام کا ایک کلیدی رکن ہے۔ حضرت ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ کا انداز گفتگو بتاتا ہے کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر پہلے مسلمان ہوئے پھر انہوں نے سلسلہ سوالات شروع کیا تھا۔

مَا جَآءَ فِیْ زَکٰوۃِ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ

باب 3- سونے اور چاندی کی زکوٰۃ

563 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِی الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: قَدْ عَفَوْتُ عَنْ صَدَقَةِ الْخَیْلِ وَالرَّقِیْقِ فَهَاتُوْا صَدَقَةَ الرِّقَةِ مِنْ كُلِّ اَرْبَعِیْنَ دِرْهَمًا دِرْهَمًا وَّلَیْسَ فِیْ تِسْعِیْنَ وَمِائَةٍ شَیْءٌ فَاِذَا بَلَغَتْ مِائَتَیْنِ فَفِیْهَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ

563- اخرجه ابو داؤد (494/1) كتاب الزكاة: باب: في زكاة السائمة رقم (1574) والنسائي (37/5) كتاب الزكاة: باب: زكاة الورق رقم (2477-2578) واحمد (92/1-113, 114) والدارمي (383/1) كتاب الزكاة: باب: زكاة الورق وابن خزيمة (29/4) رقم (2284) كلهم عن ابى اسحق عن عاصم بن ضمرة عن على يبلغ به النبى صلى الله عليه وسلم قال ابو داؤد: "راوى هذا الحديث الاعمش عن ابى اسحق كما قال ابو عوانة ورواه شيبان ابو معاوية و ابراهيم بن طهمان عن ابى اسحق عن الحارث عن على عن النبى صلى الله عليه وسلم مثله قال ابو داؤد: "روى حديث النفيلى - شعبة و سفيان وغيرهما عن ابى اسحق عن عاصم عن على لم يرفعوه اوقفوه على على-

فی الباب: وَفِی الْبَاب عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ الصِّدِّیْقِ وَعَمْرِو بْنِ حَزْمٍ

اسنادِ دیگر: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: رَوٰی هٰذَا الْحَدِیْثَ الْاَعْمَشُ وَاَبُوْ عَوَانَةَ وَغَیْرُهُمَا عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ عَنْ عَلِیٍّ وَرَوٰی سُفْیَانُ الثَّوْرِیُّ وَابْنُ عُیَیْنَةَ وَغَیْرُ وَاحِدٍ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِیٍّ

قولِ امام بخاری: قَالَ وَسَاَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمٰعِیْلَ عَنْ هٰذَا الْحَدِیْثِ فَقَالَ کِلَاهُمَا عِنْدِیْ صَحِیْحٌ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ یُحْتَمَلُ اَنْ یَّکُوْنَ رُوِیَ عَنْهُمَا جَمِیْعًا

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: میں نے گھوڑوں اور غلاموں کی زکوٰۃ معاف کر دی ہے' تو تم چاندی کی زکوٰۃ ادا کرلو' ہر چالیس درہم میں سے ایک درہم' پھر ایک سونوے تک کوئی مزید ادائیگی نہیں ہوگی' جب یہ دوسو ہو جائیں' تو ان میں پانچ درہم (ادا کرنا لازم) ہو جائیں گے۔

اس بارے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) اعمش' ابوعوانہ اور ان دونوں کے علاوہ دیگر راویوں نے' اس روایت کو ابواسحٰق کے حوالے سے' عاصم بن ضمرہ کے حوالے سے' حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

سفیان ثوری' ابن عیینہ اور دیگر حضرات نے اس کو' ابواسحٰق کے حوالے سے' حارث کے حوالے سے' حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا: میرے نزدیک یہ دونوں اسناد مستند ہیں' جو ابواسحٰق کے حوالے سے منقول ہیں' اس بات کا احتمال موجود ہے: یہ دونوں ان کے حوالے سے منقول ہوں۔

شرح

سونا اور چاندی کی زکوٰۃ کا مسئلہ

اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اتفاق ہے کہ سونا، چاندی اور دراہم میں زکوٰۃ فرض ہے۔ سونا اور چاندی خواہ کسی بھی شکل میں ہوں وہ زیورات ہوں، برتن ہوں یا ڈلی وغیرہ۔ سونا ساڑھے سات تولے، چاندی ساڑھے باون تولے یا دوسو دراہم ہوں اور ان پر حولان حول کی شرط بھی پائی جائے تو زکوٰۃ فرض ہے۔ ان میں زکوٰۃ کی ادائیگی کے حوالہ سے مزید ایک شرط پیش نظر رکھی جائے گی کہ مالک نے کسی کا قرضہ نہ ادا کرنا ہو۔ اگر سونا یا چاندی یا دراہم کے برابر اس پر قرضہ ہو تو زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔

سوال: حدیث باب میں صرف چاندی کا ذکر ہے جبکہ عنوان باب میں سونا اور چاندی دونوں کا ذکر ہے تو اس طرح ترجمۃ الباب میں مطابقت نہ رہی؟

جواب: بیشک حدیث باب میں سونا کا ذکر نہیں صرف چاندی کا ذکر ہے جبکہ عنوان میں دونوں کو بیان کیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے چونکہ چاندی کی طرح سونا بھی ثمنی دھات ہے، لہٰذا ایک کے ضمن میں دوسرے کا ذکر بھی آ گیا۔

غلام اور باندی کی زکوٰۃ کا مسئلہ: غلام رکھنے کے دو مقاصد ہو سکتے ہیں: (۱) خدمت کے لیے۔ (۲) دیگر اموال کی طرح بغرض تجارت۔ آئمہ فقہ کا اس بات میں اجماع ہے کہ وہ غلام یا کنیز جو خدمت کی غرض سے رکھے ہوں، ان کی زکوٰۃ نہیں ہے۔ البتہ

ان کا صدقہ فطر ادا کرنا ہوگا۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک غلام یا کنیز مسلم ہوں یا غیر مسلم بہرحال ان کا صدقہ فطر ادا کرنا ہے۔ آئمہ ثلاثہ کا مؤقف ہے کہ غلام یا کنیز مسلم ہو تو صدقہ فطر واجب ہے ورنہ نہیں۔ اس مسئلہ میں بھی تمام آئمہ کا اتفاق ہے کہ تجارت کی غرض سے رکھے گئے غلاموں اور کنیزوں کی زکوٰۃ واجب ہے۔ ان کی زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ کار یہ ہے کہ ان کی قیمت لگا کر چالیسواں حصہ بطور زکوٰۃ دیا جائے گا۔

گھوڑوں کی زکوٰۃ کا مسئلہ: گھوڑے رکھنے کے تین مقاصد ہو سکتے ہیں: (۱) سواری کی غرض سے یا بار برداری کے لیے۔ (۲) تجارت کی غرض سے۔ (۳) تناسل یعنی افزائش نسل کے لیے۔ جو گھوڑے سواری یا بار برداری کے لیے ہوں، ان پر بالاجماع زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ اسی طرح جو گھوڑے تجارتی مقاصد کے لیے ہوں ان پر بالاجماع زکوٰۃ واجب ہے۔ البتہ وہ گھوڑے جو تناسل یا افزائش نسل کے لیے ہوں، تو ان کے بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ ان پر زکوٰۃ واجب ہے۔ آپ کے مؤقف میں قدرے تفصیل ہے کہ اگر کسی کے ہاں گھوڑے اور گھوڑیاں دونوں اقسام ہوں تو ان میں زکوٰۃ واجب ہے۔ صرف گھوڑیاں ہوں تو اس بارے میں آپ کے دو قول ہیں: (۱) زکوٰۃ واجب ہے۔ (۲) زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ پہلا قول ارجح ہے کیونکہ دوسرے شخص سے گھوڑا لے کر عمل تناسل کی خدمات حاصل کی جاسکتی ہیں۔ اگر کسی کے پاس صرف گھوڑے ہوں تو اس میں بھی آپ کے دو قول ہیں: (۱) زکوٰۃ واجب ہے۔ (۲) زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ دوسرا قول راجح ہے۔ آپ کی دلیل حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا وہ تاریخ فیصلہ ہے جو انہوں نے صحابہ کی مشاورت کے بعد کیا تھا۔ اس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ اہل عرب کے ہاں صرف دو مقاصد کے لیے گھوڑے رکھے جاتے تھے: (۱) سواری یا بار برداری کے لیے۔ (۲) تجارت کی غرض سے لیکن تناسل کے مقصد کے لیے نہیں۔ دور فاروقی میں جب فتوحات اسلام کا دائرہ وسیع ہوا تو ایران، عراق اور شام وغیرہ ممالک اسلامی حکومت میں شامل ہو گئے تو گھوڑوں کی افزائش نسل کا سلسلہ شروع ہوا۔ ایسے گھوڑوں کے حوالے سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے مسئلہ دریافت کیا گیا تو آپ نے صحابہ کی مشاورت کے بعد ان پر زکوٰۃ واجب قرار دی جو ہر گھوڑے پر ایک دینار تھی۔

آئمہ ثلاثہ اور صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑوں اور غلاموں کی زکوٰۃ معاف فرمائی ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جمہور کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ حدیث باب خاص ہے کیونکہ اس میں ان گھوڑوں اور غلاموں کا ذکر ہے جو سواری، بار برداری اور یا خدمت کی غرض سے رکھے ہوں۔ جو گھوڑے تجارت کے لیے ہوں جمہور کے نزدیک بھی ان میں زکوٰۃ واجب ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ زَكٰوةِ الْإِبِلِ وَالْغَنَمِ

باب 4: اونٹ اور بکریوں کی زکوٰۃ

564 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ الْبَغْدَادِيُّ وَاِبْرَاهِيْمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْهَرَوِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ كَامِلٍ

الْمَرْوَزِيُّ الْمَعْنٰى وَاحِدٌ قَالُوْا حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ كِتَابَ الصَّدَقَةِ فَلَمْ يُخْرِجْهُ اِلٰى عُمَّالِهٖ حَتّٰى قُبِضَ فَقَرَنَهٗ بِسَيْفِهٖ فَلَمَّا قُبِضَ عَمِلَ بِهٖ اَبُوْ بَكْرٍ حَتّٰى قُبِضَ وَعُمَرُ حَتّٰى قُبِضَ وَكَانَ فِيْهِ فِيْ خَمْسٍ مِّنَ الْاِبِلِ شَاةٌ وَّفِيْ عَشْرٍ شَاتَانِ وَفِيْ خَمْسَ عَشَرَةَ ثَلَاثُ شِيَاهٍ وَّفِيْ عِشْرِيْنَ اَرْبَعُ شِيَاهٍ وَّفِيْ خَمْسٍ وَّعِشْرِيْنَ بِنْتُ مَخَاضٍ اِلٰى خَمْسٍ وَّثَلَاثِيْنَ فَاِذَا زَادَتْ فَفِيْهَا ابْنَةُ لَبُوْنٍ اِلٰى خَمْسٍ وَّاَرْبَعِيْنَ فَاِذَا زَادَتْ فَفِيْهَا حِقَّةٌ اِلٰى سِتِّيْنَ فَاِذَا زَادَتْ فَجَذَعَةٌ اِلٰى خَمْسٍ وَّسَبْعِيْنَ فَاِذَا زَادَتْ فَفِيْهَا ابْنَتَا لَبُوْنٍ اِلٰى تِسْعِيْنَ فَاِذَا زَادَتْ فَفِيْهَا حِقَّتَانِ اِلٰى عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ فَاِذَا زَادَتْ عَلٰى عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ فَفِيْ كُلِّ خَمْسِيْنَ حِقَّةٌ وَّفِيْ كُلِّ اَرْبَعِيْنَ ابْنَةُ لَبُوْنٍ وَّفِي الشَّاءِ فِيْ كُلِّ اَرْبَعِيْنَ شَاةً شَاةٌ اِلٰى عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ فَاِذَا زَادَتْ فَشَاتَانِ اِلٰى مِائَتَيْنِ فَاِذَا زَادَتْ فَثَلَاثُ شِيَاهٍ اِلٰى ثَلَاثِ مِائَةِ شَاةٍ فَاِذَا زَادَتْ عَلٰى ثَلَاثِ مِائَةِ شَاةٍ فَفِيْ كُلِّ مِائَةِ شَاةٍ شَاةٌ ثُمَّ لَيْسَ فِيْهَا شَيْءٌ حَتّٰى تَبْلُغَ اَرْبَعَ مِائَةٍ وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَّلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ مَخَافَةَ الصَّدَقَةِ وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيْطَيْنِ فَاِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بِالسَّوِيَّةِ وَلَا يُؤْخَذُ فِي الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ وَّلَا ذَاتُ عَيْبٍ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ اِذَا جَآءَ الْمُصَدِّقُ قَسَّمَ الشَّاءَ اَثْلَاثًا ثُلُثٌ خِيَارٌ وَّثُلُثٌ اَوْسَاطٌ وَّثُلُثٌ شِرَارٌ وَّاَخَذَ الْمُصَدِّقُ مِنَ الْوَسَطِ وَلَمْ يَذْكُرِ الزُّهْرِيُّ الْبَقَرَ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ وَبَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ وَاَبِيْ ذَرٍّ وَّاَنَسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ عَامَّةِ الْفُقَهَاءِ

اختلافِ روایت: وَقَدْ رَوٰى يُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَلَمْ يَرْفَعُوْهُ وَاِنَّمَا رَفَعَهٗ سُفْيَانُ بْنُ حُسَيْنٍ

◆◆ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے زکوٰۃ (کے احکام سے متعلق) تحریر لکھوائی آپ نے اسے اپنے عمال کو ابھی نہیں بھجوایا تھا کہ آپ کا وصال ہو گیا نبی اکرم ﷺ نے اسے اپنی تلوار کے ساتھ (میان میں) رکھا تھا جب نبی اکرم ﷺ کا وصال ہو گیا' تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس پر عمل کیا' یہاں تک کہ ان کا انتقال ہو گیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ زندگی بھر اس پر عمل کرتے رہے۔ اس میں یہ حکم تحریر تھا:

پانچ اونٹوں تک میں ایک بکری کی ادائیگی لازم ہے دس میں دو بکریوں کی ادائیگی لازم ہوگی۔ پندرہ میں تین بکریوں کی بیس میں چار بکریوں کی اور پچیس اونٹوں سے لے کر 35 اونٹوں تک میں ایک بنت مخاض کی ادائیگی لازم ہوگی' پھر جب وہ اس سے زیادہ

564- اخرجه البخاری (368/3) كتاب الزكاة: باب: "لا يجمع بين متفرق ولا يفرق بين مجتمع" تعليقا قال: "ويذكر عن سالم عن ابن عمر رضى الله عنهما عن النبى صلى الله عليه وسلم مثله اى مثل لفظ الباب" واخرجه ابو داؤد (490/1) كتاب الزكاة: باب: فى زكاة السائمة رقم (1568) وابن ماجه (573/1) كتاب الزكاة: باب: صدقة الابل رقم (1798) (577/1) كتاب الزكاة: باب: صدقة الغنم رقم (1805) واحمد (14/2)

ہوں تو 45 اونٹوں تک میں ایک بنت لبون کی ادائیگی لازم ہوگی اگر وہ اس سے زیادہ ہوں تو ساٹھ تک میں ایک ''حقہ'' کی ادائیگی لازم ہوگی اگر وہ اس سے زیادہ ہوں تو 75 تک میں ایک ''جذعہ'' کی ادائیگی لازم ہوگی اگر وہ اس سے زیادہ ہوں تو ان میں نوے تک میں دو بنت لبوں کی ادائیگی لازم ہوگی اگر وہ اس سے زیادہ ہوں تو ایک سو بیس تک میں دو ''حقہ'' کی ادائیگی لازم ہوگی اگر وہ ایک سو بیس سے زیادہ ہوں تو ہر پچاس میں ایک حقہ کی ادائیگی لازم ہوگی اور ہر چالیس میں ایک بنت لبون کی ادائیگی لازم ہوگی۔

بکریوں کے بارے میں حکم یہ ہے: ہر چالیس سے لے کر ایک سو بیس تک میں ایک بکری کی ادائیگی لازم ہوگی اگر وہ اس سے زیادہ ہوں تو دو سو تک میں دو بکریوں کی ادائیگی لازم ہوگی اگر وہ اس سے زیادہ ہوں تو تین سو تک میں تین بکریوں کی ادائیگی لازم ہوگی اگر وہ تین سو سے زیادہ ہوں تو ہر ایک سو بکریوں میں ایک بکری کی ادائیگی لازم ہوگی پھر ان میں مزید کوئی ادائیگی نہیں ہوگی یہاں تک کہ ان کی تعداد چار سو ہو جائے (زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے یا زکوٰۃ سے بچنے کے لیے) متفرق مال کو اکٹھا نہیں کیا جائے گا اور جمع مال کو الگ الگ نہیں کیا جائے گا۔

جو مال دو آدمیوں کی مشترکہ ملکیت ہو تو ان دونوں سے برابری کی سطح پر وصولی کی جائے گی زکوٰۃ میں کوئی بوڑھا یا عیب دار جانور وصول نہیں کیا جائے گا۔

زہری بیان کرتے ہیں: جب زکوٰۃ وصول کرنے والا شخص آئے تو وہ بکریوں کو تین حصوں میں تقسیم کر دے گا ایک حصہ بہترین جانوروں پر مشتمل ہوگا ایک درمیانہ درجے کے جانوروں پر مشتمل ہوگا اور ایک خراب جانوروں پر مشتمل ہوگا زکوٰۃ وصول کرنے والا شخص درمیانی درجے کے جانوروں کو وصول کرلے گا۔

زہری نے گائے کے بارے میں کوئی بات بیان نہیں کی۔

اس بارے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بہز بن حکیم کی ان کے والد کے حوالے سے ان کے دادا سے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔

عام فقہاء کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا۔

یونس بن یزید اور دیگر راویوں نے زہری کے حوالے سے سالم کے حوالے سے اس حدیث کو نقل کیا ہے اور انہوں نے اس کو ''مرفوع'' روایت کے طور پر نقل نہیں کیا ہے۔

سفیان بن حسین نامی راوی نے اس روایت کو ''مرفوع'' روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

شرح

اونٹوں اور بکریوں کی زکوٰۃ کا مسئلہ

حدیث باب میں اونٹوں اور بکریوں کی زکوٰۃ کے احکام ومسائل بیان کیے گئے ہیں جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

ایک سو بیس اونٹ تک تمام آئمہ فقہ کا اتفاق ہے کہ پانچ سے کم اونٹ میں زکوٰۃ نہیں البتہ پانچ اونٹ میں ایک بکری، دس میں

دو بکریاں، پندرہ میں تین بکریاں، بیس میں چار بکریاں، پچیس میں بنت مخاض (ایک سال کی اونٹنی)، چھتیس میں بنت لبون (دو سال کی اونٹنی)، چھیالیس میں ایک حقہ (تین سال کی اونٹنی)، اکسٹھ میں ایک جذعہ (چار سال کی اونٹنی)، چھہتر میں دو بنت لبون، اکانویں میں دو حقے بطور زکوٰۃ دیے جائیں گے ایک سو بیس تک۔

جب اونٹوں کی تعداد ایک سو بیس سے زائد ہو جائے تو اس میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱-حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ استیناف کی دو اقسام ہیں: (۱) ایک سو بیس اونٹ سے ایک سو پچاس اونٹ تک ہے۔ اس کی تفصیل قدرے یوں ہے کہ ایک سو چوبیس تک دو حقے ہیں، ایک سو پچیس میں دو حقے اور ایک بکری، ایک سو تیس میں دو حقے اور دو بکریاں، ایک سو پینتیس میں دو حقے اور تین بکریاں، ایک سو چالیس میں دو حقے اور چار بکریاں، ایک سو پینتالیس میں دو حقے اور ایک بنت مخاض۔ ایک سو پچاس اونٹ میں بطور زکوٰۃ تین حقے دیے جائیں گے۔ (۲) اس میں ہر پچاس میں آغاز کی طرح زکوٰۃ واجب ہوگی مثال کے طور پر ایک سو پچپن اونٹ میں تین حقے اور ایک بکری، ایک سو ساٹھ میں تین حقے اور دو بکریاں، ایک سو پینسٹھ میں تین حقے اور تین بکریاں، ایک سو ستر میں تین حقے اور چار بکریاں، ایک سو پچھتر میں تین حقے اور ایک بنت مخاض، ایک سو چھیاسی میں تین حقے اور ایک بنت لبون، ایک سو چھیانویں اونٹوں میں چار حقے بطور زکوٰۃ دیے جائیں گے۔ اب پھر نیا استیناف ہوگا۔ دو سو اونٹ میں چار حقے، دو سو پانچ میں چار حقے ایک بکری، دو سو دس میں چار حقے دو بکریاں۔ علی ھذا القیاس غیر متناہی سلسلہ جاری رہے گا۔

آپ نے اپنے مؤقف پر حضرت حماد رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت سے استدلال کیا ہے: **ان تبلغ عشرين ومائة فاذا كانت اكثر من ذلك ففي كل خمسين حقة ومافضل فانه يعاد الى اول فريضة من الابل وما كان اقل من خمس وعشرين ففيه الغنم في كل خمس ذودشاة**۔ (سنن نسائی جلد دوم ص ۲۱۸)

۲-حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ ایک سو بیس اونٹ سے لے کر ایک سو انتیس تک دو حقے ہیں جو اکانویں میں واجب ہوئے تھے، جب اونٹوں کی تعداد ایک سو تیس ہو جائے تو اس اصول کے مطابق زکوٰۃ کی مقدار تبدیل ہوگی، وہ یوں کہ ہر چالیس اونٹوں میں ایک بنت لبون جبکہ ہر پچاس اونٹ میں ایک حقہ بطور زکوٰۃ دیا جائے گا۔ یہی ضابطہ غیر متناہی تک جاری رہے گا۔ اس لیے کہ آپ کے ہاں جب اونٹوں کی تعداد ایک سو تیس ہو جائے تو اس میں ایک حقہ دو بنت لبون، ایک سو چالیس میں دو حقے ایک بنت لبون، ایک سو پچاس میں تین حقے، ایک سو ساٹھ میں چار بنت لبون، ایک سو ستر میں ایک حقہ اور تین بنت لبون بطور زکوٰۃ دیے جائیں گے۔ آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: **فاذا زادت على مائة وعشرين ففي كل اربعين بنت لبون وفي كل خمسين حقة** (امام ابوجعفر طحاوی جلد ثانی ص ۳۴۸) اس روایت میں زیادت سے زیادت متعارفہ مراد ہے یعنی جس پر حساب کرنا ممکن ہو وہ دس کی زیادتی ہے۔ ایک سو بیس کے بعد پہلی تبدیلی ایک سو تیس کی تعداد پر ہوگی جس کا اصول یہ ہوگا کہ ہر چالیس کی تعداد میں بنت لبون اور ہر پچاس اونٹوں کی تعداد میں ایک حقہ بطور زکوٰۃ واجب ہوگا۔

۳-حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے مطابق ہے۔ البتہ تھوڑا سا فرق ہے جو یہ ہے: جب اونٹوں کی تعداد ایک سو اکیس ہو جائے تو ایک سو انتیس تک تین بنت لبون بطور زکوٰۃ دیے جائیں

گے۔انہوں نے حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل سے استدلال کیا ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: اونٹوں کی تعداد جب چالیس سے کم ہوتو آپ مفہوم مخالف کو پیش نظر رکھتے ہیں،اس طرح آپ: **ففی کل اربعین بنت لبون وفی کل خمسین حقة** کا مفہوم مخالف یہ ہوسکتا ہے کہ چالیس سے کم کی تعداد میں زکوٰۃ بالکل نہ ہو جبکہ ہمارے نزدیک: **فانه یعاد الی اول فریضة** سے منطوق مراد ہے۔یہ اصول ہے کہ منطوق اور مفہوم مخالف میں تعارض آ جائے تو منطوق کو ترجیح حاصل ہوتی ہے۔

بکریوں کا نصاب اوران کی زکوٰۃ کا مسئلہ

چالیس سے کم بھیڑ بکریوں میں زکوٰۃ نہیں ہے۔جب ان کی تعداد چالیس تک پہنچ جائے تو اسے چھوٹا ریوڑ تسلیم کیا گیا ہے جس کی زکوٰۃ ایک بکری ہے۔جب ان کی تعداد تین چالیسوں یعنی ایک سوبیس کو پہنچ جائے تو اسے بڑا ریوڑ تسلیم کیا گیا ہے۔ایک سو اکیس سے لے کر دوسو کی تعداد تک دو بکریاں بطور زکوٰۃ دی جائیں گی۔جب بکریوں کی تعداد دوسوایک ہو جائے تو تین بکریاں بطور زکوٰۃ پیش کی جائیں گی۔بعدازاں اصول یہ ہے کہ ہر سیکڑہ پر ایک بکری بطور زکوٰۃ دی جائے گی۔پھر قائدہ کی تطبیق میں فقہاء کا اختلاف ہے۔آئمہ اربعہ کا مؤقف ہے سیکڑہ مکمل ہونے پر فریضہ تبدیل ہوگا۔اس طرح ان کے نزدیک دوسوایک سے تین سوایک پر سیکڑہ پورا ہوگا صرف تین سو پر پورا نہیں ہوگا۔بعدازاں اسی قاعدہ کے مطابق چارسو پر چار اور پانچ سو تعداد ہونے پر پانچ بکریاں واجب ہوں گی۔علامہ حسن بن حی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ سیکڑہ شروع ہونے پر فریضہ تبدیل ہوگا۔ان کے ہاں دوسوایک کے بعد تین سوایک پر فریضہ تبدیل ہوگا اور بطور زکوٰۃ چار بکریاں دی جائیں گی۔پھر بعدازاں چارسوایک سے پانچ سوایک میں چھ بکریاں واجب ہوں گی۔بعدازاں **قس علی هذا**۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ زَكٰوةِ الْبَقَرِ

باب 5: گائے کی زکوٰۃ

565 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْمُحَارِبِيُّ وَاَبُوْ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ عَنْ خُصَيْفٍ عَنْ اَبِیْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: فِیْ ثَلَاثِيْنَ مِنَ الْبَقَرِ تَبِيْعٌ اَوْ تَبِيْعَةٌ وَّفِیْ كُلِّ اَرْبَعِيْنَ مُسِنَّةٌ وَّفِی الْبَابِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ

اختلافِ سند: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰكَذَا رَوَاهُ عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ عَنْ خُصَيْفٍ وَّعَبْدُ السَّلَامِ ثِقَةٌ حَافِظٌ وَّرَوٰى شَرِيْكٌ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ خُصَيْفٍ عَنْ اَبِیْ عُبَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَبِيْهِ

◄► حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: تیس گائے (یا بیل) میں ایک تبیع یا تبیعہ (ایک سال کا بچھڑا) کی ادائیگی لازم ہوگی ہر چالیس میں ایک ''مسنہ'' (دوسال کی گائے) کی ادائیگی لازم ہوگی۔

565- اخرجه ابن ماجه (577/1) كتاب الزكاة: باب: صدقة البقر رقم (1804) واحمد (411/1)

اس بارے میں حضرت معاذ بن جبل سے حدیث منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) عبدالسلام بن حرب نے خصیف کے حوالے سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

عبدالسلام نامی راوی ثقہ ہے اور حافظ ہے۔

شریک نامی راوی نے اس حدیث کو خصیف کے حوالے سے ابوعبیدہ کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے حضرت عبد اللہ (بن مسعود رضی اللہ عنہ) سے نقل کیا ہے۔

ابوعبیدہ بن عبداللہ نے اپنے والد سے احادیث کا سماع نہیں کیا ہے۔

566 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ

متنِ حدیث: بَعَثَنِى النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْيَمَنِ فَاَمَرَنِىْ اَنْ اٰخُذَ مِنْ كُلِّ ثَلَاثِيْنَ بَقَرَةً تَبِيْعًا اَوْ تَبِيْعَةً وَّمِنْ كُلِّ اَرْبَعِيْنَ مُسِنَّةً وَّمِنْ كُلِّ حَالِمٍ دِيْنَارًا اَوْ عِدْلَهٗ مَعَافِرَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

اختلافِ روایت: وَّرَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا اِلَى الْيَمَنِ فَاَمَرَهٗ اَنْ يَّاْخُذَ وَهٰذَا اَصَحُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ هَلْ يَذْكُرُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ شَيْئًا قَالَ لَا

◆◆ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے مجھے یمن بھیجا' تو آپ نے مجھے ہدایت کی: میں ہر تیس گائے میں سے ایک تبیع یا تبیعہ (ایک سال کا بچھڑا یا بچھڑی) وصول کروں اور ہر چالیس (گائے یا بیل) میں سے ایک مسنہ (دو سال کی گائے) وصول کروں اور ہر جوان (بالغ) آدمی سے ایک دینار یا اس کے برابر کپڑا وصول کروں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن" ہے۔

بعض راویوں نے اس حدیث کو سفیان کے حوالے سے' اعمش کے حوالے سے' ابووائل کے حوالے سے' مسروق کے حوالے سے نقل کیا ہے: نبی اکرم ﷺ نے جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ اس طرح وصولی کریں۔

(امام ترمذی بیان کرتے ہیں) یہ روایت زیادہ مستند ہے۔

566-اخرجه ابو داؤد (494/1) كتاب الزكاة: باب: في زكاة السائمة رقم (1576)' (183/2) كتاب الخراج والفئ والامارة: باب: في اخذ الجزية رقم (3038)' والنسائي (26/5) كتاب الزكاة: باب: زكاة البقر رقم (2451)' والدارمي (382/1) كتاب الزكاة: باب: زكاة البقر' واحمد (233/5) كلاهما عن عاصم والاعمش ليس فيه مسروق' واخرجه ابو داؤد (494/1) كتاب الزكاة: باب: في زكاة السائمة رقم (577)' (578)' (183/2) كتاب الخراج: باب: في اخذ الجزية رقم (3039)' والنسائي (25/5, 26) كتاب الزكاة: باب: زكاة البقر رقم (2450)' وابن ماجه (576/1) كتاب الزكاة: باب: صدقة البقر رقم (1803)' واحمد (230/5)' وابن خزيمة (19/4) رقم (2268) كلاهما شقيق بن مسلمة وابو وائل و ابراهيم عن مسروق فذكره۔

عمرو بن مرہ بیان کرتے ہیں: میں نے ابوعبیدہ نامی راوی سے دریافت کیا' کیا آپ کو حضرت عبداللہ کے حوالے سے کوئی حدیث یاد ہے' تو انہوں نے جواب دیا' نہیں۔

شرح

گائے کی زکوٰۃ کا مسئلہ

آئمہ فقہ کا اس مسئلہ میں اجماع ہے کہ تیس سے کم گائیوں میں زکوٰۃ نہیں ہے اور جب تعداد تیس تک پہنچ جائے تو ان میں ایک تبیعہ (گائے کا ایک سالہ بچہ) ہے۔ جب تعداد چالیس تک پہنچ جائے تو ان میں ایک مسنہ (گائے کا دو سالہ بچہ) ہے۔ بعد ازاں آئمہ ثلاثہ اور صاحبین کے مؤقف کے مطابق ساٹھ تک کوئی چیز واجب نہیں ہوگی۔ جب گائیوں کی تعداد ساٹھ تک پہنچ جائے تو ان میں دو تبیعہ واجب ہیں۔ اس کے بعد اصول یہ ہوگا کہ ہر تیس پر ایک تبیعہ جبکہ ہر چالیس میں ایک مسنہ واجب ہوگا مثال کے طور پر تعداد ستر ہونے پر ایک تبیعہ اور ایک مسنہ واجب ہوگا۔ جب تعداد اسی (۸۰) تک پہنچ جائے تو دو مسنہ واجب ہوں گے۔ تعداد نوے ہونے پر تین تبیعہ اور ایک سو دس ہونے پر دو تبیعہ اور ایک مسنہ واجب ہوگا۔ یاد رہے گائے اور بھینس دونوں کے احکام و مسائل یکساں ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ کَرَاهِیَةِ اَخْذِ خِیَارِ الْمَالِ فِی الصَّدَقَةِ

باب 6: زکوٰۃ میں بہترین مال وصول کرنا مکروہ ہے

567 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ کُرَیْبٍ حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ حَدَّثَنَا زَکَرِیَّا بْنُ اِسْحٰقَ الْمَکِّیُّ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَیْفِیٍّ عَنْ اَبِیْ مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا اِلَی الْیَمَنِ فَقَالَ لَهٗ اِنَّكَ تَاْتِیْ قَوْمًا اَهْلَ کِتَابٍ فَادْعُهُمْ اِلٰی شَهَادَةِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَیْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِی الْیَوْمِ وَاللَّیْلَةِ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَیْهِمْ صَدَقَةً فِیْ

567– اخرجه البخاری (377/3) کتاب الزکاة: باب: لا توخذ کرائم اموال الناس فی الصدقة رقم (1458)' و (418/3) کتاب الزکاة: باب: اخذ الصدقة من الاغنیاء و ترد الی الفقراء' رقم (1496)' (621/7, 622) کتاب المغازی: باب: بعث ابی موسی و معاذ الی الیمن قبل حجة الوداع' رقم (4347)' و (359/13) کتاب التوحید: باب: ماجاء فی دعاء النبی صلی اللہ علیه وسلم امته الی توحید اللہ تبارك و تعالی رقم (7371)' و مسلم (163/1:166) کتاب الایمان: باب: الدعاء الی الشهادتین و شرائع الاسلام رقم (19/29)' وابو داؤد (498/1) کتاب الزکاة: باب: فی زکاة السائمة رقم (1584)' والنسائی (2/5) کتاب الزکاة: باب: وجوب الزکاة رقم (2435)' وابن ماجه (568/1) کتاب الزکاة: باب: فرض الزکاة' رقم (1783)' وابن خزیمة (23/4) رقم (2275)' (58/4) رقم (2346)' واحمد (233/1) والدارمی (379/1) کتاب الزکاة: باب: فی فضل الزکاة۔

اَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ عَلٰى فُقَرَائِهِمْ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاِيَّاكَ وَكَرَائِمَ اَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ الصُّنَابِحِيِّ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَاَبُوْ مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ اسْمُهٗ نَافِذٌ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو ارشاد فرمایا: تم اہلِ کتاب لوگوں کے پاس جارہے ہو' تو تم انہیں اس بات کی گواہی کی دعوت دینا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں' اگر وہ اس بارے میں تمہاری بات مان لیں' تو تم انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر روزانہ پانچ نمازیں فرض کی ہیں' اگر وہ اس بارے میں بھی تمہاری بات مان لیں' تو تم انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ان کے اموال کی زکوٰۃ فرض کی ہے' جو ان کے خوشحال لوگوں سے وصول کر کے ان کے غریب لوگوں کو دی جائے گی' اگر وہ اس بارے میں تمہاری بات مان لیں' تو تم لوگوں کے بہترین مال وصول کرنے سے بچنا اور مظلوم شخص کی بددعا سے بچنا' کیونکہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا۔

اس بارے میں حضرت صنابحی سے بھی حدیث منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

ابو معبد نامی راوی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام ہیں اور ان کا نام ''نافذ'' ہے۔

شرح

بطور زکوٰۃ اعلیٰ مال وصول کرنے کی ممانعت

جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا گورنر بنا کر روانہ فرمایا تو آپ نے انہیں چند خصوصی ہدایات جاری فرمائیں' جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- اہل کتاب کو دعوت اسلام: قرآن وسنت کی تعلیمات کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں، آپ کا دین آخری دین، آپ کی کتاب آخری کتاب ہدایت اور آپ کی امت آخری امت ہے۔ آپ کی تشریف آوری سے سابقہ تمام ادیان منسوخ ہو چکے ہیں حتیٰ کہ وہ پیغمبر جو آپ سے متصل گزرے ہیں، وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں، ان کا دین بھی منسوخ ہو چکا ہے۔ لہٰذا تمام لوگوں کو بالخصوص یمن کے اہل کتاب کو دعوت اسلام دیں اور ان کی کامیابی اسی دین کو قبول کرنے میں ہو سکتی ہے۔

۲- احکام دین میں تدریج: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دوسری ہدایت یہ جاری کی گئی کہ اہل یمن پر اسلامی احکام یکبارگی نہیں بلکہ بتدریج نافذ کریں تاکہ ان کے لیے آسانی پیدا ہو اور وہ اسلام کی طرف رغبت کریں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر ان پر تدریج کے اصول سے ہٹ کر احکام نافذ ہوں گے تو ممکن ہے کہ وہ انہیں قبول کرنے سے انکار کر دیں۔ خواہ اہل کتاب توحید باری تعالیٰ کے قائل ہیں لیکن رسالت محمدی کے منکر ہیں۔ جب وہ توحید کے ساتھ رسالت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلیم کر لیں تو انہیں دیگر

افکار واعمال کی بھی بتدریج تبلیغ کریں تا کہ حقائق سمجھنے میں آسانی پیدا ہو۔

۳- نماز کے دو پہلو: تیسری ہدایت یہ ہے کہ جب اہل یمن توحید ورسالت کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے تسلیم کرلیں تو انہیں ایک دن میں پانچ نمازوں کی تعلیم دیں۔ نماز کے دو پہلو ہیں ایک آسانی کا کہ کوئی دولت خرچ کیے بغیر ادا کی جاتی ہے اور دوسرا پہلو دشواری کا بھی ہے کہ ایک دن میں پانچ نمازیں ادا کرنا مشکل و دشوار ہے۔ نماز خود بخود اپنے لیے آسانی پیدا کر لیتی ہے کہ جو شخص توحید ورسالت کو تسلیم کرلیتا ہے، وہ اس بات پر بھی غور کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو مقدس دین لے کر آئے ہیں اس کے کچھ عملی تقاضے بھی ہیں۔ اس میں کم از کم نماز تو ضرور ہوگی جو سابقہ تمام ادیان میں زندہ و پائندہ رہی ہے۔

۴- زکوٰۃ کا نفاذ اوراس کی وصولی: اہل یمن جب نماز جیسی عبادت کو تسلیم کرتے ہوئے اسے عملی طور پر اختیار کرلیں تو انہیں زکوٰۃ کی ادائیگی کی ترغیب وتلقین کریں۔ وہ یہ ہے کہ اہل ثروت پر سال میں ایک مرتبہ زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہے۔ اس کے ادا کرنے میں ان لوگوں کا ہی فائدہ ہے کہ اغنیاء سے وضع کر کے فقراء میں تقسیم کردی جائے۔ نماز کی طرح زکوٰۃ کے بھی دو پہلو ہیں۔ ایک آسانی کا کہ یہ نماز کی طرح روزانہ نہیں دینی پڑتی بلکہ صرف اہل ثروت سال میں ایک بار ادا کر کے فارغ ہو جاتے ہیں۔ دوسرا پہلو دشواری کا بھی ہے، کہ انسان کے دل میں مال کی محبت اولاد جیسی ہے۔ اس طرح اس کا ادا کرنا دشوار بھی ہے۔ جو لوگ اصلاح عقائد و اعمال کر لیتے ہیں، ان کے لیے زکوٰۃ ادا کرنا مشکل نہیں ہے کیونکہ ان کا مقصد حیات اللہ تعالیٰ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنا ہوتا ہے۔

زکوٰۃ کی وصولی میں اس پہلو کو ہمیشہ پیش نظر رکھا جائے کہ اعلیٰ وعمدہ قسم کا مال وصول نہ کیا جائے کہ لوگوں پر زیادتی ہو اور نہ ادنیٰ درجہ کا مال وضع کیا جائے کہ فقراء ومساکین اور بیوگان کی حق تلفی ہو بلکہ اس سلسلے میں میانہ روی اختیار کی جائے جس میں سب کی بہتری ہے۔

۵- ظلم وستم سے اجتناب: جب لوگ اصلاح اعمال کرتے ہوئے نماز اور زکوٰۃ جیسی عبادات کو قبول کرلیں تو ان کے حقوق کو پیش نظر رکھتے ہوئے عدل وانصاف کو کسی معاملہ میں بھی نظر انداز نہ کیا جائے۔ اس لیے کہ عدل وانصاف ترک کرنے سے ظلم وستم کی فضاء قائم ہو جاتی ہے۔ جس سرزمین میں عدل وانصاف ختم کر کے ظلم وستم اختیار کیا جائے وہ حکومت کی ناکامی وخاتمہ کا باعث بن سکتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مظلوم کی دعا اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ صَدَقَةِ الزَّرْعِ وَالتَّمْرِ وَالْحُبُوْبِ

7- کھیت، پھل اور غلے کی زکوٰۃ کا بیان

568 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ وَّلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ صَدَقَةٌ وَّلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ صَدَقَةٌ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ وَشُعْبَةُ وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيثِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسٰى: حَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْهُ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ وَالْوَسْقُ سِتُّونَ صَاعًا وَخَمْسَةُ أَوْسُقٍ ثَلَاثُ مِائَةِ صَاعٍ وَصَاعُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسَةُ أَرْطَالٍ وَثُلُثٌ وَصَاعُ أَهْلِ الْكُوفَةِ ثَمَانِيَةُ أَرْطَالٍ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ وَالْأُوقِيَّةُ أَرْبَعُونَ دِرْهَمًا وَخَمْسُ أَوَاقٍ مِائَتَا دِرْهَمٍ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ يَعْنِي لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسٍ مِنَ الْإِبِلِ فَإِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا وَعِشْرِينَ مِنَ الْإِبِلِ فَفِيهَا بِنْتُ مَخَاضٍ وَفِيمَا دُونَ خَمْسٍ وَعِشْرِينَ مِنَ الْإِبِلِ فِي كُلِّ خَمْسٍ مِنَ الْإِبِلِ شَاةٌ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: پانچ سے کم اونٹوں میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی' پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی اور پانچ وسق سے کم غلے میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما' حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

اسی طرح کی ایک اور روایت ایک اور سند کے ہمراہ' حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابوسعید سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یہ روایت دیگر حوالوں سے بھی ان سے منقول ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا' یعنی پانچ وسق سے کم (اناج) پر زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی۔

ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے۔

پانچ وسق تین سو صاع کے برابر ہوں گے۔

اہلِ کوفہ کا ایک صاع آٹھ رطل کا ہوتا ہے۔

اسی طرح پانچ اوقیہ سے کم (چاندی) میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی۔

ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے' اور پانچ اوقیے دو سو درہم کے ہوں گے۔

568- اخرجہ البخاری (3/318-319) کتاب الزکاۃ: باب: ما ادی زکاتہ لیس بکنز رقم (1405) واطرافہ فی (1447-1459-1484) ومسلم (2/673) کتاب الزکاۃ: باب: رقم (1, 2, 3, 4, 5, 979/5, -980/6) وابو داؤد (1/487) کتاب الزکاۃ: باب: ما تجب فیہ الزکاۃ رقم (1558 -1559) والنسائی (5/17, 18) کتاب الزکاۃ: باب: زکاۃ الابل' رقم (2445-2446) وابن خزیمۃ (4/17) رقم (2263) ومالک فی "الموطا" (1/244) کتاب الزکاۃ: باب: ما تجب فیہ الزکاۃ رقم (2) واحمد (3/6 -60 -73) والدارمی (1/384) کتاب الزکاۃ: باب: مالا یجب فیہ الصدقۃ من الحبوب- والحمیدی (2/322) رقم (735)-

اسی طرح پانچ اونٹوں سے کم میں ادائیگی لازم نہیں ہوتی، یعنی اگر اونٹوں کی تعداد پانچ سے کم ہو تو اس میں زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی، جب ان کی تعداد پچیس ہو جائے تو ان میں ایک بنت مخاض کی ادائیگی لازم ہوتی ہے اور اگر ان کی تعداد پچیس سے کم ہو تو ہر پانچ اونٹوں میں ایک بکری کی ادائیگی لازم ہوگی۔

شرح

زکوٰۃ کے احکام

سونا، چاندی اور نقدی کی طرح باغات اور زرعی پیداوار میں بھی زکوٰۃ ہے لیکن ان کے لیے لفظ ''عشر'' استعمال کیا جاتا ہے۔ زرعی زمین اگر نہری یا چاہی ہو تو اس کی پیداوار میں عشر ہے اور جب زمین بارانی ہو تو اس کی پیداوار میں نصف عشر (بیسواں حصہ) ہے۔

حدیث باب میں تین احکام بیان کیے گئے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- اونٹوں کا نصاب: لفظ ''ذود'' سے مراد دفع کرنا، دور کرنا۔ جو شخص پانچ اونٹوں کا مالک بن جاتا ہے، اس کی غربت ختم ہو جاتی ہے اور وہ صاحب نصاب و صاحب ثروت بن جاتا ہے۔ اس لفظ کا اطلاق تین سے دس اونٹوں پر ہوتا ہے۔ تمام آئمہ فقہ کا اس مسئلہ میں اجماع ہے کہ پانچ سے کم اونٹوں پر زکوٰۃ نہیں ہے اور جب تعداد پانچ ہو جائے تو زکوٰۃ واجب ہوگی۔

۲- چاندی کا نصاب: لفظ ''اواق'' اوقیۃ کی جمع ہے، اس کا اطلاق چاندی کے وزن پر ہوتا ہے۔ پانچ اوقیہ سے کم چاندی پر زکوٰۃ نہیں ہے، کیونکہ اس کا نصاب کم از کم پانچ اوقیہ ہے۔ ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے اور پانچ اوقیہ دو سو دراہم بنیں گے۔ آئمہ فقہ کا یہ اجماعی مسئلہ ہے۔

۳- پھلوں اور غلے کا نصاب: لفظ ''اوسق'' جمع ہے اور اس کا مفرد ''وسق'' ہے۔ اس کا اطلاق پھلوں اور غلوں کے پیمانہ پر ہوتا ہے۔ پانچ وسق سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے تو پانچ وسق تین سو صاع ہوئے۔ ایک صاع چار مد کا ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مد دو رطل کا ہوتا ہے۔ آئمہ ثلاثہ کے نزدیک ایک مد ایک رطل اور تہائی رطل کا ہوتا ہے۔ ایک عراقی رطل چار سو سات گرام کے وزن کا ہوتا ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مطابق ایک صاع تین کلو دو سو اکسٹھ گرام کا ہوتا ہے اور آئمہ ثلاثہ کے مؤقف کے مطابق ایک صاع دو کلو ایک سو تہتر گرام کا ہوتا ہے۔ احناف کے نزدیک ایک وسق ایک سو پچانوے کلو تین سو ساٹھ گرام کا ہوتا ہے جبکہ پانچ وسق نو سو چھہتر کلو آٹھ سو گرام کا ہوتا ہے جبکہ آئمہ ثلاثہ کے مطابق چھ سو اکیاون کلو نوے گرام کا ہوتا ہے۔

نصاب عشر میں مذاہب آئمہ

پھلوں اور غلہ میں وجوب عشر کے حوالے سے آئمہ فقہ کی مختلف آراء ہیں، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- آئمہ ثلاثہ اور صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ پھلوں اور غلوں میں وجوب عشر یا نصف عشر کے لیے دو شرائط ہیں: (۱) وہ کم از کم پانچ وسق یا اس سے زیادہ ہوں۔ (۲) وہ چیز ذخیرہ ہو سکتی ہو اور سال بھر میں خراب نہ ہو سکتی ہو۔ انہوں نے حدیث باب سے

استدلال کیا ہے۔

۲-حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ زمین سے پیدا ہونے والی ہر چیز میں عشر یا نصف عشر واجب ہے اور اس کے لیے کوئی شرط نہیں ہے۔ آئمہ ثلاثہ اور صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: (۱) اس حدیث میں زرعی پیداوار کی زکوٰۃ (عشر) کا ذکر نہیں ہے اور نہ اس کا نصاب بیان کیا ہے بلکہ مال تجارت کی زکوٰۃ بیان کی گئی ہے۔ وہ تجار جن کے پاس پانچ وسق غلہ ہو، ان پر زکوٰۃ فرض ہے کیونکہ غلہ کی یہ مقدار پانچ اوقیہ چاندی کی قیمت کے مساوی ہے۔ (۲) اس حدیث میں عشر کا بیان نہیں ہے بلکہ اس میں عریہ یعنی عطیہ کا ذکر ہے۔ دور رسالت میں یہ طریقہ تھا جب کوئی شخص اپنی زمین میں کوئی چیز بوتا تو زمین کا کچھ حصہ اپنے اقرباء یا احباب کے لیے مخصوص کر دیتا تھا۔ فصل تیار ہونے پر اس حصہ کی پیداوار اپنے اقرباء اور احباء کو مہیا کر دیتا تھا جو اس کی طرف سے ہدیہ یا عطیہ کہلاتا تھا۔ شریعت مطہرہ میں پانچ وسق سے کم میں عریہ (عطیہ) کی اجازت دی گئی ہے جبکہ پانچ وسق یا اس سے زائد میں اس کی اجازت نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب عامل زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے آئے گا تو اس کے لیے وضع زکوٰۃ میں مشکل پیش نہ آئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بَابُ مَا جَآءَ لَيْسَ فِي الْخَيْلِ وَالرَّقِيْقِ صَدَقَةٌ

باب 8- گھوڑے اور غلام میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی

569 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَمَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ وَشُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِىْ فَرَسِهٖ وَلَا فِىْ عَبْدِهٖ صَدَقَةٌ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِىْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّهٗ لَيْسَ فِي الْخَيْلِ السَّائِمَةِ صَدَقَةٌ وَّلَا فِي الرَّقِيْقِ اِذَا كَانُوْا لِلْخِدْمَةِ صَدَقَةٌ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنُوْا لِلتِّجَارَةِ فَاِذَا كَانُوْا لِلتِّجَارَةِ فَفِىْ اَثْمَانِهِمُ الزَّكَاةُ اِذَا حَالَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: مسلمان کے گھوڑے اور اس کے غلام میں اس پر زکوٰۃ لازم نہیں ہے۔

569- اخرجه البخاری (383/3) كتاب الزكاة: باب: ليس على المسلم فى فرسه صدقة رقم (1463) وطرفه فى (1464) و مسلم (670/2) كتاب الزكاة: باب: لا زكاة على المسلم فى عبده و فرسه (رقم 8 ,9 ,982/10) وابو داؤد (502/1) كتاب الزكاة: باب: صدقة الرقيق رقم (1595) والنسائى (36/5) كتاب الزكاة: باب: زكاة الرقيق رقم (2471 -2472) (35/5) كتاب الزكاة: باب: زكاة الخيل رقم (2467 -2468 -2469 -2470) وابن ماجه (579/1) كتاب الزكاة: باب: صدقة الخيل والرقيق رقم (1812)-

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا۔ ان حضرات کے نزدیک چرنے والے گھوڑے پر زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی اسی طرح غلام میں بھی زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی' جبکہ وہ خدمت کے لیے ہو' البتہ اگر وہ تجارت کے لیے ہو' تو حکم مختلف ہوگا' اگر وہ تجارت کے لیے ہوں' تو ایک سال گزر جانے کے بعد ان کی قیمت کے حساب سے زکوٰۃ کی ادائیگی لازم ہوگی۔

شرح

گھوڑوں اور غلاموں کی زکوٰۃ کا مسئلہ

تمام آئمہ فقہ کا اس بات میں اتفاق ہے کہ جو گھوڑے بار برداری یا خدمت کے لیے ہوں، ان میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ جو گھوڑے تجارت کے لیے ہوں، ان میں زکوٰۃ فرض ہے۔ وہ غلام جو خدمت کے لیے ہوں ان میں بھی زکوٰۃ نہیں ہے اور جو تجارت کی غرض سے ہوں ان میں زکوٰۃ واجب ہے۔ اس مسئلہ کی تفصیلی بحث گزشتہ ابواب کے ضمن میں آ چکی ہے۔ لہٰذا یہاں اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ زَکٰوةِ الْعَسَلِ

باب 9: شہد کی زکوٰۃ کا بیان

570 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى النَّيْسَابُوْرِيُّ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ اَبِیْ سَلَمَةَ التِّنِّيْسِيُّ عَنْ صَدَقَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ مُوْسَى بْنِ يَسَارٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: فِی الْعَسَلِ فِیْ كُلِّ عَشَرَةِ اَزُقٍّ زِقٌّ

فی الباب: وَفِی الْبَاب عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَاَبِیْ سَيَّارَةَ الْمُتَعِیِّ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ فِیْ اِسْنَادِهٖ مَقَالٌ وَّلَا يَصِحُّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ هٰذَا الْبَابِ كَبِيْرُ شَیْءٍ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهٖ يَقُوْلُ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ لَيْسَ فِی الْعَسَلِ شَیْءٌ وَّصَدَقَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ لَيْسَ بِحَافِظٍ

اختلافِ روایت: وَّقَدْ خُوْلِفَ صَدَقَةُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فِیْ رِوَايَةِ هٰذَا الْحَدِيْثِ عَنْ نَافِعٍ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے شہد کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا ہے: اس کی دس مشکوں میں سے ایک مشک کی (زکوٰۃ کے طور پر) ادائیگی لازم ہوگی۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' حضرت ابوسیارہ متعی اور حضرت عبداللہ بن عمرو سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث کی سند کے بارے میں کچھ کلام نہیں ہے۔
اس بارے میں نبی اکرم ﷺ سے مستند طور پر کوئی روایت منقول نہیں ہے۔
اکثر اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا۔
امام احمد اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہما نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔
بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: شہد پر زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی۔
صدقہ بن عبداللہ نامی راوی حافظ نہیں ہیں۔ اس روایت کو نافع کے حوالے سے نقل کرنے میں صدقہ نامی راوی سے اختلاف کیا گیا ہے۔

571 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ
آثارِ صحابہ: قَالَ سَأَلَنِي عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ صَدَقَةِ الْعَسَلِ قَالَ قُلْتُ مَا عِنْدَنَا عَسَلٌ نَتَصَدَّقُ مِنْهُ وَلٰكِنْ اَخْبَرَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ حَكِيمٍ اَنَّهُ قَالَ لَيْسَ فِي الْعَسَلِ صَدَقَةٌ فَقَالَ عُمَرُ عَدْلٌ مَرْضِيٌّ فَكَتَبَ اِلَى النَّاسِ اَنْ تُوضَعَ يَعْنِي عَنْهُمْ

نافع بیان کرتے ہیں: حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے شہد کی زکوٰۃ کے بارے میں دریافت کیا: تو میں نے کہا: ہمارے پاس شہد نہیں ہوتا تھا، جس کی ہم زکوٰۃ ادا کرتے، البتہ مغیرہ بن حکیم نے ہمیں یہ بتایا: شہد میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوگی تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ ایک عادل اور پسندیدہ شخص ہیں۔ پھر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں (یعنی اپنے سرکاری اہلکاروں) کو خط بھجوایا کہ اسے اٹھا دیا جائے۔ (یعنی لوگوں سے شہد کی زکوٰۃ وصول نہ کی جائے)۔

شرح

شہد کی زکوٰۃ کا مسئلہ

شہد میں عشر واجب ہے یا نہیں؟ جو شہد تجارت کے لیے ہو اس میں بالاجماع عشر واجب ہے جو شہد کھیت سے حاصل کیا جاتا ہے، اس میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ شہد میں عشر واجب ہے۔ ان کے دلائل یہ ہیں: (۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دس مشکیزوں میں ایک مشکیزہ عشر ہے۔ (۲) حضرت ابوسیارہ متعی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے شہد کی مکھیاں پال رکھی ہیں، آپ نے فرمایا: تم اس کا عشر ادا کرو۔ (ابن ماجہ، جلد اوّل ص ۱۳۱)

پھر دونوں اماموں کے مابین نصاب عشر کے حوالے سے قدرے اختلاف ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ شہد میں نصف عشر واجب نہیں ہوتا بلکہ پورا عشر واجب ہوتا ہے۔ خواہ شہد کثیر ہو یا قلیل اس کا عشر دیا جائے گا اور اس کا کوئی نصاب متعین نہیں ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ باقی اشیاء کی طرح شہد کا بھی نصاب ہے اور وہ

دس مشکیزے ہیں، دس مشکیزوں سے کم شہد میں عشر واجب نہیں ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ اس حدیث میں دس مشکیزوں کا نصاب مقرر کیا گیا ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ اس حدیث میں نصاب شہد کا ذکر نہیں ہے بلکہ حساب کا ذکر ہے کہ شہد میں نصف عشر نہیں ہے اس کے قلیل وکثیر میں پورا عشر واجب ہے۔

۲- حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک شہد میں عشر واجب نہیں ہے۔ ان کے ہاں کوئی ایسی روایت موجود نہیں ہے، جس سے اس کے وجوب پر استدلال کیا جا سکتا ہو۔ اگر کوئی روایت ہے تو اس سے وجوب عشر ثابت نہیں ہوتا۔

بَابُ مَا جَآءَ لَا زَكٰوةَ عَلَى الْمَالِ الْمُسْتَفَادِ حَتّٰى يَحُوْلَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ

باب 10: ''مال مستفاد'' پر اس وقت تک زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی جب تک اس پر ایک سال نہ گزر جائے

572 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ صَالِحٍ الطَّلْحِيُّ الْمَدَنِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنِ اسْتَفَادَ مَالًا فَلَا زَكٰوةَ عَلَيْهِ حَتّٰى يَحُوْلَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ عِنْدَ رَبِّهٖ

فی الباب: وَفِى الْبَاب عَنْ سَرَّاءَ بِنْتِ نَبْهَانَ الْغَنَوِيَّةِ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جس شخص نے کوئی مال حاصل کیا' تو اس پر اس وقت تک زکوٰۃ لازم نہیں ہوگی' جب تک اس پر ایک سال نہ گزر جائے۔

اس بارے میں سیّدہ سراء بنت نبہان رضی اللہ عنہا سے بھی حدیث منقول ہے۔

573 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

آثارِ صحابہ: قَالَ مَنِ اسْتَفَادَ مَالًا فَلَا زَكٰوةَ فِيْهِ حَتّٰى يَحُوْلَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ عِنْدَ رَبِّهٖ

آثارِ صحابہ: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَرَوٰى اَيُّوْبُ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَوْقُوْفًا وَّعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زَيْدِ ابْنِ اَسْلَمَ ضَعِيْفٌ فِى الْحَدِيْثِ ضَعَّفَهٗ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَّعَلِيُّ بْنُ الْمَدِيْنِيِّ وَغَيْرُهُمَا مِنْ اَهْلِ الْحَدِيْثِ وَهُوَ كَثِيْرُ الْغَلَطِ وَقَدْ رُوِىَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ لَّا زَكٰوةَ فِى الْمَالِ الْمُسْتَفَادِ حَتّٰى يَحُوْلَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ

مذاہبِ فقہاء: وَبِهٖ يَقُوْلُ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ وَّالشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ وقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِذَا كَانَ عِنْدَهٗ مَالٌ تَجِبُ فِيْهِ الزَّكَاةُ فَفِيْهِ الزَّكَاةُ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ عِنْدَهٗ سِوَى الْمَالِ الْمُسْتَفَادِ مَا تَجِبُ فِيْهِ الزَّكَاةُ لَمْ يَجِبْ عَلَيْهِ فِى الْمَالِ الْمُسْتَفَادِ زَكٰوةٌ حَتّٰى يَحُوْلَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ فَاِنِ اسْتَفَادَ مَالًا قَبْلَ اَنْ يَّحُوْلَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ

فَاِنَّهٗ يُزَكِّي الْمَالَ الْمُسْتَفَادَ مَعَ مَالِهِ الَّذِيْ وَجَبَتْ فِيْهِ الزَّكَاةُ وَبِهٖ يَقُوْلُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَاَهْلُ الْكُوْفَةِ

◄► حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جس شخص نے کوئی مال حاصل کیا' تو اس وقت تک زکوٰۃ لازم نہیں ہوگی' جب تک وہ مال ایک سال تک مال کے پاس نہ رہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم سے منقول روایت کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) اس حدیث کو ایوب' عبیداللہ اور دیگر راویوں نے نافع کے حوالے سے' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ''موقوف'' روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم نامی راوی علم حدیث میں ضعیف قرار دیئے گئے ہیں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بن حنبل' علی بن مدینی اور دیگر محدثین نے انہیں ضعیف قرار دیا ہے کیونکہ یہ بکثرت غلطی کرتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کے دیگر اصحاب رضی اللہ عنہم سے یہ بات روایت کی گئی ہے: مال میں اس وقت تک زکوٰۃ کی ادائیگی لازم نہیں ہوتی جب تک اس پر ایک سال نہ گزر جائے۔

امام مالک بن انس' امام شافعی' امام احمد بن حنبل اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہم نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: جب آدمی کے پاس ایسا مال موجود ہو جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی' تو اس میں زکوٰۃ کی ادائیگی لازم ہوگی اور اگر اس کے پاس اس مال کے علاوہ اور کوئی مال نہ ہو' تو اس مال مستفاد پر زکوٰۃ کی ادائیگی اس وقت لازم ہوگی جب اس پر ایک سال گزر جائے گا۔

اگر وہ شخص ایک سال گزرنے سے پہلے مزید مال حاصل کر لیتا ہے' تو وہ اس حاصل ہونے والے مال کی زکوٰۃ بھی اس مال کے ہمراہ ادا کرے گا' جس میں زکوٰۃ واجب ہوئی تھی۔

سفیان ثوری اور اہلِ کوفہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

شرح

''مالِ مستفاد'' پر وجوب زکوٰۃ کے لیے سال گزرنے کا مسئلہ

مالِ مستفاد سے مراد وہ مال ہے جو انسان کو دوران سال حاصل ہو جبکہ اس سے قبل مال نصاب اس کے پاس موجود ہو۔ کیا مال مستفاد کو پہلے نصاب سے ملا کر اس کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی یا نہیں؟ اس کی چار صورتیں ہیں' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- صاحب نصاب شخص کو دوران سال مالک نصاب سے بطور منافع مال مستفاد حاصل ہوا تو مال مستفاد کو مال نصاب سے ملا کر تمام مال کی زکوٰۃ واجب ہوگی مثلاً کسی شخص کے پاس پندرہ ہزار موجود تھے اور دوران سال اسے پانچ ہزار کا منافع ہوا' تو اس مال مستفاد کو اصل مال کے ساتھ ملا کر بیس ہزار روپے کی زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے۔ اس پر تمام آئمہ کا اتفاق ہے کہ پانچ ہزار پر الگ سے سال گزرنا ضروری نہیں ہے۔

۲- گورنمنٹ کی طرف سے رمضان المبارک میں زکوٰۃ وضع کی جاتی ہے۔ ایک شخص سال کے ابتدائی مہینوں میں صاحب

نصاب نہیں تھا، پھر دوران سال بطور ہدیہ یا بطور وراثت اسے پانچ اونٹ مل گئے۔ آئندہ رمضان المبارک میں اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی بلکہ سال مکمل ہونے پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ یہ مسئلہ بھی آئمہ فقہ کا اجماعی ہے۔

۳-صاحب نصاب کو دوران سال ایسا ''مال مستفاد'' ملا جو نصاب کی جنس سے نہ ہو مثلاً کسی شخص کے پاس پانچ اونٹ تھے اور دوران سال اسے چالیس بکریاں بھی مل گئیں تو تمام آئمہ فقہ کے نزدیک مال مستفاد کو نصاب کے ساتھ ملا کر تمام مال (اونٹوں اور بکریوں) سے زکوٰۃ نہیں دی جائے بلکہ بکریوں پر الگ سے حولان حول گزرنے پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

۴-کسی صاحب نصاب شخص کو دوران سال نصاب کی جنس سے بطور وراثت یا عطیہ مال ملا مثال کے طور پر اس کے پاس دس اونٹ موجود تھے پھر دوران سال اسے پانچ اونٹ بطور وراثت مل گئے یا کسی کے پاس پندرہ ہزار روپے موجود تھے جبکہ دوران سال پندرہ ہزار روپے بطور عطیہ اسے مزید مل گئے تو آیا زکوٰۃ ادا کرتے وقت ''مال مستفاد'' کو اصل مال سے ملا کر سب مال سے زکوٰۃ ادا کی جائے گی یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے مال مستفاد کو اصل مال سے ملا کر کل مال کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اس لیے کہ اصل مال اور مال مستفاد کی جنس ایک ہے۔ حضرات آئمہ ثلاثہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ مال مستفاد پر الگ سے سال گزرنے پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص کو (دوران سال) مال ہاتھ لگا ہو، اس پر جب تک سال نہ گزر جائے زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔'' اس روایت کے مصداق میں آئمہ کے مختلف اقوال ہیں: حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس حدیث کا مصداق مال مستفاد کی دوسری صورت ہے یعنی ''مال مستفاد'' کو نصاب کے ساتھ جمع کر کے تمام مال سے زکوٰۃ کرنا واجب ہے اور اس پر الگ سے سال گزرنا ضروری نہیں ہے۔ آئمہ ثلاثہ کا مؤقف ہے کہ اس روایت کا مصداق چوتھی صورت ہے یعنی مال مستفاد پر الگ سے سال گزرنا ضروری ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ جِزْيَةٌ

باب 11: مسلمانوں پر جزیہ کی ادائیگی لازم نہیں ہے

574 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَكْثَمَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ قَابُوسَ بْنِ اَبِىْ ظَبْيَانَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَا تَصْلُحُ قِبْلَتَانِ فِىْ اَرْضٍ وَّاحِدَةٍ وَّلَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ جِزْيَةٌ

حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ قَابُوسَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ

فی الباب: وَفِى الْبَابِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ وَّجَدِّ حَرْبِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ الثَّقَفِىِّ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ قَدْ رُوِىَ عَنْ قَابُوسَ بْنِ اَبِىْ ظَبْيَانَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا

574- اخرجه ابو داؤد (187/2) كتاب الخراج والفىء والامارة: باب: فى الذمى يسلم فى بعض السنة هل عليه جزية؛ رقم (3053)

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ عَامَّةِ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ النَّصْرَانِيَّ اِذَا اَسْلَمَ وُضِعَتْ عَنْهُ جِزْيَةُ رَقَبَتِهٖ وَقَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ عُشُوْرٌ اِنَّمَا يَعْنِيْ بِهٖ جِزْيَةَ الرَّقَبَةِ وَفِي الْحَدِيْثِ مَا يُفَسِّرُ هٰذَا حَيْثُ قَالَ اِنَّمَا الْعُشُوْرُ عَلَى الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى وَلَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ عُشُوْرٌ

◄► حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ایک سرزمین میں دو قبلہ والوں کا رہنا مناسب نہیں ہے' اور مسلمانوں پر جزیے کی ادائیگی لازم نہیں ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

اس بارے میں حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ' اور حرب بن عبید اللہ ثقفی کے دادا سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول روایت کو قابوس بن ابوظبیان کے حوالے سے' ان کے والد کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے "مرسل" روایت کے طور پر بھی نقل کیا گیا ہے۔

اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: جب کوئی عیسائی شخص مسلمان ہو جائے' تو اس سے جزیے کی ادائیگی ختم ہو جائے گی۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: مسلمانوں پر "عشور" کی ادائیگی لازم نہیں ہے۔ اس سے مراد جزیہ ہی ہے۔

حدیث میں یہ بات موجود ہے جو اس بات کی وضاحت کرتی ہے' کیونکہ آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے: عشور کی ادائیگی یہودیوں اور عیسائیوں پر لازم ہے مسلمانوں پر عشور کی ادائیگی لازم نہیں ہے۔

شرح

مسلمانوں پر جزیہ واجب نہ ہونے کا مسئلہ

جزیہ سے مراد وہ ٹیکس ہے جو اسلامی حکومت، غیر مسلم اہل کتاب پر ان کی جان، مال اور عزت کی حفاظت کے لیے نافذ کرتی ہے۔ تمام آئمہ فقہ کا اس مسئلہ میں اتفاق ہے کہ اہل جزیہ میں سے کوئی شخص اسلام قبول کر لیتا ہے، تو اس سے جزیہ ساقط ہو جاتا ہے۔ وجوب جزیہ کے بعد جو اہل کتاب اسلام قبول کر لے تو کیا اس سے جزیہ ساقط ہو گا یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ اس سے جزیہ ساقط نہیں ہو گا، لہٰذا اس سے جزیہ وصول کیا جائے گا۔ حضرات آئمہ ثلاثہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک قبول اسلام سے جزیہ ساقط ہو جاتا ہے، لہٰذا جزیہ وصول نہیں کیا جائے گا۔ انہوں نے اپنے مؤقف پر حدیث باب سے استدلال کیا ہے: "ليس على المسلمين جزية" مسلمانوں پر جزیہ نہیں ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ اس حدیث سے مراد لیتے ہیں کہ مسلمان پر ابتداءً جزیہ نافذ نہیں کیا جا سکتا۔ آئمہ ثلاثہ فرماتے ہیں کہ مسلمان پر ابتداءً جزیہ نافذ نہ کرنا تو بدیہی ہے۔ اس لیے کہ حدیث باب کا مقصد ہی یہ ہے کہ ذمی کے قبول اسلام پر جزیہ نافذ نہیں ہو گا۔

سوال: کیا جزیہ ہر غیر مسلم سے وضع کیا جائے گا یا صرف اہل کتاب سے؟

جواب: اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ مرتد کے علاوہ ہر غیر مسلم سے جزیہ وصول کیا جائے گا۔

۲-حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اہل کتاب اور مجوس سے جزیہ وصول کیا جائے گا باقی غیر مسلموں سے نہیں۔

۳-حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ اہل کتاب، مجوس اور مشرکین عجم سے جزیہ وصول کیا جائے گا جبکہ مشرکین عرب سے جزیہ وصول نہیں کیا جائے گا کیونکہ ان کا کفر شدید تر ہے، ان کے بارے میں دوٹوک فیصلہ کرنا ہوگا: جنگ یا اسلام۔

الفاظ حدیث:"لاتصلح قبلتان فی ارض واحدة" کا مفہوم:(۱) اس جملہ کا تعلق جزیرۃ العرب کے ساتھ خاص ہے یعنی وہ لوگ جن کا قبلہ مسلمانوں کے قبلہ کے خلاف ہے، انہیں جزیرۃ العرب میں رہنے کی اجازت نہیں ہے۔(۲) جب کوئی کافر دارالحرب میں اسلام قبول کرے تو اسے وہاں ہرگز نہیں رہنا چاہیے بلکہ وہ وہاں سے ہجرت کر کے دارالاسلام کی طرف آجائے۔(۳) ذمی لوگوں کو دارالاسلام میں اپنے افکار کی تبلیغ کرنے اور اپنے مذہب کے مطابق شان وشوکت سے رہنے کی اجازت نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ زَكٰوةِ الْحُلِيِّ

باب 12-زیورات کی زکوٰۃ کا بیان

575 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الْمُصْطَلِقِ عَنِ ابْنِ اَخِيْ زَيْنَبَ امْرَاَةِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ زَيْنَبَ امْرَاَةِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَتْ

متنِ حدیث: خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ النِّسَآءِ تَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ فَاِنَّكُنَّ اَكْثَرُ اَهْلِ جَهَنَّمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا وَائِلٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ ابْنِ اَخِيْ زَيْنَبَ امْرَاَةِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ زَيْنَبَ امْرَاَةِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ وَاَبُوْ مُعَاوِيَةَ وَهِمَ فِيْ حَدِيْثِهٖ فَقَالَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ اَخِيْ زَيْنَبَ وَالصَّحِيْحُ اِنَّمَا هُوَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ اِبْنِ اَخِيْ زَيْنَبَ

575- اخرجه البخاری (384/3) كتاب الزكاة: باب: الزكاة على الزوج والايتام فی الحجر' رقم (1466)' ومسلم (695, 694/2) كتاب الزكاة: باب: فضل النفقة والصدقة على الاقربين والزوج والاولاد والوالدين ولو كانوا مشركين رقم (1000/46, 45)' والنسائی (5/92, 93) كتاب الزكاة: باب: الصدقة على الاقارب: رقم (2583)' وابن ماجه (1/587) كتاب الزكاة: باب: الصدقة على ذی قرابة رقم (1834)' واحمد (3/502) والدارمی (1/389) كتاب الزكاة: باب: ای الصدقة افضل' وابن خزيمة (108/4) رقم (2463)' و (2464)' خمستهم (احمد بن حنبل' و علی بن محمد' والحسن بن محمد' والحسن' وهناد' ومحمد بن العلاء) قالوا: حدثنا ابو معاوية' قال: حدثنا الاعمش عن شقيق' عن عمرو بن الحارث بن المصطلق عن ابن اخی زينب امراة عبدالله' عنهما به-

حدیثِ دیگر: وَقَدْ رُوِیَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ رَاٰی فِی الْحُلِیِّ زَکٰوةً وَّفِیْ اِسْنَادِ هٰذَا الْحَدِیْثِ مَقَالٌ

مذاہبِ فقہاء: وَّاخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِیْ ذٰلِكَ فَرَاٰی بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِیْنَ فِی الْحُلِیِّ زَکٰوةَ مَا کَانَ مِنْهُ ذَهَبٌ وَّفِضَّةٌ وَّبِهٖ یَقُوْلُ سُفْیَانُ الثَّوْرِیُّ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَقَالَ بَعْضُ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ ابْنُ عُمَرَ وَعَآئِشَةُ وَجَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَنَسُ بْنُ مَالِكٍ لَّیْسَ فِی الْحُلِیِّ زَکٰوةٌ وَّهٰکَذَا رُوِیَ عَنْ بَعْضِ فُقَهَاءِ التَّابِعِیْنَ وَبِهٖ یَقُوْلُ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ وَّالشَّافِعِیُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ

◆◆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اہلیہ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے خواتین! صدقہ کرو اگرچہ اپنے زیورات ہی کرو' چونکہ قیامت کے دن اہلِ جہنم میں اکثریت تم خواتین کی ہوگی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اہلیہ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ کا اسی طرح کا فرمان منقول ہے۔

یہ دوسری روایت (پہلے والی) ابومعاویہ سے منقول روایت سے زیادہ مستند ہے۔

ابومعاویہ کو اپنی روایت میں وہم ہوا ہے' انہوں نے یہ بات بیان کی ہے: عمرو بن حارث نے سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کے بھتیجے کے حوالے سے اس روایت کو بیان کیا ہے۔

درست بات یہ ہے: یہ راوی عمرو بن حارث ہے' سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کے بھتیجے ہیں۔

عمرو بن شعیب کے حوالے سے' ان کے والد' دادا کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے یہ روایت نقل کی گئی ہے: آپ کے نزدیک زیورات میں زکوٰۃ کی ادائیگی لازم ہے۔

امام ترمذی بیان کرتے ہیں: اس کی سند مستند نہیں ہے۔

اس بارے میں اہلِ علم نے اختلاف کیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور تابعین (رضی اللہ عنہم) سے تعلق رکھنے والے' بعض اہلِ علم کے نزدیک' زیورات میں زکوٰۃ کی ادائیگی لازم ہوگی' خواہ وہ سونے سے بنے ہوں یا چاندی سے بنے ہوئے ہوں۔

سفیان ثوری' عبداللہ بن مبارک نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے بعض اصحاب رضی اللہ عنہم جن میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ شامل ہیں' ان حضرات کے نزدیک زیورات میں زکوٰۃ کی ادائیگی لازم نہیں ہوگی۔

بعض تابعین فقہاء سے بھی اسی طرح نقل کیا گیا ہے۔

امام مالک بن انس' امام شافعی' امام احمد اور امام اسحٰق رحمہم اللہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

576 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِیعَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ

متن حدیث: اَنَّ امْرَاَتَيْنِ اَتَتَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْ اَيْدِيْهِمَا سُوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ لَهُمَا اَتُؤَدِّيَانِ زَكَاتَهُ قَالَتَا لَا قَالَ فَقَالَ لَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتُحِبَّانِ اَنْ يُّسَوِّرَكُمَا اللّٰهُ بِسُوَارَيْنِ مِنْ نَّارٍ قَالَتَا لَا قَالَ فَاَدِّيَا زَكَاتَهُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا حَدِيْثٌ قَدْ رَوَاهُ الْمُثَنّٰى بْنُ الصَّبَّاحِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ نَحْوَ هٰذَا

توضیح راوی: وَالْمُثَنّٰى بْنُ الصَّبَّاحِ وَابْنُ لَهِيعَةَ يُضَعَّفَانِ فِي الْحَدِيْثِ وَلَا يَصِحُّ فِيْ هٰذَا الْبَابِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ

◄◄► عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں دو خواتین نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں ان دونوں کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن تھے نبی اکرم ﷺ نے ان دونوں سے دریافت کیا: کیا تم دونوں اس کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ تو ان دونوں نے جواب دیا: نہیں تو نبی اکرم ﷺ نے ان دونوں سے ارشاد فرمایا: کیا تم دونوں یہ چاہتی ہو کہ اللہ تعالیٰ تم دونوں کو آگ سے بنے ہوئے کنگن پہنائے انہوں نے عرض کی: نہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مثنیٰ بن صباح نے عمرو بن شعیب کے حوالے سے اسی کی مانند روایت نقل کی ہے۔

مثنیٰ بن صباح اور ابن لہیعہ ان دونوں کو حدیث میں ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

اس بارے میں نبی اکرم ﷺ سے کوئی مستند روایت منقول نہیں ہے۔

شرح

زیورات میں زکوٰۃ کا مسئلہ اور اس میں مذاہب آئمہ

سونے اور چاندی کے وہ زیورات جو خواتین وحضرات کی ملک ہوں اور وہ انہیں زیر استعمال لاتے ہوں، تو کیا ان میں زکوٰۃ واجب ہے؟ اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- آئمہ ثلاثہ کا مؤقف ہے کہ سونے اور چاندی کے وہ زیورات جو خواتین وحضرات زیر استعمال لاتے ہوں اور وہ ان کی ملک بھی ہوں تو ان میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے، کیونکہ وجوب زکوٰۃ کی ایک شرط مال نامی ہوتا ہے جو مفقود ہے۔ البتہ وہ زیورات جو خواتین وحضرات استعمال نہ کرتے ہوں اور ان کی ملک ہوں تو ان میں زکوٰۃ واجب ہے۔ آئمہ ثلاثہ کا خیال ہے کہ زیر استعمال زیورات پر وجوب زکوٰۃ کے حوالے سے کوئی صریح روایت موجود نہیں ہے، لہٰذا ان میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ ان کی دلیل محض عقلی وقیاسی ہے۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ سونا اور چاندی کے وہ زیورات جو خواتین وحضرات کی ملک ہوں خواہ وہ انہیں استعمال میں لاتے ہوں یا نہ، ان میں زکوٰۃ واجب ہے۔ آپ کے دلائل یہ ہیں: (۱) حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دو عورتوں سے موٹی چوڑیوں کے بارے میں دریافت فرمایا کہ کیا تم ان کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ انہوں نے عرض کیا: نہیں۔ آپ نے انہیں فرمایا: کیا تم پسند کرتی ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں آگ کی چوڑیاں پہنائے؟ انہوں

نے عرض کیا: نہیں۔ آپ نے ان سے فرمایا: پھر تم ان کی زکوٰۃ ادا کرو۔ (جامع ترمذی) (۲) حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: کیا زیور کنز میں شامل ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: یہ کنز میں شامل نہیں ہے، تم اس کی زکوٰۃ ادا کرو۔ (سنن ابی داؤد، جلد اوّل ص ۲۱۸) (۳) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے انگوٹھیوں کی زکوٰۃ کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے عرض کیا: وہ ان کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسبك من النار (المستدرک للحاکم جلد اوّل ص ۳۸۹) تمہیں جہنم کی سزا بھگتنے کے لیے یہی کافی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ زَكٰوةِ الْخَضْرَاوَاتِ

باب 13- سبزیوں کی زکوٰۃ کا بیان

577 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ اَخْبَرَنَا عِيْسٰى بْنُ يُوْنُسَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُمَارَةَ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ عِيْسٰى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ مُّعَاذٍ

متنِ حدیث: اَنَّـهٗ كَتَبَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْاَلُهٗ عَنِ الْخَضْرَاوَاتِ وَهِيَ الْبُقُوْلُ فَقَالَ لَيْسَ فِيْهَا شَيْءٌ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: اِسْنَادُ هٰذَا الْحَدِيْثِ لَيْسَ بِصَحِيْحٍ وَّلَيْسَ يَصِحُّ فِيْ هٰذَا الْبَابِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ وَّاِنَّمَا يُرْوٰى هٰذَا عَنْ مُّوْسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنْ لَيْسَ فِي الْخَضْرَاوَاتِ صَدَقَةٌ

توضیحِ راوی: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَالْحَسَنُ هُوَ ابْنُ عُمَارَةَ وَهُوَ ضَعِيْفٌ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ ضَعَّفَهٗ شُعْبَةُ وَغَيْرُهٗ وَتَرَكَهُ ابْنُ الْمُبَارَكِ

◆◆ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں خط بھیجا' تاکہ آپ سے سبزیوں کا حکم دریافت کریں' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان میں کوئی ادائیگی لازم نہیں ہوئی۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) اس حدیث کی سند مستند نہیں ہے۔

اس بارے میں نبی اکرم ﷺ سے کوئی مستند روایت منقول نہیں ہے۔ اس روایت کو موسیٰ بن طلحہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے ''مرسل'' حدیث کے طور پر بھی نقل کیا گیا ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا۔ ان کے نزدیک سبزیوں میں زکوٰۃ ادائیگی لازم نہیں ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) اس حدیث کے راوی حسن' یہ ابن عمارہ ہیں اور یہ محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں۔ شعبہ اور دیگر راویوں نے انہیں ضعیف قرار دیا ہے' جبکہ عبداللہ بن مبارک نے انہیں ''متروک'' قرار دیا ہے۔

شرح

سبزیوں میں وجوب زکوٰۃ کا مسئلہ اور مذاہب آئمہ

کیا سبزیوں میں زکوٰۃ (عشر) واجب ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ اس کی تفصیل سابقہ ابواب کے ضمن میں گزر چکی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ زرعی پیداوار میں وجوب زکوٰۃ (عشر) کے لیے نہ کسی نصاب کی شرط ہے اور نہ سال بھر ذخیرہ کرنے کی شرط ہے۔ پیداوار قلیل ہو یا کثیر اور جو چیز بھی ہو، اس میں عشر یا نصف عشر واجب ہے۔ لہٰذا سبزیوں میں بھی زکوٰۃ فرض ہے۔ آئمہ ثلاثہ فرماتے ہیں کہ زرعی پیداوار میں وجوب زکوٰۃ (عشر) کی دو شرائط ہیں: (۱) وہ پانچ وسق سے زیادہ ہو۔ (۲) اس کا ذخیرہ کرنا درست ہو یعنی وہ ذخیرہ کرنے سے خراب نہ ہو، ورنہ زکوٰۃ واجب نہیں ہو گی۔ ان کے نزدیک سبزیوں میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے کیونکہ یہ ذخیرہ کرنے سے خراب ہو جاتی ہیں۔ انہوں نے اپنے موقف پر حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے ایک مکتوب کے ذریعے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سبزیوں میں وجوب زکوٰۃ (عشر) کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جواب میں فرمایا گیا: سبزیوں میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حدیث باب کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے، جس وجہ سے قابل استدلال نہیں ہے بلکہ اس کے مقابل وہ روایات قوی موجود ہیں جن میں تصریح ہے کہ زمین کی ہر پیداوار میں زکوٰۃ (عشر) واجب ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الصَّدَقَةِ فِيمَا يُسْقَى بِالْاَنْهَارِ وَغَيْرِهَا

باب 14- اس زمین کی زکوٰۃ' جسے نہر کے ذریعے یا دیگر طریقوں سے سیراب کیا جاتا ہے

578 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ مُوْسَى الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ الْمَدَنِيُّ حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ ذُبَابٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ وَّبُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

متنِ حدیث: فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُيُوْنُ الْعُشْرُ وَفِيمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَّابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ

اختلافِ روایت: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَشَجِّ وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ وَّبُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا وَّكَاَنَّ هٰذَا اَصَحُّ وَقَدْ صَحَّ حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْبَابِ

مذاہبِ فقہاء: وَعَلَيْهِ الْعَمَلُ عِنْدَ عَامَّةِ الْفُقَهَاءِ

578- اخرجه ابن ماجه (1/580 -581) كتاب الزكاة: باب: صدقة الزروع والثمار رقم (1816)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو زمین بارش کے پانی کے ذریعے سیراب ہو یا چشموں کے ذریعے سیراب ہو' اس میں دسویں حصے کی ادائیگی لازم ہوگی اور جسے اونٹ (یعنی جانور) کے ذریعے سیراب کیا جائے' اس میں دسویں حصے کے نصف (بیسویں حصے) کی ادائیگی لازم ہوگی۔

اس بارے میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث بکیر بن عبداللہ بن اشج کے حوالے سے اور سلیمان بن یسار کے حوالے سے' بسر بن سعید کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے ''مرسل'' روایت کے طور پر بھی نقل کی گئی ہے۔ یہ روایت زیادہ مستند ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے منقول روایت اس بارے میں سب سے زیادہ مستند ہے۔

عام فقہاء کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا۔

579 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِیْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِیْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: اَنَّهٗ سَنَّ فِيْمَا سَقَتِ السَّمَآءُ وَالْعُيُوْنُ اَوْ كَانَ عَثَرِيًّا الْعُشْرَ وَفِيْمَا سُقِیَ بِالنَّضْحِ نِصْفَ الْعُشْرِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ نے یہ مقرر کیا ہے: جو زمین بارش کے ذریعے' چشموں کے ذریعے سیراب ہوتی ہے یا قدرتی ذریعے سے سیراب ہوتی ہے تو اس میں دسویں حصے کی ادائیگی لازم ہوگی اور جسے جانور کے ذریعے پانی لا کر سیراب کیا جاتا ہے' اس میں بیسویں حصے کی ادائیگی لازم ہوگی۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

نہری زمین میں وجوب عشر کا مسئلہ

اگر زمین کی پیداوار حاصل کرنے کے لیے پانی پر زیادہ خرچ آئے اور محنت بھی زیادہ ہو مثلاً کنویں یا موٹر یا رہٹ کے ذریعے سینچائی کی جاتی ہو تو اس کی پیداوار میں نصف عشر (بیسواں حصہ) واجب ہوگا۔ اگر زمین سے پیداوار حاصل کرنے کے لیے پانی پر زیادہ خرچ نہ آئے اور نہ زیادہ محنت کرنی پڑتی ہو مثلاً بارش یا چشمہ یا نہر کے پانی سے سینچائی کی جاتی ہو تو اس کی پیداوار میں عشر واجب

579- اخرجه البخاری (407/3) كتاب الزكاة: باب: العشر فيما يسقى من ماء السماء وبالماء الجاری .... " رقم (1483) وابو داؤد (502/1) كتاب الزكاة: باب: صدقة الزرع رقم (1596) والنسائی (41/5) كتاب الزكاة: باب: مايوجب العشر وما يوجب نصف العشر رقم (2488) وابن ماجه (581/1) كتاب الزكاة: باب: صدقة الزروع والثمار رقم (1817) وابن خزيمة (37/4) حديث (2307) كلهم من طريق الزهری عن سالم عن ابيه-

ہے۔ یہ مسئلہ آئمہ فقہ کا اجماعی ومتفقہ ہے۔ اس مسئلہ کی دلیل حدیث باب ہے جس میں صراحت موجود ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ زَكٰوةِ مَالِ الْيَتِيمِ

باب 15- یتیم کے مال کی زکوٰۃ کا حکم

580 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْمُثَنّٰى بْنِ الصَّبَّاحِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهٖ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ اَلَا مَنْ وَّلِيَ يَتِيمًا لَهُ مَالٌ فَلْيَتَّجِرْ فِيهِ وَلَا يَتْرُكْهُ حَتّٰى تَاْكُلَهُ الصَّدَقَةُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: وَاِنَّمَا رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَفِي اِسْنَادِهٖ مَقَالٌ لِاَنَّ الْمُثَنّٰى ابْنَ الصَّبَّاحِ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ وَرَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَذَكَرَ هٰذَا الْحَدِيثَ

مذاہبِ فقہاء: وَقَدِ اخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِي هٰذَا الْبَابِ فَرَاٰى غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَالِ الْيَتِيمِ زَكٰوةً مِّنْهُمْ عُمَرُ وَعَلِيٌّ وَّعَائِشَةُ وَابْنُ عُمَرَ وَبِهٖ يَقُولُ مَالِكٌ وَّالشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ وَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ لَيْسَ فِي مَالِ الْيَتِيمِ زَكٰوةٌ وَّبِهٖ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ

توضیحِ راوی: وَعَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ هُوَ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَشُعَيْبٌ قَدْ سَمِعَ مِنْ جَدِّهٖ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَّقَدْ تَكَلَّمَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ فِي حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ وَّقَالَ هُوَ عِنْدَنَا وَاهٍ وَّمَنْ ضَعَّفَهُ فَاِنَّمَا ضَعَّفَهُ مِنْ قِبَلِ اَنَّهُ يُحَدِّثُ مِنْ صَحِيفَةِ جَدِّهٖ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَّاَمَّا اَكْثَرُ اَهْلِ الْحَدِيثِ فَيَحْتَجُّونَ بِحَدِيثِ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ فَيُثْبِتُونَهُ مِنْهُمْ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ وَغَيْرُهُمَا

◆◆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: خبردار! جو شخص یتیم کا سرپرست بنے جس یتیم کا مال موجود ہو اور وہ اس میں تجارت کرے تو وہ اسے یوں ہی نہ چھوڑ دے یہاں تک کہ زکوٰۃ اسے ختم کر دے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ روایت اس سند کے حوالے سے منقول ہے اور اس کی سند مشکوک ہے اس کی وجہ یہ ہے: مثنیٰ بن صباح کو علم حدیث میں ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

بعض راویوں نے اس حدیث کو عمرو بن شعیب کے حوالے سے نقل کیا ہے: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے اہلِ علم نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے نزدیک یتیم کے مال میں زکوٰۃ ادا کی جائے گی ان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ،

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما شامل ہیں۔

امام مالک' امام شافعی' امام احمد اور امام اسحق رحمۃ اللہ علیہم نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

اہلِ علم کے ایک گروہ کے نزدیک یتیم کے مال میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی۔

سفیان ثوری اور عبداللہ بن مبارک نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

عمرو بن شعیب نامی راوی یہ (عمرو بن شعیب) بن محمد بن عبداللہ بن عمرو بن العاص ہے۔

شعیب نامی راوی نے اپنے دادا حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے احادیث کا سماع کیا ہے۔

یحییٰ بن سعید نے عمرو بن شعیب سے منقول حدیث کے بارے میں کچھ کلام کیا ہے۔

وہ یہ فرماتے ہیں: یہ صاحب ہمارے نزدیک ضعیف ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) جن حضرات نے انہیں ضعیف قرار دیا ہے' انہوں نے انہیں اس حوالے سے ضعیف قرار دیا ہے' کیونکہ یہ اپنے دادا حضرت عبداللہ بن عمرو کے صحیفے کے حوالے سے احادیث نقل کیا کرتے تھے۔

جہاں تک اکثر محدثین کا تعلق ہے' تو وہ عمرو بن شعیب سے منقول حدیث کو دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں اور اسے مستند قرار دیتے ہیں۔ ان محدثین میں امام احمد' امام اسحق اور دیگر حضرات شامل ہیں۔

شرح

یتیم کے مال کی زکوٰۃ کا مسئلہ اور اس میں مذاہب آئمہ

یتیم سے مراد وہ نابالغ بچہ ہے' جس کا باپ فوت ہو گیا ہو اور عرف میں اسے بھی یتیم ہی کہا جاتا ہے' جس کی والدہ فوت ہو گئی ہو۔ یتیم بچہ اگر صاحب نصاب ہو تو اس کے مال میں زکوٰۃ واجب ہو گی یا نہیں؟ اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کی مختلف آراء ہیں' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ صاحب نصاب یتیم بچہ کے مال میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ آپ نے اس روایت سے استدلال کیا ہے' جس میں موجود ہے کہ تین آدمیوں سے قلم اٹھا لیا گیا ہے اور ان تینوں میں یتیم بھی شامل ہے۔ البتہ مالدار یتیم کا صدقہ فطر اس کے مال سے بھی ادا کیا جا سکتا ہے اور اس کا باپ اپنی طرف سے بھی ادا کر سکتا ہے۔ علاوہ ازیں آپ نے یوں بھی استدلال کیا ہے کہ جب اسلام نے نابالغ پر نماز، روزہ اور حج جیسی عظیم عبادات فرض نہیں کیں تو زکوٰۃ بھی اس پر فرض نہیں ہونا چاہیے۔

۲- حضرات آئمہ ثلاثہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک یتیم صاحب نصاب ہو تو اس پر زکوٰۃ بھی فرض ہے اور صدقہ فطر بھی۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سنو! جو شخص کسی ایسے یتیم بچے کا سرپرست بنے جو مالدار ہو تو اسے چاہیے کہ اس کے مال کو تجارت میں لگائے اور مال کو اپنی حالت میں نہ چھوڑے کہ حتیٰ کہ اسے صدقہ کھا لے۔'' یہاں

صدقہ سے زکوٰۃ مراد ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ اس حدیث میں صدقہ سے مراد زکوٰۃ نہیں ہے بلکہ وہ خرچ ہے جو سرپرست یتیم بچہ پر کرتا ہے۔ علاوہ ازیں زکوٰۃ ادا کرنے سے مال کم نہیں ہوتا بلکہ اس کی برکت سے اس میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس طرح حدیث باب سے وجوب زکوٰۃ ثابت نہیں ہوتا۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ الْعَجْمَاءَ جَرْحُهَا جُبَارٌ وَّفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ

باب 16: جانور کے زخمی کرنے پر کسی تاوان وغیرہ کی ادائیگی لازم نہیں ہوگی اور خزانے میں پانچویں حصے کی ادائیگی لازم ہوگی

581 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَاَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَلْعَجْمَاءُ جَرْحُهَا جُبَارٌ وَّالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَّالْبِئْرُ جُبَارٌ وَّفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَعُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَعَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْمُزَنِيِّ وَجَابِرٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جانور کے زخمی کرنے میں کوئی تاوان ادا کرنا لازم نہیں ہوگا (معدنیات کی) کان میں گر کر ہلاک ہونے کا کوئی تاوان نہیں ہوگا' کنوئیں میں گر کر ہلاک ہونے کا کوئی تاوان نہیں ہوگا' اور خزانے میں پانچویں حصے کی ادائیگی لازم ہوگی۔

اس بارے میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن عوف مزنی رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

581– اخرجه البخاری (426/3) كتاب الزكاة: باب: فی الركاز الخمس رقم (1499) واطرافه (2355 -6812 -6913) ومسلم (1334/3) كتاب الحدود: باب: جرح العجماء والمعدن والبئر جبار رقم (45 ,46 /1710) وابو داؤد (197/2) كتاب الخراج والفیء والامارة: باب: فی الركاز الخمس رقم (3085) (606/2) كتاب الديات باب: العجماء والمعدن والبئر جبار رقم (4593) والنسائی (45/5) كتاب الزكاة: باب: المعدن رقم (2495 -2496 -2497 -2498) وابن ماجه (839/2) كتاب اللقطة: باب: من اصاب ركاز رقم (2509) وابن ماجه (891/2) كتاب الديات: باب: الجبار رقم (2673) ومالك (869/2) كتاب العقول: باب: جامع العقل رقم (12) واحمد (239/2 -254 -285 -386) وابن خزيمة (46/4) رقم (2326) والدارمی (393/1) كتاب الزكاة: باب: فی الركاز (196/2) كتاب الديات: باب: العجماء جرحها جبار والحميدی (462/2) رقم (1079-1080)۔

شرح

چار پائے کے نقصان کی ضمان نہیں اور خزانہ میں خمس ہونے کا مسئلہ

حدیث باب میں چار مسائل بیان کیے گئے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- مالک بری الذمہ ہے: جب کوئی مویشی مالک کے ہاتھ سے چھوٹ کر یا کھونٹے سے کھل کر کسی کا جانی یا مالی نقصان کر دے یا کسی کو زخمی کر دے تو مالک پر ضمان عائد نہیں ہوگی بلکہ وہ بری الذمہ قرار پائے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب مویشی اپنے مالک سے الگ ہو گیا تو اس سے بچنے کا معاملہ لوگوں پر ہے کہ وہ خود کو اور اپنے اموال کو اس سے بچائیں۔ اسی طرح مویشی دن کے وقت کسی کی فصل میں داخل ہو کر اسے نقصان پہنچائے تو مالک بری الذمہ ہوگا کیونکہ دن کے وقت فصل کی حفاظت کرنا مالک کے ذمہ تھا نہ کہ مالک مویشی کے ذمہ میں۔ البتہ کوئی مویشی رات کے وقت کسی کی فصل میں داخل ہو کر اسے نقصان پہنچائے تو نقصان کا ضمان مالک مویشی پر ہوگا یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ آئمہ ثلاثہ کا مؤقف ہے کہ ضمان واجب ہے کیونکہ عموماً رات کے وقت مویشیوں کی نگرانی کرنا مالک کے ذمہ ہوتی ہے اور رات کے وقت لوگ اپنی فصل وغیرہ کی نگرانی بھی نہیں کر سکتے۔ انہوں نے اپنے مؤقف پر یہ روایت پیش کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دن کے وقت کھیت والوں کو ذمہ دار قرار دیا ہے اور رات کے وقت مویشیوں کے مالکان کو۔ (مؤطا امام مالک ص ۶۴۴)

۲- کھان رائیگاں ہے: آئمہ ثلاثہ کے نزدیک اس فقرہ کا مطلب ہے کہ اگر کسی شخص کو قدرتی خزانہ دستیاب ہو تو وہ پانے والے کا ہوگا اور گورنمنٹ کا اس میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ وہ خزانہ اگر سونا چاندی کی شکل میں ہو تو اس میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ اگر وہ خزانہ تانبا، لوہا اور پیتل وغیرہ کی صورت میں ہو تو جب تک اسے فروخت نہ کر دیا جائے، اس میں بھی زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ قدرتی خزانہ دستیاب ہونے پر اس میں خمس واجب ہوگا اور یہ تمام اشیاء رکاز میں شامل ہیں۔ آپ کے نزدیک حدیث باب کا مطلب یہ ہے کہ کھان میں کوئی اچانک حادثہ پیش آ جائے جس کے نتیجہ میں جانی نقصان ہو جائے تو کھان کے مالک پر ضمان واجب نہیں ہوگی۔

۳- کنواں رائیگاں ہے: اس کا مفہوم یہ ہے کہ کنواں تیار کرتے وقت کوئی مزدور اس میں گر کر ہلاک ہو جائے تو مالک کے ذمہ اس کی دیت واجب نہیں ہے اور اس کا خون رائیگاں تصور ہوگا۔ البتہ مالک اپنی مرضی سے پسماندگان کی مالی معاونت کر سکتا ہے۔

۴- رکاز میں خمس ہے: آئمہ ثلاثہ کا مؤقف ہے کہ رکاز سے مراد دفینہ ہے، جس کی حیثیت لقطہ (گمشدہ چیز) کی ہے۔ اس کے مالک کو تلاش کر کے اسے وہ فراہم کرنا ضروری ہے۔ مالک نہ ملنے کی صورت میں حکومت خمس وصول کرے گی اور باقی چار حصے پانے والے کے ہوں گے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک لفظ "رکاز" کا اطلاق کھانوں پر ہوتا ہے اور قدرتی خزانوں پر بھی۔ اس کے دستیاب ہونے پر خمس حکومت وصول کرے گی باقی چار حصے پانے والے کے ہوں گے۔ اگر خزانہ ایسی اشیاء سے متعلق ہو جن پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اس پر زکوٰۃ بھی واجب ہوگی ورنہ جب تک خزانہ کو فروخت نہ کر دیا جائے اس میں کوئی

چیز واجب نہیں ہوگی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْخَرْصِ

باب 17- (زکوٰۃ کی وصولی کے لیے پھلوں کا) اندازہ لگانا

582 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ الطَّيَالِسِيُّ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ اَخْبَرَنِيْ خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ مَسْعُوْدِ بْنِ نِيَارٍ يَقُوْلُ

متنِ حدیث: جَآءَ سَهْلُ بْنُ اَبِيْ حَثْمَةَ اِلٰى مَجْلِسِنَا فَحَدَّثَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا خَرَصْتُمْ فَخُذُوْا وَدَعُوا الثُّلُثَ فَاِنْ لَّمْ تَدَعُوا الثُّلُثَ فَدَعُوا الرُّبُعَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عَآئِشَةَ وَعَتَّابِ بْنِ اَسِيْدٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ

مذاہب فقہاء: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَالْعَمَلُ عَلٰى حَدِيْثِ سَهْلِ بْنِ اَبِيْ حَثْمَةَ عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ فِي الْخَرْصِ وَبِحَدِيْثِ سَهْلِ بْنِ اَبِيْ حَثْمَةَ يَقُوْلُ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ وَالْخَرْصُ اِذَا اَدْرَكَتِ الثِّمَارُ مِنَ الرُّطَبِ وَالْعِنَبِ مِمَّا فِيْهِ الزَّكَاةُ بَعَثَ السُّلْطَانُ خَارِصًا يَّخْرُصُ عَلَيْهِمْ وَالْخَرْصُ اَنْ يَّنْظُرَ مَنْ يُّبْصِرُ ذٰلِكَ فَيَقُوْلُ يَخْرُجُ مِنْ هٰذَا الزَّبِيْبِ كَذَا وَكَذَا وَمِنَ التَّمْرِ كَذَا وَكَذَا فَيُحْصِي عَلَيْهِمْ وَيَنْظُرُ مَبْلَغَ الْعُشْرِ مِنْ ذٰلِكَ فَيُثْبِتُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ يُخَلِّي بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الثِّمَارِ فَيَصْنَعُوْنَ مَا اَحَبُّوْا فَاِذَا اَدْرَكَتِ الثِّمَارُ اُخِذَ مِنْهُمُ الْعُشْرُ هٰكَذَا فَسَّرَهُ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهٰذَا يَقُوْلُ مَالِكٌ وَّالشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ

◆◆ حضرت عبدالرحمٰن بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت سہل بن ابوحثمہ رضی اللہ عنہ ہماری محفل میں تشریف لائے انہوں نے یہ بات بیان کی: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب تم اندازہ لگالو تو اسے وصول کرلو اور تیسرا حصہ چھوڑ دو اگر تم تیسرا حصہ نہیں چھوڑتے تو چوتھا حصہ چھوڑ دو۔

اس بارے میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت عتاب بن اسید اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت سہل بن ابوحثمہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث پر اکثر اہلِ علم کے نزدیک عمل کیا جائے گا، یعنی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

امام اسحٰق اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت سہل بن ابوحثمہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

اندازہ لگانے کا مفہوم یہ ہے: جب کھجور یا انگور وغیرہ پک جائیں اور ان میں زکوٰۃ کی ادائیگی لازم ہو تو حاکم وقت اندازہ لگانے والے شخص کو بھیجے، وہ ان پھلوں کا اندازہ لگالے۔

اندازہ لگانا یہ ہے: دیکھنے والا شخص اس بات کا جائزہ لے اور کہے: اس انگور میں اتنی پیداوار ہوگی اور یہ کھجوریں اتنی ہوں گی اور

582- اخرجه ابو داؤد (504/1): كتاب الزكاة: باب: من الخرص رقم (1605) والنسائي (42/5): كتاب الزكاة: باب: كم يترك الخارص رقم (2491) واحمد (448/3) (3-322/4) وابن خزيمة (42/4) رقم (2319 -2320)

اتنی ہوں گی، پھر وہ ان کا حساب کر لے اور وہ اس کے دسویں حصے کا جائزہ لے اور اس کی ادائیگی ان پر لازم کر دے، پھر وہ ان پھلوں کو ان کے حوالے کر دے اور وہ لوگ جو چاہیں وہ ان کے بارے میں کریں۔

جب وہ پھل پک جائیں تو وہ شخص ان سے اس کے دسویں حصے کو وصول کر لے

بعض اہلِ علم نے اس کی اسی طرح وضاحت کی ہے۔

امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہم نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

583 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ عَمْرٍو مُسْلِمُ بْنُ عَمْرٍو الْحَذَّاءُ الْمَدَنِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نَافِعٍ الصَّائِغُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ صَالِحٍ التَّمَّارِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عَتَّابِ بْنِ اَسِيْدٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَبْعَثُ عَلَى النَّاسِ مَنْ يَّخْرُصُ عَلَيْهِمْ كُرُوْمَهُمْ وَثِمَارَهُمْ وَبِهٰذَا الْاِسْنَادِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: فِيْ زَكٰوةِ الْكُرُوْمِ اِنَّهَا تُخْرَصُ كَمَا يُخْرَصُ النَّخْلُ ثُمَّ تُؤَدّٰى زَكَاتُهٗ زَبِيْبًا كَمَا تُؤَدّٰى زَكٰوةُ النَّخْلِ تَمْرًا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوٰى ابْنُ جُرَيْجٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ

قولِ امام بخاری: وَسَاَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَقَالَ حَدِيْثُ ابْنِ جُرَيْجٍ غَيْرُ مَحْفُوْظٍ وَّحَدِيْثُ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عَتَّابِ بْنِ اَسِيْدٍ اَثْبَتُ وَاَصَحُّ

◆◆ سعید بن مسیب، حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ لوگوں کے پاس اس شخص کو بھیجتے تھے، جو ان کے انگوروں اور پھلوں کا اندازہ لگا لیتا تھا۔

اسی سند کے ہمراہ یہ بات بھی منقول ہے: نبی اکرم ﷺ نے انگوروں کی زکوٰۃ کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا ہے: ان کا اسی طرح اندازہ لگایا جائے گا، جیسے کھجور کا اندازہ لگایا جاتا ہے، اور پھر جب یہ خشک ہو جائیں، تو ان کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے گی، جس طرح کھجور جب خشک ہو جائے، تو اس کی زکوٰۃ ادا کی جاتی ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

ابن جریج نے اس حدیث کو ابن شہاب کے حوالے سے، عروہ کے حوالے سے، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔

583– اخرجه ابو داؤد (504/1) كتاب الزكاة: باب: من خرص العنب رقم (1603 -1604)، وابن ماجه (582/1) كتاب الزكاة: باب: خرص النخل والعنب رقم (1819)، وابن خزيمة (41/4) رقم (2316 -2318) من طريق (عبد الرحمن بن اسحق و محمد بن صالح) كلاهما عن ابن شهاب الزهري عن سعيد بن المسيب فذكره واخرجه النسائي (109/5) كتاب الزكاة: باب: شراء الصدقة رقم (2618)، وابن خزيمة (41/4) رقم (2317) عن سعيد بن المسيب ان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم امر عتاب بن اسيد.....الحديث–

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا: ابن جریج سے منقول حدیث محفوظ نہیں ہے۔

سعید بن مسیب کی حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کردہ روایت زیادہ مستند ہے۔

شرح

زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے پھلوں کا تخمینہ لگانے کا مسئلہ اور اس میں مذاہب آئمہ

لفظ''خرص'' کا لغوی معنیٰ اندازہ کرنا یا تخمینہ لگانا ہے۔ فقہی اصطلاح میں اس سے مراد ہے کہ فصل تیار ہونے سے قبل حکومت کی طرف سے کوئی شخص بھیج کر ثمر و زرع پیدا ہونے کا اندازہ لگانا کہ اس سے اتنی مقدار میں عشر بن سکتا ہے۔ اس طرح اس کے چھپانے کا بھی سد باب ہو سکتا ہے۔

سوال: کیا تخمینہ یا اندازہ سے عشر وصول کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ فصل تیار ہونے اور اس کے کاٹنے سے قبل محض تخمینہ سے عشر وصول کرنا جائز ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے: ''اذا خرصتم فخذوا'' جب تم (فصل کا) تخمینہ لگا لو تو اس سے تم عشر وصول کر سکتے ہو۔ اس روایت میں تخمینہ سے عشر وصول کرنے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

۲- آئمہ ثلاثہ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ محض تخمینہ اور اندازہ سے عشرہ وصول کرنا جائز نہیں ہے۔ انہوں نے ان روایات سے استدلال کیا ہے جن میں بیع مزابنہ سے منع کیا گیا ہے کیونکہ بیع مزابنہ میں تخمینہ کو دخل ہے اور اس میں تفاضل و تکاثر کا امکان ہوتا ہے اور تفاضل ربا کو مستلزم ہوتا ہے جبکہ ربا حرام ہے۔ اس طرح تخمینہ اور اندازہ سے عشر کی وصولی بھی ممنوع قرار پائے گی۔

آئمہ ثلاثہ کی طرف سے حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: (۱) جب اباحت و حرمت میں مقابلہ ہو جائے تو حرمت کو ترجیح حاصل ہوتی ہے کیونکہ احتیاط اسی صورت میں ہے۔ (۲) یہ روایت متکلم فیہ ہے، لہٰذا اس سے استدلال کرنا درست نہیں ہے۔

''دعوا الثلث فان لم تدعوا الثلث فدعوا الربع'' کا مفہوم: اس فقرہ کا مفہوم آئمہ فقہ نے مختلف انداز میں بیان کیا ہے جن میں سے چند ایک کے اقوال درج ذیل ہیں:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اندازہ لگاتے وقت اصل مقدار سے ثلث یا ربع مقدار وصول کی جائے، اس لیے کہ پھلوں کے تیار ہوتے وقت عموماً کچھ مقدار ضائع ہو جاتی ہے۔

۲- حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جب تخمینہ سے عشر وصول کیا جائے تو عشر وصول کرتے وقت ایک ثلث یا ایک ربع مقدار کے علاوہ باقی کا عشر وصول کیا جائے کیونکہ اندازہ لگاتے وقت غلطی کا قوی امکان ہے۔

۳- صاحبین فرماتے ہیں: تخمینہ لگانے کے بعد جب فصل تیار ہو جائے تو عشر وضع کرتے وقت اس کا ثلث یا ربع مالک اور

اس کے اہل خانہ کے لیے مستثنیٰ کیا جائے۔

۴-بعض آئمہ مالکیہ فرماتے ہیں: فصل اور پھلوں کا عشر وصول کرتے وقت ایک ثلث یا ایک ربع حصہ میں مالک کو اختیار دیا جائے کہ وہ اپنی خواہش کے مطابق وہ غرباء اور فقراء میں تقسیم کر دے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْعَامِلِ عَلَى الصَّدَقَةِ بِالْحَقِّ

باب 18- انصاف کے ساتھ صدقہ وصول کرنے والا عامل

584 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَخْبَرَنَا يَزِيْدُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متنِ حدیث: الْعَامِلُ عَلَى الصَّدَقَةِ بِالْحَقِّ كَالْغَازِى فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلٰى بَيْتِهِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ

توضیحِ راوی: وَيَزِيْدُ بْنُ عِيَاضٍ ضَعِيفٌ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ

وَحَدِيْثُ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ اَصَحُّ

◆◆ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: انصاف کے ساتھ زکوٰۃ وصول کرنے والا عامل اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے شخص کی مانند ہے' اس وقت تک جب تک وہ اپنے گھر واپس نہیں آ جاتا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔

یزید بن ایاض نامی راوی محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔

محمد بن اسحٰق نامی راوی کے حوالے سے منقول روایت زیادہ مستند ہے۔

شرح

امانت و دیانت سے زکوٰۃ وضع کرنے کی فضیلت

وہ عامل جو اہل نصاب سے اسلامی اصولوں کے مطابق اور نہایت امانت و دیانت سے زکوٰۃ وصول کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے جہاد فی سبیل اللہ کا ثواب دیا جاتا ہے۔ یہ ثواب عطا کرنے کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں: (۱) زکوٰۃ وصول کرنے کے

584- اخرجه ابو داؤد (147/2) كتاب الخراج والفيء والامارة: باب: في السعاية على الصدقة' رقم (2936) وابن ماجه (578/1) كتاب الزكاة: باب: ماجاء في عمالة الصدقة' رقم (1819) وابن خزيمة (51/4) رقم (2334) واحمد (495/3) (134/4) وعبد بن حميد (ص 158) رقم (423)-

لیے بڑی مشقت سے گزرنا پڑتا ہے کہ عامل کو محلّہ محلّہ، گاؤں گاؤں اور شہر شہر جانے کی پھر مال واپس لانے کی اور جمع کرانے کی دشواری اٹھانا پڑتی ہے۔(۲) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من جهز فقد غزى جو شخص جہاد کے لیے سامان تیار کرتا ہے گویا وہ بھی مجاہد فی سبیل اللہ ہے۔(۳) عامل اس روایت کا بھی مصداق ہے: من خلفه فی اهله بخیر فقد غزى جو شخص اپنے اہل خانہ میں بھلائی چھوڑتا ہے، اسے جہاد فی سبیل اللہ کا ثواب عطا ہوتا ہے۔(۴) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان بالمدينة قوما ماسلكتم واديا ولا قطعتم شعبا الاوهم معكم حبسهم العذر، مدینہ طیبہ میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو تمہارے ساتھ وادی میں نہیں اور نہ کسی گھاٹی میں ہیں حالانکہ انہیں تمہاری رفاقت کا ثواب دیا جائے گا، یہ وہ لوگ ہیں جو کسی عذر کی وجہ سے شامل نہ ہوئے۔ان وجوہات کی بناء پر عامل کو مجاہد فی سبیل اللہ کے برابر اجر وثواب سے نوازا جاتا ہے حتیٰ کہ وہ اپنے گھر واپس لوٹ آئے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْمُعْتَدِىْ فِي الصَّدَقَةِ

باب 19- زکوٰۃ کی وصولی میں ناانصافی کرنے کا حکم

585 سندِحدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ حَبِيْبٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

متنِ حدیث: اَلْمُعْتَدِىْ فِي الصَّدَقَةِ كَمَانِعِهَا

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَاُمِّ سَلَمَةَ وَاَبِىْ هُرَيْرَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَنَسٍ حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیحِ راوی: وَقَدْ تَكَلَّمَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ فِىْ سَعْدِ بْنِ سِنَانٍ وَّهٰكَذَا يَقُوْلُ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ حَبِيْبٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَّيَقُوْلُ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ وَابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ يَزِيْدَ ابْنِ اَبِىْ حَبِيْبٍ عَنْ سِنَانِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَنَسٍ

قولِ امام بخاری: قَالَ : وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَّقُوْلُ وَالصَّحِيْحُ سِنَانُ بْنُ سَعْدٍ وَّقَوْلُهُ الْمُعْتَدِىْ فِي الصَّدَقَةِ كَمَانِعِهَا يَقُوْلُ عَلَى الْمُعْتَدِىْ مِنَ الْاِثْمِ كَمَا عَلَى الْمَانِعِ اِذَا مَنَعَ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: زکوٰۃ کی وصولی میں ناانصافی کرنے والا شخص' زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کی مانند ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما' سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

585- اخرجه ابو داؤد (498/1) كتاب الزكاة باب: في زكاة السائمة رقم (1585) وابن ماجه (578/1) كتاب الزكاة: باب: ماجاء في عمالة الصدقة رقم (1808) وابن خزيمة (51/4) حديث (2335) كلاهما (الليث وعمر) عن يزيد بن ابى حبيب عن سنان بن سعد۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث اس سند کے حوالے سے "غریب" ہے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے سعد بن سنان نامی راوی کے بارے میں کلام کیا ہے۔

لیث بن سعد نے یزید بن ابوحبیب کے حوالے سے سعد بن سنان کے حوالے سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: صحیح یہ ہے: اس راوی کا نام سنان بن سعد ہے۔

نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان: زکوٰۃ کی وصولی میں ناانصافی کرنے والا شخص اسے ادا نہ کرنے والے کی مانند ہے۔

وہ یہ فرماتے ہیں: ناانصافی کرنے والے کو اتنا ہی گناہ ہوگا جتنا زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کو گناہ ہوتا ہے۔

شرح

وضع زکوٰۃ میں ظلم وزیادتی کرنے والے کی وعید

ایسا عامل جو وضع زکوٰۃ کے وقت عدل وانصاف اور امانت و دیانت سے کام لیتا ہے، کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ اس کے برعکس وضع زکوٰۃ کے وقت ظلم وزیادتی کرنے والے کی وعید بھی بیان کی گئی ہے۔ لفظ معتدی کے کئی معانی ہو سکتے ہیں: (۱) زکوٰۃ سے زیادہ مال وصول کرنا۔ (۲) بطور زکوٰۃ اعلیٰ درجے کا مال وصول کرنا۔ (۳) وضع زکوٰۃ کے بعد مال زکوٰۃ کا کچھ حصہ چھپالینا۔ الغرض زکوٰۃ وصول کرتے وقت بے انصافی اور ظلم کسی بھی شکل میں ہو اس کی وعید وارد ہے کہ ایسا عامل اتنا بڑا مجرم ہے جتنا زکوٰۃ ادا نہ کرنے والا مجرم ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ رِضَا الْمُصَدِّقِ

باب 20: زکوٰۃ وصول کرنے والے کو مطمئن کرنا

586 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ مُجَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: اِذَا اَتَاكُمُ الْمُصَدِّقُ فَلَا يُفَارِقَنَّكُمْ اِلَّا عَنْ رِضًا

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا اَبُوْ عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ دَاوُدَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَرِيْرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِهٖ

586- اخرجه مسلم (757/2) كتاب الزكاة: باب: ارضاء الساعى مالم يطلب حراما' رقم (989/177)' والنسائى (31/5) كتاب الزكاة: باب: اذا جاوز فى الصدقة' رقم (2461)' وابن ماجه (576/1) كتاب الزكاة: باب: مايأخذ المصدق من الابل' رقم (1802)' واحمد (360/4)' (364/4)' والدارمى (394/1) كتاب الزكاة: باب: ليرجع المصدق عنكم وهو راض' والحميدى (349/2)' رقم (796)-

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ دَاوٗدَ عَنِ الشَّعْبِيِّ اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ مُجَالِدٍ

توضیح راوی: وَقَدْ ضَعَّفَ مُجَالِدًا بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ كَثِيْرُ الْغَلَطِ

◆◆ حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب زکوٰۃ وصول کرنے والا شخص تم لوگوں کے پاس آئے' تو وہ تم سے مطمئن ہو کر واپس جائے۔

حضرت جریر کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ کا اسی طرح فرمان منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) داؤد نے شعبی کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے' وہ مجاہد نامی راوی کے حوالے سے منقول روایت سے زیادہ مستند ہے' بعض اہلِ علم نے مجاہد نامی راوی کو ضعیف قرار دیا ہے' کیونکہ وہ بکثرت غلطیاں کرتا ہے۔

شرح

اعتدال پسندی کا معیار

ماقبل ابواب میں شریعت نے عامل کی اصلاح اور وضع زکوٰۃ کے طریقہ کار کے حوالے سے ہدایات جاری کی تھیں کہ وہ عدل و انصاف کو پیش نظر رکھے اور ظلم وزیادتی سے مکمل اجتناب کرے۔ اس حدیث مبارکہ میں مالکان اموال کو خصوصی ہدایت جاری کی جا رہی ہے کہ عامل کے ساتھ تم عملی تعاون کرو تا کہ تمہاری زکوٰۃ، عشر اور صدقات حقدار لوگوں تک پہنچ جائیں۔ ایسا کرنے سے ایک طرف اللہ تعالیٰ خوش ہوگا اور دوسری طرف اسلامی معاشرے میں اعتدال پسندی اور میانہ روی کی فضا قائم ہوگی۔ اس طرح اسلامی معاشرے میں اخوت و بھائی چارے اور باہمی معاونت کا جذبہ بھی فروغ پائے گا۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ الصَّدَقَةَ تُؤْخَذُ مِنَ الْاَغْنِيَاءِ فَتُرَدُّ فِي الْفُقَرَاءِ

باب 21- زکوٰۃ خوشحال لوگوں سے وصول کر کے غریبوں کو دی جائے گی

587 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيْدٍ الْكِنْدِيُّ الْكُوْفِيُّ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ اَشْعَثَ عَنْ عَوْنِ بْنِ اَبِيْ جُحَيْفَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ

متنِ حدیث: قَدِمَ عَلَيْنَا مُصَدِّقُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَ الصَّدَقَةَ مِنْ اَغْنِيَائِنَا فَجَعَلَهَا فِيْ فُقَرَائِنَا وَكُنْتُ غُلَامًا يَتِيْمًا فَاَعْطَانِيْ مِنْهَا قَلُوْصًا

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ جُحَيْفَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ

◆◆ عون ابو جحیفہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی طرف سے زکوٰۃ وصول کرنے والا شخص ہمارے پاس آیا اس نے ہمارے امیر لوگوں سے زکوٰۃ وصول کی اور اسے ہمارے غریب لوگوں میں بانٹ دیا' میں ایک یتیم لڑکا تھا اس نے اس میں سے مجھے ایک اونٹنی دی۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابوجحیفہ سے منقول حدیث "حسن" ہے۔

شرح

وضع زکوٰۃ اوراس کی تقسیم کاری کا اصول

دور رسالت میں وضع زکوٰۃ اوراس کی تقسیم کاری کا یہ طریق کار تھا کہ عاملین علاقہ کے اغنیاء اوراہل ثروت لوگوں سے زکوٰۃ وصول کرتے اوراسی علاقہ سے متعلق فقراء وغرباء میں تقسیم کرتے تھے۔ اگر غرباء اور فقراء نہ ملتے تو مال زکوٰۃ مدینہ طیبہ میں لایا جاتا تھا۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ جب گورنر کی حیثیت سے یمن روانہ ہونے لگے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں چند ہدایات سے نوازا اوران میں ایک ہدایت یہ بھی تھی کہ وہاں کے اغنیاء سے زکوٰۃ وصول کر کے فقراء ومساکین میں تقسیم کی جائے۔ الغرض قرون اولیٰ میں زکوٰۃ وصول کرنے اور تقسیم کرنے کا محکمہ ایک ساتھ تھا۔ بعد میں حالات کے تقاضوں اور عوامی سہولت کے لیے دونوں محکمے الگ الگ کر دیے گئے۔ ارباب وضع زکوٰۃ کے پاس اغنیاء کی فہرست ہوتی جن سے وہ زکوٰۃ وصول کرتے اور ارباب تقسیم کار کے پاس مساکین وفقراء کی فہرست ہوتی جن میں وہ زکوٰۃ تقسیم کرتے تھے۔ قرآن کی اصطلاح میں ان لوگوں کو: العاملین علیها، کہا جاتا ہے۔ حدیث باب میں بھی یہی مضمون بیان کیا گیا ہے کہ حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہمارے قبیلہ میں ایک عامل آیا۔ اس نے اغنیاء سے زکوٰۃ وصول کی اور فقراء ومساکین میں تقسیم کی۔ میں اس زمانہ میں یتیم بچہ تھا، تو مجھے بھی بطور زکوٰۃ ایک اونٹنی دی گئی۔

بَابُ مَا جَآءَ مَنْ تَحِلُّ لَهُ الزَّكَاةُ

باب 22- کس شخص کے لیے زکوٰۃ (وصول کرنا) جائز ہے؟

588 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا شَرِيْكٌ وَّقَالَ عَلِيٌّ اَخْبَرَنَا شَرِيْكٌ وَّالْمَعْنٰى وَاحِدٌ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ سَاَلَ النَّاسَ وَلَهُ مَا يُغْنِيْهِ جَآءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَسْاَلَتُهُ فِيْ وَجْهِهٖ خُمُوْشٌ اَوْ خُدُوْشٌ اَوْ كُدُوْحٌ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا يُغْنِيْهِ قَالَ خَمْسُوْنَ دِرْهَمًا اَوْ قِيْمَتُهَا مِنَ الذَّهَبِ

588- اخرجه ابو داؤد (511/1) كتاب الزكاة: باب: من يعطى من الصدقة وحد الغنى' رقم (1626)' والنسائي (97/5) كتاب الزكاة: باب: حد الغنى رقم (2592)' وابن ماجه (589/1)' كتاب الزكاة: باب: من سال عن ظهر غنى' رقم (1840)' واحمد (441- 388/1)' والدارمي (386/1) كتاب الزكاة: باب: من تحل له الصدقة' من طريق (سفيان' و شريك) عن حكيم بن جبير عن محمد بن عبدالرحمن بن يزيد عن ابيه فذكره-

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ:

وَقَدْ تَكَلَّمَ شُعْبَةُ فِيْ حَكِيْمِ بْنِ جُبَيْرٍ مِّنْ اَجْلِ هٰذَا الْحَدِيْثِ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ جُبَيْرٍ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ صَاحِبُ شُعْبَةَ لَوْ غَيْرُ حَكِيْمٍ حَدَّثَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ فَقَالَ لَهُ سُفْيَانُ وَمَا لِحَكِيْمٍ لَّا يُحَدِّثُ عَنْهُ شُعْبَةُ قَالَ نَعَمْ قَالَ سُفْيَانُ سَمِعْتُ زُبَيْدًا يُّحَدِّثُ بِهٰذَا عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَصْحَابِنَا وَبِهٖ يَقُوْلُ الثَّوْرِيُّ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ قَالُوْا اِذَا كَانَ عِنْدَ الرَّجُلِ خَمْسُوْنَ دِرْهَمًا لَمْ تَحِلَّ لَهُ الصَّدَقَةُ قَالَ وَلَمْ يَذْهَبْ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِلٰى حَدِيْثِ حَكِيْمِ بْنِ جُبَيْرٍ وَّوَسَّعُوْا فِيْ هٰذَا وَقَالُوْا اِذَا كَانَ عِنْدَهٗ خَمْسُوْنَ دِرْهَمًا اَوْ اَكْثَرُ وَهُوَ مُحْتَاجٌ فَلَهٗ اَنْ يَّاْخُذَ مِنَ الزَّكَاةِ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَغَيْرِهٖ مِنْ اَهْلِ الْفِقْهِ وَالْعِلْمِ

◆◆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص لوگوں سے مانگے اور اس کے پاس اتنا کچھ ہو' جس کی وجہ سے اسے مانگنے کی ضرورت نہ ہو' تو جب وہ قیامت کے دن آئے گا' تو اس کے مانگنے کی وجہ سے اس کے چہرے پر داغ ہوگا۔

راوی کو شک ہے: یہاں کون سا لفظ استعمال ہوا ہے۔ خموش' خدوش' کدوح

عرض کی گئی: یارسول اللہ! اسے ضرورت نہ ہونے سے مراد کیا ہے' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پچاس درہم یا ان کی قیمت جتنا سونا۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔

شعبہ نے حکیم بن جبیر نامی راوی کے بارے میں اس حدیث کے حوالے سے کلام کیا ہے۔

یحییٰ بن آدم بیان کرتے ہیں' سفیان نے حکیم بن جبیر کے حوالے سے اس حدیث کو نقل کیا' تو شعبہ کے شاگرد عبداللہ بن عثمان نے اسے کہا: کاش حکیم کے بجائے' کسی اور نے اس حدیث کو نقل کیا ہوتا' تو سفیان نے ان سے کہا: کیا حکیم میں خرابی ہے؟ جو شعبہ ان کے حوالے سے حدیث نقل کرتے' تو انہوں نے جواب دیا' جی ہاں!

سفیان بولے: میں نے زبید کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: انہوں نے اس حدیث کو محمد بن عبدالرحمٰن بن یزید کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

ہمارے بعض اصحاب کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا۔ سفیان ثوری' عبداللہ بن مبارک' احمد اور اسحٰق نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

یہ حضرات فرماتے ہیں: جب آدمی کے پاس پچاس درہم ہوں' تو اس کے لیے زکوٰۃ لینا جائز نہیں ہے۔
بعض اہلِ علم نے حکیم بن جبیر کی اس حدیث کو دلیل تسلیم نہیں کیا' انہوں نے اس بارے میں گنجائش دی ہے' وہ یہ فرماتے ہیں:
اگر آدمی کے پاس پچاس درہم ہوں یا اس سے زیادہ بھی ہوں اور اسے ضرورت ہو' تو وہ زکوٰۃ وصول کر سکتا ہے۔
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اہلِ فقہ اور اہلِ علم کی یہی رائے ہے۔

شرح

مصارف زکوٰۃ

قرآن وسنت میں زکوٰۃ کے ہر پہلو پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے۔ لوگ دو قسم کے ہیں: (۱) اغنیاء (۲) فقراء۔ اسلام نے اغنیاء کے اموال میں زکوٰۃ کی ادائیگی ضروری قرار دی اور فقراء میں تقسیم کرنے کا حکم دیا تا کہ اموال منجمد نہ ہوں اور فقراء بھی اس سے استفادہ کر سکیں۔ وجوب زکوٰۃ کی شرائط یہ ہیں: (۱) مسلمان ہونا (۲) بالغ ہونا (۳) عاقل ہونا (۴) آزاد ہونا (۵) مالک نصاب ہونا (۶) مال نصاب کا مکمل مالک ہونا (۷) نصاب کا دین (قرض) سے فارغ ہونا (۸) نصاب کا حاجت اصلیہ سے زائد ہونا۔

زکوٰۃ کے مصارف یہ ہیں: (۱) فقیر (۲) مسکین (۳) عامل (۴) رقاب (غلام آزاد کرنے کے لیے) (۵) غارم (مقروض) (۶) فی سبیل اللہ (جہاد کے لیے) (۷) مؤلفۃ القلوب (اسلام کی طرف راغب کرنے کے لیے) (۸) ابن السبیل (مسافر)

سوال کی مذمت: حدیث باب میں الفاظ: خموش، خدوش اور کدوح استعمال ہوئے ہیں جو مترادف ہیں اور سب کا معنیٰ زخم ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم روایت حدیث میں نہایت درجہ کے محتاط تھے۔ اس سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ بے جا اور غیر مستحق کا زکوٰۃ وغیرہ کے لیے سوال کرنا قابل مذمت ہے' جس کی وعید یہ ہے کہ قیامت کے دن اس کے چہرے پر ذلت ورسوائی کے نشانات ہوں گے۔

حدیث کا مفہوم: حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس شخص کے پاس پچاس درہم یا اس کی قیمت کے برابر سونا چاندی یا کوئی دوسرا مال موجود، تو وہ زکوٰۃ کا سوال نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی شخص اسے زکوٰۃ دے تو اس کا لینا جائز ہے۔ حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ ایسا شخص نہ زکوٰۃ کا سوال کر سکتا اور نہ ہی اسے زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔

سوال: جس شخص کے پاس :مایغنیہ موجود ہو تو کیا اسے زکوٰۃ دی جا سکتی ہے؟

جواب: اگر وہ فرد واحد ہو اور تندرست وصحتمند بھی ہو، تو اسے زکوٰۃ نہیں دینی چاہیے کیونکہ وہ کام نہ کرنے، سوال کرنے اور مفت خوری کا عادی بن جائے گا۔ البتہ اگر وہ معذور ہو یا صاحب عیال ہو، تو اسے زکوٰۃ دی جا سکتی ہے کیونکہ اس صورت میں مفت خوری کی عادت کا امکان نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بَابُ مَا جَآءَ مَنْ لَّا تَحِلُّ لَهُ الصَّدَقَةُ

باب 23- کس شخص کیلیے زکوٰۃ وصول کرنا جائز نہیں ہے؟

589 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ سَعِيْدٍ ح وحَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ رَيْحَانَ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ وَّلَا لِذِيْ مِرَّةٍ سَوِيٍّ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَحُبْشِيِّ بْنِ جُنَادَةَ وَقَبِيصَةَ بْنِ مُخَارِقٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو حَدِيْثٌ حَسَنٌ

اختلافِ روایت: وَقَدْ رَوٰى شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ هٰذَا الْحَدِيْثَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَلَمْ يَرْفَعْهُ

حدیثِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ فِيْ غَيْرِ هٰذَا الْحَدِيْثِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحِلُّ الْمَسْاَلَةُ لِغَنِيٍّ وَّلَا لِذِيْ مِرَّةٍ سَوِيٍّ

مذاہبِ فقہاء: وَّاِذَا كَانَ الرَّجُلُ قَوِيًّا مُحْتَاجًا وَّلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ شَيْءٌ فَتُصُدِّقَ عَلَيْهِ اَجْزَاَ عَنِ الْمُتَصَدِّقِ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ وَوَجْهُ هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ عَلَى الْمَسْاَلَةِ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمرو نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' خوشحال شخص کے لیے اور تندرست آدمی کے لیے زکوٰۃ لینا جائز نہیں ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' حضرت حبشی بن جنادہ' حضرت قبیصہ بن مخارق سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔

شعبہ نے اس روایت کو سعد بن ابراہیم کے حوالے سے' اس سند کے ہمراہ نقل کیا ہے' اور انہوں نے اسے ''مرفوع'' روایت کے طور پر نقل نہیں کیا۔

یہی روایت دیگر حوالوں سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے: خوشحال شخص کے لیے اور تندرست شخص کے لیے مانگنا جائز نہیں ہے' اگر آدمی طاقتور ہو' اور ضرورت مند ہو' اور اس کے پاس کوئی ایسی چیز نہ ہو' اور پھر اسے زکوٰۃ دے دی جائے' تو اہلِ علم کے نزدیک زکوٰۃ ادا کرنے والے شخص کی طرف سے زکوٰۃ کی ادائیگی درست ہوگی۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک یہ حدیث (زکوٰۃ مانگنے پر محمول ہوگی)

589- اخرجه ابو داؤد (2/285- دعاس) كتاب الزكاة: باب: من يعطي من الصدقة وحد الغني- رقم (1634) واحمد (2/164-192) والدارمي (1/386) كتاب الزكاة: باب: من تحل له الصدقة- من طريق سفيان و ابراهيم بن سعد عن سعد بن ابراهيم عن ريحان بن يزيد عن عبدالله بن عمرو يبلغ به النبي صلى الله عليه وسلم -

590 سندِحدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيْدٍ الْكِنْدِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُجَالِدٍ عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ عَنْ حُبْشِيِّ بْنِ جُنَادَةَ السَّلُوْلِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ :

متنِ حدیث: فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَهُوَ وَاقِفٌ بِعَرَفَةَ اَتَاهُ اَعْرَابِيٌّ فَاَخَذَ بِطَرَفِ رِدَائِهِ فَسَاَلَهُ اِيَّاهُ فَاَعْطَاهُ وَذَهَبَ فَعِنْدَ ذٰلِكَ حَرُمَتِ الْمَسْاَلَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمَسْاَلَةَ لَا تَحِلُّ لِغَنِيٍّ وَّلَا لِذِيْ مِرَّةٍ سَوِيٍّ اِلَّا لِذِيْ فَقْرٍ مُّدْقِعٍ اَوْ غُرْمٍ مُّفْظِعٍ وَّمَنْ سَاَلَ النَّاسَ لِيُثْرِيَ بِهٖ مَالَهٗ كَانَ خُمُوْشًا فِيْ وَجْهِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَرَضْفًا يَّاْكُلُهٗ مِنْ جَهَنَّمَ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُقِلَّ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْثِرْ

اسنادِدیگر: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحِيمِ بْنِ سُلَيْمَانَ نَحْوَهٗ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت حبشی بن جنادہ سلولی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو حجۃ الوداع کے موقع پر یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: آپ اس وقت عرفہ میں ٹھہرے ہوئے تھے' ایک دیہاتی آپ کے پاس آیا اس نے آپ کی چادر کا کنارہ تھاما اور آپ سے وہ چادر مانگی' تو نبی اکرم ﷺ نے وہ عطا کر دی' جب وہ چلا گیا' تو اس وقت مانگنے کی مذمت کا حکم نازل ہوا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: خوشحال شخص کے لیے اور تندرست شخص کے لیے مانگنا جائز نہیں ہے۔' البتہ اگر وہ انتہائی ضرورت مند اور غریب ہو' تو (حکم مختلف ہوگا) جو شخص لوگوں سے اس لیے مانگے تا کہ اس کے ذریعے اس کے مال میں اضافہ ہو' تو وہ قیامت کے دن اس کے چہرے پر خراشوں کی طرح ہوگا' ایسا شخص جہنم کے گرم پتھروں پر بھنا ہوا گوشت کھاتا ہے۔ جس کی مرضی ہے وہ تھوڑا کھائے اور جس کی مرضی ہو وہ زیادہ کھالے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت اس سند کے حوالے سے "غریب" ہے۔

شرح

وہ لوگ جن کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی

وہ لوگ جن کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی درج ذیل ہیں:

۱- اغنیاء: جو شخص صاحب نصاب یا غنی ہو، اسے زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی کیونکہ اس پر زکوٰۃ دینا فرض ہے۔

۲- سادات کرام: سید کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی، کیونکہ زکوٰۃ ایک طرح کا میل ہے جو خاندان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شایان شان نہیں ہے۔

۳- غیر مسلم: غیر مسلم خواہ وہ اہل کتاب ہو، اسے زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی کیونکہ زکوٰۃ کے مصارف میں شامل نہیں ہے۔

۴- آباؤ اجداد: باپ، دادا، نانی، نانا اور اوپر تک کے لوگوں کو اسی طرح بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی اور نواسہ، نواسی خواہ نیچے تک چلے جائیں، ان کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی۔

۵- زوجین باہم: میاں، بیوی باہم ایک دوسرے کوزکوٰۃ نہیں دے سکتے، کیونکہ ایک طرح سے ان کی دولت مشترک ہوتی ہے۔ان باہم زکوٰۃ دینے سے دولت گردش نہیں کرے گی بلکہ منجمد ہوجائے گی۔

مفہوم حدیث: حدیث باب میں دوشخصوں کوزکوٰۃ دینے کی ممانعت کی گئی ہے: (۱) غنی یعنی جس کے پاس نصاب کے مطابق دولت ہو،وہ تو خودزکوٰۃ دے گا وہ لے کیسے سکتا ہے؟

(۲) وہ شخص جوتندرست ہو۔یادرہے کہ تندرست کوزکوٰۃ دینے سے جومنع کیا گیا ہے، یہ شرعی اصول کی بناپرنہیں ہے بلکہ اخلاقی تقاضا کے پیش نظر ہے۔ورنہ وہ دست سوال تو دراز نہیں کرسکتا مگراز خود کوئی اسے زکوٰۃ دے تو جائز ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ مَنْ تَحِلُّ لَهُ الصَّدَقَةُ مِنَ الْغَارِمِيْنَ وَغَيْرِهِمْ

باب24-مقروض وغیرہ میں سے کس کے لیے زکوٰۃ وصول کرنا جائز ہے؟

591 سندِحدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَشَجِّ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ

متنِ حدیث: قَالَ اُصِيْبَ رَجُلٌ فِىْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ ثِمَارٍ ابْتَاعَهَا فَكَثُرَ دَيْنُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَصَدَّقُوْا عَلَيْهِ فَتَصَدَّقَ النَّاسُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَبْلُغْ ذٰلِكَ وَفَاءَ دَيْنِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِغُرَمَائِهٖ خُذُوا مَا وَجَدْتُّمْ وَلَيْسَ لَكُمْ اِلَّا ذٰلِكَ

فی الباب: قَالَ : وَفِى الْبَاب عَنْ عَآئِشَةَ وَجُوَيْرِيَةَ وَاَنَسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِىْ سَعِيْدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں ایک شخص کو پھلوں میں نقصان ہوگیا جواس نے خریدے تھے اس کا قرض بہت زیادہ ہوگیا نبی اکرم ﷺ نے (لوگوں سے) ارشادفرمایا: تم صدقہ کرو! لوگوں نے اسے صدقہ دیا' لیکن پھر بھی وہ اس کے قرض کی ادائیگی تک نہیں پہنچ سکا' تو نبی اکرم ﷺ نے اس کے قرض خواہوں سے ارشادفرمایا: تمہیں جوملتا ہے وہ وصول کرلو تمہیں صرف یہی مل سکتا ہے۔

اس بارے میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

591- اخرجه مسلم (1191/3) كتاب المساقاة: باب: استحباب الوضع من الدين رقم (1556/18) وابو داؤد (298/2) كتاب البيوع: باب: من وضع الجائحة رقم (3469) والنسائى (265/7) كتاب البيوع: باب: وضع الجوائح رقم (4530) وابن ماجه (789/2) كتاب الاحكام: باب: تفليس المعدم والبيع لغرمائه رقم (2356) وهو فى مسلم من طريق الاشج عن ابن سعيد ومن ابى داود والنسائى من طريق قتيبة عنه به وفى ابن ماجه عن ليث عنه به-

شرح

غارمین کوزکوٰۃ دینے کا مسئلہ اوراس میں مذاہب آئمہ

آئمہ فقہ کا اس مسئلہ میں اتفاق ہے کہ مدیون (مقروض) کوزکوٰۃ دینا جائز ہے، وہ خودسوال بھی کرسکتا ہے اور بغیر سوال کے زکوٰۃ وصول بھی کرسکتا ہے۔قرآن کریم میں زکوٰۃ کے آٹھ مصارف بیان کیے گئے ہیں جن میں سے ایک غارم (مقروض) ہے۔

غارمین کامفہوم

غارمین کے مفہوم میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱-حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ غارم سے مراد ایسا شخص ہے، جس کے پاس دولت ہو لیکن اس کا تمام مال یا اکثر مال قرض میں گھرا ہوا ہو اور قرض کی ادائیگی کے بعد اس کے پاس نصاب کے مطابق دولت نہ ہو۔ اسے زکوٰۃ دی جاسکتی ہے اور اس کا لینا جائز بھی ہے۔ آپ نے اپنے مؤقف پر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد ہمایوں میں ایک شخص کے باغ کے پھلوں پر آفت آگئی جو اس نے خرید رکھا تھا۔ وہ بھاری مقروض ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے صدقہ وغیرہ دینے کے لیے لوگوں کو ترغیب دی، لوگوں کی معاونت کے باوجود قرضہ نہ اتر سکا۔ آپ نے قرض خواہوں سے فرمایا: تم لوگوں کو جتنی دولت مل گئی ہے، اس پر صبر کرو اور تمہارے لیے اتنی ہی کافی ہے۔

۲-حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک غارم سے مراد وہ شخص ہے، جس نے کسی مقتول کی دیت یا اسی طرح اور بڑی رقم اپنے آپ پر لازم کرلی ہو، تو ایسا آدمی صدقہ وخیرات وصول کر کے بھی بری الذمہ ہوسکتا ہے لیکن اپنی ذات کے لیے استعمال نہیں کرسکتا۔ انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے، جس میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں آدمیوں کو سوال کرنے کی اجازت دی جن میں سے ایک وہ شخص ہے، جس پر پریشان کن تاوان عائد کیا گیا ہو۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ الصَّدَقَةِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ وَمَوَالِيهِ

باب 25: نبی اکرم ﷺ، آپ کے اہلِ بیت اور غلاموں کے لیے زکوٰۃ وصول کرنا حرام ہے

592 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَيُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوْبَ الضُّبَعِيُّ السَّدُوْسِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُتِيَ بِشَيْءٍ سَاَلَ اَصَدَقَةٌ هِيَ اَمْ هَدِيَّةٌ فَاِنْ قَالُوْا صَدَقَةٌ لَمْ يَاْكُلْ وَاِنْ قَالُوْا هَدِيَّةٌ اَكَلَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَلْمَانَ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاَنَسٍ وَّالْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ وَّاَبِيْ عَمِيْرَةَ جَدِّ مُعَرِّفِ بْنِ وَاصِلٍ وَّاسْمُهٗ رُشَيْدُ بْنُ مَالِكٍ وَّمَيْمُوْنِ بْنِ مِهْرَانَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَاَبِيْ رَافِعٍ وَّعَبْدِ

592- اخرجه النسائی (107/5) كتاب الزكاة: باب: الصدقة لا تحل للنبی صلی الله عليه وسلم رقم (2613)، واحمد (5/5)

الرَّحْمٰنِ بْنِ عَلْقَمَةَ وَقَدْ رُوِیَ هٰذَا الْحَدِیْثُ اَیْضًا عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ عَقِیْلٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَجَدُّ بَهْزِ بْنِ حَكِیْمٍ اسْمُهٗ مُعَاوِیَةُ بْنُ حَیْدَةَ الْقُشَیْرِیُّ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: وَحَدِیْثُ بَهْزِ بْنِ حَكِیْمٍ حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ

◄► بہز بن حکیم اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' جب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں کوئی چیز پیش کی جاتی تھی' تو آپ دریافت کرتے تھے: یہ زکوٰۃ ہے یا تحفہ ہے؟ اگر لوگ یہ بتاتے: زکوٰۃ ہے' تو آپ اسے انہیں کھاتے تھے' اگر لوگ یہ بتاتے: یہ تحفہ ہے' تو آپ اسے کھا لیتے تھے۔

اس بارے میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' حضرت انس رضی اللہ عنہ' امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما' حضرت ابوعمیرہ رضی اللہ عنہ جو معرف بن واصل کے دادا ہیں اور ان کا نام رشید بن مالک ہے' حضرت میمون رضی اللہ عنہ یا شاید حضرت مہران رضی اللہ عنہ' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت عبداللہ بن عمرو اور حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

عبدالرحمٰن بن علقمہ سے بھی روایت منقول ہے' یہ حدیث عبدالرحمٰن بن علقمہ کے حوالے سے' عبدالرحمٰن بن ابوعقیل کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

حضرت بہز بن حکیم کے دادا کا نام معاویہ بن حیدہ القشیری ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) بہز بن حکیم سے منقول حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

593 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ اَبِیْ رَافِعٍ عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ رَجُلًا مِّنْ بَنِیْ مَخْزُوْمٍ عَلَی الصَّدَقَةِ فَقَالَ لِاَبِیْ رَافِعٍ اصْحَبْنِیْ كَیْمَا تُصِیْبَ مِنْهَا فَقَالَ لَا حَتّٰی اٰتِیَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْاَلَهٗ فَانْطَلَقَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهٗ فَقَالَ اِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَحِلُّ لَنَا وَاِنَّ مَوَالِیَ الْقَوْمِ مِنْ اَنْفُسِهِمْ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

توضیح راوی: وَاَبُوْ رَافِعٍ مَوْلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اسْمُهٗ اَسْلَمُ وَابْنُ اَبِیْ رَافِعٍ هُوَ عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ رَافِعٍ كَاتِبُ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

◄► حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے بنو مخزوم سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیج دیا ان صاحب نے حضرت ابورافع سے کہا: آپ بھی میرے ساتھ چلیں تا کہ آپ بھی اس میں سے کچھ وصول کر لیں' تو حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ایسا اس وقت تک نہیں کروں گا' جب تک نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس بارے میں دریافت نہ کر لوں پھر وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' آپ سے اس بارے میں دریافت کیا' تو

593- اخرجه ابو داؤد (519/1) كتاب الزكاة: باب: الصدقة على بنى هاشم "رقم (1650)" والنسائى (107/5) كتاب الزكاة: باب: مولى القوم منهم رقم (2612)-

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہمارے لیے زکوٰۃ لینا جائز نہیں ہے' اور لوگوں کے (آزاد کردہ) غلام ان کے ذات کا حصہ ہوتے ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے آزاد کردہ غلام ہیں ان کا نام اسلم ہے۔

ابن ابی رافع' یہ عبیداللہ بن ابورافع ہیں' جو حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کے سیکرٹری تھے۔

شرح

آپ صلی اللہ علیہ وسلم، سادات کرام اور آپ کے غلاموں کے لیے حرمت زکوٰۃ کا مسئلہ

حدیث باب کے حوالے سے چند امور ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

۱- حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کے خاندان (سادات کرام) اور آپ یا آپ کے آزاد کردہ غلاموں کے لیے زکوٰۃ حرام ہے۔ یہ مسئلہ آئمہ فقہ کے نزدیک اتفاقی و اجماعی ہے۔ اس سلسلے میں چند دلائل ملاحظہ فرمائیں: (۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **ان الصدقة لاتحل لنا** (الصحیح للمسلم) بیشک صدقہ (زکوٰۃ) ہمارے لیے حلال نہیں ہے۔ (۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **لاتحل لنا الصدقات** (الصحیح للبخاری) ہمارے لیے زکوٰۃ حلال نہیں ہے۔ (۳) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **ان هذه الصدقات انما هی او ساخ الناس لایحل لمحمد صلی الله علیه وسلم ولا لآل محمد صلی الله علیه وسلم** (الصحیح للمسلم' رقم الحدیث: ۲۳۷۸) بیشک یہ صدقات ہیں جو لوگوں کا میل کچیل ہے یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حلال نہیں ہے۔

۲- آپ کے خاندان پر حرمت زکوٰۃ کی تین وجوہات ہیں: (۱) جو دولت خرید و فروخت میں منافع کی صورت میں حاصل ہو اس کے جواز میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ البتہ جو مال اس کے علاوہ صدقات کی شکل میں وصول کیا جائے اس میں اہانت ہے اور خلاف ادب بھی۔ اس لیے یہ آپ اور آپ کے خاندان کی شایانِ شان ہرگز نہیں ہوسکتا۔ (۲) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خاندان کے لیے زکوٰۃ اور صدقات جائز ہوتے تو دشمنانِ دین کو لب کشائی کا موقع مل جاتا کہ آپ نے زکوٰۃ ذاتی مفادات اور خاندانی عیش کوشی کے لیے فرض و لازم قرار دی ہے۔ آپ نے اپنی ذات اور اپنے خاندان پر اسے حرام قرار دے کر ایسے اعتراضات کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیا۔ زکوٰۃ کی وصولی اور اس کی تقسیم کاری کے حوالے سے آپ نے بایں الفاظ اعلان فرمایا: **تؤخذ من اغنیاء هم وترد علی فقراء هم** ۔ (الحدیث) مال زکوٰۃ اغنیاء سے وصول کر کے فقیروں میں تقسیم کر دی جائے۔ (۳) زکوٰۃ و صدقات کو حدیث مبارکہ میں دولت کا میل کچیل قرار دیا گیا ہے، تو آپ کے لیے اس کا جواز شایانِ شان نہیں ہوسکتا ہے۔

۳- سادات کرام پر زکوٰۃ اور صدقات تو حرام قرار دیے گئے ہیں لیکن اسلام نے اس کا متبادل خمس (مال غنیمت سے پانچواں حصہ) جائز قرار دیا تھا۔ اب خمس کا دروازہ بھی سادات کرام پر بند ہو چکا ہے تو کیا اب وہ زکوٰۃ لے سکتے ہیں؟ اس بارے میں مفتیان کرام کے مختلف اقوال ہیں۔ بعض سادات کے لیے زکوٰۃ جائز قرار دیتے ہیں اور بعض حرام قرار دیتے ہیں۔ جمہور مفتیان

کرام کا فیصلہ ہے کہ وہ سادات جن کے پاس صحیح نسب نامہ موجود نہیں ہے، انہیں زکوٰۃ پیش کی جاسکتی ہے اوران کا زکوٰۃ وصول کرنا بھی جائز ہے۔ایسے سادات کثیر تعداد میں ہیں۔البتہ وہ سادات جن کے پاس صحیح نسب نامہ موجود ہو، انہیں زکوٰۃ فراہم کرنا جائز نہیں ہے اور نہ وہ زکوٰۃ لے سکتے ہیں۔

۴۔شجرہ طیبہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چوتھے والد گرامی عبد مناف ہیں جن کے چار صاحبزادے تھے: (۱) ہاشم (۲) مطلب (۳) نوفل (۴) عبدالشمس۔ہاشم کے چارلڑکے تھے جن میں عبدالمطلب کے علاوہ کسی کا بھی نسب نامہ برقرار نہ رہ سکا۔خواجہ عبدالمطلب کے بارہ صاحبزادے تھے۔ان کی اولاد میں سے وہ لوگ جو غریب ہوں، انہیں زکوٰۃ پیش کی جاسکتی ہے۔ البتہ پانچ خاندانوں کے لیے زکوٰۃ جائز نہیں ہے: (۱) حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی تمام اولاد۔(۲) حارث بن عبدالمطلب کی اولاد اور ابوطالب کے تین خاندانوں کے لیے۔(۳) اولاد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے۔(۴) اولاد حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے لیے۔(۵) اولاد حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کے لیے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الصَّدَقَةِ عَلٰى ذِى الْقَرَابَةِ

باب 26: قریبی رشتے داروں کو زکوٰۃ دینا

594 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَاصِمٍ الْاَحْوَلِ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنِ الرَّبَابِ عَنْ عَمِّهَا سَلْمَانَ ابْنِ عَامِرٍ يَّبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِذَا اَفْطَرَ اَحَدُكُمْ فَلْيُفْطِرْ عَلٰى تَمْرٍ فَاِنَّهُ بَرَكَةٌ فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ تَمْرًا فَالْمَاءُ فَاِنَّهُ طَهُوْرٌ وَقَالَ الصَّدَقَةُ عَلَى الْمِسْكِيْنِ صَدَقَةٌ وَّهِيَ عَلٰى ذِى الرَّحِمِ ثِنْتَانِ صَدَقَةٌ وَّصِلَةٌ

فی الباب: قَالَ : وَفِى الْبَاب عَنْ زَيْنَبَ امْرَاَةِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَّجَابِرٍ وَّاَبِىْ هُرَيْرَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ

توضیح راوی: وَالرَّبَابُ هِيَ اُمُّ الرَّائِحِ بِنْتُ صُلَيْعٍ

اختلافِ سند: وَهٰكَذَا رَوٰى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنِ الرَّبَابِ عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَرَوٰى شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ وَّلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنِ الرَّبَابِ وَحَدِيْثُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ عُيَيْنَةَ اَصَحُّ وَهٰكَذَا رَوٰى ابْنُ عَوْنٍ وَّهِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنِ الرَّبَابِ عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ

594- اخرجه النسائی (92/5) كتاب الزكاة: باب: الصدقة على الاقارب رقم (2582) وابن ماجه (591/1) كتاب الزكاة: باب: فضل الصدقة رقم (1844) واحمد (17/4) (18/4) والدارمی (397/1) كتاب الزكاة: باب: الصدقة على القرابة: والحميدی (363/2) رقم (823/3) وابن خزيمة (278/3) حديث (2067) وابن خزيمة (77/4) رقم (2385) من طريق حفصة بنت سيرين عن الرباب ام الرائح واخرجه احمد (18/4) ليس فيه الرباب ام الرائح-

◆◆ حضرت سلمان بن عامر یہ بات بیان کرتے ہیں' انہیں' نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان کا پتہ چلا ہے: جب کسی شخص نے افطار کرنا ہو' تو وہ کھجور کے ذریعے افطار کرے' اس میں برکت ہوتی ہے' اگر کسی کو کھجور نہیں ملتی' تو وہ پانی کے ذریعے کرلے' کیونکہ یہ پاک کرنے والا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا: غریب شخص کو صدقہ دینا' صرف صدقہ دینا ہے' اور قریبی رشتے دار کو صدقہ دینے میں دو پہلو ہیں' ایک صدقہ دینا اور ایک رشتے داری کے حقوق کا خیال رکھنا۔

اس بارے میں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اہلیہ ہیں' حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت سلمان بن عامر سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔

رباب نامی راوی خاتون اُم رائح بنت صلیع ہیں۔

سفیان ثوری نے اس روایت کو عاصم کے حوالے سے' حفصہ بنت سیرین کے حوالے سے' رباب نامی خاتون کے حوالے سے' ان کے چچا' سلمان بن عامر کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

شعبہ نامی راوی نے اس روایت کو عاصم کے حوالے سے' حفصہ بنت سیرین کے حوالے سے' حضرت سلمان بن عامر سے بھی نقل کیا ہے' اس میں رباب کا تذکرہ نہیں کیا۔

سفیان ثوری اور ابن عیینہ سے منقول حدیث زیادہ مستند ہے' یہی روایت اسی طرح ابن عوف کے حوالے سے ہشام بن حسان کے حوالے سے' حفصہ بنت سیرین کے حوالے سے' رباب کے حوالے سے' حضرت سلمان بن عامر سے منقول ہے۔

شرح

قریبی رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینے کی فضیلت

دو قسم کے رشتہ داروں کو زکوٰۃ اور صدقہ واجب دینا منع ہے: (۱) ولادت کا رشتہ: اصول مثلاً باپ، دادا، دادی، نانا، نانی حتیٰ کہ اوپر تک۔ اسی طرح فروع بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسہ، نواسی حتیٰ کہ نیچے تک۔ (۲) نکاح کا تعلق: زوجین باہم ایک دوسرے کو زکوٰۃ و صدقہ واجبہ نہیں دے سکتے۔ ان کے علاوہ ہر قسم کے رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے مثلاً بہن، بھائی، چچا، تایا، چچی، تائی، چچازاد بہن بھائی، تایازاد بہن بھائی، خالہ زاد بہن بھائی وغیرہ۔ بعض لوگ اپنے اقارب کو زکوٰۃ نہیں دیتے اور وہ خیال کرتے ہیں کہ رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ یہ ان کی بے علمی یا جہالت ہے یا بے عملی ہے ورنہ اقارب کو زکوٰۃ دینے کا دوگنا ثواب ہے۔ ایک تو زکوٰۃ کی ادائیگی کا اور دوسرا رشتہ داروں سے صلہ رحمی کا۔ رشتہ داروں سے حسن سلوک، صلہ رحمی اور استحکام اخوت کا زیادہ ثواب ہے۔ حدیث باب میں بھی اسی مسئلہ کا درس دیا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ فِي الْمَالِ حَقًّا سِوَى الزَّكَاةِ

باب 27: مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی (ادائیگی کا) حق ہے

595 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ مَدُّوَيْهِ حَدَّثَنَا الْاَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ شَرِيْكٍ عَنْ اَبِیْ حَمْزَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ

متنِ حدیث: سَاَلْتُ اَوْ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الزَّكَاةِ فَقَالَ اِنَّ فِي الْمَالِ لَحَقًّا سِوَى الزَّكَاةِ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ الَّتِيْ فِي الْبَقَرَةِ (لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ) الْاٰيَةَ

◆◆ سیّدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے سوال کیا (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں:) نبی اکرم ﷺ سے زکوٰۃ کے بارے میں سوال کیا گیا' آپ نے ارشاد فرمایا: مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی (ادائیگی کا) حق ہے۔

پھر نبی اکرم ﷺ نے ''سورۂ بقرہ'' میں موجود یہ آیت تلاوت کی۔

''نیکی یہ نہیں ہے کہ تم اپنا رخ پھیر لو''۔

596 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الطُّفَيْلِ عَنْ شَرِيْكٍ عَنْ اَبِیْ حَمْزَةَ عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِنَّ فِي الْمَالِ حَقًّا سِوَى الزَّكَاةِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ اِسْنَادُهُ لَيْسَ بِذَاكَ

توضیحِ راوی: وَاَبُوْ حَمْزَةَ مَيْمُوْنٌ الْاَعْوَرُ يُضَعَّفُ وَرَوٰى بَيَانٌ وَّاِسْمٰعِيْلُ بْنُ سَالِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ هٰذَا الْحَدِيْثَ قَوْلَهٗ وَهٰذَا اَصَحُّ

◆◆ سیّدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں: مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی (ادائیگی کا) حق ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ اس حدیث کی سند مستند نہیں ہے۔

ابوحمزہ میمون اعور نامی راوی کو ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

بیان اور اسماعیل بن سالم نے اسے شعبی کے حوالے سے' ان کے قول کے طور پر نقل کیا ہے' اور یہ زیادہ مستند ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ فَضْلِ الصَّدَقَةِ

باب 28: صدقہ دینے کی فضیلت

595– اخرجه ابن ماجه (570/1) كتاب الزكاة: باب: ما ادى زكاته ليس بكنز" رقم (1789)' والدارمى (385/1) كتاب الزكاة: باب: ما يجب فى مال سوى الزكاة- من طريق شريك عن ابن حمزة عن عامر الشعبى عن فاطمة بنت قيس- رضى الله عنها- تبلغ بها النبى صلى الله عليه وسلم

597 سندِحدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: مَا تَصَدَّقَ اَحَدٌ بِصَدَقَةٍ مِّنْ طَيِّبٍ وَّلَا يَقْبَلُ اللّٰهُ اِلَّا الطَّيِّبَ اِلَّا اَخَذَهَا الرَّحْمٰنُ بِيَمِيْنِهٖ وَاِنْ كَانَتْ تَمْرَةً تَرْبُوْ فِىْ كَفِّ الرَّحْمٰنِ حَتّٰى تَكُوْنَ اَعْظَمَ مِنَ الْجَبَلِ كَمَا يُرَبِّىْ اَحَدُكُمْ فُلُوَّهٗ اَوْ فَصِيلَهٗ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنْ عَآئِشَةَ وَعَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ وَّاَنَسٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ اَوْفٰى وَحَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ وَّعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَّبُرَيْدَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِىْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو بھی شخص حلال مال میں سے صدقہ دیتا ہے ویسے اللہ تعالیٰ صرف حلال مال کو ہی قبول کرتا ہے' تو پروردگار اسے اپنے دست رحمت میں لیتا ہے' اگر وہ کھجور ہو' تو وہ رحمٰن کے دست قدرت میں بڑھنے لگتی ہے' یہاں تک کہ پہاڑ سے بڑی ہو جاتی ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے کوئی شخص اپنے گھوڑے کے بچے یا گائے کے بچے کی پرورش کرتا ہے۔

اس بارے میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ' حضرت انس رضی اللہ عنہ' حضرت عبداللہ بن ابواوفی رضی اللہ عنہ' حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول "حسن صحیح" ہے۔

598 سندِحدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: اِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُ الصَّدَقَةَ وَيَاْخُذُهَا بِيَمِيْنِهٖ فَيُرَبِّيْهَا لِاَحَدِكُمْ كَمَا يُرَبِّىْ اَحَدُكُمْ مُهْرَهٗ حَتّٰى اِنَّ اللُّقْمَةَ لَتَصِيْرُ مِثْلَ اُحُدٍ وَّتَصْدِيْقُ ذٰلِكَ فِىْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (اَلَمْ يَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقَاتِ) وَ (يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبَا وَيُرْبِى الصَّدَقَاتِ)

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِىَ عَنْ عَآئِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هٰذَا

597- اخرجه البخاری (426/13) كتاب التوحيد: باب: قول الله تعالىٰ: (تعرج الملئكة والروح اليه) (المعارج:4)......رقم (7430) تعليقات (326/3) كتاب الزكاة: باب: الصدقة من كسب طيب رقم (1410) ومسلم (702/2) كتاب الزكاة: باب: قبول الصدقة من الكسب الطيب و تربيتها رقم (63, 64, 64, 1014/64) والنسائى (57/5) كتاب الزكاة: باب: الصدقة من غلول رقم (2525) وابن ماجه (590/1) كتاب الزكاة: باب: فضل الصدقة رقم (1842) وابن خزيمة (93/4) رقم (2425) واحمد (331/2) والدارمى (395/1) كتاب الزكاة: باب: فضل الصدقة والحميدى (488/2) رقم (1154)

598- اخرجه احمد (268/2-471) وابن خزيمة (93/4) رقم (2426) (2427) بالفاظ مقاربة لهذا اللفظ والحديث لم يخرجه سوى الترمذى من اصحاب الكتب الستة كما فى "التحفة" (295/10) رقم (14237)-

مذاہب فقہاء: وَقَدْ قَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَمَا يُشْبِهُ هٰذَا مِنَ الرِّوَايَاتِ مِنَ الصِّفَاتِ وَنُزُوْلِ الرَّبِّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى كُلَّ لَيْلَةٍ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا قَالُوْا قَدْ تَثْبُتُ الرِّوَايَاتُ فِيْ هٰذَا وَيُؤْمَنُ بِهَا وَلَا يُتَوَهَّمُ وَلَا يُقَالُ كَيْفَ هٰكَذَا رُوِىَ عَنْ مَالِكٍ وَّسُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ اَنَّهُمْ قَالُوْا فِيْ هٰذِهِ الْاَحَادِيْثِ اَمِرُّوْهَا بِلَا كَيْفٍ وَّهٰكَذَا قَوْلُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَاَمَّا الْجَهْمِيَّةُ فَاَنْكَرَتْ هٰذِهِ الرِّوَايَاتِ وَقَالُوْا هٰذَا تَشْبِيْهٌ وَّقَدْ ذَكَرَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيْ غَيْرِ مَوْضِعٍ مِّنْ كِتَابِهِ الْيَدَ وَالسَّمْعَ وَالْبَصَرَ فَتَاَوَّلَتِ الْجَهْمِيَّةُ هٰذِهِ الْاٰيَاتِ فَفَسَّرُوْهَا عَلٰى غَيْرِ مَا فَسَّرَ اَهْلُ الْعِلْمِ وَقَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَخْلُقْ اٰدَمَ بِيَدِهٖ وَقَالُوْا اِنَّ مَعْنَى الْيَدِ هٰهُنَا الْقُوَّةُ وَقَالَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّمَا يَكُوْنُ التَّشْبِيْهُ اِذَا قَالَ يَدٌ كَيَدٍ اَوْ مِثْلُ يَدٍ اَوْ سَمْعٌ كَسَمْعٍ اَوْ مِثْلُ سَمْعٍ فَاِذَا قَالَ سَمْعٌ كَسَمْعٍ اَوْ مِثْلُ سَمْعٍ فَهٰذَا التَّشْبِيْهُ وَاَمَّا اِذَا قَالَ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَدٌ وَّسَمْعٌ وَّبَصَرٌ وَّلَا يَقُوْلُ كَيْفَ وَلَا يَقُوْلُ مِثْلُ سَمْعٍ وَّلَا كَسَمْعٍ فَهٰذَا لَا يَكُوْنُ تَشْبِيْهًا وَّهُوَ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ كِتَابِهٖ (لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ)

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ صدقے کو قبول کرتا ہے' اسے اپنے دست رحمت میں رکھتا ہے' اور اسے بڑھانا شروع کرتا ہے' جس طرح کوئی شخص اپنے گھوڑے کے بچے کو پالتا ہے' یہاں تک کہ ایک لقمہ ''احد'' پہاڑ کی طرح ہو جاتا ہے (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:)

اس کی تصدیق' اللہ تعالیٰ کی کتاب میں موجود ہے۔

''اور وہی ذات ہے' جو اپنے بندوں سے توبہ کو قبول کرتا ہے' اور صدقات کو وصول کرتا ہے' اللہ تعالیٰ سود کو ختم کرتا ہے' اور صدقات کو بڑھاتا ہے''۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند منقول ہے۔

کئی اہلِ علم نے اس حدیث کے بارے میں اور اس طرح کی دیگر روایات کے بارے میں یہ فرمایا ہے: جو صفات سے تعلق رکھتی ہیں' پروردگار کے روزانہ ہماری دنیا کی طرف نزول کرنے سے متعلق ہیں' یہ حضرات فرماتے ہیں: احادیث سے یہ بات ثابت ہے' ہم ان پر ایمان رکھتے ہیں' تاہم ان کے بارے میں سوچا نہیں جا سکتا اور نہ ہی یہ کہا جا سکتا ہے: ایسا کس طرح ہو سکتا ہے؟

امام مالک بن انس' سفیان بن عیینہ اور عبداللہ بن مبارک سے اسی طرح منقول ہے' وہ یہ فرماتے ہیں: اس طرح کی احادیث پر' کیفیت کی وضاحت کیے بغیر' ایمان لے آؤ۔

اہلسنّت والجماعت سے تعلق رکھنے والے اہلِ علم نے یہی رائے بیان کی ہے۔

جہاں تک ''جہمیہ'' کا تعلق ہے' انہوں نے ان روایات کا انکار کیا ہے' وہ یہ کہتے ہیں اس میں تشبیہ پائی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کئی مقامات پر لفظ ہاتھ' سننا' دیکھنے' کا تذکرہ کیا ہے' جہمیہ ان آیات کی تاویل کرتے ہیں اور ان کی

تفسیر اس کے برعکس کرتے ہیں' جو تفسیر اہلِ علم نے ان کی بیان کی ہے۔

وہ لوگ یہ کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھ کے ذریعے پیدا نہیں کیا' وہ یہ کہتے ہیں: یہاں پہ ہاتھ سے مراد قوت ہے۔

اسحٰق بن ابراہیم فرماتے ہیں: تشبیہہ کی صورت اس وقت ہو سکتی ہے' جب ہاتھ کو انسانی ہاتھ کی مانند قرار دیا جائے یا سننے کو (انسانی) سننے کی مانند قرار دیا جائے۔

جب کوئی شخص یہ کہے: (اللہ تعالیٰ کا) سننا (انسانی) سننے کی طرح ہے یا اس کی مانند ہے' تو یہ تشبیہ ہوگی لیکن اگر بندہ وہی کہے' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ ہاتھ' سننا' دیکھنا' اور اس کیفیت بیان نہ کرے اور نہ ہی یہ کہے: یہ (انسانی) سننے کی طرح ہے' تو یہ تشبیہ نہیں ہوگی (یعنی ایک کو دوسرے کے مشابہہ قرار دینا) اور یہ اسی طرح ہوگا' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ارشاد فرمایا ہے:

''اس کی مانند کوئی چیز نہیں ہو سکتی' وہ سننے والا ہے' اور دیکھنے والا ہے''۔

599 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الصَّوْمِ اَفْضَلُ بَعْدَ رَمَضَانَ فَقَالَ شَعْبَانُ لِتَعْظِيْمِ رَمَضَانَ قِيْلَ فَاَيُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ صَدَقَةٌ فِيْ رَمَضَانَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَّصَدَقَةُ بْنُ مُوْسٰى لَيْسَ عِنْدَهُمْ بِذَاكَ الْقَوِيِّ

◆◆ حضرت انس بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا: رمضان کے بعد کون سا روزہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا' شعبان کا تاکہ رمضان کی تعظیم ہو' اس شخص نے دریافت کیا: کون سا صدقہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: رمضان میں صدقہ کرنا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''غریب'' ہے۔

صدقہ بن موسیٰ نامی راوی محدثین کے نزدیک مستند نہیں ہے۔

600 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عِيْسٰى الْخَزَّازُ الْبَصْرِيُّ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ عُبَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

متنِ حدیث: اِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ عَنْ مِيْتَةِ السُّوْءِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: صدقہ پروردگار کے غضب کو ختم کر دیتا ہے' اور بُری موت کو دور کر دیتا ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن'' ہے' اور اس کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

شرح

نفلی صدقہ کی فضیلت

سابقہ ابواب میں زکوٰۃ کا بیان تھا۔ اب ان دو ابواب کی چھ احادیث مبارکہ میں نفلی صدقہ کی فضیلت بیان کی گئی۔ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے زکوٰۃ کے بارے میں سوال کیا تو آپ کی طرف سے جواب دیا گیا: زکوٰۃ کے علاوہ بھی مال میں حق (صدقہ) ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے حلال وطیب رزق کا صدقہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے دست رحمت سے قبول کرتا ہے، خواہ وہ ایک کھجور ہی ہو۔ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور اس طرح پرورش پاتا رہتا ہے، جس طرح خچر کا بچہ پرورش پاتا ہے حتیٰ کہ وہ احد پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے اور قیامت کے دن اسے اس کا ثواب دیا جائے گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ماہ رمضان میں دیا جانے والا صدقہ افضل ہے۔'' اس مقدس ماہ میں صدقہ کرنے کی فضیلت اس لیے زیادہ ہے کہ اس کی ہر گھڑی بابرکت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمتوں کی بارش ہوتی ہے، جس وجہ سے جہاں دیگر عبادات یعنی نماز، روزہ، عمرہ اور زکوٰۃ وغیرہ کا ثواب بڑھ جاتا ہے وہاں صدقہ وخیرات کے اجر وثواب میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''صدقہ پیش کرنے سے اللہ تعالیٰ کا غضب ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور موت کے لمحات آسان ہو جاتے ہیں۔'' انسان بار بار اللہ تعالیٰ اور رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی نافرمانی کرتا ہے، معصیات کا ارتکاب کرتا ہے اور بے عملی کا مظاہرہ کرتا ہے، جس وجہ سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے اور ہر گناہ کے سبب اس کے غضب میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ پھر بندہ جب اپنے گناہوں کو ختم کرنے، معصیات کو دھونے اور مٹانے کے لیے صدقہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا غضب ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور وہ راضی ہو جاتا ہے۔ صدقہ کرنے کا جو دوسرا فائدہ بیان کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ موت کے لمحات انسان کے لیے نہایت پریشان کن ہوتے ہیں، وہ لمحات صدقہ کی وجہ سے آسان ہو جاتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ صدقہ کرنے سے مصائب ومشکلات سے نجات حاصل ہو جاتی ہے۔

سوال: حدیث میں صدقہ میں اضافہ کی مثال خچر کے بچہ کے ساتھ بیان کی گئی ہے کہ وہ بیک وقت بڑا نہیں ہوتا بلکہ بتدریج نشوونما پاتا ہے اور اسی طرح صدقہ فوراً پہاڑ کے برابر نہیں ہوتا بلکہ مسلسل اس میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اور وہ پہاڑ کی مثل ہو جاتا ہے۔ اس طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری امتی صدقہ کرنے والا تو گھاٹے میں رہے گا کیونکہ اسے زیادہ وقت میسر نہیں آئے گا کہ قیامت قائم ہو جائے گی؟

جواب: جب زمین کو خوب تیار کر کے اس میں عمدہ بیج ڈالا جائے اور اسے سیراب کرنے کی طرف بھی خصوصی توجہ مرکوز کی جائے تو وہ فصل جلدی اور زیادہ بارآور ہو جاتی ہے۔ اسی طرح سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر امتی صدقہ وخیرات یا دیگر اعمال خیر کرنے والا دوسروں سے گھاٹے میں نہیں رہے گا بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر رحمت سے کثیر اجر و

ثواب سے نوازا جائے گا۔

سوال: حدیث میں صدقہ پیش کرنے کے لیے حلال وطیب کی قید کیوں لگائی گئی ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ طیب و طاہر ہے اور طیب و طاہر اور حلال چیز کو پسند کرتا ہے، اس لیے یہ قید لگائی ہے۔ علاوہ ازیں حرام و ناجائز طریقہ سے حاصل کیا ہوا رزق اللہ تعالیٰ کے حضور قابل قبول نہیں ہوتا بلکہ مردود ہوتا ہے۔

سوال: حدیث میں وارد ہوا ہے کہ حلال وطیب صدقہ اللہ تعالیٰ اپنے دست راست میں رکھتا ہے اور اس میں اضافہ فرماتا ہے حتیٰ کہ وہ احد پہاڑ کی مثل ہو جاتا ہے، جس کا ثواب صدقہ کرنے والے کو قیامت کے دن عطا کیا جائے گا۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے لیے ''دست'' ثابت کیا گیا ہے جبکہ وہ دست و پا، آنکھ وسر اور دیگر اعضاء سے پاک ہے؟

جواب: (۱) لوگوں کو سمجھانے کے لیے بطور تمثیل اللہ تعالیٰ کے لیے ''دست'' ثابت کیا گیا ہے۔ (۲) دست و ید سے مراد صدقہ کی یقینی قبولیت ہے جبکہ اللہ تعالیٰ ہر عضو سے پاک ومنزہ ہے۔ (۳) گمراہ اور بے دین لوگ اللہ تعالیٰ کے لیے اعضاء اور صفات انسانی ثابت کرتے ہیں مثال کے طور پر ابن بطوطہ اپنے سفرنامہ میں رقم طراز ہیں: ایک مرتبہ وہ دمشق کی جامع مسجد میں نماز جمعہ پڑھنے کے لیے گیا۔ اختتام نماز پر ایک عالم دین نے تقریر شروع کر دی۔ منبر پر بیٹھے اس نے یہ حدیث بیان کی کہ اللہ تعالیٰ رات کے آخری حصہ میں آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور یہ اعلان کرتا ہے کہ ہے کوئی فراخی رزق کا طالب کہ میں اس کے رزق میں اضافہ کر دوں، کوئی ہے اپنے گناہوں کی مغفرت کا طالب کہ میں اس کے گناہ معاف کر دوں اور ہے کوئی دعا کرنے والا کہ میں اس کی دعا قبول کروں؟ کسی نے مقرر سے سوال کیا: اللہ تعالیٰ کس طرح آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے؟ وہ منبر سے اتر کر زمین پر کھڑا ہو گیا اور اس کی زبان پر یہ الفاظ تھے: اللہ تعالیٰ آسمان دنیا سے اس طرح نزول فرماتا ہے۔ یہ مقرر تھا ابن تیمیہ جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے اعضاء اور جہت وغیرہ ثابت کر کے گمراہی کا ثبوت مہیا کیا۔ اس کے اس جواب پر لوگوں نے اس کی خوب پٹائی کی۔

(سفرنامہ ابن بطوطہ)

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ حَقِّ السَّائِلِ

باب 29- مانگنے والے کے حق کا بیان

601 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ بُجَيْدٍ عَنْ جَدَّتِهٖ اُمِّ بُجَيْدٍ وَّكَانَتْ مِمَّنْ بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: اَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الْمِسْكِيْنَ لَيَقُوْمُ عَلٰى بَابِىْ فَمَا اَجِدُ لَهٗ شَيْئًا اُعْطِيْهِ اِيَّاهُ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ لَمْ تَجِدِىْ شَيْئًا تُعْطِيْنَهٗ اِيَّاهُ اِلَّا ظِلْفًا مُحْرَقًا فَادْفَعِيْهِ اِلَيْهِ فِىْ يَدِهٖ

فی الباب: قَالَ : وَفِى الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَّحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ وَّاَبِىْ هُرَيْرَةَ وَاَبِىْ اُمَامَةَ

601- اخرجه ابو داؤد (523/1) كتاب الزكاة: باب: حق السائل رقم (1667) والنسائى (86/5) كتاب الزكاة: باب: تفسير المسكين رقم (2574)-

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اُمِّ بُجَيْدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄► سیّدہ اُمّ بجید رضی اللہ عنہا جو نبی اکرم ﷺ کے دست اقدس پر اسلام قبول کرنے والی خواتین میں سے ایک ہیں' یہ بیان کرتی ہیں: (بعض اوقات) کوئی غریب شخص میرے دروازے آ کر کھڑا ہو جاتا' مجھے ایسی چیز نہیں ملتی' جو میں اسے دے سکوں' تو نبی اکرم ﷺ نے اس خاتون سے فرمایا: اگر تمہیں کوئی ایسی چیز نہیں ملتی جو تم اسے دے سکو تمہیں صرف جلا ہوا ''پایا'' (پاؤں) ہے' تو تم وہ ہی اس کے ہاتھ میں دے دو۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ' امام حسین رضی اللہ عنہ' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) سیّدہ اُمّ بجید رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

سائل کو خالی ہاتھ واپس نہ کرنے کا مسئلہ

کوئی مسکین، غریب، فقیر اور مستحق یتیم جب سائل کی شکل میں دروازے پر آئے تو اسے خالی ہاتھ نہیں لوٹانا چاہیے۔ قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے: اما السائل فلاتنهر (القرآن) آپ سائل کو نہ جھڑکیں۔ اگر کوئی چیز سائل کو دینے کے لیے معمولی ہو تو وہ اسے پیش کر دی ورنہ اسے جھڑکے بغیر معذرت کر لی جائے۔ اگر سائل تندرست یا مالدار یا عادی گداگر ہو تو اسے کوئی چیز دیے بغیر واپس کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کیونکہ اسلام میں گداگری کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ البتہ حقدار یا معذور یا نادار بچہ سائل کی شکل میں آجائے تو اسے محروم نہیں کرنا چاہیے خواہ معمولی سے معمولی چیز اسے پیش کرنی پڑے۔ حضرت اُمّ بجید رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ ان کے دروازے پر سائل آتا ہے جبکہ اسے دینے کے لیے کوئی چیز نہیں ہوتی تو اس صورت میں کیا کیا جائے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسے سائل کو خالی ہاتھ واپس نہ کرو خواہ بھنے ہوئے پائے ہی اسے دینا پڑیں۔ اہل عرب گوشت بڑے شوق سے استعمال میں لاتے تھے لیکن مویشیوں کے پائے کو زیادہ پسند نہیں کرتے تھے۔ اس لیے اسے ایک معمولی وحقیر چیز تصور کیا جاتا تھا۔ اس لیے حکم دیا خواہ پائے ہی پیش کرنے پڑیں سائل کو خالی ہاتھ واپس نہ کرو۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ اِعْطَاءِ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ

باب 30- مؤلفۃ القلوب کو ادائیگی کرنا

602 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ اُمَيَّةَ قَالَ اَعْطَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ وَّاِنَّهُ لَاَبْغَضُ الْخَلْقِ اِلَيَّ فَمَا زَالَ يُعْطِيْنِيْ حَتّٰى اِنَّهُ لَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَيَّ

602- اخرجه مسلم (1806/4) كتاب الفضائل: باب: ما سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم شيئا فقال: لا وكثرة عطائه رقم (2313/59) واحمد (401/3)، (465/6)۔

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ بِهٰذَا اَوْ شِبْهِهٖ فِي الْمُذَاكَرَةِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ

اختلاف سند: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ صَفْوَانَ رَوَاهُ مَعْمَرٌ وَّغَيْرُهٗ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ صَفْوَانَ بْنَ اُمَيَّةَ قَالَ اَعْطَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَاَنَّ هٰذَا الْحَدِيْثَ اَصَحُّ وَاَشْبَهُ اِنَّمَا هُوَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ صَفْوَانَ

مذاہب فقہاء: وَقَدِ اخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِيْ اِعْطَاءِ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ فَرَاٰى اَكْثَرُ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنْ لَّا يُعْطَوْا وَقَالُوْا اِنَّمَا كَانُوْا قَوْمًا عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَاَلَّفُهُمْ عَلَى الْاِسْلَامِ حَتّٰى اَسْلَمُوْا وَلَمْ يَرَوْا اَنْ يُّعْطَوُا الْيَوْمَ مِنَ الزَّكَاةِ عَلٰى مِثْلِ هٰذَا الْمَعْنٰى وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَاَهْلِ الْكُوْفَةِ وَغَيْرِهِمْ وَبِهٖ يَقُوْلُ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ مَنْ كَانَ الْيَوْمَ عَلٰى مِثْلِ حَالِ هٰؤُلَاءِ وَرَاَى الْاِمَامُ اَنْ يَّتَاَلَّفَهُمْ عَلَى الْاِسْلَامِ فَاَعْطَاهُمْ جَازَ ذٰلِكَ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ

◆◆ حضرت صفوان بن امیہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے غزوۂ حنین کے دن مجھے کچھ عطا کیا آپ میرے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ شخصیت کے مالک تھے آپ مجھے مسلسل عطا کرتے رہے' یہاں تک کہ آپ میرے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ شخصیت کے مالک بن گئے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حسن بن علی نے یہ حدیث مجھے سنائی ہے یا اس کی مانند حیثیت سنائی ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرات صفوان سے منقول حدیث کو معمر اور دیگر راویوں نے' زہری کے حوالے سے' سعید بن مسیب کے حوالے سے' حضرت صفوان بن امیہ سے نقل کیا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مجھے عطا کیا' گویا یہ روایت زیادہ مستند اور بہتر ہے' کیونکہ یہ سعید بن مسیب سے منقول ہے' جنہوں نے یہ بات بیان کی ہے: صفوان بن امیہ نے یہ بتایا ہے۔

مؤلفۃ القلوب کو ادائیگی کے بارے میں اہلِ علم نے اختلاف کیا ہے۔

اکثر اہلِ علم کے نزدیک اب انہیں ادائیگی نہیں کی جائے گی۔ یہ حضرات فرماتے ہیں: یہ وہ لوگ تھے' جو نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس سے تعلق رکھتے تھے اور آپ ﷺ نے ان کے اسلام قبول کرنے کے حوالے سے ان کی تالیف قلب کی تھی' جب ان لوگوں نے اسلام قبول کیا تھا۔

تو ان اہلِ علم کے نزدیک آج ان لوگوں کو اس طرح زکوٰۃ ادا نہیں کی جائے گی' جو اس مفہوم سے تعلق رکھتی ہے۔

سفیان ثوری' اہلِ کوفہ اور دیگر اہلِ علم کی یہی رائے ہے۔

امام احمد اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہما نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے' جس شخص کی حالت آج بھی اس طرح کی ہو گی اور حاکم وقت یہ سمجھتا ہو کہ اسلام کے

حوالے سے ان لوگوں کی تالیف قلب کی جاسکتی ہے اور وہ ان لوگوں کو زکوٰۃ ادا کردے تو یہ درست ہوگا۔
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

شرح

مؤلفۃ القلوب کو زکوٰۃ دینے کا مسئلہ اور اس میں مذاہب آئمہ

لفظ ''مؤلفۃ'' اسم مفعول مؤنث کا صیغہ ہے اور ''قلوبھم'' اس کا نائب فائل ہے یعنی غیر مسلموں کو اس ارادہ سے زکوٰۃ دینا کہ ان کے دل اسلام کے ساتھ جڑ جائیں اور وہ تعلیمات اسلام سے متاثر ہو کر اسلام قبول کرلیں۔ قرآن کریم میں مصارف زکوٰۃ آٹھ بیان کیے گئے ہیں جن میں سے ایک ''مؤلفۃ القلوب'' ہے۔ مؤلفۃ القلوب کی چھ اقسام ہیں جن میں سے دو کا تعلق اہل کفر سے اور چار کا تعلق اہل اسلام سے ہے: (۱) ایسے کفار جن سے خیر کی امید ہو۔ (۲) ایسے کفار جن کے شر کا اندیشہ ہو۔ ان دوقسموں کے کفار کو تالیف قلوب کی بنیاد پر زکوٰۃ دینے کی اجازت تھی۔ اہل اسلام کی چار اقسام یہ ہیں: (۱) ایسا اسلامی قبیلہ جس کے سربراہ کو زکوٰۃ دینے سے دوسرے غیر مسلم قبائل کے رؤساء اسلام کی طرف مائل ہوسکتے ہوں۔ (۲) ایسا نومسلم جو اسلام کے معاملے میں تذبذب کا شکار ہوتا کہ اس کے تذبذب کا تصور ختم ہوجائے اور اس کے اسلام میں استحکام پیدا ہوجائے۔ اگر وہ مالدار ہو تو بھی اسے تالیف قلب کی وجہ سے زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔ اگر وہ غریب وفقیر ہو تو بطریق اولیٰ اسے زکوٰۃ پیش کی جاسکتی ہے۔ (۳) اسلامی سلطنت کی نظریاتی سرحد میں رہنے والا شخص ہو، تاکہ وہ دلیری سے اسلام کا دفاع کرسکے۔ (۴) مختلف قبائل اور علاقہ جات کی معزز وسرکردہ شخصیات کو زکوٰۃ پیش کرنا بھی جائز ہے تاکہ وہ نوجوانوں میں یہ رقم تقسیم کرکے انہیں جہاد کے لیے تیار کرسکیں۔

مذاہب آئمہ: خلیفہ دوم، امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مؤلفۃ القلوب کا مصرف ختم کردیا تھا اور آپ نے اعلان فرمادیا تھا: اب اسلام کو شان وشوکت اور غلبہ حاصل ہوچکا ہے لہٰذا ہمیں کوئی ضرورت نہیں کہ تالیف قلوب کی بناء پر کفار کو زکوٰۃ دیں۔ اب اسلام، کفار کا محتاج نہیں ہے بلکہ کفار، اسلام کے محتاج ہیں۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ مؤلفۃ القلوب چھ قسموں میں سے کسی قسم کو بھی اسلامی نقطہ نظر سے زکوٰۃ دینے کی اجازت نہیں ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ مؤلفۃ القلوب کی آخری دونوں اقسام کو زکوٰۃ دینا درست ہے۔ پہلی چار اقسام کے بارے میں دو قول ہیں: (۱) زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ (۲) زکوٰۃ دینا ناجائز ہے۔ کفار کی دونوں اقسام میں زکوٰۃ دینے کا قول راجح ہے اور مسلمانوں کی دونوں اقسام کو زکوٰۃ نہ دینا راجح ہے۔ جن آئمہ فقہ کے نزدیک مصارف زکوٰۃ سے ''مؤلفۃ القلوب'' مصرف ختم ہوگیا ہے، ان کے ہاں علت ضعف اسلام ختم ہونے کی وجہ سے ختم ہوا ہے ورنہ منسوخ نہیں ہوا، کیونکہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد منسوخ ہونے کا تصور باطل ہے۔ البتہ قرب قیامت کے زمانہ میں علت ضعف اسلام لوٹ آنے کی صورت میں یہ مصرف دوبارہ بحال ہوسکتا ہے۔ اس سلسلے میں مشہور حدیث ہے: **بدأ الاسلام غریباً و سیعود کمابدأ** (حدیث) اس کی ابتداء غریب لوگوں سے ہوئی اور جس طرح شروع ہوا تھا عنقریب ایسی شکل میں آجائے گا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْمُتَصَدِّقِ يَرِثُ صَدَقَتَهُ

باب 31- صدقہ کرنے والا شخص اگر صدقے کا وارث بن جائے

603 سندِحدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَطَاءٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ

متنِ حدیث: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ اَتَتْهُ امْرَاَةٌ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّي كُنْتُ تَصَدَّقْتُ عَلٰى اُمِّي بِجَارِيَةٍ وَّاِنَّهَا مَاتَتْ قَالَ وَجَبَ اَجْرُكِ وَرَدَّهَا عَلَيْكِ الْمِيْرَاثُ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهَا كَانَ عَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ اَفَاَصُوْمُ عَنْهَا قَالَ صُوْمِيْ عَنْهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهَا لَمْ تَحُجَّ قَطُّ اَفَاَحُجُّ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ حُجِّي عَنْهَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ لَّا يُعْرَفُ هٰذَا مِنْ حَدِيْثِ بُرَيْدَةَ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَطَاءٍ ثِقَةٌ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ الرَّجُلَ اِذَا تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ ثُمَّ وَرِثَهَا حَلَّتْ لَهٗ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّمَا الصَّدَقَةُ شَيْءٌ جَعَلَهَا لِلّٰهِ فَاِذَا وَرِثَهَا فَيَجِبُ اَنْ يَّصْرِفَهَا فِيْ مِثْلِهٖ وَرَوٰى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَزُهَيْرٌ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَطَاءٍ

◆◆ عبداللہ بن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا' اسی دوران ایک خاتون آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور بولی: یارسول اللہ ﷺ! میں نے اپنی والدہ کو ایک کنیز صدقہ کے طور پر دی' والدہ کا انتقال ہو گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارا اجر لازم ہو گیا اور وہ وراثت میں تمہیں مل جائے گی' اس خاتون نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! والدہ پر ایک مہینے کے روزے رکھنا لازم تھا' کیا میں ان کی طرف سے روزے رکھ سکتی ہوں؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اس کی طرف سے روزے رکھ لو! اس خاتون نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! انہوں نے کبھی حج نہیں کیا' کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہاں! تم اس کی طرف سے حج کر لو۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بریدہ کے حوالے سے' یہ روایت صرف اسی سند کے حوالے سے منقول ہے۔

اس کے راوی عبداللہ بن عطا محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں۔

603- اخرجه مسلم (805/2) كتاب الصيام: باب: قضاء الصيام عن الميت رقم (1149/158,157)' وابو داؤد (520/1) كتاب الزكاة: باب: من تصدق بصدقة ثم ورثها رقم (1656)' (129/2) كتاب الوصايا: باب: ماجاء في الرجل يهب الهبة' ثم يوصي له بها او يورثها' رقم (2877)' (256/2) كتاب الايمان والنذور: باب: في قضاء النذر عن الميت رقم (3309)' وابن ماجه (559/1) كتاب "الصيام": باب: من مات و عليه صيام نذر رقم (1759)' واحمد (361-351/5)' كلهم من طريق عبدالله بن عطاء عن عبدالله بن بريدة يبلغ به النبي - صلى الله عليه وسلم -

اکثر اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا' جب آدمی کوئی چیز صدقہ کرتا ہے' اور پھر اس چیز کا وارث بن جاتا ہے' تو یہ اس کے لیے حلال ہوگی۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: صدقہ وہ چیز ہے' جسے اس نے اللہ تعالیٰ کیلیے مخصوص کیا ہے' تو جب وہ اس کا وارث بنے گا تو اس پر لازم ہے: وہ اسے اسی طرز پر دوبارہ خرچ کردے۔

سفیان ثوری' زہیر بن معاویہ نے اس حدیث کو عبداللہ بن عطا کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

شرح

اپنی خیرات، وراثت کی شکل میں واپس ملنے پر اسے قبول کرنے کا مسئلہ

ایک شخص اپنے رشتہ دار کو نفلی صدقہ یا خیرات پیش کرے پھر وہ وفات پا جائے اور صدقہ یا خیرات وراثت کی شکل میں اسے واپس ملے تو اس کا وصول کرنا جائز ہے۔ اس کے وصول کرنے سے صدقہ کا اجر و ثواب باطل نہیں ہوگا۔ اس بارے میں ایک مشہور فقہی قاعدہ ہے کہ ملکیت بدلنے سے حکم بھی بدل جاتا ہے۔ حضرت بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے بھی یہ قاعدہ ثابت ہوتا ہے کہ ان کو صدقہ کی شکل میں کہیں سے گوشت ملا جو انہوں نے پکایا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو دریافت فرمایا: اے بریرہ! آپ نے کیا چیز پکا رکھی ہے؟ عرض کیا: یارسول اللہ! یہ صدقہ کا گوشت ہے جو کہیں سے ملا تھا۔ آپ نے فرمایا: یہ ہمیں بھی دیں، یہ آپ کے لیے صدقہ ہے جبکہ ہمارے لیے ہدیہ ہے۔ یہ مسئلہ تمام آئمہ فقہ کا متفقہ اور اجماعی ہے۔

دو اہم مسائل: زیر بحث مسئلہ کے علاوہ حدیث باب میں دو اہم مسائل بھی بیان کیے گئے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- اقسام عبادت اور ان میں نیابت کا مسئلہ: عبادات کی تین اقسام ہیں: (۱) عبادت بدنیہ مثلاً نماز اور روزہ، ان میں نیابت جائز نہیں ہے۔ یعنی جن لوگوں پر یہ فرض ہیں، وہ خود کریں گے تو ادا ہوں گی ورنہ ادا نہیں ہوں گی۔ (۲) محض مالی عبادت مثلاً زکوٰۃ، اس میں نیابت جائز ہے زندگی میں بھی اور انتقال کے بعد بھی۔ (۳) عبادات بدنی و مالی کا مجموعہ مثلاً حج، اس میں حالت اضطراری میں نیابت جائز ہے لیکن حالت غیر اضطراری میں جائز نہیں ہے۔ مثلاً کسی پر حج فرض تھا تو حالت اضطراری میں اس کی طرف سے زندگی میں دوسرا شخص بھی حج کرسکتا ہے اور وصیت کرنے کی صورت میں وفات کے بعد بھی کرسکتا ہے۔ یاد رہے اس کو حج بدل کہا جاتا ہے۔

۲- مسئلہ ایصال ثواب اور مذاہب آئمہ: کس عبادت کا ایصال ثواب جائز ہے اور کس کا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ ہر قسم کی عبادت کا ایصال ثواب کیا جا سکتا ہے خواہ وہ عبادت بدنیہ یا محض مالیہ یا بدنیہ و مالیہ دونوں کا مجموعہ ہو۔ ان کے نزدیک نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ سب کا ایصال ثواب کرنا جائز ہے۔

۲- حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک عبادت بدنیہ مثلاً نماز اور روزہ کا ایصال ثواب کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ اس میں نیابت درست نہیں ہے۔ البتہ عبادت مالیہ مثلاً صدقہ و خیرات اور عبادت بدنیہ و مالیہ کا مجموعہ مثلاً حج کا

ایصال ثواب جائز ہے کیونکہ ان میں نیابت جائز ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ الْعَوْدِ فِي الصَّدَقَةِ

باب 32-صدقہ واپس لینے کا مکروہ ہونا

604 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ اِسْحٰقَ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ

متنِ حدیث: اَنَّهُ حَمَلَ عَلٰى فَرَسٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ رَاٰهَا تُبَاعُ فَاَرَادَ اَنْ يَّشْتَرِيَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَعُدْ فِيْ صَدَقَتِكَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ

◆◆ سالم' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: انہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک گھوڑا دیا' پھر انہوں نے اس گھوڑے کو فروخت ہوتے ہوئے دیکھا' تو اسے خریدنے کا ارادہ کیا' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اپنے صدقے کو واپس نہ لو۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اکثر اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا۔

شرح

اپنا صدقہ واپس لینے کی ممانعت

اگر ایک شخص دوسرے کو کوئی چیز بطور صدقہ پیش کرے پھر اس میں رجوع کر کے اسے واپس لے تو جائز نہیں ہے لیکن قیمتاً اسے

604- للحديث طرق عن عمر بن الخطاب- رضي الله عنه- مع اختلاف في الالفاظ بالزيادة والنقصان فقد: اخرجه البخاري (413/3) كتاب الزكاة: باب: هل يشترى صدقته؛ ولا باس ان يشترى صدقة غيره رقم (1489) واطرافه في (3002-2972-2775) ومسلم (1240/3) كتاب الهبات: باب: كراهة شراء الانسان ماتصدق به ممن تصدق عليه' رقم (1621/4) والنسائي (109/5) كتاب الزكاة: باب: شراء الصدقة' رقم (-2617 2616)' من طريق الزهري عن سالم عن عبدالله بن عمر عنه به- واخرجه البخاري (413/3) كتاب الزكاة: باب: هل يشترى صدقته؛ ولا باس ان يشترى صدقة غيره' رقم (1490) واطرافه في (2623-2626-2970-3003) ومسلم (1239/3) كتاب "الهبات" باب: كراهية شراء الانسان ما تصدق عليه' رقم (1620/2,1)' والنسائي (108/5) كتاب الزكاة: باب: شراء الصدقة' رقم (2615)' وابن ماجه (799/2) كتاب الصدقات: باب: الرجوع في الصدقة' رقم (2616) من طريق زيد بن اسلم عن ابيه عنه به والحميدي (10/1) رقم (15) من نفس الطريق- واخرجه مسلم (1240/3) كتاب الهبات: باب: كراهية شراء الانسان ما تصدق به ممن تصدق عليه رقم (1621/3) من طريق مالك عن نافع عن ابن عمر-

خریدنا جائز ہے۔ حدیث باب میں بھی یہی مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک گھوڑا پیش کیا، پھر آپ نے ملاحظہ کیا کہ وہ گھوڑا فروخت کیا جا رہا ہے، آپ نے وہ گھوڑا خریدنے کا قصد کیا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنا صدقہ واپس نہ لو۔

سوال: حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اپنا صدقہ کیا ہوا گھوڑا رجوع کر کے واپس نہیں لینا چاہتے تھے بلکہ آپ تو اسے خریدنا چاہتے تھے اس میں کوئی قباحت نہیں تھی، پھر بھی آپ کو اس سے کیوں روکا گیا؟

جواب: اگر آپ وہ گھوڑا خریدتے تو آپ کو کافی رعایت میں ملتا، رعایت والا حصہ حقیقت میں رجوع ہی تھا۔ اس لیے آپ کو اس سے منع کیا گیا ہے خواہ وہ گھوڑا قیمتاً خریدنے میں کوئی مضائقہ نہیں تھا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَيِّتِ

باب 33- مرحوم کی طرف سے صدقہ کرنا

605 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ اِسْحٰقَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُمِّي تُوُفِّيَتْ اَفَيَنْفَعُهَا اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاِنَّ لِي مَخْرَفًا فَاُشْهِدُكَ اَنِّي قَدْ تَصَدَّقْتُ بِهِ عَنْهَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

مذاہبِ فقہاء: وَبِهِ يَقُوْلُ اَهْلُ الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ لَيْسَ شَيْءٌ يَصِلُ اِلَى الْمَيِّتِ اِلَّا الصَّدَقَةُ وَالدُّعَاءُ

اختلافِ روایت: وَقَدْ رَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا قَالَ وَمَعْنٰى قَوْلِهِ اِنَّ لِي مَخْرَفًا يَعْنِي بُسْتَانًا

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے' اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اس کا انہیں فائدہ ہوگا؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہاں! وہ بولا: میرا ایک باغ ہے' میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں اس باغ کو والدہ کی طرف سے صدقہ کرتا ہوں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

اہلِ علم نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے وہ یہ فرماتے ہیں: صرف صدقہ اور دعا (کا اجر و ثواب) میت تک پہنچتا ہے۔

بعض حضرات نے اس حدیث کو عمرو بن دینار کے حوالے سے عکرمہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے ''مرسل'' حدیث کے

605- اخرجه البخاری (465/5) كتاب الوصويا: باب: اذا وقف ارضا ولم يبين الحدود فهو جائز' وكذلك الصدقة' رقم (2770) وابو داؤد (131/2) كتاب الوصايا:باب: ماجاء فيمن مات عن غير وصية يتصدق عنه' رقم (2882)' والنسائی (252/6) كتاب: باب: فضل الصدقة على الميت' (3655)-

طور پر نقل کیا ہے۔

حدیث کے لفظ "مخرف" کا مطلب "باغ" ہے۔

شرح

میت کو ایصال ثواب کرنے کا مسئلہ

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ عبادت بدنیہ ہو یا عبادت مالیہ یا دونوں کا مجموعہ سب کا ایصال ثواب جائز ہے۔ میت کی قل خوانی یا دسویں یا چالیسویں کے موقع پر تیار کیا گیا کھانا صرف غرباء، فقراء، بیوگان، غریب یتیموں اور دینی طلباء کے لیے کھانا جائز ہے جبکہ امیروں اور صاحب حیثیت لوگوں کے لیے ممنوع و ناجائز ہے۔ اس کی تفصیل فتاویٰ رضویہ، فتاویٰ امجدیہ اور فتاویٰ وقاریہ میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ تمام فقہاء نے تصریح کی ہے کہ دعوت غمی کے موقع پر ممنوع ہے کیونکہ یہ خوشی کے موقع پر کی جاسکتی ہے۔

بَابُ فِيْ نَفَقَةِ الْمَرْاَةِ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا

باب 34- خاتون کا شوہر کے گھر میں سے خرچ کرنا

606 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا شُرَحْبِيْلُ بْنُ مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيُّ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ

متنِ حدیث: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ خُطْبَتِهٖ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ يَقُوْلُ لَا تُنْفِقُ امْرَاَةٌ شَيْئًا مِّنْ بَيْتِ زَوْجِهَا اِلَّا بِاِذْنِ زَوْجِهَا قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَا الطَّعَامُ قَالَ ذَاكَ اَفْضَلُ اَمْوَالِنَا

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ وَّاَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَائِشَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ اُمَامَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ

◆◆ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو حجۃ الوداع کے دن خطبے کے دوران یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: کوئی عورت اپنے شوہر کے گھر میں سے شوہر کی اجازت کے بغیر کوئی چیز خرچ نہ کرے عرض کی گئی: یارسول اللہ ﷺ! اناج بھی نہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ ہمارا سب سے بہترین مال ہے۔

اس بارے میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ' سیّدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اور سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن" ہے۔

606- اخرجه ابن ماجه (770/2) كتاب التجارات: باب: ما للمراة من مال زوجها' رقم (2295)

607 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا وَائِلٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَآئِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ

متنِ حدیث: اِذَا تَصَدَّقَتِ الْمَرْاَةُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا كَانَ لَهَا بِهٖ اَجْرٌ وَّلِلزَّوْجِ مِثْلُ ذٰلِكَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ وَلَا يَنْقُصُ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ مِنْ اَجْرِ صَاحِبِهٖ شَيْئًا لَهٗ بِمَا كَسَبَ وَلَهَا بِمَا اَنْفَقَتْ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی عورت اپنے شوہر کے گھر میں سے کوئی چیز صدقہ کرتی ہے' تو اس عورت کو بھی اس کا اجر ملتا ہے' اور اس کے شوہر کو بھی اسی کی مانند اجر ملتا ہے اسی طرح خزانے کے نگران کو بھی اجر ملتا ہے' ان میں سے کسی ایک کے اجر میں' اس کے ساتھی کے اجر کی وجہ سے' کمی نہیں ہوئی' شوہر کو اس بات کا اجر ملے گا' جو اس نے کمایا ہے' اور عورت کو اس بات کا اجر ملے گا' جو اس نے خرچ کیا ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

608 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا الْمُؤَمَّلُ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِىْ وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: اِذَا اَعْطَتِ الْمَرْاَةُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا بِطِيْبِ نَفْسٍ غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا مِثْلُ اَجْرِهٖ لَهَا مَا نَوَتْ حَسَنًا وَّلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَهٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ اَبِىْ وَائِلٍ وَّعَمْرُو بْنُ مُرَّةَ لَا يَذْكُرُ فِىْ حَدِيْثِهٖ عَنْ مَسْرُوْقٍ

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی عورت اپنی رضامندی کے ساتھ کسی خرابی کو پیدا کیے بغیر' اپنے شوہر کے گھر میں سے' کوئی چیز (اللہ تعالیٰ کے نام پر) دیتی ہے' تو اس عورت کو اس مرد کی طرح اجر ملتا ہے' عورت کو اس بات کا اجر ملتا ہے' جو اس نے بھلائی کی نیت کی تھی' خزانے کے نگران کا حکم بھی اسی طرح ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یہ روایت عمرو بن مرہ سے منقول روایت سے زیادہ مستند ہے اس حدیث میں مسروق کے حوالے کا تذکرہ نہیں ہے۔

607- اخرجه النسائي في "الكبرى" (35/2) كتاب الزكاة: باب: صدقة المراة من بيت زوجها' رقم (2319)' (379/5) كتاب عشرة النساء باب: ثواب ذلك وذكر الاختلاف على شقيق في حديث عائشة فيه' رقم (9196) عن عمرو بن مرة قال سمعت ابا وائل يحدث عن عائشة-

608- اخرجه النسائي في "الكبرى" (379/5) كتاب عشرة النساء: باب: ثوابِ ذلك' وذكر الاختلاف على شقيق عن حديث عائشة فيه' رقم (9197/2-9198/3)- عن شقيق عن مسروق عن عائشة-

شرح

شوہر کے گھر سے خرچ کرنے کا مسئلہ

گھر کا سربراہ شوہر ہے، بیوی نہیں ہے۔ شوہر تو اپنے گھر میں جس طرح چاہے تصرف کرسکتا ہے لیکن عورت اپنے شوہر کے گھر کی اشیاء میں عرف کے مطابق تو تصرف کرسکتی ہے مثلاً سائل کو دو، چار روپے دینا یا اسے آٹا مہیا کرنا یا مدرسہ و مسجد کے چندہ کے لیے پانچ، دس روپے فراہم کرنا وغیرہ۔ البتہ اس سے زیادہ تصرف کے لیے شوہر سے اجازت لینا ضروری ہے ورنہ خیانت کے زمرے میں آنے کی وجہ سے جرم ہوگا مثلاً کسی مسجد یا مدرسہ یا سائل یا غریب کو پچاس، سو روپے دیے یا کپڑے یا کسی کو بطور قرض خطیر رقم دی کیونکہ عرف عام میں عموماً بیوی کو اتنا اختیار نہیں ہوتا۔ اس سلسلہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے مال میں تصرف نہ کرے۔'' اس حدیث سے ثابت ہوا کہ شوہر کی اجازت کے بغیر عورت اس کے مال میں تصرف کرنے کی مجاز نہیں ہے۔ البتہ شوہر کی اجازت یا حکم سے تصرف جائز ہے۔

سوال: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے مال میں تصرف کرتے ہوئے خرچ کرے گی تو اسے نصف ثواب ملے گا۔ (الصحیح للبخاری) حدیث باب کے ساتھ اس کا تعارض ہے؟

جواب: دونوں روایات میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ شوہر کی طرف سے امر صریح کی اجازت کے بغیر عورت محض عرفاً یا کنایۃً یا دلالۃً خرچ کرے تو اسے نصف ثواب ملے گا۔ شوہر کی طرف سے امر صریح کی اجازت پر عورت مال خرچ کرے گی تو اسے کامل ثواب ملے گا۔ اس طرح دونوں روایات میں تعارض باقی نہ رہا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ صَدَقَةِ الْفِطْرِ

باب **35**-صدقہ فطر کا بیان

609 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَیْلَانَ حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ عَنْ سُفْیَانَ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عِیَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ

متنِ حدیث: كُنَّا نُخْرِجُ زَكٰوةَ الْفِطْرِ اِذْ كَانَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَاعًا مِّنْ طَعَامٍ اَوْ

609- اخرجه البخاری (434/3) كتاب الزكاة: باب: صاع من شعير' رقم (1505) واطرافه فی (1506-1508-1510)' من طريق زيد بن اسلم عنه به واخرجه مسلم (678/2) كتاب الزكاة: باب: زكاة الفطر علی المسلمين من التمر والشعير' رقم (985/21, 20,19,18,17) عن عياض بن عبدالله بن سعد ابن ابی سرح' وابو داؤد (508- 507/1) كتاب الزكاة: باب: كم يودی فی صدقة الفطر' رقم (1616 -1617-1618) عن عياض ايضا' والنسائی (52/5) كتاب الزكاة: باب: الدقيق' رقم (2514)' باب: "الزبيب" رقم (2412)' باب: الشعير رقم (2517)' باب: التمر فی زكاة الفطر رقم (2511) باب: الاقط' رقم (2418) من طرق عن عياض عنه به' اخرجه ابن ماجه (585/1) كتاب الزكاة: باب: صدقة الفطر' رقم(1829) من طريق عياض عنه به' ووهم الحاكم فاخرجه فی "المستدرك" (411/1)-

صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ زَبِيْبٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ اَقِطٍ فَلَمْ نَزَلْ نُخْرِجُهُ حَتّٰى قَدِمَ مُعَاوِيَةُ الْمَدِيْنَةَ فَتَكَلَّمَ فَكَانَ فِيْمَا كَلَّمَ بِهِ النَّاسَ اِنِّىْ لَاَرٰى مُدَّيْنِ مِنْ سَمْرَاءِ الشَّامِ تَعْدِلُ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ قَالَ فَاَخَذَ النَّاسُ بِذٰلِكَ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ فَلَا اَزَالُ اُخْرِجُهُ كَمَا كُنْتُ اُخْرِجُهُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ يَرَوْنَ مِنْ كُلِّ شَىْءٍ صَاعًا وَّهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِىِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ مِنْ كُلِّ شَىْءٍ صَاعٌ اِلَّا مِنَ الْبُرِّ فَاِنَّهُ يُجْزِئُ نِصْفُ صَاعٍ وَّهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِىِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَّاَهْلُ الْكُوْفَةِ يَرَوْنَ نِصْفَ صَاعٍ مِّنْ بُرٍّ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ ہمارے درمیان موجود تھے تو ہم صدقہ فطر میں اناج کا ایک صاع یا جو کا ایک صاع یا کھجور کا ایک صاع یا کشمش کا ایک صاع یا پنیر کا ایک صاع دیا کرتے تھے ہم اسے اسی طرح ادا کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ (اپنے عہد خلافت میں) مدینہ منورہ آئے انہوں نے اس بارے میں لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: میرا یہ خیال ہے: شام کی گندم کے دو مد کھجور کے ایک صاع کے برابر ہوتے ہیں۔

راوی بیان کرتے ہیں: لوگوں نے اس کو اختیار کر لیا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بعض اہل علم کے نزدیک اس روایت پر عمل کیا جائے گا ان کے نزدیک ہر چیز کا ایک صاع ادا کیا جائے گا۔

امام شافعی امام احمد اور امام اسحق رحمۃ اللہ علیہم اسی بات کے قائل ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہل علم نے یہ بات بیان کی ہے: گندم کے علاوہ ہر چیز کا ایک صاع ادا کیا جائے گا' گندم کا نصف صاع ادا کرنا بھی کافی ہے۔

سفیان ثوری' ابن مبارک اور اہل کوفہ کی یہی رائے ہے: گندم کا نصف صاع (صدقہ فطر کے طور پر) ادا کیا جائے گا۔

610 سند حدیث: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْبَصْرِىُّ حَدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ نُوْحٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ

متن حدیث: اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُنَادِيًا فِىْ فِجَاجِ مَكَّةَ اَلَا اِنَّ صَدَقَةَ الْفِطْرِ وَاجِبَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى حُرٍّ اَوْ عَبْدٍ صَغِيْرٍ اَوْ كَبِيْرٍ مُّدَّانِ مِنْ قَمْحٍ اَوْ سِوَاهُ صَاعٌ مِّنْ طَعَامٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

اسناد دیگر: وَرَوٰى عُمَرُ ابْنُ هَارُوْنَ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَّقَالَ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ مِيْنَاءَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ بَعْضَ هٰذَا الْحَدِيْثِ حَدَّثَنَا جَارُوْدُ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ هَارُوْنَ هٰذَا الْحَدِيْثَ

◆◆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے مکہ مکرمہ کی گلیوں

میں ایک اعلان کرنے والے شخص کو بھیجا (اس نے یہ اعلان کیا) خبردار! ہر مسلمان مرد اور عورت' آزاد اور غلام' چھوٹے اور بڑے پر صدقہ فطر کی ادائیگی لازم ہے' جو گندم کے دو مد ہوں گے اس کے علاوہ ہر طرح کے غلے کا ایک صاع ہوگا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔ یہی حدیث بعض دیگر اسناد سے بھی منقول ہے۔

611 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

متنِ حدیث: فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَةَ الْفِطْرِ عَلَى الذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى وَالْحُرِّ وَالْمَمْلُوْكِ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ قَالَ فَعَدَلَ النَّاسُ اِلٰى نِصْفِ صَاعٍ مِّنْ بُرٍّ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ وَّجَدِّ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ ذُبَابٍ وَّثَعْلَبَةَ بْنِ اَبِيْ صُعَيْرٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے صدقہ فطر کی ادائیگی ہر مرد' عورت' آزاد، غلام شخص پر لازم کی ہے' جو کھجور کا ایک صاع ہوگا' یا جو کا ایک صاع ہوگا۔

راوی بیان کرتے ہیں' لوگوں نے گندم کے نصف صاع کو اس کے برابر قرار دیا ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' حارث بن عبدالرحمٰن کے دادا' حضرت ثعلبہ بن ابوصعیر اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

612 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مُوْسَى الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَضَ زَكٰوةَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ عَلٰى كُلِّ حُرٍّ اَوْ عَبْدٍ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَّرَوٰى مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيْثِ اَيُّوْبَ وَزَادَ

612– اخرجه البخاری (432/3) كتاب الزكاة: باب: صدقة الفطر على العبد وغيره من المسلمين' رقم (1504) ومسلم (677/2) كتاب الزكاة: باب: زكاة الفطر على المسلمين من التمر والشعير' رقم (984/16,15,14,13,12) وابو داؤد (507,506/1) كتاب الزكاة: باب: كم يودى فى صدقة الفطر' رقم (1611-1612-1613) والنسائى (48/5) كتاب الزكاة: باب: فرض زكاة رمضان على الصغير' رقم (2502) باب: فرض زكاة رمضان على المسلمين دون المعاهدين' رقم (2503-2504) باب: كم فرض' رقم (255) وابن ماجه (584/1) كتاب الزكاة: باب: صدقة الفطر' رقم (1825-1826) ومالك (283/1) كتاب الزكاة: باب: من تجب عليه زكاة الفطر' رقم (51) واحمد (63/2) (5/2 -55-114) والدارمى (392/1) كتاب الزكاة: باب: فى زكاة الفطر' وعبد بن حميد (ص 242) رقم (743) من طرق عن نافع-

فِيْهِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَرَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ نَّافِعٍ وَّلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ

مذاہب فقہاء: وَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِيْ هٰذَا فَقَالَ بَعْضُهُمْ اِذَا كَانَ لِلرَّجُلِ عَبِيْدٌ غَيْرُ مُسْلِمِيْنَ لَمْ يُؤَدِّ عَنْهُمْ صَدَقَةَ الْفِطْرِ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَّالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وقَالَ بَعْضُهُمْ يُؤَدِّى عَنْهُمْ وَاِنْ كَانُوْا غَيْرَ مُسْلِمِيْنَ وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَاِسْحٰقَ

◄► حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے رمضان میں صدقہ فطر کی ادائیگی لازم قرار دی ہے' جو کھجور کا ایک صاع ہوگا یا جو کا ایک صاع ہوگا' یہ ادائیگی ہر آزاد' غلام' مرد اور عورت مسلمان پر لازم ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

امام مالک نے اس کو نافع کے حوالے سے' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے' جیسا کہ ایوب نے اسے نقل کیا ہے' تاہم اس میں لفظ ''مسلمانوں'' زائد استعمال ہوا ہے۔

دیگر اہلِ علم نے اس روایت کو نافع کے حوالے سے نقل کیا ہے' تاہم انہوں نے اس روایت میں لفظ ''مسلمانوں'' ذکر نہیں کیا۔

اس بارے میں اہلِ علم نے اختلاف کیا ہے۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک اگر کسی شخص کے کچھ غلام مسلمان نہ ہوں' تو وہ ان کی طرف سے صدقہ فطر ادا نہیں کرے گا۔

امام مالک' امام شافعی اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہم اسی بات کے قائل ہیں۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: وہ ان لوگوں کی طرف سے بھی صدقہ فطر ادا کرے گا اگرچہ وہ غلام غیر مسلم ہیں۔

ثوری' ابن مبارک اور اسحٰق اسی بات کے قائل ہیں۔

شرح

صدقہ فطر کے احکام ومسائل

ماقبل ابواب میں زکوٰۃ کی تفصیلی بحث گزر چکی ہے۔ اب یہاں سے صدقہ فطر کے احکام ومسائل کی بحث کا آغاز ہوا جاتا ہے:

۱۔ صدقہ فطر کی شرعی حیثیت میں مذاہب آئمہ: صدقہ فطر کی شرعی حیثیت کے بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ صدقہ فطر واجب ہے۔ آپ نے اس روایت سے استدلال فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک منادی کے ذریعے مکہ مکرمہ کے گلی کوچوں میں یہ اعلان کروایا کہ ہر مسلمان پر صدقہ فطر واجب ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام، بڑا ہو یا چھوٹا۔ گندم کے دو مد یا دیگر غلے سے ایک صاع ہے۔

آئمہ ثلاثہ (حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ) کے نزدیک صدقہ فطر فرض ہے۔ ان کے نزدیک فقہ میں وجوب کا تصور نہیں ہے۔ انہوں نے اخبار آحاد سے استدلال کیا ہے جو زیر مطالعہ ابواب کے ذیل میں موجود ہیں۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کے دلائل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ اخبار آحاد سے فرضیت ثابت نہیں ہوسکتی ورنہ کتاب اللہ پر زیادتی لازم آئے گی جو جائز نہیں ہے۔

۲-صدقہ فطر کی مقدار میں مذاہب آئمہ: صدقہ فطر کی مقدار میں آئمہ ثلاثہ کا اختلاف ہے۔حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ گندم اور کشمش میں نصف صاع ہے جبکہ باقی غلوں میں ایک صاع ہے۔آپ نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے گندم میں نصف صاع صدقہ فطر مقرر کیا۔

(سنن ابی داؤد جلد ثانی ص ۱۶۱)

آئمہ ثلاثہ کا نقطہ نظر ہے کہ غلہ خواہ منصوص ہو یا غیر منصوص، صدقہ فطر ایک صاع ہے۔منصوص سے مراد ہے جن کا ذکر احادیث میں آیا ہو اور غیر منصوص سے مراد ہے کہ احادیث میں ان کا ذکر نہ آیا ہو۔

۳-وجوب صدقہ فطر کے وقت میں مذاہب آئمہ: وجوب صدقہ فطر کے وقت میں آئمہ کا اختلاف ہے۔حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ یکم شوال المکرم کی صبح صادق کے طلوع ہوتے ہی صدقہ فطر واجب ہو جاتا ہے۔حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک رمضان المبارک کی آخری رات کا آفتاب غروب ہونے پر صدقہ فطر واجب ہوتا ہے۔ثمرہ اختلاف اس طرح ظاہر ہوگا کہ جو بچہ عید کی رات میں پیدا ہوا حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا صدقہ فطر واجب نہیں ہے کیونکہ غروب آفتاب کے وقت وہ دنیا میں موجود نہیں تھا۔حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا صدقہ فطر ادا کرنا ضروری ہے کیونکہ صبح صادق کے وقت وہ موجود تھا۔دوسری مسائل جس سے ثمرہ اختلاف ظاہر ہوتا ہے یوں ہے کوئی شخص عید کی رات فوت ہو جائے تو امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا صدقہ واجب ہے کیونکہ غروب آفتاب کے وقت وہ موجود تھا۔حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا صدقہ فطر واجب نہیں ہوگا کیونکہ طلوع صبح صادق کے وقت وہ موجود نہ رہا۔

۴-نصاب صدقہ فطر میں مذاہب آئمہ: نصاب صدقہ فطر میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے جو شخص صاحب نصاب ہو اس پر صدقہ فطر واجب ہے خواہ وہ نصاب نامی ہو یا غیر نامی ہو۔جو شخص صاحب نصاب نہ ہو، اس پر صدقہ فطر واجب نہیں ہے۔آئمہ ثلاثہ کے نزدیک وجوب صدقہ فطر کے لیے کوئی نصاب شرط نہیں ہے۔ان کا خیال ہے کہ جس شخص کے پاس عید کی رات اور دن کا کھانا ہو، اس پر صدقہ فطر واجب ہے۔وہ اپنی طرف سے اور اپنے گھر کے تمام افراد کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرے گا۔ان کے پاس کوئی نقلی دلیل نہیں ہے۔البتہ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مؤقف پر اس روایت سے استدلال کیا ہے: خیر الصدقة ما كان عن ظهر غنى (مشکوۃ) بہتر صدقہ وہ ہے جو مالدار کی پشت سے ہو۔

صدقہ فطر کے چند فقہی مسائل

صدقہ فطر کے چند فقہی مسائل ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

☆ صدقہ فطر واجب، عمر بھر اس کا وقت ہے۔ادا نہ کرنے سے ساقط نہیں ہوگا، نہ اب ادا کرنا قضا بلکہ اب بھی ادا ہی ہے اگرچہ مسنون قبل نماز عید ادا کر دینا ہے۔

☆ صدقہ فطر شخصیت پر واجب ہے مال پر نہیں ہے، لہٰذا اس کے مر جانے کی صورت میں اس کے مال سے نہیں نکالا جائے

گا۔البتہ ورثاء بطور احسان اپنی طرف سے ادا کریں تو ادا ہو سکتا ہے۔

☆عید کے دن طلوع صبح صادق ہوتے ہی صدقہ فطر واجب ہو جاتا ہے،لہٰذا جو شخص صبح صادق سے قبل مر گیا یا غنی تھا وہ فقیر ہو گیا یا صبح صادق کے بعد بچہ پیدا ہوا یا کافر مسلمان ہوا تو ان پر صدقہ فطر واجب نہیں ہے۔

☆صدقہ فطر ہر مسلمان آزاد، مالک نصاب جس کا نصاف حاجت اصلیہ سے زائد ہو پر واجب ہے۔

☆مرد مالک نصاب پر اپنی طرف سے اور اپنے چھوٹے بچہ کی طرف سے واجب ہے، جبکہ بچہ خود مالک نصاب نہ ہو، ورنہ اس کا صدقہ فطر اس کے مال سے ادا کیا جائے گا۔

☆صدقہ فطر واجب ہونے کے لیے روزہ رکھنا شرط نہیں ہے، اگر کسی عذر، سفر، مرض، بڑھاپے کی وجہ سے یا معاذ اللہ بلا عذر روزہ نہ رکھا جب بھی واجب ہے۔

☆والدہ پر اپنے چھوٹے بچوں کی طرف سے صدقہ دینا واجب نہیں ہے۔

☆صدقہ فطر کی مقدار یہ ہے۔ گندم یا اس کا آٹا یا ستو نصف صاع، کھجور یا منقیٰ یا جو یا اس کا آٹا یا ستو ایک صاع ہے۔

☆گندم اور جو کے دینے سے ان کا آٹا دینا افضل ہے اور اس سے افضل یہ ہے کہ قیمت دیدے، خواہ گندم کی قیمت دے یا جو کی یا کھجور کی مگر گرانی میں خود ان کا دینا قیمت دینے سے افضل ہے۔

☆ایک شخص کا فطرہ ایک مسکین کو دینا بہتر ہے اور چند مساکین کو دے دیا جب بھی جائز ہے۔ یونہی ایک مسکین کو چند شخصوں کا فطرہ دینا بھی بلا خوف جائز ہے اگرچہ سب فطرے ملے ہوئے ہوں۔

☆صدقہ فطر کے مصارف وہی ہیں جو زکوٰۃ کے ہیں، انہیں فطرہ بھی دے سکتے ہیں۔ جنہیں زکوٰۃ نہیں دے سکتے، انہیں فطرہ بھی نہیں دے سکتے سوا عامل کے کہ اس کے لیے زکوٰۃ ہے فطرہ نہیں۔ (ماخوذ از بہار شریعت از صفحہ ۹۳۵ تا ۹۴۰)

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ تَقْدِيمِهَا قَبْلَ الصَّلٰوةِ

باب 36: اسے (یعنی صدقہ فطر کو نماز عید) سے پہلے ادا کرنا

613 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ عَمْرِو بْنِ مُسْلِمٍ اَبُوْ عَمْرٍو الْحَذَّاءُ الْمَدَنِيُّ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نَافِعٍ الصَّائِغُ عَنِ ابْنِ اَبِي الزِّنَادِ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَاْمُرُ بِاِخْرَاجِ الزَّكَاةِ قَبْلَ الْغُدُوِّ لِلصَّلٰوةِ يَوْمَ الْفِطْرِ

613– اخرجه البخاری (430/3) كتاب الزكاة؛ باب: فرض صدقة الفطر' رقم (1503)' واطرافه فی (1504-1507-1509-1511-1112)' ومسلم (679/2) كتاب الزكاة: باب: الامر باخراج زكاة الفطر قبل الصلاة' رقم (22 ,986/23)' وابو داؤد (506/1) كتاب الزكاة: باب: متى تودى الزكاة' رقم (11610)' والنسائی (54/5) كتاب الزكاة: باب: الوقت الذى يستحب ان تودى صدقة الفطر فيه' رقم (2521)' واحمد (157-154-151/2) وابن خزيمة (91,90/4) حديث (2421-2422)' وعبد بن حميد (ص 249) رقم (780)۔

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

مذاہب فقہاء: وَهُوَ الَّذِىْ يَسْتَحِبُّهُ اَهْلُ الْعِلْمِ اَنْ يُّخْرِجَ الرَّجُلُ صَدَقَةَ الْفِطْرِ قَبْلَ الْغُدُوِّ اِلَى الصَّلٰوةِ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ عیدالفطر کے دن' نماز کے لیے جانے سے پہلے' صدقہ فطر ادا کرنے کی ہدایت کرتے تھے۔

یہ حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے۔

اہل علم نے اس بات کو مستحب قرار دیا ہے: آدمی نماز عید کے لیے جانے سے پہلے صدقہ فطر ادا کردے۔

شرح

پیشگی صدقہ فطر ادا کرنے کا مسئلہ اور اس میں مذاہب آئمہ

وجوب صدقہ فطر کا وقت آنے سے قبل اس کا ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ عید سے جتنا چاہیں قبل صدقہ فطر ادا کرنا درست ہے۔ خواہ رمضان المبارک میں یا اس سے قبل بھی ادا کیا جاسکتا ہے۔

۲- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ صدقہ فطر رمضان المبارک سے قبل ادا کرنا جائز نہیں ہے، البتہ رمضان المبارک کے مہینہ میں جب چاہیں ادا کرسکتے ہیں۔

۳- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صدقہ فطر کی عیدالفطر سے مطلقاً تقدیم جائز نہیں ہے، فقط عیدالفطر کا دن آنے پر صدقہ فطر ادا کرنا جائز ہوگا۔

۴- حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ عیدالفطر سے ایک دو دن پہلے صدقہ فطر ادا کیا جاسکتا ہے لیکن رمضان المبارک کا آغاز ہونے سے قبل یا عیدالفطر سے زیادہ ایام قبل ادا کرنا جائز نہیں ہے۔

ایک اہم مسئلہ: احناف کے نزدیک صدقہ فطر جب بھی ادا کیا جائے جائز ہے مگر عیدالفطر کے دن نماز عید ادا کرنے سے قبل ادا کرنا افضل ہے۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ غریب لوگ بھی اس دن پیٹ بھر کھانا کھا کر بخوشی نماز عید میں شامل ہوسکیں گے کیونکہ ان کے لیے کم از کم ایک دن کا معاشی مسئلہ تو ضرور حل ہوجائے گا۔ اگر انہیں رمضان المبارک سے قبل یا عید سے پندرہ بیس دن قبل صدقہ فطر دیا گیا تو عید کا دن آنے پر وہ معاشی اعتبار سے پھر محتاج ہوجائیں گے اور نماز میں شامل ہونا بھی ان کے لیے دشوار ہوجائے گا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ تَعْجِيْلِ الزَّكَاةِ

باب 37- زکوٰۃ جلدی ادا کرنا

614 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ زَكَرِيَّا عَنِ

الْحَجَّاجِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ عَنْ حُجَيَّةَ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ عَلِيٍّ

متنِ حدیث: اَنَّ الْعَبَّاسَ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ تَعْجِيلِ صَدَقَتِهِ قَبْلَ اَنْ تَحِلَّ فَرَخَّصَ لَهُ فِيْ ذٰلِكَ

◆◆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے زکوٰۃ جلدی ادا کرنے کے بارے میں دریافت کیا' یعنی اس کے فرض ہونے سے پہلے ہی (ادا کر دینا) تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں اس کی اجازت دی۔

615 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ دِيْنَارٍ الْكُوْفِيُّ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِسْرَآئِيْلَ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ جَحْلٍ عَنْ حُجْرٍ الْعَدَوِيِّ عَنْ عَلِيٍّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لِعُمَرَ اِنَّا قَدْ اَخَذْنَا زَكٰوةَ الْعَبَّاسِ عَامَ الْاَوَّلِ لِلْعَامِ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ

اختلافِ سند: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: لَا اَعْرِفُ حَدِيْثَ تَعْجِيلِ الزَّكَاةِ مِنْ حَدِيْثِ اِسْرَآئِيْلَ عَنِ الْحَجَّاجِ ابْنِ دِيْنَارٍ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَحَدِيْثُ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ زَكَرِيَّا عَنِ الْحَجَّاجِ عِنْدِيْ اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ اِسْرَآئِيْلَ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ دِيْنَارٍ وَّقَدْ رُوِىَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا

مذاہبِ فقہاء: وَقَدِ اخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِيْ تَعْجِيلِ الزَّكَاةِ قَبْلَ مَحِلِّهَا فَرَاٰى طَائِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنْ لَّا يُعَجِّلَهَا وَبِهٖ يَقُوْلُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ قَالَ اَحَبُّ اِلَيَّ اَنْ لَّا يُعَجِّلَهَا وقَالَ اَكْثَرُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِنْ عَجَّلَهَا قَبْلَ مَحِلِّهَا اَجْزَاَتْ عَنْهُ وَبِهٖ يَقُوْلُ الشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ

◆◆ حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ہم نے عباس سے اس سال کی زکوٰۃ گزشتہ سال ہی وصول کر لی تھی۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔

زکوٰۃ کی جلد ادائیگی سے متعلق حدیث کو میں' اسرائیل کے حوالے سے' حجاج بن دینار کے حوالے سے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتا ہوں' اسماعیل بن زکریا نے حجاج بن دینار کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے' وہ میرے نزدیک اسرائیل کی حجاج کے حوالے سے نقل کردہ روایت سے زیادہ مستند ہے۔

حکم بن عتیبہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے یہ روایت ''مرسل'' روایت کے طور پر بھی منقول ہے۔

زکوٰۃ کے فرض ہونے سے پہلے ہی' اس کی جلد (پیشگی) ادائیگی کے بارے میں اہلِ علم نے اختلاف کیا ہے۔

614– اخرجہ ابو داؤد (510/1) کتاب الزکاۃ: باب: فی تعجیل الزکاۃ: رقم (1624)' وابن ماجہ (572/1) کتاب الزکاۃ: باب: تعجیل الزکاۃ قبل محلہا' رقم (1795)' واحمد (104/1)' والدارمی (385/1) کتاب الزکاۃ: باب : تعجیل الزکاۃ' وابن خزیمۃ (50, 49/4) حدیث (2331)' من طریق حجیۃ بن عدی عن علی رضی اللہ عنہ۔

616– اخرجہ مسلم (721/2) کتاب الزکاۃ: باب: کراہۃ المسالۃ' رقم (106, 107 /1042)

اہلِ علم کے ایک گروہ کے نزدیک اسے جلد ادا نہیں کیا جا سکتا۔ سفیان ثوری نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے وہ فرماتے ہیں: میرے نزدیک یہ بات پسندیدہ ہے: اس کو جلد ادا نہ کیا جائے۔

اکثر اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: اگر کوئی شخص اس کے فرض ہونے سے پہلے اسے جلد (یعنی پیشگی) ادا کر دیتا ہے تو یہ اس کی طرف سے ادا ہو جائے گی۔

امام شافعی، امام احمد اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہم نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

شرح

نصاب پر سال پورا ہونے سے قبل زکوٰۃ دینے کا مسئلہ

اس مسئلہ میں تمام آئمہ فقہ کا اجماع ہے کہ نصاب پر سال گزرنے سے ایک سال یا دو سال یا اس سے بھی زیادہ عرصہ قبل زکوٰۃ ادا کرنا جائز ہے۔ اس سلسلے میں دو مشہور روایات ہیں: (۱) ہجرت کے بعد جب اسلامی حکومت قائم ہوئی اور اسلام کو غلبہ حاصل ہوا تو دور دراز علاقہ جات سے غریب لوگ اسلام قبول کرنے یا بیعت ہونے یا دین سیکھنے کی نیت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپ زکوٰۃ کے مال سے ان کی مالی معاونت فرماتے۔ اگر بیت المال میں دولت نہ ہوتی تو آپ قرض لے کر ان کی مدد فرماتے تھے۔ زکوٰۃ جمع ہونے پر آپ وہ قرض واپس لوٹا دیتے تھے۔ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے قرض طلب کیا تو انہوں نے خیال کیا کہ آپ غریب لوگوں کی مدد کے لیے یہ قرض لینا چاہتے ہیں، عرض کیا: یا رسول اللہ! مال پر سال گزرنے پر مجھ پر زکوٰۃ فرض ہو گی، تو کیا میں سال پورا ہونے سے قبل زکوٰۃ ادا کر سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ اس پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے مال سے دو سال کی پیشگی زکوٰۃ پیش کر دی تھی۔ (۲) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو مدینہ اور اس کے قرب و جوار کی بستیوں کے اہلِ ثروت لوگوں سے زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے تعینات کیا تھا۔ انہوں نے زکوٰۃ وصول کرنے کے بعد یوں عرض کیا: یا رسول اللہ! حضرت عباس، حضرت خالد اور حضرت ابن جمیل رحمہم اللہ تعالیٰ کے علاوہ سب سے زکوٰۃ وصول ہو چکی ہے۔ آپ نے فرمایا: عباس سے ہم پیشگی دو سال کی زکوٰۃ وصول کر چکے ہیں، لہٰذا وہ زکوٰۃ ہمارے ذمہ ہے۔ خالد نے اپنے مال زکوٰۃ سے زرہیں تیار کر لی ہیں اور دوسرا سامان حرب بھی خرید لیا ہے تا کہ بوقت جنگ مجاہدین میں تقسیم کیا جائے۔ ابن جمیل ایک مفلس شخص تھا، اس نے مجھ سے دعا کروائی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے انہیں نوازا، اس کی مفلسی دور کی اور اب اللہ تعالیٰ کا حق (زکوٰۃ) ادا کرنا اسے دشوار محسوس ہوتا ہے۔ الغرض سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس اور حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف سے پیشگی زکوٰۃ ادا کرنے کی وضاحت فرمائی جبکہ حضرت ابن جمیل رضی اللہ عنہ کے بارے میں اظہار افسوس و ناراضگی کیا۔ ان روایات سے ثابت ہوا کہ مال نصاب پر پورا سال گزرنے سے قبل زکوٰۃ ادا کرنا جائز ہے اور وصول کرنا بھی جائز ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْمَسْاَلَةِ

باب 38- مانگنے کی ممانعت

616 سندِحدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ بَيَانِ بْنِ بِشْرٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ :

متنِ حدیث: لَاَنْ يَّغْدُوَ اَحَدُكُمْ فَيَحْتَطِبَ عَلٰى ظَهْرِهٖ فَيَتَصَدَّقَ مِنْهُ فَيَسْتَغْنِيَ بِهٖ عَنِ النَّاسِ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّسْاَلَ رَجُلًا اَعْطَاهُ اَوْ مَنَعَهٗ ذٰلِكَ فَاِنَّ الْيَدَ الْعُلْيَا اَفْضَلُ مِنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَابْدَاْ بِمَنْ تَعُوْلُ

فی الباب: قَالَ : وَفِي الْبَاب عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ وَّاَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ وَالزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ وَعَطِيَّةَ السَّعْدِيِّ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَّمَسْعُوْدِ بْنِ عَمْرٍو وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّثَوْبَانَ وَزِيَادِ بْنِ الْحَارِثِ الصُّدَائِيِّ وَاَنَسٍ وَّحُبْشِيِّ بْنِ جُنَادَةَ وَقَبِيْصَةَ بْنِ مُخَارِقٍ وَّسَمُرَةَ وَابْنِ عُمَرَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ يُّسْتَغْرَبُ مِنْ حَدِيْثِ بَيَانٍ عَنْ قَيْسٍ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: کسی شخص کا جا کر اپنی پشت پر لکڑیاں لاد کر لانا اور انہیں صدقہ کرنا اور لوگوں سے بے نیاز رہنا اس کے لیے اس سے زیادہ بہتر ہے: وہ کسی شخص سے کچھ مانگے اور وہ اسے کچھ دے یا نہ دے بے شک اوپر والا ہاتھ نیچے والا ہاتھ سے زیادہ بہتر ہوتا ہے اور تم (خرچ کرنے میں) اپنے زیر کفالت سے آغاز کرو۔

اس بارے میں حضرت حکیم بن حزام' حضرت ابوسعید خدری' حضرت زبیر بن عوام' حضرت عطیہ سعدی' حضرت عبداللہ بن مسعود' حضرت مسعود بن عمرو' حضرت ابن عباس' حضرت ثوبان' حضرت زیاد بن حارث صدائی' حضرت انس' حضرت حبشی بن جنادہ' حضرت قبیصہ بن مخارق' حضرت سمرہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے۔ بیان نامی راوی کے حوالے سے قیس سے منقول ہونے کے حوالے سے یہ ''غریب'' ہے۔

617 سندِحدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

متنِ حدیث: اِنَّ الْمَسْاَلَةَ كَدٌّ يَّكُدُّ بِهَا الرَّجُلُ وَجْهَهٗ اِلَّا اَنْ يَّسْاَلَ الرَّجُلُ سُلْطَانًا اَوْ فِيْ اَمْرٍ لَّا بُدَّ مِنْهُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

617- اخرجه ابو داؤد (515/1) كتاب الزكاة: باب: ما تجوز فيه المسالة' رقم (1639)' والنسائي (100/5) كتاب الزكاة: باب: مسالة الرجل ذا سلطان' رقم (2599)' واحمد (10/5-19)-

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: مانگنا ایک زخم ہے' جس کے ذریعے آدمی اپنے چہرے کو زخمی کرتا ہے (یعنی عزت کو خراب کرتا ہے) آدمی یا حاکم وقت سے مانگے' یا کسی ایسی ضرورت کے وقت مانگے' جس میں مانگنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہو۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

سوال کرنے کی ممانعت و مذمت

تندرست اور صحتمند شخص کا دست سوال دراز کرنا قابل مذمت اور ممنوع ہے۔ اس کی مذمت و وعید میں کثیر روایات موجود ہیں جن میں سے چند ایک ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی مسلسل سوال کرتا ہے حتیٰ کہ وہ بروز قیامت اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرہ پر گوشت نہیں ہوگا۔ (الصحیح للمسلم)

۲۔ حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر لوگوں کو معلوم ہو جاتا کہ سوال کرنے میں کیا ہے تو کوئی شخص کسی سے سوال نہ کرتا۔ (سنن نسائی)

۳۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص بغیر کسی ضرورت کے دست سوال دراز کرتا ہے، گویا وہ انگارا کھاتا ہے۔ (المعجم الکبیر)

۴۔ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صدقہ ادا کرنے سے مال کم نہیں ہوتا۔ اپنا حق معاف کرنے سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ عزت میں اضافہ کرے گا اور سوال کا دروازہ کھولنے والے پر اللہ تعالیٰ تنگدستی کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ (المسند لامام احمد)

۵۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی شخص رسی لے کر جنگل میں جائے اور اپنی پشت پر لکڑیوں کا گٹھا لا کر فروخت کرے اور اللہ تعالیٰ سوال کی رسوائی سے اسے محفوظ رکھے تو یہ اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں سے دست سوال دراز کرے کہ لوگ اسے نوازیں یا انکار کریں۔ (الصحیح للبخاری)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

كِتَابُ الصَّوْمِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

روزہ کے بارے میں، نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

روزے کا بیان

۱- ماقبل سے ربط:

صوم کا بیان صلوٰۃ کے بعد متصل لانا چاہیے تھا کیونکہ دونوں بدنی عبادات ہیں لیکن ایسا نہیں کیا گیا جس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن اور احادیث میں بیان کی گئی ترتیب کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

۲-فرضیت صیام کی تاریخ:

صیام رمضان ۲ ہجری میں فرض کیے گئے۔ اس سے قبل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایام بیض اور عاشوراء کے روزے رکھا کرتے تھے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک فرضیت صیام رمضان سے قبل عاشوراء اور ایام بیض کے روزے فرض تھے۔ آپ نے اس روایت سے استدلال کیا ہے، جس میں تصریح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشوراء کے روزہ کی قضاء کا حکم دیا ہے۔ (سنن ابی داؤد) قضا صرف فرائض یا واجبات کی ہوسکتی ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ فرضیت صیام رمضان سے قبل عاشوراء اور ایام بیاض کے روزے سنت تھے اور اب بھی مسنون ہیں۔

۳-صوم کا مفہوم:

لفظ "صوم" کی جمع صیام آتی ہے، جس کا لغوی معنیٰ رکنا یا باز آنا ہے اور شرع کی اصطلاح میں اس کا مفہوم ہے: صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے، پینے اور جماع سے رکے رہنا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ فَضْلِ شَهْرِ رَمَضَانَ

باب 1- رمضان کے مہینے کی فضیلت

618 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

618- اخرجه ابن ماجه (526) كتاب الصيام؛ باب: ما جاء في فضل شهر رمضان رقم (1642)

متن حدیث: اِذَا كَانَ اَوَّلُ لَيْلَةٍ مِّنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّيَاطِيْنُ وَمَرَدَةُ الْجِنِّ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ وَّفُتِّحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ وَّيُنَادِيْ مُنَادٍ يَّا بَاغِيَ الْخَيْرِ اَقْبِلْ وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ اَقْصِرْ وَلِلّٰهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ وَذٰلِكَ كُلُّ لَيْلَةٍ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَّابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّسَلْمَانَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب رمضان کے مہینے کی پہلی رات آتی ہے' تو شیاطین اور سرکش جنوں کو جکڑ دیا جاتا ہے' جہنم کے دروازوں کو بند کر دیا جاتا ہے' اور ان میں سے کوئی ایک بھی دروازہ کھلا نہیں رہتا' جنت کے دروازوں کو کھول دیا جاتا ہے' اور ان میں سے کسی ایک کو بھی بند نہیں کیا جاتا' ایک اعلان کرنے والا یہ اعلان کرتا ہے' اے خیر کے طلب گار! آگے بڑھو! اور اے شر کے طلب گار! رک جاؤ! اللہ تعالیٰ کی طرف سے (بہت سے لوگوں کو) جہنم سے آزاد کیا جاتا ہے' اور ایسا ہر رات میں ہوتا ہے۔

اسی بارے میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ' حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ' حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

شرح

''صفدت الشیاطین'' کا مفہوم:

(۱) لفظ ''تصفید'' ''صفاد'' سے بنا ہے اس سے مراد ایسا آلہ ہے' جس سے کسی کو مقید کیا جاتا ہے، یہی اس کا ظاہری معنی ہے۔ کسی قرینہ صارفہ کے بغیر دوسرا معنی نہیں لیا جاسکتا۔

(۲) اس سے مراد کسی کو عاجز بنانا اور دوسرے پر اثر انداز نہ ہونا ہے' خواہ اس مہینہ میں شیاطین کی آمد و رفت کا سلسلہ تو جاری رہتا ہے لیکن وہ رمضان المبارک کی برکت سے روزے داروں پر اثر انداز نہیں ہوسکتے۔

''مردة الجن'' دوبارہ لانے کی وجہ:

سرکش جنوں کا تعلق خواہ شیطانوں سے ہے لیکن ان کے دوبارہ لانے کی کئی وجوہات ہیں:

(۱) یہاں عطف تفسیری ہے اور شیاطین سے بھی سرکش جن مراد ہیں۔

(۲) لفظ ''مردة'' مارد کی جمع ہے یعنی سرکش و نافرمان۔ اس طرح تخصیص بعد التعمیم ہے۔

ایک اشکال اور اس کا جواب:

اس مقام پر ایک مشہور اشکال ہے کہ رمضان المبارک کا آغاز ہوتے ہی جب شیاطین مقید کر دیے گئے تو اس ماہ مقدس میں گناہوں کا صدور نہیں ہونا چاہیے حالانکہ حسب سابق قتل و غارت' زنا کاری اور چوری چکاری وغیرہ کا سلسلہ جاری رہتا ہے؟ اس کے متعدد جوابات ہیں:

(۱) سابقہ گناہوں کا اثر باقی رہتا ہے' جس وجہ سے اس ماہ میں گناہوں کا صدور ہوتا ہے۔

(۲) شیطان کی طرح نفس بھی گناہوں کی ترغیب دیتا ہے، دونوں میں فرق یہ ہے کہ شیطان مختلف گناہوں کا تقاضا کرتا ہے' جبکہ نفس ایک ہی گناہ کا بار بار تقاضا کرتا ہے۔ نفس کی گمراہ کرنے پر ابلیس نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس طرح رمضان المبارک میں شیطان معصیات کے ارکات کی ترغیب نہیں دیتا بلکہ نفس دیتا ہے۔

(۳) شیاطین تو اس مہینہ میں مقید کر دیے جاتے ہیں لیکن ابلیس کو تا قیامت مہلت دی گئی ہے' لہٰذا ابلیس معصیات کے ارتکاب کرانے کا کردار ادا کرتا ہے۔

(۴) اس مقدس ماہ میں بڑے بڑے شیاطین جکڑے جاتے ہیں جبکہ چھوٹے شیاطین لوگوں کو گناہوں کی ترغیب دیتے ہیں۔

(۵) شیاطین دو قسم کے ہیں:

(۱) جن کا تعلق جنات سے ہے، یہ مقید کر دیے جاتے ہیں۔

(۲) جن کا تعلق انسانوں کے ساتھ ہیں، یہ کھلے رہتے ہیں اور لوگوں کو معصیات کی ترغیب و تلقین کرتے ہیں۔

(۶) شیاطین صرف روزہ دار لوگوں کے لیے جکڑے جاتے ہیں جبکہ روزہ خور لوگوں کو وہ مسلسل معصیات پر اکساتے رہتے ہیں اور گناہوں کا صدور ہوتا رہتا ہے۔

فتحت ابواب الجنة:

(۱) رمضان المبارک میں جنت کے تمام دروازے کھلنا اور جہنم کے تمام دروازے بند ہونا، ظاہر پر محمول ہے۔

(۲) لازم بول کر ملزوم مراد لیا گیا ہے کہ شیاطین کو مقید کر کے آگ کے دروازے بند کر دیے گئے جبکہ صیام (رمضان) نماز تراویح' تلاوت قرآن اور صدقہ و خیرات وغیرہ اعمال خیر کے مواقع فراہم کر دیے گئے۔

(۳) غضب و ناراضگی کے اسباب و ذرائع ختم کر دیے گئے جبکہ نزول رحمت' اسباب مغفرت اور قبولیت اعمال صالحہ کی قبولیت یقینی بنائی جاتی ہے۔

ینادی مناد:

منادی سے مراد ہے:

(۱) اللہ تعالیٰ کی طرف سے دل میں القاء ہوتا ہے۔

(۲) پکارنے والا مقرر ہے جو نیکی طرف بلاتا ہے۔

الخير:

اس لفظ کی جمع ''الخیرات'' ہے' جس کا معنی ہے:

(۱) اے انسان! مال کا طالب نہ بن بلکہ نیکی کا طالب بن۔ (۲) نیکی۔

غفرله ما تقدم من ذنبه:

مغفرت ذنب کی دو شرائط ہیں:۔ (۱) فرضیت صیام پر پختہ ایمان ہو۔ (۲) مسلمان بن کافر نہ بن۔

''ذنب'' کا مفہوم:

اس حدیث میں لفظ ''ذنب'' استعمال ہوا جس کی جمع ہے: ''ذُنُوبٌ، اَذْنَابٌ''۔ اس کے کئی معانی ہیں:

(۱) صغیرہ گناہ مراد ہیں۔

(۲) مطلق گناہ مراد ہیں، جن کے ضمن میں صغیرہ اور کبیرہ سب گناہ آجاتے ہیں۔

619 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ وَالْمُحَارِبِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَقَامَهُ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ

حکمِ حدیث: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ الَّذِيْ رَوَاهُ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ مِثْلَ رِوَايَةِ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ بَكْرٍ

قولِ امام بخاری: قَالَ وَسَاَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَقَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيْعِ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ قَوْلَهٗ اِذَا كَانَ اَوَّلُ لَيْلَةٍ مِّنْ شَهْرِ رَمَضَانَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ قَالَ مُحَمَّدٌ وَّهٰذَا اَصَحُّ عِنْدِيْ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جس شخص نے ایمان کی حالت میں ثواب کی امید رکھتے ہوئے، رمضان کے روزے رکھے اور اس میں نوافل ادا کیے اس شخص کے گزشتہ گناہوں کو بخش دیا جائے گا۔

یہ حدیث ''صحیح'' ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول وہ حدیث جسے ابوبکر عیاش نے اعمش کے حوالے سے ابوصالح کے حوالے سے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے: یہ صرف ابوبکر نامی راوی سے منقول ہے۔

میں نے محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا: تو انہوں نے بتایا: حسن بن ربیع نے

619– اخرجه البخاری (115/1) كتاب الايمان: باب: صوم رمضان احتسابا من الايمان' رقم (38)' (138/4) كتاب الصوم: باب: من صام رمضان ايمانا واحتسابا ونية' رقم (1901)' (300/4) كتاب ليلة القدر: باب: فضل ليلة القدر' رقم (2014)' ومسلم (88,87/3- الابى) كتاب صلاة المسافرين و قصرها: باب: الترغيب فى قيام رمضان وهو التراويح رقم (760/176,175,759/174,173)' وابو داؤد (436/1) كتاب الصلاة: باب: فى قيام شهر رمضان' رقم (1372)' والنسائى (157,156/4) كتاب الصيام' باب: ثواب من صام رمضان وقامه ايمانا واحتسابا والاختلاف على الزهرى فى الخبر فى ذلك' رقم (2205:2199)' وابن ماجه (420/1) كتاب اقامة الصلاة' والسنة فيها: باب: ماجاء فى قيام شهر رمضان' رقم (1326)' واحمد (2-241-347-408-232-385)' والحميدى (422/2)' رقم (950)' وابن خزيمة (195/3) رقم (1894)' والنسائى (118, 117/8) كتاب الايمان وشرائعه' باب: قيام رمضان رقم (5026:5024)۔

ابوالاحوص کے حوالے سے اعمش کے حوالے سے مجاہد سے یہ بات نقل کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں: (نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے) ''جب رمضان کے مہینے کی پہلی رات آتی ہے'' اس کے بعد انہوں نے پوری حدیث ذکر کی ہے۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں' میرے نزدیک یہ روایت ابوبکر بن عیاش سے منقول روایت سے زیادہ مستند ہے۔

شرح

رمضان کی وجہ تسمیہ میں اقوال:

لفظ رمضان ''رمض'' سے بنا ہے، اس کی وجہ تسمیہ میں متعدد اقوال ہیں: (۱) لفظ ''رمض'' کا معنیٰ ہے: تپش، گرمی اور حرارت۔ جب اس مہینے کا نام تجویز کیا گیا اس وقت موسم گرما کا عروج تھا تو اسی مناسبت سے اس کا نام ''رمضان'' رکھا گیا۔ (۲) اس مقدس مہینے میں گناہ جل جاتے ہیں یعنی ختم ہو جاتے ہیں۔ (۳) لفظ ''رمضان'' اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک ہے اور یہ اسم ہمیشہ لفظ ''شھر'' کی طرف مضاف ہو کر استعمال ہوتا ہے۔

فضائل رمضان:

زیر مطالعہ باب کی دونوں احادیث میں فضائل رمضان بیان کیے گئے ہیں۔ اس موضوع پر کثیر تعداد میں روایات کتب احادیث میں موجود ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں آٹھ دروازے ہیں، ان میں سے ایک دروازے کا نام ''ریان'' ہے۔ اس دروازے سے صرف وہ لوگ داخل ہوں گے جو روزے رکھتے ہیں۔ (الصحیح للبخاری' جلد ثانی ص ۳۹۴)

۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی کے ہر نیک کام کا بدلہ دس سے لے کر سات سو تک دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: خبردار! روزہ میرے لیے ہے اور اس کی جزاء میں دوں گا۔ بندہ اپنی خواہش اور کھانے کو میرے لیے ترک کرتا ہے۔ روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں: ایک افطار کے وقت اور دوسری اپنے رب سے ملاقات کے وقت۔ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک سے زیادہ پاکیزہ ہے اور روزہ ڈھال ہے اور جب کوئی روزہ دار ہو' تو نہ بیہودہ بکے اور نہ چیخے۔ پھر اگر اس سے کوئی گالی گلوچ کرے یا لڑنے پر آمادہ ہو' تو کہہ دے میں روزہ دار ہوں۔ (مشکوٰۃ' رقم الحدیث: ۱۹۵۹)

۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روزہ اور قرآن دونوں بندہ کے لیے شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا: اے رب! میں نے کھانے اور خواہشوں سے دن میں اسے روک دیا، میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرما۔ قرآن کہے گا: اے رب! میں نے اسے رات میں سونے سے باز رکھا، میری شفاعت اس کے بارے میں قبول کر۔ دونوں کی شفاعت قبول ہوگی۔ (مسند امام احمد' جلد ثانی ص ۵۸۶)

۴- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت ابتداء سال سے آئندہ سال تک رمضان کے لیے آراستہ کی جاتی ہے۔ جب رمضان کا پہلا دن آتا ہے تو جنت کے پتوں سے عرش کے نیچے ایک ہوا

حورعین پر چلتی ہے، وہ کہتی ہیں: اے رب! تو اپنے بندوں کو ہمارا شوہر بنا، جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ان کی آنکھیں ہم سے ٹھنڈی ہوں۔ (شعب الایمان' جلد ثالث ص ۳۱۲)

۵- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: جب رمضان کا مہینہ آتا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سب قیدیوں کو رہائی عطا فرما دیتے اور ہر سائل کو نوازتے تھے۔ (شعب الایمان' جلد ثالث ص ۳۱۱)

۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین آدمیوں کی دعا رد نہیں کی جاتی:

(۱) روزہ دار جس وقت افطار کرتا ہے۔ (۲) بادشاہ عادل۔ (۳) مظلوم کی دعا، اس کو اللہ تعالیٰ ابر سے بلند کرتا ہے اور اس کے لیے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم میں ضرور تیری مدد کروں گا، اگرچہ تھوڑے زمانہ بعد۔ (سنن ابن ماجہ' رقم الحدیث: ۱۷۵۲)

۷- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے مکہ میں ماہ رمضان پایا اور روزہ رکھا اور رات میں جتنا میسر آیا قیام کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک لاکھ رمضان کا ثواب لکھے گا ہر دن ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب' ہر رات ایک گردن آزاد کرنے کا ثواب' ہر روز جہاد کے لیے گھوڑے پر سوار کر دینے کا ثواب اور ہر دن میں نیکی اور ہر رات میں نیکی لکھے گا۔ (سنن ابن ماجہ' رقم الحدیث: ۱۷۵۲)

۸- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر لوگوں کو معلوم ہو جاتا کہ رمضان کیا چیز ہے تو میری امت تمنا کرتی کہ پورا سال رمضان ہی ہو۔ (صحیح ابن خزیمہ)

روزہ کے فقہی مسائل

صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک عبادت کی نیت سے کھانے، پینے اور جماع سے رکے رہنے کا نام روزہ ہے۔ روزے کے چند فقہی مسائل ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

☆ روزے کے تین درجے ہیں: (۱) عام لوگوں کا روزہ کہ پیٹ اور شرمگاہ کو کھانے، پینے اور جماع سے روکنا۔ (۲) خواص کا روزہ کہ ان کے علاوہ کان، آنکھ، زبان، ہاتھ، پاؤں اور تمام اعضاء کو گناہ سے باز رکھنا۔ (۳) خاص الخاص کا روزہ کہ جمیع ماسوا اللہ سے اپنے آپ کو بالکلیہ جدا کر کے صرف اسی کی طرف متوجہ رہنا۔

☆ روزے کی پانچ اقسام ہیں: (۱) فرض، (۲) واجب، (۳) نفل، (۴) مکروہ تنزیہی، (۵) مکروہ تحریمی۔ ان میں سے ہر ایک کی تفصیل درج ذیل ہے:

فرض کی دو قسمیں ہیں: (۱) فرض معین جیسے اداء رمضان۔ (۲) فرض غیر معین جیسے قضاء رمضان اور روزہ کفارہ۔ واجب کی بھی دو اقسام ہیں: (۱) واجب معین جیسے نذر معین۔ (۲) واجب غیر معین جیسے نذر مطلق۔ نفل کی دو قسم ہیں: (۱) نفل مسنون جیسے ہر مہینہ میں ایام بیض اور یوم عاشوراء وغیرہ کا روزہ۔ (۲) مستحب جیسے ہر پیر اور ہر جمعرات کا روزہ۔ مکروہ تنزیہی جیسے نیروز و مہرگان اور ہفتہ کے دن کا روزہ۔ مکروہ تحریمی جیسے ایام تشریق اور ایام عیدین کے روزے۔

☆ روزے کے مختلف اسباب ہیں: (۱) روزۂ رمضان کا سبب ماہ رمضان کا آنا۔ (۲) روزہ نذر کا سبب منت ماننا۔ (۳) روزۂ کفارہ کا سبب قسم توڑنا یا قتل یا ظہار وغیرہ۔

☆ ماہ رمضان کا روزہ جب ہوگا کہ وہ وقت جس میں روزہ کی ابتداء کر سکے، پالے یعنی صبح صادق سے نصف النہار تک کہ اس کے بعد روزہ کی نیت نہیں ہوسکتی، لہٰذا روزہ نہیں ہوگا اور رات میں نیت ہوسکتی ہے مگر روزہ کا محل نہیں۔

☆ ادائے روزہ رمضان، نذر معین اور نفل کے روزوں کے لیے نیت کا وقت غروب آفتاب سے نصف النہار تک ہے، اس وقت میں جب نیت کرے، یہ روزے ہو جائیں گے۔

نصف النہار نیت کا وقت نہیں، بلکہ اس سے پیشتر نیت ہو جانا ضروری ہے اور اگر خاص اس وقت یعنی جس وقت آفتاب نصف النہار شرعی پر پہنچ گیا، نیت کی تو روزہ نہ ہوگا۔

دن میں نیت کرے، تو ضروری ہے کہ یہ نیت کرے کہ میں صبح صادق سے روزہ دار ہوں اور اگر یہ نیت ہے کہ اب سے روزہ دار ہوں، صبح سے نہیں تو روزہ نہ ہوا۔

☆ رات میں نیت کی پھر اس کے بعد رات ہی میں کھایا پیا، تو نیت جاتی نہ رہی وہی پہلی کافی ہے، پھر سے نیت کرنا ضروری نہیں۔

☆ جس طرح نماز میں کلام کی نیت کی، مگر بات نہ کی تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ یوں ہی روزہ توڑنے کی نیت سے روزہ نہیں ٹوٹے گا، جب تک توڑنے والا کام نہ کرے۔ (ماخوذ از بہار شریعت جلد اوّل مدینہ از صفحہ ۹۶۶ تا ۹۷۳)

بَابُ مَا جَآءَ لَا تَقَدَّمُوا الشَّهْرَ بِصَوْمٍ

باب 2- (رمضان) کے مہینے سے پہلے (یعنی شعبان کے آخری دنوں میں) روزے نہ رکھے جائیں

620 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: لَا تَقَدَّمُوا الشَّهْرَ بِيَوْمٍ وَّلَا بِيَوْمَيْنِ اِلَّا اَنْ يُّوَافِقَ ذٰلِكَ صَوْمًا كَانَ يَصُوْمُهٗ اَحَدُكُمْ صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهٖ فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَعُدُّوْا ثَلَاثِيْنَ ثُمَّ اَفْطِرُوْا

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَابِ عَنْ بَعْضِ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

620- اخرجه البخاری (152/4) كتاب الصوم: باب: لا يتقدمن رمضان بصوم يوم ولا يومين' رقم (1914)' ومسلم (763, 762/2) كتاب الصيام: باب: لا تقدموا رمضان بصوم يوم ولا يومين' رقم (1082/21)' وابو داؤد (713/1) كتاب الصيام: باب: فيمن يصل شعبان برمضان' رقم (2335)' والنسائی (149/4) كتاب الصيام: باب: ذكر الاختلاف على يحيى بن ابی كثير ومحمد بن عمرو على ابی سلمة فيه' رقم (2173)' وابن ماجه (528/1) كتاب "الصيام": باب: فی النهی ان يتقدم رمضان بصوم' الا من صام صوما فوافقه' رقم (1650)' والدارمی (4/2) كتاب الصيام: باب: النهی عن صيام يوم الشك' واحمد (515-513-477-408-337-234/2)

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِىْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ كَرِهُوا اَنْ يَّتَعَجَّلَ الرَّجُلُ بِصِيَامٍ قَبْلَ دُخُوْلِ شَهْرِ رَمَضَانَ لِمَعْنٰى رَمَضَانَ وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يَّصُوْمُ صَوْمًا فَوَافَقَ صِيَامُهٗ ذٰلِكَ فَلَا بَاْسَ بِهٖ عِنْدَهُمْ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: (رمضان) کے مہینے سے ایک یا دو دن پہلے روزے نہ رکھو' البتہ اگر (کسی اور معمول کے حساب سے روزوں) کے موافق وہ دن آ جائے' تو اس دن روزہ رکھا جا سکتا ہے۔ (چاند کو) دیکھ کر روزہ رکھنا شروع کرو اور چاند کو دیکھ کر عید الفطر کرو' اگر تم پر بادل چھائے ہوئے ہوں' تو تیس کی گنتی پوری کر لو پھر عید الفطر کرو۔

اس بارے میں نبی اکرم ﷺ کے بعض اصحاب رضی اللہ عنہم سے احادیث منقول ہیں۔ ربعی بن حراش نے نبی اکرم ﷺ کے بعض اصحاب رضی اللہ عنہم کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند روایت نقل کی ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا' انہوں نے اس بات کو مکروہ قرار دیا ہے: کوئی شخص رمضان کا مہینہ شروع ہونے سے پہلے رمضان کی وجہ سے روزہ رکھ لے' البتہ اگر کوئی شخص ویسے روزے رکھتا ہو' اور اس دن اس کے روزے کا دن آ جائے' تو ان اہل علم کے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

621 سند حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: لَا تَقَدَّمُوْا شَهْرَ رَمَضَانَ بِصِيَامٍ قَبْلَهٗ بِيَوْمٍ اَوْ يَوْمَيْنِ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ رَجُلٌ كَانَ يَصُوْمُ صَوْمًا فَلْيَصُمْهُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: رمضان کے مہینے میں سے ایک یا دو دن پہلے روزے رکھنا شروع نہ کرو' البتہ اگر کوئی شخص ویسے روزے رکھتا ہو' تو وہ روزہ رکھ سکتا ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

رمضان سے قبل رمضان کے روزے رکھنے کی ممانعت:

شریعت اسلامیہ نے جو عبادات مسلمانوں پر فرض قرار دی ہیں، وہ اسی انداز میں ادا کی جائیں گی جس طرح فرض کی گئی ہیں۔ احتیاطی تدبیر کی بناء پر ان کے آغاز یا اختتام پر اضافہ کرنا ممنوع و حرام ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس اضافہ کے نتیجہ میں اصل عبادات بھی متروک ہو سکتی ہے مثلاً بنی اسرائیل پر صرف تین روزے فرض قرار دیے گئے تھے اور وہ اس میں مسلسل اضافہ کرتے چلے گئے حتیٰ

کہ تعداد چھ ماہ تک پہنچ گئی، پھر انہوں نے سب چھوڑ دیے۔ آج کے دور میں ہنود و عیسائی تو روزے رکھتے ہیں اور یہودی اس سے محروم ہیں۔ مسلمانوں پر لازم کر دیا گیا ہے کہ وہ رمضان المبارک کا چاند دیکھ کر روزوں کا آغاز کریں اور شوال کا چاند نظر آنے پر روزے رکھنا بند کر دیں۔ رمضان المبارک کا چاند نظر آنے سے ایک دو روز قبل یعنی شعبان کی آخری تاریخ میں روزہ رکھنا ممنوع ہے۔ رمضان کے اختتام پر یعنی شوال کی پہلی تاریخ میں روزہ رکھنا حرام ہے' کیونکہ یہ عید کا دن ہوتا ہے۔ البتہ جو شخص ہر جمعۃ المبارک میں روزہ رکھنے کا عادی ہو اور شعبان المعظم کی آخری تاریخ میں اتفاق سے جمعہ ہو، تو اس کے لیے اس دن کا روزہ رکھنا ممنوع نہیں ہے۔ رمضان المبارک کے آغاز و اختتام کا مدار رؤیت ہلال ہے۔ شعبان المعظم کی انتیس یا تیس تاریخ میں چاند نظر آنے کی صورت میں رمضان المبارک کا آغاز ہو جائے گا اور شوال کا چاند نظر آنے پر اختتام پذیر ہو جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ صَوْمِ يَوْمِ الشَّكِّ

باب 3: مشکوک دن میں روزہ رکھنا مکروہ ہے

622 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ الْمُلَائِيِّ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ قَالَ

متنِ حدیث: كُنَّا عِنْدَ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ فَاُتِيَ بِشَاةٍ مَصْلِيَّةٍ فَقَالَ كُلُوْا فَتَنَحّٰى بَعْضُ الْقَوْمِ فَقَالَ اِنِّيْ صَائِمٌ فَقَالَ عَمَّارٌ مَنْ صَامَ الْيَوْمَ الَّذِيْ يَشُكُّ فِيْهِ النَّاسُ فَقَدْ عَصَى اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاَنَسٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَمَّارٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِيْنَ وَبِهٖ يَقُوْلُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَمَالِكُ بْنُ اَنَسٍ وَّعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ كَرِهُوْا اَنْ يَّصُوْمَ الرَّجُلُ الْيَوْمَ الَّذِيْ يُشَكُّ فِيْهِ وَرَاَى اَكْثَرُهُمْ اِنْ صَامَهٗ فَكَانَ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ اَنْ يَّقْضِيَ يَوْمًا مَكَانَهٗ

◆◆ صلہ بن زفر بیان کرتے ہیں' ہم حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے' ان کے پاس بھنی ہوئی بکری لائی گئی۔ انہوں نے فرمایا: کھاؤ! حاضرین میں سے ایک صاحب پیچھے ہٹ گئے (کھانے میں شریک نہیں ہوئے) اور بولے میں نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: آج کا دن جس میں شک ہے؟ (کہ وہ رمضان کا دن ہے یا نہیں ہے) جس

622- اخرجه البخاری (142/4) کتاب الصوم باب: قول النبی صلی اللہ علیه وسلم اذا رأیتم الهلال فصوموا' واذا رأیتموه فافطروا' فی ترجمة الباب تعلیقاً' وابو داؤد (713/1) کتاب الصیام: باب: کراهیة صوم یوم الشك' رقم (2334)' والنسائی (153/4) کتاب الصوم: باب: صیام یوم الشك' رقم (2188)' وابن ماجه (527/1) کتاب الصیام: باب: ماجاء فی صیام یوم الشك' رقم (1645) من طری صلة بن زفر عنه رضی اللہ عنه۔

نے اس دن روزہ رکھا اس نے حضرت ابوالقاسم ﷺ کی نافرمانی کی۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد تابعین سے تعلق رکھنے والے اکثر اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا۔

سفیان ثوری' امام مالک بن انس' عبداللہ بن مبارک' شافعی' احمد اور اسحق نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے یہ حضرات فرماتے ہیں: آدمی کا مشکوک دن میں روزہ رکھنا مکروہ ہے۔

ان میں سے اکثر کی یہ رائے ہے: اگر آدمی نے اس دن روزہ رکھ لیا اور وہ واقعی رمضان کا دن ہو' تو بھی وہ اس روزے کی قضاء کرے گا۔

شرح

یوم شک کا روزہ رکھنے کی ممانعت:

اسلامی نقطۂ نظر سے مہینہ انتیس دن کا ہو سکتا ہے اور تیس کا بھی۔ شعبان المعظم کی انتیس کو مطلع غبار آلود یا ابر آلود ہونے کی وجہ سے چاند نظر نہ آیا تو آئندہ دن یوم شک ہوگا کیونکہ اس دن کے بارے میں دو احتمال ہو سکتے ہیں کہ شعبان کا آخری دن ہو یا رمضان المبارک کا پہلا دن۔ اگر مطلع صاف ہو، انتیس شعبان کو چاند نظر نہ آئے تو آئندہ دن یوم شک نہیں ہے' کیونکہ وہ دن شعبان کی تیس تاریخ ہے لیکن اس دن میں روزہ رکھنا بھی ممنوع ہے، یوم الشک کی وجہ سے نہیں بلکہ رمضان المبارک سے ایک دن پہلے ہونے کی وجہ سے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ اِحْصَاءِ هِلَالِ شَعْبَانَ لِرَمُضَانَ

باب 4- رمضان کے لیے شعبان کی پہلی کے چاند سے حساب رکھنا

623 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ حَجَّاجٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

متنِ حدیث: اَحْصُوا هِلَالَ شَعْبَانَ لِرَمَضَانَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِىْ هُرَيْرَةَ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ مِثْلَ هٰذَا اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ اَبِىْ مُعَاوِيَةَ وَالصَّحِيْحُ مَا رُوِىَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَا تَقَدَّمُوْا شَهْرَ رَمَضَانَ بِيَوْمٍ وَّلَا يَوْمَيْنِ

اسنادِ دیگر: وَهٰكَذَا رُوِىَ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيْثِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو اللَّيْثِيِّ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: رمضان کے لیے شعبان کی پہلی کے چاند سے گنتی رکھو۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث کو ہم صرف ابومعاویہ نامی راوی کے حوالے سے جانتے ہیں۔

تاہم مستند روایت وہ ہے' جسے محمد بن عمرو کے حوالے سے' ابوسلمہ کے حوالے سے' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا گیا ہے' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: رمضان سے ایک یا دو دن پہلے روزہ نہ رکھو۔

یہ روایت اسی طرح یحییٰ بن ابوکثیر کے حوالے سے' ابوسلمہ کے حوالے سے' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' جیسا کہ محمد بن عمرو لیثی نے اسے نقل کیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ الصَّوْمَ لِرُؤْيَةِ الْهِلَالِ وَالْاِفْطَارَ لَهٗ

باب 5: پہلی کا چاند دیکھ کر روزہ رکھنا شروع کیا جائے گا' اور اسے دیکھ کر ہی عید الفطر کی جائے گی

624 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَا تَصُوْمُوْا قَبْلَ رَمَضَانَ صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهٖ فَاِنْ حَالَتْ دُوْنَهٗ غَيَايَةٌ فَاَكْمِلُوْا ثَلَاثِيْنَ يَوْمًا

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاَبِيْ بَكْرَةَ وَابْنِ عُمَرَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: رمضان سے (دو ایک دن پہلے) روزہ نہ رکھو' پہلی کے چاند کو دیکھ کر روزہ رکھنا شروع کرو اور اسے دیکھ کر ہی عید الفطر کرو' اگر درمیان میں بادل حائل ہو جائے' تو تیس کی گنتی پوری کرو۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یہ روایت ان کے حوالے سے دیگر اسناد سے بھی منقول ہے۔

624- اخرجه النسائي (136/4) كتاب الصيام: باب: ذكر الاختلاف على منصور-في حديث ربعي فيه' رقم (2129)

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ الشَّهْرَ يَكُوْنُ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ

باب 6- مہینہ کبھی 29 دن کا بھی ہوتا ہے

625 سندِحدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ اَبِیْ زَائِدَةَ اَخْبَرَنِیْ عِيْسٰى بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ بْنِ اَبِیْ ضِرَارٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ

متنِ حدیث: مَا صُمْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ اَكْثَرُ مِمَّا صُمْنَا ثَلَاثِيْنَ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنْ عُمَرَ وَاَبِیْ هُرَيْرَةَ وَعَآئِشَةَ وَسَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ وَّابْنِ عُمَرَ وَاَنَسٍ وَّجَابِرٍ وَّاُمِّ سَلَمَةَ وَاَبِیْ بَكْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَلشَّهْرُ يَكُوْنُ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ

◆◆ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں' میں نے تیس روزے جتنی دفعہ رکھے ہیں انتیس روزے اس سے زیادہ نہیں رکھے۔

اس بارے میں حضرت عمر' حضرت ابوہریرہ' سیّدہ عائشہ صدیقہ' حضرت سعد بن ابی وقاص' حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر' حضرت انس' حضرت جابر' سیّدہ ام سلمہ اور حضرت ابوبکرہ (رضی اللہ عنہم) سے احادیث منقول ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: مہینے کبھی 29 دن کا بھی ہوتا ہے۔

626 سندِحدیث: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّهٗ قَالَ اٰلٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نِّسَآئِهٖ شَهْرًا فَاَقَامَ فِیْ مَشْرُبَةٍ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ يَوْمًا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ اٰلَيْتَ شَهْرًا فَقَالَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ایک ماہ کے لیے اپنی ازواج سے ایلاء کرلیا' آپ ایک بالا خانے میں 29 دن تک قیام پذیر رہے (پھر گھر تشریف لے جانے لگے) تو لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ نے تو ایک ماہ کے لیے ایلاء کیا تھا؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ مہینہ 29 دن کا ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

625- اخرجه ابو داؤد (710/1) كتاب الصيام: باب: الشهر يكون تسعا و عشرين' رقم (2322)' واحمد (450-441-408-405-397/1)' وابن خزيمة (208/3) رقم (1922)' من طريق عيسى' بن دينار مولى خزاعة عن ابيه عن عمرو بن الحارث ابن ابی ضرار عن ابن مسعود رضی الله عنه۔

626- اخرجه البخاری (143/4) كتاب الصوم: باب: قول النبی صلی الله عليه وسلم : اذا رايتم الهلال رقم (1911)' (581/1) كتاب الصلاة: باب: الصلاة فی السطوح والمنبر والخشب' رقم (387)' واطرافه فی (1-2469-5201-5289-6684-805-1114-911 689-732-633)' والنسائی (167/6) كتاب الطلاق: باب: الايلاء رقم (3456)۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الصَّوْمِ بِالشَّهَادَةِ

باب 7- گواہی کی بنیاد پر روزہ رکھنا

627 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ اَبِيْ ثَوْرٍ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَآءَ اَعْرَابِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّيْ رَاَيْتُ الْهِلَالَ قَالَ اَتَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَتَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ يَا بِلَالُ اَذِّنْ فِي النَّاسِ اَنْ يَّصُوْمُوْا غَدًا

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ سِمَاكٍ نَحْوَهٗ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ

اختلافِ روایت: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْهِ اخْتِلَافٌ وَّرَوٰى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَغَيْرُهٗ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا وَّاَكْثَرُ اَصْحَابِ سِمَاكٍ رَوَوْا عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوْا تُقْبَلُ شَهَادَةُ رَجُلٍ وَّاحِدٍ فِي الصِّيَامِ وَبِهٖ يَقُوْلُ ابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاَهْلُ الْكُوْفَةِ قَالَ اِسْحٰقُ لَا يُصَامُ اِلَّا بِشَهَادَةِ رَجُلَيْنِ وَلَمْ يَخْتَلِفْ اَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْاِفْطَارِ اَنَّهٗ لَا يُقْبَلُ فِيْهِ اِلَّا شَهَادَةُ رَجُلَيْنِ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک دیہاتی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے بتایا: میں نے پہلی کا چاند دیکھ لیا ہے' نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا' کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے۔کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ حضرت محمد، اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں؟ وہ بولا: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے بلال! لوگوں میں اعلان کردو کہ وہ کل روزہ رکھیں۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول روایت میں اختلاف ہے۔سفیان ثوری اور دیگر راویوں نے اسے سماک بن حرب کے حوالے سے' عکرمہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے ''مرسل'' روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

سماک کے اکثر شاگردوں نے اسے سماک کے حوالے سے' عکرمہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے ''مرسل'' روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

اکثر اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا' یہ حضرات فرماتے ہیں: روزے کے (چاند کے) بارے میں ایک آدمی کی گواہی بھی قبول کی جائے گی۔

627- اخرجه ابو داؤد (715/1) كتاب الصيام: باب: في شهادة الواحد على رؤية هلال رمضان' رقم (2340)' والنسائي (132/5) كتاب الصيام: باب: قبول شهادة الرجل الواحد على هلال شهر رمضان رقم (2112-2113)' وابن ماجه (529/1) كتاب الصيام: باب: ماجاء في الشهادة على رؤية الهلال رقم (1652)۔

ابن مبارک شافعی احمد نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

امام اسحٰق فرماتے ہیں: روزے رکھنے کیلیے دو آدمیوں کی گواہی ضروری ہے۔

عیدالفطر کے بارے میں اہلِ علم میں کوئی اختلاف نہیں ہے: اس میں کم از کم دو آدمیوں کی گواہی ضروری ہے۔

شرح

رؤیتِ ہلال کے حوالے سے فقہی مسائل:

ان پانچ ابواب کی آٹھ احادیث میں اس مسئلہ کی وضاحت کی گئی ہے کہ اسلامی مہینے کے آغاز و اختتام کا مدار رؤیت ہلال ہے۔ رؤیت ہلال کے حوالے سے چند احادیث اور فقہی مسائل ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:۔

(۱)۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''روزہ نہ رکھو جب تک چاند نہ دیکھ لو اور افطار نہ کرو جب تک چاند نہ دیکھ لو اور اگر ابر ہو تو مقدار پوری کرو''۔ (الصحیح للبخاری جلد اول ص ۶۲۹)

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چاند دیکھ کر روزہ رکھنا شروع کرو چاند دیکھ کر افطار کرو اور اگر ابر ہو تو شعبان کی گنتی پوری کر لو''۔ (الصحیح للبخاری جلد اول ص ۶۳۰)

(۳) اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کا اس قدر تحفظ کرتے کہ اتنا اور کسی کا نہ کرتے تھے۔ رمضان کا چاند دیکھ کر روزہ رکھتے اور اگر ابر ہوتا تو تیس دن پورے کر کے روزہ رکھتے۔

(سنن ابی داؤد جلد ثانی ص ۳۴۴)

رؤیت ہلال کے حوالے سے چند فقہی مسائل درج ذیل ہیں:

☆ پانچ مہینوں کا چاند دیکھنا واجب کفایہ ہے:

(۱) شعبان (۲) رمضان (۳) شوال (۴) ذیعقدہ (۵) ذی الحجہ۔ شعبان کا اس لیے کہ اگر رمضان کا چاند دیکھتے وقت ابر یا غبار ہو تو یہ تیس دن پورے کر کے رمضان شروع کریں۔ رمضان کا روزہ رکھنے کے لیے ذی القعدہ اور ذی الحجہ کا بقرعید کے لیے۔

☆ شعبان کی انتیس کو شام کے وقت چاند دیکھیں دکھائی دے تو کل روزہ رکھیں، ورنہ شعبان کے تیس دن پورے کر کے رمضان کا مہینہ شروع کریں۔

☆ کسی نے رمضان یا عید کا چاند دیکھا مگر اس کی گواہی کسی وجہ سے رد کر دی گئی مثلاً فاسق ہے یا عید کا چاند اس نے تنہا دیکھا تو اسے حکم ہے کہ روزہ رکھے۔ اگر اس نے عید کا چاند دیکھ لیا ہے تو اس روزہ توڑنا جائز نہیں مگر توڑے گا تو کفارہ لازم نہیں آئے گا۔

☆ ابر اور غبار کی صورت میں رمضان کا ثبوت ایک مسلمان عاقل بالغ مستور یا عادل شخص سے ہوتا ہے، وہ مرد ہو خواہ عورت، آزاد ہو یا باندی، غلام ہو اس پر تہمت زنا کی حد ماری گئی ہو، جبکہ توبہ کر چکا ہے۔

☆ فاسق اگر رمضان کے چاند کی شہادت دے اس کی گواہی قابل قبول نہیں۔ اس کے ذمہ گواہی دینا لازم ہے یا نہیں؟ اگر

امید ہے کہ اس کی گواہی قاضی قبول کرے گا' تو اس پر لازم ہے کہ گواہی دے۔

☆ گاؤں میں چاند دیکھا اور وہاں کوئی ایسا نہیں جس کے پاس گواہی دے تو گاؤں والوں کو جمع کر کے شہادت ادا کرے اور اگر یہ عادل ہے تو لوگوں پر روزہ رکھنا لازم ہے۔

☆ اگر مطلع صاف ہو' تو جب تک بہت سے لوگ شہادت نہ دیں چاند کا ثبوت نہیں ہوسکتا، رہا یہ کہ اس کے لیے کتنے لوگ چاہییں یہ قاضی سے متعلق ہے، جتنے گواہوں سے غالب گمان ہو جائے حکم دے دے گا، مگر جبکہ بیرون شہر یا بلند جگہ سے چاند دیکھنا بیان کرتا ہے تو ایک عورت کا قول بھی رمضان کے چاند میں قبول کر لیا جائے گا۔

☆ جماعت کثیرہ کی شرط اس وقت ہے' جب روزہ رکھنے یا عید کرنے کے لیے شہادت گزرے۔ اگر کسی دوسرے معاملہ کے لیے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں ثقہ کی شہادت گزری اور قاضی نے شہادت کی بنا پر حکم دے دیا تو اب یہ شہادت کافی ہے۔ روزہ رکھنے یا عید کرنے کے لیے بھی ثبوت ہو گیا۔ مطلع صاف نہ ہو تو علاوہ رمضان کے شوال و ذی الحجہ بلکہ تمام مہینوں کے لیے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہی دیں اور سب عادل ہوں اور آزاد ہوں اور ان میں کسی پر تہمت زنا کی حد قائم نہ کی گئی ہو' اگر چہ توبہ کر چکا ہو۔ یہ بھی شرط ہے کہ گواہ گواہی دیتے وقت یہ الفاظ کہے: "میں گواہی دیتا ہوں"۔ (ماخوذ از ہدایہ، بہار شریعت جلد اول مدنیہ از ۹۷۴ تا ۹۸۰)

بَابُ مَا جَآءَ شَهْرَا عِيْدٍ لَّا يَنْقُصَانِ

باب 8- عید کے دو مہینے (ایک ساتھ) کم نہیں ہوتے

628 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: شَهْرَا عِيْدٍ لَّا يَنْقُصَانِ رَمَضَانُ وَذُو الْحِجَّةِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ بَكْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ

اختلافِ سند: وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا

مذاہبِ فقہاء: قَالَ اَحْمَدُ مَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ شَهْرَا عِيْدٍ لَّا يَنْقُصَانِ يَقُوْلُ لَا يَنْقُصَانِ مَعًا فِيْ سَنَةٍ وَّاحِدَةٍ شَهْرُ رَمَضَانَ وَذُو الْحِجَّةِ اِنْ نَقَصَ اَحَدُهُمَا تَمَّ الْاٰخَرُ وَقَالَ اِسْحٰقُ مَعْنَاهُ لَا يَنْقُصَانِ يَقُوْلُ وَاِنْ كَانَ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ فَهُوَ تَمَامٌ غَيْرُ نُقْصَانٍ وَّعَلٰى مَذْهَبِ اِسْحٰقَ يَكُوْنُ يَنْقُصُ الشَّهْرَانِ مَعًا فِيْ سَنَةٍ وَّاحِدَةٍ

◆◆ عبدالرحمٰن بن ابوبکرہ' اپنے والد کے حوالے سے نقل کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: عید کے دونوں

628- اخرجه البخاری (148/4) كتاب الصوم: باب: شهرا عيد لا ينقصان' رقم (1912)' ومسلم (766/2) كتاب الصيام: باب: بيان معنى قوله صلى الله عليه وسلم شهرا عيد لا ينقصان' رقم (1089/32,31) ' وابو داؤد (710/1) كتاب الصيام: باب: الشهر يكون تسعا و عشرين' رقم (2323)' وابن ماجه (531/1) كتاب الصيام: باب: ماجاء في شهري العيد' رقم (1659)' واحمد (47-38/5) من طريق عبدالرحمن بن ابی بكرة عن ابيه يبلغ به النبي صلى الله عليه وسلم -

مہینے (ایک ساتھ) کم نہیں ہوتے' رمضان اور ذوالحج۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یہی روایت عبدالرحمٰن بن ابوبکرہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے ''مرسل'' روایت کے طور پر بھی منقول ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث کا مفہوم یہ ہے: یہ دونوں مہینے' یعنی رمضان اور ذوالحج' ایک ہی سال میں ایک ساتھ کم نہیں ہوتے' اگر ان میں سے کوئی ایک کم ہوگا' تو دوسرا مکمل ہوگا۔

امام اسحٰق فرماتے ہیں: اس حدیث کا مفہوم یہ ہے: اگر یہ مہینے **29** دن کے بھی ہوں' تو بھی مکمل شمار ہوں گے' ان میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ امام اسحاق کے مؤقف کے حساب سے یہ دونوں مہینے' ایک ہی سال میں' ایک ساتھ کم ہو سکتے ہیں۔

شرح

مفہوم حدیث:

شھرا عیدالاینقصان: اس حدیث کے متعدد مفاہم ہے: (۱) حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''ایک سال میں عیدین کے دونوں مہینے ناقص نہیں ہو سکتے یعنی ایک انتیس دن کا ہے تو دوسرا یقیناً تیس دن کا ہوگا اور دونوں انتیس کے نہیں ہو سکتے۔ (یہ مشاہدہ کے مطابق نہیں ہے)۔ (۲) حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''عیدین کے دونوں مہینوں پر احکام مکمل مہینے کے جاری ہوں گے خواہ دونوں میں سے کوئی انتیس دن کا ہو کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایلاء میں انتیس دن گزارے تھے حالانکہ ایلاء پورے مہینہ کا تھا۔ (۳) یہ حکم اس سال کے ان دو مہینوں کے ساتھ خاص ہے' جس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا۔ (۴) حضرت امام اسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''دونوں مہینے اجر و ثواب کے اعتبار سے مساوی ہیں خواہ دنوں کے اعتبار مختلف ہوں یعنی ایک انتیس کا اور دوسرا تیس کا ہو۔

بَابُ مَا جَآءَ لِكُلِّ اَهْلِ بَلَدٍ رُؤْيَتُهُمْ

باب **9**- ہر شہر والوں کے لیے ان کی رؤیت ہلال (کا اعتبار ہوگا)

629 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِي حَرْمَلَةَ اَخْبَرَنِي كُرَيْبٌ

متنِ حدیث: اَنَّ اُمَّ الْفَضْلِ بِنْتَ الْحَارِثِ بَعَثَتْهُ اِلٰى مُعَاوِيَةَ بِالشَّامِ قَالَ فَقَدِمْتُ الشَّامَ فَقَضَيْتُ حَاجَتَهَا وَاسْتُهِلَّ عَلَيَّ هِلَالُ رَمَضَانَ وَاَنَا بِالشَّامِ فَرَاَيْنَا الْهِلَالَ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فِيْ اٰخِرِ الشَّهْرِ فَسَاَلَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ ثُمَّ ذَكَرَ الْهِلَالَ فَقَالَ مَتٰى رَاَيْتُمُ الْهِلَالَ فَقُلْتُ رَاَيْنَاهُ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ ءَاَنْتَ رَاَيْتَهُ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ فَقُلْتُ رَاٰهُ النَّاسُ وَصَامُوْا وَصَامَ مُعَاوِيَةُ قَالَ لٰكِنْ رَاَيْنَاهُ لَيْلَةَ السَّبْتِ فَلَا نَزَالُ نَصُوْمُ حَتّٰى نُكْمِلَ ثَلَاثِيْنَ يَوْمًا اَوْ

629- اخرجه مسلم (765/2) كتاب الصيام؛ باب: بيان ان لكل بلد رؤيتهم وانهم اذا راوا الهلال ببلد لا يثبت حكمه لما بعد عنهم' رقم (1087/28)' والنسائي (131/4) كتاب الصيام؛ باب: اختلاف اهل الآفاق في الرؤية' رقم (2111)' واحمد (306/1)۔

نَرَاهُ فَقُلْتُ اَلَا تَكْتَفِيْ بِرُؤْيَةِ مُعَاوِيَةَ وَصِيَامِهِ قَالَ لَا هٰكَذَا اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ لِكُلِّ اَهْلِ بَلَدٍ رُؤْيَتَهُمْ

◆◆ کریب بیان کرتے ہیں' سیّدہ ام فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا نے انہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں شام بھیجا وہ بیان کرتے ہیں: میں شام آیا میں نے ان کا کام پورا کیا۔ اسی دوران رمضان کا پہلی کا چاند نظر آ گیا میں اس وقت شام میں ہی تھا ہم نے جمعہ کی رات کو پہلی کا چاند دیکھ لیا' پھر میں مہینے کے آخری حصے میں مدینہ منورہ پہنچا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس بارے میں مجھ سے دریافت کیا: انہوں نے پہلی کے چاند کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: تم لوگوں نے پہلی کا چاند کب دیکھا تھا؟ میں نے جواب دیا: ہم نے اسے جمعہ کی رات دیکھا تھا' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے دریافت کیا' کیا تم نے اسے جمعہ کی رات دیکھا تھا؟ میں نے جواب دیا: لوگوں نے اسے دیکھا تھا انہوں نے روزہ رکھا تھا' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی روزہ رکھا تھا' تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: لیکن ہم نے تو ہفتے کی رات پہلی کا چاند دیکھا تھا' ہم روزے رکھتے رہیں گے' اور تیس دن پورے کریں گے' یا پھر یہ ہے: (تیس دن ہونے سے پہلے) ہم پہلی کا چاند دیکھ لیں' کریب کہتے ہیں' میں نے کہا: کیا آپ کے لیے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا چاند دیکھنا اور روزہ رکھنا کافی نہیں ہے' تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نہیں! نبی اکرم ﷺ نے ہمیں اسی طرح ہدایت کی ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے' اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا' یعنی ہر شہر والوں کے لیے ان کی رؤیت ہلال کا اعتبار ہوگا۔

شرح

اختلاف مطالع میں مذاہب آئمہ:

کیا مسئلہ رؤیت ہلال میں اختلاف مطالع کا اعتبار ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے:

(۱) حضرت امام شافعی' حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ مسئلہ رؤیت ہلال میں اختلاف مطالع کا اعتبار ہوگا۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضرت اُم فضل رضی اللہ عنہا نے حضرت کریب رضی اللہ عنہ کو ملک شام، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کیا، رمضان کا چاند شام میں جمعرات کو دیکھا گیا جبکہ مدینہ طیبہ میں ہفتہ کی شب کو۔ حضرت کریب رضی اللہ عنہ کے واپس آنے پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے دریافت کیا: ''تم نے چاند کب دیکھا؟''۔ انہوں نے جواب دیا: ''ہم نے چاند جمعرات کو دیکھا''۔ اس پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''ہم لوگوں نے یہاں ہفتہ کو چاند دیکھا اور اپنی رؤیت کے مطابق عمل پیرا ہوں گے، اس لیے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اسی طرح حکم دیا ہے۔ اس رؤیت کے مضمون سے مطالع کا اعتبار ثابت ہوتا ہے۔

(۲) (الف) متقدمین احناف کا مؤقف ہے کہ اختلاف مطالع کا کوئی اعتبار نہیں ہے، ایک جگہ کی رؤیت تمام مقامات کے لیے کافی ہوگی بشرطیکہ اس کی رؤیت شرعی طریقہ کے مطابق ہو۔ وہ چار طریقے ہو سکتے ہیں: (۱) شہادت، (۲) شہادت علی

الشہادت، (۳) شہادت علی القضاء، (۴) استفاضہ خبر۔ (ب) متاخرین احناف کے نزدیک مسئلہ رویت ہلال میں بلاد بعیدہ میں اختلاف مطالع کا اعتبار کیا جائے گا جبکہ بلاد قریبہ میں اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

سوال: بلاد بعیدہ اور بلاد قریبہ کا معیار کیا ہوگا؟

جواب: بلاد قریبہ یا بلاد بعیدہ کا معیار یہ ہے کہ اگر اختلاف مطالع کے اعتبار سے ایک دن رات کا فرق پڑ جائے تو بلاد بعیدہ اور اگر اختلاف مطالع کے اعتبار سے ایک شب و روز کا فرق نہ پڑے تو بلاد قریبہ۔ بلاد بعیدہ میں اختلاف مطالع کا اعتبار نہ کریں تو یہ خرابی لازم آئے گی کہ مہینہ اٹھائیس دن یا اکتیس دن کا ہو، جو شرعی اور مشاہداتی اعتبار سے صحیح نہیں ہوگا۔

احناف کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مدینہ منورہ کے مقابل ملک شام کو بلا بعیدہ قرار دیا، یہ ایک اجتہادی چیز ہے، جبکہ بلاد بعیدہ کے بارے میں اختلاف مطالع کے اعتبار کو ہم بھی تسلیم کرتے ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ مَا يُسْتَحَبُّ عَلَيْهِ الْاِفْطَارُ

باب 10- کس چیز سے افطاری کرنا مستحب ہے؟

630 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَامِرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ وَّجَدَ تَمْرًا فَلْيُفْطِرْ عَلَيْهِ وَمَنْ لَّا فَلْيُفْطِرْ عَلٰى مَاءٍ فَاِنَّ الْمَاءَ طَهُوْرٌ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَنَسٍ لَّا نَعْلَمُ اَحَدًا رَوَاهُ عَنْ شُعْبَةَ مِثْلَ هٰذَا غَيْرَ سَعِيْدِ بْنِ عَامِرٍ وَّهُوَ حَدِيْثٌ غَيْرُ مَحْفُوْظٍ وَّلَا نَعْلَمُ لَهٗ اَصْلًا مِّنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسٍ وَّقَدْ رَوٰى اَصْحَابُ شُعْبَةَ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَاصِمٍ الْاَحْوَلِ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنِ الرَّبَابِ عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ سَعِيْدِ بْنِ عَامِرٍ وَّهٰكَذَا رَوَوْا عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنْ سَلْمَانَ وَلَمْ يُذْكَرْ فِيْهِ شُعْبَةُ عَنِ الرَّبَابِ وَالصَّحِيْحُ مَا رَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عَاصِمٍ الْاَحْوَلِ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنِ الرَّبَابِ عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ وَّابْنُ عَوْنٍ يَقُوْلُ عَنْ اُمِّ الرَّائِحِ بِنْتِ صُلَيْعٍ عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ وَّالرَّبَابُ هِيَ اُمُّ الرَّائِحِ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جس شخص کو کھجور مل جائے وہ اس کے ذریعے افطار کرے اور جسے کھجور نہ ملے وہ پانی کے ذریعے افطار کر لے، کیونکہ پانی پاک کرنے والا ہے۔

630- اخرجه النسائي في "الكبرى" (253/2) كتاب الصيام: باب: مايستحب للصائم ان يفطر عليه، رقم (164/4) كتاب الاطعمة: باب: التمر وما ذكر فيه-

اس بارے میں حضرت سلمان بن عامر سے بھی حدیث منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ہمارے علم کے مطابق شعبہ کے حوالے سے منقول ہے اور صرف اس کو سعید بن عامر نے روایت کیا ہے یہ حدیث محفوظ نہیں ہے۔ عبدالعزیز بن صہیب کے حوالے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہمیں اس کی اصل کا علم نہیں ہے۔

شعبہ کے شاگردوں نے اس روایت کو عاصم احول کے حوالے سے حفصہ بنت سیرین کے حوالے سے سیّدہ رباب کے حوالے سے حضرت سلمان بن عامر کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے بھی روایت کیا ہے اور یہ روایت سعید بن عامر سے منقول روایت سے زیادہ مستند ہے۔

اسی طرح ان شاگردوں نے شعبہ کے حوالے سے عاصم کے حوالے سے حفصہ بنت سیرین کے حوالے سے حضرت سلمان بن عامر سے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ اس سند میں شعبہ نے سیّدہ رباب کا تذکرہ نہیں کیا۔

تاہم صحیح روایت وہ ہے جو سفیان ثوری اور ابن عیینہ اور دیگر اہلِ علم نے عاصم احول کے حوالے سے حفصہ بنت سیرین کے حوالے سے سیّدہ رباب کے حوالے سے حضرت سلمان بن عامر سے نقل کیا ہے۔

ابن عون فرماتے ہیں: یہ روایت ام رائح بنت صلیع کے حوالے سے حضرت سلمان بن عامر سے منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) سیّدہ رباب ہی ام رائح ہیں۔

631 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ الْاَحْوَلِ ح وحَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمٍ الْاَحْوَلِ وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَاصِمٍ الْاَحْوَلِ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنِ الرَّبَابِ عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ الضَّبِّيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِذَا اَفْطَرَ اَحَدُكُمْ فَلْيُفْطِرْ عَلٰى تَمْرٍ زَادَ ابْنُ عُيَيْنَةَ فَاِنَّهُ بَرَكَةٌ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيُفْطِرْ عَلٰى مَاءٍ فَاِنَّهُ طَهُوْرٌ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حفصہ بنت سیرین سیّدہ رباب رضی اللہ عنہا کے حوالے سے حضرت سلمان بن عامر ضبی کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں: کسی شخص نے افطاری کرنی ہو تو وہ کھجور کے ذریعے افطار کرے اگر اسے کھجور نہ ملے تو پانی کے ذریعے افطاری کرلے کیونکہ یہ پاک کرنے والا ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

632 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ

631– اخرجه ابوداؤد (719/1) كتاب الصيام: باب: ما يفطر عليه' رقم (2355)' وابن ماجه (542/1) كتاب الصيام: باب: ماجاء على ما يستحب الفطر' رقم (1699)' واحمد (4/17-18)' والدارمي (7/2) كتاب الصوم: باب: ما يستحب الافطار عليه-

632– اخرجه ابو داؤد (719/1) كتاب الصيام: باب: ما يفطر عليه' رقم (3256)' واحمد (164/3)-

بْنِ مَالِكٍ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفْطِرُ قَبْلَ اَنْ يُّصَلِّيَ عَلٰى رُطَبَاتٍ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ رُطَبَاتٌ فَتُمَيْرَاتٌ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تُمَيْرَاتٌ حَسَا حَسَوَاتٍ مِّنْ مَاءٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

حدیثِ دیگر: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَرُوِىَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُفْطِرُ فِى الشِّتَاءِ عَلٰى تَمَرَاتٍ وَّفِى الصَّيْفِ عَلَى الْمَآءِ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ مغرب کی نماز پڑھنے سے پہلے تازہ کھجوروں کے ذریعے افطاری کر لیتے تھے' تازہ کھجوریں نہیں ہوتی تھیں' تو خشک کھجوروں کے ذریعے افطاری کر لیتے تھے' اگر وہ بھی نہیں ہوتی تھیں' تو پانی کے چند گھونٹ پی لیتے تھے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات بھی منقول ہے' آپ سردی کے موسم میں کھجوروں کے ذریعے' اور گرمی کے موسم میں پانی کے ذریعے افطار کرتے تھے۔

شرح

وہ اشیاء جن سے افطاری کرنا مستحب ہے:

روزہ ہر اس چیز سے افطار کیا جا سکتا ہے جو حلال وطیب ہو خواہ وہ کھجور ہو یا پانی یا اور کوئی چیز ہو لیکن مستحب کھجور یا پانی سے افطار کرنا ہے۔ کھجور کے انتخاب کی وجہ یہ ہے کہ اس میں دیگر اشیاء کی نسبت غذائیت زیادہ ہوتی ہے جو روزہ دار کے لیے قوت وطاقت کا سبب بنتی ہے۔ پانی کے انتخاب کی وجہ یہ ہے کہ اس سے جس طرح ظاہری طہارت و پاکیزگی حاصل کی جاتی ہے اسی طرح باطنی و اندرونی طہارت بھی حاصل کی جا سکتی ہے۔ ان کے علاوہ جس چیز سے بھی چاہیں روزہ افطار کیا جا سکتا ہے۔

حدیث کے الفاظ: فليفطر على تمر' فليفطر على ماء: میں امر وجوب کے لیے نہیں ہے بلکہ استحباب کے لیے ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ کھجور اور پانی سے افطاری کرنا مستحب ہے' جبکہ ان کے علاوہ طیب وحلال اشیاء سے روزہ افطار کرنا جائز ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ الصَّوْمُ يَوْمَ تَصُوْمُوْنَ وَالْفِطْرُ يَوْمَ تُفْطِرُوْنَ وَالْاَضْحٰى يَوْمَ تُضَحُّوْنَ

باب 11- عید الفطر اس دن ہوگی' جب لوگ عید الفطر منائیں گے اور عید الاضحیٰ اس دن ہوگی' جب لوگ عید الاضحیٰ منائیں گے

633 سندِ حدیث: اَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْاَخْنَسِيِّ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: الصَّوْمُ يَوْمَ تَصُومُوْنَ وَالْفِطْرُ يَوْمَ تُفْطِرُوْنَ وَالْاَضْحٰى يَوْمَ تُضَحُّوْنَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

مذاہب فقہاء: وَفَسَّرَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَقَالَ اِنَّمَا مَعْنٰى هٰذَا اَنَّ الصَّوْمَ وَالْفِطْرَ مَعَ الْجَمَاعَةِ وَعُظْمِ النَّاسِ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: روزہ اس دن ہوگا' جس دن تم لوگ روزہ رکھو گے' اور عید الفطر اس دن ہوگی' جس دن تم لوگ عید الفطر کرو گے اور عید الاضحیٰ اس دن ہوگی' جس دن تم لوگ عید الاضحیٰ کرو گے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

بعض اہلِ علم نے اس حدیث کی یہ وضاحت کی ہے: اس کا مطلب یہ ہے: روزہ رکھنا اور عید الفطر کرنا مسلمانوں کی جماعت اور لوگوں کی اکثریت کے ساتھ ہوگا۔

شرح

مفہوم حدیث:

اس حدیث میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ رمضان المبارک کے روزے مکمل کر کے نماز عید الفطر پڑھ لی یا عید الاضحیٰ پڑھ کر قربانی کر لی تو پھر کسی اجتماعی غلطی کا علم ہوا مثلاً آغاز رمضان کے بارے میں غلطی ہو گئی تھی یا عید الاضحیٰ کے دن کے تعین میں پوری قوم سے سہو ہو گیا تھا یا چاند کے بڑے یا چھوٹے ہونے پر غور کرنے سے وسوسہ کی صورت پیدا ہو گئی ہو، تو یہ اجتماعی غلطی ہے جو معاف ہے۔ اجتماعی غلطی کے بارے میں اصول (ضابطہ) یہ ہے کہ اگر آسانی سے اس کی تلافی ممکن ہو' تو کی جائے ورنہ معاف ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ اِذَا اَقْبَلَ اللَّيْلُ وَاَدْبَرَ النَّهَارُ فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ

باب 12- جب رات آجائے اور دن رخصت ہو جائے' تو روزہ دار افطاری کرلے

634 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ اِسْحٰقَ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ

633- لم يخرجه الا الترمذی من اصحاب الكتب السنة' بهذا اللفظ كما فی "التحفة" (482/9) رقم (12997)' لكن اخرجه ابو داؤد بلفظ مقارب (710/1) كتاب الصيام: باب: اذا اخطا القوم الهلال' رقم (2324) ولم يذكر فيها الصوم' واخرجه ابن ماجه (531/1) كتاب الصيام: باب: ما جاء فی شهری العيد' رقم (1660) نحوا من رواية ابی داؤد' الا انه لم يذكر موقف عرفة كما جاء فی رواية ابی داؤد-

634- اخرجه البخاری (231/4) كتاب الصوم: باب: متى فطر الصائم رقم (1954) ومسلم (772/2) كتاب الصيام: باب: انقضاء الصوم وخروج النهار' رقم (1100/51)' واحمد (1/35-48) وابو داؤد (718/1) كتاب الصيام: باب: وقت فطر الصائم رقم (2351) والدارمی (7/2) كتاب الصيام' باب: فی تعجيل الافطار-

اَبِيْهِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِذَا اَقْبَلَ اللَّيْلُ وَاَدْبَرَ النَّهَارُ وَغَابَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ اَفْطَرْتَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ ابْنِ اَبِيْ اَوْفٰى وَاَبِيْ سَعِيْدٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عُمَرَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب رات آ جائے اور دن رخصت ہو جائے' سورج غروب ہو جائے' تو تم افطاری کرلو۔

اس بارے میں حضرت ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ' حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

تکمیل صوم اور افطاری کا وقت:

لفظ اقبال سے مراد ہے کسی کا سامنے سے آنا۔ لفظ ادبار کا مطلب ہے کسی کا پیچھے سے آنا یا پشت پھیرنا۔ اس حدیث میں افطاری کا وقت متعین کیا گیا ہے کہ جب دن ختم ہو جائے یعنی آفتاب غروب ہو جائے اور رات کا آغاز ہو جائے تو روزہ افطار کیا جائے۔ بعض خطوں میں آفتاب غروب ہونے سے قبل لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے وہاں کے لوگوں کو غروب آفتاب کے حوالے سے زیادہ باخبر ہونا چاہیے مثلاً حرمین شریفین میں ہر طرف پہاڑ ہیں اور غروب سے تقریباً پون گھنٹہ قبل آفتاب پہاڑوں کی اوٹ میں چلا جاتا ہے۔ وہاں افطاری کے حوالے سے بے احتیاطی سے ہرگز کام نہیں لینا چاہیے۔ دورِ حاضر سائنس کا دور ہے اور زمین کے ہر خطہ میں ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر اختتامِ سحری اور وقت افطاری کا اعلان کیا جاتا ہے اور مقامی کیلنڈر کے ذریعے اوقات نماز اور سحری و افطاری کا تعین کیا جاتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ تَعْجِيْلِ الْاِفْطَارِ

باب 13- جلدی افطاری کرنا

635 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ ح قَالَ وَاَخْبَرَنَا اَبُوْ مُصْعَبٍ قِرَاءَةً عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ

635- اخرجه البخاری (234/4) كتاب الصوم: باب: تعجيل الافطار رقم (1957) ومسلم (771/2) كتاب "الصيام" باب: فضل السحور و تاكيد استحبابه' رقم (1098/48) وابن ماجه (541/1) كتاب الصيام: باب: ماجاء في تعجيل الافطار' رقم (1697) واحمد (331/4- 334- 336- 337- 339) والدارمی (7/2) كتاب الصيام: باب: في تعجيل الفطر۔

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّعَآئِشَةَ وَاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: حَدِیْثُ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

مذاہب فقہاء: وَهُوَ الَّذِیْ اخْتَارَهُ اَهْلُ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَغَیْرِهِمُ اسْتَحَبُّوا تَعْجِیلَ الْفِطْرِ وَبِهٖ یَقُوْلُ الشَّافِعِیُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ

◆◆ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: لوگ اس وقت تک بھلائی پر گامزن رہیں گے۔ جب تک وہ افطاری جلدی کرتے رہیں گے۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم اور دیگر حضرات نے اسی بات کو اختیار کیا ہے۔ ان کے نزدیک افطاری جلدی کرنا مستحب ہے۔

امام شافعی' امام احمد اور اسحٰق نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

636 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مُوْسَی الْاَنْصَارِیُّ حَدَّثَنَا الْوَلِیْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْاَوْزَاعِیِّ عَنْ قُرَّةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَحَبُّ عِبَادِیْ اِلَیَّ اَعْجَلُهُمْ فِطْرًا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ وَّاَبُو الْمُغِیْرَةِ عَنِ الْاَوْزَاعِیِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: میرے بندوں میں میرے نزدیک زیادہ محبوب وہ لوگ ہیں جو افطاری جلد کر لیتے ہیں۔

یہ روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

637 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَیْرٍ عَنْ اَبِیْ عَطِیَّةَ قَالَ

متنِ حدیث: دَخَلْتُ اَنَا وَمَسْرُوْقٌ عَلٰی عَآئِشَةَ فَقُلْنَا یَا اُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ رَجُلَانِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَحَدُهُمَا یُعَجِّلُ الْاِفْطَارَ وَیُعَجِّلُ الصَّلٰوةَ وَالْاٰخَرُ یُؤَخِّرُ الْاِفْطَارَ وَیُؤَخِّرُ الصَّلٰوةَ قَالَتْ اَیُّهُمَا

636- اخرجه احمد (329/2)

637- اخرجه مسلم (771/2) كتاب الصيام: باب: فضل السحور و تاكيد استحبابه' رقم (1099/50,49) وابو داؤد (718/1) كتاب الصيام: باب: مايستحب من تعجيل الفطر" رقم (2354) والنسائی (143/4) كتاب الصيام: باب: ذكر الاختلاف علی سليمان بن مهران فی حديث عائشة فی تاخير السحور واختلاف الفاظهم' رقم (2158, 2161) واحمد (48/6)-

يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلٰوةَ قُلْنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَتْ هٰكَذَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْاٰخَرُ اَبُوْ مُوْسٰى

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَاَبُوْ عَطِيَّةَ اسْمُهٗ مَالِكُ بْنُ اَبِىْ عَامِرٍ الْهَمْدَانِىُّ وَيُقَالُ ابْنُ عَامِرٍ الْهَمْدَانِىُّ وَابْنُ عَامِرٍ اَصَحُّ

◄► ابوعطیہ بیان کرتے ہیں: میں اور مسروق' سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے ہم نے عرض کی: اے ام المؤمنین! نبی اکرم ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم سے تعلق رکھنے والے دو افراد ہیں' ان میں سے ایک صاحب افطاری جلدی کر کے مغرب کی نماز بھی جلدی ادا کر لیتے ہیں اور دوسرے صاحب افطاری اور نماز دونوں تاخیر سے ادا کرتے ہیں' سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا: ان دونوں میں سے افطاری جلد کرنے اور نماز جلدی پڑھنے والے کون صاحب ہیں؟ ہم نے عرض کی: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تو سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ بھی اسی طرح کیا کرتے تھے (راوی بیان کرتے ہیں) وہ دوسرے صاحب حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تھے۔ (جو افطاری اور نماز اخیر سے ادا کرتے تھے)

یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

ابوعطیہ نامی راوی کا نام مالک بن ابوعامر ہمدانی ہے۔ ایک قول کے مطابق ان کا نام مالک بن عامر ہمدانی ہے' اور یہی درست ہے۔

شرح

افطاری میں جلدی کرنے کی فضیلت:

جب آفتاب یقینی طور پر غروب ہو جائے تو مزید تاخیر کیے بغیر افطاری کر لینی چاہیے کیونکہ افطاری میں تاخیر کرنا حتیٰ کہ آسمان پر ستارے نظر آنا شروع ہو جائیں، یہ مجوس اور یہود کا طریقہ ہے۔ اس باب کی تینوں احادیث میں غروب آفتاب پر فوراً افطاری کرنے کی فضیلت واہمیت بیان کی گئی ہے۔

(۱) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تک لوگ افطاری میں جلدی کرتے رہیں گے، لوگ سلامتی پر قائم رہیں گے"۔

(۲) حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "میرے بندوں میں سے میرے ہاں زیادہ معزز وہ لوگ ہیں جو افطاری میں جلدی کرتے ہیں"۔

(۳) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں دو آدمیوں کا ذکر کیا گیا' جن میں سے ایک افطاری اور نماز ادا کرنے میں جلدی کرتا ہے' جبکہ دوسرا ان دونوں کاموں میں تاخیر سے کام لیتا تھا۔ آپ نے دریافت کیا کہ روزہ کی افطاری اور نماز میں عجلت کرنے والا کون ہے؟ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا: "حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے"۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي تَاْخِيرِ السُّحُورِ

باب 14- سحری میں تاخیر کرنا

638 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسٰى حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتُوَائِيُّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ

متنِ حدیث: تَسَحَّرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قُمْنَا اِلَى الصَّلٰوةِ قَالَ قُلْتُ كَمْ كَانَ قَدْرُ ذٰلِكَ قَالَ قَدْرُ خَمْسِينَ اٰيَةً حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ بِنَحْوِهٖ اِلَّا اَنَّهٗ قَالَ قَدْرُ قِرَاءَةِ خَمْسِينَ اٰيَةً

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ حُذَيْفَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: حَدِيْثُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَبِهٖ يَقُوْلُ الشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ اسْتَحَبُّوا تَاْخِيرَ السُّحُورِ

◆◆ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم نے نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ سحری کی پھر ہم نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے راوی بیان کرتے ہیں: میں نے دریافت کیا: ان دونوں کے درمیان کتنا وقفہ تھا؟ انہوں نے فرمایا: جتنی دیر میں پچاس آیات پڑھی جاتی ہیں۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: پچاس آیات کی قرأت کی مقدار جتنا وقت تھا۔

اس بارے میں حضرت حذیفہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

امام شافعی' امام احمد اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہم نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے اور سحری میں تاخیر کو مستحب قرار دیا ہے۔

شرح

سحری میں تاخیر کرنے کا مسئلہ:

پہلی امتوں میں سحری کھانے کا تصور نہیں تھا۔ نماز عشاء کے ساتھ ہی ان کا روزہ شروع ہو جاتا تھا۔ اس طرح ان کا روزہ رات اور دن کا طویل ترین ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اُمت محمدیہ کے لیے آسانی پیدا کر دی کہ وہ سحری بھی کھا سکتے ہیں۔ سحری کھانا فرض یا واجب نہیں ہے بلکہ مسنون ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم سحری کھاؤ کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے'' جس طرح

638- اخرجه البخاری (164/4) کتاب الصوم: باب: قدر کم بین السحور و صلاة الفجر' رقم (1921)' و مسلم (771/2) کتاب الصیام: باب: فضل السحور و تاکید استحبابه واستحباب تاخیره و تعجیل الفطر' رقم (1097/47)' والنسائی (143/4) کتاب الصیام: باب: قدر مابین السحور و بین صلاة الصبح' رقم (2155)' وابن ماجه (540/1)' کتاب الصیام: باب: ماجاء فی تاخیر السحور' رقم (1694)' وابن خزیمة (215/3) رقم (1941)' واحمد (182/5)' والدارمی (6/2) کتاب الصوم: باب: مایستحب من تاخیر السحور-

سحری کھانا سنت ہے، اسی طرح سحری صبح صادق کے قریب کھانا بھی مسنون ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ بَيَانِ الْفَجْرِ

باب 15: صبح صادق کا بیان

639 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا مُلَازِمُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ النُّعْمَانِ عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقٍ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ طَلْقُ بْنُ عَلِيٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا يَهِيْدَنَّكُمُ السَّاطِعُ الْمُصْعِدُ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَعْتَرِضَ لَكُمُ الْاَحْمَرُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ وَّاَبِيْ ذَرٍّ وَّسَمُرَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّهٗ لَا يَحْرُمُ عَلَى الصَّائِمِ الْاَكْلُ وَالشُّرْبُ حَتّٰى يَكُوْنَ الْفَجْرُ الْاَحْمَرُ الْمُعْتَرِضُ وَبِهٖ يَقُوْلُ عَامَّةُ اَهْلِ الْعِلْمِ

◆◆ قیس بن طلق بیان کرتے ہیں' میرے والد حضرت طلق بن علی نے یہ بات بیان کی ہے: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: (سحری کے وقت) کھاتے پیتے رہو' چڑھتی ہوئی روشنی تمہیں پریشان نہ کرے' تم لوگ اس وقت تک کھاتے پیتے رہو' جب تک سرخی چوڑائی کی سمت میں ظاہر نہ ہو (یعنی صبح صادق نہ ہو جائے)

اس بارے میں حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ' حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اور حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن'' ہے' اور اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا' اور ان کے نزدیک روزہ دار پر کھانا پینا اس وقت تک حرام نہیں ہوتا جب تک چوڑائی کی سمت میں پھیلنے والی سرخ' یعنی صبح صادق ظاہر نہ ہو جائے۔

عام اہلِ علم نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

640 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَّيُوْسُفُ بْنُ عِيْسٰى قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ اَبِيْ هِلَالٍ عَنْ سَوَادَةَ بْنِ حَنْظَلَةَ

639- اخرجه ابو داؤد (717/1) كتاب: الصيام باب: وقت السحور' رقم (2348)' واحمد (23/4)' وابن خزيمة (211/3)' رقم (1930) من طريق عبدالله بن النعمان السحيمي عن قيس بن طلق عنه يبلغ به النبي صلى الله عليه وسلم -

640- اخرجه مسلم (770, 769/2) كتاب الصيام: باب: بيان ان الدخول في الصوم يحصل بدخول الفجر' وان له الاكل وغيره حتى يطلع الفجر' وبيان صفة الفجر التي تتعلق به الاحكام من الدخول في الصوم' ودخول وقت صلاة الصبح وغير ذلك' رقم (1094/44, 44, 43, 42, 41)' وابو داؤد (716/1) كتاب الصيام؛ باب: وقت السحور' رقم (2346)' والنسائي (148/4) كتاب الصيام ؛ باب: كيف الفجر' رقم (2171)' واحمد (13-9/5)' وابن خزيمة (210/3) رقم (1229)' كلهم من طريق عبدالله بن سوادة بن حنظلة عن سمرة بن جندب يبلغ به النبي صلى الله عليه وسلم -

هُوَ الْقُشَيْرِيُّ عَنْ سَمُرَةَ ابْنِ جُنْدَبٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: لَا يَمْنَعَنَّكُمْ مِنْ سُحُورِكُمْ اَذَانُ بِلَالٍ وَّلَا الْفَجْرُ الْمُسْتَطِيلُ وَلٰكِنِ الْفَجْرُ الْمُسْتَطِيرُ فِي الْاُفُقِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

◆◆ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بلال کی اذان اور لمبائی میں پھیلنے والی روشنی' تمہیں سحری کرنے سے نہ روکے' بلکہ صبح صادق وہ ہوتی ہے' جو افق میں چوڑائی کی سمت میں پھیلتی ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن" ہے۔

شرح

صبح صادق کا مسئلہ:

صبح کاذب اور حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کی اذان کا وقت درحقیقت سحری کھانے کا ہے۔ حضرت ابن اُم مکتوم کی اذان اختتام سحری اور نماز فجر کا وقت ہوتا تھا۔ صبح صادق اذان حضرت ابن اُم مکتوم اور چوڑائی میں سفیدی کا پھیلنا، اختتام سحری اور نماز فجر کا وقت ہوتا تھا۔ ارشاد باری ہے: "كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ"، "تم کھاؤ اور پیو حتیٰ کہ تمہارے لیے سفید دھاگا سیاہ دھاگے سے ممتاز ہو جائے"۔ اس آیت میں سفید دھاگا سے صبح صادق کی روشنی مراد ہے جو اختتام پذیر نہیں ہوتی حتیٰ کہ آفتاب طلوع ہو جاتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّشْدِيْدِ فِي الْغِيبَةِ لِلصَّائِمِ

باب 16 - روزہ دار کے غیبت کرنے کی شدید مذمت

641 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ مُوْسٰى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ وَاَخْبَرَنَا ابْنُ اَبِىْ ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ بِاَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ اَنَسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص جھوٹی بات کہنا اور اس پر عمل کرنا ترک نہیں کرتا' تو اللہ تعالیٰ کو اس کو کوئی ضرورت نہیں ہے کہ وہ شخص اپنا کھانا چھوڑ دے۔

641- اخرجه البخاری (139/4) كتاب الصوم: باب: من لم يدع قول الزور والعمل به في الصوم' رقم (1903) وطرفه في (6057)' و[illegible] (720/1) كتاب الصيام: باب: الغيبة للصائم' رقم (2362)' و ابن ماجه (539/1) كتاب الصيام: باب: ماجاء في الغيبة والرفث للصائم رقم (1689)' واحمد (452/2 - 453 - 505)' وابن خزيمة (241/3) رقم (1995) من طريق ابن ابى ذئب عن سعيد بن ابى سعيد المقبرى عن ابيه عن ابى هريرة رضى الله عنه يبلغ به النبى صلى الله عليه وسلم -

اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

حالت روزہ میں غیبت کرنے کی مذمت:

صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع سے رکے رہنے کا نام روزہ ہے، یہ عام لوگوں کا روزہ ہے۔ ان امور کے علاوہ ہاتھوں کو چوری کرنے سے، کانوں کو برائی سننے سے، آنکھوں کو غیر محرم خواتین کی طرف دیکھنے سے اور پاؤں کو برائی کی طرف چل کر جانے سے محفوظ رکھنا، خواص لوگوں کا روزہ ہے۔ ان امور کے ساتھ قلوب واذہان کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رکھنا اور ہمہ وقت اذکار میں مصروف رکھنا، خاص الخواص لوگوں کا روزہ ہے۔ کسی شخص کی عدم موجودگی میں ایسی بات کرنا جو اس کے سامنے کی جائے تو اس پر گراں گزرے، اسے ''غیبت'' کہا جاتا ہے۔ کسی ایک شخص کی بات سن کر دوسرے شخص کو بتانے کو چغلی کہا جاتا ہے۔ خلاف واقع بات کو بیان کرنا جھوٹ ہے۔ غیبت کرنا، چغلی کھانا اور جھوٹ بولنا تمام امور حرام اور کبیرہ گناہ ہیں۔ ہمہ وقت ان امور سے اجتناب از بس ضروری ہے بالخصوص حالت روزہ میں ان کا ارتکاب کرنا، مزید حرام وممنوع ہے۔

سوال یہ ہے کہ کیا حالت روزہ میں غیبت وغیرہ سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے یا نہیں؟ جمہور فقہاء کرام کے نزدیک خواہ ان امور کا ارتکاب حرام ہے لیکن ان سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ ان کے نزدیک حدیث باب کا مطلب یہ ہے کہ حالت روزہ میں ان کے ارتکاب سے روزہ کی روح ختم ہو جاتی ہے اور ثواب میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ حضرت امام سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ ان امور کے ارتکاب کے سبب روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔ جمہور کی طرف سے حضرت امام سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ اس سے فساد صوم لازم نہیں آتا جبکہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ حالت صوم میں غیبت وغیرہ کے ارتکاب سے روزہ کی روح ختم ہو جاتی ہے اور ثواب میں کمی ہو جاتی ہے۔ البتہ یہ مسئلہ مسلمہ ہے کہ حالت روزہ میں غیبت کرنے، چغلی کھانے اور کذب بیانی سے مکمل اجتناب کرنا چاہیے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ فَضْلِ السَّحُوْرِ

باب 17- سحری کرنے کی فضیلت کا بیان

642 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ وَعَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

642- اخرجه البخاری (165/4) كتاب الصوم: باب: بركة السحور من غير ايجاب رقم (1923) ومسلم (770/2): كتاب الصيام: باب: فضل السحور و تاكيد استحبابه رقم (45 /1095) والنسائی (141/4): كتاب الصيام: باب: الحث على السحور رقم (2144) وابن ماجه (540/1) كتاب الصيام: باب: ماجاء فی السحور رقم (1692) واحمد (3 /281 -99 -258) وابن خزيمة (213/3) رقم (1937) والدارمی (6/2) كتاب الصيام: باب: فی فضل السحور۔

متن حدیث: تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِی السَّحُوْرِ بَرَكَةً

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَابِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَّجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَالْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِیَةَ وَعُتْبَةَ بْنِ عَبْدٍ وَّاَبِی الدَّرْدَاءِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: حَدِیْثُ اَنَسٍ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

◄► حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: سحری کیا کرو' کیونکہ سحری میں برکت ہوتی ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ' حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ' حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ' حضرت عتبہ بن عبد رضی اللہ عنہ اور حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

643 وَرُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ

متن حدیث: فَصْلُ مَا بَیْنَ صِیَامِنَا وَصِیَامِ اَهْلِ الْكِتَابِ اَكْلَةُ السَّحَرِ (۱)

سند حدیث: حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ قُتَیْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ مُوْسَی بْنِ عَلِیٍّ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ قَیْسٍ مَوْلٰی عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ قَالَ وَهٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

توضیح راوی: وَاَهْلُ مِصْرَ یَقُوْلُوْنَ مُوْسٰی بْنُ عَلِیٍّ وَّاَهْلُ الْعِرَاقِ یَقُوْلُوْنَ مُوْسٰی بْنُ عُلَیٍّ وَّهُوَ مُوْسٰی بْنُ عُلَیِّ بْنِ رَبَاحٍ اللَّخْمِیُّ

◄► نبی اکرم ﷺ سے یہ روایت بھی نقل کی گئی ہے آپ نے ارشاد فرمایا ہے: ہمارے روزے اور اہلِ کتاب کے روزے کے درمیان بنیادی فرق سحری کھانا ہے۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے یہی فرمان نقل کرتے ہیں:

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہل مصر یہ کہتے ہیں: راوی کا نام موسیٰ بن علی ہے' اور اہل عراق یہ کہتے ہیں: اس کا نام موسیٰ بن علی ہے یہ راوی موسیٰ بن علی بن رباح لخمی ہیں۔

---

(۱)– اخرجه مسلم (2/771, 772): كتاب الصيام: باب: فضل السحور و تاكيد استحبابه' واستحباب تاخيره و تعجيل الفطر' رقم (1096/46)' وابو داؤد (1/716): كتاب الصيام: باب: في توكيد السحور' رقم (2343)' والنسائي (4/146) كتاب الصيام: باب: فصل مابين صيامنا و صيام اهل الكتاب' رقم (2166)' واحمد (4/197)' والدارمي (2/6): كتاب الصوم: باب: فضل السحور' وابن خزيمة (3/215) رقم (1940)' من طريق موسىٰ بن علي بن رباح عن ابيه عن ابي قيس مولي عمرو بن العاص يبلغ به النبي صلى الله عليه وسلم -

شرح

سحری کھانے کی فضیلت:

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت پر بے شمار احسانات فرمائے اور کثیر امتیازات سے نوازا ہے۔ان میں سے ایک سحری کھانا بھی ہے، کیونکہ سابقہ اُمتوں میں سحری کھانے کا تصور نہیں تھا۔اس طرح سحری کھانا اُمت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے۔سحری کھانے میں برکت، رحمت باری تعالیٰ کے نزول کا باعث اور فرشتوں کی طرف سے دعاء مغفرت کرنے کا سبب بھی ہے۔علاوہ ازیں سحری کھانا ہمارے اور اہل کتاب کے روزہ کے درمیان امتیاز بھی کرتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي كَرَاهِيَةِ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ

باب 18- سفر کے دوران روزہ رکھنا مکروہ ہے

644 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ اِلٰى مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ فَصَامَ حَتّٰى بَلَغَ كُرَاعَ الْغَمِيْمِ وَصَامَ النَّاسُ مَعَهُ فَقِيْلَ لَهُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ شَقَّ عَلَيْهِمُ الصِّيَامُ وَاِنَّ النَّاسَ يَنْظُرُوْنَ فِيْمَا فَعَلْتَ فَدَعَا بِقَدَحٍ مِّنْ مَاءٍ بَعْدَ الْعَصْرِ فَشَرِبَ وَالنَّاسُ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْهِ فَاَفْطَرَ بَعْضُهُمْ وَصَامَ بَعْضُهُمْ فَبَلَغَهُ اَنَّ نَاسًا صَامُوْا فَقَالَ اُولٰٓئِكَ الْعُصَاةُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ كَعْبِ بْنِ عَاصِمٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ جَابِرٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حدیثِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ

مذاہبِ فقہاء: وَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِي الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ فَرَاَى بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ اَنَّ الْفِطْرَ فِي السَّفَرِ اَفْضَلُ حَتّٰى رَاَى بَعْضُهُمْ عَلَيْهِ الْاِعَادَةَ اِذَا صَامَ فِي السَّفَرِ وَاخْتَارَ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ الْفِطْرَ فِي السَّفَرِ وقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ اِنْ وَّجَدَ قُوَّةً فَصَامَ فَحَسَنٌ وَّهُوَ اَفْضَلُ وَاِنْ اَفْطَرَ فَحَسَنٌ وَّهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَمَالِكِ بْنِ اَنَسٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ وقَالَ الشَّافِعِيُّ وَاِنَّمَا مَعْنٰى قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي

644 اخرجه مسلم (785/2، 786): كتاب الصيام: باب: جواز الصوم والفطر في شهر رمضان للمسافر في غير معصية اذا كان سفر مرحلتين فاكثر، وان الافضل لمن اطاقه بلا ضرر ان يصوم، ولمن يشق عليه ان يفطر، رقم (90، 1114/91)، والنسائي (177/4) كتاب الصوم: باب: ذكر اسم الرجل، رقم (2263)، وابن خزيمة (255/3) رقم (2019) والحميدي (539/2) رقم (1289) من طريق جعفر بن محمد عن ابيه عن جابر بن عبدالله رضي الله عنه يبلغ به النبي صلى الله عليه وسلم -

السَّفَرِ وَقَوْلِهٖ حِيْنَ بَلَغَهُ اَنَّ نَاسًا صَامُوْا فَقَالَ اُولٰٓئِكَ الْعُصَاةُ فَوَجْهُ هٰذَا اِذَا لَمْ يَحْتَمِلْ قَلْبُهُ قَبُوْلَ رُخْصَةِ اللّٰهِ فَاَمَّا مَنْ رَاَى الْفِطْرَ مُبَاحًا وَّصَامَ وَقَوِىَ عَلٰى ذٰلِكَ فَهُوَ اَعْجَبُ اِلَىَّ

◄► امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد (امام محمد الباقر رحمۃ اللہ علیہ) کے حوالے سے' حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' فتح مکہ کے سال نبی اکرم ﷺ مکہ جانے کے لیے نکلے جب آپ ''کراع الغمیم'' پہنچے تو لوگوں نے آپ کے ساتھ روزہ رکھا ہوا تھا' آپ کی خدمت میں عرض کی گئی: لوگوں کے لیے روزہ رکھنا مشکل ہو رہا ہے' اور لوگ اس بات کا جائزہ لے رہے ہیں کہ آپ کیا کرتے ہیں' تو نبی اکرم ﷺ نے عصر کے بعد پانی کا پیالہ منگوایا اور اسے پی لیا' لوگ آپ کی طرف دیکھ رہے تھے' بعض لوگوں نے روزہ توڑ دیا اور بعض نے بدستور روزہ رکھا' جب آپ کو یہ پتہ چلا کہ کچھ لوگوں نے روزہ رکھا ہوا ہے' تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ نافرمان لوگ ہیں۔

اس بارے میں حضرت کعب بن عاصم رضی اللہ عنہ' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم ﷺ سے یہ روایت بھی نقل کی گئی ہے' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سفر کے دوران روزہ رکھنا کوئی نیکی کا کام نہیں ہے۔

اہلِ علم نے سفر کے دوران روزہ رکھنے کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے' بعض اہلِ علم کی یہ رائے ہے: سفر کے دوران روزہ توڑ دینا زیادہ فضیلت رکھتا ہے' یہاں تک کہ بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: اگر کوئی شخص سفر کے دوران روزہ رکھ لے' تو اس پر دوبارہ روزہ رکھنا لازم ہوگا۔

امام احمد اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہما نے سفر کے دوران روزہ نہ رکھنے کو اختیار کیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے' بعض اہلِ علم کی یہ رائے ہے: اگر کسی شخص میں یہ قوت ہو' اور وہ روزہ رکھ لے' تو یہ بہتر ہے' اور یہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے' لیکن اگر وہ روزہ نہیں رکھتا' تو یہ بھی بہتر ہے۔

سفیان ثوری' مالک بن انس اور عبداللہ بن مبارک اسی بات کے قائل ہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان: ''سفر کے دوران روزہ رکھنا کوئی نیکی کا کام نہیں ہے'' اور آپ کا یہ فرمان: جب آپ کو یہ پتہ چلا کہ کچھ لوگوں نے روزہ رکھا ہوا ہے' تو آپ نے فرمایا: یہ نافرمانی لوگ ہیں'' اس کا مفہوم یہ ہے: ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی ہوئی رخصت کو قبول نہیں کیا' البتہ جو شخص (سفر کے دوران) روزہ رکھنے کو جائز سمجھتا ہو' اور پھر بھی وہ روزہ رکھ لے اور وہ اس کی قوت بھی رکھتا ہو' تو میرے نزدیک یہ زیادہ پسندیدہ ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِى الرُّخْصَةِ فِى الصَّوْمِ فِى السَّفَرِ

باب 19- سفر کے دوران روزہ رکھنے کی رخصت

645 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ اِسْحٰقَ الْهَمْدَانِىُّ عَنْ عَبْدَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ

متن حدیث: اَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو الْاَسْلَمِيّ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ وَكَانَ يَسْرُدُ الصَّوْمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَاِنْ شِئْتَ فَاَفْطِرْ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَّاَبِيْ سَعِيْدٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَاَبِي الدَّرْدَاءِ وَحَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو الْاَسْلَمِيِّ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَآئِشَةَ اَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے سفر کے دوران روزہ رکھنے کے بارے میں دریافت کیا: یہ صاحب مسلسل روزے رکھا کرتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو روزہ رکھ لو اگر چاہو تو نہ رکھو۔

اس بارے میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ، حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث کہ ''حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی نے سوال کیا تھا'' یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

646 سند حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَزِيْدَ اَبِيْ مَسْلَمَةَ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ

متن حدیث: كُنَّا نُسَافِرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَمَضَانَ فَمَا يَعِيْبُ عَلَى الصَّائِمِ صَوْمَهُ وَلَا عَلَى الْمُفْطِرِ اِفْطَارَهُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ رمضان کے مہینے میں سفر کیا کرتے تھے، تو کسی روزہ دار کے روزہ رکھنے پر کوئی اعتراض نہیں کیا جاتا تھا اور نہ رکھنے والے کے نہ رکھنے پر کوئی اعتراض نہیں کیا جاتا تھا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

645- اخرجه مسلم (789/2، 790): كتاب الصيام: باب: التخيير في الصوم والفطر في السفر، رقم (103، 104، 105، 106، 107/ 1121) وابو داؤد (730/1): كتاب الصيام: باب: الصوم في السفر رقم (2402) والنسائي (185/4، 186) كتاب الصيام: باب: ذكر الاختلاف على سليمان بن يسار في حديث حمزة بن عمرو، رقم (2294 : 2302) واحمد (494/3) وابن خزيمة (312/3) رقم (2153)۔

646- اخرجه مسلم (786/2، 787) كتاب الصيام: باب: جواز الصوم والفطر في شهر رمضان للمسافر في غير معصية اذا كان سفره مرحلتين فاكثر، وان الافضل لمن اطاقه بلا ضرر ان يصوم، ولمن يشق عليه ان يفطر، رقم (93 : 1116/96) عنه (1117/97)۔

647 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ ح قَالَ وحَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ

متنِ حدیث: كُنَّا نُسَافِرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمِنَّا الصَّائِمُ وَمِنَّا الْمُفْطِرُ فَلَا يَجِدُ الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ وَلَا الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ فَكَانُوْا يَرَوْنَ اَنَّهُ مَنْ وَّجَدَ قُوَّةً فَصَامَ فَحَسَنٌ وَّمَنْ وَّجَدَ ضَعْفًا فَاَفْطَرَ فَحَسَنٌ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے ہم میں سے کچھ لوگوں نے روزہ رکھا ہوتا تھا اور کچھ نے روزہ نہیں رکھا ہوتا تھا تو روزہ نہ رکھنے والا روزہ رکھنے والے کو غلط نہیں سمجھتا تھا اور روزہ رکھنے والا روزہ نہ رکھنے والے کو غلط نہیں سمجھتا تھا یہ حضرات یہ سمجھتے تھے جس شخص میں قوت موجود ہو وہ روزہ رکھ لے تو یہ بہتر ہے اور جس کے اندر کمزوری ہو اور وہ روزہ نہ رکھے تو یہ بھی بہتر ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرُّخْصَةِ لِلْمُحَارِبِ فِي الْاِفْطَارِ

باب 20- جنگ کرنے والے کے لیے روزہ نہ رکھنے کی رخصت

648 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ مَعْمَرِ بْنِ اَبِيْ حُيَيَّةَ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ

متنِ حدیث: اَنَّهُ سَاَلَهُ عَنِ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ فَحَدَّثَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَمَضَانَ غَزْوَتَيْنِ يَوْمَ بَدْرٍ وَّالْفَتْحِ فَاَفْطَرْنَا فِيْهِمَا

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عُمَرَ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

حدیثِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ اَمَرَ بِالْفِطْرِ فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ نَحْوُ هٰذَا اِلَّا اَنَّهُ رَخَّصَ فِي الْاِفْطَارِ عِنْدَ لِقَاءِ الْعَدُوِّ وَبِهٖ يَقُوْلُ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ

◆◆ معمر بیان کرتے ہیں: انہوں نے ابن مسیب سے سفر کے دوران روزہ رکھنے کے بارے میں دریافت کیا تو ابن مسیب نے یہ حدیث بیان کی: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ہم نے نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ رمضان کے مہینے میں دو جنگوں میں شرکت کی ہے۔ ایک غزوہ بدر میں ایک فتح مکہ میں تو ہم نے ان دونوں موقعوں پر روزہ نہیں رکھا تھا۔

648- اخرجه احمد (22/1)

اس بارے میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث کو ہم صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا گیا ہے: آپ نے جنگ کے دوران روزہ نہ رکھنے کی ہدایت کی تھی۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بھی اسی کی مانند منقول ہے کہ انہوں نے دشمن کا سامنا کرنے کے وقت روزہ نہ رکھنے کی رخصت دی ہے۔

بعض اہلِ علم نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

شرح

دورانِ سفر روزہ رکھنے میں مذاہب آئمہ:

تمام آئمہ فقہ کا اس مسئلہ پر اتفاق ہے کہ دوران سفر روزہ رکھنا بھی جائز ہے اور ترک صوم بھی جائز ہے لیکن اس کی افضلیت میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

(۱)۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ اگر سفر مشقت کا ہو تو ترک صوم افضل ہے اور اگر سفر مشقت کا نہ ہو تو روزہ رکھنا افضل ہے۔ انہوں نے ان روایات سے استدلال کیا ہے، جن میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا روزہ رکھنا ثابت ہے۔ انہوں نے حدیث باب کے اس فقرہ سے بھی استدلال کیا ہے: ان الناس شق علیهم الصیام۔

(۲)۔ حضرت امام احمد بن حنبل، حضرت امام اوزاعی اور حضرت امام اسحاق رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ مطلقاً افطار افضل ہے۔ انہوں نے حدیث کے ان الفاظ سے استدلال کیا ہے: لیس من البر الصوم فی السفر (صحیح بخاری جلد اوّل ص ۲۶۱) (دوران سفر روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے)۔

(۳)۔ بعض اہل ظواہر کا مؤقف ہے کہ مطلقاً ناجائز ہے۔ انہوں نے حدیث باب کے ان الفاظ سے استدلال کیا ہے: اولئك العصاة (روزہ رکھنے والے گناہگار ہیں)۔

اس مقام پر ایک مسئلہ یہ ہے کہ دوران سفر روزہ رکھ کر افطار کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس میں بھی آئمہ فقہ کا اختلاف ہے:۔

(۱)۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ دوران سفر رکھا گیا روزہ صرف حالت اضطراری میں افطار کرنا جائز ہے ورنہ نہیں۔ آپ نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حالت اضطراری ومشقت میں روزہ افطار کیا تھا۔

(۲)۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مطلقاً جائز ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے، کیونکہ اس میں بعد نماز عصر روزہ افطار کرنے کی تصریح موجود ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ اولاً ہمارے نزدیک بھی مجاہدین کے لیے روزہ رکھ کر افطار کرنا جائز ہے خواہ اضطراری حالت نہ ہو۔اس طرح احناف کے مؤقف کے خلاف حدیث باب سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔حدیث باب میں جو افطار صوم کا ثبوت ہے یہ جہاد کی صورت تھی کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جہاد کی غرض سے سفر اختیار کیے ہوئے تھے۔ثانیاً: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات بطور تشریع بھی امور انجام دیتے تھے جو مکروہ تنزیہی ہوتے تھے لیکن آپ کے حق میں وہ مکروہ نہیں تھے، تو ممکن ہے کہ آپ نے کسی امر تشریع کی بناء پر روزہ توڑا ہو۔ثالثاً: یہ بات ثابت نہیں ہے کہ اس دن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھا ہوا تھا بلکہ پانی نوش کر کے آپ نے اپنا روزہ دار نہ ہونا ظاہر فرمادیا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي الْإِفْطَارِ لِلْحُبْلٰى وَالْمُرْضِعِ

باب 21 - حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی عورت کے لیے روزہ نہ رکھنے کی رخصت

649 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ وَّيُوْسُفُ بْنُ عِيْسٰى قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَوَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ

متنِ حدیث: قَالَ اَغَارَتْ عَلَيْنَا خَيْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدْتُهٗ يَتَغَدّٰى فَقَالَ اُدْنُ فَكُلْ فَقُلْتُ اِنِّيْ صَائِمٌ فَقَالَ اُدْنُ اُحَدِّثْكَ عَنِ الصَّوْمِ اَوِ الصِّيَامِ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ الصَّوْمَ وَشَطْرَ الصَّلٰوةِ وَعَنِ الْحَامِلِ اَوِ الْمُرْضِعِ الصَّوْمَ اَوِ الصِّيَامَ وَاللّٰهِ لَقَدْ قَالَهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِلْتَيْهِمَا اَوْ اِحْدَاهُمَا فَيَا لَهْفَ نَفْسِيْ اَنْ لَّا اَكُوْنَ طَعِمْتُ مِنْ طَعَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ اُمَيَّةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ الْكَعْبِيِّ حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَّلَا نَعْرِفُ لِاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ هٰذَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَ هٰذَا الْحَدِيْثِ الْوَاحِدِ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ وقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ الْحَامِلُ وَالْمُرْضِعُ تُفْطِرَانِ وَتَقْضِيَانِ وَتُطْعِمَانِ وَبِهٖ يَقُوْلُ سُفْيَانُ وَمَالِكٌ وَّالشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وقَالَ بَعْضُهُمْ تُفْطِرَانِ وَتُطْعِمَانِ وَلَا قَضَاءَ عَلَيْهِمَا وَاِنْ شَائَتَا قَضَتَا وَلَا اِطْعَامَ عَلَيْهِمَا وَبِهٖ يَقُوْلُ اِسْحٰقُ

649- اخرجه ابو داؤد (732/1): كتاب الصيام: باب: اختيار الفطر رقم (2408) والنسائي (190/4) كتاب الصيام: باب: وضع الصيام عن الحبلى والمرضع برقم (2315) واحمد (347/4) (29/5) والنسائي (180/4): كتاب الصيام: باب: ذكر اختلاف معاوية بن سلام ....برقم (2274) وعبد بن حميد (ص 160) رقم (431) وابن خزيمة (268/3) رقم (2043) من طرقه عنه رضي الله عنه۔

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ' بنوعبداللہ بن کعب کے ایک شخص کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ کے سواروں نے ہم پر حملہ کر دیا میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' تو میں نے آپ کو کھانا کھاتے ہوئے دیکھا آپ نے فرمایا: آگے آؤ اور کھانا شروع کرو! میں نے عرض کی: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے' آپ نے فرمایا: آگے ہو جاؤ' آگے ہو جاؤ! میں تمہیں روزے کے بارے میں (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں:) روزہ رکھنے کے بارے میں بتاتا ہوں' اللہ تعالیٰ نے مسافر کو نصف نماز معاف کر دی ہے' حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی عورت کے لیے روزہ معاف کر دیا ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے شاید ان دونوں کا تذکرہ کیا تھا یا شاید ان دونوں میں سے کسی ایک کا تذکرہ کیا تھا' لیکن اب مجھے اپنے اوپر افسوس ہے: میں نے اس وقت نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کھانا کیوں نہیں کھایا۔

اس بارے میں حضرت ابوامیہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت انس بن مالک کعبی رضی اللہ عنہ کا کعبی رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔

ان حضرت انس بن مالک کعبی رضی اللہ عنہ کی نبی اکرم ﷺ سے اس کے علاوہ اور کوئی روایت منقول نہیں ہے۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی عورت روزہ نہیں رکھیں گی اور اس کی قضا کر لیں گی اور (کفارے کے طور پر) کھانا کھلائیں گی۔

سفیان' مالک' شافعی اور احمد نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: یہ دونوں روزہ نہیں رکھیں گی اور (غریبوں کو) کھانا کھلا دیں گی' ان دونوں پر قضاء کرنا لازم نہیں ہے' تاہم اگر یہ دونوں چاہیں تو قضا کر سکتی ہیں' پھر ان پر کھانا کھلانا لازم نہیں ہوگا۔ اسحٰق نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

شرح

حاملہ اور مرضعہ کے لیے رخصت فی الافطار کے مسئلہ میں مذاہب آئمہ:

ارشادِ ربانی ہے: ''فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ'' (البقرہ:۱۸۵) (پس تم میں سے جو لوگ بیمار ہوں یا حالت سفر میں ہوں' تو وہ دوسرے دنوں میں روزے رکھ سکتے ہیں)۔ اس آیت میں بیمار اور مسافر دونوں کو رمضان المبارک کے مہینہ میں روزہ نہ رکھنے اور رمضان المبارک کے بعد میں قضاء کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ سوال یہ ہے کہ حاملہ عورت یا وہ عورت جو ایسے بچے کو دودھ پلاتی ہے جو صرف دودھ پینے پر گزارا کرتا ہو، کیا دونوں مریض کے حکم میں ہیں یا نہیں؟ اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ اگر حاملہ اور مرضعہ کو روزہ رکھنے کی صورت میں اپنی جان کا خطرہ ہو' تو بالاجماع دونوں مریض کے حکم میں ہیں۔ اگر حاملہ اور مرضعہ کو روزہ رکھنے کی صورت میں اپنی ذات کا خطرہ نہ ہو بلکہ حاملہ کو پیٹ کے بچے اور مرضعہ کو شیر خوار بچے کا خطرہ ہو' تو دونوں مریض کے حکم میں ہوں گی یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱)۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ ایسی حاملہ عورت اور مرضعہ خاتون مریض کے حکم میں ہیں یعنی

انہیں روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے اور بعد میں ان پر صرف قضاء ہے کفارہ وغیرہ نہیں ہے۔ آپ نے اس روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے قبیلہ کے لوگوں پر حملہ آور ہونے کے لیے روانہ ہوا، حضرت انس رضی اللہ عنہ کو اس بات کا علم ہوا تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ''یارسول اللہ! آپ اپنے لشکر کو حملہ آور ہونے سے منع کریں'' ۔ یہ واقعہ رمضان المبارک مہینہ میں پیش آیا، وہ لشکر کی پڑاؤ گاہ میں پہنچے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صبح کا کھانا کھانے کی حالت میں پایا۔ آپ نے انہیں کھانے کی دعوت دی تو انہوں نے روزہ دار ہونے کا عذر پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آئیں میں تمہیں روزہ کی صورتحال سے آگاہ کروں'' ۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مسافر سے روزے اور نصف نماز معاف کی ہے۔ حاملہ اور مرضعہ خاتون سے روزے معاف کردیے ہیں۔

(۲)۔ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے دو قول ہیں: (۱) حاملہ اور مرضعہ دونوں مریض کے حکم میں ہیں۔ (۲) دونوں مریض کے حکم میں نہیں ہیں۔ ان کے نزدیک حاملہ اور مرضعہ دونوں کے لیے روزہ رکھنے کی رخصت ہے مگر ان پر روزوں کا فدیہ اور قضاء دونوں لازم ہیں۔ قضاء مریض کے حکم ہونے کی وجہ سے اور فدیہ مریض کے حکم میں نہ ہونے کی وجہ سے۔

(۳)۔ حضرت امام اسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ حاملہ اور مرضعہ دونوں مریض کے حکم میں نہیں ہیں لہٰذا ان پر قضاء نہیں بلکہ فدیہ واجب ہے۔

(۴)۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر ہے کہ حاملہ مریض کے حکم میں ہے، لہٰذا اس کے لیے روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے اور بعد میں اس پر قضاء ہے کفارہ نہیں ہے۔ البتہ مرضعہ کی دو صورتیں ہیں۔ (۱) وہ مریض کے حکم میں ہے لہٰذا اس پر قضاء واجب ہے (۲) وہ مریض کے حکم میں نہیں ہے لہٰذا اس پر فدیہ واجب ہوگا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الصَّوْمِ عَنِ الْمَيِّتِ

باب 22- مرحوم کی طرف سے روزہ رکھنا

650 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ وَّمُسْلِمٍ الْبَطِيْنِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَّعَطَاءٍ وَّمُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

متنِ حدیث: جَآئَتِ امْرَاَةٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنَّ اُخْتِيْ مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ اَرَاَيْتِ لَوْ كَانَ عَلٰى اُخْتِكِ دَيْنٌ اَكُنْتِ تَقْضِيْنَهُ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَحَقُّ اللّٰهِ اَحَقُّ

650- اخرجه البخاری (227/4) كتاب الصوم: باب: من مات و عليه صوم رقم (1953) ومسلم (804/2) كتاب الصيام: باب: قضاء الصيام عن الميت رقم (154, 155 /1148) وابو داؤد (256/2) كتاب الايمان والنذور: باب: ماجاء فيمن مات و عليه صوم صام عنه وليه رقم (3310) وابن ماجه (559/1): كتاب الصيام: باب: من مات وعليه صيام نذر رقم (1758) وفي الروايات ان رجلا اتى النبى صلى الله عليه وسلم فساله وان امراة قالت: ان امى واخرى جاءت بلفظ: ان اختى ولم تاتى الرواية بهذا اللفظ الا فى ابن ماجه واشار اليها البخارى فى روايته۔

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ بُرَيْدَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَعَائِشَةَ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

قولِ امام بخاری: قَالَ: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُوْلُ جَوَّدَ اَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ مُحَمَّدٌ وَقَدْ رَوٰى غَيْرُ اَبِىْ خَالِدٍ عَنِ الْاَعْمَشِ مِثْلَ رِوَايَةِ اَبِىْ خَالِدٍ

اختلافِ سند: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَرَوٰى اَبُوْ مُعَاوِيَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِيْنِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ سَلَمَةَ بْنَ كُهَيْلٍ وَّلَا عَنْ عَطَاءٍ وَّلَا عَنْ مُّجَاهِدٍ وَّاسْمُ اَبِىْ خَالِدٍ سُلَيْمَانُ بْنُ حَيَّانَ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک خاتون نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی' اس نے عرض کی: میری بہن کا انتقال ہو گیا ہے' اس پر دو مہینے کے لگا تار روزے رکھنا لازم تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے' اگر تمہاری بہن کے ذمے کچھ قرض ہوتا' تو کیا تم اسے ادا کر دیتی؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تو اللہ تعالیٰ کا حق اس بات کا زیادہ حقدار ہے (کہ اسے ادا کیا جائے)

اس بارے میں حضرت بریدہ' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) حضرت ابن عباس سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: ابو خالد نے اعمش سے منقول اس روایت کو بہترین طور پر نقل کیا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابو خالد کے علاوہ دیگر راویوں نے بھی اسے اعمش کے حوالے سے نقل کیا ہے جو ابو خالد کی نقل کردہ روایت کی مانند ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:' ابو معاویہ اور دیگر اہلِ علم نے اس حدیث کو اعمش کے حوالے سے' مسلم بطین کے حوالے سے' سعید بن جبیر کے حوالے سے' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔ ان راویوں نے اس کی سند میں سلمہ بن کہیل کا تذکرہ نہیں کیا' اور نہ ہی عطاء یا مجاہد کا ذکر کیا ہے۔

ابو خالد کا نام' سلیمان بن حیان ہے۔

شرح

میت کی طرف سے روزہ رکھنے کا مسئلہ:

کیا میت کی طرف سے وارث نیابۃً روزہ رکھ سکتا ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل کتاب الزکوٰۃ میں گزر چکی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ صرف نذر کے روزے نیابۃً

رکھے جاسکتے ہیں۔ آئمہ ثلاثہ کے نزدیک وارث نیابۃً نذر کے روزے رکھ سکتا ہے اور نہ دوسرے کیونکہ روزہ نماز کی مثل ایک بدنی عبادت ہے اور بدنی عبادت میں مطلقاً نیابت درست نہیں ہوسکتی۔

بَابُ مَا جَآءَ مِنَ الْكَفَّارَةِ

باب 23- کفارے کا بیان

651 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْثَرُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ اَشْعَثَ عَنْ مُّحَمَّدٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامُ شَهْرٍ فَلْيُطْعَمْ عَنْهُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِسْكِيْنًا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوْعًا اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَالصَّحِيْحُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَوْقُوْفٌ قَوْلُهُ

مذاہبِ فقہاء: وَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِيْ هٰذَا الْبَابِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ يُصَامُ عَنِ الْمَيِّتِ وَبِهٖ يَقُوْلُ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ قَالَا اِذَا كَانَ عَلَى الْمَيِّتِ نَذْرُ صِيَامٍ يَصُوْمُ عَنْهُ وَاِذَا كَانَ عَلَيْهِ قَضَاءُ رَمَضَانَ اَطْعَمَ عَنْهُ وَقَالَ مَالِكٌ وَّسُفْيَانُ وَالشَّافِعِيُّ لَا يَصُوْمُ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ

توضیحِ راوی: قَالَ وَاَشْعَثُ هُوَ ابْنُ سَوَّارٍ وَّمُحَمَّدٌ هُوَ عِنْدِيْ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' جو شخص فوت ہو جائے اور اس پر ایک مہینے کے روزے رکھنا لازم ہو' تو اس کی طرف سے ہر ایک دن کے عوض میں ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا جائے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) ہم حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث کو ''مرفوع'' روایت کے طور پر صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

صحیح روایت یہ ہے: یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما پر ''موقوف'' ہے' یعنی ان کا اپنا قول ہے۔

اہلِ علم نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: میت کی طرف سے روزے رکھے جائیں گے۔

امام احمد اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہما نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں: جب میت کے ذمے نذر کے روزے رکھنا لازم ہو' تو آدمی اس کی طرف سے روزے رکھ لے گا' لیکن اگر اس کے ذمے رمضان کی قضا لازم ہو' تو اس کی طرف سے کھانا کھلانا لازم ہوگا۔

امام مالک' امام سفیان اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتے ہیں: کوئی بھی شخص کسی دوسرے کی طرف سے روزے نہیں رکھ سکتا۔

51- اخرجه [illegible] ابن ماجه (558/1) [illegible] باب من مات وعليه صيام رمضان قد فرط فيه رقم (1757) وابن خزيمة (273/3) رقم (2056) من طريق محمد عن نافع عن عبدالله بن عمر رضي الله عنه۔

اشعث نامی راوی یہ اشعث بن سوار ہیں۔
محمد نامی راوی میرے خیال کے مطابق محمد بن عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ ہیں۔

شرح

روزوں کے فدیہ کا مسئلہ:

میت کی طرف سے وارث نیابۃً نماز ادا کرسکتا ہے اور نہ روزے رکھ سکتا ہے۔البتہ وہ میت کی نماز اور روزے کا فدیہ ادا کرسکتا ہے اور وہ اس طرح کہ ہر نماز اور ہر روزہ کے عوض نصف صاع گندم پیش کرے۔اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی الصَّائِمِ يَذْرَعُهُ الْقَیْءُ

باب 24: روزے کے دوران قے آ جانا

652 سندِحدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْمُحَارِبِیُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِیِّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: ثَلَاثٌ لَّا يُفْطِرْنَ الصَّائِمَ الْحِجَامَةُ وَالْقَیْءُ وَالِاحْتِلَامُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: حَدِيْثُ اَبِیْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِیِّ حَدِيْثٌ غَيْرُ مَحْفُوْظٍ

اختلافِ سند: وَقَدْ رَوٰی عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ وَعَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ وَّغَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ مُرْسَلًا وَّلَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ وَّعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زَيْدِ ابْنِ اَسْلَمَ يُضَعَّفُ فِی الْحَدِيْثِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا دَاوُدَ السِّجْزِیَّ يَقُوْلُ سَاَلْتُ اَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ فَقَالَ اَخُوْهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ لَّا بَاْسَ بِهٖ

قولِ امام بخاری: قَالَ: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَّذْكُرُ عَنْ عَلِیِّ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمَدِيْنِیِّ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ ثِقَةٌ وَّعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ ضَعِيْفٌ قَالَ مُحَمَّدٌ وَّلَا اَرْوِیْ عَنْهُ شَيْئًا

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' تین چیزیں ایسی ہیں' جس سے روزہ نہیں ٹوٹتا' پچھنے لگوانا' قے کرنا اور احتلام ہو جانا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث محفوظ نہیں ہے۔

عبداللہ بن زید بن اسلم اور عبدالعزیز بن محمد اور دیگر راویوں نے اس حدیث کو زید بن اسلم کے حوالے سے "مرسل" روایت

652- اخرجه عبد بن حميد (ص 297) رقم (959)

کے طور پر نقل کیا ہے۔

ان راویوں نے اس حدیث میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا۔ عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم نامی راوی کو علم حدیث میں ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

میں نے امام ابوداؤد سجزی (سنن ابوداؤد کے مؤلف) کو سنا وہ فرماتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے عبدالرحمٰن بن زید کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا، اس کے بھائی عبداللہ بن زید میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو علی بن عبداللہ کا یہ بیان نقل کرتے ہوئے سنا ہے: وہ فرماتے ہیں: عبداللہ بن زید بن اسلم ثقہ ہیں اور عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم ضعیف ہیں۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: میں نے ان سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيمَنِ اسْتَقَاءَ عَمْدًا

باب 25- (روزے کے دوران) جان بوجھ کر قے کرنا

653 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا عِيسٰى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَضَاءٌ وَّمَنِ اسْتَقَاءَ عَمْدًا فَلْيَقْضِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ وَثَوْبَانَ وَفَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ هِشَامٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عِيسٰى بْنِ يُوْنُسَ

قولِ امام بخاری: وَقَالَ مُحَمَّدٌ لَّا اُرَاهُ مَحْفُوْظًا

اسنادِ دیگر: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَصِحُّ اِسْنَادُهُ

حدیثِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ وَثَوْبَانَ وَفَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاءَ فَاَفْطَرَ وَاِنَّمَا مَعْنٰى هٰذَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ صَائِمًا مُتَطَوِّعًا فَقَاءَ فَضَعُفَ فَاَفْطَرَ لِذٰلِكَ هٰكَذَا رُوِيَ فِي بَعْضِ الْحَدِيْثِ مُفَسَّرًا

مذاہبِ فقہاء: وَّالْعَمَلُ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ عَلٰى حَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ

653- اخرجه ابو داؤد (724/1) كتاب الصيام: باب: الصائم يستقي (القيء) عامدا' رقم (2380) وابن ماجه (536/1) كتاب الصيام: باب: ماجاء في الصائم يقيء ' رقم (1676) واحمد (498/2) وابن خزيمة (226/3) رقم (1960) والدارمي (14/2): كتاب الصوم: باب: الرخصة في القيء للصائم من طريق محمد بن سيرين عنه به-

الصَّائِمَ اِذَا ذَرَعَهُ الْقَيْءُ فَلَا قَضَاءَ عَلَيْهِ وَاِذَا اسْتَقَاءَ عَمْدًا فَلْيَقْضِ وَبِهٖ يَقُوْلُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَالشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جس شخص کو خود قے آ جائے اس پر قضا لازم نہیں ہو گی لیکن جو جان بوجھ کر قے کر دے' وہ قضاء کرے گا۔

اس بارے میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ' حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ' حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن غریب'' ہے ہم اسے صرف ہشام نامی راوی کے حوالے سے' ابن سیرین کے حوالے سے' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے منقول ہونے کے طور پر جانتے ہیں جو عیسیٰ بن یونس سے منقول ہے۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: میرے خیال میں یہ روایت محفوظ نہیں ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہی روایت دیگر حوالوں سے بھی' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے' تاہم اس کی سند مستند نہیں ہے۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ' حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ اور حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات منقول ہے: نبی اکرم ﷺ نے قے کر دی تھی اور روزہ ختم کر دیا تھا اس حدیث کا مفہوم یہ ہے: نبی اکرم ﷺ نے نفلی روزہ رکھا ہوا تھا' پھر آپ نے قے کر دی جس کی وجہ سے آپ کو کمزوری محسوس ہوئی' تو آپ نے اس وجہ سے روزہ ختم کر دیا۔

بعض روایات میں اس کی اسی طرح وضاحت کی گئی ہے۔

اہل علم کے نزدیک حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول اس پر حدیث پر عمل کیا جائے گا' یعنی جب کسی روزہ دار کو قے آ جائے' تو اس پر قضاء لازم نہیں ہو گی لیکن اگر وہ جان بوجھ کر قے کر دے' تو اسے قضاء ادا کرنی ہو گی۔

امام شافعی' امام سفیان ثوری' امام احمد اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہم نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

شرح

حالتِ روزہ میں قے کا مسئلہ:

آئمہ فقہ کا یہ متفقہ مسئلہ ہے کہ اگر قے خود بخود آئے خواہ قلیل ہو یا کثیر ہو' اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا کیونکہ انسان کا اس کے ساتھ کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ البتہ وہ قے جو حلق میں انگلی ڈال کر کی جائے، اگر وہ منہ بھر یا اس سے زائد ہو' تو مفسد صوم ہے ورنہ نہیں۔ منہ بھر قے کی صورت میں روزہ ٹوٹ جائے گا' جس سے صرف قضاء لازم آئے گی جبکہ کفارہ نہیں ہے۔

مفسدات صوم کے حوالے سے چند فقہی مسائل:

مفسدات صوم کے حوالے سے چند فقہی مسائل ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

☆ کھانے' پینے اور جماع کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے' جبکہ روزہ دار ہونا یاد ہو۔

☆ حقہ' سگار' سگریٹ اور چرٹ پینے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے خواہ اپنے خیال میں حلق تک دھواں نہ پہنچا ہو بلکہ پان یا تمبا کو کھانے سے بھی روزہ ٹوٹ جائے گا، اگر چہ پیک تھوک دی ہو کہ اس کے باریک اجزاء ضرور حلق میں پہنچتے ہیں۔

☆ شکر وغیرہ ایسی چیزیں جو منہ میں رکھنے سے گھل جاتی ہیں، منہ میں رکھی اور تھوک نگل گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ یونہی دانتوں کے درمیان کوئی چیز چنے کے برابر یا زیادہ تھی اسے کھا گیا یا کم تھی مگر منہ سے نکال کر پھر کھالی یا دانتوں سے خون نکل کر حلق سے نیچے اتر گیا اور خون تھوک سے زیادہ یا برابر تھا یا کم تھا مگر اس کا مزہ حلق میں محسوس ہوا تو ان تمام صورتوں میں روزہ فاسد ہو جائے گا۔

☆ روزہ کی حالت میں دانت اکھڑوایا اور خون نکل کر حلق سے نیچے اترا، اگر چہ سوتے میں ایسا ہوا تو اس روزہ کی قضا واجب ہے۔

☆ دماغ یا شکم کی جھلی تک زخم ہے، اس میں دوائی ڈالی اگر دماغ یا شکم تک پہنچ گئی روزہ ٹوٹ جائے گا خواہ وہ دوائی تر ہو یا خشک۔ اگر معلوم نہ ہو کہ دماغ یا شکم تک پہنچی یا نہیں اور وہ دوائی تر تھی، جب بھی روزہ ٹوٹ جائے گا اور خشک تھی تو نہیں۔

☆ کلی کر رہا تھا بلا قصد پانی حلق میں اتر گیا یا ناک میں پانی چڑھایا اور دماغ کو چڑھ گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا مگر جبکہ روزہ ہونا بھول گیا ہو' تو نہ ٹوٹے گا۔ اگر چہ قصداً ہو۔ یونہی کسی نے روزہ دار کی طرف کوئی چیز پھینکی اور وہ اس کے حلق میں چلی گئی تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

☆ حالت نیند میں پانی پی لیا یا کچھ کھالیا یا منہ کھولا تھا اور پانی کا قطرہ یا اولا حلق میں اتر گیا تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔

☆ آنسو منہ میں چلا گیا اور نگل گیا' اگر قطرہ دو قطرے ہوں' تو روزہ نہ ٹوٹے گا اور اگر زیادہ ہوں اور ان کی نمکینی پورے منہ میں محسوس ہوئی تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ پسینہ کا بھی یہی حکم ہے۔

☆ عورت کا بوسہ لیا یا چھوا یا مباشرت کی یا گلے لگایا اور انزال ہو گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور عورت نے مرد کو چھوا اور مرد کو انزال ہو گیا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

☆ قصداً منہ بھر قے کی اور روزہ دار ہونا یاد ہے تو مطلقاً روزہ ٹوٹ جائے گا اور اس سے کم کی تو نہیں اور بلا اختیار قے ہو گئی تو منہ بھر ہے یا نہیں اور بہر تقدیر وہ لوٹ کر حلق میں چلی گئی یا اس نے خود لوٹائی یا نہ لوٹائی' نہ لوٹائی تو اگر منہ بھر نہ ہو تو روزہ نہ ٹوٹا' اگر لوٹ گئی یا اس نے خود لوٹائی اور منہ بھر ہے اور اس نے لوٹائی، اگر چہ اس میں سے صرف چنے کے برابر حلق سے اتری تو روزہ جاتا رہا ورنہ نہیں۔

☆ قے کے یہ احکام اس وقت ہیں کہ قے میں کھانا آئے یا صفرا یا خون اور اگر بلغم آیا تو مطلقاً روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

☆ رمضان میں بلا عذر شرعی جو شخص اعلانیہ قصداً کھائے تو حکم ہے کہ اسے قتل کیا جائے۔

(ماخوذ از ہدایہ' بہار شریعت مدنیہ' جلد اول از صفحہ ۹۸۵ تا ۹۸۸)

بَابُ مَا جَآءَ فِي الصَّائِمِ يَأْكُلُ اَوْ يَشْرَبُ نَاسِيًا

باب 26- روزہ دار کا بھول کر کچھ کھا پی لینا

654 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ اَرْطَاةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ اَكَلَ اَوْ شَرِبَ نَاسِيًا فَلَا يُفْطِرْ فَاِنَّمَا هُوَ رِزْقٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ عَوْفٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ وَخَلَّاسٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ اَوْ نَحْوَهُ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ وَّاُمِّ اِسْحٰقَ الْغَنَوِيَّةِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِىْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ وَبِه يَقُوْلُ سُفْيَانُ الثَّوْرِىُّ وَالشَّافِعِىُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ وَقَالَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ اِذَا اَكَلَ فِىْ رَمَضَانَ نَاسِيًا فَعَلَيْهِ الْقَضَاءُ وَالْقَوْلُ الْاَوَّلُ اَصَحُّ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشادفرمایا ہے: جوشخص بھول کر کچھ کھا پی لے' تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا' کیونکہ یہ وہ رزق ہے' جواللہ تعالیٰ نے اسے کھلایا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان نے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ' سیدہ ام اسحٰق غنویہ رضی اللہ عنہا سے بھی حدیث منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اکثر اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا۔

سفیان ثوری' شافعی' احمد' اسحٰق نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

امام مالک بن انس فرماتے ہیں: جب کوئی شخص رمضان میں بھول کر کچھ کھالے' تو اس پر قضاء کرنا لازم ہوگا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) پہلی رائے درست ہے۔

654- اخرجه الدارمی (13/2): كتاب الصيام: باب: فيمن اكل ناسيا' واحمد (489/2)' من طرق عن ابی هريرة رضی الله عنه' وانظر ما بعده- و اخرجه البخاری (184, 183/4) كتاب الصوم: باب: الصائم اذا اكل وشرب ناسيا' رقم (1933) وطرفه فی (6669)' و مسلم (809/2) كتاب الصيام: باب: اكل الناسی و شربه و جماعه لا يفطر' رقم (1155/171)' وابو داؤد (730/1): كتاب الصيام: باب: من اكل ناسيا' رقم (2398)' وابن ماجه (535/1) كتاب الصيام: باب:ماجاء فيمن افطر ناسيا' رقم (1673)' واحمد (513, 493, 491, 425/2)' والدارمی (13/2)' كتاب الصوم: باب: فيمن اكل ناسيا' وابن خزيمة (238/3) رقم (1989)-

شرح

حالت روزہ میں سہواً کوئی چیز کھانے پینے کے مسئلہ میں مذاہب آئمہ:

حالت روزہ میں سہواً کوئی شخص کھالے یا پی لے تو اس کے روزہ کے بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ آئمہ ثلاثہ کا مؤقف ہے کہ اگر صائم بھول کر کوئی چیز کھالے یا پی لے تو اس کا روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص نے بھول کر کھالیا یا پی لیا تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ یہ رزق اللہ تعالیٰ نے اسے فراہم کیا ہے"۔

حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا اور اس کی قضاء لازم آئے گی۔ البتہ نفلی صوم ان کے نزدیک بھی فاسد نہیں ہوگا۔ ان کا کہنا ہے کہ چونکہ کھانا پینا روزہ کے منافی ہے، لہٰذا اس سے روزہ فاسد ہو جائے گا۔

احناف کے مؤقف میں قدرے تفصیل ہے کہ اگر کوئی شخص روزے دار کو بھول کر کھانا پیتا دیکھے اور وہ ایسا ہو کہ بتکلف روزہ نبھا سکے گا، تو اسے روزہ دار ہونا یاد نہ کرایا جائے۔ ہاں اگر وہ با آسانی روزہ رکھ سکتا ہو اور نبھا سکتا ہو، تو اسے فوراً یاد کرا دیا جائے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْإِفْطَارِ مُتَعَمِّدًا

باب 27- جان بوجھ کر روزہ توڑنا

655 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَّعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ حَدَّثَنَا اَبُو الْمُطَوِّسِ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ اَفْطَرَ يَوْمًا مِّنْ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ رُخْصَةٍ وَّلَا مَرَضٍ لَّمْ يَقْضِ عَنْهُ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهِ وَاِنْ صَامَهُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

قولِ امام بخاری: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُوْلُ اَبُو الْمُطَوِّسِ اسْمُهُ يَزِيْدُ بْنُ الْمُطَوِّسِ وَلَا اَعْرِفُ لَهٗ غَيْرَ هٰذَا الْحَدِيْثِ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی رخصت یا بیماری کے بغیر' رمضان کا ایک روزہ نہ رکھے' تو ساری زندگی روزہ رکھنا بھی اس کی قضا نہیں ہو سکتا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث کو ہم صرف اسی حدیث کے حوالے سے جانتے ہیں۔

655- اخرجه ابو داؤد (729/1) كتاب الصيام: باب: التغليظ فيمن افطر في رمضان' رقم (2396)' وابن ماجه (535/1) كتاب الصيام: باب: ما جاء في كفارة من افطر يوما من رمضان' رقم (1672)' واحمد (386/2 -458 -470 -442)' والدارمي (10/2) كتاب الصوم: باب: من افطر يوما من رمضان متعمدا-

میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: ابومطوس نامی راوی کا نام یزید بن مطوس ہے اور میرے علم کے مطابق ان سے اس حدیث کے علاوہ کوئی اور حدیث منقول نہیں ہے۔

شرح

رمضان کا روزہ نہ رکھنے کا مسئلہ:

رمضان المبارک کا روزہ نہ رکھنے کی صورت میں اس کی تلافی کیسے ہوگی؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ بعض فقہاء کا موقف ہے کہ اس کی تلافی اس کی قضاء ہے لیکن فضیلت وثواب کے اعتبار سے صوم الدہر سے بھی اس کا تدارک نہیں ہوسکتا۔ جمہور فقہاء کے نزدیک قضاء سے اس کی تلافی ہوجاتی ہے خواہ ثواب میں کمی واقع ہوجاتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَفَّارَةِ الْفِطْرِ فِيْ رَمَضَانَ

باب 28- رمضان میں روزہ توڑنے کا کفارہ

656 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ وَاَبُو عَمَّارٍ وَّالْمَعْنٰى وَاحِدٌ وَّاللَّفْظُ لَفْظُ اَبِيْ عَمَّارٍ قَالَا اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

متنِ حدیث: قَالَ اَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكْتُ قَالَ وَمَا اَهْلَكَكَ قَالَ وَقَعْتُ عَلَى امْرَاَتِيْ فِيْ رَمَضَانَ قَالَ هَلْ تَسْتَطِيْعُ اَنْ تُعْتِقَ رَقَبَةً قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيْعُ اَنْ تَصُوْمَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيْعُ اَنْ تُطْعِمَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ لَا قَالَ اجْلِسْ فَجَلَسَ فَاُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيْهِ تَمْرٌ وَّالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ الضَّخْمُ قَالَ تَصَدَّقْ بِهٖ فَقَالَ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا اَحَدٌ اَفْقَرَ مِنَّا قَالَ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ اَنْيَابُهٗ قَالَ فَخُذْهُ فَاَطْعِمْهُ اَهْلَكَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَعَآئِشَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ فِيْ مَنْ اَفْطَرَ فِيْ رَمَضَانَ مُتَعَمِّدًا مِّنْ جِمَاعٍ وَّاَمَّا مَنْ اَفْطَرَ مُتَعَمِّدًا مِّنْ اَكْلٍ اَوْ شُرْبٍ فَاِنَّ اَهْلَ الْعِلْمِ قَدِ اخْتَلَفُوْا فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ عَلَيْهِ الْقَضَاءُ

656- اخرجه البخاری (193/4) كتاب الصيام: باب: اذا جامع فی رمضان ولم يكن له شیء فتصدق عليه فليكفر' رقم (1936) واطرافه 2600 -5368 -6087 -6164 -6709 -6711 -6821) و مسلم (781/2) كتاب الصيام: باب: تغليظ تحريم الجماع فی نهار رمضان على الصائم' ووجوب الكفارة الكبرى فيه وبيانها' وانها تجب على الموسر والمعسر' وتثبت فی ذمة المعسر حتی يستطيع' رقم (1111/81) وابو داؤد (227/1): كتاب الصيام: باب: كفارة من اتی اهله فی نهار رمضان' رقم (2390)' (-2392 2391) وابن ماجه (34/1) كتاب الصيام: باب: ماجاء فی كفارة من افطر يوما من رمضان' رقم (1671)' وابن خزيمة (217, 216/3) رقم (1943 -1944 -1945)' والدارمی (11/2) كتاب الصوم: باب: الذی يقع على امراته نهار رمضان۔

وَالْكَفَّارَةُ وَشَبَّهُوا الْاَكْلَ وَالشُّرْبَ بِالْجِمَاعِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَاِسْحٰقَ وقَالَ بَعْضُهُمْ عَلَيْهِ الْقَضَاءُ وَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ لِاَنَّهُ اِنَّمَا ذُكِرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَفَّارَةُ فِي الْجِمَاعِ وَلَمْ تُذْكَرْ عَنْهُ فِي الْاَكْلِ وَالشُّرْبِ وَقَالُوْا لَا يُشْبِهُ الْاَكْلُ وَالشُّرْبُ الْجِمَاعَ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وقَالَ الشَّافِعِيُّ وَقَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلرَّجُلِ الَّذِيْ اَفْطَرَ فَتَصَدَّقَ عَلَيْهِ خُذْهُ فَاَطْعِمْهُ اَهْلَكَ يَحْتَمِلُ هٰذَا مَعَانِيَ يَحْتَمِلُ اَنْ تَكُوْنَ الْكَفَّارَةُ عَلٰى مَنْ قَدَرَ عَلَيْهَا وَهٰذَا رَجُلٌ لَمْ يَقْدِرْ عَلَى الْكَفَّارَةِ فَلَمَّا اَعْطَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا وَّمَلَكَهُ فَقَالَ الرَّجُلُ مَا اَحَدٌ اَفْقَرَ اِلَيْهِ مِنَّا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْهُ فَاَطْعِمْهُ اَهْلَكَ لِاَنَّ الْكَفَّارَةَ اِنَّمَا تَكُوْنُ بَعْدَ الْفَضْلِ عَنْ قُوْتِهٖ وَاخْتَارَ الشَّافِعِيُّ لِمَنْ كَانَ عَلٰى مِثْلِ هٰذَا الْحَالِ اَنْ يَّاْكُلَهُ وَتَكُوْنَ الْكَفَّارَةُ عَلَيْهِ دَيْنًا فَمَتٰى مَا مَلَكَ يَوْمًا مَا كَفَّرَ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں ہلاکت کا شکار ہوگیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہیں کس بات نے ہلاکت کا شکار کیا ہے وہ بولا: میں نے رمضان کے مہینے میں اپنی بیوی کے ساتھ صحبت کر لی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تم غلام آزاد کر سکتے ہو؟ وہ بولا: نہیں' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم دو مہینے کے لگاتار روزے رکھ سکتے ہو؟ اس نے عرض کی: نہیں' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہو؟ تو اس نے عرض کی: نہیں' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم بیٹھ جاؤ! وہ شخص بیٹھ گیا پھر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں کھجوروں کا عرق لایا گیا' (راوی کہتے ہیں: عرق بڑے پیمانے (ٹوکرے) کو کہتے ہیں حدیث کے یہ الفاظ ہیں: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اسے صدقہ کردو! وہ بولا: پورے شہر میں ہم سے زیادہ غریب اور کوئی نہیں ہے' راوی بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ مسکرا دیے یہاں تک کہ آپ کی داڑھیں نظر آنے لگی آپ نے فرمایا: پھر تم اسے لے لو اور اپنے گھر والوں کو کھلاؤ۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما' سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا' یعنی جو شخص رمضان کے مہینے میں جان بوجھ کر صحبت کے ذریعے روزہ توڑ دیتا ہے (اس کا یہی حکم ہے) جہاں تک اس شخص کا تعلق ہے جو جان بوجھ کر کچھ کھا کر یا پی کر روزہ توڑ دیتا ہے' تو اہلِ علم نے اس کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: ایسے شخص پر قضاء کرنا اور کفارہ ادا کرنا لازم ہوگا انہوں نے کھانے پینے کو صحبت کو مشابہہ قرار دیا ہے۔

سفیان ثوری' ابن مبارک اور اسحٰق اسی بات کے قائل ہیں۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: ایسے شخص پر قضاء کرنا لازم ہوگا اس پر کفارہ لازم نہیں ہوگا اس لیے کہ نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے صحبت کرنے کے بارے میں کفارے کا حکم منقول ہے۔

کھانے پینے کے بارے میں آپ کے حوالے سے ایسا کچھ منقول نہیں ہے۔ وہ حضرات یہ فرماتے ہیں: کھانا اور پینا' صحبت کی مانند نہیں ہوسکتا۔

امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ نے یہی رائے دی ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کا روزہ توڑنے والے شخص سے یہ کہنا: تم اسے حاصل کرو اور اسے اپنے گھر والوں کو کھلاؤ! یہ کئی معنی کا احتمال رکھتا ہے' اس میں یہ احتمال بھی پایا جاتا ہے: کفارہ اس شخص پر لازم ہوگا' جو کفارہ ادا کرسکتا ہو جبکہ وہ شخص کفارہ ادا نہیں کرسکتا تھا۔

پھر جب نبی اکرم ﷺ نے اسے کوئی چیز عطا کی اور وہ اس کا مالک ہوگیا' تو پھر اس شخص نے یہ عرض کی: ہم سے زیادہ ضرورت مند اور کوئی نہیں ہے' تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اسے حاصل کرو اور اپنے گھر والوں کو کھلاؤ! اس کا مطلب یہ ہوا' کفارہ اس وقت لازم ہوتا ہے' جب آدمی کے پاس اپنی خوراک کے علاوہ اضافی چیز موجود ہو۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کو اختیار کیا' جس شخص کے ساتھ ایسی صورتحال پیش آجائے' وہ اس خوراک کو خود کھالے گا' اور کفارہ اس کے ذمے قرض کے طور پر لازم ہوگا' جب وہ اس کا مالک ہوجائے گا' تو کفارہ ادا کردے گا۔

شرح

رمضان کا روزہ توڑنے کا کفارہ اور ادائیگی کفارہ کی ترتیب میں مذاہب آئمہ:

اگر کسی شخص نے رمضان کا روزہ عمداً توڑ دیا' تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ وہ غلام آزاد کرے، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو دو مہینوں کے مسلسل روزے رکھے اور اس کی بھی طاقت نہ ہو' تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ کفارہ کے امور ثلاثہ میں ترتیب ضروری ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ کا اختلاف ہے:۔

۱- آئمہ ثلاثہ کا مؤقف ہے کہ کفارہ کے امور ثلاثہ میں ترتیب ضروری ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ اس میں تینوں اشیاء کو ترتیب اور اہتمام سے بیان کیا گیا ہے۔

۲- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ کفارہ کی ادائیگی میں امور ثلاثہ میں ترتیب ضروری نہیں ہے بلکہ کفارہ ادا کرنے والا ابتداء مختار ہے' جس کو چاہے اختیار کرے۔ انہوں نے کفارہ یمین پر قیاس کیا ہے۔

جمہور کی طرف سے حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ ہمارا مؤقف حدیث باب کی عبارت النص سے ثابت ہے' جس پر قیاس کو ترجیح نہیں دی جاسکتی۔ البتہ اگر قیاس کرنا ہے تو کفارہ ظہار پر قیاس کیا جائے جس سے ہمارے نقطہ نظر کی تائید ہوتی ہے۔

اکل وشرب سے روزہ توڑنے کے کفارہ میں مذاہب آئمہ:

رمضان المبارک کا روزہ کس طرح توڑنے میں کفارہ لازم آتا ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کی مختلف آراء ہیں جس کی تفصیل

درج ذیل ہے:

۱-حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ رمضان المبارک کا روزہ توڑنے کا سبب خواہ کوئی بھی ہو، کفارہ لازم ہوگا۔انہوں نے اس روایت سے استدلال کیا ہے کہ ایک شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: ''میں نے عمداً رمضان کا روزہ توڑا ہے''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اعتق رقبة الخ'' (سنن دارقطنی، جلد۲،ص۲۰۹)

۲-حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک جماع کرنے کی صورت میں کفارہ لازم آئے گا جبکہ اکل وشرب سے روزہ توڑنے سے کفارہ لازم نہیں آئے گا۔انہوں نے اپنے مؤقف پر حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔اس میں جماع کی صورت میں کفارہ لازم ہونے کی تصریح ہے۔

احناف کی طرف سے حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: جس طرح جماع نقض صوم کی علت بنتا ہے اسی طرح اکل وشرب بھی اس کے فساد و بطلان کا باعث بنتے ہیں لہٰذا تمام علل واسباب کا حکم یکساں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي السِّوَاكِ لِلصَّائِمِ

باب 29: روزہ دار کا مسواک کرنا

657 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ

متنِ حدیث: رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَا اُحْصِي يَتَسَوَّكُ وَهُوَ صَائِمٌ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عَآئِشَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ لَا يَرَوْنَ بِالسِّوَاكِ لِلصَّائِمِ بَاْسًا اِلَّا اَنَّ بَعْضَ اَهْلِ الْعِلْمِ كَرِهُوا السِّوَاكَ لِلصَّائِمِ بِالْعُوْدِ وَالرُّطَبِ وَكَرِهُوا لَهُ السِّوَاكَ اٰخِرَ النَّهَارِ وَلَمْ يَرَ الشَّافِعِيُّ بِالسِّوَاكِ بَاْسًا اَوَّلَ النَّهَارِ وَلَا اٰخِرَهُ وَكَرِهَ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ السِّوَاكَ اٰخِرَ النَّهَارِ

◆◆ عبداللہ بن عامر اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو کئی مرتبہ روزے کی حالت میں مسواک کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

اس بارے میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی حدیث منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔

657- اخرجه ابو داؤد (721/1): كتاب الصيام: باب: السواك للصائم رقم (2364) وابن خزيمة (247/3) رقم (2007) واحمد (445/3) والحميدى (77/1) رقم (141) وعبد بن حميد (ص 130) رقم (318)-

اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا' ان کے نزدیک روزہ دار کے لیے مسواک کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے' تاہم اہلِ علم نے روزہ دار شخص کے گیلی لکڑی یا عود کے ذریعے مسواک کرنے یا دن کے آخری حصے میں مسواک کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دن کے ابتدائی حصے میں یا آخری حصے میں مسواک کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام احمد اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہما نے دن کے آخری حصے میں مسواک کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْكُحْلِ لِلصَّائِمِ

باب 30- روزہ دار شخص کا سرمہ لگانا:

658 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ وَاصِلٍ الْكُوْفِيُّ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَطِيَّةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاتِكَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ

متنِ حدیث: جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اشْتَكَتْ عَيْنِيْ اَفَاَكْتَحِلُ وَاَنَا صَائِمٌ قَالَ نَعَمْ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ رَافِعٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَنَسٍ حَدِيْثٌ لَيْسَ اِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ وَلَا يَصِحُّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْبَابِ شَيْءٌ وَّاَبُوْ عَاتِكَةَ يُضَعَّفُ

مذاہبِ فقہاء: وَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْكُحْلِ لِلصَّائِمِ فَكَرِهَهُ بَعْضُهُمْ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَرَخَّصَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ فِي الْكُحْلِ لِلصَّائِمِ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: میری آنکھیں دکھنے آ گئی ہیں میں روزے کی حالت میں سرمہ لگا سکتا ہوں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہاں!

اس بارے میں حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث کی سند مستند نہیں ہے۔

اس بارے میں نبی اکرم ﷺ سے مستند طور پر کوئی روایت منقول نہیں ہے۔

ابوعاتکہ نامی راوی کو ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

اہلِ علم نے روزہ دار شخص کے سرمہ لگانے کے بارے میں اختلاف کیا ہے' بعض اہلِ علم نے اسے مکروہ قرار دیا ہے۔

امام سفیان' ابن مبارک' احمد اور اسحٰق رحمۃ اللہ علیہم کی یہی رائے ہے۔

بعض اہلِ علم نے روزہ دار کو سرمہ لگانے کی اجازت دی ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْقُبْلَةِ لِلصَّائِمِ

باب 31: روزہ دار شخص کا (اپنی بیوی کا) بوسہ لینا

659 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَّقُتَيْبَةُ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَآئِشَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَبِّلُ فِي شَهْرِ الصَّوْمِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَحَفْصَةَ وَاَبِي سَعِيْدٍ وَّاُمِّ سَلَمَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّاَنَسٍ وَّاَبِي هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَآئِشَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَّاخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ فِي الْقُبْلَةِ لِلصَّائِمِ فَرَخَّصَ بَعْضُ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقُبْلَةِ لِلشَّيْخِ وَلَمْ يُرَخِّصُوا لِلشَّابِّ مَخَافَةَ اَنْ لَّا يَسْلَمَ لَهٗ صَوْمُهٗ وَالْمُبَاشَرَةُ عِنْدَهُمْ اَشَدُّ وَقَدْ قَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ الْقُبْلَةُ تُنْقِصُ الْاَجْرَ وَلَا تُفْطِرُ الصَّائِمَ وَرَاَوْا اَنَّ لِلصَّائِمِ اِذَا مَلَكَ نَفْسَهٗ اَنْ يُّقَبِّلَ وَاِذَا لَمْ يَاْمَنْ عَلٰى نَفْسِهٖ تَرَكَ الْقُبْلَةَ لِيَسْلَمَ لَهٗ صَوْمُهٗ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ رمضان کے مہینے میں (ان کا) بوسہ لے لیا کرتے تھے۔

اس بارے میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ' سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا' حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ' سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اہلِ علم نے روزہ دار شخص کے (اپنی بیوی کا) بوسہ لینے کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم سے تعلق رکھنے والے' بعض حضرات نے بوڑھے شخص کو بوسہ لینے کی اجازت دی ہے' انہوں

659- اخرجه البخاری (180/4) كتاب الصوم: باب: القبلة للصائم' رقم (1929) و مسلم (776/2) كتاب الصيام: باب: بيان ان القبلة فی الصوم ليست محرمة علی من لم تحرك شهوته' رقم (62 -1106/72)' وابو داؤد (725/1) كتاب الصيام:باب: القبلة للصائم' رقم (2382 -2383 -2384)' واحمد (-40 -42 -44 -101 -126 -174 -201 -216 -230 -255 -263 -266 39/6)' والدارمی (12/2) كتاب الصيام: باب: الرخصة فی القبلة للصائم' والحميدی (101/1) رقم (196 -197 -198)' وابن خزيمة (245/3) رقم (2000 -2001 -2003 -2004)' وابن ماجه (538/1) كتاب الصيام: باب: ماجاء فی المباشرة للصائم' رقم (1687)' وابن ماجه (537/1) كتاب الصيام: باب: ماجاء فی القبلة للصائم' رقم (1683 -1684)' ومالك (292/1): كتاب الصيام: باب: ماجاء فی الرخصة فی القبلة للصائم' رقم (14)' من طرق عنها-

نے نوجوان کو بوسہ لینے کی اجازت نہیں دی اس اندیشے کے تحت کہ وہ اپنے روزے کو بچا نہیں سکے گا۔

ان حضرات کے نزدیک مباشرت کرنا زیادہ شدت کے ساتھ منع ہے۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک (روزے کے دوران) بوسہ لینے سے اجر کم ہو جاتا ہے' تاہم روزے دار کا روزہ نہیں ٹوٹتا۔

یہ حضرات کہتے ہیں: اگر روزہ دار شخص اپنے اوپر قابو پا سکتا ہو' تو وہ بوسہ لے سکتا ہے' لیکن اگر اسے اپنے اوپر قابو نہ ہو' تو وہ بوسہ نہ لے تاکہ اس کا روزہ سلامت رہے۔

سفیان ثوری اور شافعی نے یہی رائے دی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ مُبَاشَرَةِ الصَّائِمِ

باب 32- روزہ دار شخص کا مباشرت کرنا

660 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا اِسْرَآئِيْلُ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِيْ مَيْسَرَةَ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَاشِرُنِيْ وَهُوَ صَآئِمٌ وَّكَانَ اَمْلَكَكُمْ لِاِرْبِهٖ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ روزے کی حالت میں میرے ساتھ مباشرت کر لیا کرتے تھے' اور آپ ﷺ کو اپنی خواہش پر سب سے زیادہ قابو حاصل تھا۔

661 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ وَيُبَاشِرُ وَهُوَ صَآئِمٌ وَّكَانَ اَمْلَكَكُمْ لِاِرْبِهٖ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَاَبُوْ مَيْسَرَةَ اسْمُهٗ عَمْرُو بْنُ شُرَحْبِيْلَ وَمَعْنٰى لِاِرْبِهٖ لِنَفْسِهٖ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ روزے کی حالت کو حالت میں بوسہ بھی لیتے تھے اور مباشرت بھی کر لیتے تھے اور آپ ﷺ کو اپنی خواہش پر سب سے زیادہ قابو حاصل تھا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

ابومیسرہ نامی راوی کا نام عمرو بن شرحبیل ہے۔

حدیث میں استعمال ہونے والے لفظ ''ارب'' کا مطلب (خواہشِ) نفس ہے۔

شرح

حالت روزہ میں مسواک کرنے کے مسئلہ میں مذاہب آئمہ:

کیا حالت روزہ میں مسواک کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کی مختلف آراء ہیں:

۱- حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ نفلی روزہ میں مسواک کا استعمال کرنا جائز ہے لیکن فرض روزہ میں مسواک کرنا مکروہ ہے۔

۲- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تر مسواک (تازہ) کا استعمال مکروہ ہے نفلی روزہ میں بھی اور فرض روزہ میں بھی۔ البتہ خشک مسواک کا استعمال کرنا فرض و نفلی روزہ میں جائز ہے۔

۳- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ دن کے اول حصہ (زوال سے قبل) میں مسواک کا استعمال جائز ہے لیکن دن کے نصف آخر (بعد از زوال) اس کا استعمال جائز نہیں ہے۔ انہوں نے اس روایت سے استدلال کیا ہے کہ آنحضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک سے بھی زیادہ محبوب ہے''۔ (مشکوٰۃ' المؤطا امام ص ۲۵۴) اس روایت سے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس طرح استدلال کیا ہے کہ معدہ خالی ہونے کی وجہ سے گیس کی شکل میں روزہ دار کے پیٹ سے بو برآمد ہوتی ہے جو اس کے منہ میں منتقل ہوتی ہے۔ یہ بو اللہ تعالیٰ کے ہاں مشک وعطر سے بھی زیادہ محبوب ہے اور یہ عمل دن کے آخری حصہ میں رونما پذیر ہوتا ہے، لہٰذا مسواک کے ذریعے اس کو زائل کرنا جائز نہیں ہے۔ اس لیے دن کے آخری حصہ میں روزہ دار مسواک استعمال نہیں کر سکتا۔

۴- حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ مطلقاً مسواک' مطلقاً روزہ میں اور مطلقاً وقت میں استعمال کرنا جائز ہے۔ آپ کی طرف سے حضرت امام شافعی احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو جو اللہ تعالیٰ کے ہاں کستوری سے بھی زیادہ محبوب ہے، وہ مسواک سے زائل نہیں ہوتی بلکہ مسواک کے استعمال سے میل دور ہوتا ہے۔

چند فقہی مسائل:

چند اہم امور کے حوالے سے فقہی مسائل درج ذیل ہیں:

☆ جھوٹ' چغلی' غیبت' گالی گلوچ' بیہودہ بات' کسی کو تکلیف دینا کہ یہ چیزیں ویسے بھی ناجائز و حرام ہیں، روزہ میں اور زیادہ حرام ہیں اور ان کی وجہ سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے۔

☆ روزہ دار کا بلا عذر شرعی کسی چیز کا چکھنا مکروہ ہے۔ چکھنے کے لیے شرعی عذر یہ ہے کہ مثلاً عورت کا شوہر یا باندی کا آقا بدمزاج ہے کہ سالن وغیرہ میں نمک کم و بیش ہوگا' تو اس کی ناراضی کا باعث ہوگا، اس وجہ سے چکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

☆ کوئی چیز خریدی ہے اور اس کا چکھنا ضروری ہے کہ نہ چکھے گا' تو نقصان ہوگا، تو چکھنے میں حرج نہیں ورنہ مکروہ ہے۔

☆ بلا عذر شرعی چکھنا جو مکروہ بتایا گیا' ہے یہ فرض روزہ کا حکم ہے نفلی میں کراہت نہیں ہے' جبکہ اس کی حاجت ہو۔

☆ عورت کا بوسہ لینا' گلے لگانا اور بدن چھونا مکروہ ہے، جبکہ یہ اندیشہ ہو کہ انزال ہو جائے گا یا جماع میں مبتلا ہو جائے گا' ہونٹ اور زبان چوسنا روزہ میں مطلقاً مکروہ ہے یونہی مباشرت فاحشہ ہے۔

☆ گلاب یا مشک وغیرہ سونگھنا' داڑھی مونچھ میں تیل لگانا اور سرمہ لگانا مکروہ نہیں مگر جبکہ زینت کے لیے سرمہ لگایا یا اس لیے تیل لگایا کہ داڑھی بڑھ جائے حالانکہ ایک مشت داڑھی ہے تو یہ دونوں باتیں بغیر روزہ کے بھی مکروہ ہیں اور روزہ میں بدرجہ اولیٰ۔

☆ روزہ میں مسواک کرنا مکروہ نہیں بلکہ جیسے اور دنوں میں سنت ہے، روزہ میں بھی مسنون ہے۔ مسواک خشک ہو یا تر اگرچہ پانی سے تر کی ہو، زوال سے پہلے کرے یا بعد کسی وقت بھی مکروہ نہیں ہے۔ اکثر لوگوں میں مشہور ہے بعد از زوال روزہ دار کے لیے مسواک کرنا مکروہ ہے، یہ ہمارے مذہب کے خلاف ہے۔

☆ فصد کھلوانا' پچھنے لگوانا مکروہ نہیں جب کہ ضعف کا اندیشہ نہ ہو اور اندیشہ ہو' تو مکروہ ہے، اسے چاہیے کہ غروب آفتاب تک مؤخر کرے۔

☆ روزہ دار کے لیے کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا مکروہ ہے۔ کلی میں مبالغہ کرنے کے یہ معنی ہیں کہ منہ بھر پانی لے اور وضو وغسل کے علاوہ ٹھنڈک پہنچانے کی غرض سے کلی کرنا یا ناک میں پانی چڑھانا یا ٹھنڈک کے لیے نہانا بلکہ بدن پر بھیگا کپڑا لپیٹنا مکروہ نہیں۔

☆ رمضان کے دنوں میں ایسا کام کرنا جائز نہیں ہے، جس سے ایسا ضعف آ جائے کہ روزہ توڑنے کا ظن غالب ہو، لہٰذا نانبائی کو چاہیے کہ دوپہر تک روٹی پکائے پھر باقی دن میں آرام کرے۔

☆ اگر روزہ رکھے گا' تو کمزور ہو جائے گا، کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکے گا' تو حکم ہے کہ روزہ رکھے اور بیٹھ کر نماز پڑھے۔

☆ سحری کھانا اور اس میں تاخیر کرنا مستحب ہے، مگر اتنی تاخیر مکروہ ہے کہ صبح ہو جانے کا شک ہو جائے۔

☆ افطاری میں جلدی کرنا مستحب ہے، مگر افطاری اس وقت کرے کہ غروب آفتاب کا غالب گمان ہو' جب تک گمان غالب نہ ہو افطاری نہ کرے، اگرچہ مؤذن نے اذان کہہ دی ہو۔ ابر کے دنوں میں افطار میں جلدی نہ چاہیے۔ (ماخوذ کتب فقہ)

بَابُ مَا جَآءَ لَا صِيَامَ لِمَنْ لَمْ يَعْزِمْ مِنَ اللَّيْلِ

باب 33- اس شخص کا روزہ درست نہیں ہوتا جو رات کو (یعنی سحری سے پہلے) نیت نہ کرے

662 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ اَبِیْ مَرْيَمَ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بَكْرٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ حَفْصَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ لَّمْ يُجْمِعِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَلَا صِيَامَ لَهٗ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ حَفْصَةَ حَدِيْثٌ لَّا نَعْرِفُهٗ مَرْفُوْعًا اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

اختلافِ روایت: وَقَدْ رُوِیَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَوْلُهٗ وَهُوَ اَصَحُّ وَهٰكَذَا اَيْضًا رُوِیَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنِ

662- اخرجه ابو داؤد (745/1) كتاب الصيام: باب: النية في الصيام' رقم (2454) والنسائي (196/4): كتاب الصيام: باب: ذكر اختلاف الناقلين لخبر حفصة في ذلك' رقم (2331 -2341)' وابن ماجه (542/1) كتاب الصيام: باب: ماجاء في فرض الصوم من الليل' والخيار في الصوم' رقم (1700)' واحمد (287/6)' وابن خزيمة (212/3) رقم (1933)۔

الزُّهْرِيِّ مَوْقُوفًا وَّلَا نَعْلَمُ اَحَدًا رَفَعَهُ اِلَّا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ

مذاہب فقہاء: وَاِنَّمَا مَعْنٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ لَا صِيَامَ لِمَنْ لَمْ يُجْمِعِ الصِّيَامَ قَبْلَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ فِيْ رَمَضَانَ اَوْ فِيْ قَضَاءِ رَمَضَانَ اَوْ فِيْ صِيَامِ نَذْرٍ اِذَا لَمْ يَنْوِهٖ مِنَ اللَّيْلِ لَمْ يُجْزِهٖ وَاَمَّا صِيَامُ التَّطَوُّعِ فَمُبَاحٌ لَهٗ اَنْ يَّنْوِيَهٗ بَعْدَ مَا اَصْبَحَ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

◆◆ سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں: جو شخص صبح صادق سے پہلے روزے کی نیت نہیں کرتا اس کا روزہ نہیں ہوتا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث کو ہم "مرفوع" ہونے کے اعتبار سے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

نافع کے حوالے سے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اپنے قول کے طور پر یہ روایت منقول ہے اور یہی زیادہ درست ہے۔

اس کا مطلب بعض اہلِ علم کے نزدیک یہ ہے: جو شخص رمضان کے مہینے میں یا رمضان کی قضاء کے بارے میں یا نذر کے روزے کے بارے میں، صبح صادق ہونے سے پہلے روزہ رکھنے کی نیت نہیں کرتا، یعنی رات کے وقت نیت نہیں کرتا، تو اس کا روزہ درست نہیں ہوگا۔

جہاں تک نفلی روزے کا تعلق ہے، تو اس کی نیت صبح ہو جانے کے بعد کرنا بھی جائز ہے۔

امام شافعی، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق بات کے قائل ہیں۔

شرح

رات میں روزہ کی نیت کرنے میں مذاہب آئمہ:

رمضان اور نذر معین کے روزوں کے لیے رات کو یعنی صبح صادق سے قبل نیت ضروری ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے:۔

۱- آئمہ ثلاثہ کا موقف ہے کہ صبح صادق سے قبل روزے کی نیت کرنا ضروری ہے ورنہ روزہ نہیں ہوگا۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر ہے کہ صبح صادق کے بعد اور زوال سے قبل بھی نیت کی جاسکتی ہے۔

جن روزوں کی ادائیگی ضروری ہے لیکن ان کا وقت مقرر نہیں ہے، وہ قضاء رمضان، کفاروں کے روزے اور نذر غیر معین کے روزے ہیں، ان کے لیے بالا جماع رات کے وقت نیت کرنا ضروری ہے۔ ان کے لیے صبح صادق کے بعد نیت کرنا درست نہیں ہے۔

نفل روزوں کے بارے میں احناف کا موقف ہے کہ زوال کے وقت سے قبل نیت کی جاسکتی ہے۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک رات کو یعنی صبح صادق سے قبل نیت کرنا ضروری ہے۔ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ

تعالیٰ کے نزدیک نصف النہار یعنی زوال کے وقت کے بعد بھی نیت کرنا معتبر ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ اِفْطَارِ الصَّائِمِ الْمُتَطَوِّعِ

باب 34- نفلی روزہ توڑ دینا

663 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنِ ابْنِ اُمِّ هَانِئٍ عَنْ اُمِّ هَانِئٍ قَالَتْ

متنِ حدیث: كُنْتُ قَاعِدَةً عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاُتِيَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ مِنْهُ ثُمَّ نَاوَلَنِيْ فَشَرِبْتُ مِنْهُ فَقُلْتُ اِنِّيْ اَذْنَبْتُ فَاسْتَغْفِرْ لِيْ فَقَالَ وَمَا ذَاكِ قَالَتْ كُنْتُ صَائِمَةً فَاَفْطَرْتُ فَقَالَ اَمِنْ قَضَاءٍ كُنْتِ تَقْضِيْنَهُ قَالَتْ لَا قَالَ فَلَا يَضُرُّكِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَّعَآئِشَةَ

◆◆ سیّدہ اُم ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی ایک مشروب لایا گیا' آپ نے اس میں سے پی لیا' پھر آپ نے میری طرف بڑھایا میں نے بھی اس میں سے پی لیا' میں نے عرض کی: میں نے گناہ کیا ہے آپ میرے لیے دعائے مغفرت کیجئے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا گناہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: میں نے روزہ رکھا ہوا تھا' اور اب میں نے روزہ توڑ لیا' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ قضاء کا روزہ تھا جو تم نے ادا کرنی تھی؟ انہوں نے عرض کی: نہیں' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر تمہیں کوئی نقصان نہیں ہوا۔

اس بارے میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ' سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

664 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ كُنْتُ اَسْمَعُ سِمَاكَ بْنَ حَرْبٍ يَقُوْلُ اَحَدُ ابْنَيْ اُمِّ هَانِئٍ حَدَّثَنِيْ فَلَقِيْتُ اَنَا اَفْضَلَهُمَا وَكَانَ اسْمُهُ جَعْدَةَ وَكَانَتْ اُمُّ هَانِئٍ جَدَّتَهُ فَحَدَّثَنِيْ عَنْ جَدَّتِهِ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَدَعَى بِشَرَابٍ فَشَرِبَ ثُمَّ نَاوَلَهَا فَشَرِبَتْ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمَا اِنِّيْ كُنْتُ صَائِمَةً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّائِمُ الْمُتَطَوِّعُ اَمِيْنُ نَفْسِهِ اِنْ شَاءَ صَامَ وَاِنْ شَاءَ اَفْطَرَ

اختلافِ روایت: قَالَ شُعْبَةُ فَقُلْتُ لَهُ ءَ اَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ اُمِّ هَانِئٍ قَالَ لَا اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ صَالِحٍ وَّاَهْلُنَا عَنْ اُمِّ هَانِئٍ وَّرَوٰى حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ فَقَالَ عَنْ هَارُوْنَ بْنِ بِنْتِ اُمِّ هَانِئٍ عَنْ اُمِّ هَانِئٍ وَّرِوَايَةُ شُعْبَةَ اَحْسَنُ هٰكَذَا حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ عَنْ اَبِيْ دَاوُدَ فَقَالَ اَمِيْنُ نَفْسِهِ وحَدَّثَنَا غَيْرُ مَحْمُوْدٍ عَنْ اَبِيْ دَاوُدَ فَقَالَ اَمِيْرُ نَفْسِهِ اَوْ اَمِيْنُ نَفْسِهِ عَلَى الشَّكِّ وَهٰكَذَا رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ شُعْبَةَ اَمِيْنُ اَوْ

663- اخرجه ابو داؤد (745/1) كتاب الصيام: باب: في الرخصة في ذلك رقم (2455) والنسائي في "الكبرى" (250/2) كتاب الصيام: باب: ذكر حديث سماك رقم (3304/1 - 3309/6) واحمد (341/6)۔

اَمِيْرُ نَفْسِهٖ عَلَى الشَّكِّ قَالَ وَحَدِيْثُ اُمِّ هَانِئٍ فِىْ اِسْنَادِهٖ مَقَالٌ

مذاہب فقہاء: وَّالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ اَنَّ الصَّائِمَ الْمُتَطَوِّعَ اِذَا اَفْطَرَ فَلَا قَضَاءَ عَلَيْهِ اِلَّا اَنْ يُّحِبَّ اَنْ يَّقْضِيَهٗ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَالشَّافِعِيِّ

◆◆ شعبہ بیان کرتے ہیں: میں نے سماک بن حرب کو یہ بیان کرتے ہوئے سناوہ یہ فرماتے ہیں: سیّدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے ایک صاحب سے میری ملاقات ہوئی انہوں نے مجھے حدیث سنائی اس کے بعد میری ملاقات ان میں سے سب زیادہ فضیلت والے شخص سے ہوئی جن کا نام جعدہ تھا اور سیّدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا ان کی دادی تھیں انہوں نے اپنی دادی کے حوالے سے یہ بیان کی: نبی اکرم ﷺ ان کے ہاں تشریف لائے آپ نے مشروب طلب کیا پھر آپ نے اسے نوش کیا پھر آپ نے اسے سیّدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا کی طرف بڑھا دیا۔ انہوں نے بھی اسے پی لیا پھر انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں تو روزہ دار تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نفلی روزہ رکھنے والا اپنے نفس کا امین ہوتا ہے اگر وہ چاہے تو روزہ رکھے اگر چاہے تو روزہ توڑ دے۔

شعبہ نامی راوی بیان کرتے ہیں: میں نے ان سے دریافت کیا کیا آپ نے خود سیّدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا کی زبانی یہ بات سنی ہے تو انہوں نے جواب دیا سیّدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ بات بتائی گئی ہے۔

حماد بن سلمہ نے اس حدیث کو سماک کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

وہ یہ فرماتے ہیں: یہ روایت ہارون نامی راوی کے حوالے سے سیّدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا سے منقول ہے جو سیّدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا کے نواسے ہیں (امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) شعبہ سے منقول روایت زیادہ بہتر ہے۔

اسی طرح ایک اور سند کے ہمراہ یہ روایت بھی منقول ہے حدیث میں یہ الفاظ ہیں: وہ شخص اپنے نفس کا امین ہوتا ہے۔

جبکہ دیگر راویوں نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں وہ شخص اپنے نفس کو حکم دینے والا ہوتا ہے (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) اپنے نفس کا امین ہوتا ہے یا امیر (ہوتا ہے) یہ الفاظ شک کے طور پر نقل کیے گئے ہیں۔

یہی روایت اسی طرح لفظ امیر یا امین کے شک کے ہمراہ دیگر حوالوں سے شعبہ سے منقول ہے۔

سیّدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث کی سند میں کچھ خامی ہے۔

بعض اہل علم جو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں ان کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا یعنی نفلی روزہ رکھنے والا شخص اگر روزہ توڑ دیتا ہے تو اس پر قضاء لازم نہیں ہوگی البتہ اگر وہ قضاء کرنا پسند کرے (تو قضاء کر سکتا ہے)

سفیان ثوری احمد اسحٰق اور شافعی نے اسی بات کے قائل ہیں۔

بَاب صِيَامِ الْمُتَطَوِّعِ بِغَيْرِ تَبْيِيتٍ

باب 35: رات کے وقت کے علاوہ (یعنی صبح صادق کے بعد) نفلی روزے کی نیت کرنا

665 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى عَنْ عَمَّتِهِ عَآئِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَآئِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ

متنِ حدیث: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ قَالَتْ قُلْتُ لَا قَالَ فَإِنِّي صَائِمٌ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک دن نبی اکرم ﷺ میرے ہاں تشریف لائے آپ نے فرمایا: کیا تمہارے ہاں کھانے کے لیے کچھ ہے؟ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے عرض کی: نہیں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تو میں (نفلی) روزہ رکھ لیتا ہوں۔

666 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى عَنْ عَآئِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَآئِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ

متنِ حدیث: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِيْنِي فَيَقُوْلُ أَعِنْدَكِ غَدَاءٌ فَأَقُوْلُ لَا فَيَقُوْلُ إِنِّي صَائِمٌ قَالَتْ فَأَتَانِي يَوْمًا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّهُ قَدْ أُهْدِيَتْ لَنَا هَدِيَّةٌ قَالَ وَمَا هِيَ قَالَتْ قُلْتُ حَيْسٌ قَالَ أَمَا إِنِّي قَدْ أَصْبَحْتُ صَائِمًا قَالَتْ ثُمَّ أَكَلَ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: بعض اوقات نبی اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لاتے اور دریافت کرتے تھے: کیا تمہارے پاس کھانے کے لیے کچھ ہے؟ میں عرض کرتی تھی: نہیں! تو آپ فرماتے تھے: پھر میں روزہ رکھ لیتا ہوں، سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک دن آپ میرے پاس تشریف لائے، میں نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے تحفے کے طور پر کچھ (کھانا) دیا گیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: وہ کیا ہے؟ میں نے جواب دیا: حیس ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے تو صبح روزے کی نیت کی تھی، سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: پھر نبی اکرم ﷺ نے اسے کھا بھی لیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے۔

665- اخرجه مسلم (809, 808/2) كتاب الصيام: باب: جواز صوم النافلة بنية من النهار قبل الزوال وجواز فطر الصائم نفلا من غير عذر رقم (1154/170, 169) وابو داؤد (745/1) كتاب الصيام: باب: في الرخصة في ذلك رقم (2455) والنسائي (193/4 -196) كتاب الصيام: باب: النية في الصيام والاختلاف على طلحة بن يحيى بن طلحة في خبر عائشة فيه رقم (2330- 2322) وابن ماجه (543/1) كتاب الصيام باب: ماجاء في فرض الصوم من الليل والخيار في الصوم رقم (1701) واحمد (207-49/6) والحميدي (98/1) رقم (190-191) وابن خزيمة (308/3) رقم (2141)۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ اِيجَابِ الْقَضَاءِ عَلَيْهِ

باب 36: (نفلی روزے کی) قضاء کا واجب ہونا

667 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: كُنْتُ اَنَا وَحَفْصَةُ صَائِمَتَيْنِ فَعُرِضَ لَنَا طَعَامٌ اشْتَهَيْنَاهُ فَاَكَلْنَا مِنْهُ فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَدَرَتْنِي اِلَيْهِ حَفْصَةُ وَكَانَتِ ابْنَةَ اَبِيهَا فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا صَائِمَتَيْنِ فَعُرِضَ لَنَا طَعَامٌ اشْتَهَيْنَاهُ فَاَكَلْنَا مِنْهُ قَالَ اقْضِيَا يَوْمًا اٰخَرَ مَكَانَهُ

اختلافِ روایت: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: وَرَوٰى صَالِحُ بْنُ اَبِي الْاَخْضَرِ وَمُحَمَّدُ بْنُ اَبِي حَفْصَةَ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ مِثْلَ هٰذَا وَرَوَاهُ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ وَّمَعْمَرٌ وَّعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَزِيَادُ بْنُ سَعْدٍ وَّغَيْرُ وَاحِدٍ مِّنَ الْحُفَّاظِ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَآئِشَةَ مُرْسَلًا وَّلَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ عَنْ عُرْوَةَ وَهٰذَا اَصَحُّ لِاَنَّهُ رُوِيَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ سَاَلْتُ الزُّهْرِيَّ قُلْتُ لَهُ اَحَدَّثَكَ عُرْوَةُ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَ لَمْ اَسْمَعْ مِنْ عُرْوَةَ فِي هٰذَا شَيْئًا وَّلٰكِنِّي سَمِعْتُ فِي خِلَافَةِ سُلَيْمَانَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ مِنْ نَّاسٍ عَنْ بَعْضِ مَنْ سَاَلَ عَآئِشَةَ عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ عَلِيُّ بْنُ عِيسٰى ابْنِ يَزِيدَ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ

مذاہبِ فقہاء: وَقَدْ ذَهَبَ قَوْمٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ اِلٰى هٰذَا الْحَدِيثِ فَرَاَوْا عَلَيْهِ الْقَضَاءَ اِذَا اَفْطَرَ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے اور حفصہ نے روزہ رکھا ہوا تھا۔ ہمارے سامنے کھانا پیش کیا گیا ہمیں اس کی طلب ہوئی' ہم نے اسے کھالیا' پھر نبی اکرم ﷺ تشریف لائے' تو حفصہ نے مجھ سے پہلے آپ ﷺ سے (سوال کیا) آخروہ اپنے والد کی بیٹی تھیں (یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرح دینی معاملات کا حکم جلد جاننا چاہتی تھیں) انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم دونوں نے روزہ رکھا ہوا تھا' ہمارے سامنے کھانا پیش کیا گیا' ہمیں اس کی طلب ہوئی' تو ہم نے اسے کھالیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم دونوں اس کی جگہ کسی اور دن قضاء روزہ رکھ لینا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: صالح بن ابواخضر اور محمد بن ابوحفصہ نے اس روایت کو زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے، عروہ کے حوالے سے، سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ معمر، عبیداللہ بن عمر، زیاد بن سعد اور دیگر حفاظ راویوں نے اسے زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے، سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے "مرسل" روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔ ان راویوں نے اس کی سند میں عروہ کا تذکرہ نہیں کیا (امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اور یہی درست ہے۔

667- اخرجه ابو داؤد (1/745, 746) كتاب الصيام: باب: من راى عليه القضاء رقم (2457) واحمد (6/141 -237 -263)

اس کی وجہ یہ ہے: ابن جریج کے حوالے سے یہ بات منقول ہے۔ وہ فرماتے ہیں: میں نے زہری رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا: میں نے کہا کیا عروہ نے آپ کو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ حدیث سنائی ہے' تو انہوں نے فرمایا: میں نے عروہ سے اس بارے میں کچھ نہیں سنا البتہ میں نے سلیمان بن عبدالملک کی خلافت کے زمانے میں' کچھ لوگوں کے حوالے سے، ان صاحب کے حوالے سے اس روایت کو سنا تھا' جنہوں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا تھا۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ ابن جریج کے حوالے سے منقول ہے' جس میں انہوں نے اس حدیث کو ذکر کیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اہلِ علم نے اس حدیث کو اختیار کیا ہے' ان حضرات کے نزدیک ایسے شخص پر قضاء لازم ہوگی جب وہ (نفلی) روزہ توڑ دیتا ہے۔

امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

شرح

روزہ توڑنے کے مسئلہ میں مذاہب آئمہ:

کیا نفلی روزہ توڑنا جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ آئمہ ثلاثہ کا مؤقف ہے کہ نفلی روزہ توڑنا جائز ہے خواہ عذر ہو یا نہ ہو اور اس کی قضاء بھی واجب نہیں ہے۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی قضاء واجب ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس بارے میں دو قول ہیں:

۱- بلا عذر شرعی نفلی روزہ توڑنا مکروہ ہے۔ ۲- شرعی عذر کی بناء پر روزہ توڑنا مکروہ نہیں ہے۔ اس اجمال کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ آئمہ ثلاثہ کے نزدیک نفلی عبادت شروع کرنے سے قبل جس طرح نفلی تھی شروع کرنے کے بعد بھی وہ نفلی ہی رہتی ہے۔ انسان چاہے تو اسے مکمل کرے اور چاہے تو اسے مکمل نہ کرے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطۂ نظر ہے کہ نفلی عبادت شروع کرنے کے بعد اس کا مکمل کرنا واجب ہو جاتا ہے خواہ نفلی عبادت نماز ہو یا روزہ ہو یا حج وعمرہ ہو۔ اس سلسلے میں ارشاد ربانی ہے: "وَلَاتُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ" (سورۂ محمد: ۳۳) تم اپنے اعمال کو باطل مت کرو۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ وِصَالِ شَعْبَانَ بِرَمَضَانَ

باب 37: شعبان کے روزے' رمضان کے ساتھ ملا کر رکھنا

668 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ

668- اخرجه ابو داؤد (713/1) كتاب الصيام: باب: فيمن يصل شعبان برمضان (متطوعا) رقم (2336) والنسائى (150/4) كتاب الصيام: باب: ذكر حديث ابى سلمة فى ذلك رقم (2175) وابن ماجه (528/1) كتاب الصيام: باب: ماجاء فى وصال شعبان برمضان رقم (1648) والنسائى (200/4) كتاب الصيام: باب: صوم النبى صلى الله عليه وسلم رقم (2302 -2353) واحمد (293/6 -311) وعبد بن حميد ص (444) رقم (1538) والدارمى (17/2) كتاب الصوم: باب: وصال شعبان برمضان-

متن حدیث: مَا رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ اِلَّا شَعْبَانَ وَرَمَضَانَ وَفِي الْبَاب عَنْ عَآئِشَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اُمِّ سَلَمَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ

حدیث دیگر: وَقَدْ رُوِىَ هٰذَا الْحَدِيْثُ اَيْضًا عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ مَا رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ شَهْرٍ اَكْثَرَ صِيَامًا مِّنْهُ فِىْ شَعْبَانَ كَانَ يَصُومُهُ اِلَّا قَلِيْلًا بَلْ كَانَ يَصُومُهُ كُلَّهُ

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ عَآئِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ (۱)

مذاہب فقہاء: وَرُوِىَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ اَنَّهُ قَالَ فِىْ هٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَ هُوَ جَائِزٌ فِىْ كَلَامِ الْعَرَبِ اِذَا صَامَ اَكْثَرَ الشَّهْرِ اَنْ يُّقَالَ صَامَ الشَّهْرَ كُلَّهُ وَيُقَالُ قَامَ فُلَانٌ لَيْلَهُ اَجْمَعَ وَلَعَلَّهُ تَعَشّٰى وَاشْتَغَلَ بِبَعْضِ اَمْرِهٖ كَاَنَّ ابْنَ الْمُبَارَكِ قَدْ رَاٰى كِلَا الْحَدِيْثَيْنِ مُتَّفِقَيْنِ يَقُوْلُ اِنَّمَا مَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ اَنَّهُ كَانَ يَصُومُ اَكْثَرَ الشَّهْرِ

اسنادِ دیگر: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَقَدْ رَوٰى سَالِمٌ اَبُو النَّضْرِ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ عَآئِشَةَ نَحْوَ رِوَايَةِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو

◆◆ سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے مسلسل دو مہینے کے روزے رکھے ہوں' صرف شعبان اور رمضان میں ایسا کرتے تھے۔

اس بارے میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔

یہی روایت دیگر سند کے ہمراہ ابوسلمہ کے حوالے سے، سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے۔ وہ بیان کرتی ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو شعبان سے زیادہ کسی اور مہینے میں روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ آپ چند دن چھوڑ کر پورا مہینہ روزے رکھا کرتے تھے' بلکہ آپ تقریباً پورا مہینہ ہی روزے رکھتے تھے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ کے بارے میں منقول ہے۔

سالم ابوالنضر اور دیگر راویوں نے اس حدیث کو ابوسلمہ کے حوالے سے' سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے' جیسا کہ اسے محمد بن

(۱)– اخرجه مالك (309/1) كتاب الصيام: باب: جامع الصيام' رقم (56)' والبخاري (251/4) كتاب الصيام: باب: صوم شعبان' رقم (1969)' وطرفاه في (1970 - 6465)' ومسلم 810/2) كتاب الصيام: باب: صيام النبي صلى الله عليه وسلم في غير رمضان' واستحباب ان لا يخلي شهرا عن صوم' رقم (1156/175)' (1156/176)' (782/177)' وابو داؤد (740/1) كتاب الصيام' باب كيف كان يصوم النبي صلى الله عليه وسلم رقم (2434)' والنسائي (150/4) كتاب الصيام: باب: الاختلاف على محمد بن ابراهيم فيه' رقم (2177-2178)' والحميدي (91/1) رقم (173)' واحمد (39/6)' وابن ماجه (545/1) كتاب الصيام: باب: ماجاء في صيام النبي صلى الله عليه وسلم -

عمرو نے نقل کیا ہے۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے یہ بات منقول ہے انہوں نے اس حدیث کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا ہے: عربوں کے کلام (یعنی محاورے) میں یہ بات جائز ہے: جب کوئی شخص کسی مہینے کے اکثر حصے میں روزے رکھے تو یہ کہا جائے: اس نے پورے مہینے میں روزے رکھے ہیں۔

جیسا کہ یہ کہا جاتا ہے: فلاں شخص پوری رات نفل پڑھتا رہا حالانکہ ہوسکتا ہے: اس نے رات کے اس حصے میں کچھ کھانا بھی کھایا ہوگا کوئی اور کام بھی کیا ہوگا۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ دونوں حدیثیں ایک سی ہیں یعنی وہ یہ فرماتے ہیں: اس حدیث کا مفہوم یہی ہے: نبی اکرم ﷺ (شعبان) کے مہینے میں اکثر روزے رکھا کرتے تھے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ الصَّوْمِ فِي النِّصْفِ الثَّانِيْ مِنْ شَعْبَانَ لِحَالِ رَمَضَانَ

باب 38: رمضان (کی تعظیم) کے لیے شعبان کے صرف آخری پندرہ دنوں میں روزے رکھنا مکروہ ہے

669 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِذَا بَقِيَ نِصْفٌ مِّنْ شَعْبَانَ فَلَا تَصُوْمُوْا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ عَلٰى هٰذَا اللَّفْظِ

مذاہبِ فقہاء: وَمَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنْ يَّكُوْنَ الرَّجُلُ مُفْطِرًا فَاِذَا بَقِيَ مِنْ شَعْبَانَ شَيْءٌ اَخَذَ فِي الصَّوْمِ لِحَالِ شَهْرِ رَمَضَانَ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يُشْبِهُ قَوْلَهُمْ حَيْثُ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقَدَّمُوْا شَهْرَ رَمَضَانَ بِصِيَامٍ اِلَّا اَنْ يُّوَافِقَ ذٰلِكَ صَوْمًا كَانَ يَصُوْمُهُ اَحَدُكُمْ وَقَدْ دَلَّ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ اَنَّمَا الْكَرَاهِيَةُ عَلٰى مَنْ يَّتَعَمَّدُ الصِّيَامَ لِحَالِ رَمَضَانَ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب شعبان کا نصف حصہ باقی رہ جائے تو روزے نہ رکھو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔ ہم اسے ان الفاظ کے ساتھ صرف

669- اخرجه ابو داؤد (713/1) كتاب الصيام: باب: في كراهية ذلك' رقم (2337) وابن ماجه (528/1) كتاب الصيام: باب: ما جاء في النهي ان يتقدم رمضان بصوم' الا من صام صوما فوافقه' رقم (1651) واحمد (442/2) والدارمي (17/2) كتاب الصوم: باب: النهي عن الصوم بعد انتصاف شعبان-

اسی حوالے سے جانتے ہیں۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث کا مطلب یہ ہے: کوئی شخص (شعبان کے مہینے میں) کوئی روزہ نہیں رکھتا' پھر جب شعبان کا کچھ حصہ باقی رہ جاتا ہے' تو وہ رمضان کے استقبال کے لیے روزے رکھنا شروع کر دیتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے ایک اور روایت منقول ہے' جو اسی مفہوم پر دلالت کرتی ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: رمضان کے مہینے سے چند دن پہلے روزے رکھنا شروع نہ کرو' البتہ اگر کسی شخص کے روزے رکھنے کے دوسرے معمول کے حساب سے' اس دن روزے آرہے ہوں' تو وہ روزہ رکھ سکتا ہے۔

اس حدیث میں اس بات پر دلالت ہے: جو شخص رمضان کے استقبال کے حوالے سے' جان بوجھ کر اس دن روزہ رکھتا ہے تو ایسا کرنا مکروہ ہے۔

شرح

شعبان کے روزوں کو رمضان کے روزوں سے ملانے کا مسئلہ:

سوال: باب کی دونوں احادیث میں تعارض ہے، وہ اس طرح کہ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پورے شعبان کے روزے رکھتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کے اکثر روزے رکھتے تھے لہٰذا دونوں روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: بعض اوقات اکثر پر کل کا اطلاق ہوتا ہے، تو حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں مجازی معنی مراد ہیں یعنی آپ اکثر شعبان کے روزے رکھتے تھے لہٰذا اس مفہوم کے اعتبار سے دونوں روایات میں تعارض نہ رہا۔

سوال: ایک روایت میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے نصف آخر میں روزے رکھنے سے منع کیا ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے رمضان المبارک سے ایک دو دن قبل روزہ رکھنے سے منع کیا، اس طرح دونوں روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: جس حدیث میں رمضان سے ایک دو دن قبل روزے رکھنے کی ممانعت کی گئی ہے اس سے مراد ہے کہ احتیاط کی بناء پر رمضان سے روزے مقدم کرنا ہے۔ شعبان کے نصف آخر کے روزے رکھنے کی ممانعت کا مصداق یہ ہے کہ یہ روزے رکھنا ان لوگوں کے لیے منع ہیں جن میں کمزوری یا ضعف آنے کا امکان ہو کہ وہ رمضان کے روزے نہیں رکھ سکیں گے۔

دونوں ابواب کی دونوں احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے مہینوں کی نسبت سے شعبان میں زیادہ روزے رکھتے تھے۔ اس مہینہ میں کثرت صیام درحقیقت رمضان المبارک کے استقبال اور تیاری کے لیے تھا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ

باب 39: شعبان کی پندرھویں رات کا بیان

670 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَخْبَرَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ اَرْطَاةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: فَقَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَخَرَجْتُ فَاِذَا هُوَ بِالْبَقِيْعِ فَقَالَ اَكُنْتِ تَخَافِيْنَ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْكِ وَرَسُوْلُهُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنَّكَ اَتَيْتَ بَعْضَ نِسَائِكَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَنْزِلُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَغْفِرُ لِاَكْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ كَلْبٍ وَّفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَآئِشَةَ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ الْحَجَّاجِ

قولِ امام بخاری: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يُّضَعِّفُ هٰذَا الْحَدِيْثَ وقَالَ يَحْيَى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ لَّمْ يَسْمَعْ مِنْ عُرْوَةَ وَالْحَجَّاجُ بْنُ اَرْطَاةَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ يَّحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک رات میں نے نبی اکرم ﷺ کو غیر موجود پایا' میں نکلی نبی اکرم ﷺ جنت البقیع میں موجود تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: کیا تمہیں یہ خوف تھا؟ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول تمہارے ساتھ زیادتی کریں گے؟ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میرا یہ خیال تھا: شاید آپ اپنی کسی دوسری زوجہ محترمہ کے پاس تشریف لے گئے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: شعبان کی پندرھویں رات میں اللہ تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف نزول کرتا ہے' اور بنو کلب کی بکریوں کے بالوں سے زیادہ تعداد میں لوگوں کی مغفرت کرتا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث کو ہم صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں جو حجاج نامی راوی سے منقول ہے۔

میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو سنا ہے وہ اس حدیث کو ضعیف قرار دیتے ہیں' وہ فرماتے ہیں: یحییٰ بن ابوکثیر نے عروہ سے کوئی حدیث نہیں سنی ہے۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی فرماتے ہیں: حجاج نامی راوی نے یحییٰ بن ابوکثیر سے کوئی حدیث نہیں سنی ہے۔

670- اخرجه احمد (238/6)' وابن ماجه (444/1): كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ماجاء في ليلة النصف من شعبان' رقم (1389)-

شرح

پندرہ شعبان (شب برأت) کی فضیلت:

جامع ترمذی کی اس حدیث میں شب برأت کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ قبائل عرب میں بنوکلب ایک مشہور قبیلہ ہے جو کثرت سے بھیڑ بکریوں کی پرورش کرتا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس مقدس شب میں قبیلہ بنوکلب کے جانوروں کے بالوں کے برابر لوگوں کی بخشش کی جاتی ہے۔ جانوروں کے بالوں کا شمار کرنا دشوار و ناممکن ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اس رات میں بے شمار لوگوں کی بخشش و مغفرت کر دی جاتی ہے۔

اس رات میں ایصالِ ثواب کے لیے قبرستان میں جانا بھی مسنون ہے، کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جنت البقیع میں تشریف لے جاتے اور اہل قبور کے لیے خصوصی دعا فرماتے تھے۔ اسی مقدس شب میں اللہ تعالیٰ اپنی شایان شان آسمان دنیا پر جلوہ گر ہوتا ہے اور ہر ایک کی دعا قبول کرتا ہے، توبہ قبول کرتا ہے اور استغفار کرنے والے کی بخشش فرما دیتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ صَوْمِ الْمُحَرَّمِ

باب 40: محرم کے روزے کا بیان

671 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِمْيَرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: رمضان کے مہینے کے بعد سب سے زیادہ فضیلت والے روزے اللہ تعالیٰ کے مہینے محرم کے روزے ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے یہ "حسن" ہے۔

672 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ

671- اخرجه مسلم (821/2) كتاب الصيام: باب: فضل صوم شهر الله المحرم' رقم (1163/203, 202)' وابو داؤد (739, 738/1) كتاب الصيام: باب' في صوم المحرم' رقم (2429)' والنسائي (207, 206/3) كتاب قيام الليل و تطوع النهار' رقم (1613)' وابن ماجه (554/1) كتاب الصيام: باب: صيام اشهر الحرم' رقم (1742)' واحمد (303/2 -329 -344) وابن خزيمة (176/2) رقم (1134)' (282/3) رقم (2076)' والدارمي (21/2) كتاب الصوم : باب: صيام المحرم-

672- اخرجه الدارمي (21/2) كتاب الصوم: باب: صيام المحرم-

متنِ حدیث: سَاَلَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ اَیُّ شَهْرٍ تَاْمُرُنِیْ اَنْ اَصُوْمَ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ قَالَ لَهٗ مَا سَمِعْتُ اَحَدًا يَّسْاَلُ عَنْ هٰذَا اِلَّا رَجُلًا سَمِعْتُهٗ يَسْاَلُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا قَاعِدٌ عِنْدَهٗ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ شَهْرٍ تَاْمُرُنِیْ اَنْ اَصُوْمَ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ قَالَ اِنْ كُنْتَ صَائِمًا بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ فَصُمِ الْمُحَرَّمَ فَاِنَّهٗ شَهْرُ اللّٰهِ فِيْهِ يَوْمٌ تَابَ فِيْهِ عَلٰى قَوْمٍ وَّيَتُوْبُ فِيْهِ عَلٰى قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

◆◆ نعمان بن سعد، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: ایک شخص نے ان سے دریافت کیا: رمضان کے مہینے کے بعد آپ کس مہینے کے بارے میں مجھے یہ ہدایت کرتے ہیں، میں اس میں روزے رکھوں؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے جواب دیا: میں نے کسی شخص کو اس بارے میں دریافت کرتے ہوئے نہیں سنا صرف ایک آدمی کو سنا ہے اس نے نبی اکرم ﷺ سے یہ سوال کیا تھا: میں اس وقت نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھا، اس شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! رمضان کے مہینے کے بعد آپ کون سے مہینے کے بارے میں مجھے یہ ہدایت کرتے ہیں کہ میں اس میں روزہ رکھوں؟ آپ نے فرمایا: اگر تم نے رمضان کے مہینے کے علاوہ روزے رکھنے ہیں، تو محرم میں روزے رکھو، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے، اور اس میں ایک دن ایسا ہے، جس میں اللہ تعالیٰ ایک قوم کی توبہ قبول کرتا ہے، اور اسی دن دوسری قوم کی توبہ بھی قبول کر لیتا ہے۔ (یعنی بکثرت لوگوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔)

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

شرح

محرم کے روزے کی فضیلت:

فرضیت صیام رمضان سے قبل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم عاشورا اور ایام بیض کے روزے رکھا کرتے تھے۔ حدیث باب میں محرّم کے تمام ایام اور عاشورا کے روزہ کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کے بعد افضل روزے محرّم کے روزوں کو قرار دیا ہے۔

سوال: جب رمضان المبارک کے بعد افضل روزے محرّم کے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم محرّم کی بجائے شعبان میں کثرت صیام کیوں اختیار فرماتے تھے؟

جواب: (۱) کثرت اسفار وامراض کے اعذار کی بنا پر آپ ماہِ محرّم میں کثرت سے روزے نہ رکھ سکتے تھے۔

(۲) فضیلت صیام محرم کے حوالے سے آپ کا ارشاد زندگی مبارک کے آخری ایام کا ہو۔

اس ماہ میں فضیلت صیام کی کئی وجوہات ہیں: (۱) اس ماہ کو اللہ تعالیٰ کا مہینہ قرار دیا گیا ہے۔ (۲) اس ماہ کے ایک دن میں لوگوں کی توبہ قبول کی جاتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ صَوْمِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ

باب 41: جمعہ کے دن روزہ رکھنا

673 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ دِيْنَارٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى وَطَلْقُ بْنُ غَنَّامٍ عَنْ شَيْبَانَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ مِنْ غُرَّةِ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ وَّقَلَّمَا كَانَ يُفْطِرُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

مذاہبِ فقہاء: وَقَدِ اسْتَحَبَّ قَوْمٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ صِيَامَ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاِنَّمَا يُكْرَهُ اَنْ يَّصُوْمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لَا يَصُوْمُ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ قَالَ وَرَوٰى شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ وَلَمْ يَرْفَعْهُ

◆◆ زر (بن حبیش) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ہر مہینے کے ابتدائی تین دنوں میں روزہ رکھا کرتے تھے' اور بہت کم ایسا ہوا کہ جب آپ نے جمعہ کے دن روزہ ترک کیا ہو۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

اہلِ علم کے ایک گروہ نے جمعہ کے دن روزہ رکھنے کو مستحب قرار دیا ہے' تاہم اس بات کو مکروہ قرار دیا گیا ہے: صرف جمعہ کے دن روزہ رکھا جائے اور اس سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد روزہ نہ رکھا جائے۔

شعبہ نے عاصم نامی راوی کے حوالے سے اس حدیث کو نقل کیا ہے' اور انہوں نے اسے ''مرفوع'' روایت کے طور پر نقل نہیں کیا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ صَوْمِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَحْدَهٗ

باب 42: صرف جمعہ کے دن روزہ رکھنا مکروہ ہے

674 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَا يَصُوْمُ اَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِلَّا اَنْ يَّصُوْمَ قَبْلَهٗ اَوْ يَصُوْمَ بَعْدَهٗ

673- اخرجه ابو داؤد (744/1) كتاب الصيام: باب: في صوم الثلاث من كل شهر' رقم (2450)' والنسائي (204/4): كتاب الصيام: باب: صوم النبي صلى الله عليه وسلم وذكر اختلاف الناقلين للخبر في ذلك' رقم (2368)' وابن ماجه (550/1): كتاب الصوم: باب: في صيام يوم الجمعة' رقم (1725)' واحمد (406/1)' وابن خزيمة (303/3) رقم (2129)-

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عَلِيّ وَّجَابِرٍ وَّجُنَادَةَ الْاَزْدِيّ وَجُوَيْرِيَةَ وَاَنَسٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِىْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ يَكْرَهُوْنَ لِلرَّجُلِ اَنْ يَّخْتَصَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ لَّا يَصُوْمُ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ وَبِهٖ يَقُوْلُ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کوئی بھی شخص صرف جمعہ کے دن روزہ نہ رکھے اس سے ایک دن پہلے بھی روزہ رکھے یا ایک دن بعد رکھے۔

اس بارے میں حضرت علی، حضرت جابر، حضرت جنادہ ازدی، سیّدہ جویریہ، حضرت انس اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا انہوں نے اس بات کو مکروہ قرار دیا ہے: کوئی شخص بطور خاص صرف جمعہ کے دن روزہ رکھے اس سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد اس کے ساتھ روزہ نہ رکھے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

شرح

جمعہ کے دن روزہ رکھنے کی فضیلت:

اس حدیث مبارک میں لفظ ''غرہ'' استعمال ہوا ہے، اس کا معنی ہے گھوڑے کی پیشانی کے سفید بال جبکہ یہاں مراد ہے روشن ایام۔ اگر روشن ایام سے ایامِ بیض مراد لیے جائیں تو مسئلہ واضح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینہ کے ایام بیض اور ہر جمعہ کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ ایام بیض میں چاند عروج پر ہوتا ہے اور خوب روشن بھی ہوتا ہے۔ اگر اس سے مراد ہر مہینہ کے تین ابتدائی ایام ہوں تو یہ ایام، سابقہ ایام کی نسبت زیادہ روشن ہوتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کے لیے جمعۃ المبارک کے دن کا انتخاب اس لیے کیا ہوا تھا کہ اسے سید الایام اور مسلمانوں کی عید کا دن قرار دیا گیا ہے۔ نفلی روزے کم از کم دو ہونے چاہیے۔ جمعۃ المبارک کی تخصیص اس غرض سے کرنا کہ دوسرے ایام میں روزہ رکھنا ممنوع ہے، یہ جائز نہیں ہوگی۔ اس نظریہ سے ہٹ کر کوئی شخص صوم جمعہ کو اپنے معمولات میں شامل کر لیتا ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ البتہ اس سے ایک دن قبل یا بعد کا روزہ رکھ کر جوڑا بنانا چاہیے کیونکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں صراحت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف جمعۃ المبارک کا روزہ

674- اخرجه البخاری (273/4) كتاب الصوم: باب: صوم يوم الجمعة' رقم (1985)' ومسلم (801/2) كتاب الصيام: باب: كراهة صيام يوم الجمعة منفردا' رقم (1144/147)' وابو داؤد (736/1) كتاب الصيام: باب: النهى ان يخص يوم الجمعة بصوم' رقم (2420)' وابن ماجه (549/1) كتاب الصيام: باب: فى صيام يوم الجمعة' رقم (1723)' واحمد (495/2)' وابن خزيمة (315/3) رقم (2158)' كلهم من طريق الاعمش عن ابى صالح عن ابى هريرة۔

رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

سوال: جب صرف جمعہ کا روزہ رکھنا منع ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے روزہ کو اپنے معمولات میں شامل کیوں فرمایا ہوا تھا؟

جواب: (۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات سے ہو' (۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم شریعت میں خود مختار ہیں۔ (۳) نفلی روزوں کے جوڑ اپنانے کا حکم صرف اُمت کے لیے ہو۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ صَوْمِ يَوْمِ السَّبْتِ

باب 43: ہفتہ کے دن روزہ رکھنا

675 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حَبِيْبٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ عَنْ اُخْتِهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَا تَصُوْمُوْا يَوْمَ السَّبْتِ اِلَّا فِيْمَا افْتَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ اَحَدُكُمْ اِلَّا لِحَاءَ عِنَبَةٍ اَوْ عُوْدَ شَجَرَةٍ فَلْيَمْضُغْهُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

قولِ امام ترمذی: وَمَعْنٰى كَرَاهَتِهٖ فِيْ هٰذَا اَنْ يَّخُصَّ الرَّجُلُ يَوْمَ السَّبْتِ بِصِيَامٍ لِاَنَّ الْيَهُوْدَ تُعَظِّمُ يَوْمَ السَّبْتِ

◆◆ حضرت عبداللہ بن بسر اپنی بہن کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: (صرف) ہفتہ کے دن روزہ نہ رکھو سوائے اس روزے کے' جو تم پر فرض کیا گیا ہے' اگر کسی شخص کو انگور کی چھال یا درخت کی لکڑی کے علاوہ اور کچھ بھی (کھانے کے لیے) نہ ملے' تو وہ اسے ہی چبالے (یعنی صرف ہفتے کے دن روزہ نہ رکھے)۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

اس کے مکروہ ہونے کا مطلب یہ ہے: آدمی ہفتے کے دن کو روزہ رکھنے کے لیے خاص کرلے' اس کی وجہ یہ ہے: یہودی اس دن کی تعظیم کرتے ہیں۔

شرح

ہفتہ کے دن روزہ رکھنے کا مسئلہ:

محض ہفتہ کے دن روزہ رکھنے میں حرج نہیں ہے' کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اس دن کا روزہ رکھنا ثابت ہے۔

675- اخرجه ابو داؤد (736/1) كتاب الصيام: باب: النهي ان يخص يوم السبت بصوم' رقم (2421)' وابن ماجه (550/1) كتاب الصيام: باب: ماجاء في صيام يوم السبت' رقم (1726)' واحمد (368/6)' وابن خزيمة (317/3) رقم (2163)' والدارمي (19/2): كتاب الصيام: باب: النهي عن صوم المراة' من طريق خالد بن عجلان عن عبدالله بن بسر عن اخته الصماء' غير ان ابن ماجه لم يذكر اخته۔

البتہ اس کے ساتھ جمعہ یا اتوار کا روزہ ملانا اور جوڑا اپنانا افضل ہے۔ اس لیے کہ صرف اس دن کا روزہ یہودی رکھتے ہیں۔ یہود کے طریقہ کی مخالفت کرنے اور ان کی مشابہت اختیار نہ کرنے پر اسلام نے زور دیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ صَوْمِ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ

باب 44: پیر اور جمعرات کے دن روزہ رکھنا

676 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ الْفَلَّاسُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوُدَ عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ رَبِيْعَةَ الْجُرَشِيِّ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَرَّى صَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ حَفْصَةَ وَاَبِيْ قَتَادَةَ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَآئِشَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ اہتمام کے ساتھ پیر اور جمعرات کے دن روزہ رکھا کرتے تھے۔

اس بارے میں سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ، حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ''حسن'' ہے' اور اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

677 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ وَمُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ مِنَ الشَّهْرِ السَّبْتَ وَالْاَحَدَ وَالْاِثْنَيْنِ وَمِنَ الشَّهْرِ الْاٰخَرِ الثُّلَاثَاءَ وَالْاَرْبِعَاءَ وَالْخَمِيسَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

اختلافِ روایت: وَّرَوٰى عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ سُفْيَانَ وَلَمْ يَرْفَعْهُ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ ایک مہینے میں ہفتے، اتوار اور پیر کے دن روزہ رکھتے تھے اور دوسرے مہینے میں منگل، بدھ اور جمعرات کے دن روزہ رکھا کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

عبدالرحمٰن بن مہدی نے اس روایت کو سفیان کے حوالے سے نقل کیا ہے' اور اسے ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل نہیں کیا۔

678 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِيْ

676- اخرجه النسائي (203/4) كتاب الصيام: باب: صوم النبي صلى الله عليه وسلم' رقم (2361)' وابن ماجه (528/1) كتاب الصيام: باب: ماجاء في وصال شعبان برمضان' رقم (1649)' (553/1) كتاب الصيام: باب: صيام يوم الاثنين والخميس' رقم (1739)' كلاهما من طريق خالد بن معدان عن ربيعة بن الغاز-

صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ فَاُحِبُّ اَنْ يُّعْرَضَ عَمَلِيْ وَاَنَا صَائِمٌ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

فی الباب: فِيْ هٰذَا الْبَابِ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: پیر اور منگل کے دن اعمال (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں) پیش کیے جاتے ہیں تو مجھے یہ پسند ہے: جب میرا عمل پیش کیا جائے‘ تو میں روزے کی حالت میں ہوں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ صَوْمِ يَوْمِ الْاَرْبِعَاءِ وَالْخَمِيْسِ

باب 45: بدھ اور جمعرات کے دن روزہ رکھنا

679 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُرَيْرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ مَدُّوْيَهِ قَالَا حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ سَلْمَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مُسْلِمٍ الْقُرَشِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ

متنِ حدیث: سَاَلْتُ اَوْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صِيَامِ الدَّهْرِ فَقَالَ اِنَّ لِاَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا صُمْ رَمَضَانَ وَالَّذِيْ يَلِيْهِ وَكُلَّ اَرْبِعَاءَ وَخَمِيْسٍ فَاِذَا اَنْتَ قَدْ صُمْتَ الدَّهْرَ وَاَفْطَرْتَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَآئِشَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ مُسْلِمٍ الْقُرَشِيِّ حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

اسنادِ دیگر: وَرَوٰى بَعْضُهُمْ عَنْ هَارُوْنَ بْنِ سَلْمَانَ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ

◆◆ عبیداللہ بن مسلم قریشی اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے سوال کیا (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) نبی اکرم ﷺ سے مسلسل روزے رکھنے کے بارے میں دریافت کیا گیا: تو آپ نے ارشاد فرمایا: تمہاری بیوی کا تم پر حق ہے‘ پھر آپ نے ارشاد فرمایا: رمضان کے روزے رکھو اور اس کے بعد والے (شوال کے چھ) روزے رکھو اور ہر بدھ اور جمعرات کے

678- للحديث الفاظ غير هذا' فقد ورد بلفظ: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اكثر ما يصوم الاثنين والخميس قال: فقيل له' قال: ان الاعمال تعرض كل اثنين وخميس' او كل يوم اثنين' فيغفر الله لكل مسلم- اولكل مومن الا المتهاجرين' فيقول: اخرهما' وفي رواية تفتح ابوا بالجنة يوم الاثنين والخميس الحديث- والحديث بهذا الالفاظ' اخرجه مسلم (1988/4) كتاب البر ولاصلة والآداب: باب: النهي عن الشحناء والتهاجر' رقم (35.,2565/36)' ومالك (908/20) كتاب حسن الخلق: باب: ماجاء في المهاجرة' رقم (17-18)' وابو داؤد (697/2): كتاب الادب' باب: فيمن يهجر اخاه المسلم' رقم (4916)' وابن ماجه (553/1) كتاب الصيام: باب: صيام يوم الاثنين والخميس' رقم (1740)' واحمد (268/2)' والحميدي (431/2) رقم (975)' وابن خزيمة (299/3) رقم (2120)' والروايات مختصرة و مطولة' من طريق ابن صالح عنه-

679- اخرجه ابو داؤد (739/1) كتاب الصيام: باب: في صوم شوال' رقم (2432)-

دن روزہ رکھ لیا کرو، تو گویا تم نے سال بھر روزے ہی رکھے اور افطار بھی کرلیا۔

اس بارے میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مسلم قریشی سے منقول حدیث ''غریب'' ہے۔

بعض راویوں نے اسے ہارون بن سلمان کے حوالے سے، مسلم بن عبیداللہ کے حوالے سے، ان کے والد سے نقل کیا ہے۔

شرح

ہفتہ بھر کے دنوں کا روزہ رکھنا:

احادیث ابواب سے ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہفتہ بھر کے ایام میں روزہ رکھا ہے۔ پیر کے دن روزہ رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ اس دن میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ اسی دن میں اعلان نبوت فرمایا، اسی دن میں ہجرت فرمائی، اسی دن میں قباء نامی بستی میں پہنچے اور اسی دن آپ کا وصال ہوا۔ جمعرات میں روزہ رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ پیر اور جمعرات میں اعمال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیے جاتے ہیں۔ اسی طرح دیگر ایام میں روزہ رکھنے کی مختلف وجوہات ہیں۔

سوال: حدیث باب سے ثابت ہوتا ہے کہ پیر اور جمعرات میں اعمال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیے جاتے ہیں جبکہ ایک دوسری روایت میں ہے کہ شعبان المعظم کی پندرھویں رات میں اعمال پیش کیے جاتے ہیں، یہ تو تعارض ہوا؟

جواب: اس کے کئی جوابات ہیں: (۱) مختلف اعمال پیش کیے جانے کے مواقع بھی مختلف ہوں، (۲) کسی وقت میں اجمالی طور پر اعمال پیش کیے جاتے ہیں اور کسی وقت میں تفصیلی طور پر پیش کیے جاتے ہوں، (۳) بعض ایام میں اعمال اٹھائے جاتے ہیں اور بعض ایام میں بارگاہِ ایزدی میں پیش کیے جاتے ہیں۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے صوم الدھر کی اجازت طلب کرتے ہیں تو آپ کی طرف سے صوم دھر کا ثواب حاصل کرنے کے لیے یہ طریقہ تجویز کیا جاتا ہے کہ تم رمضان المبارک کے بعد چھ شوال کے روزے رکھ لیا کرو تو تمہیں یوم دھر کا ثواب ملے گا۔ اس سلسلے میں ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''من صام رمضان ثم اتبعه بست من شوال فذلك صيام الدهر '' (جامع ترمذی جلد اوّل ص ۱۲۴) جس شخص نے رمضان کے بعد چھ شوال کے روزے رکھے تو اسے ''صوم الدھر'' کا ثواب دیا جاتا ہے۔

ارشاد ربانی ہے: ''مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا '' (الانعام: ۱۶۱) جو شخص ایک نیکی کرے، تو اسے دس نیکیوں کا ثواب دیا جائے گا''۔ رمضان المبارک کے روزے رکھنے سے دس ماہ کا ثواب عطاء ہوگا۔ اسی طرح چھ شوال کے روزے رکھنے سے دو ماہ کے روزوں کا ثواب بنتا ہے۔ اسی قاعدہ کے مطابق جو شخص رمضان اور چھ شوال کے روزے رکھتا ہے، اسے صوم الدھر (ہمیشہ روزے رکھنے) کا ثواب عطا کیا جاتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ فَضْلِ صَوْمِ یَوْمِ عَرَفَةَ

باب 46: عرفہ کے دن روزہ رکھنے کی فضیلت

680 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ وَاَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّیُّ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ غَیْلَانَ بْنِ جَرِیْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْبَدٍ الزِّمَّانِیِّ عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: صِیَامُ یَوْمِ عَرَفَةَ اِنِّیْ اَحْتَسِبُ عَلَی اللّٰهِ اَنْ یُّکَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِیْ قَبْلَهٗ وَالسَّنَةَ الَّتِیْ بَعْدَهٗ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَابِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: حَدِیْثُ اَبِیْ قَتَادَةَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ

مذاہبِ فقہاء: وَقَدِ اسْتَحَبَّ اَهْلُ الْعِلْمِ صِیَامَ یَوْمِ عَرَفَةَ اِلَّا بِعَرَفَةَ

◆◆ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ کے (فضل سے) مجھے یہ امید ہے: عرفہ کے دن روزہ رکھنا' اس کے بعد والے ایک سال اور اس سے پہلے والے ایک سال (کے گناہوں) کا کفارہ بن جاتا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔

اہلِ علم نے عرفہ کے دن روزہ رکھنا مستحب قرار دیا ہے' جبکہ آدمی میدان عرفات میں نہ ہو۔

بَاب کَرَاهِیَةِ صَوْمِ یَوْمِ عَرَفَةَ بِعَرَفَةَ

باب 47: عرفہ کے دن میدان عرفات میں روزہ رکھنا مکروہ ہے

681 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِیْعٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ ابْنُ عُلَیَّةَ حَدَّثَنَا اَیُّوْبُ عَنْ عِکْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَفْطَرَ بِعَرَفَةَ وَاَرْسَلَتْ اِلَیْهِ اُمُّ الْفَضْلِ بِلَبَنٍ فَشَرِبَ وَفِی الْبَاب عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَاُمِّ الْفَضْلِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: حَدِیْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

حدیثِ دیگر: وَقَدْ رُوِیَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ حَجَجْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ یَصُمْهُ یَعْنِیْ یَوْمَ عَرَفَةَ وَمَعَ اَبِیْ بَکْرٍ فَلَمْ یَصُمْهُ وَمَعَ عُمَرَ فَلَمْ یَصُمْهُ وَمَعَ عُثْمَانَ فَلَمْ یَصُمْهُ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَ اَکْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ یَسْتَحِبُّوْنَ الْاِفْطَارَ بِعَرَفَةَ لِیَتَقَوّٰی بِهِ الرَّجُلُ عَلَی الدُّعَاءِ وَقَدْ صَامَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ یَوْمَ عَرَفَةَ بِعَرَفَةَ

680- اخرجه احمد (5/296-307) والحمیدی (2/205) رقم (429) وعبد بن حمید (ص 97) رقم (194)-

681- اخرجه احمد (1/278)

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے عرفہ کے دن روزہ نہیں رکھا تھا' سیّدہ ام فضل رضی اللہ عنہا نے آپ کی خدمت میں دودھ پیش کیا تھا' تو آپ نے اسے پی لیا تھا۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور سیّدہ ام فضل رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ بات نقل کی گئی ہے۔ وہ فرماتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ حج کیا' تو آپ نے اس دن میں روزہ نہیں رکھا' ان کی مراد یہ تھی: عرفہ کے دن روزہ نہیں رکھا' پھر میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا' تو انہوں نے بھی یہ روزہ نہیں رکھا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا تو انہوں نے بھی یہ روزہ نہیں رکھا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اکثر اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا' ان حضرات کے نزدیک عرفات میں روزہ نہ رکھنا مستحب ہے' تاکہ آدمی دعا وغیرہ کے لیے قوت حاصل کرلے۔

بعض اہلِ علم نے عرفہ کے دن میدان عرفات میں روزہ رکھا بھی ہے۔

682 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ وَّعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ وَاِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ

متنِ حدیث: سُئِلَ ابْنُ عُمَرَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ بِعَرَفَةَ فَقَالَ حَجَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَصُمْهُ وَمَعَ اَبِيْ بَكْرٍ فَلَمْ يَصُمْهُ وَمَعَ عُمَرَ فَلَمْ يَصُمْهُ وَمَعَ عُثْمَانَ فَلَمْ يَصُمْهُ وَاَنَا لَا اَصُوْمُهُ وَلَا اٰمُرُ بِهٖ وَلَا اَنْهٰى عَنْهُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَّقَدْ رُوِىَ هٰذَا الْحَدِيْثُ اَيْضًا عَنِ ابْنِ اَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ رَجُلٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَاَبُوْ نَجِيْحٍ اسْمُهٗ يَسَارٌ وَّقَدْ سَمِعَ مِنِ ابْنِ عُمَرَ

◆◆ ابن ابی نجیح اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے عرفہ کے دن روزہ رکھنے کے بارے میں دریافت کیا گیا: تو انہوں نے فرمایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ حج کیا ہے آپ نے اس دن روزہ نہیں رکھا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا ہے' انہوں نے بھی اس دن روزہ نہیں رکھا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا ہے' انہوں نے بھی اس دن روزہ نہیں رکھا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا ہے' انہوں نے بھی اس دن روزہ نہیں رکھا' نہ تو میں خود اس دن روزہ رکھتا ہوں اور نہ ہی اس دن روزہ رکھنے کی ہدایت کرتا ہوں۔ البتہ میں اس دن روزہ رکھنے سے منع بھی نہیں کرتا ہوں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے۔

یہی روایت ابن ابی نجیح کے حوالے سے، ان کے والد کے حوالے سے ایک اور صاحب کے حوالے سے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔ ابونجیح نامی راوی کا نام یسار ہے' انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث سنی ہیں۔

682– اخرجه احمد (47/2)' (50/2-73)' والحميدى (300/2) رقم (681)' والدارمى (23/2) كتاب الصوم: باب: صيام يوم عرفة۔

شرح

یوم عرفہ کے روزہ کی فضیلت:

یوم عرفہ (ذی الحجہ کی نویں تاریخ) کے روزہ کی بڑی فضیلت ہے۔اس روزہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ دو سال (گزشتہ اور آئندہ) کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

کیا حجاج کرام کے لیے یوم عرفہ کا روزہ رکھنا افضل ہے یا نہیں؟اس بارے میں آئمہ فقہ کی مختلف آراء ہیں۔حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ اگر حجاج کرام کو امور کی انجام دہی میں خلل واقع ہوتا ہو تو روزہ نہ رکھنا افضل ہے اور اگر خلل واقع نہ ہوتا ہو تو روزہ رکھنا افضل ہے۔آپ نے دونوں ابواب کی احادیث سے استدلال کیا ہے۔آئمہ ثلاثہ کے نزدیک روزہ رکھنا افضل ہے۔انہوں نے دوسرے باب کی روایات سے استدلال کیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْحَثِّ عَلٰى صَوْمِ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ

باب 48: عاشورہ کے دن روزہ رکھنے کی ترغیب

683 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَاَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْبَدٍ عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: صِيَامُ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ اِنِّيْ اَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِيْ قَبْلَهٗ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَّمُحَمَّدِ بْنِ صَيْفِيٍّ وَّسَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ وَهِنْدِ بْنِ اَسْمَاءَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّالرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ ابْنِ عَفْرَاءَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَلَمَةَ الْخُزَاعِيِّ عَنْ عَمِّهٖ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ ذَكَرُوْا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حدیثِ دیگر: اَنَّهٗ حَثَّ عَلٰى صِيَامِ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: لَا نَعْلَمُ فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الرِّوَايَاتِ اَنَّهٗ قَالَ صِيَامُ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ كَفَّارَةُ سَنَةٍ اِلَّا فِيْ حَدِيْثِ اَبِيْ قَتَادَةَ

مذاہبِ فقہاء: وَبِحَدِيْثِ اَبِيْ قَتَادَةَ يَقُوْلُ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ

◆◆ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص عاشورہ کے دن روزہ رکھے تو مجھے اللہ کے فضل سے امید ہے: وہ گزشتہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔

اس بارے میں حضرت علی، حضرت محمد بن صیفی، حضرت سلمہ بن اکوع، حضرت ہند بن اسماء، حضرت ابن عباس، سیّدہ ربیع بنت معوذ بن عفراء، حضرت عبدالرحمٰن بن سلمہ خزاعی (رضی اللہ عنہم) کی ان کی والدہ کے حوالے سے، اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے احادیث منقول ہیں۔انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کی ہے: آپ ﷺ نے عاشورہ کے دن روزہ

رکھنے کی ترغیب دی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہمارے علم کے مطابق صرف حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث میں یہ بات موجود ہے: آپ نے یہ ارشاد فرمایا ہے: عاشورہ کے دن روزہ رکھنا ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے' اور کسی دوسری روایت میں یہ بات موجود نہیں ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرُّخْصَةِ فِيْ تَرْكِ صَوْمِ يَوْمِ عَاشُوْرَآءَ

باب 49: عاشورہ کے دن روزہ نہ رکھنے کی رخصت

684 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ اِسْحٰقَ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: كَانَ عَاشُوْرَآءُ يَوْمًا تَصُوْمُهُ قُرَيْشٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُهُ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ صَامَهُ وَاَمَرَ النَّاسَ بِصِيَامِهِ فَلَمَّا افْتُرِضَ رَمَضَانُ كَانَ رَمَضَانُ هُوَ الْفَرِيْضَةُ وَتَرَكَ عَاشُوْرَآءَ فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّقَيْسِ بْنِ سَعْدٍ وَّجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَمُعَاوِيَةَ

مذاہب فقہاء: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَالْعَمَلُ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ عَلٰى حَدِيْثِ عَآئِشَةَ وَهُوَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ لَّا يَرَوْنَ صِيَامَ يَوْمِ عَاشُوْرَآءَ وَاجِبًا اِلَّا مَنْ رَغِبَ فِيْ صِيَامِهِ لِمَا ذُكِرَ فِيْهِ مِنَ الْفَضْلِ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: قریش زمانہ جاہلیت میں عاشورہ کے دن روزہ رکھا کرتے تھے' نبی اکرم ﷺ بھی اس دن روزہ رکھتے تھے۔ جب آپ مدینہ منورہ تشریف لائے' تو آپ نے اس دن روزہ رکھا اور لوگوں کو یہ روزہ رکھنے کی ہدایت بھی کی۔ جب رمضان کے روزے فرض ہو گئے' تو رمضان فرض ٹھہرا اور عاشورہ کو ترک کر دیا گیا۔ اب جو شخص چاہے اس دن روزہ رکھ لے اور جو چاہے وہ روزہ نہ رکھے۔

اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ، حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

684– اخرجه البخاری (287/4) كتاب الصيام: باب: صوم يوم عاشوراء رقم (2001 -2002) ومسلم (792/1) كتاب الصيام: باب: صوم يوم عاشوراء رقم (113-1125/116) وابو داؤد (742/1) كتاب الصيام: باب: في صوم عاشوراء رقم (2442) ومالك (299/1) كتاب الصيام: باب: صيام يوم عاشوراء رقم (33) واحمد (243/6 -248) والدارمی (23/2): كتاب الصيام: باب: صيام يوم عاشوراء والحميدی (102/1) رقم (200) وابن ماجه (552/1) كتاب الصيام: باب: صيام يوم عاشوراء رقم (1733) من طريق عروة بن الزبير عنها-

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اہلِ علم کے نزدیک سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول اس حدیث پر عمل کیا جائے گا' اور یہ حدیث "صحیح" ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک عاشورہ کے دن روزہ رکھنا واجب نہیں ہے' البتہ جو شخص چاہے وہ اس کی مذکورہ فضیلت کی وجہ سے اس دن روزہ رکھ سکتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ عَاشُوْرَاءُ اَيُّ يَوْمٍ هُوَ

باب 50: عاشورہ کے دن سے مراد کون سا دن ہے؟

685 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَّاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ حَاجِبِ بْنِ عُمَرَ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ الْاَعْرَجِ

متنِ حدیث: قَالَ انْتَهَيْتُ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَّهُوَ مُتَوَسِّدٌ رِدَائَهُ فِيْ زَمْزَمَ فَقُلْتُ اَخْبِرْنِيْ عَنْ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ اَيُّ يَوْمٍ هُوَ اَصُوْمُهُ قَالَ اِذَا رَاَيْتَ هِلَالَ الْمُحَرَّمِ فَاعْدُدْ ثُمَّ اَصْبِحْ مِنَ التَّاسِعِ صَائِمًا قَالَ فَقُلْتُ اَهٰكَذَا كَانَ يَصُوْمُهُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ

◆◆ حکم بن اعرج بیان کرتے ہیں: میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا وہ اس وقت اپنی چادر سے ٹیک لگائے زم،زم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے کہا: آپ مجھے عاشورہ کے دن کے بارے میں بتائیں کہ میں کس دن روزہ رکھوں؟ انہوں نے فرمایا: جب تم محرم کا پہلی کا چاند دیکھو تو گنتی کرنا شروع کردو اور پھر نویں دن روزہ رکھ لو! راوی بیان کرتے ہیں: میں نے کہا کیا حضرت محمد ﷺ بھی اسی دن روزہ رکھتے تھے' تو انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔

686 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

متنِ حدیث: اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَوْمِ عَاشُوْرَاءَ يَوْمُ الْعَاشِرِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِيْ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ يَوْمُ التَّاسِعِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ يَوْمُ الْعَاشِرِ

آثارِ صحابہ: وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ قَالَ صُوْمُوا التَّاسِعَ وَالْعَاشِرَ وَخَالِفُوا الْيَهُوْدَ وَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ يَقُوْلُ الشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے عاشورہ کے دن روزہ رکھنے کا حکم دیا ہے' دسویں دن روزہ رکھنے کا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔ اہلِ علم نے عاشورہ کے دن کے

685- اخرجه مسلم (797/2) كتاب الصيام: باب: اى يوم يصام فى عاشوراء' رقم (1133/132) وابو داؤد (743/1) كتاب الصيام: باب: ماروى ان عاشوراء اليوم التاسع' رقم (2446) واحمد (1/246- 360) واحمد (280/2) وابن خزيمة (291/3) رقم (2097- 2098)۔

بارے میں اختلاف کیا ہے۔ بعض حضرات کے نزدیک اس سے مراد نواں دن ہے بعض حضرات کے نزدیک اس سے مراد دسواں دن ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی گئی ہے وہ یہ فرماتے ہیں: نو اور دس تاریخ کو روزہ رکھو اور یہودیوں کی مخالفت کرو۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

شرح

یوم عاشوراء کا تعین، اس کی تاریخ اور اس کے روزہ کی فضیلت:

یوم عاشوراء سے مراد ذی الحجہ کی دسویں تاریخ ہے۔ رمضان المبارک کے روزے فرض ہونے سے قبل اس دن کا روزہ اہتمام سے رکھا جاتا تھا۔ فرضیت صیام رمضان کے بعد اس دن کے روزہ کی حیثیت مسنون ہے۔ یوم عاشوراء کا روزہ رکھنے سے اللہ تعالیٰ ایک سال کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ اس روزہ کے ساتھ خواہ شروع میں یا بعد میں ایک مزید روزہ رکھ کر جوڑا بنانا چاہیے تاکہ کراہت کی صورت سے بچا جاسکے۔ حدیث باب میں لفظ "صیام" سے بھی اسی مسئلہ کی طرف اشارہ ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ صِيَامِ الْعَشْرِ

باب 51: (ذوالحج کے) پہلے عشرے میں روزے رکھنا

687 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: مَا رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَائِمًا فِي الْعَشْرِ قَطُّ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰكَذَا رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَآئِشَةَ وَرَوَى الثَّوْرِيُّ وَغَيْرُهُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ مَنْصُوْرٍ

اختلافِ روایت: عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُرَ صَائِمًا فِي الْعَشْرِ

وَرَوٰى اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَآئِشَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنِ الْاَسْوَدِ وَقَدِ اخْتَلَفُوْا عَلٰى مَنْصُوْرٍ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَرِوَايَةُ الْاَعْمَشِ اَصَحُّ وَاَوْصَلُ اِسْنَادًا

قَالَ: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اَبَانَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ وَكِيْعًا يَقُوْلُ الْاَعْمَشُ اَحْفَظُ لِاِسْنَادِ اِبْرَاهِيْمَ مِنْ مَنْصُوْرٍ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو (ذوالحج کے پہلے) عشرے میں روزہ رکھتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اسی طرح دیگر راویوں نے اعمش کے حوالے سے، ابراہیم کے حوالے سے، اسود کے حوالے

687- اخرجه مسلم (833/2) كتاب الاعتكاف: باب: صوم عشر ذى الحجة' رقم (9, 1176/10) وابو داؤد (741/1) كتاب الصيام: باب: فى فطر العشر' رقم (2439) وابن ماجه (551/1): كتاب الصيام: باب: صيام العشر' رقم (1729) واحمد (42/6) من طريق عن الاسود عنها به-

سے، سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

ثوری اور دیگر راویوں نے اس حدیث کو منصور کے حوالے سے، ابراہیم کے حوالے سے نقل کیا ہے: نبی اکرم ﷺ کو کبھی بھی (ذوالحج کے پہلے) عشرے میں روزہ رکھتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔

ابواحوص نے منصور کے حوالے سے، ابراہیم کے حوالے سے، سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے اس روایت کو نقل کیا ہے انہوں نے اس کی سند میں اسود کا تذکرہ نہیں کیا۔ محدثین نے اس حدیث میں منصور کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔

اعمش سے منقول روایت زیادہ مستند ہے اور اس کی سند متصل ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام ابوبکر محمد بن ابان کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: وہ یہ فرماتے ہیں: میں نے وکیع کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: اعمش ابراہیم سے منقول احادیث کی اسناد کو منصور کے مقابلے میں زیادہ اچھی طرح سے یاد رکھتے تھے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْعَمَلِ فِيْ اَيَّامِ الْعَشْرِ

باب 52: ذوالحج کے پہلے دس دنوں میں عمل کرنا

688 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ هُوَ الْبَطِيْنُ وَهُوَ ابْنُ اَبِيْ عِمْرَانَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَا مِنْ اَيَّامٍ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيْهِنَّ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الْاَيَّامِ الْعَشْرِ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذٰلِكَ بِشَيْءٍ

فی الباب: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَجَابِرٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ان دس دنوں کے علاوہ اور کوئی دن ایسے نہیں ہیں جن میں کوئی نیک عمل کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان دنوں سے زیادہ محبوب ہو لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا بھی نہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا بھی نہیں البتہ وہ شخص جو اپنی جان اور مال کے ہمراہ نکلے اور ان میں سے کوئی بھی چیز واپس لے کر نہ جائے (یعنی شہید ہو جائے) تو اس کا اجر زیادہ ہوگا)

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

688- اخرجه البخاری (530/2) کتاب العیدین: باب: "فضل العمل فی ایام التشریق" رقم (969) وابو داؤد (741/1): کتاب الصیام: باب: فی صیام العشر' رقم (2438) وابن ماجه (550/1) کتاب الصیام: باب: صیام العشر' رقم (1727) واحمد (338- 224/1) والدارمی (25/2) کتاب الصیام: باب: فی فضل العمل فی العشر-

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے۔

689 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مَسْعُوْدُ بْنُ وَاصِلٍ عَنْ نَهَّاسِ بْنِ قَهْمٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَا مِنْ اَيَّامٍ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ اَنْ يُّتَعَبَّدَ لَهٗ فِيْهَا مِنْ عَشْرِ ذِی الْحِجَّةِ يَعْدِلُ صِيَامُ كُلِّ يَوْمٍ مِّنْهَا بِصِيَامِ سَنَةٍ وَّقِيَامُ كُلِّ لَيْلَةٍ مِّنْهَا بِقِيَامِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ مَسْعُوْدِ بْنِ وَاصِلٍ عَنِ النَّهَّاسِ

قولِ امام بخاری: قَالَ وَسَاَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَلَمْ يَعْرِفْهُ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ مِثْلَ هٰذَا وَقَالَ قَدْ رُوِیَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا شَيْءٌ مِّنْ هٰذَا

توضیحِ راوی: وَقَدْ تَكَلَّمَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ فِيْ نَهَّاسِ بْنِ قَهْمٍ مِّنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ذوالحج کے عشرے سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور کوئی دن محبوب نہیں ہے، جن میں اس کی (نفلی) عبادت کی جائے۔ ان میں سے کسی بھی ایک دن میں روزہ رکھنا سال بھر روزہ رکھنے کے برابر ہے اور ان میں سے کسی بھی ایک رات میں نوافل ادا کرنا شبِ قدر میں نوافل ادا کرنے کے برابر ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''غریب'' ہے ہم اسے صرف مسعود بن واصل نامی راوی کی نہاس نامی راوی کے حوالے سے نقل کے طور پر جانتے ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا، تو انہیں بھی اس کی کسی اور سند کا علم نہیں تھا۔

وہ یہ فرماتے ہیں: یہ روایت قتادہ کے حوالے سے سعید بن مسیب کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے ''مرسل'' روایت کے طور پر بھی منقول ہے، جس میں اس کا کچھ حصہ منقول ہے۔

یحییٰ بن سعید نے نہاس بن قہم نامی راوی کے حافظے کے بارے میں کچھ کلام کیا ہے۔

شرح

ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں اعمال صالحہ کی فضیلت:

اعمال صالحہ جب بھی کیے جائیں، اللہ تعالیٰ اجر و ثواب سے نوازتا ہے۔ اگر اعمال صالحہ ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں کیے جائیں تو ان کے اجر و ثواب میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ ان دنوں میں کوئی بھی عمل خیر کیا جائے اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی فضیلت جہاد فی سبیل اللہ سے بھی زیادہ ہے۔ اس عشرہ کے ایک دن کا روزہ سال بھر کے روزوں کے برابر ہے اور ایک رات کا قیام شبِ قدر کی عبادت سے افضل و اعلیٰ ہے۔ لہٰذا اس عشرہ کی اہمیت اور فضیلت کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔ ان ایام میں اعمال و عبادات کا ثواب بڑھ جاتا ہے،

689- اخرجه ابن ماجه (551/1) كتاب الصيام: باب: صيام العشر' رقم (1728)

دعائیں قبول ہوتی ہیں، توبہ قبول کی جاتی ہے اور استغفار کرنے سے گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔ یہاں عشرہ سے مراد ذی الحجہ کے پہلے دس دن ہیں، جن میں دیگر اعمال خیر کے علاوہ روزے بھی رکھے جاسکتے ہیں لیکن دسویں ذی الحجہ میں روزہ رکھنا منع ہے، کیونکہ یہ عید کا دن ہوتا ہے، جس میں پوری ملت اسلامیہ نماز عید الاضحیٰ ادا کرتی ہے اور سنت ابراہیمی پر عمل کرتے ہوئے قربانیاں کرتے ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ صِيَامِ سِتَّةِ اَيَّامٍ مِّنْ شَوَّالٍ

باب 53: شوال کے چھ روزے رکھنا

690 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اَتْبَعَهُ سِتًّا مِّنْ شَوَّالٍ فَذٰلِكَ صِيَامُ الدَّهْرِ وَفِي الْبَاب عَنْ جَابِرٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَثَوْبَانَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ اَيُّوْبَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَّقَدِ اسْتَحَبَّ قَوْمٌ صِيَامَ سِتَّةِ اَيَّامٍ مِّنْ شَوَّالٍ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ هُوَ حَسَنٌ هُوَ مِثْلُ صِيَامِ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ وَيُرْوٰى فِيْ بَعْضِ الْحَدِيْثِ وَيُلْحَقُ هٰذَا الصِّيَامُ بِرَمَضَانَ وَاخْتَارَ ابْنُ الْمُبَارَكِ اَنْ تَكُوْنَ سِتَّةَ اَيَّامٍ فِيْ اَوَّلِ الشَّهْرِ وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ اَنَّهُ قَالَ اِنْ صَامَ سِتَّةَ اَيَّامٍ مِّنْ شَوَّالٍ مُّتَفَرِّقًا فَهُوَ جَائِزٌ

اختلافِ سند: قَالَ وَقَدْ رَوٰى عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ صَفْوَانَ ابْنِ سُلَيْمٍ وَّسَعْدِ بْنِ سَعِيْدٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ عُمَرَ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا وَرَوٰى شُعْبَةُ عَنْ وَّرْقَاءَ بْنِ عُمَرَ عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعِيْدٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ وَسَعْدُ بْنُ سَعِيْدٍ هُوَ اَخُوْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْاَنْصَارِيِّ وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ اَهْلِ الْحَدِيْثِ فِيْ سَعْدِ بْنِ سَعِيْدٍ مِّنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ قَالَ اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ عَنْ اِسْرَآئِيْلَ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ قَالَ كَانَ اِذَا ذُكِرَ عِنْدَهٗ صِيَامُ سِتَّةِ اَيَّامٍ مِّنْ شَوَّالٍ فَيَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ بِصِيَامِ هٰذَا الشَّهْرِ عَنِ السَّنَةِ كُلِّهَا

◆◆ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص رمضان کے مہینے میں

690- اخرجه مسلم (124/4- الابی) كتاب الصيام' باب: استحباب صوم ستة ايام من شوال اتباعا لرمضان' حديث (1164/204) وابو داؤد (324/2): كتاب الصوم' باب: فی صوم ستة ايام من شوال' حديث (2433)' واحمد (419-417/5)' والحميدی (189- 188/1) حديث (381 -382)' والدارمی (21/2) كتاب الصوم' باب: صيام الستة من شوال' وابن خزيمة (297/3 -298) حديث (2114) من طريق عمر بن ثابت عن ابی ايوب الانصاری' فذكره-

روزے رکھے، پھر اس کے بعد شوال میں چھ روزے رکھ لے، تو یہ سال بھر روزے رکھنے کی طرح ہے۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوایوب سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

ایک گروہ نے اس حدیث کی بنیاد پر شوال کے چھ روزے رکھنا مستحب قرار دیا ہے۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہر مہینے میں تین روزے رکھنے کی طرح یہ بھی بہتر ہے۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: بعض روایات میں یہ بات نقل کی گئی ہے: ان روزوں کو رمضان کے روزوں کے ساتھ ملا کر رکھا جائے۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کو اختیار کیا ہے: مہینے کے آغاز کے چھ دنوں میں یہ روزے رکھ لیے جائیں۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت بھی نقل کی گئی ہے وہ یہ فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص شوال کے چھ مختلف دنوں میں یہ روزے رکھ لے، تو یہ جائز ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عبدالعزیز بن محمد نے صفوان بن سلیم اور سعد بن سعید کے حوالے سے اس روایت کو نقل کیا ہے، جو عمر بن ثابت کے حوالے سے، حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

شعبہ نے اس روایت کو ورقاء بن عمر کے حوالے سے، سعد بن سعید کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

یہ سعد بن سعید، یحییٰ بن سعید انصاری کے بھائی ہیں۔ بعض محدثین نے سعد بن سعید کے حافظے کے حوالے سے کچھ کلام کیا ہے۔

حسن بصری کے بارے میں یہ بات منقول ہے: جب ان کے سامنے شوال کے چھ روزوں کا ذکر کیا جاتا تو وہ فرماتے: اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ پورے سال کی جگہ اس مہینے کے (نفلی) روزوں سے راضی ہو جاتا ہے۔

شرح

شوال کے چھ روزوں کی فضیلت:

روزہ ایک ایسی بدنی عبادت ہے جو اللہ تعالیٰ اور بندہ کے درمیان راز کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس میں خلوص کو دخل ہوتا ہے، جبکہ تکبر و غرور اور ریاکاری بالکل نہیں ہوتی۔ جو شخص رمضان کے روز رکھنے کے بعد چھ شوال کے روزے رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے صوم الدھر کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ یہ اجر درحقیقت قرآن کریم کے اس اصول کے مطابق ہے: "**من جاء بالحسنة فله عشر امثالها**" (الانعام:۱۶۱) ایک مہینہ کے روزے رکھنے سے دس ماہ کا ثواب ملا۔ پھر چھ شوال کے روزے رکھے تو اسی حساب سے دو ماہ کے روزوں کا ثواب ملا۔ جو شخص رمضان اور چھ شوال کے روزے رکھتا ہے تو اسے صوم الدھر کا ثواب عطاء کیا جاتا ہے۔ شوال کے چھ روزے اس ماہ کے پہلے چھ ایام یا درمیان میں یا آخر میں بھی رکھے جا سکتے ہیں۔ یہ روزے مسلسل بھی رکھے جا سکتے ہیں اور وقفہ وقفہ سے بھی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ صَوْمِ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ

باب 54: ہر مہینے میں تین روزے رکھنا

691 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ اَبِى الرَّبِيْعِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ

متنِ حدیث: عَهِدَ اِلَيَّ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةً اَنْ لَّا اَنَامَ اِلَّا عَلٰى وِتْرٍ وَّصَوْمَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ وَّاَنْ اُصَلِّيَ الضُّحٰى

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے وعدہ لیا تھا: میں وتر پڑھنے سے پہلے نہیں سوؤں گا اور ہر مہینے میں تین روزے رکھوں گا' اور چاشت کی نماز ادا کیا کروں گا۔

692 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَامٍ يُحَدِّثُ عَنْ مُوْسَى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا ذَرٍّ يَّقُوْلُ

متنِ حدیث: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَا ذَرٍّ اِذَا صُمْتَ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فَصُمْ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَاَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ

فی الباب: وَفِى الْبَاب عَنْ اَبِىْ قَتَادَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَّقُرَّةَ بْنِ اِيَاسٍ الْمُزَنِيِّ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَّاَبِىْ عَقْرَبٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ وَّعَائِشَةَ وَقَتَادَةَ بْنِ مِلْحَانَ وَعُثْمَانَ بْنِ اَبِى الْعَاصِ وَجَرِيْرٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِىْ ذَرٍّ حَدِيْثٌ حَسَنٌ

حدیثِ دیگر: وَقَدْ رُوِىَ فِىْ بَعْضِ الْحَدِيْثِ اَنَّ مَنْ صَامَ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ كَانَ كَمَنْ صَامَ الدَّهْرَ

◆◆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: تم ہر مہینے میں تین روزے رکھو تیرہ تاریخ کو رکھو، چودہ تاریخ کو رکھو اور پندرہ کو رکھو۔

اس بارے میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت قرہ بن ایاس مزنی رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابوعقرب رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت قتادہ بن ملحان رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ اور حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

691- اخرجه البخارى (68/3): كتاب التهجد: باب: صلاة الضحى فى الحضر' رقم (1178) وطرفه فى (1981) ومسلم (48, 47/3- الابى) كتاب صلاة المسافرين' باب: استحباب صلاة الضحى' وان اقلها ركعتان' واكملها ثمان ركعات واوسطها اربع ركعات اوست' والحث على المحافظة عليها' رقم (85 مكرر مرتين/ 721)' والنسائى (229/3): كتاب قيام الليل وتطوع النهار: باب: الحث على الوتر قبل النوم' رقم (1688 -1678)' والدارمى (18/2, 19) كتاب الصوم: باب: فى صوم ثلاثة ايام من كل شهر' واحمد (459/2)-

692- اخرجه النسائى (222/4, 223) كتاب الصيام: باب: ذكر الاختلاف على موسى بن طلحة فى الخبر فى صيام ثلاثة ايام من الشهر' رقم (2422 -2426)-

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن" ہے۔ بعض روایات میں یہ بات نقل کی گئی ہے: جو شخص ہر مہینے میں تین روزے رکھ لے گویا اس نے پورا سال روزے رکھے۔

693 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمٍ الْاَحْوَلِ عَنْ اَبِىْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ صَامَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فَذٰلِكَ صِيَامُ الدَّهْرِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ تَصْدِيْقَ ذٰلِكَ فِىْ كِتَابِهٖ (مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا) اَلْيَوْمُ بِعَشْرَةِ اَيَّامٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوٰى شُعْبَةُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اَبِىْ شِمْرٍ وَّاَبِى التَّيَّاحِ عَنْ اَبِىْ عُثْمَانَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص ہر مہینے میں تین روزے رکھ لے تو یہ سال بھر روزے رکھنے کی طرح ہے' تو اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق میں اپنی کتاب میں یہ آیت نازل کی۔

"جو شخص کوئی ایک نیکی کرے گا' تو اسے اس کا دس گنا اجر ملے گا"۔

تو ایک دن دس دنوں کے برابر ہوگا (اور تین دن پورے مہینے کے برابر ہوں گے)۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: شعبہ نے اس روایت کو ابوشمر اور ابوتیاح کے حوالے سے ابوعثمان سے نقل کیا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: یہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

694 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَّزِيْدَ الرِّشْكِ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاذَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: قُلْتُ لِعَآئِشَةَ اَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ قَالَتْ نَعَمْ قُلْتُ مِنْ اَيِّهٖ كَانَ يَصُوْمُ قَالَتْ كَانَ لَا يُبَالِىْ مِنْ اَيِّهٖ صَامَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

693- اخرجه النسائى (219/4) كتاب الصيام: باب: ذكر الاختلاف على ابى عثمان فى حديث ابى هريرة فى صيام ثلاثة ايام من كل شهر' رقم (2409)' وابن ماجه (545/1) كتاب الصيام: باب: ماجاء فى صيام ثلاثة ايام من كل شهر' رقم (1708)' واحمد (145/5)-

694- اخرجه البخارى (125/4) كتاب الصيام: باب: فضل الصوم' رقم (1894)' واطرافه فى (1904 - 5927 - 7492 - 7538)' ومسلم (806/2) كتاب الصيام: باب: فضل الصيام' وماقبله' رقم (160, 1151/161)' واحمد (503/2)' (504-462-414/2)' (428-313/2) ومالك (310/1) كتاب الصوم: باب: جامع الصوم' رقم (57 -58)' والحميدى (443/2) رقم (1010)' وابن خزيمة (241/3) رقم (1994)' (1995)- من طرق عن ابى هريرة رضى الله عنه' والروايات مختصرة و مطولة-

توضیح راوی: قَالَ وَيَزِيْدُ الرِّشْكُ هُوَ يَزِيْدُ الضُّبَعِيُّ وَهُوَ يَزِيْدُ بْنُ الْقَاسِمِ وَهُوَ الْقَسَّامُ وَالرِّشْكُ هُوَ الْقَسَّامُ بِلُغَةِ اَهْلِ الْبَصْرَةِ

◆◆ معاذہ نامی خاتون بیان کرتی ہیں: میں نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: کیا نبی اکرم ﷺ ہر مہینے میں تین دن روزے رکھتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! میں نے دریافت کیا: کون سے دنوں میں روزے رکھتے تھے' تو انہوں نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ اس کی پرواہ نہیں کرتے تھے کہ آپ کون سے دن روزہ رکھ رہے ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یزید رشک نامی راوی یزید ضبعی ہیں اور یہ یزید بن قاسم ہیں' یہی صاحب قسام ہیں' اہلِ بصرہ کی زبان میں تقسیم کرنے والے کو رشک کہا جاتا ہے۔

شرح

ہر ماہ تین روزے رکھنے سے صوم الدہر کا ثواب:

ہر ماہ تین روزے رکھنے سے ''صوم الدہر'' کا ثواب ملتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ارشادِ ربانی ہے: ''مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا'' (الانعام: ۱۶۱) یعنی ''جو شخص ایک نیکی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے دس نیکیوں کا ثواب عطا کرتا ہے''۔ اس ضابطہ کے مطابق اسے تین روزے رکھنے سے پورے مہینے کا ثواب ملتا ہے اور یہی ''صوم الدہر'' ہے۔

تین ایام سے مراد ایام بیض کے روزے ہیں جو فرضیت صیام سے قبل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اہتمام سے رکھا کرتے تھے۔ ایام بیض سے مراد ہر قمری ماہ کی تیرھویں' چودھویں اور پندرھویں تواریخ ہیں۔ علاوہ ازیں ان تین ایام کی تعیین میں مختلف اقوال ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:۔

(۱)- ہر قمری ماہ کے مطلقاً تین ایام مراد ہیں' جن کا تعین کرنا درست نہیں ہے۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(۲)- تین ایام سے پہلا ہفتہ' اتوار اور پیر مراد ہیں، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔

(۳)- تین ایام سے ہر قمری ماہ کی پہلی جمعرات' پہلا ہفتہ اور اس کے مابعد پیر مراد ہے۔

(۴)- تین ایام سے ہر ماہ کی پہلی' دسویں اور بیسویں تواریخ مراد ہیں۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ۔

(۵)- ثلاثہ ایام سے ہر قمری ماہ کے آخری تین دن مراد ہیں۔ حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(۶)- ثلاثہ ایام سے ایام بیض مراد ہیں، جمہور آئمہ فقہ۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ فَضْلِ الصَّوْمِ

باب 55: روزہ رکھنے کی فضیلت

695 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوْسَى الْقَزَّازُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ عَنْ

سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: اِنَّ رَبَّكُمْ يَقُوْلُ كُلُّ حَسَنَةٍ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ وَّالصَّوْمُ لِىْ وَاَنَا اَجْزِىْ بِهٖ الصَّوْمُ جُنَّةٌ مِّنَ النَّارِ وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ وَاِنْ جَهِلَ عَلٰى اَحَدِكُمْ جَاهِلٌ وَّهُوَ صَائِمٌ فَلْيَقُلْ اِنِّىْ صَائِمٌ

فی الباب: وَّفِى الْبَاب عَنْ مُّعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَّسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَّكَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ وَسَلَامَةَ بْنِ قَيْصَرٍ وَّبَشِيْرِ ابْنِ الْخَصَاصِيَةِ وَاسْمُ بَشِيْرٍ زَحْمُ بْنُ مَعْبَدٍ وَّالْخَصَاصِيَةُ هِىَ اُمُّهٗ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَحَدِيْثُ اَبِىْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: تمہارے پروردگار نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: ہر نیکی کا اجر دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک ہوتا ہے لیکن روزہ میرے لیے ہے اور میں خود اس کی جزا دوں گا روزہ جہنم سے بچنے کے لیے ڈھال ہے اور روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے اگر کوئی جاہل شخص تمہارے ساتھ زیادتی کرے اور تم آدمی روزہ دار ہو تو یہ کہہ دو! میں روزہ دار ہوں۔

اس بارے میں حضرت معاذ بن جبل، حضرت سہل بن سعد، حضرت کعب بن عجرہ، حضرت سلامہ بن قیصر اور حضرت بشیر بن خصاصیہ (رضی اللہ عنہم) سے احادیث منقول ہیں حضرت بشیر کا نام زحم بن معبد رضی اللہ عنہ ہے۔

خصاصیہ ان کی والدہ ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن'' ہے اور اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

696 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِىُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِىْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: اِنَّ فِى الْجَنَّةِ لَبَابًا يُّدْعَى الرَّيَّانَ يُدْعٰى لَهُ الصَّائِمُوْنَ فَمَنْ كَانَ مِنَ الصَّائِمِيْنَ دَخَلَهٗ وَمَنْ دَخَلَهٗ لَمْ يَظْمَاْ اَبَدًا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام ''ریان'' ہے روزہ دار شخص لوگوں کو وہاں سے بلایا جائے گا تو جو لوگ روزہ دار ہوں گے وہ اس میں سے داخل ہوں گے اور جو اس میں داخل

696- اخرجه البخاری (133/4) كتاب الصوم: باب: الريان للصائمين رقم (1896) وطرفه فی (3257) ومسلم (808/2): كتاب الصيام باب: فضل الصيام رقم (1152/166) والنسائی (168/4) كتاب الصيام: باب: فضل الصيام رقم (2237- 2236) وابن ماجه (525/1) كتاب الصيام: باب: ماجاء فی فضل الصيام رقم (1640) واحمد (333/5) وابن خزيمة (199/3) رقم (1902) وعبد بن حميد ص (168) رقم (455) من طريق ابی حازم عن سهل بن سعد۔

ہو جائیں گے انہیں کبھی پیاس نہیں لگے گی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح غریب" ہے۔

697 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ حِيْنَ يُفْطِرُ وَفَرْحَةٌ حِيْنَ يَلْقَى رَبَّهُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄► حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: روزہ دار شخص کو دو خوشیاں نصیب ہوتی ہیں ایک خوشی اس وقت جب وہ روزہ کھولتا ہے اور ایک خوشی اس وقت نصیب ہوگی جب وہ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوگا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

فضائلِ صوم:

اس باب کی احادیث ثلاثہ میں فضائلِ صوم بیان کیے گئے ہیں:

(۱)- روزے کا ثواب صرف اللہ تعالیٰ عطاء کرے گا۔ ہر نیکی کا ثواب دس گناہ سے لے کر سات سو گنا تک دیا جاتا ہے لیکن روزے کے بارے میں حدیث قدسی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "روزہ میرے لیے ہے اور اس کا ثواب میں خود دوں گا یا اس کا ثواب میں خود ہوں"۔

(۲)- روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے ہاں مشک اور عطر سے بھی زیادہ محبوب ہے۔

(۳)- روزہ ڈھال ہے: روزہ دار کے لیے روزہ ڈھال ہے۔ (۱) شیطان کے حملہ سے محفوظ رہنے کے لیے ڈھال ہے۔ (۲)- جہنم کی آگ سے بچنے کے لیے ڈھال ہے۔

(۴)- گالی گلوچ سے اجتناب: حالت روزہ میں خصوصیت سے گالی گلوچ، غیبت اور چغلی کھانے سے مکمل اجتناب کرنا چاہیے۔ فرمایا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص حالت روزہ میں گالی گلوچ پر اتر آئے تو اسے جواب گالی سے ہرگز نہ دیا جائے بلکہ یوں کہہ دے: "اَنَا صَائِمٌ"، "میں روزہ سے ہوں"۔

(۵)- روزہ داروں کے لیے جنت کا ریان دروازہ: جنت مسلمانوں کی مستقل اقامت گاہ ہوگی۔ اس کے آٹھ دروازے ہیں جبکہ ایک دروازے کا نام "ریان" ہے، جس سے صرف روزہ دار لوگ داخل ہوسکیں گے، جو لوگ اس دروازہ سے داخل ہوں گے، انہیں پیاس نہیں لگے گی۔

(۶)- روزہ دار کے لیے دو خوشیاں: روزہ دار کے لیے دو خوشخبریاں سنائی گئی ہیں: (۱) افطاری کے وقت فرحت وسرور کی کہ اُس نے باحسن وخوبی فریضہ انجام دے دیا ہے (۲) اسے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا اعزاز حاصل ہوگا، جس کے مقابلے میں دارین

میں کوئی نعمت نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي صَوْمِ الدَّهْرِ

باب 56: ہمیشہ روزہ رکھنا

698 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَاَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْبَدٍ عَنْ اَبِىْ قَتَادَةَ قَالَ

متنِ حدیث: قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ بِمَنْ صَامَ الدَّهْرَ قَالَ لَا صَامَ وَلَا اَفْطَرَ اَوْ لَمْ يَصُمْ وَلَمْ يُفْطِرْ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيرِ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَّاَبِىْ مُوْسٰى

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِىْ قَتَادَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ

مذاہبِ فقہاء: وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ صِيَامَ الدَّهْرِ وَاَجَازَهُ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ وَقَالُوْا اِنَّمَا يَكُوْنُ صِيَامُ الدَّهْرِ اِذَا لَمْ يُفْطِرْ يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الْاَضْحٰى وَاَيَّامَ التَّشْرِيْقِ فَمَنْ اَفْطَرَ هٰذِهِ الْاَيَّامَ فَقَدْ خَرَجَ مِنْ حَدِّ الْكَرَاهِيَةِ وَلَا يَكُوْنُ قَدْ صَامَ الدَّهْرَ كُلَّهُ هٰكَذَا رُوِىَ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وقَالَ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ نَحْوًا مِّنْ هٰذَا وَقَالَا لَا يَجِبُ اَنْ يُّفْطِرَ اَيَّامًا غَيْرَ هٰذِهِ الْخَمْسَةِ الْاَيَّامِ الَّتِىْ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهَا يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ الْاَضْحٰى وَاَيَّامِ التَّشْرِيْقِ

◄► حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: عرض کی گئی: یارسول اللہ! جو شخص ہمیشہ روزہ رکھتا ہو (اس کا یہ عمل) کیسا ہے؟ نبی اکرم نے ارشاد فرمایا: اُس نے نہ روزہ رکھا اور نہ ہی روزہ چھوڑا۔ (روایت کے الفاظ کے بارے میں راوی کو شک ہے)

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو حضرت عبداللہ بن شخیر، حضرت عمران بن حصین، حضرت ابوموسیٰ اشعری (رضی اللہ عنہم) سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن" ہے۔

اہلِ علم کے ایک گروہ نے ہمیشہ روزہ رکھنے کو مکروہ قرار دیا ہے جبکہ دوسرے گروہ نے اسے جائز قرار دیا ہے۔ ان کا یہ کہنا ہے: ہمیشہ روزہ رکھنا اُس وقت (حرام شمار ہوگا) جب آدمی عیدالفطر، عیدالاضحیٰ اور ایامِ تشریق میں بھی روزے رکھے، لیکن اگر وہ ان ایام

698– اخرجه مسلم (819, 818/2) كتاب الصيام: باب استحباب صيام ثلاثة ايام من كل شهر وصوم يوم عرفة و عاشوراء والاثنين والخميس' رقم (1162/197, 196) وابو داؤد (737/1) كتاب الصيام: باب: فى صوم الدهر تطوعا رقم (2425) والنسائى (207/4) كتاب الصيام: باب: ذكر الاختلاف على غيلان بن جرير فيه' رقم (2382 -2383) (208/4): كتاب الصوم: باب: صوم ثلثى الدهر وذكر اختلاف الناقلين للخبر فى ذلك' رقم (2387) وابن ماجه (546/1) كتاب الصوم: باب: ماجاء فى صيام داؤد عليه السلام' رقم (1713) (551/1) كتاب الصيام: باب: صيام يوم عرفة' رقم (1730) (553/1) كتاب الصيام: باب: صوم يوم عاشوراء' رقم (1738) مختصر فى كل مرة' واحمد (296/5 -297 -299 -303 -308) وابن خزيمة (288/3 -296 -301) رقم (2087 -2111 -2126)

میں روزے نہیں رکھتا' تو وہ کراہت کے حکم سے خارج ہو جائے گا' کیونکہ اب ہمیشہ روزہ رکھنے کی صورت نہیں پائی جارہی۔

حضرت امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ سے اسی طرح روایت کیا گیا ہے۔ امام شافعی کا یہی قول ہے' اور امام احمد اور امام اسحاق نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔ ان دونوں حضرات نے یہ بات بیان کی ہے: صرف ان پانچ ایام میں روزہ نہ رکھنا لازم ہے' جن (میں روزہ رکھنے) سے نبی اکرم ﷺ نے منع کیا ہے۔ وہ عید الفطر' عید الاضحیٰ اور تشریق کے ایام ہیں۔

شرح

''صوم الدھر'' کا مفہوم:

صوم الدھر کے مفہوم میں متعدد اقوال ہیں:

(۱) سال بھر کے روزے رکھنا حتیٰ کہ عیدین اور ایام تشریق کا بھی روزہ نہ چھوڑنا' یہ صورت ناجائز ہے' کیونکہ اس میں ایام منہیات کا بھی روزہ رکھا گیا ہے جو حرام ہے۔

(۲) ایام منہیات کے علاوہ سال بھر کے روزے رکھنا' جمہور کے نزدیک یہ جائز ہے لیکن خلاف اولیٰ ہے۔ (۳) صوم الدھر سے صوم داؤدی مراد ہے یعنی ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن ترک کرنا۔

سوال: حدیث باب میں ''صوم الدھر'' کے بارے میں فرمایا گیا ہے: ''لا صام و لا افطر'' (ایسے شخص نے نہ روزہ رکھا اور نہ افطار کیا) تو متضاد بات ہے' تو اس کا مفہوم کیا ہے؟

جواب (۱) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ''صائم الدھر'' کے حق میں اظہار ناراضگی فرمائی اور بددعا کی کہ ایسے شخص کا اللہ تعالیٰ کے حضور نہ روزہ قابل قبول ہے اور نہ افطار۔ (۲) عدم افطار کی وجہ تو واضح ہے اور عدم صوم کا حکم مخالفت سنت کی وجہ سے ہے۔ (۳) اس روایت میں ایسے شخص کے روزے کو کالعدم قرار دیا گیا ہے جو مسلسل روزے کے باعث ضعف و کمزوری کا شکار ہو گیا ہو اور حقوق اللہ کی ادائیگی میں سستی کا مظاہرہ کرنے لگے۔

سوال: صوم الدھر اور صوم وصال میں کیا فرق ہے؟

جواب: صوم الدھر سے مراد ایسے شخص کا روزہ ہے جو مسلسل روزے رکھے اور رات کو افطار بھی کرے۔ صوم وصال سے مراد ایسے شخص کا روزہ ہے جو مسلسل روزے رکھے لیکن درمیان میں افطار نہ کرے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ سَرْدِ الصَّوْمِ

باب 57: مسلسل (نفلی) روزے رکھنا

699 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ سَاَلْتُ عَآئِشَةَ عَنْ صِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ

متنِ حدیث: كَانَ يَصُوْمُ حَتّٰى نَقُوْلَ قَدْ صَامَ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُوْلَ قَدْ اَفْطَرَ قَالَتْ وَمَا صَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

شَهْرًا كَامِلًا اِلَّا رَمَضَانَ

فی الباب: وَفِی الْبَاب عَنْ اَنَسٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: حَدِيْثُ عَآئِشَةَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

◆◆ عبداللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں: میں نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نبی اکرم ﷺ کے روزہ رکھنے کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا: نبی اکرم (اس طرح مسلسل نفلی) روزے رکھتے تھے کہ ہم یہ کہتے تھے: آپ روزے ہی رکھتے رہیں گے۔ اور (بعض اوقات آپ مسلسل اس طرح نفلی) روزے نہیں رکھتے تھے کہ ہم یہ کہتے تھے: اب آپ روزے نہیں رکھیں گے۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے رمضان کے علاوہ اور کسی بھی مہینے میں مکمل روزے نہیں رکھے۔

اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ''صحیح'' ہے۔

700 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهُ سُئِلَ عَنْ صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ يَصُومُ مِنَ الشَّهْرِ حَتّٰى نَرٰى اَنَّهُ لَا يُرِيْدُ اَنْ يُّفْطِرَ مِنْهُ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَرٰى اَنَّهُ لَا يُرِيْدُ اَنْ يَّصُومَ مِنْهُ شَيْئًا وَّكُنْتَ لَا تَشَاءُ اَنْ تَرَاهُ مِنَ اللَّيْلِ مُصَلِّيًا اِلَّا رَاَيْتَهُ مُصَلِّيًا وَّلَا نَائِمًا اِلَّا رَاَيْتَهُ نَائِمًا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نبی اکرم کے روزہ رکھنے کے بارے میں دریافت کیا گیا' تو انہوں نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ کسی مہینے میں اس طرح (مسلسل نفلی) روزے رکھتے تھے کہ ہم یہ سمجھتے تھے' اب آپ کوئی روزہ نہیں چھوڑیں گے اور (کسی مہینے میں) آپ اس طرح روزے نہیں رکھتے تھے کہ ہم یہ سمجھتے تھے: اب آپ اس مہینے میں کوئی (نفلی) روزہ نہیں رکھیں گے۔ اگر تم نبی اکرم ﷺ کو رات کے وقت نوافل ادا کرتے ہوئے دیکھنے کے خواہشمند ہوتے' تو آپ کو نوافل ادا کرتے ہوئے دیکھ لیتے۔ اور اگر تم نبی اکرم سوئے ہوئے دیکھنے کے خواہش مند ہوتے' تو سوتے ہوئے بھی دیکھ لیتے۔

امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

699- اخرجه مسلم (809/2, 810) كتاب الصيام: باب: صيام النبى صلى الله عليه وسلم فى غير رمضان واستحباب ان لا يخلى شهر من صوم' رقم (172, 173, 174, 1156/175)' والنسائى (152/4) كتاب الصيام: باب: ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر عائشة فيه التقدم قبل رمضان' رقم (2183- 2184- 2185)' (199/4) كتاب الصوم: باب: صوم النبى صلى الله عليه وسلم' رقم (2349)

700- اخرجه البخارى (27/3) كتاب الجهاد: باب: قيام النبى صلى الله عليه وسلم من نومه وما نسخ من قيام الليل' رقم (1141) واطرافه فى (1972- 1973- 3561)' ومسلم (812/2) كتاب الصيام: باب: صيام النبى صلى الله عليه وسلم فى غير رمضان واستحباب ان لا يخلى شهرا من صوم' رقم (1158/180)' واحمد (152/3 -159)' وعبد بن حميد' ص (393) رقم (1322)' وابن خزيمة (305/3) رقم (2134)

701 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مِسْعَرٍ وَّسُفْيَانَ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ عَنْ اَبِي الْعَبَّاسِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اَفْضَلُ الصَّوْمِ صَوْمُ اَخِي دَاوٗدَ كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَّيُفْطِرُ يَوْمًا وَّلَا يَفِرُّ اِذَا لَاقٰى

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیحِ راوی: وَاَبُو الْعَبَّاسِ هُوَ الشَّاعِرُ الْمَكِّيُّ الْاَعْمٰى وَاسْمُهُ السَّائِبُ بْنُ فَرُّوخَ

مذاہبِ فقہاء: قَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اَفْضَلُ الصِّيَامِ اَنْ تَصُومَ يَوْمًا وَّتُفْطِرَ يَوْمًا وَّيُقَالُ هٰذَا هُوَ اَشَدُّ الصِّيَامِ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: سب سے زیادہ فضیلت والا (نفلی) روزہ میرے بھائی داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے' جو ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن روزہ نہیں رکھتے تھے۔ اور جب (جہاد میں دشمن سے) سامنا ہوتا' تو راہِ فرار اختیار نہیں کرتے تھے۔

امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

ابوعباس نامی راوی شاعر' مکی اور نابینا ہیں۔ ان کا نام سائب بن فروخ ہے۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: سب سے زیادہ فضیلت والا روزہ یہ ہے: آپ ایک دن روزہ رکھیں اور ایک دن روزہ نہ رکھیں۔ کہا جاتا ہے: یہ روزہ رکھنے کا سب سے مشکل طریقہ ہے۔

شرح

مسلسل (نفلی) روزے رکھنے کا مسئلہ:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صوم الدھر کو ناپسند کرتے اور سرد الصوم کو پسند کرتے تھے۔ سرد الصوم سے مراد ایسے نفلی روزے ہیں جو مسلسل رکھے جائیں جبکہ لوگ خیال کریں کہ اب یہ شخص روزے نہیں چھوڑے گا۔ پھر اسی طرح روزے نہ رکھنا کہ لوگ خیال کریں کہ اب یہ شخص روزہ نہیں رکھے گا۔ سرد الصوم ایک مہینہ سے کم دنوں پر مشتمل ہوتا ہے' پھر اتنے ایام میں افطار ہوتا ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ارشاد کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کے علاوہ کسی دوسرے مہینے کے مکمل روزے نہیں رکھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل نفلی روزے رکھتے تھے کہ ہم خیال کرتے کہ اب آپ نہیں چھوڑیں گے۔ پھر آپ مسلسل افطار کرتے تو ہم خیال کرتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی روزے نہیں رکھیں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صوم داؤدی کو افضل صوم قرار دیا ہے۔ صوم داؤدی یہ ہے کہ ایک دن روزہ رکھا جائے اور ایک دن افطار کیا جائے۔ صوم داؤدی کو افضل قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں انسان میں کمزوری نہیں آتی جو دوسری عبادات میں سستی کا سبب بن سکے۔

سوال: سرد الصوم اور صوم الدھر میں کیا فرق ہے؟

جواب: سرد الصوم اور صوم الدھر کے مابین عام خاص مطلق کی نسبت ہے، ہر سرد الصوم' صوم الدھر نہیں ہو سکتا لیکن ہر صوم الدھر' سرد الصوم ہوتا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ الصَّوْمِ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالنَّحْرِ

باب 58: عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن روزہ رکھنا حرام ہے

702 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِى الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِىْ عُبَيْدٍ مَوْلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ

متنِ حدیث: شَهِدْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فِيْ يَوْمِ النَّحْرِ بَدَاَ بِالصَّلٰوةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنْ صَوْمِ هٰذَيْنِ الْيَوْمَيْنِ اَمَّا يَوْمُ الْفِطْرِ فَفِطْرُكُمْ مِنْ صَوْمِكُمْ وَعِيْدٌ لِلْمُسْلِمِيْنَ وَاَمَّا يَوْمُ الْاَضْحٰى فَكُلُوْا مِنْ لُحُوْمِ نُسُكِكُمْ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَاَبُوْ عُبَيْدٍ مَوْلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اسْمُهٗ سَعْدٌ وَّيُقَالُ لَهٗ مَوْلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَزْهَرَ اَيْضًا

وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَزْهَرَ هُوَ ابْنُ عَمِّ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ

◆◆ ابو عبید بیان کرتے ہیں: میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید الاضحیٰ کے دن موجود تھا انہوں نے خطبے سے پہلے نماز ادا کی' پھر یہ ارشاد فرمایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: آپ نے ان دو دنوں میں روزہ رکھنے سے منع کیا ہے' جہاں تک عید الفطر کا تعلق ہے' تو وہ تمہارے کھانے پینے کا دن ہے' جب تم روزے رکھنے ختم کرتے ہو' اور یہ مسلمانوں کی عید ہے' اور جہاں تک عید الاضحیٰ کا تعلق ہے' تو تم اس دن اپنی قربانی کا گوشت کھاؤ۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اس کے راوی ابو عبید کا نام سعد ہے۔ ایک قول کے مطابق یہ حضرت عبد الرحمٰن بن ازہر کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

عبد الرحمٰن بن ازہر حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے چچازاد ہیں۔

703 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ

متنِ حدیث: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صِيَامَيْنِ يَوْمِ الْاَضْحٰى وَيَوْمِ الْفِطْرِ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَّعَآئِشَةَ وَاَبِىْ هُرَيْرَةَ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَّاَنَسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِىْ سَعِيْدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ قَالَ وَعَمْرُو بْنُ يَحْيٰى هُوَ ابْنُ عُمَارَةَ بْنِ اَبِى الْحَسَنِ

الْمَازِنِیُّ الْمَدَنِیُّ وَهُوَ ثِقَةٌ رَوٰی لَهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِیُّ وَشُعْبَةُ وَمَالِكُ بْنُ اَنَسٍ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے دو دن روزہ رکھنے سے منع کیا ہے۔ عیدالاضحیٰ کے دن اور عیدالفطر کے دن۔

اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔ اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عمرو بن یحییٰ، عمرو بن یحییٰ بن عمارہ بن ابوالحسن، مازنی المدنی ہیں اور یہ ثقہ ہیں۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، شعبہ اور مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے روایات نقل کی ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ كَرَاهِيَةِ الصَّوْمِ فِیْ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ

باب 59: ایامِ تشریق میں روزہ رکھنا حرام ہے

704 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ مُوْسَى بْنِ عَلِيٍّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: يَوْمُ عَرَفَةَ وَيَوْمُ النَّحْرِ وَاَيَّامُ التَّشْرِيْقِ عِيْدُنَا اَهْلَ الْاِسْلَامِ وَهِیَ اَيَّامُ اَكْلٍ وَّشُرْبٍ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَّسَعْدٍ وَّاَبِیْ هُرَيْرَةَ وَجَابِرٍ وَّنُبَيْشَةَ وَبِشْرِ بْنِ سُحَيْمٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُذَافَةَ وَاَنَسٍ وَّحَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو الْاَسْلَمِیِّ وَكَعْبِ ابْنِ مَالِكٍ وَّعَآئِشَةَ وَعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: وَحَدِيْثُ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ يَكْرَهُوْنَ الصِّيَامَ اَيَّامَ التَّشْرِيْقِ اِلَّا اَنَّ قَوْمًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ رَخَّصُوا لِلْمُتَمَتِّعِ اِذَا لَمْ يَجِدْ هَدْيًا وَّلَمْ يَصُمْ فِی الْعَشْرِ اَنْ يَّصُوْمَ اَيَّامَ التَّشْرِيْقِ وَبِهٖ يَقُوْلُ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ وَّالشَّافِعِیُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ

توضیح راوی: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: وَاَهْلُ الْعِرَاقِ يَقُوْلُوْنَ مُوْسَى بْنُ عَلِيِّ بْنِ رَبَاحٍ وَّاَهْلُ مِصْرَ يَقُوْلُوْنَ مُوْسٰی بْنُ عُلَیٍّ وقَالَ سَمِعْتُ قُتَيْبَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اللَّيْثَ بْنَ سَعْدٍ يَقُوْلُ قَالَ مُوْسٰی بْنُ عَلِيٍّ لَّا اَجْعَلُ اَحَدًا فِیْ حِلٍّ صَغَّرَ اسْمَ اَبِیْ

◆◆ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: عرفہ کا دن، قربانی کا دن اور ایام تشریق ہمارے اہلِ اسلام کی عید کے دن ہیں اور یہ کھانے پینے کے دن ہیں۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت سعد رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت نبیشہ رضی اللہ عنہ، حضرت بشیر

بن سُحیم رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ، حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا' ان حضرات نے ایام تشریق میں روزہ رکھنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے ایک گروہ کے نزدیک ''حج تمتع'' کرنے والے کے لیے یہ رخصت ہے: اگر اس کے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہو' اور اس نے پہلے دس دنوں میں روزے نہ رکھے ہوں' تو وہ ایام تشریق میں روزہ رکھ سکتا ہے۔

امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اہلِ عراق یہ کہتے ہیں (راوی کا نام) موسیٰ بن علی بن رباح ہے۔

اہلِ مصر یہ کہتے ہیں: اس کا نام موسیٰ بن علی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے قتیبہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: وہ یہ فرماتے ہیں: میں نے لیث بن سعد کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: وہ فرماتے ہیں: موسیٰ بن علی نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: میں ایسے کسی شخص کو معاف نہیں کروں گا' جو میرے باپ کے نام کو اسم میں تصغیر کے طور پر لے گا۔

شرح

عیدین اور ایام تشریق میں روزہ رکھنے کی ممانعت:

ایک دن میں پانچ اوقات میں نماز ادا کرنا ممنوع ہے:

(۱)-طلوع آفتاب کے وقت،

(۲)-غروب آفتاب کے وقت،

(۳)-نصف النہار (زوال) کے وقت،

(۴)-بعد نماز عصر تا غروب آفتاب،

(۵)-بعد نماز فجر تا طلوع آفتاب،

اسی طرح سال بھر میں پانچ دنوں میں روزہ رکھنا حرام ہے:

(۱)-عیدالفطر کے دن،

(۲)-عیدالاضحیٰ کے دن،

(۳ تا ۵) ایام تشریق یعنی ذی الحجہ کی گیارھویں' بارھویں اور تیرھویں تواریخ میں۔ اگر کوئی شخص سال بھر کے روزوں کی نذر مانتا ہے تو وہ ان پانچ ایام کے روزے نہیں رکھے گا بلکہ تکمیل سال کے لیے ان ایام کی بجائے دیگر ایام میں مزید پانچ روزے رکھے

گا۔ایک حدیث میں عیدین کے دنوں میں اور دوسری حدیث میں ایام تشریق میں روزہ رکھنے سے منع کیا گیا ہے۔

سوال: کیا ایام تشریق میں روزے رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: (۱)۔حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام احمد اور حضرت امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ مطلقاً ممنوع ہیں۔

(۲)۔حضرت امام اسحاق مروزی اور امام ابن المنذر وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک مطلقاً جائز ہیں۔

(۳)۔حضرت امام مالک، حضرت امام اوزاعی اور حضرت امام اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف متمتع کے لیے جائز ہیں بشرطیکہ اسے ہدی میسر نہ ہو۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ الْحِجَامَةِ لِلصَّائِمِ

باب 60: روزہ دار شخص کا پچھنے لگانا (یا لگوانا)

705 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ النَّيْسَابُوْرِيُّ وَمَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ وَيَحْيَى بْنُ مُوْسٰى قَالُوْا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَارِظٍ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُوْمُ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَّسَعْدٍ وَّشَدَّادِ ابْنِ اَوْسٍ وَّثَوْبَانَ وَاُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ وَّعَائِشَةَ وَمَعْقِلِ بْنِ سِنَانٍ وَّيُقَالُ ابْنُ يَسَارٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّاَبِيْ مُوْسٰى وَبِلَالٍ وَّسَعْدٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَحَدِيْثُ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَّذُكِرَ عَنْ اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ اَنَّهُ قَالَ اَصَحُّ شَيْءٍ فِيْ هٰذَا الْبَابِ حَدِيْثُ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ وَّذُكِرَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهُ قَالَ اَصَحُّ شَيْءٍ فِيْ هٰذَا الْبَابِ حَدِيْثُ ثَوْبَانَ وَشَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ لِاَنَّ يَحْيَى بْنَ اَبِيْ كَثِيْرٍ رَوٰى عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ الْحَدِيْثَيْنِ جَمِيْعًا حَدِيْثَ ثَوْبَانَ وَحَدِيْثَ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ

مذاہبِ فقہاء: وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمُ الْحِجَامَةَ لِلصَّائِمِ حَتّٰى اَنَّ بَعْضَ اَصْحَابِ النَّبِيِّ احْتَجَمَ بِاللَّيْلِ مِنْهُمْ اَبُوْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيُّ وَابْنُ عُمَرَ وَبِهٰذَا يَقُوْلُ ابْنُ الْمُبَارَكِ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: سَمِعْتُ اِسْحٰقَ بْنَ مَنْصُوْرٍ يَّقُوْلُ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ مَنِ احْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ فَعَلَيْهِ الْقَضَاءُ قَالَ اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَّهٰكَذَا قَالَ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ حَدَّثَنَا الزَّعْفَرَانِيُّ قَالَ وَقَالَ الشَّافِعِيُّ

حدیثِ دیگر: قَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ احْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ وَّرُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ اَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُوْمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاحِدًا مِّنْ هٰذَيْنِ الْحَدِيْثَيْنِ ثَابِتًا وَّلَوْ تَوَقّٰى رَجُلٌ الْحِجَامَةَ وَهُوَ صَائِمٌ كَانَ اَحَبَّ اِلَيَّ وَلَوِ احْتَجَمَ صَائِمٌ لَمْ اَرَ ذٰلِكَ اَنْ يُّفْطِرَهُ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰكَذَا كَانَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ بِبَغْدَادَ وَاَمَّا بِمِصْرَ فَمَالَ اِلَى الرُّخْصَةِ وَلَمْ يَرَ بِالْحِجَامَةِ لِلصَّائِمِ بَاْسًا وَّاحْتَجَّ بِاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَهُوَ مُحْرِمٌ صَائِمٌ

◆◆ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: پچھنے لگانے والے اور لگوانے والے دونوں کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

اس بارے میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ، حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ، حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ اور ایک قول کے مطابق حضرت معقل بن سنان رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے یہ بات ذکر کی گئی ہے' انہوں نے یہ فرمایا ہے: اس بارے میں سب سے مستند حدیث یہی ہے' جو حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

علی بن عبداللہ کے بارے میں یہ بات نقل کی گئی ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: اس بارے میں سب سے مستند حدیث وہ ہے' جو حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ اور حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے: یحییٰ بن ابوکثیر نے ان دونوں روایات کو ابوقلابہ کے حوالے سے نقل کیا ہے' جو حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ اور حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے' ایک گروہ نے روزہ دار شخص کے لیے پچھنے لگوانے کو مکروہ قرار دیا ہے' یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ کے بعض اصحاب رات کے وقت پچھنے لگوایا کرتے تھے' ان میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما شامل ہیں۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے اسحٰق بن منصور کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: عبدالرحمٰن بن مہدی یہ فرماتے ہیں: جو شخص روزے کی حالت میں پچھنے لگوائے اس پر قضا کرنا لازم ہوگا۔

اسحٰق بن منصور فرماتے ہیں: امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ امام اسحٰق بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حسن بن محمد زعفرانی فرماتے ہیں: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات بیان کی ہے: نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: آپ ﷺ نے روزے کی حالت میں پچھنے لگوائے تھے۔

نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے یہ بات بھی منقول ہے: آپ نے ارشاد فرمایا ہے: پچھنے لگانے والا اور لگوانے والا ان دونوں کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے اس بات کا علم نہیں ہے: ان دونوں میں سے کون سی روایت ثابت ہے۔ (یعنی اس پر عمل کیا

جائے گا)۔

اس لیے میرے نزدیک یہ بات پسندیدہ ہے: اگر کوئی شخص روزے کی حالت میں پچھنے لگوانے سے گریز کرے تو بہتر ہے تاہم اگر کوئی شخص روزے کی حالت میں پچھنے لگوالیتا ہے تو میرے نزدیک اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام شافعی رحمۃ اللہ نے بغداد میں بھی یہی رائے پیش کی تھی اور مصر میں بھی ان کی یہی رائے تھی وہ رخصت کی طرف مائل ہیں اوران کے نزدیک پچھنے لگوانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

انہوں نے یہ دلیل پیش کی ہے: نبی اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر حالت احرام میں روزے کی حالت میں پچھنے لگوائے تھے۔

بَابُ مَا جَآءَ مِنَ الرُّخْصَةِ فِيْ ذٰلِكَ

باب 61: اس بارے میں رخصت کا بیان

706 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

متن حدیث: احْتَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ صَائِمٌ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ هٰكَذَا رَوٰى وُهَيْبٌ نَحْوَ رِوَايَةِ عَبْدِ الْوَارِثِ وَرَوٰى اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ مُرْسَلًا وَّلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے حالت احرام میں روزے کی حالت میں پچھنے لگوائے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''صحیح'' ہے۔

اس روایت کو وہیب نے اسی طرح نقل کیا ہے جس طرح عبدالوارث نے نقل کیا ہے۔

اسماعیل بن ابراہیم نے ایوب کے حوالے سے عکرمہ کے حوالے سے اسے ''مرسل'' روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔ اس میں انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا تذکرہ نہیں کیا۔

707 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ مُوْسٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيُّ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ الشَّهِيْدِ عَنْ مَيْمُوْنِ بْنِ مِهْرَانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متن حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے روزے کی حالت میں پچھنے لگوائے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے اور اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

708 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ زِيَادٍ عَنْ مِقْسَمٍ عَنْ

ابْنِ عَبَّاسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ فِيمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ وَهُوَ مُحْرِمٌ صَائِمٌ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِى الْبَاب عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ وَّجَابِرٍ وَاَنَسٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ اِلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ وَلَمْ يَرَوْا بِالْحِجَامَةِ لِلصَّائِمِ بَاْسًا وَّهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَمَالِكِ بْنِ اَنَسٍ وَّالشَّافِعِيِّ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مکہ اور مدینہ کے درمیان پچھنے لگوائے تھے' آپ اس وقت حالت احرام میں بھی تھے اور روزے کی حالت میں بھی تھے۔

اس بارے میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہلِ علم اس حدیث کی طرف گئے ہیں ان کے نزدیک روزہ دار شخص کے لیے پچھنے لگوانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

شرح

روزہ میں پچھنے لگوانے میں مذاہب آئمہ:

حالت روزہ میں پچھنے لگوانے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔

(۱) حضرت امام احمد بن حنبل اور حضرت امام اسحاق وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے حالت روزہ میں پچھنے لگوانا مفسد صوم ہے لیکن اس سے قضاء اور کفارہ لازم نہیں آئے گا۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''افطر الحاجم والمحجوم'' پچھنے لگانے والے اور لگوانے والے دونوں کا روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔

(۲) حضرت امام اوزاعی' حضرت امام حسن بصری' حضرت امام ابن سیرین اور حضرت امام مسروق رحمہم اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر ہے کہ حجامت مفسد صوم نہیں لیکن مکروہ ہے۔

(۳) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ' حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ اس سے نہ روزہ فاسد ہوتا ہے اور نہ مکروہ' انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے: احتجم رسول الله صلی الله علیه وسلم وهو محرم صائم' حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت احرام میں روزہ رکھ کر پچھنے لگوائے۔ علاوہ ازیں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی استدلال کیا ہے: ثلاث لا یفطرن الصائم الحجامة والقئی والا حتلام' (جامع ترمذی' جلد اوّل ص ۱۱۹) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین چیزیں روزہ نہیں توڑتیں: (۱) پچھنے لگوانا، (۲) قے کرنا، (۳) احتلام

ہوتا۔

جمہور کی طرف سے حضرت امام احمد بن حنبل اور حضرت امام اسحاق رحمہا اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: (۱) اس روایت میں لفظ "افطر" بمعنیٰ: کا دان یفطر ہے یعنی یہ عمل انسان کو افطار کے قریب کر دیتا ہے۔ حاجم کو اس واسطے کہ اس کے حلق میں خون اترنے کا امکان ہوتا ہے اور محجوم کو اس لیے کہ اس میں ضعف آ جاتا ہے۔ (۲)۔ حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "الحاجم والمحجوم" دونوں پر الف لام عہد کا ہے اور اس سے مراد وہ مخصوص لوگ نہیں جو حالت روزہ میں غیبت کر رہے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں یوں فرمایا: "افطر الحاجم والمحجوم" اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے: انما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: "افطر الحاجم والمحجوم لانهما كا نايغتابان" (شرح معانی الآثار جلد اوّل ص ۲۹۵) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حاجم اور محجوم دونوں کا روزہ ٹوٹ گیا کیونکہ دونوں غیبت کر رہے تھے۔ (۳) یہ روایت ایک مشورہ کی حیثیت رکھتی ہے کہ حالت روزہ میں بہتر یہ بات ہے کہ پچھنے نہ لگوائے جائیں کیونکہ اس سے انسان میں کمزوری آ جاتی ہے جو نماز وغیرہ عبادات میں سستی وغیرہ کا باعث بن سکتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ الْوِصَالِ لِلصَّائِمِ

باب 62: صومِ وصال رکھنا مکروہ ہے

709 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ وَخَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَا تُوَاصِلُوْا قَالُوْا فَاِنَّكَ تُوَاصِلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنِّيْ لَسْتُ كَاَحَدِكُمْ اِنَّ رَبِّيْ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِيْ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَعَآئِشَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ وَّاَبِيْ سَعِيْدٍ وَّبَشِيْرِ ابْنِ الْخَصَاصِيَةِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَنَسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ كَرِهُوا الْوِصَالَ فِي الصِّيَامِ وَرُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ كَانَ يُوَاصِلُ الْاَيَّامَ وَلَا يُفْطِرُ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: تم لوگ صومِ وصال نہ رکھو! لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ بھی تو صومِ وصال رکھتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ میرا پروردگار مجھے کھلا بھی دیتا ہے اور پلا بھی دیتا ہے۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت بشیر بن خصاصیہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔
بعض اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا' ان حضرات نے صوم وصال رکھنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔
حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات منقول ہے: وہ مسلسل چار دنوں تک صوم وصال رکھا کرتے تھے' اور اس دوران افطاری نہیں کرتے تھے۔

شرح

صوم وصال کے مسئلہ میں مذاہب آئمہ:

صوم وصال سے مراد ہے کہ دو یا دو سے زیادہ روزے اس طرح رکھے جائیں کہ رات کو بھی افطار نہ کیے جائیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صوم وصال رکھا کرتے تھے۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ کو دیکھا تو انہوں نے بھی صوم وصال شروع کر دیے۔ آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو صوم وصال سے منع کیا۔ انہوں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! آپ بھی تو صوم وصال رکھتے ہیں؟'' آپ نے جواب دیا ''تم میرے جیسے نہیں ہو' میرا پروردگار مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے''۔ اس حدیث میں کھانے پلانے سے مراد روحانی طور پر کھانا پلانا ہے' جس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ روحانی کھانے پینے کی تفصیل انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہی جانتے ہیں۔ حضرت فاروق اعظم اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک ہفتہ کا روزہ رکھتے تھے، اللہ تعالیٰ انہیں کھلاتا تھا اور پلاتا تھا۔

صوم وصال کی شرعی حیثیت کے حوالے سے آئمہ فقہ کی مختلف آراء ہیں جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

(۱)۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ' حضرت امام مالک' حضرت امام احمد' حضرت امام شافعی اور حضرت امام سفیان ثوری رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ صوم وصال مکروہ ہے۔

(۲)۔ ایک امام شافعی اور حضرت ابن العربی رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک صوم وصال حرام وممنوع ہے۔

(۳)۔ حضرت امام احمد' حضرت امام اسحاق بن راہویہ اور علامہ ابن وضاح رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک جو شخص صوم وصال رکھنے کی قوت رکھتا ہو' اس کے لیے جائز ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْجُنُبِ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ وَهُوَ يُرِيْدُ الصَّوْمَ

باب 63: جب جنبی شخص کو صبح صادق کا وقت ہو جائے اور اس نے روزہ رکھنا ہو

710 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ اَخْبَرَتْنِىْ عَآئِشَةُ وَاُمُّ سَلَمَةَ زَوْجَا النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ وَهُوَ جُنُبٌ مِّنْ اَهْلِهٖ ثُمَّ يَغْتَسِلُ فَيَصُوْمُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَآئِشَةَ وَاُمِّ سَلَمَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ وَالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَقَدْ قَالَ قَوْمٌ مِّنَ التَّابِعِيْنَ اِذَا اَصْبَحَ جُنُبًا يَقْضِي ذٰلِكَ الْيَوْمَ

قولِ امام ترمذی: وَالْقَوْلُ الْاَوَّلُ اَصَحُّ

◄► سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ بعض اوقات صبح صادق کے وقت جنابت کی حالت میں ہوتے تھے اپنی اہلیہ کے ساتھ (صحبت کرنے کی وجہ سے) پھر آپ غسل کر لیتے تھے اور اگلے دن روزہ بھی رکھ لیتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اکثر اہلِ علم جو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں، ان کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا۔

سفیان، شافعی رحمۃ اللہ علیہ، احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔ تابعین سے تعلق رکھنے والے کچھ حضرات نے یہ بات بیان کی ہے: اگر کوئی شخص صبح صادق کے وقت جنابت کی حالت میں ہوتا ہے تو وہ اس دن کے روزے کی قضاء کرے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: پہلا قول درست ہے۔

شرح

حالت جنابت میں صبح صادق کرنے والے کے روزہ کا مسئلہ:

تمام آئمہ فقہ کا اس مسئلہ میں اتفاق ہے کہ جو شخص حالت جنابت میں صبح صادق کے بعد بیدار ہوا اور وہ روزہ بھی رکھنا چاہتا ہو تو وہ غسل کر کے اپنے روزہ کا آغاز کر دے کیونکہ جنابت، روزہ کے منافی نہیں ہے۔

حدیث باب میں یہی مضمون بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حالت جنابت میں صبح کرتے اور آپ غسل کر کے روزہ رکھ لیتے تھے۔ ایک دوسری روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک آدمی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہ! میں جنابت کی حالت میں صبح کروں جبکہ روزہ رکھنے کا بھی ارادہ ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں جنابت کی حالت میں صبح کروں اور روزہ رکھنا ہو تو غسل کر کے روزہ رکھ لیتا ہوں''۔ صحابی نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! آپ ہماری مثل نہیں ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلوں اور پچھلوں سب کے گناہ معاف کر دیے ہیں، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہار ناراضگی کرتے ہوئے فرمایا: ''بیشک میں تم سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں اور زیادہ ڈرنے کا طریقہ جانتا ہوں۔ (المؤطا لامام مالک، ص ۲۲۸)

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ اِجَابَةِ الصَّائِمِ الدَّعْوَةَ

باب 64: روزہ دار کا دعوت کو قبول کرنا

711 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ

اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِذَا دُعِيَ اَحَدُكُمْ اِلٰى طَعَامٍ فَلْيُجِبْ فَاِنْ كَانَ صَائِمًا فَلْيُصَلِّ يَعْنِي الدُّعَاءَ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب کسی شخص کو دعوت پر بلایا جائے، تو وہ ضرور جائے۔ اگر اس نے روزہ رکھا ہوا ہو، تو وہ دعا کردے۔

712 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَبِى الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِذَا دُعِيَ اَحَدُكُمْ وَهُوَ صَائِمٌ فَلْيَقُلْ اِنِّي صَائِمٌ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَكِلَا الْحَدِيْثَيْنِ فِي هٰذَا الْبَابِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جب کسی شخص کو دعوت پر بلایا جائے اور وہ روزے کی حالت میں ہو، تو وہ یہ کہہ دے: میں روزے کی حالت میں ہوں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں یہ دونوں روایات حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہیں اور "حسن صحیح" ہیں۔

شرح

حالتِ روزہ میں دعوت قبول کرنے کا مسئلہ:

حدیث باب کو ہمارے ماحول میں سمجھنا قدرے دشوار ہے۔ اس لیے کہ ہمارے ماحول کے مطابق تقریب کی دعوت کئی ایام پہلے دی جاتی ہے، جسے قبول کر کے مقررہ تاریخ میں روزہ رکھ لینا شرعی طور پر درست نہیں ہے۔ اس لیے کہ ایسی صورت میں وعدہ کی خلاف ورزی ہوگی جو جائز نہیں ہے۔ اگر بروقت حالتِ روزہ میں تقریب میں شمولیت کی دعوت دی گئی ہو، تو دعوت قبول کرنے سے معذرت کی جاسکتی ہے۔ اگر دعوت قبول کرلی تو عین تقریب میں کھانا کھانے سے بھی معذرت کی جاسکتی ہے۔ اگر میزبان یا مہمان کھانا کھانے پر مجبور کرے، تو نفل روزہ توڑا جاسکتا ہے، جو بعد میں بطور قضاء رکھا جائے گا۔ اگر میزبان معذرت قبول کر لیتا ہے تو یہ اپنا روزہ نہیں توڑے گا بلکہ دعائے خیر کر کے واپس آجائے۔

اہل عرب کے ماحول میں اس حدیث کا سمجھنا مشکل نہیں ہے، کیونکہ ان کے ہاں بڑی سے بڑی دعوت کا اہتمام بروقت کیا جاتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو آئندہ دن میں ولیمہ کی بڑی تقریب تھی جس میں ایک بکری ذبح کی گئی تھی۔ آپ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم فلاں مقام پر کھڑے ہو جاؤ اور لوگوں کو کھانے کی دعوت دو۔ اگر ایسے ماحول میں کسی کو دعوت دی جائے اور وہ حالت روزہ میں ہو، تو بھی دعوت قبول کرسکتا ہے، پھر تقریب میں شامل ہو کر میزبان سے معذرت کرے اور معذرت قبول کر لینے کی صورت میں دعا کر کے واپس آجائے۔ اگر میزبان کھانے پر مجبور کردے تو روزہ توڑنے کی گنجائش ہے، جس کی بعد میں قضاء کی جاسکتی ہے۔ اہل عرب کے ہاں دعوت کا ایک یہ بھی طریقہ تھا کہ اگر کوئی مہمان آتا تو اس کے لیے کھانے کا اہتمام کیا جاتا پھر مزید بروقت چند احباب کو بھی اس کھانے

میں شمولیت کی دعوت دی جاتی تھی۔ ایسے ماحول میں کسی تقریب میں شمولیت کی دعوت حالت روزہ میں ملے تو معذرت کر لینی چاہیے۔ اگر معذرت قبول نہ کی جائے تو میزبان یا مہمان کی خواہش کے مطابق نفلی روزہ توڑنے کی گنجائش ہے جس کی بعد میں قضاء کی جائے گی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ صَوْمِ الْمَرْاَةِ اِلَّا بِاِذْنِ زَوْجِهَا

باب 65: شوہر کی اجازت کے بغیر عورت کا نفلی روزہ رکھنا مکروہ ہے

713 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَنَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَا تَصُومُ الْمَرْاَةُ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ يَّوْمًا مِّنْ غَيْرِ شَهْرِ رَمَضَانَ اِلَّا بِاِذْنِهٖ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّاَبِیْ سَعِيْدٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِیْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِیَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنْ مُوْسَى بْنِ اَبِیْ عُثْمَانَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: کوئی بھی عورت اپنے شوہر کی موجودگی میں رمضان کے علاوہ اور کسی بھی دن کا روزہ اس کی اجازت کے بغیر نہ رکھے۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یہی روایت ابوزناد کے حوالے سے موسیٰ بن ابوعثمان کے حوالے سے، ان کے والد کے حوالے سے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

شرح

بیوی کے لیے شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھنے کی ممانعت:

نفلی روزہ یا قضاء رمضان کا روزہ بیوی اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر نہیں رکھ سکتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مرد کا حق عورت پر یہ بھی ہے کہ جب چاہے اس سے انتفاع حاصل کر سکتا ہے۔ بیوی کے روزہ رکھنے کی صورت میں شوہر کی حق تلفی ہوگی جو جائز نہیں ہے۔ اسی طرح عورت کثرت روزہ کی عادی ہو تو اس کا میلان شوہر کی طرف کم ہو جائے گا اور شوہر کی طرف سے بھی میلان میں کمی آئے گی، زوجین کی باہم حق تلفی ہوگی، جو آگے جا کر نفرت میں تبدیل ہو سکتی ہے اور زوجین میں طلاق و تفریق تک نوبت آ سکتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ تَاْخِيرِ قَضَاءِ رَمَضَانَ

باب 66: رمضان کی قضاء میں تاخیر کرنا

714 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ السُّدِّيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَهِيِّ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: مَا كُنْتُ اَقْضِي مَا يَكُوْنُ عَلَيَّ مِنْ رَمَضَانَ اِلَّا فِيْ شَعْبَانَ حَتّٰى تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: قَالَ وَقَدْ رَوٰى يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْاَنْصَارِيُّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَآئِشَةَ نَحْوَ هٰذَا

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: مجھ پر رمضان کے جو روزے قضاء کرنا لازم ہوتے تھے' میں انہیں صرف شعبان میں رکھا کرتی تھی' یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ کا وصال ہو گیا (یعنی نبی اکرم کی ظاہری زندگی میں ایسا کیا کرتی تھی)۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یحییٰ بن سعید انصاری نے اس روایت کو ابوسلمہ کے حوالے سے، سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

شرح

قضاء رمضان کی تاخیر میں مذاہب آئمہ:

کسی شخص کے ذمہ قضاء رمضان کے روزے واجب ہوں' تو وہ پہلی فرصت میں ان کی قضاء کرے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ قضاء رمضان میں تعجیل واجب ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کی مختلف آراء ہیں:۔

(۱) اہل ظواہر کا مؤقف ہے کہ قضاء رمضان کے روزوں کی ادائیگی میں تعجیل واجب ہے۔

(۲) جمہور آئمہ فقہ کے نزدیک قضاء رمضان کے روزوں کی ادائیگی میں تعجیل واجب نہیں ہے بلکہ افضل ہے، آئندہ سال کے رمضان تک قضاء رمضان کے روزوں کی ادائیگی یقینی ہونی چاہیے۔ آئندہ سال کے رمضان المبارک تک روزوں کی ادائیگی نہیں کی تو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تب بھی صرف قضاء واجب ہوگی جبکہ دیگر آئمہ فقہ کے نزدیک قضاء اور فدیہ دونوں واجب ہوں گی۔ انہوں نے اپنے مؤقف پر حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ اگر میرے ذمہ قضاء رمضان کے روزے باقی ہوتے تو میں شوال کے اندر ان کی ادائیگی یقینی بناتی تھی۔ اس روایت سے ثابت ہوا کہ قضاء رمضان کے روزوں کی ادائیگی میں تعجیل واجب نہیں ہے بلکہ افضل ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ فَضْلِ الصَّائِمِ اِذَا اُكِلَ عِنْدَهٗ

باب 67: اس روزہ دار کی فضیلت جس کی موجودگی میں کچھ کھایا جا رہا ہو

715 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا شَرِيْكٌ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ لَيْلٰى عَنْ مَوْلَاتِهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَلصَّائِمُ اِذَا اَكَلَ عِنْدَهُ الْمَفَاطِيْرُ صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ

اسنادِ دیگر: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَرَوٰى شُعْبَةُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ لَيْلٰى عَنْ جَدَّتِهٖ اُمِّ عُمَارَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ

◆◆ حبیب بن زید لیلیٰ (نامی خاتون) کے حوالے سے انہیں آزاد کرنے والی خاتون کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: جب روزہ دار شخص کے پاس کچھ کھایا جا رہا ہو تو فرشتے اس روزہ دار کے لیے دعائے رحمت کرتے ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: شعبہ نے اس روایت کو حبیب بن زید کے حوالے سے لیلیٰ کے حوالے سے، ان کی دادی سیّدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

716 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ مَوْلَاةً لَنَا يُقَالُ لَهَا لَيْلٰى تُحَدِّثُ عَنْ جَدَّتِهٖ اُمِّ عُمَارَةَ بِنْتِ كَعْبٍ الْاَنْصَارِيَّةِ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَقَدَّمَتْ اِلَيْهِ طَعَامًا فَقَالَ كُلِيْ فَقَالَتْ اِنِّيْ صَائِمَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الصَّائِمَ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ اِذَا اُكِلَ عِنْدَهٗ حَتّٰى يَفْرُغُوْا وَرُبَّمَا قَالَ حَتّٰى يَشْبَعُوْا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اختلافِ روایت: وَهُوَ اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ شَرِيْكٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ مَوْلَاةٍ لَّهُمْ يُقَالُ لَهَا لَيْلٰى عَنْ جَدَّتِهٖ اُمِّ عُمَارَةَ بِنْتِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ حَتّٰى يَفْرُغُوْا اَوْ يَشْبَعُوْا

توضیحِ راوی: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَاُمُّ عُمَارَةَ هِيَ جَدَّةُ حَبِيْبِ بْنِ زَيْدٍ الْاَنْصَارِيِّ

◆◆ حبیب بن زید بیان کرتے ہیں: میں نے اپنی ایک کنیز کو سنا اس کا نام لیلیٰ تھا' اس نے سیّدہ ام عمارہ بن کعب رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ حدیث بیان کی ہے: نبی اکرم ﷺ ان کے ہاں تشریف لائے میں نے آپ کے سامنے کھانا رکھا آپ نے فرمایا: تم کھالو! انہوں نے عرض کی: میں نے تو روزہ رکھا ہوا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب کسی روزہ دار کے پاس کوئی چیز کھائی جاتی

ہے تو جب تک لوگ کھا کر فارغ نہیں ہوتے فرشتے اس روزہ دار کے لیے دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) جب تک وہ (کھانے والے) لوگ سیر نہیں ہو جاتے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے اور یہ شریک سے منقول حدیث کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

حبیب بن زید اپنی ایک آزاد کردہ کنیز لیلیٰ کے حوالے سے، سیّدہ ام عمارہ بنت کعب رضی اللہ عنہا کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند روایت کرتے ہیں۔

تاہم اس میں انہوں نے یہ الفاظ نقل نہیں کیے ہیں یہاں تک کہ وہ لوگ فارغ ہو جائیں یا سیر ہو جائیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیّدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا حضرت حبیب بن زید انصاری کی دادی ہیں۔

شرح

ایسے روزہ دار کی فضیلت جس کے پاس کوئی چیز کھائی پی جائے:

ایسا روزہ دار جس کے پاس دوسرے لوگ کھانا وغیرہ کھائیں تو یقیناً اس کا دل بھی للچاتا ہے اور اندر ہی اندر میں خواہش پیدا ہوتی ہے کہ روزہ نہ ہوتا تو میں بھی کھاتا پیتا، اسے اس پر صبر کا بھی الگ سے اجر و ثواب دیا جاتا ہے۔ ایسے روزہ دار کے لیے فرشتے مسلسل دعا اور رحمت و مغفرت کرتے رہتے ہیں۔

سوال: حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے غیر محروم خاتون تھیں تو آپ نے انہیں ساتھ بیٹھ کر کھانا کی دعوت کیوں دی؟

جواب: (۱) ہمارے معاشرہ اور عرب کے معاشرہ میں فرق ہے۔ امریکہ لندن اور عرب کے ہاں خواتین و حضرات مشترکہ طور پر کھانا کھالیتے ہیں اور اس اشتراک کو معیوب خیال نہیں۔ ہمارے ماحول میں خواتین و حضرات مشترکہ طور پر کھانا کھانے کو معیوب تصور کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے ماحول کے مطابق حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا کو اپنے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے کی دعوت دی تھی۔ (۲)۔ یہ واقعہ نزولِ حجاب سے قبل کا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ قَضَاءِ الْحَائِضِ الصِّيَامَ دُوْنَ الصَّلٰوةِ

باب 68: حائضہ عورت روزہ کی قضاء کرے گی نماز کی قضاء نہیں کرے گی

717 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: كُنَّا نَحِيْضُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَطْهُرُ فَيَاْمُرُنَا بِقَضَاءِ الصِّيَامِ وَلَا يَاْمُرُنَا بِقَضَاءِ الصَّلٰوةِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَّقَدْ رُوِىَ عَنْ مُعَاذَةَ عَنْ عَآئِشَةَ اَيْضًا

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ لَا نَعْلَمُ بَيْنَهُمْ اخْتِلَافًا اِنَّ الْحَائِضَ تَقْضِى الصِّيَامَ وَلَا تَقْضِى الصَّلٰوةَ

توضیح راوی: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَعُبَيْدَةُ هُوَ ابْنُ مُعَتِّبِ الضَّبِّىُّ الْكُوْفِىُّ يُكْنٰى اَبَا عَبْدِ الْكَرِيْمِ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ہمیں نبی اکرم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں حیض آیا کرتا تھا' ہم پاک ہو جاتی تھیں' تو نبی اکرم ﷺ ہمیں روزوں کی قضاء کا حکم دیتے تھے' آپ نے ہمیں نماز کی قضاء کا حکم نہیں دیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

ایک اور روایت کے مطابق یہ معاذہ کے حوالے سے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی منقول ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا' ہمیں ان کے درمیان اس بارے میں کسی اختلاف کا علم نہیں ہے کہ حیض والی عورت روزے کی قضاء کرے گی نماز کی قضاء نہیں کرے گی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عبیدہ نامی راوی یہ عبیدہ بن معتب ضبی کوفی ہیں اور ان کی کنیت ''ابوعبدالکریم'' ہے۔

شرح

حائضہ خاتون کا روزوں کی قضاء کرنے اور نماز کی قضاء نہ کرنے کا مسئلہ:

حیض اور نفاس کی حالت میں خواتین نہ روزے رکھ سکتی ہیں اور نہ نماز ادا کر سکتی ہیں۔ حصول طہارت کے بعد خواتین روزوں کی قضاء کرے گی لیکن نمازوں کی قضاء نہیں کرے گی کیونکہ نمازیں معاف ہیں۔

سوال: جس طرح روزوں کی فرضیت نص قطعی سے ثابت ہے، اسی طرح نمازوں کی فرضیت بھی نص قطعی سے ثابت ہے تو خواتین کے لیے ان دونوں عبادتوں کی قضاء کا حکم یکساں ہونا چاہیے؟

جواب: نماز اور روزہ دونوں کی فرضیت نص قطعی سے ثابت ہے مگر ان کی قضاء کا حکم خواتین کے حق میں مختلف ہونے کی وجہ یہ ہے کہ روزے سال میں ایک بار آتے ہیں جبکہ نماز ہر روز پڑھنا ہوتی ہے بلکہ ہر روز پانچ بار ادا کرنا ہوتی ہے۔ نماز کی کثرت تخفیف کا تقاضا کرتی ہے اور یہاں تخفیف کی صورت صرف معافی ہی ہو سکتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِىْ كَرَاهِيَةِ مُبَالَغَةِ الْاِسْتِنْشَاقِ لِلصَّائِمِ

باب 69: روزہ دار شخص کے لیے ناک میں پانی ڈالتے ہوئے مبالغہ کرنا مکروہ ہے

718 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْحَكَمِ الْبَغْدَادِىُّ الْوَرَّاقُ وَاَبُوْ عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ حَدَّثَنِىْ اِسْمٰعِيْلُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَاصِمَ بْنَ لَقِيْطِ بْنِ صَبِرَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ

متنِ حدیث: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِىْ عَنِ الْوُضُوْءِ قَالَ اَسْبِغِ الْوُضُوْءَ وَخَلِّلْ بَيْنَ الْاَصَابِعِ وَبَالِغْ فِى

الْاِسْتِنْشَاقِ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ صَائِمًا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَقَدْ كَرِهَ اَهْلُ الْعِلْمِ السُّعُوطَ لِلصَّائِمِ وَرَاَوْا اَنَّ ذٰلِكَ يُفْطِرُهٗ وَفِى الْبَابِ مَا يُقَوِّى قَوْلَهُمْ

◆◆ عاصم بن لقیط اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ مجھے وضو کے بارے میں بتائیں' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اچھی طرح وضو کرو، انگلیوں کے درمیان خلال کرو' اچھی طرح ناک میں پانی ڈالو' البتہ اگر تم روزے کی حالت میں ہو (تو اچھی طرح ناک میں پانی نہ ڈالو)۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم نے روزہ دار شخص کے لیے ناک میں دوائی ڈالنے کو مکروہ قرار دیا ہے' ان حضرات کے نزدیک اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

حدیث میں یہ بات موجود ہے' جو ان کی رائے کی تائید کرتی ہے۔

شرح

حالت روزہ میں مضمضہ اور استنشاق کے وقت مبالغہ سے کام لینے کی ممانعت:

حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ حالت روزہ میں وضو کرتے وقت مضمضہ اور استنشاق کے وقت مبالغہ سے ہرگز کام نہیں لینا چاہیے کیونکہ مضمضہ میں مبالغہ سے حلق سے نیچے پانی اتر جانے کا امکان ہے اور استنشاق میں مبالغہ سے دماغ تک پانی پہنچ جانے کا امکان ہے۔ جب کوئی چیز دماغ میں یا پیٹ میں پہنچ جائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ البتہ روزہ نہ ہو' تو مضمضہ اور استنشاق کے وقت مبالغہ سے کام لیا جا سکتا ہے۔

دو اہم مسائل: اس حدیث سے دو اہم مسائل ثابت ہوئے:

(۱) حقہ' سگریٹ اور سگار وغیرہ سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے' کیونکہ ان کا دھواں دماغ اور پیٹ میں پہنچ جاتا ہے۔

سوال: لکڑی وغیرہ کے استعمال سے پیدا ہونے والا دھواں دماغ اور پیٹ میں پہنچ جاتا ہے تو کیا یہ بھی ناقص صوم ہے یا نہیں؟

جواب: اس دھواں سے روزہ فاسد نہیں ہوتا کیونکہ اس صورت میں دھویں کا دخول ہوا ہے ادخال نہیں ہوا جبکہ دونوں کا حکم الگ ہے۔

(۲) حالت روزہ میں ٹیکہ لگانے سے روزہ فاسد نہیں ہوگا، خواہ ٹیکہ گوشت میں لگایا جائے یا نس میں کیونکہ ٹیکہ کی شکل میں دوائی نہ دماغ میں پہنچتی ہے اور نہ پیٹ میں۔

سوال: ٹیکہ لگانے سے جسم میں قوت وطاقت آجاتی ہے جو روزہ کے منافی ہے، تو کیا اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

جواب: جسم میں مطلق قوت آجانے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا، البتہ وہ قوت روزہ کے منافی ہے جو منافذ اصلیہ کے سبب حاصل ہوئی ہو مثلاً غسل تبرید سے روزہ فاسد نہیں ہوتا اور اسی طرح ٹیکہ لگوانے سے بھی روزہ فاسد نہیں ہوتا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيمَنْ نَّزَلَ بِقَوْمٍ فَلَا يَصُومُ اِلَّا بِاِذْنِهِمْ

باب 70: جب کوئی شخص کسی کا مہمان ہو تو وہ ان کی اجازت کے بغیر (نفلی) روزہ نہ رکھے

718 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الْعَقَدِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ بْنُ وَاقِدٍ الْكُوْفِيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: مَنْ نَّزَلَ عَلٰى قَوْمٍ فَلَا يَصُومَنَّ تَطَوُّعًا اِلَّا بِاِذْنِهِمْ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ مُنْكَرٌ لَّا نَعْرِفُ اَحَدًا مِّنَ الثِّقَاتِ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ وَقَدْ رَوٰى مُوْسٰى بْنُ دَاوُدَ عَنْ اَبِىْ بَكْرٍ الْمَدَنِيِّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوًا مِّنْ هٰذَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا حَدِيْثٌ ضَعِيْفٌ اَيْضًا

توضیح راوی: وَاَبُوْ بَكْرٍ ضَعِيْفٌ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ وَاَبُوْ بَكْرٍ الْمَدَنِيُّ الَّذِىْ رَوٰى عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اسْمُهُ الْفَضْلُ بْنُ مُبَشِّرٍ وَّهُوَ اَوْثَقُ مِنْ هٰذَا وَاَقْدَمُ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص کسی قوم کا مہمان بنے تو وہ ان لوگوں کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ ہرگز نہ رکھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "منکر" ہے ہم اسے کسی ثقہ راوی کے حوالے سے نہیں جانتے۔

اس روایت کو: ہشام بن عروہ نے نقل کیا ہے۔

موسیٰ بن داؤد نے اس روایت کو ابوبکر مدنی کے حوالے سے' ہشام بن عروہ کے حوالے سے، ان کے والد کے حوالے سے، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے، اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) یہ حدیث ضعیف بھی ہے۔

اس کا راوی ابوبکر' محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔

ابوبکر مدنی' جس نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے حوالے سے احادیث نقل کی ہیں' اس کا نام فضل بن مبشر ہے' اور وہ اس ابوبکر کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے' اور پرانا ہے۔

شرح

مہمان کا میزبان کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھنے کا مسئلہ:

اگر کوئی شخص کسی کے ہاں بطور مہمان ٹھہرا ہوا اور میزبان کی اجازت کے بغیر اس کا نفلی روزہ رکھنا منع ہے۔ اس ممانعت کی دو وجوہات ہیں: (۱) مہمان سحری کھائے بغیر روزہ رکھے گا تو یہ صورت میزبان کے لیے ذلت ورسوائی کا باعث ہوگی اور اگر میزبان

اس کے لیے سحری کھانے کا اہتمام کرے گا' تو اہل خانہ کے لیے پریشانی ہوگی۔(۲) ممکن ہے کہ میزبان نے مہمان کے ساتھ مزید چند افراد کے کھانے کا اہتمام کیا ہو جبکہ مہمان کے روزہ کے سبب اس (سحری کے) وقت احباب کو طلب کرنے میں دشواری ہو۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْاِعْتِكَافِ

باب 71: اعتکاف کا بیان

720 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ وَعُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ اُبَيِّ ابْنِ كَعْبٍ وَّاَبِىْ لَيْلٰى وَاَبِىْ سَعِيْدٍ وَّاَنَسٍ وَّابْنِ عُمَرَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِىْ هُرَيْرَةَ وَعَآئِشَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ بات منقول ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کیا کرتے تھے' یہاں تک کہ آپ کا وصال ہوگیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، حضرت ابولیلیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

721 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ يَّحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّعْتَكِفَ صَلَّى الْفَجْرَ ثُمَّ دَخَلَ فِيْ مُعْتَكَفِهٖ

اختلافِ روایت: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ يَّحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا رَّوَاهُ مَالِكٌ وَّغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ يَّحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ مُرْسَلًا وَّرَوَاهُ الْاَوْزَاعِيُّ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ يَّحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَآئِشَةَ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اِذَا اَرَادَ الرَّجُلُ اَنْ يَّعْتَكِفَ صَلَّى الْفَجْرَ ثُمَّ دَخَلَ فِيْ مُعْتَكَفِهٖ

وَهُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ وقَالَ بَعْضُهُمْ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّعْتَكِفَ فَلْتَغِبْ لَهُ الشَّمْسُ مِنَ اللَّيْلَةِ الَّتِيْ يُرِيْدُ اَنْ يَّعْتَكِفَ فِيْهَا مِنَ الْغَدِ وَقَدْ قَعَدَ فِيْ مُعْتَكَفِهٖ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَمَالِكِ بْنِ اَنَسٍ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے جب اعتکاف کرنے کا ارادہ کرنا ہوتا تھا' تو آپ فجر کی نماز پڑھنے کے بعد اعتکاف کی جگہ میں داخل ہو جاتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث یحییٰ بن سعید کے حوالے سے، عمرہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے ''مرسل'' روایت کے طور پر منقول ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات نے اسے یحییٰ بن سعید کے حوالے سے ''مرسل'' روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو یحییٰ بن سعید کے حوالے سے' عمرہ کے حوالے سے' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔

اس حدیث پر بعض اہلِ علم کے نزدیک عمل کیا جائے گا' وہ یہ فرماتے ہیں: جب کسی شخص نے اعتکاف کرنا ہو' تو وہ فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد اعتکاف کی جگہ میں داخل ہو جائے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور اسحٰق بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

بعض حضرات نے یہ بات بیان کی ہے: جب کسی شخص نے اعتکاف کرنا ہو' تو اس سے گزشتہ رات کا سورج جیسے ہی غروب ہو جس سے اگلے دن اس نے اعتکاف کرنا ہے' تو وہ اپنے اعتکاف کی جگہ میں بیٹھ جائے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

شرح

اعتکاف کی تعریف، فضیلت، اقسام اور اس کے فقہی مسائل:

اللہ کی عبادت کی نیت سے مسجد میں ٹھہرنے کا نام اعتکاف ہے۔ رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف سنت مؤکدہ کفایہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد یہ اعتکاف اہتمام کے ساتھ کیا۔

فضائل اعتکاف کے حوالے سے چند احادیث مبارکہ ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

(۱) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ (الصحیح للمسلم' جلد اوّل ص ۵۹۷)

(۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے معتکف کے بارے میں فرمایا: ''وہ گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اور اسے ان نیکیوں کا اسی قدر ثواب ملتا ہے جتنا نیکی کرنے والوں کو ملتا ہے''۔ (سنن ابن ماجہ' جلد ۲' ص ۳۶۵)

(۳) حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے رمضان کے دس دنوں کا اعتکاف کیا اسے اتنا ثواب ملتا ہے جیسے اس نے دو حج اور دو عمرے کیے ہوں۔ (شعب الایمان' جلد ۳' ص ۴۲۵)

اعتکاف کی اقسام:

اعتکاف کی مشہور تین اقسام ہیں: (۱) اعتکاف واجب مثلاً اعتکاف نذر یہ کم از کم ایک رات دن کا ہو سکتا ہے۔ اس کے لیے روزہ شرط ہے۔ (۲) اعتکاف سنت مؤکدہ کفایہ: یہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا ہے۔ یہ اعتکاف رمضان کی بیسویں تاریخ

سے لے کر شوال کا چاند نظر آنے تک ہے۔اس میں بھی روزہ شرط ہے۔(۳) اعتکاف مستحب، یہ چند گھنٹوں بلکہ چند منٹ کا بھی ہوسکتا ہے۔اس کے لیے روزہ شرط نہیں ہے۔جب بھی مسجد میں جائیں خواہ کسی بھی مقصد کے لیے ہو تو اعتکاف کی نیت کرلیں۔

اعتکاف کے حوالے سے چند فقہی مسائل:

☆ ہر مسلمان اور عاقل اعتکاف کرسکتا ہے بشرطیکہ وہ جنابت، حیض اور نفاس سے پاک ہو۔اس کے لیے بلوغ شرط نہیں ہے۔وہ نابالغ لڑکا جو آداب مسجد سے اور احکام اعتکاف سے آگاہ ہو، اعتکاف کرسکتا ہے۔

☆ اعتکاف کے لیے مسجد جامع ہونا شرط نہیں ہے بلکہ مسجد جماعت میں بھی ہوسکتا ہے۔مسجد جماعت وہ ہے جس کے لیے امام و مؤذن مقرر ہوں، خواہ نماز پنجگانہ با جماعت اہتمام کے ساتھ نہ ہوتی ہو۔آسانی اسی میں ہے کہ مطلقاً مسجد میں اعتکاف صحیح ہے اگر چہ وہ مسجد جماعت نہ ہو۔

☆ سب سے افضل مسجد حرام میں اعتکاف ہے، پھر مسجد نبوی میں، پھر مسجد اقصیٰ میں اور پھر مسجد جماعت میں۔

☆ عورت کے لیے مسجد میں اعتکاف کرنا مکروہ ہے بلکہ وہ گھر میں اعتکاف کرے مگر اس جگہ کرے جو اس نے نماز ادا کرنے کے لیے مقرر کر رکھی ہو جسے مسجد بیت کہتے ہیں۔

☆ خنثیٰ مسجد بیت میں اعتکاف نہیں کرسکتا۔

☆ ایک مہینے کے اعتکاف کی منت مانی تو یہ منت رمضان میں پوری نہیں کرسکتا بلکہ خاص اس اعتکاف کے لیے روزے رکھنے ہوں گے۔

☆ شوہر نے اپنی بیوی کو اعتکاف کرنے کی اجازت دے دی، اب روکنا چاہے تو نہیں روک سکتا۔

☆ اعتکاف واجب میں معتکف کو مسجد سے بغیر عذر نکلنا حرام ہے، اگر نکلا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔اگر چہ بھول کر نکلا ہو۔یونہی اعتکاف سنت بھی بغیر عذر نکلنے سے جاتا رہتا ہے۔یونہی عورت نے مسجد بیت میں اعتکاف واجب یا مسنون کیا تو بغیر عذر وہاں سے نہیں نکل سکتی، اگر وہاں سے نکلی اگر چہ گھر ہی میں رہی اعتکاف جاتا رہا۔

☆ معتکف کو مسجد سے نکلنے کے دو عذر ہیں: (۱) حاجت طبعی جو مسجد میں پوری نہ ہوسکتی ہو مثلاً پیشاب، پاخانہ، وضو اور غسل فرض وغیرہ۔(۲) حاجت شرعی مثلاً نماز جمعہ، نماز عید اور اذان کے لیے منار پر جانا جبکہ منار کا راستہ خارج مسجد میں ہو وغیرہ۔

☆ اگر ایسی مسجد میں اعتکاف کیا جہاں جماعت نہ ہوتی ہو تو معتکف با جماعت نماز ادا کرنے کے لیے دوسری مسجد میں جاسکتا ہے۔

☆ معتکف پاخانہ پیشاب کے لیے گیا تھا، قرض خواہ نے روک لیا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔

☆ معتکف کا وطی کرنا اور عورت کا بوسہ لینا یا چھونا یا گلے لگانا حرام ہے۔جماع سے بہر حال اعتکاف فاسد ہو جائے گا، انزال ہو یا نہ ہو، قصداً ہو یا بھول سے، مسجد میں ہو یا خارج مسجد، رات میں ہو یا دن میں۔

☆ معتکف مسجد ہی میں کھائے، پیے اور سوئے۔ان امور کے لیے مسجد سے باہر نکلا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا، مگر کھانے پینے میں

احتیاط ضروری ہے کہ مسجد آلودہ نہ ہو۔

☆ معتکف اپنی یا بچوں کی ضرورت کے لیے مسجد میں کسی چیز کی خرید وفروخت کرے تو جائز ہے بشرطیکہ وہ چیز مسجد میں نہ لائی جائے۔

☆ معتکف کا عبادت کی نیت سے سکوت اختیار کرنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر سکوت ثواب کی نیت سے نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

☆ اعتکاف نفل اگر چھوڑ دے تو اس کی قضا نہیں کہ وہیں تک ختم ہو گیا اور اعتکاف مسنون کہ رمضان کی پچھلی دس تاریخوں تک کے لیے بیٹھا تھا، اسے توڑا فقط اس ایک دن کی قضاء کرے، پورے دس دنوں کی قضاء واجب نہیں۔ اگر منت کا اعتکاف توڑا تو اگر کسی معین مہینے کی منت تھی تو باقی دنوں کی قضاء کرے۔ (از ہدایہ و بہار شریعت جلد اول مدنیہ از صفحہ ۱۰۲۰ تا ۱۰۲۹)

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ

باب 72: شب قدر کا بیان

722 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ اِسْحٰقَ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَاوِرُ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ وَيَقُوْلُ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ عُمَرَ وَاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَّجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَابْنِ عُمَرَ وَالْفَلَتَانِ بْنِ عَاصِمٍ وَّاَنَسٍ وَّاَبِيْ سَعِيْدٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُنَيْسٍ وَّاَبِيْ بَكْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّبِلَالٍ وَّعُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَآئِشَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَّقَوْلُهَا يُجَاوِرُ يَعْنِيْ يَعْتَكِفُ

حدیثِ دیگر: وَاَكْثَرُ الرِّوَايَاتِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ الْتَمِسُوْهَا فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فِيْ كُلِّ وِتْرٍ

وَرُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ اَنَّهَا لَيْلَةُ اِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ وَلَيْلَةُ ثَلَاثٍ وَّعِشْرِيْنَ وَخَمْسٍ وَّعِشْرِيْنَ وَسَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ وَتِسْعٍ وَّعِشْرِيْنَ وَاٰخِرُ لَيْلَةٍ مِّنْ رَمَضَانَ

مذاہبِ فقہاء: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: قَالَ الشَّافِعِيُّ كَاَنَّ هٰذَا عِنْدِيْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُجِيْبُ عَلٰى نَحْوِ مَا يُسْاَلُ عَنْهُ يُقَالُ لَهُ نَلْتَمِسُهَا فِيْ لَيْلَةِ كَذَا فَيَقُوْلُ الْتَمِسُوْهَا فِيْ لَيْلَةِ كَذَا قَالَ الشَّافِعِيُّ وَاَقْوَى الرِّوَايَاتِ عِنْدِيْ فِيْهَا لَيْلَةُ اِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ

آثارِ صحابہ: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ اَنَّهُ كَانَ يَحْلِفُ اَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ وَيَقُوْلُ اَخْبَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَلَامَتِهَا فَعَدَدْنَا وَحَفِظْنَا

وَرُوِىَ عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ اَنَّهٗ قَالَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ تَنْتَقِلُ فِى الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ اَيُّوبَ عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ بِهٰذَا

◆◆ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کیا کرتے تھے' آپ یہ فرماتے تھے: شب قدر کو رمضان کی آخری دس راتوں میں تلاش کرو۔

اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت فلتان بن عاصم رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت بلال رضی اللہ عنہ، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ کہنا ہے: آپ ''مجاورت'' کرتے تھے یعنی آپ اعتکاف کرتے تھے۔

نبی اکرم ﷺ سے منقول اکثر روایات میں یہ بات موجود ہے: تم اسے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ شب قدر کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے یہ بات بھی منقول ہے: یہ اکیسویں رات ہوتی ہے' یا یہ 23 ویں رات ہوتی ہے' یا 25 ویں ہوتی ہے' یا 27 ویں ہوتی ہے' یا 29 ویں ہوتی ہے' یا رمضان کی آخری رات ہوتی ہے (یعنی 30 ویں بھی ہوسکتی ہے)۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ میرے نزدیک ہے باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ سے جس نوعیت کا سوال کیا جاتا تھا' آپ اسی حساب سے جواب دیتے تھے' اگر آپ سے یہ عرض کی جاتی تھی: ہم اسے فلاں رات میں تلاش کریں' تو آپ فرماتے تھے: تم اسے اس رات میں تلاش کرلو۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرے نزدیک اس بارے میں سب سے مستند روایت 21 ویں رات کے بارے میں ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات نقل کی گئی ہے: انہوں نے قسم اٹھا کر یہ بات کہی ہے: شب قدر 27 ویں رات ہوتی ہے' اور انہوں نے یہ بات بتائی ہے: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں اس کی علامت بتائی ہے' ہم نے اس کی گنتی کی' پھر اسے یاد بھی رکھا۔

ابوقلابہ یہ بیان کرتے ہیں: شب قدر آخری عشرے میں منتقل ہوتی رہتی ہے۔

عبد بن حمید نے اس روایت کو عبدالرزاق کے حوالے سے، معمر کے حوالے سے' ایوب کے حوالے سے، ابوقلابہ سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

723 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلَى الْكُوْفِىُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ قَالَ

متنِ حدیث: قُلْتُ لِاُبَىِّ بْنِ كَعْبٍ اَنّٰى عَلِمْتَ اَبَا الْمُنْذِرِ اَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ قَالَ بَلٰى اَخْبَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا لَيْلَةٌ صَبِيْحَتُهَا تَطْلُعُ الشَّمْسُ لَيْسَ لَهَا شُعَاعٌ فَعَدَدْنَا وَحَفِظْنَا وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ اَنَّهَا فِىْ رَمَضَانَ وَاَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ وَلٰكِنْ كَرِهَ اَنْ يُّخْبِرَكُمْ فَتَتَّكِلُوْا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت زر (بن حبیش) بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابوالمنذر! آپ کو کیسے پتہ چلا کہ یہ ستائیسویں رات ہوتی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں! نبی اکرم ﷺ نے ہمیں یہ بتایا ہے: یہ وہ رات ہے جس کی صبح جب سورج طلوع ہوتا ہے تو اس میں شعاع نہیں ہوتی' تو ہم نے اس کی گنتی کی اور اسے یاد بھی رکھا اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ یہ بات جانتے ہیں؟ یہ رات رمضان میں ہوتی ہے اور یہ ستائیسویں رات ہے' لیکن انہیں یہ بات ناپسند ہے کہ وہ تمہیں اس بارے میں بتائیں کیونکہ اور تم اسی بات پر اکتفاء کرو گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

724 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا عُيَيْنَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ قَالَ

متنِ حدیث: ذُكِرَتْ لَيْلَةُ الْقَدْرِ عِنْدَ اَبِيْ بَكْرَةَ فَقَالَ مَا اَنَا مُلْتَمِسُهَا لِشَيْءٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فَاِنِّيْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ الْتَمِسُوهَا فِيْ تِسْعٍ يَبْقَيْنَ اَوْ فِيْ سَبْعٍ يَبْقَيْنَ اَوْ فِيْ خَمْسٍ يَبْقَيْنَ اَوْ فِيْ ثَلَاثٍ اَوَاخِرِ لَيْلَةٍ

آثارِ صحابہ: قَالَ وَكَانَ اَبُوْ بَكْرَةَ يُصَلِّي فِي الْعِشْرِيْنَ مِنْ رَمَضَانَ كَصَلَاتِهٖ فِيْ سَائِرِ السَّنَةِ فَاِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ اجْتَهَدَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ عیینہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں: میرے والد نے مجھے یہ حدیث سنائی ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کے سامنے شب قدر کا ذکر کیا' تو انہوں نے فرمایا: میں نے اس وقت سے اسے تلاش کرنا چھوڑ دیا ہے۔ جب سے میں نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی یہ بات سنی ہے: یہ صرف آخری عشرے میں ہوتی ہے' کیونکہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: اس رات کو اس وقت تلاش کرو' جب (رمضان کی) نو راتیں رہ گئی ہوں' یا سات رہ گئی ہوں' یا پانچ رہ گئی ہوں' یا تین رہ گئی ہوں' یا آخری رات ہو۔

راوی بیان کرتے ہیں: حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ رمضان کے ابتدائی بیس دنوں (کی راتوں میں) اپنے عام معمول کے مطابق نوافل ادا کیا کرتے تھے' لیکن جب آخری عشرہ شروع ہو جاتا تھا' تو اہتمام کے ساتھ عبادت کیا کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

بَابُ مِنْهُ

باب 73: بلاعنوان

725 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ هُبَيْرَةَ بْنِ يَرِيْمَ

عَنْ عَلِيٍّ

متن حدیث: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یُوْقِظُ اَهْلَهٗ فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

◆◆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں اپنی اہلیہ کو بیدار کرتے تھے (تاکہ وہ بھی نفلی عبادت کریں)۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

728 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِیَادٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰهِ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

متن حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَجْتَهِدُ فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مَا لَا یَجْتَهِدُ فِیْ غَیْرِهَا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ (رمضان کے) آخری عشرے میں جتنے اہتمام کے ساتھ عبادت کرتے تھے' آپ دیگر اوقات میں اتنے اہتمام کے ساتھ عبادت نہیں کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح غریب" ہے۔

شرح

شب قدر کی وجہ تسمیہ، تعیین اور فضائل:

شب قدر کی وجہ تسمیہ میں متعدد اقوال ہیں جن سے چند ایک پیش کیے جاتے ہیں: (۱) لفظ قدر سے مراد ہے فضیلت، عظمت اور برکت۔ انسان جب اس رات میں توبہ و استغفار کرتا ہے تو اس کے فیوض و برکات سے وہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ (۲) لفظ قدر سے مراد ہے اندازہ لگانا، مقرر کرنا اور فیصلہ کرنا۔ اس رات میں گزشتہ سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور آئندہ سال تک کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ اسی مناسبت سے اسے شب قدر کا نام دیا جاتا ہے۔ (۳) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک طویل العمر شخص کا تذکرہ کیا جو دن میں روزہ رکھ کر جہاد کرتا اور رات میں قیام کرتا تھا۔ یہ واقعہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم احساس کمتری کا شکار ہو گئے' اپنی کم عمری اور اعمال میں کمی کے سبب پریشان ہوئے۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے سورۃ قدر نازل فرمائی جس میں بتایا گیا کہ تم لوگوں کو پریشان نہیں ہونا چاہیے کیونکہ تمہیں ایک رات ایسی دی جا رہی ہے' جس میں عبادت کرنا ہزار سال کی عبادت سے افضل و اعلیٰ ہے وہ شب' شب قدر ہے۔

تعیین شب قدر: تعیین شب قدر میں کثیر اقوال ہیں جن میں چند ایک یہ ہیں: (۱) شب قدر سال بھر میں گھومتی رہتی ہے۔ (۲) رمضان کے پورے مہینہ میں گھومتی رہتی ہے۔ (۳) رمضان کے آخری عشرہ میں گھومتی رہتی ہے۔ (۴) رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں گھومتی رہتی ہے۔ (۵) رمضان کی ستائیسویں شب ہے۔ آخری دو اقوال زیادہ مشہور ہیں۔ اس کے تعین نہ

کرنے میں بے شمار حکمتیں ہیں: (۱) لوگ سال بھر عادت میں مستعدی و متحرک رہیں۔ (۲) ان میں مذہبی ذوق وشوق ہمہ وقت موجزن رہے۔ (۳) رمضان بھر کو عبادت وریاضت میں گزاریں (۴) صرف ایک رات میں نہیں بلکہ اس کی تلاش میں رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں خوب عبادت وریاضت اور توبہ واستغفار کریں۔

فضائل شب قدر: فضیلت شب قدر کے حوالے سے ارشاد ربانی ہے: "لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ" "شب قدر ہزار مہینوں سے افضل واعلیٰ ہے۔ شب قدر کی فضیلت کے حوالے سے کثیر احادیث ہیں جن میں سے چند ایک ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:۔

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص نے ایمان کی حالت میں حصول ثواب کی غرض سے شب قدر میں قیام کیا تو اس کے پہلے گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔ (مشکوٰۃ ص ۱۷۳)

(۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم پر ایک ایسا مہینہ سایہ فگن ہونے والا ہے جس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل واعلیٰ ہے جو شخص اس رات سے محروم رہا وہ تمام نیکیوں سے محروم رہا۔ اس کی نیکی سے کوئی محروم نہیں رہتا مگر وہی شخص جو حقیقت میں محروم ہو۔ (سنن ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص ۱۷۴)

(۳) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شب قدر میں حضرت جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ نزول کرتے ہیں اور اس شخص کے لیے جو کھڑا بیٹھا اللہ تعالیٰ کے ذکر وعبادت میں مصروف ہو، کے لیے دعا رحمت کرتے ہیں۔ جب عیدالفطر کا دن آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں میں اپنے بندوں کی عبادت پر فخر کرتے ہوئے یوں اعلان فرماتا ہے: اے فرشتو! وہ مزدور جو اپنا کام مکمل کر لیتا ہے، کا کیا اجر ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: "اے پروردگار! ایسا مزدور اس بات کا حقدار ہے کہ اسے مزدوری پوری پوری دی جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے فرشتو! میرے غلاموں اور باندیوں نے میرا فریضہ مکمل کیا پھر دعا کرتے ہوئے وہ نکلے ہیں، مجھے میری عزت وجلال کی قسم! میں ان لوگوں کی دعا ضرور قبول کروں گا پھر لوگوں سے فرماتا ہے: "جاؤ میں نے تمہارے گناہ معاف کردیے اور تمہاری معصیات کو نیکیوں میں تبدیل کردیا ہے اور وہ عیدگاہ سے اس حالت میں واپس آتے ہیں کہ ان کے ذمہ ایک گناہ بھی باقی نہیں رہتا۔ (شعب الایمان، مشکوٰۃ ص ۱۸۲)

رمضان کے آخری عشرہ بالخصوص طاق راتوں میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خصوصی ریاضت وعبادت کا اہتمام فرماتے تھے حتیٰ کہ اپنے اہل خانہ کو بھی اس مقصد کے لیے باقاعدہ بیدار فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو بھی حکم دیا ہے کہ رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں شب قدر تلاش کرو۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الصَّوْمِ فِي الشِّتَاءِ

باب 74: سردیوں میں روزہ رکھنا

127 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِي اِسْحٰقَ عَنْ نُمَيْرِ بْنِ عُرَيْبٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: اَلْغَنِيْمَةُ الْبَارِدَةُ الصَّوْمُ فِى الشِّتَاءِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ مُرْسَلٌ

توضیح راوی: عَامِرُ ابْنُ مَسْعُوْدٍ لَّمْ يُدْرِكِ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ وَالِدُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَامِرٍ الْقُرَشِيِّ الَّذِىْ رَوٰى عَنْهُ شُعْبَةُ وَالثَّوْرِىُّ

◆◆ عامر بن مسعود نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ٹھنڈی نعمت سردیوں میں روزہ رکھنا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "مرسل" ہے۔

عامر بن مسعود نے نبی اکرم ﷺ کا زمانہ نہیں پایا' یہ ابراہیم بن عامر قرشی کے والد ہیں' جن کے حوالے سے شعبہ اور ثوری نے احادیث نقل کی ہیں۔

شرح

موسم سرما کا روزہ ٹھنڈی مالِ غنیمت:

مالِ غنیمت سے مراد وہ ساز و سامان ہے' جو میدان جنگ میں دشمن کی شکست یا اس کے بھاگ جانے پر اسلحہ' کھانے پینے کی اشیاء اور دیگر اشیاء کی شکل میں مسلمانوں کے ہاتھ آئیں۔ اگر دشمن کی یہ اشیاء میدان جنگ میں مقابلہ کے بعد مسلمانوں کے ہاتھ آئیں تو اسے گرم مالِ غنیمت کہا جاتا ہے اور اگر مقابلہ کے بغیر دشمن کا سامان مسلمانوں کے ہاتھ آئے تو اسے ٹھنڈا مالِ غنیمت کہا جاتا ہے۔ اسی طرح موسم گرما کا روزہ مشقت طلب ہوتا ہے' جبکہ اس کے مقابل موسم سرما کا روزہ مشقت طلب نہیں ہوتا اور اس کا وقت بھی مختصر ہوتا ہے اور ثواب بھی پورا دیا جاتا ہے۔ حدیث باب میں موسم سرما کے روزے کو ٹھنڈی مالِ غنیمت اس لیے قرار دیا گیا ہے کہ اس کے لیے نہ مشقت برداشت کرنا پڑتی ہے اور نہ زیادہ وقت لگتا ہے، گویا اس کا بغیر مشقت کے پورا ثواب ملتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ (وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيقُوْنَهُ)

باب 75: جو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے' ان کا حکم

728 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَشَجِّ عَنْ يَزِيْدَ مَوْلٰى سَلَمَةَ ابْنِ الْاَكْوَعِ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ

متن حدیث: لَمَّا نَزَلَتْ (وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيقُوْنَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ) كَانَ مَنْ اَرَادَ مِنَّا اَنْ يُّفْطِرَ وَيَفْتَدِىَ حَتّٰى نَزَلَتِ الْاٰيَةُ الَّتِىْ بَعْدَهَا فَنَسَخَتْهَا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

توضیح راوی: وَيَزِيْدُ هُوَ ابْنُ اَبِىْ عُبَيْدٍ مَوْلٰى سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ

◆◆ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی۔

''اور جولوگ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے' ان پر فدیہ لازم ہے' یعنی مسکین کو کھانا کھلانا''۔

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: پہلے ہم میں سے جس شخص نے روزہ نہیں رکھنا ہوتا تھا' وہ فدیہ دے دیا کرتا تھا' یہاں تک کہ اس کے بعد والی آیت نازل ہوئی اور اس نے اسے منسوخ کر دیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے۔

یزید نامی راوی یزید بن ابوعبید ہیں' جو حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

شرح

مفہومِ حدیث:

سات مرتبہ انسان کی ذہن سازی کر کے فرضیت صیام کا اعلان کیا گیا ہے۔ اس کی تفصیل یوں ہے: (۱) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا، (اے ایمان والو!) (۲) كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ (البقرہ:۱۸۳) (تم پر روزے فرض کر دیے گئے) (۳) كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ (جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر روزے فرض کیے گئے) (۴) لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (البقرہ:۱۸۳) (تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ) (۵) اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ (چند گنتی کے دن ہیں) (۶) فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ (تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا حالت سفر میں ہو' تو وہ دوسرے دنوں میں روزہ رکھ سکتا ہے) (۷) وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ (جو لوگ طاقت رکھتے ہیں تو وہ مساکین کو کھانا کھلانے کی شکل میں فدیہ ادا کریں)۔ سات بار ذہن سازی کرنے کے بعد قرآن کریم نے فرضیت صیام کا اعلان بایں الفاظ کیا: فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ (پس تم میں سے جو شخص رمضان کو پائے تو وہ اس کے روزے رکھے) حدیث باب میں قرآن کے یہ الفاظ مذکورہ ہیں: وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ (تم میں سے جو لوگ طاقت رکھتے ہیں وہ مسکینوں کو کھانا کھلانے کی شکل میں فدیہ ادا کر سکتے ہیں)- ابتداء اسلام میں اختیار تھا کہ روزے رکھے جائیں یا مسکینوں کو کھانا کھلانے کی شکل میں فدیہ ادا کر دیں لیکن بعد میں یہ حکم اس آیت کے ساتھ منسوخ ہو گیا: فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ (البقرہ:۱۸۵) (تم میں سے جو شخص رمضان پائے تو وہ اس کے روزے رکھے) اس آیت میں فدیہ کی تنسیخ اور روزوں کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔

بَاب مَنْ اَكَلَ ثُمَّ خَرَجَ يُرِيْدُ سَفَرًا

باب **76**: جو شخص سفر پر جانا چاہتا ہو' اس کا کچھ کھا کر نکلنا

729 سندِحدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ

متنِ حدیث: اَنَّهٗ قَالَ اَتَيْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ فِيْ رَمَضَانَ وَهُوَ يُرِيْدُ سَفَرًا وَّقَدْ رُحِلَتْ لَهٗ رَاحِلَتُهٗ وَلَبِسَ ثِيَابَ السَّفَرِ فَدَعَا بِطَعَامٍ فَاَكَلَ فَقُلْتُ لَهٗ سُنَّةٌ قَالَ سُنَّةٌ ثُمَّ رَكِبَ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِىْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ قَالَ حَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ قَالَ اَتَيْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ فِىْ رَمَضَانَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

توضیح راوی: وَّمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ هُوَ ابْنُ اَبِىْ كَثِيْرٍ هُوَ مَدِيْنِىٌّ ثِقَةٌ وَّهُوَ اَخُو اِسْمٰعِيْلَ بْنِ جَعْفَرٍ وَّعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ هُوَ ابْنُ نَجِيحٍ وَّالِدُ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمَدِيْنِيِّ وَكَانَ يَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ يُضَعِّفُهُ

مذاہب فقہاء: وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ وَقَالُوْا لِلْمُسَافِرِ اَنْ يُّفْطِرَ فِىْ بَيْتِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّخْرُجَ وَلَيْسَ لَهٗ اَنْ يَّقْصُرَ الصَّلٰوةَ حَتّٰى يَخْرُجَ مِنْ جِدَارِ الْمَدِيْنَةِ اَوِ الْقَرْيَةِ وَهُوَ قَوْلُ اِسْحٰقَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِىِّ

◆◆ محمد بن کعب بیان کرتے ہیں: میں رمضان کے مہینے میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آیا ان کا سفر پر جانے کا ارادہ تھا۔ ان کے لیے سواری تیار ہو چکی تھی انہوں نے سفر کے کپڑے پہنے پھر کھانا منگوایا اسے کھالیا میں نے ان سے کہا: کیا یہ سنت سے ثابت ہے۔ انہوں نے فرمایا: سنت یہی ہے پھر وہ سوار ہو گئے۔

محمد بن کعب بیان کرتے ہیں: میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رمضان کے مہینے میں حاضر ہوا اس کے بعد انہوں نے پوری روایت نقل کی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے۔

محمد بن جعفر نامی راوی محمد بن جعفر بن کثیر مدنی ہیں اور ثقہ ہیں یہ اسماعیل بن جعفر اور عبداللہ بن جعفر کے بھائی ہیں جو ابن نجیح ہیں یہ علی بن مدینی کے والد ہیں۔

یحییٰ بن معین نے انہیں ضعیف قرار دیا ہے۔

بعض اہل علم نے اس حدیث کو اختیار کیا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: مسافر کو اس بات کا اختیار ہے: وہ اپنے گھر سے نکلنے سے پہلے کچھ کھا پی لے۔

تاہم اسے یہ اختیار نہیں ہے: جب تک وہ اپنے شہر یا بستی کی آبادی سے باہر نہیں چلا جاتا اس وقت تک نماز قصر کرے۔

اسحٰق بن ابراہیم اس بات کے قائل ہیں۔

شرح

سفر کا روزہ اور اس کے توڑنے میں مذاہب آئمہ:

سفر کا آغاز کرنے سے قبل روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔ جتنے دنوں کا روزہ ترک کیا ہو، اتنے دنوں کی قضاء کر لی جائے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ حالت سفر میں رکھا ہوا روزہ توڑا جا سکتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ حالت سفر میں رکھا گیا روزہ توڑا جا سکتا ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ حضرت امام شافعی اور

حضرت امام مالک رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک حالت سفر میں رکھا گیا روزہ توڑنا جائز نہیں ہے۔ البتہ توڑنے کی صورت میں تمام آئمہ کے نزدیک اس کی قضاء واجب ہوگی کفارہ نہیں ہے۔

حدیث باب میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ آغاز سفر سے قبل کھانا کھانا مسنون ہے تاکہ دوران سفر اس کی محتاجی نہ ہو۔ اگر سفر رمضان المبارک میں تو دن کے وقت کھانا کھانا آداب رمضان کے خلاف ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ تُحْفَةِ الصَّائِمِ

باب 77: روزہ دار شخص کا تحفہ

730 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ طَرِيفٍ عَنْ عُمَيْرِ بْنِ مَاْمُوْنٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: تُحْفَةُ الصَّائِمِ الدُّهْنُ وَالْمِجْمَرُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَيْسَ اِسْنَادُهُ بِذَاكَ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ سَعْدِ بْنِ طَرِيفٍ وَسَعْدُ بْنُ طَرِيفٍ يُضَعَّفُ وَيُقَالُ عُمَيْرُ بْنُ مَاْمُومٍ اَيْضًا

◆◆ حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: روزہ دار شخص کو دیا جانے والا تحفہ تیل اور خوشبو ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''غریب'' ہے ہم اس کی سند کو صرف اسی حوالے سے جانتے ہیں اور سعد بن طریف کے حوالے سے جانتے ہیں اس سعد کو ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

ایک قول کے مطابق یہ عمیر بن مامون کا نام عمیر بن ماموم ہیں۔

شرح

روزہ دار کا تحفہ:

اس حدیث میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر روزہ دار کسی کے ہاں بطور مہمان جائے تو رمضان اور روزہ کے آداب کی وجہ سے اسے کھانا اور مشروب پیش نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ اسے بطور تحفہ تیل اور خوشبو پیش کی جا سکتی ہے۔ حالت روزہ میں تیل اور خوشبو دونوں کا استعمال جائز ہے۔ تحفہ پیش کرنا بھی چاہیے کیونکہ اس سے باہم محبت اور رشتہ اخوت میں اضافہ ہوتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰى مَتٰى يَكُوْنُ

باب 78: عید الفطر اور عید الاضحیٰ کب ہوتی ہے؟

731 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْيَمَانِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ

عَآئِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متن حدیث: اَلْفِطْرُ يَوْمَ يُفْطِرُ النَّاسُ وَالْاَضْحٰى يَوْمَ يُضَحِّى النَّاسُ

قولِ امام بخاری: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: سَاَلْتُ مُحَمَّدًا قُلْتُ لَهٗ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ مِنْ عَآئِشَةَ قَالَ نَعَمْ يَقُوْلُ فِىْ حَدِيْثِهٖ سَمِعْتُ عَآئِشَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: عید الفطر اس دن ہوتی ہے' جب لوگ عید الفطر کرتے ہیں اور عید الاضحیٰ اس دن ہوتی ہے' جب لوگ قربانی کرتے ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا: میں نے ان سے کہا: محمد بن منکدر نے یہ روایت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنی ہے' انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔ انہوں نے اپنی حدیث میں یہ بات کہی ہے: میں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ بات سنی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند کے حوالے سے۔ "حسن غریب صحیح" ہے۔

عیدین کے مواقع:

عیدین کے حوالے سے تفصیلی بحث گزر چکی ہے۔ مسلمان اسلامی نقطہ نظر سے سال میں دو عیدیں مناتے ہیں: (۱) عید الفطر: یہ عید یکم شوال کو منائی جاتی ہے' جو رمضان کے روزوں کی تکمیل کی خوشی میں منائی جاتی ہے۔ (۲) عید الاضحیٰ: یہ عید ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو منائی جاتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت قربانی کرنا ہے۔ یہ عید اس سنت کی تکمیل کی خوشی میں منائی جاتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِى الْاِعْتِكَافِ اِذَا خَرَجَ مِنْهُ

باب 79: اعتکاف سے اٹھنا

732 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عَدِيٍّ قَالَ اَنْبَاَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيْلُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ

متن حدیث: كَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ فِى الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ فَلَمْ يَعْتَكِفْ عَامًا فَلَمَّا كَانَ فِى الْعَامِ الْمُقْبِلِ اعْتَكَفَ عِشْرِيْنَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

مذاہب فقہاء: وَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِى الْمُعْتَكِفِ اِذَا قَطَعَ اعْتِكَافَهٗ قَبْلَ اَنْ يُّتِمَّهٗ عَلٰى مَا نَوٰى فَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِذَا نَقَضَ اعْتِكَافَهٗ وَجَبَ عَلَيْهِ الْقَضَاءُ وَاحْتَجُّوْا بِالْحَدِيْثِ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنِ اعْتِكَافِهٖ فَاعْتَكَفَ عَشْرًا مِّنْ شَوَّالٍ وَّهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ عَلَيْهِ نَذْرُ اعْتِكَافٍ اَوْ شَىْءٌ

اَوْجَبَهُ عَلٰی نَفْسِهٖ وَكَانَ مُتَطَوِّعًا فَخَرَجَ فَلَيْسَ عَلَيْهِ اَنْ يَّقْضِيَ اِلَّا اَنْ يُّحِبَّ ذٰلِكَ اخْتِيَارًا مِّنْهُ وَلَا يَجِبُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ قَالَ الشَّافِعِيُّ فَكُلُّ عَمَلٍ لَّكَ اَنْ لَّا تَدْخُلَ فِيْهِ فَاِذَا دَخَلْتَ فِيْهِ فَخَرَجْتَ مِنْهُ فَلَيْسَ عَلَيْكَ اَنْ تَقْضِيَ اِلَّا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ہر سال رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔ایک سال آپ نے اعتکاف نہیں کیا' جب اگلا سال آیا تو آپ نے بیس دن اعتکاف کیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب صحیح" ہے' جو حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔

اہلِ علم نے اعتکاف کرنے والے اس شخص کے بارے میں اختلاف کیا ہے جو اپنا اعتکاف پورا ہونے سے پہلے توڑ دیتا ہے' جس کی اس نے نیت کی تھی۔

بعض اہلِ علم یہ کہتے ہیں: جب کوئی شخص اپنے اعتکاف کو توڑ دیتا ہے' تو اس پر قضاء لازم ہوگی' انہوں نے اس حدیث کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے: نبی اکرم ﷺ اعتکاف سے اٹھ گئے تھے' پھر آپ نے شوال کے مہینے میں دس دن اعتکاف کیا تھا۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: اگر آدمی نے اعتکاف کی نذر نہیں مانی تھی یا کوئی اور چیز ایسی نہیں تھی' جو اس نے اپنے اوپر لازم کی ہو' اور یہ صرف نفلی اعتکاف تھا' تو وہ اعتکاف سے اٹھ کر جا سکتا ہے' اس پر کسی بھی قسم کی قضاء کی ادائیگی لازم نہیں ہوگی' لیکن اگر آدمی نے اپنے اختیار کے ساتھ اپنے اوپر اس کو واجب کیا تھا (یعنی نذر مانی تھی) تو اس کی قضاء لازم ہوگی۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں: ہر وہ عمل جسے آپ شروع کرتے ہیں' جب آپ اسے شروع کر دیتے ہیں' تو اس سے باہر آ سکتے ہیں' آپ پر اس کی قضاء لازم نہیں ہوگی' صرف حج اور عمرے میں آپ پر قضاء لازم ہوگی۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

بَاب الْمُعْتَكِفِ يَخْرُجُ لِحَاجَتِهٖ اَمْ لَا

باب 80: اعتکاف کرنے والا شخص قضائے حاجت کے لیے (مسجد سے) باہر جا سکتا ہے یا نہیں؟

733 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ مُصْعَبٍ الْمَدَنِيُّ قِرَاءَةً عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اعْتَكَفَ اَدْنٰی اِلَيَّ رَاْسَهٗ فَاُرَجِّلُهٗ وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ اِلَّا لِحَاجَةِ الْاِنْسَانِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: هٰكَذَا رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ

عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَآئِشَةَ

وَالصَّحِيحُ عَنْ عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ عَنْ عَآئِشَةَ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ عَنْ عَآئِشَةَ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ اِذَا اعْتَكَفَ الرَّجُلُ اَنْ لَّا يَخْرُجَ مِنِ اعْتِكَافِهٖ اِلَّا لِحَاجَةِ الْاِنْسَانِ وَاجْتَمَعُوْا عَلٰى هٰذَا اَنَّهٗ يَخْرُجُ لِقَضَاءِ حَاجَتِهٖ لِلْغَائِطِ وَالْبَوْلِ

ثُمَّ اخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِيْ عِيَادَةِ الْمَرِيضِ وَشُهُوْدِ الْجُمُعَةِ وَالْجَنَازَةِ لِلْمُعْتَكِفِ فَرَاٰى بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ اَنْ يَّعُوْدَ الْمَرِيضَ وَيُشَيِّعَ الْجَنَازَةَ وَيَشْهَدَ الْجُمُعَةَ اِذَا اشْتَرَطَ ذٰلِكَ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ

وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ لَهٗ اَنْ يَّفْعَلَ شَيْئًا مِّنْ هٰذَا وَرَاَوْا لِلْمُعْتَكِفِ اِذَا كَانَ فِيْ مِصْرٍ يُجَمَّعُ فِيْهِ اَنْ لَّا يَعْتَكِفَ اِلَّا فِيْ مَسْجِدِ الْجَامِعِ لِاَنَّهُمْ كَرِهُوا الْخُرُوْجَ لَهٗ مِنْ مُّعْتَكَفِهٖ اِلَى الْجُمُعَةِ وَلَمْ يَرَوْا لَهٗ اَنْ يَّتْرُكَ الْجُمُعَةَ فَقَالُوْا لَا يَعْتَكِفُ اِلَّا فِيْ مَسْجِدِ الْجَامِعِ حَتّٰى لَا يَحْتَاجَ اَنْ يَّخْرُجَ مِنْ مُّعْتَكَفِهٖ لِغَيْرِ قَضَاءِ حَاجَةِ الْاِنْسَانِ لِاَنَّ خُرُوْجَهٗ لِغَيْرِ حَاجَةِ الْاِنْسَانِ قَطْعٌ عِنْدَهُمْ لِلْاِعْتِكَافِ

وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَّالشَّافِعِيِّ وَقَالَ اَحْمَدُ لَا يَعُوْدُ الْمَرِيضَ وَلَا يَتْبَعُ الْجَنَازَةَ عَلٰى حَدِيْثِ عَآئِشَةَ وَقَالَ اِسْحٰقُ اِنِ اشْتَرَطَ ذٰلِكَ فَلَهٗ اَنْ يَّتْبَعَ الْجَنَازَةَ وَيَعُوْدَ الْمَرِيضَ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ جب حالت اعتکاف میں ہوتے تھے' تو آپ اپنا سر میری طرف بڑھا دیتے تھے' میں اس میں کنگھی کر دیا کرتی تھی' تاہم آپ صرف قضائے حاجت کے لیے گھر میں تشریف لایا کرتے تھے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اس کو اس طرح کئی راویوں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے، ابن شہاب کے حوالے سے، عروہ کے حوالے سے، عمرہ کے حوالے سے، سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔

تاہم درست روایت وہ ہے' جو عروہ کے حوالے سے، عمرہ کے حوالے سے، سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے۔

لیث بن سعد نے اسے اسی طرح' ابن شہاب کے حوالے سے' عروہ کے حوالے سے، عمرہ کے حوالے سے، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا' جب کوئی شخص اعتکاف کرتا ہے' تو وہ اپنے اعتکاف سے صرف قضائے حاجت کے لیے باہر آ سکتا ہے۔

انہوں نے اس بات پر اتفاق کیا ہے: آدمی پاخانہ یا پیشاب کرنے کے لیے باہر آ سکتا ہے۔

پھر بیمار کی عیادت کرنے اور جمعہ میں شریک ہونے یا جنازے کی نماز میں شریک ہونے کے بارے میں اہلِ علم نے اختلاف

کیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب سے تعلق رکھنے والے اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہلِ علم کے نزدیک اعتکاف کرنے والا شخص بیمار کی عیادت کرسکتا ہے، جنازے کے ساتھ جاسکتا ہے، جمعہ میں شریک ہوسکتا ہے جبکہ اس نے (نیت کرتے ہوئے) ان کی شرط رکھی ہو۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک ایسا شخص ان کاموں میں سے کوئی بھی کام نہیں کرسکتا ان حضرات کے نزدیک اعتکاف کرنے والا شخص اگر بڑے شہر میں موجود ہو جہاں جمعہ ادا کیا جاتا ہو تو وہ صرف اسی مسجد میں اعتکاف کرے گا جو "جامع" ہو ان حضرات کے نزدیک حالت اعتکاف والے شخص کا اپنے اعتکاف کی وجہ سے نکل کر جمعہ کے لیے جانا مکروہ ہے تاہم ان حضرات کے نزدیک اس شخص کو جمعہ ترک کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ وہ حضرات یہ فرماتے ہیں: اس لیے وہ شخص صرف اسی مسجد میں اعتکاف کرے گا جو "جامع" ہوتا کہ قضائے حاجت کے علاوہ اسے کسی دوسرے کام سے باہر نہ جانا پڑے اس کی وجہ یہ ہے: قضائے حاجت کے علاوہ اور کسی کام کی وجہ سے باہر نکلنے سے ان حضرات کے نزدیک اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایسا شخص بیمار کی عیادت نہیں کرسکتا، جنازے میں شریک نہیں ہوسکتا۔ اس کی دلیل سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ہے۔

امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتے ہیں: اگر اس نے یہ شرط رکھی ہو تو اسے جنازے کے ساتھ جانے کا اور بیمار کی عیادت کرنے کا اختیار ہوگا۔

شرح

اعتکاف سے فراغت کا مسئلہ:

رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف کرنا سنت مؤکدہ کفایہ ہے۔ جو رمضان کی بیسویں تاریخ کے غروب آفتاب سے شروع ہو کر اختتام رمضان یعنی رمضان کی انتیسویں یا تیسویں تاریخ کے غروب تک ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے بعد یہ اعتکاف بڑے اہتمام اور باقاعدگی سے کیا کرتے تھے۔ ایک سال آپ یہ اعتکاف نہ کرسکے تو آئندہ سال کے رمضان میں آپ نے دو عشروں کا اعتکاف فرمایا، شوال کا چاند نظر آتے ہی معتکف اعتکاف سے فارغ ہو جائے گا۔

اعتکاف توڑنے میں مذاہب آئمہ:

کوئی شخص اعتکاف بیٹھ کر توڑ دے تو اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی قضاء واجب ہے کیونکہ نفلی عبادت شروع کرنے سے اس کی تکمیل واجب ہو جاتی ہے۔ انہوں نے اس ارشاد ربانی سے استدلال کیا ہے: **وَلَا تُبْطِلُوْا اَعْمَالَکُمْ** (تم اپنے اعمال کو باطل نہ کرو)۔ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ اعتکاف توڑنے سے اس کی قضاء واجب نہیں ہوتی کیونکہ نفلی

عبادت شروع کرنے سے قبل جس طرح واجب نہیں ہوتی بالکل اسی طرح اس کے شروع کرنے سے بھی واجب نہیں ہوتی۔

معتکف حالت اعتکاف میں بلاعذر شرعی مسجد سے باہر نکلا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ البتہ مسجد میں کھڑا ہو کر اپنے ہاتھ مسجد سے نکال کر کوئی چیز پکڑ سکتا ہے یا پکڑا سکتا ہے۔ شرعی عذر دو ہو سکتے ہیں: (۱) عذر طبعی مثلاً پیشاب' پاخانہ اور غسل فرض، (۲) عذر غیر طبعی مثلاً نماز جمعہ اور وضو وغیرہ۔

اعتکاف قضاء میں روزہ شرط ہے۔ اگر رمضان میں اعتکاف قضاء کیا تو رمضان کا روزہ ہی کافی ہوگا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ قِیَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ

باب 81: رمضان میں رات کے وقت نوافل ادا کرنا

734 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفُضَيْلِ عَنْ دَاوُدَ بْنِ اَبِیْ هِنْدٍ عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجُرَشِیِّ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ

متنِ حدیث: صُمْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُصَلِّ بِنَا حَتّٰی بَقِیَ سَبْعٌ مِّنَ الشَّهْرِ فَقَامَ بِنَا حَتّٰی ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِنَا فِی السَّادِسَةِ وَقَامَ بِنَا فِی الْخَامِسَةِ حَتّٰی ذَهَبَ شَطْرُ اللَّيْلِ فَقُلْنَا لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ نَفَّلْتَنَا بَقِيَّةَ لَيْلَتِنَا هٰذِهٖ فَقَالَ اِنَّهٗ مَنْ قَامَ مَعَ الْاِمَامِ حَتّٰی يَنْصَرِفَ كُتِبَ لَهٗ قِيَامُ لَيْلَةٍ ثُمَّ لَمْ يُصَلِّ بِنَا حَتّٰی بَقِیَ ثَلَاثٌ مِّنَ الشَّهْرِ وَصَلّٰی بِنَا فِی الثَّالِثَةِ وَدَعَا اَهْلَهٗ وَنِسَآئَهٗ فَقَامَ بِنَا حَتّٰی تَخَوَّفْنَا الْفَلَاحَ قُلْتُ لَهٗ وَمَا الْفَلَاحُ قَالَ السُّحُوْرُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِیْ قِيَامِ رَمَضَانَ فَرَاٰی بَعْضُهُمْ اَنْ يُّصَلِّیَ اِحْدٰی وَاَرْبَعِيْنَ رَكْعَةً مَّعَ الْوِتْرِ وَهُوَ قَوْلُ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَهُمْ بِالْمَدِيْنَةِ وَاَكْثَرُ اَهْلِ الْعِلْمِ عَلٰی مَا رُوِیَ عَنْ عُمَرَ وَعَلِیٍّ وَّغَيْرِهِمَا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَّهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِیِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِیِّ وَقَالَ الشَّافِعِیُّ وَهٰكَذَا اَدْرَكْتُ بِبَلَدِنَا بِمَكَّةَ يُصَلُّوْنَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَقَالَ اَحْمَدُ رُوِیَ فِیْ هٰذَا اَلْوَانٌ وَّلَمْ يُقْضَ فِيْهِ بِشَیْءٍ وَقَالَ اِسْحٰقُ بَلْ نَخْتَارُ اِحْدٰی وَاَرْبَعِيْنَ رَكْعَةً عَلٰی مَا رُوِیَ عَنْ اُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ وَّاخْتَارَ ابْنُ الْمُبَارَكِ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ الصَّلٰوةَ مَعَ الْاِمَامِ فِیْ شَهْرِ رَمَضَانَ وَاخْتَارَ الشَّافِعِیُّ اَنْ يُّصَلِّیَ الرَّجُلُ وَحْدَهٗ اِذَا كَانَ قَارِئًا

فی الباب: وَفِی الْبَابِ عَنْ عَآئِشَةَ وَالنُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ

◆◆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ روزے رکھے' لیکن آپ نے ہمیں (تراویح کی) نماز نہیں پڑھائی' یہاں تک کہ مہینے کے سات دن باقی رہ گئے (یعنی 23 ویں رات میں) آپ نے ہمیں نماز پڑھائی اور ایک تہائی رات تک نماز پڑھاتے رہے' پھر آپ نے 24 ویں رات میں نماز نہیں پڑھائی' پھر 25 ویں رات میں نصف رات

تک نماز پڑھائی‘ ہم نے یہ عرض کی: یارسول اللہ! اگر آپ باقی رہ جانے والی رات میں بھی ہمیں نماز پڑھا دیں تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص امام کی نماز ختم کرنے تک اس کے ساتھ نوافل ادا کرتا رہے اس کے نامہ اعمال میں پوری رات نفل پڑھنے کا ثواب ملتا ہے‘ پھر نبی اکرم ﷺ نے ہمیں اگلی رات نماز تراویح نہیں پڑھائی اور 27 ویں رات کو آپ نے ہمیں نماز پڑھائی‘ آپ نے ہمارے ساتھ گھر والوں کو اور خواتین کو بھی بلالیا‘ یہاں تک کہ ہمیں یہ اندیشہ ہوا کہ ’’فلاح‘‘ کا وقت بھی نہ نکل جائے۔

راوی بیان کرتے ہیں: میں نے ان سے دریافت کیا: ’’فلاح‘‘ سے مراد کیا ہے‘ انہوں نے جواب دیا: سحری۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ’’حسن صحیح‘‘ ہے۔

اہلِ علم نے تراویح کی نماز کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ بعض حضرات کے نزدیک آدمی اس میں 41 رکعات پڑھے گا‘ جس میں ایک رکعت وتر ہوگی اور اہلِ مدینہ اسی بات کے قائل ہیں۔

مدینہ منورہ میں ان حضرات کے نزدیک اسی پر عمل کیا جاتا ہے۔

اکثر اہلِ علم کے نزدیک وہ بات ہے‘ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان دونوں کے علاوہ‘ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول ہے: اس کی 20 رکعت ہوں گی۔

امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

ہم نے مکہ مکرمہ میں اس طریقے کو پایا ہے‘ یہ لوگ بھی 20 رکعت نماز ادا کرتے ہیں۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں مختلف اقوال منقول ہیں‘ اس لیے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارے میں کوئی باقاعدہ فیصلہ نہیں دیا۔

امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم 41 رکعات والی روایت کو اختیار کریں گے‘ جیسا کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے رمضان کے مہینے میں باجماعت تراویح ادا کرنے کو اختیار کیا ہے۔

جبکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک آدمی تنہا کھڑے ہو کر نماز ادا کرے گا جبکہ وہ قرأت کر سکتا ہو۔

اس بارے میں سیّدہ عائشہ صدیقہ حضرت نعمان بن بشیر اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہم سے احادیث منقول ہیں۔

شرح

نماز تراویح کا مسئلہ:

نماز تراویح کا اصل نام ’’قیام اللیل‘‘ ہے۔ اس کا لغوی معنی ہے رات کے نوافل اور اصطلاحی معنی ہے نماز عشاء کے بعد اور سونے سے قبل نماز نوافل ادا کرنا۔ دورِ رسالت میں یہ نماز باقاعدہ باجماعت نہیں پڑھی جاتی تھی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف تین دن نماز تراویح باجماعت پڑھائی تھی اور آپ نے بیس رکعت پڑھائی تھی۔ پھر آپ نے انفرادی طور پر یہ نماز ادا کی تاکہ اُمت پر فرض نہ ہو جائے اور اس کی ادائیگی دشوار نہ ہو جائے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتدار میں باجماعت نماز تراویح کا اہتمام کیا۔ ایک دن آپ مسجد نبوی میں اس وقت تشریف لائے کہ لوگ باجماعت تراویح پڑھ رہے تھے۔ آپ بہت خوش ہوئے اور آپ کی زبان پر یہ الفاظ تھے: نعمت البدعة هٰذه‘ (صحیح بخاری رقم

الحدیث:۲۰۱۰) یہ ایک اچھی بدعت ہے۔ یہ باجماعت پڑھی جانے والی نماز تراویح بیس رکعت تھی۔ حرمین شریفین میں لوگ نسل درنسل تا حال بیس رکعت نماز تراویح پڑھ رہے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں جماعت کے بغیر بیس رکعت نماز و تراویح ادا فرماتے تھے۔ (طبرانی، بیہقی، مصنف ابن ابی شیبہ)

آئمہ اربعہ کا اس مسئلہ میں اتفاق ہے کہ نماز تراویح بیس رکعت ہے۔

۱-سوال: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رات نماز تراویح پڑھائی جس سے اس نماز کا جواز و استحباب معلوم ہوتا ہے نہ کہ سنت مؤکدہ کفایہ؟

جواب: نماز تراویح کا سنت مؤکدہ ہونا اس روایت سے ثابت ہے: **ان الله تبارك و تعالى فرض صيام رمضان عليكم و سنت لكم قيامه** الخ (سنن نسائی ج ۱ ص ۳۰۸) (بے شک اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے تم پر فرض قرار دیے جبکہ اس کا قیام (نماز تراویح) تمہارے لیے سنت قرار دی)- نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **عليكم بسنتي و سنة الخلفاء المهديين الراشدين** (سنن ابوداؤد ج ۳ ص ۶۳۸) تم پر میرا طریقہ اور خلفاء راشدین کا طریقہ ضروری ہے)-

۲-سوال: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات ثابت نہیں ہے کہ آپ نے بیس رکعت نماز تراویح ادا فرمائی تھی؟

جواب: اس سلسلے میں حضرت یزید بن رومان رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: **كان الناس يقومون في زمان عمر بن الخطاب رضي الله عنه في رمضان بثلاث وعشرين ركعة** (مؤطا امام مالک، ص ۹۸) (حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ رمضان میں تیس رکعت ادا کرتے تھے) یعنی بیس رکت نماز تراویح اور تین وتر پڑھتے تھے۔ بیس رکعت نماز تراویح کا تعین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کیا تھا جس کا انکار کسی صحابی سے بھی ثابت نہیں ہے۔

۳-سوال: اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے فرماتی ہیں: **ما كان يزيد في رمضان ولا في غيره على احدى عشره ركعة** (الصحیح للبخاری جلد اوّل ص ۲۶۹) (آپ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ ادا نہیں فرماتے تھے)- گویا آٹھ رکعت نماز تراویح سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ادا نہیں فرماتے تھے۔ اس طرح یہ روایت حضرت یزید بن رومان رضی اللہ عنہ کی روایت کے متعارض ہے؟

جواب: اس حدیث کا مصداق نماز تراویح نہیں ہے بلکہ نماز تہجد ہے۔ جب اس روایت کا اطلاق نماز تراویح نہیں ہوسکتا تو حضرت یزید بن رومان رضی اللہ عنہ کی روایت کے ہرگز معارض نہ ہوئی۔

نماز تراویح کے حوالے سے چند فقہی مسائل

نماز تراویح کے حوالے سے چند ایک فقہی مسائل ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

☆ نماز تراویح خواتین و حضرات پر بالاجماع سنت مؤکدہ ہے۔

☆ جمہور فقہا کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نماز تراویح بیس رکعت ہے۔ یہی مسئلہ حدیث سے، خلفاء راشدین اور دیگر صحابہ کرام کے عمل سے ثابت ہے۔

☆ اس کا وقت نمازِ عشاء کے بعد سے لے کر طلوعِ صبحِ صادق تک ہے۔ نمازِ تراویح نمازِ وتر سے قبل بھی پڑھی جاسکتی ہے اور بعد میں بھی۔

☆ مستحب یہ ہے کہ نمازِ تراویح تہائی رات تک مؤخر کریں اور نصف رات کے بعد ادا کریں۔

☆ نمازِ تراویح چھوٹ جانے کی صورت میں اس کی قضاء نہیں ہے اور اگر قضاء پڑھی تو وہ نمازِ نوافل ہوگی۔

☆ تراویح کی بیس رکعت دس سلام سے پڑھی جائے، ہر دو رکعت پر سلام پھیرا جائے۔ اگر کسی نے بیسوں پڑھ کر آخر میں سلام پھیرا تو اگر ہر دو رکعت پر قعدہ کرتا رہا تو ہو جائے گی مگر کراہت کے ساتھ۔ اگر قعدہ نہ کیا تو دو رکعت کے قائم مقام ہو جائیں گی۔

☆ تراویح میں ایک بار ختمِ قرآن سنت ہے، دو بار فضیلت اور تین بار افضل ہے۔ لوگوں کی سستی کی وجہ سے ختمِ قرآن کو ترک نہ کریں۔

☆ امام اور مقتدی ہر دو رکعت پر ثناء پڑھیں اور بعد تشہد دعا بھی، ہاں اگر مقتدیوں پر گراں ہو تو تشہد کے بعد: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ پر اکتفاء کرے۔

☆ اگر ایک ختم کرنا ہو تو بہتر ہے کہ ستائیسویں شب میں ختم ہو، پھر اگر اس رات میں یا اس کے پہلے ختم ہو تو تراویح آخر رمضان تک برابر پڑھتے رہیں کہ سنتِ مؤکدہ ہے۔

☆ تراویح کی جماعت سنتِ کفایہ ہے کہ اگر مسجد کے سب لوگ چھوڑ دیں گے تو سب گناہگار ہوں گے اور اگر کسی ایک نے گھر میں تنہا پڑھ لی تو گناہگار نہیں۔

☆ تراویح مسجد میں با جماعت پڑھنا افضل ہے۔ اگر گھر میں جماعت سے پڑھی تو جماعت کے ترک کا گناہ نہ ہوا مگر ثواب نہ ملے گا جو مسجد میں پڑھنے کا تھا۔

☆ آج کل اکثر رواج ہو گیا ہے کہ حافظ کو اُجرت دے کر تراویح پڑھواتے ہیں، یہ ناجائز ہے۔

☆ نابالغ بچے کے پیچھے بالغین کی تراویح نہ ہوگی، یہی صحیح ہے۔

☆ رمضان میں وتر جماعت سے پڑھنا افضل ہے خواہ اسی امام کے پیچھے جس کے پیچھے عشاء و تراویح پڑھی یا دوسرے کے پیچھے۔

☆ مقتدی کے لیے یہ جائز نہیں ہے بیٹھا رہے کہ جب امام رکوع کرنے کو ہو تو کھڑا ہو جائے کہ یہ منافقین سے مشابہت ہے۔

☆ دو رکعت پر بیٹھنا بھول گیا کھڑا ہو گیا تو جب تک تیسری کا سجدہ نہ کیا ہو بیٹھ جائے اور سجدہ کر لیا ہو تو چار پوری کرلے مگر یہ دو شمار کی جائیں گی اور جو دو پر بیٹھ چکا ہے تو چار ہوئیں۔

☆ داڑھی منڈے یا خشخشی رکھنے والے یا حدِ شرع سے کم رکھنے والے کی اقتداء میں تراویح جائز نہیں ہے۔

(ماخوذ از کتب فقہ بہارِ شریعت مدنیہ جلد اول از صفحہ ۶۸۸ تا ۶۹۵)

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ فَضْلِ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا

باب 82: جو شخص روزہ دار کو افطاری کروائے اس کی فضیلت

735 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيْمِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِیْ سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِیِّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا كَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ غَيْرَ اَنَّهٗ لَا يَنْقُصُ مِنْ اَجْرِ الصَّائِمِ شَيْئًا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص کسی روزہ دار کو افطاری کروائے تو اسے اس روزہ دار کی مانند اجر ملتا ہے اور روزہ دار کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

روزہ افطار کرانے کی فضیلت:

اس حدیث میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے جو شخص کسی روزہ دار کا روزہ افطار کراتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے روزہ دار کے ثواب کے برابر اجر عطا فرماتا ہے، جبکہ روزہ دار کے اجر میں کمی نہیں کی جاتی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے خیال کیا کہ شاید اللہ تعالیٰ یہ اجر کسی اعلیٰ وعمدہ چیز سے روزہ افطار کرانے پر عطاء فرماتا ہے۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم میں سے کوئی شخص روزہ دار کا روزہ افطار کرانے کی طاقت نہیں رکھتا؟ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ یہ اجر اس شخص کو عطا کرے گا جو کسی کا روزہ ایک گھونٹ دودھ یا ایک گھونٹ پانی یا ایک کھجور سے افطار کرائے۔ جو شخص کسی کو افطاری کے وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے گا، تو اسے قیامت کے دن میرے حوضِ کوثر سے پانی پلائے گا کہ اسے پیاس نہیں لگے گی حتیٰ کہ وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ (مشکوٰۃ ص ۱۷۳)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ روزہ دار کو افطار کرانے کا ثواب اور پیٹ بھر کر کھانا کھلانے کا اجر اور ہے۔

بَاب التَّرْغِيْبِ فِیْ قِيَامِ رَمَضَانَ وَمَا جَآءَ فِيْهِ مِنَ الْفَضْلِ

باب 83: رمضان کے مہینے میں تراویح ادا کرنے کی ترغیب اور اس کی فضیلت

736 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرَغِّبُ فِیْ قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّاْمُرَهُمْ بِعَزِيْمَةٍ وَّيَقُوْلُ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ فَتُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْاَمْرُ عَلٰی ذٰلِكَ ثُمَّ كَانَ الْاَمْرُ كَذٰلِكَ فِیْ خِلَافَةِ اَبِیْ بَكْرٍ وَّصَدْرًا مِّنْ خِلَافَةِ عُمَرَ عَلٰی ذٰلِكَ

فی الباب: وَفِی الْبَاب عَنْ عَآئِشَةَ وَقَدْ رُوِیَ هٰذَا الْحَدِيْثُ اَيْضًا عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ عَنِ النَّبِیِّ
حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ رمضان کے مہینے میں لازمی حکم دیے بغیر تراویح ادا کرنے کی ترغیب دیتے تھے' آپ ﷺ یہ فرماتے تھے: جو شخص ایمان کی حالت میں ثواب کی امید رکھتے ہوئے' رمضان میں نوافل ادا کرے گا' اس شخص کے گزشتہ گناہوں کو بخش دیا جائے گا۔ (راوی بیان کرتے ہیں) نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں یہی معمول رہا' پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں یہی معمول رہا' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دور میں یہی معمول رہا۔

اس بارے میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حدیث منقول ہے۔ یہی روایت زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے، عروہ کے حوالے سے، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ کے بارے میں منقول ہے۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

نمازتراویح کی ترغیب وتلقین اوراس کا ثواب:

گزشتہ سے پیوستہ باب کی روایت میں نماز تراویح کے حوالے سے تفصیلی بحث گزر چکی ہے۔ دور رسالت میں باقاعدہ باجماعت نماز تراویح کا اہتمام نہیں تھا اوراسی طرح دور صدیقی میں بھی لیکن حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے باجماعت نماز تراویح کا اہتمام کیا جو تاحال انقطاع وفصل کے بغیر جاری ہے اور تا قیامت جاری رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حکمانہیں مگر ترغیباً نماز تراویح کی تعلیم دیتے تھے۔ آپ نے اس حوالے سے بایں الفاظ اعلان فرمایا: مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَاناً وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ :(مشکوۃ،ص۱۷۳)''جو شخص ایمان کی حالت میں حصول ثواب کی نیت سے رمضان میں قیام کرتا ہے، اس کے سابقہ گناہ معاف کردیے جاتے ہیں''۔ اس حدیث میں قیام سے مراد نماز تراویح ہے اور بیک وقت فضیلت و ترغیب دونوں امور نہایت جامعیت سے بیان کیے گئے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْحَجِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

حج کے بارے میں، نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ حُرْمَةِ مَكَّةَ

باب 1: مکہ مکرمہ کا حرم ہونا

حج کا مفہوم وتاریخ:

لفظ ''حج'' کا لغوی معنی ہے قصد وارادہ۔ اصطلاحی مفہوم ہے احرام کی حالت میں مخصوص دنوں میں مخصوص ارکان ومناسک ادا کرنا مثلاً طواف زیارت، سعی صفاومروہ، قیام عرفات ومزدلفہ، رمی جمار اور طواف الوداع۔

حج بدنی و مالی عبادت ہے جو ارکان اسلام میں سے ایک ہے، جن پر قصرِ اسلام استوار کیا گیا ہے دیگر عبادات کی طرح اس کی فرضیت قطعی ہے، جس کا منکر کافر اور ادا نہ کرنے والا سخت گناہگار ہے۔ اس کی فرضیت نص قطعی سے ثابت ہے۔ ارشاد ربانی ہے: وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا (البقرہ) اور اللہ تعالیٰ کے لیے لوگوں پر بیت اللہ کا حج فرض ہے ان لوگوں پر جو اس تک پہنچنے کی طاقت رکھتے ہیں۔

۸ھ میں حج فرض ہوا۔ ۹ھ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضرت صدیق اکبر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قیامت میں پہلا حج ادا کیا۔ ۱۰ھ میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں حج بیت اللہ ادا کیا۔ یہ حج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا اور آخری تھا جبکہ صحابہ کرام کا دوسرا حج تھا۔ ۱۱ھ میں حج کا موقع آنے سے قبل آپ جوار رحمۃ باری تعالیٰ میں پہنچ گئے۔

737 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ شُرَيْحٍ الْعَدَوِيِّ

متنِ حدیث: اَنَّهٗ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِيْدٍ وَّهُوَ يَبْعَثُ الْبُعُوْثَ اِلٰى مَكَّةَ ائْذَنْ لِيْ اَيُّهَا الْاَمِيْرُ اُحَدِّثْكَ قَوْلًا قَامَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغَدَ مِنْ يَّوْمِ الْفَتْحِ سَمِعَتْهُ اُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِيْ وَاَبْصَرَتْهُ عَيْنَايَ حِيْنَ تَكَلَّمَ بِهٖ اَنَّهٗ حَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللّٰهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ وَلَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يَّسْفِكَ فِيْهَا دَمًا اَوْ يَعْضِدَ بِهَا شَجَرَةً فَاِنْ اَحَدٌ تَرَخَّصَ بِقِتَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهَا فَقُوْلُوْا لَهٗ اِنَّ اللّٰهَ اَذِنَ لِرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَأْذَنْ لَكَ وَاِنَّمَا اَذِنَ لِيْ فِيْهِ سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ وَقَدْ

عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْاَمْسِ وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَقِيْلَ لِاَبِیْ شُرَيْحٍ مَا قَالَ لَكَ عَمْرٌو قَالَ اَنَا اَعْلَمُ مِنْكَ بِذٰلِكَ يَا اَبَا شُرَيْحٍ اِنَّ الْحَرَمَ لَا يُعِيذُ عَاصِيًا وَّلَا فَارًّا بِدَمٍ وَّلَا فَارًّا بِخَرْبَةٍ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَيُرْوٰى وَلَا فَارًّا بِخِزْيَةٍ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِیْ شُرَيْحٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَاَبُوْ شُرَيْحٍ الْخُزَاعِیُّ اسْمُهٗ خُوَيْلِدُ بْنُ عَمْرٍو وَهُوَ الْعَدَوِیُّ وَهُوَ الْكَعْبِیُّ

قولِ امام ترمذی: وَمَعْنٰى قَوْلِهٖ وَلَا فَارًّا بِخَرْبَةٍ يَعْنِی الْجِنَايَةَ يَقُوْلُ مَنْ جَنٰى جِنَايَةً اَوْ اَصَابَ دَمًا ثُمَّ لَجَاَ اِلَی الْحَرَمِ فَاِنَّهٗ يُقَامُ عَلَيْهِ الْحَدُّ

◆◆ حضرت ابوشریح عدوی رضی اللہ عنہ نے عمرو بن سعد سے کہا' جب وہ مکہ مکرمہ کی طرف لشکر روانہ کرنے لگا۔ اے امیر! تم مجھے اجازت دو! میں تمہیں وہ بات بتاؤں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت ارشاد فرمائی تھی' جب آپ فتح مکہ کے اگلے دن خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے تھے۔ اس بات کو میرے دونوں کانوں نے سنا اور میرے ذہن نے اسے محفوظ رکھا اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات کر رہے تھے' تو میری آنکھوں نے آپ کو دیکھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا تھا:

''بے شک مکہ کو اللہ تعالیٰ نے حرم قرار دیا ہے' اسے لوگوں نے حرم قرار نہیں دیا' اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والے کسی بھی شخص کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے۔ وہ یہاں خون بہائے یا یہاں کسی درخت کو کاٹے' اگر کوئی شخص اللہ کے رسول کے اس میں جنگ کرنے سے رخصت حاصل کرنے کی کوشش کرے' تو تم اسے کہہ دو کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اس کی اجازت دی تھی' اس نے تمہیں اجازت نہیں دی ہے (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں) اس نے مجھے بھی صرف دن کے ایک مخصوص حصے میں اس کی اجازت دی' اب اس کی حرمت اسی طرح واپس آگئی ہے جیسے گزشتہ کل تھی' موجود شخص غیر موجود لوگوں تک یہ بات پہنچا دے''۔

حضرت ابوشریح رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: عمرو بن سعید نے آپ کو کیا جواب دیا' تو انہوں نے بتایا: وہ بولا: میں اس بارے میں آپ سے زیادہ جانتا ہوں' اے ابوشریح! حرم کسی نافرمان یا خون کر کے بھاگے ہوئے شخص یا چوری کر کے بھاگنے والے کو پناہ نہیں دیتا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک روایت کے مطابق اس میں لفظ ''بخزية'' استعمال ہوا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابوشریح رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔ حضرت ابوشریح خزاعی کا نام خویلد بن عمرو رضی اللہ عنہ ہے۔ یہ عدوی اور کعبی ہیں لفظ ''فاراً بخربة'' کا مطلب کوئی جرم کر کے فرار ہونا ہے۔ وہ یہ کہنا چاہتا تھا: جو شخص کسی جرم کا اعتراف کرے' یا قتل کر دے اور پھر حرم کی حدود میں آجائے' تو اس پر حد جاری ہوگی۔

شرح

مکہ مکرمہ کی عظمت وفضیلت:

مکہ مکرمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام شہروں سے افضل واعلیٰ ہے۔اس کے افضل ہونے کی کئی وجوہات ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ اس میں بیت اللہ ہے جس کا دیکھنا عبادت طواف ریاضت اور مسجد حرام میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نماز کے برابر عطاء کیا جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس شہر کو حرم قرار دیا ہے۔اس شہر میں موجود درختوں کو کاٹنا جائز نہیں ہے۔اس میں لڑائی و جنگ منع ہے۔ فتح مکہ کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس میں مختصر وقت کے لیے جنگ کی اجازت دی گئی جبکہ بعد میں پھر اس کی حرمت بحال کردی گئی۔کعبہ امتیازی شان کا حامل ہے جس کی تعمیر میں حضرت آدم حضرت ابراہیم حضرت اسماعیل اور امام الانبیاء علیہم السلام نے حصہ لیا۔اس شہر کی عظمت وفضیلت میں آیات قرآنی اور احادیث نبویہ وارد ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ ثَوَابِ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ

باب 2: حج اور عمرے کا ثواب

738 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَاَبُوْ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: تَابِعُوْا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَاِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوْبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ وَالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَيْسَ لِلْحَجَّةِ الْمَبْرُوْرَةِ ثَوَابٌ اِلَّا الْجَنَّةُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عُمَرَ وَعَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُبْشِيٍّ وَّاُمِّ سَلَمَةَ وَجَابِرٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ

◆◆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: حج اور عمرہ یکے بعد دیگرے کرو کیونکہ یہ دونوں غربت اور گناہوں کو اس طرح ختم کردیتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے، سونے، چاندی کے میل کو ختم کردیتی ہے مقبول حج کا ثواب صرف جنت ہے۔

اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن حبشی رضی اللہ عنہ، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

739 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ حَجَّ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: حَدِيْثُ اَبِىْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَاَبُوْ حَازِمٍ كُوْفِيٌّ وَّهُوَ الْاَشْجَعِيُّ وَاسْمُهٗ سَلْمَانُ مَوْلٰى عَزَّةَ الْاَشْجَعِيَّةِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص حج کرے اور اس میں فحش کلامی نہ کرے اور کوئی گناہ نہ کرے تو اس کے گزشتہ گناہوں کو بخش دیا جاتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول احادیث ''حسن صحیح'' ہے۔

ابوحازم کوفی' یہ اشجعی ہیں' ان کا نام سلمان' یہ عزہ الاشجعیہ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

شرح

حج اور عمرہ کے فضائل:

حج اور عمرہ کے فضائل کے حوالے سے کثیر احادیث مبارکہ ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا۔ سوال کیا گیا: پھر کونسا عمل افضل ہے؟ جواب دیا: اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا۔ پھر دریافت کیا گیا تو آپ نے جواب دیا: حج مبرور (الصحیح للبخاری' جلد اوّل ص ۲۱)

(۲) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے حج کیا، اس میں فحش کلام نہ کیا اور فسق نہ کیا تو وہ گناہوں سے ایسے پاک وصاف ہو جاتا ہے کہ جیسے ابھی وہ والدہ کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔ (الصحیح للبخاری' جلد اوّل ص ۵۱۲)

(۳) حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حج سابقہ گناہوں کو ختم کر دیتا ہے۔ (الصحیح للمسلم' جلد اوّل ص ۷۶)

(۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک عمرہ سے لے کر دوسرے عمرہ تک درمیان میں کیے گئے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اور حج مبرور کا اجر جنت ہے۔ (الصحیح للبخاری' جلد اوّل ص ۵۸۶)

(۵) حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کمزوروں کے لیے حج' جہاد کا درجہ رکھتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ' رقم الحدیث ص ۲۹۰۲)

(۶) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حج اور عمرہ مفلسی اور گناہوں کو اس طرح دور کر دیتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے، چاندی اور سونے کے کھوٹ کو دور کر دیتی ہے۔ حج مبرور کا اجر جنت ہے۔ (جامع ترمذی' ص ۲۱۸)

(۷) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رمضان المبارک میں عمرہ میرے ساتھ حج ادا کرنے کے برابر ہے۔ (الصحیح للبخاری' جلد اوّل ص ۶۱۴)

(۸) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حاجی اپنے اہل خانہ میں سے

چار سو کے حق میں شفاعت کرے گا اور وہ گناہوں سے ایسے نکل جاتا جیسا کہ وہ ابھی والدہ کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔

(مسند البزار ج۸ص۱۶۹)

(۹) حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مسجد اقصیٰ سے مسجد حرام تک حج یا عمرہ کا احرام باندھ کر آیا تو اس کے سابقہ اور لاحقہ سب گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں یا اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔(سنن ابی داؤد جلد ثانی ص۲۰۱)

(۱۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے اعلان فرمایا: اے لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا ہے' لہٰذا تم حج کرو۔ ایک آدمی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ہر سال حج فرض ہے؟ آپ نے خاموشی اختیار فرمائی، اس صحابی نے تین بار اپنے سوال کا اعادہ کیا۔ آپ نے فرمایا: اگر میں ہاں کہہ دیتا تو تم پر ہر سال حج فرض ہو جاتا اور تم وہ نہ کر سکتے۔ فرمایا: جب تک میں کسی بات کو بیان نہ کروں تم مجھ سے سوال نہ کیا کرو، تم سے پہلے لوگ کثرت سوال اور انبیاء کرام کی مخالفت کے باعث ہلاک ہوئے۔ اس لیے جب میں تمہیں کسی معاملے میں حکم دوں تو اسے بجا لاؤ اور جب تمہیں کسی کام سے روکوں تو اس سے باز آ جاؤ۔(الصحیح للمسلم' جلد اوّل ص۶۹۸)

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّغْلِيظِ فِيْ تَرْكِ الْحَجِّ

باب 3: حج ترک کرنے کی شدید مذمت

740 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْقُطَعِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ مَوْلٰى رَبِيعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ مُسْلِمٍ الْبَاهِلِيِّ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ الْهَمْدَانِيُّ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ مَلَكَ زَادًا وَّرَاحِلَةً تُبَلِّغُهُ اِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ وَلَمْ يَحُجَّ فَلَا عَلَيْهِ اَنْ يَّمُوْتَ يَهُوْدِيًّا اَوْ نَصْرَانِيًّا وَّذٰلِكَ اَنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ فِيْ كِتَابِهٖ (وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا)

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَفِيْ اِسْنَادِهٖ مَقَالٌ

توضیحِ راوی: وَّهِلَالُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ مَجْهُوْلٌ وَّالْحَارِثُ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيْثِ

◆◆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص اتنے سامان اور سواری کا مالک ہو' جو اسے بیت اللہ تک پہنچا سکتی ہو' اور پھر وہ حج نہ کرے' تو اسے کوئی فرق نہیں پڑے گا کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے''۔

اس کی وجہ یہ ہے: اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ارشاد فرمایا ہے:

''اللہ تعالیٰ کے لیے بیت اللہ کا حج کرنا' جو شخص وہاں تک جا سکتا ہو، لوگوں پر لازم ہے''۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''غریب'' ہے ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔اس کی سند میں کچھ کلام ہے۔

ہلال بن عبداللہ مجہول ہے اور حارث نامی راوی کو علم حدیث میں ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

شرح

ترکِ حج کی وعید و مذمت:

نماز، روزہ اور زکوٰۃ کی مثل حج بھی ایک فرض عبادت ہے۔اس کی فرضیت نص قطعی سے ثابت ہے۔جو شخص بیت اللہ تک پہنچنے، وہاں کے اور اہل خانہ کے اخراجات برداشت کرنے کی طاقت رکھتا ہو وہ فوراً حج کرنے کی کوشش کرے ورنہ زندگی بھر اس کا وقت ہے۔زندگی میں ایک بار حج کرنا فرض ہے اور ایک سے زائد بار حج کرنا سعادت و فضیلت ہے۔حج کا انکار کفر ہے۔اس کی ادائیگی میں تاخیر کے سبب انسان گناہگار نہیں ہوگا۔

فرضیت حج علی الفور یا علی التراخی کے حوالے سے مذاہب آئمہ

فرضیت حج علی الفور یا علی التراخی کے حوالے سے آئمہ میں اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام مالک اور حضرت امام ابویوسف رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ فرضیت حج علی الفور واجب ہے۔ (۲) حضرت امام محمد اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ فرضیت حج علی التراخی واجب ہے۔ (۳) حضرت امام احمد بن حنبل احمد اللہ تعالیٰ کے دو قول ہیں: (۱) فرضیت علی الفور ہے۔(۲) فرضیت حج علی التراخی ہے۔تمام آئمہ کے درمیان ثمرہ اختلاف قضاء و ادا کی شکل میں ظاہر نہیں ہوگا بلکہ حق اثم کی صورت میں ظاہر ہوگا۔

سوال: جب حج بیت اللہ ۸ھ میں فرض ہوا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فی الفور اسے ادا نہ کیا بلکہ آپ نے ۱۰ھ میں حج اللہ ادا کیا، تو یہ تاخیر و تراخی کیوں کی گئی؟

جواب: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک معقول عذر کی بناء پر ۱۰ھ تک انتظام کیا تھا کیونکہ یہ سال آپ کی زندگی کا آخری اور فیصلہ کن تھا۔اس لیے اس میں تکمیل دین کا حکم نازل ہوا اور مناسب تر یہی تھا کہ حج کے خطبہ کے دوران اس صورت حال کا بھی سب لوگوں میں اعلان کر دیا جائے۔

سوال: حدیث باب کے متن کا مطالعہ کیا جائے تو انسان کے ذہن میں یہ سوال ابھرتا ہے کہ مسلمان کو یہودی یا نصرانی ہونے کا اختیار حاصل ہے؟

جواب: اس روایت میں مسلمان کو یہودی یا نصرانی بننے کی اجازت کے حوالے سے گفتگو نہیں کی گئی بلکہ ترک حج کی وعید و مذمت بیان کی جارہی ہے۔حدیث باب کا گہری نظر سے مطالعہ کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ حج بیت اللہ کی وجہ سے انسان کا ایمان مضبوط و مستحکم ہوتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ اِيجَابِ الْحَجِّ بِالزَّادِ وَالرَّاحِلَةِ

باب 4: زادِراہ اور سواری کی وجہ سے حج کا واجب ہونا

741 سندِحدیث: حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ عِيْسٰى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

متنِ حدیث: جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا يُوجِبُ الْحَجَّ قَالَ الزَّادُ وَالرَّاحِلَةُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

مذاہب فقہاء: وَّالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ الرَّجُلَ اِذَا مَلَكَ زَادًا وَّرَاحِلَةً وَّجَبَ عَلَيْهِ الْحَجُّ

توضیح راوی: وَاِبْرَاهِيْمُ هُوَ ابْنُ يَزِيْدَ الْخُوزِيُّ الْمَكِّيُّ وَقَدْ تَكَلَّمَ فِيْهِ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ

◄► حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: یارسول اللہ حج کو کون سی چیز واجب کرتی ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: زادِراہ اور سواری۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا' جو شخص زادِراہ اور سواری کا مالک ہو' تو اس پر حج واجب ہو جائے گا۔

ابراہیم بن یزید خوزی مکی ہیں' بعض اہلِ علم نے ان کے حافظے کے حوالے سے کلام کیا ہے۔

شرح

زادِراہ اور سواری پر قدرت وجوب حج کے اسباب ہیں:

حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ جو شخص کعبہ تک پہنچنے' وہاں کے اور اپنے اہل خانہ کے اخراجات برداشت کرنے کی طاقت رکھتا ہو' اس پر حج فرض ہے یعنی زادِراہ اور سواری کا اہتمام دونوں وجوہات حج کے اسباب ہیں۔ قرآن کریم میں یہ مسئلہ بایں الفاظ بیان کیا گیا ہے: وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ط (آل عمران: ۹۷) (اور لوگوں پر بیت اللہ کا حج فرض ہے جو اس تک پہنچنے کی طاقت رکھتے ہیں)۔

حج کے فقہی مسائل

کوئی مضمون اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک فقہی جزیات سے استفادہ نہ کیا جائے اور اس کا "مالہ وماعلیہ" کا جائزہ نہ لیا جائے۔ چنانچہ حج بیت اللہ کے فقہی مسائل ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

(۱)-وجوب حج کی شرائط

وجوب حج کی آٹھ شرائط ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) اسلام: یعنی مسلمان ہونا' لہٰذا کافر وغیرہ پر حج نہیں ہے۔(۲) علم فرضیت حج: اگر کوئی مسلمان دارالحرب میں ہو' تو اسے اس کی فرضیت کا علم ہونا ضروری ہے۔ (۳) بلوغ: اگر نابالغ بچہ اپنے والدین کی زیر عاطفت حج کرتا ہے تو اس کی طرف سے فرضیت ادا نہیں ہوگی۔ (۴) عاقل ہونا: مجنون وغیرہ پر حج فرض نہیں ہے۔ (۵) آزاد ہونا: غلام یا کنیز پر حج فرض نہیں ہے۔ (۶) صحت مند ہونا: جو شخص علیل' فالج زدہ اور ضعیف و کمزور ہو' اس پر حج فرض نہیں ہے۔ (۷) سواری پر قدرت ہونا: سفر حج بیت اللہ کرنے کے لیے اپنی سواری ہو یا سواری کے اخراجات برداشت کرنے کی طاقت رکھتا ہو۔ لہٰذا جس میں یہ شرط نہ پائی جائے اس پر حج بیت اللہ فرض نہیں ہے۔ (۸) وقت: یہ تمام شرائط حج کے اوقات یعنی دنوں میں پائی جائیں۔

(۲) شرائط وجوب اداء حج:

وجوب اداء کی چار شرائط ہیں جو درج ذیل ہیں:۔

(۱) راستہ پرامن ہونا: اگر راستہ پر خطر ہو' تو حج بیت اللہ فرض نہیں ہے، کیونکہ جان کا تحفظ بھی فرض ہے۔ (۲) خاتون کے ساتھ محرم کا ہونا: گھر سے بیت اللہ تک کا اگر تین دن یا اس سے زائد ہو' تو خاتون کے ساتھ اس کا شوہر یا محرم ہونا شرط ہے۔ تین ایام سے کم کا سفر ہو' تو عورت اکیلی بھی جاسکتی ہے۔ یہ شرط ہر عورت کے لیے ہے خواہ وہ جوان ہو یا بوڑھی ہو۔ یاد رہے کہ تین دنوں کے سفر کی قید پیدل یا عام گاڑی کی صورت میں ہے۔ (۳) عورت کا عدت میں نہ ہونا: سفر حج بیت اللہ پر روانگی کے وقت عورت کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ وہ عدت میں نہ ہو۔ (۴) قید میں نہ ہونا: چوتھی شرط وجوب اداء حج کی یہ ہے کہ روانگی کے وقت وہ مقید نہ ہو۔

(۳) شرائط صحت اداء حج

شرائط صحت اداء حج نو ہیں درج ذیل ہیں:

(۱) اسلام: کافر حج نہیں کرسکتا، (۲) احرام: احرام کے بغیر حج نہیں ہوتا، (۳) زمانہ: حج کے مہینوں کے مخصوص ایام ہیں جن میں حج کیا جاسکتا ہے (۴) مکان: طواف کا مقام مسجد حرام ہے۔ (۵) تمیز (۶) عقل: جس شخص میں تمیز یا شعور نہ ہو مثلاً مجنون (۷) مناسک حج ادا کرنا: مناسک وارکان حج ادا کرنا لیکن جبکہ کوئی عذر موجود ہو (۸) جماع نہ ہو: احرام باندھنے کے بعد اور وقوف عرفہ و مزدلفہ سے قبل جماع کا ارتکاب نہ کرنا (۹) احرام اور حج کا ایک ساتھ ہونا: جس سال احرام باندھا اور حج بھی اسی سال میں کرنا۔

(۴) شرائط اداء فریضہ حج:

اداء فریضہ حج کی شرائط نو ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱)اسلام (۲) تادم مرگ اسلام پر قائم رہنا(۳)عاقل ہونا (۴) بالغ ہونا (۵) حریت: آزاد ہونا (۶) قدرت حاصل ہونے پر خود ادا کرنا (۷) نفلی حج کی نیت نہ کرنا (۸) حج بدل کی نیت نہ کرنا (۹) فاسد نہ کرنا. یعنی حج کے منافی کوئی کام نہ کرنا۔

۵-فرائض حج:

فرائض وارکان حج سات ہیں جو درج ذیل ہیں

(۱)احرام (۲)وقوف عرفہ (۳)طواف زیارت (۴)نیت کرنا (۵)ترتیب: فرائض وارکان میں ترتیب ہونا (۶) ہر رکن کو اپنے وقت میں ادا کرنا (۷) مکان: یعنی طواف کے لیے بیت اللہ اور وقوف کے لیے میدان عرفات ومزدلفہ ہونا۔

۶-واجبات حج

واجبات حج ستائیس ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱)میقات سے احرام باندھنا (۲)سعی صفاومرو (۳)سعی کا صفا سے شروع کرنا نہ بالعکس (۴) پیدل سعی کرنا اگر عذر نہ ہو (۵)دن میں وقوف کرنے کی صورت میں زوال کا وقت ختم ہونے تک ہو (۶)وقوف آغاز شب تک ہونا (۷)میدان عرفات سے واپسی میں امام کی پیروی کرنا (۸)وقوف مزدلفہ (۹)عشاءین کا مزدلفہ میں ایک ساتھ ادا کرنا (۱۰)ذی الحجہ کی دسویں، گیارھویں اور بارھویں تواریخ میں تینوں جمروں کو رمی کرنا (۱۱)جمرہ عقبہ کی رمی پہلے دن حلق سے قبل کرنا (۱۲)ہر دن کی رمی بروقت یعنی اسی دن ہونا (۱۳)حلق کروانا (۱۴)اس کا ایام نحر میں ہونا (۱۵)حرم شریف میں ہو (۱۶)قرآن وتمتع کی صورت میں قربانی کرنا (۱۷)حرم اور ایام نحر میں قربانی کرنا (۱۸)طواف افاضہ کا زیادہ حصہ ایام نحر میں ہونا (۱۹)حطیم باہر سے طواف کرنا (۲۰)طواف دائیں طرف سے شروع کرنا (۲۱)پیدل طواف کرنا (اگر عذر نہ ہو) (۲۲)طواف کے وقت جسم کا نجاست حکیہ سے پاک ہونا (۲۳)دوران طواف ستر پوشی کرنا (۲۴)طواف سے فراغت پر دوگانہ ادا کرنا (۲۵)رمی جمار، قربانی، حلق اور اور طواف میں ترتیب قائم رکھنا (۲۶)طواف صدر (۲۷)از وقوف عرفہ تا حلق جماع نہ کرنا (۲۸)اجتناب ممنوعات احرام مثلاً سلا کپڑا ازیب تن کرنا اور منہ یا سر کو چھپانا۔ (ماخوذ از ہدایہ، بہار شریعت مدنیہ جلد اول ماخوذ از صفحہ ۱۰۳۵ تا ۱۰۵۱)

بَابُ مَا جَآءَ كَمْ فُرِضَ الْحَجُّ

باب 5: کتنی مرتبہ حج کرنا فرض ہے؟

742 سندِ حدیث: حَـدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ وَرْدَانَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الْاَعْلٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِى الْبَخْتَرِيِّ عَنْ عَلِيِّ ابْنِ اَبِىْ طَالِبٍ قَالَ

متنِ حدیث: لَـمَّـا نَزَلَتْ (وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا) قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفِىْ كُلِّ عَامٍ فَسَكَتَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِىْ كُلِّ عَامٍ قَالَ لَا وَلَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ (يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْاَلُوْا عَنْ اَشْيَاءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ)

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَلِيٍّ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیح راوی: وَاسْمُ اَبِي الْبَخْتَرِيِّ سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ عِمْرَانَ وَهُوَ سَعِيْدُ بْنُ فَيْرُوْزَ

◄► حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی:

''اور لوگوں پر، اللہ تعالیٰ کے لیے بیت اللہ کا حج کرنا لازم ہے جو وہاں تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو''۔

لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا ہر سال میں حج کرنا فرض ہے؟ نبی اکرم ﷺ خاموش رہے لوگوں نے پھر عرض کی: یارسول اللہ! کیا ہر سال میں فرض ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے جواب دیا: نہیں! اگر میں ہاں کہہ دیتا: تو یہ واجب ہو جاتا' تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

''اے ایمان والو! ان چیزوں کے بارے میں سوال نہ کرو کہ اگر انہیں تمہارے سامنے ظاہر کر دیا جائے' تو تمہیں برا لگے''۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے اور اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

ابوبختری نامی راوی کا نام سعید بن ابوعمران ہے اور یہی سعید بن فیروز ہیں۔

شرح

عمر میں ایک بار حج فرض ہونے کا مسئلہ:

جب اللہ تعالیٰ نے فرضیتِ حج کا حکم نازل فرمایا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا جس میں یہ اعلان کیا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے، لہٰذا تم خوش اسلوبی سے حج بیت اللہ ادا کرو۔ اس موقع پر ایک صحابی نے دریافت کیا: یارسول اللہ! کیا ہر سال حج فرض ہے؟ آپ نے سکوت اختیار کیا، پھر دریافت کرنے پر آپ نے فرمایا: اگر میں ہاں کہہ دیتا تو تم پر ہر سال حج فرض ہو جاتا جو دشواری کا سبب بنتا''۔ (صحیح مسلم جلد اوّل ص ۶۹۸) صاحب حیثیت شخص پر زندگی میں ایک بار حج فرض ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک ہی حج ادا فرمایا تھا۔

بَابُ مَا جَآءَ كَمْ حَجَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب 6: نبی اکرم ﷺ نے کتنے حج کیے؟

743 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ زِيَادٍ الْكُوْفِيُّ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَّ ثَلَاثَ حِجَجٍ حَجَّتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يُّهَاجِرَ وَحَجَّةً بَعْدَ مَا هَاجَرَ وَمَعَهَا عُمْرَةٌ فَسَاقَ ثَلَاثَةً وَّسِتِّيْنَ بَدَنَةً وَّجَآءَ عَلِيٌّ مِّنَ الْيَمَنِ بِبَقِيَّتِهَا فِيْهَا جَمَلٌ لِاَبِيْ جَهْلٍ فِيْ اَنْفِهِ بُرَةٌ

مِّنْ فِضَّةٍ فَنَحَرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ كُلِّ بَدَنَةٍ بِبَضْعَةٍ فَطُبِخَتْ وَشَرِبَ مِنْ مَرَقِهَا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ سُفْيَانَ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ زَيْدِ بْنِ حُبَابٍ وَّرَاَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ فِىْ كُتُبِهٖ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ زِيَادٍ قَالَ

قولِ امام بخاری: وَسَاَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هٰذَا فَلَمْ يَعْرِفْهُ مِنْ حَدِيْثِ الثَّوْرِيِّ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَاَيْتُهُ لَمْ يَعُدَّ هٰذَا الْحَدِيْثَ مَحْفُوْظًا وَقَالَ اِنَّمَا يُرْوٰى عَنِ الثَّوْرِيِّ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنْ مُّجَاهِدٍ مُّرْسَلًا

◆◆ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد (امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ) کے حوالے سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے تین حج کیے دو حج ہجرت کرنے سے پہلے کیے اور ایک حج ہجرت کرنے کے بعد کیا جس کے ساتھ آپ نے عمرہ بھی کیا تھا۔ نبی اکرم ﷺ اپنے ساتھ 63 اونٹ لے کر گئے تھے۔ بقیہ اونٹ حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے لے آئے تھے' ان اونٹوں میں ابوجہل کا بھی ایک اونٹ تھا اس کی ناک میں چاندی کا بنا ہوا چھلا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے اسے بھی قربان کر دیا' پھر نبی اکرم ﷺ کے حکم کے تحت' ہر اونٹ میں سے گوشت کا ایک حصہ لے کر انہیں اکٹھا کیا گیا' پھر اسے پکایا گیا اور نبی اکرم ﷺ نے اس کا شوربہ پیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث سفیان سے منقول ہونے کے حوالے سے ''غریب'' ہے ہم اسے صرف زید بن حباب نامی راوی کے حوالے سے جانتے ہیں۔

میں نے عبداللہ بن عبدالرحمٰن (یعنی امام دارمی رحمۃ اللہ علیہ) کو دیکھا ہے۔ انہوں نے اس حدیث کو اپنی کتاب میں عبداللہ بن ابوزیار کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس کے بارے میں دریافت کیا' تو وہ ثوری کے امام جعفر رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے' ان کے والد (امام باقر رحمۃ اللہ علیہ) کے حوالے سے' حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے منقول ہونے کے حوالے سے نہیں جانتے تھے اور میں نے انہیں دیکھا' انہوں نے اس حدیث کو محفوظ شمار نہیں کیا۔ انہوں نے یہ فرمایا: یہ روایت ثوری کے حوالے سے' ابواسحٰق کے حوالے سے مجاہد کے حوالے سے ''مرسل'' روایت کے طور پر منقول ہے۔

744 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ قُلْتُ لِاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ كَمْ حَجَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: حَجَّةً وَّاحِدَةً وَّاعْتَمَرَ اَرْبَعَ عُمَرٍ عُمْرَةٌ فِىْ ذِى الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةُ الْحُدَيْبِيَةِ وَعُمْرَةٌ مَعَ حَجَّتِهٖ وَعُمْرَةُ الْجِعِرَّانَةِ اِذْ قَسَّمَ غَنِيْمَةَ حُنَيْنٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَحَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ هُوَ اَبُوْ حَبِيْبٍ الْبَصْرِيُّ هُوَ جَلِيْلٌ ثِقَةٌ وَّثَّقَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ

◆◆ قتادہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: نبی اکرم ﷺ نے کتنے حج کیے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: ایک حج کیا تھا' اور آپ ﷺ نے چار عمرے کیے تھے۔ ایک عمرہ ذیقعدہ میں' ایک عمرہ حدیبیہ سے کیا تھا ایک عمرہ آپ نے حج کے ساتھ کیا تھا' اور ایک عمرہ جعرانہ سے کیا تھا جب آپ نے غزوہ حنین کا مالِ غنیمت تقسیم کیا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

حبان بن ہلال ابوحبیب بصری ہیں' یہ جلیل القدر ثقہ راوی ہیں یحییٰ بن سعید قطان نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ كَمِ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب 7: نبی اکرم ﷺ نے کتنے عمرے کیے تھے

745 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْعَطَّارُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَمَرَ اَرْبَعَ عُمَرٍ عُمْرَةَ الْحُدَيْبِيَةِ وَعُمْرَةَ الثَّانِيَةِ مِنْ قَابِلٍ وَّعُمْرَةَ الْقَضَاءِ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةَ الثَّالِثَةِ مِنَ الْجِعِرَّانَةِ وَالرَّابِعَةِ الَّتِيْ مَعَ حَجَّتِهٖ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ اَنَسٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَابْنِ عُمَرَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

اختلافِ روایت: وَّرَوَى ابْنُ عُيَيْنَةَ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَمَرَ اَرْبَعَ عُمَرٍ وَّلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُوْمِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ نَحْوَهٗ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ ﷺ نے چار عمرے کیے تھے ایک حدیبیہ کے موقع پر کیا تھا دوسرا عمرہ اگلے برس حدیبیہ کے عمرہ کی قضا کے طور پر ذیقعدہ کے مہینے میں کیا' تیسرا عمرہ جعرانہ سے کیا تھا' اور چوتھا عمرہ وہ تھا' جو آپ نے حج کے ساتھ کیا تھا۔

اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ' حضرت عبداللہ اور ابن عمرو رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''غریب'' ہے۔

ابن عیینہ نے اسے اور اس حدیث کو دینار کے حوالے سے' عکرمہ سے نقل کیا ہے: نبی اکرم ﷺ نے چار عمرے کیے تھے۔

انہوں نے اس سند میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا تذکرہ نہیں کیا۔

یہی روایت اور ایک جگہ عکرمہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

شرح

حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حجوں اورعمروں کی تعداد:

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے دوابواب میں حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حجوں اورعمروں کے حوالے سے احادیث تخریج فرمائی ہیں۔آپ نے کل کتنے حج ادا کیے اورعمرے کیے؟اس بارے میں مؤرخین کی مختلف تحقیق ہے۔بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے قبل تین اور بعد میں ایک حج کیا یعنی آپ نے کل چارحج کیے جبکہ عمرے بھی چارادا کیے تھے۔راقم الحروف کا مؤقف ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حج او چارعمرے کیے تھے۔اس کی تصریح حضرت انس بن مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت میں موجود ہے۔آپ نے پہلا اورآخری حج ۱۰ھ میں کیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سمیت ۶ھ میں پہلے عمرہ کا احرام باندھا لیکن کفار کی طرف سے مزاحمت کی گئی جس کے نتیجہ میں صلح حدیبیہ کا واقعہ پیش آیا۔اس موقع پرآپ نے قربانی ذبح کر کے حلق کروایا اوراحرام کھول دیا۔مؤرخین نے اسے عمرہ شمار کیا ہے۔ذی قعدہ ۷ھ میں آپ نے عمرۃ القضاء ادا کیا۔آپ نے تیسرا عمرہ غزوہ حنین کا مال غنیمت تقسیم کرنے کے بعد ۱۸رذی قعدہ ۸ھ میں کیا اوراس کا احرام مقام جعرانہ سے باندھا تھا۔چوتھا اورآخری عمرہ ۱۰ھ میں حج کے ساتھ ملاکر کیا تھا۔گویا آپ نے ''حج قران'' کیا تھا۔

بَابُ مَا جَآءَ مِنْ اَیِّ مَوْضِعٍ اَحْرَمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

باب 8: نبی اکرم ﷺ نے کس مقام سے احرام باندھا تھا؟

746 سندِحدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ

متنِ حدیث: لَمَّا اَرَادَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْحَجَّ اَذَّنَ فِی النَّاسِ فَاجْتَمَعُوْا فَلَمَّا اَتَی الْبَیْدَاءَ اَحْرَمَ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَاَنَسٍ وَّالْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: حَدِیْثُ جَابِرٍ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

◆◆ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد (امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ) کے حوالے سے' حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ نے حج کرنے کا ارادہ کیا' تو آپ نے لوگوں میں اعلان کروادیا' تو وہ اکٹھے ہوگئے' جب آپ ''بیداء'' کے مقام پر پہنچے تو آپ نے احرام باندھ لیا۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

747 سندِحدیث: حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ عَنْ مُوْسَی بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

متن حدیث: اَلْبَيْدَاءُ الَّتِي يَكْذِبُوْنَ فِيْهَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ مَا اَهَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا مِنْ عِنْدِ الْمَسْجِدِ مِنْ عِنْدِ الشَّجَرَةِ

حکم حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄► حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ''بیداء'' وہ مقام ہے' جس کے حوالے سے تم نبی اکرم ﷺ کی طرف غلط بات منسوب کرتے ہو! اللہ کی قسم! نبی اکرم ﷺ نے ''شجرہ'' کے پاس موجود مسجد سے تلبیہ پڑھنا شروع کیا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ مَتٰى اَحْرَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب 9: نبی اکرم ﷺ نے کب احرام باندھا تھا؟

748 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ عَنْ خُصَيْفٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متن حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهَلَّ فِيْ دُبُرِ الصَّلٰوةِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُ اَحَدًا رَوَاهُ غَيْرَ عَبْدِ السَّلَامِ ابْنِ حَرْبٍ وَّهُوَ الَّذِيْ يَسْتَحِبُّهُ اَهْلُ الْعِلْمِ اَنْ يُّحْرِمَ الرَّجُلُ فِيْ دُبُرِ الصَّلٰوةِ

◄► حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے نماز پڑھنے کے بعد تلبیہ پڑھنا شروع کیا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''غریب'' ہے' ہم عبدالسلام بن حرب کے علاوہ کسی شخص کو نہیں جانتے جس نے اسے روایت کیا ہو۔

اہلِ علم نے اس بات کو مستحب قرار دیا ہے: نماز پڑھنے کے بعد احرام باندھا جائے۔

شرح

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام باندھنے کی جگہ اور وقت:

۱۰ھ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ اس سال ہم حج بیت اللہ کریں گے اور جو لوگ سعادت حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ تیاری کرلیں اور مکہ معظمہ میں پہنچ جائیں۔ ایک لاکھ سے زائد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مدینہ طیبہ میں پہنچ گئے تاکہ آغاز سے لے کر تا اختتام یہ سفر آپ کے ساتھ طے کریں اور احکام و مناسک حج عملی طور پر سیکھ سکیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ۲۵/ذی قعدہ ۱۰ھ میں نماز ظہر کے بعد مدینہ طیبہ سے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ مقام ذوالحلیفہ میں پہنچ کر رک گئے۔ یہ مقام مدینہ طیبہ سے تقریباً چھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہ مقام اہل مدینہ کا میقات ہے۔ نماز عصر سے آئندہ دن کی نماز فجر تک یہاں قیام کیا تاکہ خواہشمند حضرات شامل ہوسکیں۔ آپ نے نماز فجر کے بعد مقام ذوالحلیفہ سے احرام باندھا۔ نماز فجر کے بعد روانگی سے قبل آپ نے دوگانہ ادا کیا پھر آپ نے ذوالحلیفہ میں یا درخت کے قریب یا اونٹنی پر سوار ہو کر تلبیہ شروع کیا۔ آپ کی سواری بیداء ٹیلے پر چڑھی تو

تلبیہ پڑھا۔ آپ نے وقفہ وقفہ سے مختلف مقامات پر تلبیہ کہا اور جن صحابہ نے جہاں سے سنا انہوں نے خیال کیا کہ آپ نے وہاں سے احرام باندھا ہے۔ اس طرح صحابہ کرام کے اقوال اور روایات مختلف ہو گئیں۔ اصل بات یہ ہے کہ آپ نے مقام ذوالحلیفہ کے درخت کے پاس سے احرام زیب تن کیا تھا لیکن تلبیہ کہنے کے مقامات مختلف تھے۔

حدود حرم: بیت اللہ کے اطراف سے مخصوص مقام کا نام ''حرم'' ہے' جس کی نشاندہی نشان لگا کر کی گئی ہے۔ یہ حدود مختلف ہیں۔ مدینہ طیبہ کی طرف سے تین میل، جعرانہ کی طرف سے نو میل، جدہ کی طرف سے دس میل اور عراق کی جانب سے سات میل ہے۔ میقات کے اندر اور حرم سے باہر کی جگہ کو ''حل'' کہا جاتا ہے۔

میقات: میقات سے مراد وہ جگہ ہے جہاں سے آفاقی لوگ احرام کے بغیر اندر نہیں آ سکتے۔ مکہ معظمہ کے مختلف راستے ہیں اور ہر راستہ کی طرف سے آنے والے لوگوں کے لیے الگ میقات ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) ذوالحلیفہ: یہ مقام مدینہ منورہ سے چھ میل کے فاصلہ پر ہے جو اہل مدینہ کا میقات ہے۔ اس مقام سے مکہ معظمہ اڑھائی سو میل کے فاصلے پر ہے۔

(۲) ذات عرق: یہ اہل عراق کا میقات ہے جو مکہ معظمہ سے پچاس میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہ مقام مکہ معظمہ سے شمالی مشرق میں عراق جانے والے راستہ میں واقع ہے۔

(۳) جحفہ: یہ اہل شام اور مغربی علاقہ جات کی طرف سے آنے والے لوگوں کا میقات ہے جو مکہ معظمہ سے سو میل کے فاصلے پر جانب مغرب ساحل سمندر پر واقع ہے۔

(۴) قرن المنازل: یہ مقام براستہ نجد مکہ معظمہ آنے والے لوگوں کا میقات ہے جو مکہ معظمہ سے ۵۳ میل کے فاصلے پر بجانب مشرق' نجد کے راستہ میں ایک پہاڑی کی شکل میں ہے۔

(۵) یلملم: یہ مقام تہامہ کی پہاڑ کی شکل میں ہے جو براستہ یمن مکہ معظمہ آنے والے لوگوں کا میقات ہے۔ یہ مکہ معظمہ سے چالیس میل بجانب جنوب مشرق واقع ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ اِفْرَادِ الْحَجِّ

باب 10: حج افراد کا بیان

749 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ مُصْعَبٍ قِرَاءَةً عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ

متنِ حدیث: عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْرَدَ الْحَجَّ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ جَابِرٍ وَّابْنِ عُمَرَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَآئِشَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ

◆◆ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے حج افراد کیا تھا۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔
بعض اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا۔

750 متن حدیث: وَرُوِیَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَفْرَدَ الْحَجَّ وَاَفْرَدَ اَبُوْ بَکْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ

سندِ حدیث: حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ قُتَیْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نَافِعٍ الصَّائِغُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ بِهٰذَا

مذاہب فقہاء: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: وقَالَ الثَّوْرِیُّ اِنْ اَفْرَدْتَّ الْحَجَّ فَحَسَنٌ وَّاِنْ قَرَنْتَ فَحَسَنٌ وَّاِنْ تَمَتَّعْتَ فَحَسَنٌ وقَالَ الشَّافِعِیُّ مِثْلَهٗ وَقَالَ اَحَبُّ اِلَیْنَا الْاِفْرَادُ ثُمَّ التَّمَتُّعُ ثُمَّ الْقِرَانُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی یہی روایت منقول ہے: نبی اکرم ﷺ نے حج افراد کیا تھا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی حج افراد کیا تھا۔

یہ روایت مذکورہ بالا اور سند کے ہمراہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ثوری فرماتے ہیں: اگر تم نے حج افراد کرنا ہو تو یہ بہتر ہے اور اگر تم حج قران کرلو تو یہ بھی بہتر ہے۔
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی کے مطابق رائے دی ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک حج افراد زیادہ پسندیدہ ہے پھر اس کے بعد حج تمتع ہے اس کے بعد حج قران ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی الْجَمْعِ بَیْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ

باب 11: حج اور عمرہ اکٹھا کرنا

751 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ حُمَیْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ:

متن حدیث: لَبَّیْكَ بِعُمْرَةٍ وَّحَجَّةٍ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنْ عُمَرَ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: حَدِیْثُ اَنَسٍ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

مذاہب فقہاء: وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِلٰی هٰذَا وَاخْتَارُوْهُ مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ وَغَیْرِهِمْ

◄► حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
''میں عمرہ اور حج (ایک ساتھ کرنے) کے لیے حاضر ہوں''۔
اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول احادیث ''حسن صحیح'' ہے۔
بعض اہلِ علم اس حدیث پر عمل کرتے ہیں' اہلِ کوفہ اور دیگر حضرات نے اسی کو ترجیح دی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّمَتُّعِ

باب 12: حج تمتع کا بیان

752 سندِحدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ

متنِ حدیث: اَنَّهُ سَمِعَ سَعْدَ بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ وَّالضَّحَّاكَ بْنَ قَيْسٍ وَّهُمَا يَذْكُرَانِ التَّمَتُّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَقَالَ الضَّحَّاكُ بْنُ قَيْسٍ لَّا يَصْنَعُ ذٰلِكَ اِلَّا مَنْ جَهِلَ اَمْرَ اللّٰهِ فَقَالَ سَعْدٌ بِئْسَ مَا قُلْتَ يَا ابْنَ اَخِيْ فَقَالَ الضَّحَّاكُ بْنُ قَيْسٍ فَاِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَدْ نَهٰى عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ سَعْدٌ قَدْ صَنَعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَنَعْنَاهَا مَعَهٗ

حکم حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

◆◆ محمد بن عبداللہ بن حارث بن نوفل بیان کرتے ہیں: انہوں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور ضحاک بن قیس کو سنا: یہ دونوں حضرات ''حج تمتع'' یعنی حج کے ساتھ عمرہ کرنے کا تذکرہ کر رہے تھے' تو ضحاک بن قیس نے کہا: ایسا صرف وہی شخص کرے گا' جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ناواقف ہو' تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے بھتیجے! تم نے بہت بری بات کہی ہے' تو ضحاک نے کہا: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس بات سے منع کیا ہے' تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کے رسول نے ایسا کیا ہے' اور آپ ﷺ کے ساتھ ہم نے بھی ایسا کیا ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''صحیح'' ہے۔

753 سندِحدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنِيْ يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

متنِ حدیث: اَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ الشَّامِ وَهُوَ يَسْاَلُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنِ التَّمَتُّعِ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ هِيَ حَلَالٌ فَقَالَ الشَّامِيُّ اِنَّ اَبَاكَ قَدْ نَهٰى عَنْهَا فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ اَبِيْ نَهٰى عَنْهَا وَصَنَعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ءَاَمْرَ اَبِيْ نَتَّبِعُ اَمْ اَمْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الرَّجُلُ بَلْ اَمْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَقَدْ صَنَعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ سالم بن عبداللہ کے بارے میں منقول ہے: انہوں نے شام سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حج تمتع' یعنی حج کے ساتھ عمرہ کرنے کے بارے میں دریافت کرتے ہوئے سنا' تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ حلال ہے' تو وہ شامی شخص بولا: آپ کے والد تو اس سے منع کرتے تھے' تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تم کیا سمجھتے ہو؟ اگر میرے

والد اس سے منع کرتے ہوں اور نبی اکرم ﷺ نے ایسا کیا ہو؟ تو کیا ہم میرے والد کے حکم کی پیروی کریں گے؟ یا نبی اکرم ﷺ کے حکم کی پیروی کریں گے؟ وہ شخص بولا: ہم نبی اکرم ﷺ کے حکم کی پیروی کریں تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے ایسا کیا ہے۔

754 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ مُوْسٰى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ لَيْثٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

متنِ حدیث: تَمَتَّعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَاَوَّلُ مَنْ نَّهٰى عَنْهَا مُعَاوِيَةُ

حکمِ حدیث: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَّعُثْمَانَ وَجَابِرٍ وَّسَعْدٍ وَّاَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ وَّابْنِ عُمَرَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ

مذاہبِ فقہاء: وَقَدِ اخْتَارَ قَوْمٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمُ التَّمَتُّعَ بِالْعُمْرَةِ وَالتَّمَتُّعُ اَنْ يَّدْخُلَ الرَّجُلُ بِعُمْرَةٍ فِيْ اَشْهُرِ الْحَجِّ ثُمَّ يُقِيْمَ حَتّٰى يَحُجَّ فَهُوَ مُتَمَتِّعٌ وَّعَلَيْهِ دَمٌ مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ صَامَ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةً اِذَا رَجَعَ اِلٰى اَهْلِهٖ وَيُسْتَحَبُّ لِلْمُتَمَتِّعِ اِذَا صَامَ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ اَنْ يَّصُوْمَ الْعَشْرَ وَيَكُوْنُ اٰخِرُهَا يَوْمَ عَرَفَةَ فَاِنْ لَّمْ يَصُمْ فِي الْعَشْرِ صَامَ اَيَّامَ التَّشْرِيْقِ فِيْ قَوْلِ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمُ ابْنُ عُمَرَ وَعَآئِشَةُ وَبِهٖ يَقُوْلُ مَالِكٌ وَّالشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا يَصُوْمُ اَيَّامَ التَّشْرِيْقِ وَهُوَ قَوْلُ اَهْلِ الْكُوْفَةِ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَاَهْلُ الْحَدِيْثِ يَخْتَارُوْنَ التَّمَتُّعَ بِالْعُمْرَةِ فِي الْحَجِّ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ''حج تمتع'' کیا ہے۔ سب سے پہلے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس سے منع کیا تھا۔

یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت سعد رضی اللہ عنہ، حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اہلِ علم کے ایک گروہ نے ''حج تمتع'' یعنی حج کے ساتھ عمرہ کرنے کو اختیار کیا ہے یعنی آدمی حج کے مخصوص مہینوں میں عمرہ کرے اور پھر وہ وہیں قیام پذیر رہے یہاں تک کہ حج کرے تو وہ شخص حج تمتع کرنے والوں میں سے ہوگا اور اس پر جو بھی سہولت کے ساتھ میسر ہو قربانی کرنا جائز ہوگا۔ اگر اسے قربانی کا جانور نہیں ملتا' تو وہ حج کے ایام میں تین دن روزے رکھے اور سات روزے واپس اپنے گھر جا کر رکھے گا۔

حج تمتع کرنے والے کے لیے یہ بات مستحب قرار دی گئی ہے: وہ حج کے ایام میں رکھے جانے والے تین روزے ذوالحجہ کے پہلے عشرے میں رکھے جس میں آخری روزہ عرفہ کے دن ہو۔

اگر وہ شخص پہلے عشرے میں روزے نہیں رکھ پاتا تو وہ ایام تشریق میں روزے رکھ لے۔ نبی اکرم ﷺ کے اصحاب سے تعلق رکھنے والے بعض اہلِ علم کی یہی رائے ہے جن میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا شامل ہیں۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

بعض اہلِ علم نے یہ رائے بیان کی ہے: وہ شخص ایام تشریق میں روزے نہیں رکھے گا۔

اہلِ کوفہ اسی بات کے قائل ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: محدثین نے حج تمتع یعنی حج کے ساتھ عمرہ کرنے کو اختیار کیا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

شرح

طریقہ حج، اقسام حج اور ان کی فضیلت میں مذاہب آئمہ:

حج کرنے کے دو طریقے ہیں جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- مکہ معظمہ سے حج کرنے کا طریقہ: مکہ معظمہ کا باشندہ ہو یا حج تمتع کی نیت سے باہر سے آ کر عمرہ کر کے اور احرام کھول کر مکہ مکرمہ میں اقامت پذیر ہو گیا ہو، کا طریقہ حج یہ ہے کہ وہ اپنے گھر یا مسجد حرام سے احرام زیب تن کرے، پھر دوران احرام ان امور سے مکمل اجتناب کرے: (۱) اپنی بیوی سے جماع اور بوس و کنار کرنا (۲) حلق یا جسم کے کسی بھی حصہ سے بال کٹوانا (۳) ہاتھ اور پاؤں کے ناخن ترشوانا (۴) سلا ہوا کپڑا زیب تن کرنا (۵) کپڑا وغیرہ سے سر ڈھانپنا (۶) خوشبو کا استعمال کرنا (۷) شکار کرنا یا اس کی رہنمائی کرنا (۸) آئمہ ثلاثہ کے مؤقف کے مطابق نکاح کرنا۔ ۸ ذی الحجہ کو منیٰ روانہ ہو جائے۔ وہاں نماز ظہر ادا کرے اور ۹ ذی الحجہ کی نماز صبح تک وہاں نمازیں ادا کرتا رہے۔ ۹ ذی الحجہ کی نماز فجر کے بعد وہاں سے میدان عرفات کی طرف روانہ ہو جائے۔ منیٰ میں یہ قیام مسنون ہے۔ اگر کوئی شخص ۹ ذی الحجہ کو مکہ معظمہ سے سیدھا میدان عرفات پہنچ جائے تو بھی جائز ہے۔ میدان عرفات میں ۹ ذی الحجہ کی نماز مغرب تک قیام کرے۔ مسجد نمرہ میں نماز ظہر اور نماز عصر دونوں ظہر کے وقت میں جمع کر کے ادا کرے۔ نماز سے فراغت پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور دعاء و استغفار میں مصروف رہے۔ اس قیام کا نام وقوف عرفہ ہے جو حج کا ایک اہم رکن ہے۔ غروب آفتاب کے وقت وہاں سے مزدلفہ کی طرف روانہ ہو جائے وہاں نماز مغرب اور نماز عشاء ایک ساتھ عشاء کے وقت میں ادا کرے۔ رات مزدلفہ میں گزارے جبکہ نماز فجر کے بعد حمد و ثناء اور اذکار و استغفار میں مصروف رہے۔ طلوع آفتاب سے قبل وہاں سے منیٰ کی طرف روانہ ہو جائے اور منیٰ میں جمرہ عقبہ کو رمی کرے۔ اگر قربانی دستیاب ہو تو اسے ذبح کرے۔ یہ قربانی سنت ابراہیمی ہے۔ پھر احرام کھول کر حلق کروائے یعنی سر منڈوائے یا بال ترشوائے۔ اپنی بیوی سے جماع کے علاوہ اب تمام پابندیوں سے آزاد ہے۔ پھر مکہ معظمہ میں واپس آ کر طواف زیارت کرے جو حج کا دوسرا اہم رکن ہے۔ طواف زیارت کے بعد جماع کرنے اور خوشبو

کے استعمال کرنے کی بھی اجازت ہے۔ دس ذی الحجہ کی صبح صادق سے لے کر بارہ ذی الحجہ کے غروب آفتاب تک طواف زیارت کیا جاسکتا ہے۔ البتہ جو خاتون حالت حیض میں ہو وہ جب بھی پاک ہو طواف زیارت کرسکتی ہے۔ بعدازاں سعی صفاومروہ کرے، پھر منیٰ میں اقامت پذیر ہو جائے اور تین دن مسلسل جمرات ثلاثہ کو رمی کرے۔ بارہ ذی الحجہ کی رمی کے ساتھ ہی حج مکمل ہو جائے گا۔ اگر حاجی مکی ہو تو اس پر طواف الوداع واجب نہیں ہے۔ البتہ آفاقی ہونے کی صورت میں وطن واپس روانگی سے قبل طواف الوداع بھی کرے گا جو واجب ہے۔

۲- آفاق سے طریقہ حج: وہ لوگ جو میقات سے احرام باندھ کر جانب حرم آئیں تو ان کا طریقہ حج یوں ہے کہ وہ اگر سیدھے مکہ معظمہ میں آئیں تو طواف قدوم کریں گے اور اگر وہ مکہ معظمہ میں آنے کی بجائے میدان عرفات میں پہنچ جائیں تو ان پر طواف قدوم واجب نہیں ہے۔ مکہ معظمہ میں داخل ہونے کی صورت میں طواف قدوم کریں گے اور اس میں رمل کریں گے اور سعی صفاومروہ بھی کریں گے۔ البتہ اسی وقت سعی صفاومروہ واجب نہیں ہے بلکہ طواف زیارت کے بعد بھی سعی صفاومروہ کیا جاسکتا ہے، پھر حالت احرام میں رہیں گے حتیٰ کہ وقوف عرفہ کرلیں گے اور دس ذی الحجہ میں رمی کرکے حلق کروا کر احرام کھول دیں گے۔ بعدازاں طواف زیارت کریں گے اور اس میں رمل بھی کریں جبکہ اس کے بعد سعی صفاومروہ نہیں ہوگا۔

حج کی تین اقسام ہیں: (۱) حج افراد: اس حج کے لیے میقات سے حج کی نیت سے احرام باندھا جاتا ہے (۲) حج تمتع: ایام حج میں پہلے عمرہ کی نیت سے احرام باندھا جائے اور عمرہ سے فارغ ہو کر دوبارہ حج کی نیت سے احرام باندھا جائے (۳) حج قرآن: میقات سے حج اور عمرہ دونوں کی نیت سے احرام باندھا جائے۔ آئمہ اربعہ کا اس بات میں اتفاق ہے کہ حج کی یہ تینوں اقسام جائز ہیں۔ البتہ افضلیت کے اعتبار سے اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے حج افراد افضل ہے، پھر حج تمتع اور پھر حج قران کا درجہ ہے۔ انہوں نے اپنے مؤقف پر حدیث باب سے استدلال کیا ہے: ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افرد الحج: بیشک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حج افراد کیا۔ علاوہ ازیں انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے بھی استدلال کیا ہے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حج افراد کیا۔ اسی طرح حضرت صدیق اکبر، حضرت فاروق اعظم اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم نے حج افراد کیا۔

(۲) حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر ہے کہ حج تمتع من غیر سوق الهدی سب سے افضل ہے، پھر حج افراد اور پھر حج قران کا درجہ ہے۔ انہوں نے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حج قران ادا کیا تھا مگر حج تمتع من غیر سوق الهدی کا ارادہ تھا جو اس کے افضل ہونے کی دلیل ہے)۔ اگر حج تمتع افضل نہ ہوتا تو آپ اس کا ارادہ ہرگز نہ کرتے۔

(۳) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ حج قران افضل ہے، پھر حج تمتع اور تیسرے درجہ پر حج افراد ہے۔ آپ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: و حجة بعد ما ها جرو معها عمرة (جامع ترمذی) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد ایک حج کیا اور اس کے ساتھ عمرہ بھی ادا کیا۔ علاوہ ازیں حضرت انس رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے: سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لبیک بعمرۃ و حجہ (جامع ترمذی فتح العزیز جلد ثانی ص۲۰۲) میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں سنا: اے اللہ! میں عمرہ اور حج کی نیت سے حاضر ہوں۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمہا اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ جن روایات میں حج افراد کا ذکر ہے، ان کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلبیہ میں صرف حج کا نام لیا جبکہ آپ نے احرام باندھتے وقت حج وعمرہ دونوں کا ارادہ فرمایا تھا۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حج تمتع افضل ہونے کی وجہ سے اس کا ارادہ نہیں فرمایا تھا بلکہ زمانہ جاہلیت کی رسم ختم کرنا مقصود تھا، وہ یہ کہ لوگ حج کے ساتھ عمرہ کرنے کو معیوب خیال کرتے تھے۔ آپ نے دونوں کو جمع کر کے اس رسم کی اصلاح فرما دی نہ کہ حج تمتع افضل ہونے کی وجہ سے دونوں کو جمع کیا۔

حج قران کی وجوہات ترجیح:

حج قران کی وجوہات ترجیح کثیر ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں

(۱) حج قران والی روایت پر عمل کرنے میں حج تمتع اور حج افراد کی روایات کے مقابلے میں مشقت زیادہ ہے اور جس میں مشقت زیادہ ہو وہ افضل ہوتی ہے۔

(۲) کسی روایت سے ثابت نہیں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا ہو: افردت یا تمتعت۔ البتہ حضرت انس رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا: قرنت۔

(۳) حج افراد والی احادیث میں تاویل کی گنجائش ہے کہ وہ تلبیہ کہتے وقت فقط حج یا عمرہ یا دونوں کا ذکر کرے مگر حج قران کی روایات میں تاویل کی گنجائش نہیں ہے۔

(۴) حج افراد کی جملہ احادیث فعلی ہیں جبکہ حج قران کی کچھ احادیث فعلی ہیں اور کچھ قولی ہیں۔ قاعدہ کے مطابق قول روایت کو فعلی روایت پر ترجیح حاصل ہوتی ہے۔

(۵) وہ صحابہ کرام جن سے حج افراد کی روایات منقول ہیں، ان سے حج قران کی روایات بھی منقول ہیں۔ مثلاً حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہ۔ سوال: حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حج تمتع اور حج قران سے کیوں منع فرماتے تھے؟

جواب: (۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ان سے منع کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ہر سال مسلمان کم از کم دو مرتبہ بیت اللہ میں حاضری کی سعادت حاصل کرے۔ ایک بار حج کی شکل میں اور دوسری مرتبہ عمرہ کی صورت میں۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ آپ حج افراد کو حج قران سے افضل قرار دیتے ہوئے ان سے منع کرتے تھے۔ (۲) حج قران کی ممانعت کی وجہ یہ تھی کہ مسلمان ہر سال بیت اللہ میں حاضری کے لیے دو مستقل سفر اختیار کرے تاکہ اسے زیادہ سے زیادہ فیوض و برکات حاصل ہوں۔ حج تمتع سے ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ یہاں تمتع کا اصطلاحی مفہوم مراد نہیں ہے بلکہ فسخ الحج الی العمرہ مراد ہے یعنی زمانہ جاہلیت کی رسم کی بیخ کنی

مقصود تھی۔ ابتداءً تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کے ساتھ حج افراد کی نیت کی لیکن بعد میں ہدی کا جانور پاس نہ ہونے کی وجہ سے: فسخ الحج الی العمرة پر عمل کیا گیا۔ صحابہ کرام کو اس عمل کی اجازت وقتی تھی نہ کہ مستقل۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اس پر مستقلاً عمل کرنے سے منع کرتے تھے۔

سوال: حدیث کے الفاظ ہیں: واول من نهى عنه معاوية' یعنی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے حج تمتع سے منع کیا تھا جبکہ اس کے جواز میں تمام آئمہ کا اتفاق ہے؟

جواب: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حج تمتع سے منع نہیں کیا بلکہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ایک فتویٰ کا رد کیا تھا۔ انہوں نے یہ فتویٰ جاری کیا تھا کہ جو مسلمان حج افراد کا احرام باندھ کر کعبۃ اللہ کا طواف کرے' تو وہ فسخ الحج الی العمرہ کی طرف سے منتقل ہو جائے گا خواہ وہ ارادہ کرے یا نہ کرے۔ اس فتویٰ کی وجہ سے لوگ بہت پریشان ہوئے تو اس پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ حج افراد کی نیت سے احرام باندھا کریں اور عمرہ کو اس کے ساتھ نہ ملائیں، خواہ تمتع کی صورت میں اور خواہ قران کی شکل میں۔ گویا آپ نے حج تمتع اور حج قران سے منع نہیں کیا تھا بلکہ عمرہ کے بغیر حج کے جواز کی تصریح کی تھی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّلْبِيَةِ

باب 13: تلبیہ پڑھنا

755 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

متنِ حدیث: اَنَّ تَلْبِيَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّجَابِرٍ وَّعَآئِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَّالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ وَالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ قَالَ الشَّافِعِيُّ وَاِنْ زَادَ فِي التَّلْبِيَةِ شَيْئًا مِّنْ تَعْظِيْمِ اللّٰهِ فَلَا بَاْسَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ وَاَحَبُّ اِلَيَّ اَنْ يَّقْتَصِرَ عَلٰى تَلْبِيَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشَّافِعِيُّ وَاِنَّمَا قُلْنَا لَا بَاْسَ بِزِيَادَةِ تَعْظِيْمِ اللّٰهِ فِيْهَا لِمَا جَآءَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَهُوَ حَفِظَ التَّلْبِيَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ زَادَ ابْنُ عُمَرَ فِيْ تَلْبِيَتِهِ مِنْ قِبَلِهِ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ اِلَيْكَ وَالْعَمَلُ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے تلبیہ (کے الفاظ یہ ہیں):

''میں حاضر ہوں' اے اللہ! میں حاضر ہوں' تیرا کوئی شریک نہیں' میں حاضر ہوں' بے شک حمد اور نعمت تیرے لیے مخصوص ہے' اور بادشاہی بھی' تیرا کوئی شریک نہیں ہے''۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، شافعی رحمۃ اللہ علیہ، احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص تلبیہ کے الفاظ میں کچھ ایسے الفاظ کا اضافہ کرے' جو اللہ تعالیٰ کی عظمت سے تعلق رکھتے ہوں' تو اس میں کوئی حرج نہیں ہوگا' اگر اللہ نے چاہا اور میرے نزدیک پسندیدہ بات یہی ہے: آدمی وہی تلبیہ پڑھے جو نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم نے جو یہ کہا: اللہ تعالیٰ کی عظمت کے اظہار سے متعلق الفاظ کا اضافہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے' کیونکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ بات منقول ہے: جنہیں' نبی اکرم ﷺ کے تلبیہ کے الفاظ یاد تھے' لیکن اس کے باوجود حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے تلبیہ میں اپنے پاس سے چند الفاظ کا اضافہ کیا (جو یہ ہیں):

''رغبت تیری طرف ہے' اور عمل (تیری رضا کے لیے ہے) جو کیا جاتا ہے''۔

756 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

متنِ حدیث: اَنَّهٗ اَهَلَّ فَانْطَلَقَ يُهِلُّ فَيَقُوْلُ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ قَالَ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ هٰذِهٖ تَلْبِيَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

آثارِ صحابہ: وَكَانَ يَزِيْدُ مِنْ عِنْدِهٖ فِيْ اَثَرِ تَلْبِيَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِيْ يَدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ اِلَيْكَ وَالْعَمَلُ

حکمِ حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں منقول ہے: انہوں نے احرام باندھا پھر یہ تلبیہ پڑھنا شروع کیا: ''میں حاضر ہوں' اے اللہ میں حاضر ہوں' تیرا کوئی شریک نہیں ہے' میں حاضر ہوں' بے شک حمد اور نعمت تیرے لیے ہے' اور بادشاہی بھی' تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے' نبی اکرم ﷺ کے تلبیہ کے الفاظ یہی ہیں۔

تاہم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کے تلبیہ کے بعد یہ الفاظ پڑھتے تھے:

''میں حاضر ہوں' میں حاضر ہوں۔ سعادت اور بھلائی تیرے اختیار میں ہے' تیری ہی طرف رغبت کی جاتی ہے' اور تیری ہی رضا کے لیے عمل کیا جاتا ہے''۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ فَضْلِ التَّلْبِيَةِ وَالنَّحْرِ

باب 14: تلبیہ پڑھنے اور قربانی کرنے کی فضیلت

757 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ فُدَیْكٍ ح وحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ اَبِیْ فُدَیْكٍ عَنِ الضَّحَّاكِ ابْنِ عُثْمَانَ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ یَرْبُوْعٍ عَنْ اَبِیْ بَكْرٍ الصِّدِّیْقِ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ اَیُّ الْحَجِّ اَفْضَلُ قَالَ الْعَجُّ وَالثَّجُّ

◆◆ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا: کونسا حج زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: جس میں بکثرت تلبیہ پڑھا جائے اور قربانی کی جائے۔

758 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ عَیَّاشٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِیَّةَ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَا مِنْ مُّسْلِمٍ یُلَبِّیْ اِلَّا لَبّٰی مَنْ عَنْ یَّمِیْنِهٖ اَوْ عَنْ شِمَالِهٖ مِنْ حَجَرٍ اَوْ شَجَرٍ اَوْ مَدَرٍ حَتّٰی تَنْقَطِعَ الْاَرْضُ مِنْ هٰهُنَا وَهٰهُنَا

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِیُّ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْاَسْوَدِ اَبُوْ عَمْرٍو الْبَصْرِیُّ قَالَا حَدَّثَنَا عَبِیْدَةُ بْنُ حُمَیْدٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِیَّةَ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِیْثِ اِسْمٰعِیْلَ بْنِ عَیَّاشٍ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: حَدِیْثُ اَبِیْ بَكْرٍ حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ اَبِیْ فُدَیْكٍ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ

اختلافِ سند: وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ لَمْ یَسْمَعْ مِنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ یَرْبُوْعٍ وَّقَدْ رَوٰی مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ یَرْبُوْعٍ عَنْ اَبِیْهِ غَیْرَ هٰذَا الْحَدِیْثِ وَرَوٰی اَبُوْ نُعَیْمٍ الطَّحَّانُ ضِرَارُ بْنُ صُرَدٍ هٰذَا الْحَدِیْثَ عَنِ ابْنِ اَبِیْ فُدَیْكٍ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ یَرْبُوْعٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ بَكْرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَخْطَاَ فِیْهِ ضِرَارٌ

قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: سَمِعْتُ اَحْمَدَ بْنَ الْحَسَنِ یَقُوْلُ قَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ مَنْ قَالَ فِیْ هٰذَا الْحَدِیْثِ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ یَرْبُوْعٍ عَنْ اَبِیْهِ فَقَدْ اَخْطَاَ

قولِ امام بخاری: قَالَ: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا یَّقُوْلُ وَذَكَرْتُ لَهٗ حَدِیْثَ ضِرَارِ بْنِ صُرَدٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ فُدَیْكٍ فَقَالَ هُوَ خَطَاٌ فَقُلْتُ قَدْ رَوَاهُ غَیْرُهٗ عَنِ ابْنِ اَبِیْ فُدَیْكٍ اَیْضًا مِثْلَ رِوَایَتِهٖ فَقَالَ لَا شَیْءَ اِنَّمَا رَوَوْهُ عَنِ ابْنِ اَبِیْ فُدَیْكٍ وَّلَمْ یَذْكُرُوْا فِیْهِ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَرَاَیْتُهٗ یُضَعِّفُ ضِرَارَ بْنَ صُرَدٍ

قولِ امام ترمذی: وَّالْعَجُّ هُوَ رَفْعُ الصَّوْتِ بِالتَّلْبِيَةِ وَالثَّجُّ هُوَ نَحْرُ الْبُدْنِ

◆◆ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو بھی مسلمان تلبیہ پڑھتا ہے تو اس کے دائیں بائیں موجود پتھر، درخت اور کنکریاں تلبیہ پڑھتے ہیں یہاں تک کہ زمین ادھر سے ادھر تک مکمل ہو جاتی ہے (یعنی ہر چیز تلبیہ پڑھتی ہے)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ، نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند حدیث نقل کرتے ہیں۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''غریب'' ہے ہم اسے صرف ابن ابوفدیک نامی راوی کے حوالے سے ضحاک بن عثمان کے حوالے سے جانتے ہیں۔

محمد بن منکدر نامی راوی نے عبدالرحمٰن بن یربوع نامی راوی سے کوئی حدیث نہیں سنی ہے۔

محمد بن منکدر نامی راوی نے سعید بن عبدالرحمٰن کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے اس کے علاوہ دیگر احادیث نقل کی ہیں۔

ابونعیم طحان ضرار بن صرد نے اس حدیث کو ابن ابی فدیک کے حوالے سے ضحاک بن عثمان کے حوالے سے محمد بن منکدر کے حوالے سے سعید بن عبدالرحمٰن کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ضرار نامی راوی نے اس میں غلطی کی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے احمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: وہ یہ فرماتے ہیں:

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمایا: جو شخص کسی حدیث کے بارے میں یہ کہے: یہ محمد بن منکدر کے حوالے سے عبدالرحمٰن بن یربوع کے صاحبزادے کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے منقول ہے تو اس نے غلطی کی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے ہوئے سنا میں نے ان کے سامنے ضرار بن صرد سے منقول حدیث کا تذکرہ کیا جو ابن فدیک سے منقول ہے تو انہوں نے فرمایا: یہ غلط ہے۔ میں نے ان سے کہا: اسی روایت کو دیگر راویوں نے ابوفدیک کے حوالے سے اسی طرح نقل کیا ہے تو انہوں نے فرمایا: اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے ان سب راویوں نے اسے ابن ابوفدیک کے حوالے سے نقل کیا ہے اور انہوں نے اس میں سعید بن عبدالرحمٰن کے حوالے کا تذکرہ نہیں کیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں نے ان کو دیکھا کہ وہ ضرار بن صرد نامی راوی کو ضعیف قرار دیتے ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) اس حدیث میں استعمال ہونے والے لفظ ''عج'' کا مطلب بلند آواز میں تلبیہ پڑھنا ہے اور لفظ ''ثج'' کا مطلب اونٹ کی قربانی کرنا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ رَفْعِ الصَّوْتِ بِالتَّلْبِيَةِ

باب 15: بلند آواز میں تلبیہ پڑھنا

759 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بَكْرٍ وَّهُوَ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ خَلَّادِ بْنِ السَّائِبِ بْنِ خَلَّادٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اَتَانِیْ جِبْرِيْلُ فَاَمَرَنِیْ اَنْ اٰمُرَ اَصْحَابِیْ اَنْ يَّرْفَعُوْا اَصْوَاتَهُمْ بِالْاِهْلَالِ وَالتَّلْبِيَةِ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ وَّاَبِیْ هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: حَدِيْثُ خَلَّادٍ عَنْ اَبِيْهِ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَّرَوٰی بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ خَلَّادِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَصِحُّ وَالصَّحِيْحُ هُوَ عَنْ خَلَّادِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ اَبِيْهِ وَهُوَ خَلَّادُ بْنُ السَّائِبِ بْنِ خَلَّادِ بْنِ سُوَيْدٍ الْاَنْصَارِیُّ

◆◆ خلاد بن سائب اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ فرمایا ہے: جبریل میرے پاس تشریف لائے اور مجھے یہ کہا: میں اپنے ساتھیوں کو یہ ہدایت کروں کہ وہ بلند آواز میں تلبیہ پڑھیں۔

اس بارے میں حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: خلاد نے اپنے والد کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے۔ وہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بعض حضرات نے اس روایت کو خلاد بن سائب کے حوالے سے حضرت زید بن خالد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے لیکن یہ درست نہیں ہے۔ درست یہی ہے: اسے خلاد بن سائب نے اپنے والد کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ یہ راوی خلاد بن سائب بن خلاد بن سوید انصاری ہیں۔

شرح

الفاظ تلبیہ، تلبیہ اور قربانی کی فضیلت:

لفظ ''لَبَّيْكَ'' منصوب مفعول مطلق ہے جو لَبَّ سے مشتق ہے اور اسے بطور تاکید تثنیہ بنا کر ضمیر خطاب کی طرف مضاف کیا گیا ہے، حج یا عمرہ کا احرام باندھنے سے تلبیہ شروع کیا جاتا ہے۔ اس سے مراد وہ الفاظ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور کبریائی پر مشتمل ہوں۔ البتہ بطور تلبیہ یہ الفاظ مسنون ہیں: لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيْكَ لَكَ: (اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں، میں تیرے حضور حاضر ہوں کہ تیرا کوئی شریک نہیں، بیشک حمد و ثناء، نعمت تیرے لیے ہے اور ملک بھی تیرے لیے ہے، تیرا کوئی شریک نہیں ہے) تلبیہ کے یہ الفاظ مسنون ہیں۔ البتہ ان الفاظ

کے آخر میں مزید ایسے الفاظ کا اضافہ کیا جا سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور حمد وثناء کے مفہوم پر مشتمل ہوں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس تلبیہ کے آخر میں بایں الفاظ اضافہ کیا کرتے تھے: لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، وَالْخَيْرُ فِيْ يَدَيْكَ، لَبَّيْكَ وَالرُّغْبٰى إِلَيْكَ ۔

حالتِ احرام میں کثرت سے تلبیہ کہنا چاہیے کیونکہ یہ عمل اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ محرم کے اعمال سے اللہ تعالیٰ کے حضور زیادہ پسندیدہ عمل تلبیہ اور قربانی ہے۔

فضیلت تلبیہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر حج کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے جواب میں فرمایا: وہ حج سب سے بہتر ہے، جس میں با آواز تلبیہ کہا گیا ہو اور قربانی کی گئی ہو۔

لفظ: العج کا لغوی معنی ہے آواز بلند کرنا، شور مچانا، چلانا، چیخنا، مثلاً یوں کہا جاتا ہے: عَجَّ إِلَى اللّٰهِ بِالدُّعَاءِ (فلاں شخص نے اللہ تعالیٰ سے بلند آواز میں دعا کی) اس لفظ: الثج کا لغوی معنی ہے گرانا، بہانا، اور اس کا اصطلاحی مفہوم ہے حالت احرام میں قربانی کرنا۔ حالت احرام میں متمتع اور قارن پر تو قربانی واجب ہوتی ہے مگر مفرد کو بھی قربانی کرنا چاہیے۔

(۲) جب مسلمان تلبیہ کہنے کی سعادت حاصل کرتا ہے تو اس کے دائیں، بائیں کے حجر و شجر بلکہ ہر چیز تلبیہ کہنے میں شامل ہو جاتی ہے گویا حالات احرام میں جب مسلمان تلبیہ کہتا ہے تو کائنات کی ہر چیز اس کے ساتھ تلبیہ کہتی ہے۔

بلند آواز سے تلبیہ کہنا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ ایک دفعہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض گزار ہوئے کہ آپ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بلند آواز سے تلبیہ کہنے کی تلقین و ہدایت کریں۔ تلبیہ کہنے سے کائنات کی ہر چیز اس نغمہ میں رطب اللسان ہو جاتی ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حجر و شجر، کنکریاں، پانی کے قطرات اور ریت کے ذرات بلکہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء میں مشغول و مصروف رہتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْاِغْتِسَالِ عِنْدَ الْاِحْرَامِ

باب 16: احرام باندھنے سے پہلے غسل کرنا

760 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ زِيَادٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَعْقُوْبَ الْمَدَنِيُّ عَنِ ابْنِ اَبِي الزِّنَادِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ ابْنِ ثَابِتٍ عَنْ اَبِيْهِ

متنِ حدیث: اَنَّهٗ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَجَرَّدَ لِاِهْلَالِهٖ وَاغْتَسَلَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

وَقَدِ اسْتَحَبَّ قَوْمٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ الْاِغْتِسَالَ عِنْدَ الْاِحْرَامِ وَبِهٖ يَقُوْلُ الشَّافِعِيُّ

◆◆ خارجہ بن زید بیان کرتے ہیں: ان کے والد (حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ) نے یہ بات بیان کی ہے: میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا، آپ نے احرام باندھنے سے پہلے (سلے ہوئے کپڑے) اتار دیے اور غسل کیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

بعض اہلِ علم نے احرام باندھنے سے پہلے غسل کرنے کو مستحب قرار دیا ہے۔
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ مَوَاقِيْتِ الْإِحْرَامِ لِاَهْلِ الْاٰفَاقِ

باب 17: مختلف علاقے والوں کے لیے احرام باندھنے کا میقات

761 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

متنِ حدیث: اَنَّ رَجُلًا قَالَ مِنْ اَيْنَ نُهِلُّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ يُهِلُّ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ مِنْ ذِى الْحُلَيْفَةِ وَاَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ وَاَهْلُ نَجْدٍ مِّنْ قَرْنٍ قَالَ وَيَقُوْلُوْنَ وَاَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَّلَمْلَمَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ ہم کس جگہ سے احرام باندھیں؟
آپ ﷺ نے فرمایا: اہلِ مدینہ ذوالحلیفہ سے اہلِ شام جحفہ سے اہلِ نجد قرن سے۔
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگ یہ بیان کرتے ہیں: (نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے:) اہلِ یمن یلملم سے (احرام باندھیں)۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہیں۔
(امام ترمذی فرماتے ہیں:) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔
اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

762 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ اَبِىْ زِيَادٍ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَّتَ لِاَهْلِ الْمَشْرِقِ الْعَقِيْقَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

توضیح راوی: وَّمُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ هُوَ اَبُوْ جَعْفَرٍ مُّحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اہلِ مشرق کے لیے "عقیق" (کو میقات) مقرر کیا ہے۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے۔
اس روایت کے راوی محمد بن علی، محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابوطالب ہیں۔ (یعنی یہ امام باقر ہیں)۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيمَا لَا يَجُوزُ لِلْمُحْرِمِ لُبْسُهُ

باب 18: حالت احرام والے شخص کے لیے کون سا لباس پہننا جائز نہیں ہے؟

763 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ

متنِ حدیث: قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَاذَا تَأْمُرُنَا أَنْ نَلْبَسَ مِنَ الثِّيَابِ فِي الْحَرَمِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْبَسُوا الْقُمُصَ وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا الْخِفَافَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ أَحَدٌ لَيْسَتْ لَهُ نَعْلَانِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوا شَيْئًا مِنَ الثِّيَابِ مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ وَلَا الْوَرْسُ وَلَا تَنْتَقِبِ الْمَرْأَةُ الْحَرَامُ وَلَا تَلْبَسِ الْقُفَّازَيْنِ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص کھڑا ہوا اس نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ ہمیں کیا ہدایت کرتے ہیں؟ ہم احرام کی حالت میں کون سے کپڑے پہن سکتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم قمیص، شلوار، ٹوپی، عمامہ اور موزے نہ پہنو البتہ اگر کوئی ایسا شخص ہو' جس کے پاس جوتے نہ ہوں' تو وہ موزے پہن لے' لیکن انہیں ٹخنوں سے نیچے رکھے اور تم کوئی ایسا کپڑا نہ پہنو' جس پر زعفران یا ورس لگا ہوا ہو' عورت حالت احرام میں چہرے پر نقاب نہ کرے اور ہاتھوں پر دستانے نہ پہنے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي لُبْسِ السَّرَاوِيلِ وَالْخُفَّيْنِ لِلْمُحْرِمِ إِذَا لَمْ يَجِدِ الْإِزَارَ وَالنَّعْلَيْنِ

باب 19: حالت احرام والے شخص کا شلوار یا موزے پہننا' اگر اسے تہبند یا جوتے نہیں ملتے

764 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

متنِ حدیث: الْمُحْرِمُ إِذَا لَمْ يَجِدِ الْإِزَارَ فَلْيَلْبَسِ السَّرَاوِيلَ وَإِذَا لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو نَحْوَهُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا إِذَا لَمْ يَجِدِ الْمُحْرِمُ الْإِزَارَ لَبِسَ السَّرَاوِيلَ وَإِذَا لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ لَبِسَ الْخُفَّيْنِ

وَهُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَلٰى حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَبِهٖ يَقُوْلُ مَالِكٌ

◆◆ جابر بن زید حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: اگر حالت احرام والے شخص کو تہبند نہ ملے تو وہ شلوار پہن لے اور اگر اسے جوتے نہ ملیں تو وہ موزے پہن لے۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بعض اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: جب حالت احرام والے شخص کو تہبند نہ ملے تو وہ شلوار پہن لے اور اگر اسے جوتے نہ ملیں تو وہ موزے پہن لے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

بعض حضرات نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث سے استدلال کیا ہے: اگر کسی شخص کو جوتے نہ ملیں تو وہ موزے پہن لے البتہ ان کو ٹخنوں سے نیچے سے کاٹ لے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الَّذِيْ يُحْرِمُ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ اَوْ جُبَّةٌ

باب 20: جب کوئی شخص احرام باندھ لے اور اس نے قمیص یا جبہ پہنا ہو

765 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِيْ سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ يَعْلَى بْنِ اُمَيَّةَ قَالَ

متنِ حدیث: رَاَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْرَابِيًّا قَدْ اَحْرَمَ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ فَاَمَرَهُ اَنْ يَّنْزِعَهَا حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو ابْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ وَهٰذَا اَصَحُّ وَفِي الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ

اختلافِ سند: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰكَذَا رَوَاهُ قَتَادَةُ وَالْحَجَّاجُ بْنُ اَرْطَاةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ يَعْلَى بْنِ اُمَيَّةَ وَالصَّحِيْحُ مَا رَوٰى عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ وَّابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک دیہاتی کو دیکھا' جس نے احرام باندھا ہوا تھا' اس نے جبہ پہنا ہوا تھا' تو آپ ﷺ نے اسے وہ جبہ اتارنے کی ہدایت کی۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ' صفوان بن یعلیٰ کے حوالے سے' ان کے والد کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت زیادہ مستند ہے اس حدیث میں پورا قصہ بیان کیا گیا ہے۔

قتادہ اور حجاج بن ارطاۃ نے دیگر راویوں کے حوالے سے حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اس کو نقل کیا ہے۔

درست روایت وہ ہے جس کو دینار اور ابن جریج نے عطاء کے حوالے سے صفوان بن یعلیٰ کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے مرفوعاً نقل کیا ہے۔

بَابُ مَا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ مِنَ الدَّوَابِّ

باب 21: حالت احرام والا شخص کون سے جانوروں کو مار سکتا ہے؟

766 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِى الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: خَمْسُ فَوَاسِقَ يُقْتَلْنَ فِى الْحَرَمِ الْفَارَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْغُرَابُ وَالْحُدَيَّا وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّابْنِ عُمَرَ وَاَبِىْ هُرَيْرَةَ وَاَبِىْ سَعِيْدٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَائِشَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: پانچ جانور ایسے ہیں جن کو حرم کی حدود میں بھی مارا جاسکتا ہے۔ چوہا، بچھو، کوا، چیل، کاٹنے والا کتا۔

اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

767 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ اَخْبَرَنَا يَزِيْدُ بْنُ اَبِىْ زِيَادٍ عَنِ ابْنِ اَبِىْ نُعْمٍ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ السَّبُعَ الْعَادِىَ وَالْكَلْبَ الْعَقُوْرَ وَالْفَارَةَ وَالْعَقْرَبَ وَالْحِدَاَةَ وَالْغُرَابَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا الْمُحْرِمُ يَقْتُلُ السَّبُعَ الْعَادِىَ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَقَالَ الشَّافِعِيُّ كُلُّ سَبُعٍ عَدَا عَلَى النَّاسِ اَوْ عَلٰى دَوَابِّهِمْ فَلِلْمُحْرِمِ قَتْلُهٗ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: حالت احرام والا شخص درندے کو کاٹنے والے کتے کو چوہے کو بچھو کو چیل کو اور کوّے کو مار سکتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا وہ یہ فرماتے ہیں: حالت احرام والا شخص درندے کو کاٹنے والے کتے کو مار سکتا ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہر وہ جانور جو انسان پر حملہ کر سکتا ہے' یا انسان کے (پالتو) جانوروں پر حملہ کر سکتا ہو' حالت احرام والے شخص کے لیے اس کو مارنا جائز ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْحِجَامَةِ لِلْمُحْرِمِ

باب 22: حالت احرام میں پچھنے لگوانا

768 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ طَاؤسٍ وَّعَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متن حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ اَنَسٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ بُحَيْنَةَ وَجَابِرٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَقَدْ رَخَّصَ قَوْمٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ فِي الْحِجَامَةِ لِلْمُحْرِمِ قَالُوْا لَا يَحْلِقُ شَعْرًا وَقَالَ مَالِكٌ لَّا يَحْتَجِمُ الْمُحْرِمُ اِلَّا مِنْ ضَرُوْرَةٍ وَقَالَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَالشَّافِعِيُّ لَا بَاْسَ اَنْ يَّحْتَجِمَ الْمُحْرِمُ وَلَا يَنْزِعُ شَعْرًا

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت احرام میں پچھنے لگوائے تھے۔

اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہل علم کے ایک گروہ نے' حالت احرام والے شخص کے لیے' پچھنے لگوانے کی اجازت دی ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: ایسا شخص بال نہیں مونڈے گا۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتے ہیں: حالت احرام والا شخص انتہائی ضرورت کے تحت پچھنے لگوا سکتا ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتے ہیں: حالت احرام والے شخص کے لیے پچھنے لگوانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ البتہ وہ بال صاف نہیں کرے گا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي كَرَاهِيَةِ تَزْوِيجِ الْمُحْرِمِ

باب 23: حالت احرام والے شخص کا شادی کرنا حرام ہے

769 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ابْنُ عُلَيَّةَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ

متن حدیث: قَالَ اَرَادَ ابْنُ مَعْمَرٍ اَنْ يُّنْكِحَ ابْنَهٗ فَبَعَثَنِيْ اِلٰى اَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ وَهُوَ اَمِيْرُ الْمَوْسِمِ بِمَكَّةَ فَاَتَيْتُهٗ فَقُلْتُ اِنَّ اَخَاكَ يُرِيْدُ اَنْ يُّنْكِحَ ابْنَهٗ فَاَحَبَّ اَنْ يُّشْهِدَكَ ذٰلِكَ قَالَ لَا اُرَاهُ اِلَّا اَعْرَابِيًّا جَافِيًا اِنَّ الْمُحْرِمَ لَا يَنْكِحُ

وَلَا يُنْكِحُ اَوْ كَمَا قَالَ ثُمَّ حَدَّثَ عَنْ عُثْمَانَ مِثْلَهٗ يَرْفَعُهٗ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِىْ رَافِعٍ وَّمَيْمُوْنَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عُثْمَانَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلِيُّ بْنُ اَبِىْ طَالِبٍ وَّابْنُ عُمَرَ وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ فُقَهَاءِ التَّابِعِيْنَ وَبِهٖ يَقُوْلُ مَالِكٌ وَّالشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ لَا يَرَوْنَ اَنْ يَّتَزَوَّجَ الْمُحْرِمُ قَالُوْا فَاِنْ نَّكَحَ فَنِكَاحُهٗ بَاطِلٌ

◆◆ نبیہ بن وہب بیان کرتے ہیں: ابن معمر نے یہ ارادہ کیا کہ اپنے بیٹے کی شادی کر دیں انہوں نے مجھے ابان بن عثمان کے پاس بھیجا امیر حج تھے میں ان کے پاس آیا اور میں نے ان سے کہا: آپ کے بھائی اپنے بیٹے کی شادی کرنا چاہتے ہیں وہ چاہتے ہیں: آپ بھی اس میں شریک ہوں تو ابان نے فرمایا: میرا خیال ہے۔ وہ ایک گنوار اور بے وقوف آدمی ہے۔ حالت احرام والا شخص نہ خود نکاح کرسکتا ہے اور نہ ہی کسی کا نکاح کرواسکتا ہے (راوی کہتے ہیں یا جس طرح بھی انہوں نے فرمایا) پھر انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اسی کی مانند روایت نقل کی اور انہوں نے اسے "مرفوع" روایت کے طور پر نقل کیا۔

اس بارے میں حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے بعض اصحاب کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا ان میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما شامل ہیں۔

تابعین سے تعلق رکھنے والے بعض تابعین بھی اسی کے قائل ہیں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام اسحق رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حالت احرام والا شخص شادی نہیں کرسکتا۔

یہ حضرات فرماتے ہیں: اگر وہ نکاح کرلے تو یہ نکاح باطل قرار دیا جائے گا۔

770 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ اَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ مَطَرٍ الْوَرَّاقِ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِىْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِىْ رَافِعٍ قَالَ

متن حدیث: تَزَوَّجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَيْمُوْنَةَ وَهُوَ حَلَالٌ وَّبَنٰى بِهَا وَهُوَ حَلَالٌ وَّكُنْتُ اَنَا الرَّسُوْلَ فِيْمَا بَيْنَهُمَا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَّلَا نَعْلَمُ اَحَدًا اَسْنَدَهٗ غَيْرَ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ مَطَرٍ الْوَرَّاقِ عَنْ رَبِيْعَةَ

اختلاف روایت: وَرَوٰى مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ رَبِيْعَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَ مَيْمُوْنَةَ وَهُوَ حَلَالٌ رَوَاهُ مَالِكٌ مُرْسَلًا قَالَ وَرَوَاهُ اَيْضًا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ رَبِيْعَةَ مُرْسَلًا

حدیث دیگر: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: وَرُوِیَ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ الْاَصَمِّ عَنْ مَیْمُوْنَةَ قَالَتْ تَزَوَّجَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ حَلَالٌ وَّیَزِیْدُ بْنُ الْاَصَمِّ هُوَ ابْنُ اُخْتِ مَیْمُوْنَةَ

◄► حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے جب شادی کی تھی تو اس وقت آپ حالت احرام میں نہیں تھے اور جب سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ہوئی تو اس وقت بھی آپ حالت احرام میں نہیں تھے۔

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں ان دونوں کے درمیان قاصد تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

ہمارے علم کے مطابق حماد کے علاوہ کسی اور شخص نے اس کی سند بیان نہیں کی ہے یہ روایت مطرالوارق کے حوالے سے ربیعہ سے منقول ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ربیعہ کے حوالے سے سلیمان بن یسار کے حوالے سے نقل کیا ہے: نبی اکرم ﷺ نے جب سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی تھی آپ اس وقت حالت احرام میں نہیں تھے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو ''مرسل'' کے طور پر نقل کیا ہے۔ اسی روایت کو سلیمان بن بلال نے ربیعہ کے حوالے سے ''مرسل'' حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یزید بن اصم کے حوالے سے حضرت سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت منقول ہے۔ وہ یہ فرماتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے جب میرے ساتھ شادی کی تھی آپ اس وقت حالت احرام میں نہیں تھے۔

بعض محدثین نے یزید بن اصم کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے: جب نبی اکرم ﷺ نے سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی تھی اس وقت آپ حالت احرام میں نہیں تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یزید بن اصم ام المؤمنین سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی الرُّخْصَةِ فِیْ ذٰلِكَ

باب 24: اس بارے میں رخصت کا بیان

771 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا حُمَیْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ الْبَصْرِیُّ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ بْنُ حَبِیْبٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَ مَیْمُوْنَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَابِ عَنْ عَآئِشَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: حَدِیْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهٖ یَقُوْلُ سُفْیَانُ الثَّوْرِیُّ وَاَهْلُ الْكُوْفَةِ

◄► حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے جب سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تھی آپ اس وقت

حالت احرام میں تھے۔

اس بارے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی حدیث منقول ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بعض اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور اہل کوفہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

772 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَ مَيْمُوْنَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے جب سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تھی، آپ اس وقت حالت احرام میں تھے۔

773 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْعَطَّارُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الشَّعْثَاءِ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَ مَيْمُوْنَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَاَبُو الشَّعْثَاءِ اسْمُهُ جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ وَّاخْتَلَفُوْا فِيْ تَزْوِيْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَيْمُوْنَةَ لِاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا فِيْ طَرِيْقِ مَكَّةَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ تَزَوَّجَهَا حَلَالًا وَّظَهَرَ اَمْرُ تَزْوِيْجِهَا وَهُوَ مُحْرِمٌ ثُمَّ بَنٰى بِهَا وَهُوَ حَلَالٌ بِسَرِفَ فِيْ طَرِيْقِ مَكَّةَ وَمَاتَتْ مَيْمُوْنَةُ بِسَرِفَ حَيْثُ بَنٰى بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدُفِنَتْ بِسَرِفَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے جب سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تھی، اس وقت آپ حالت احرام میں تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

ابوشعثاء نامی راوی کا نام جابر بن زید ہے۔

محدثین نے نبی اکرم ﷺ کے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کرنے کے بارے میں اختلاف کیا ہے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے مکہ کے راستے میں ان سے شادی کی تھی۔

بعض راویوں نے اس بات کو نقل کیا ہے، جب آپ رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ شادی کی تھی، تو آپ اس وقت حالت احرام میں نہیں تھے۔ تاہم آپ کے شادی کرنے کا لوگوں کو اس وقت پتہ چلا، جب آپ حالت احرام میں تھے پھر جب نبی اکرم ﷺ نے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کروائی، تو آپ اس وقت حالت احرام میں نہیں تھے یہ ''سرف'' کے مقام پر ہوا، جو مکہ کے راستے میں ہے۔

سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا انتقال بھی ''سرف'' کے مقام پر ہوا تھا' جہاں ان کی رخصتی ہوئی تھی اور انہیں ''سرف'' میں ہی دفن کیا گیا۔

774 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا فَزَارَةَ يُحَدِّثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الْاَصَمِّ عَنْ مَيْمُوْنَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهُوَ حَلَالٌ وَّبَنٰى بِهَا حَلَالًا وَّمَاتَتْ بِسَرِفَ وَدَفَنَّاهَا فِى الظُّلَّةِ الَّتِىْ بَنٰى بِهَا فِيْهَا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَّرَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الْاَصَمِّ مُرْسَلًا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَ مَيْمُوْنَةَ وَهُوَ حَلَالٌ

◄► سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے جب ان کے ساتھ شادی کی تھی' آپ ﷺ اس وقت حالت احرام میں نہیں تھے۔ اور جب ان کی رخصتی ہوئی اس وقت بھی نبی اکرم ﷺ حالت احرام میں نہیں تھے۔

راوی بیان کرتے ہیں: سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا انتقال بھی ''سرف'' کے مقام پر ہوا ہم نے انہیں اسی ٹیلے کے سائے میں دفن کیا جہاں ان کی رخصتی ہوئی تھی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''غریب'' ہے۔

دیگر راویوں نے اس روایت کو یزید بن اصم کے حوالے سے ''مرسل'' روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔ (وہ بیان کرتے ہیں) جب نبی اکرم ﷺ نے سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تھی' آپ اس وقت حالت احرام میں نہیں تھے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِىْ اَكْلِ الصَّيْدِ لِلْمُحْرِمِ

باب 25: حالتِ احرام والے شخص کا شکار کھانا

775 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَبِىْ عَمْرٍو عَنِ الْمُطَّلِبِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: صَيْدُ الْبَرِّ لَكُمْ حَلَالٌ وَّاَنْتُمْ حُرُمٌ مَا لَمْ تَصِيْدُوْهُ اَوْ يُصَدْ لَكُمْ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنْ اَبِىْ قَتَادَةَ وَطَلْحَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ جَابِرٍ حَدِيْثٌ مُفَسَّرٌ وَّالْمُطَّلِبُ لَا نَعْرِفُ لَهٗ سَمَاعًا عَنْ جَابِرٍ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ لَا يَرَوْنَ بِالصَّيْدِ لِلْمُحْرِمِ بَاْسًا اِذَا لَمْ يَصْطَدْهُ اَوْ لَمْ يُصْطَدْ مِنْ اَجْلِهٖ قَالَ الشَّافِعِىُّ هٰذَا اَحْسَنُ حَدِيْثٍ رُوِىَ فِىْ هٰذَا الْبَابِ وَاَقْيَسُ وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا وَهُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

◄► حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: خشکی کا شکار تمہارے لیے حلال ہے' جبکہ تم حالت احرام میں ہو' جب تک کہ تم خود اس کو شکار نہ کرو' یا تمہارے لیے شکار نہ کیا گیا ہو۔

اس بارے میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "مفسر" کرتی ہے۔

ہمارے علم کے مطابق مطلب نامی راوی کا حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا' ان کے نزدیک حالت احرام والے شخص کے شکار کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے' جبکہ اس نے خود شکار نہ کیا ہو' یا بطور خاص اس کے لیے شکار نہ کیا گیا ہو۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ اس بارے میں منقول سب سے مستند حدیث ہے' اور قیاس کے بالکل مطابق ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث پر عمل کیا جائے گا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ بھی اس بات کے قائل ہیں۔

776 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَبِي النَّضْرِ عَنْ نَافِعٍ مَوْلٰى اَبِي قَتَادَةَ عَنْ اَبِي قَتَادَةَ

متنِ حدیث: اَنَّهُ كَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِبَعْضِ طَرِيْقِ مَكَّةَ تَخَلَّفَ مَعَ اَصْحَابٍ لَّهُ مُحْرِمِيْنَ وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ فَرَاٰى حِمَارًا وَّحْشِيًّا فَاسْتَوٰى عَلٰى فَرَسِهٖ فَسَاَلَ اَصْحَابَهٗ اَنْ يُّنَاوِلُوْهُ سَوْطَهٗ فَاَبَوْا فَسَاَلَهُمْ رُمْحَهٗ فَاَبَوْا عَلَيْهِ فَاَخَذَهٗ ثُمَّ شَدَّ عَلَى الْحِمَارِ فَقَتَلَهٗ فَاَكَلَ مِنْهُ بَعْضُ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبٰى بَعْضُهُمْ فَاَدْرَكُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلُوْهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنَّمَا هِيَ طُعْمَةٌ اَطْعَمَكُمُوْهَا اللّٰهُ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِي قَتَادَةَ فِي حِمَارِ الْوَحْشِ مِثْلَ حَدِيْثِ اَبِي النَّضْرِ غَيْرَ اَنَّ فِيْ حَدِيْثِ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ

اختلافِ روایت: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَّحْمِهٖ شَيْءٌ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' وہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے' مکہ کے راستے میں' کسی جگہ پر پیچھے رہ گئے' ان کے ساتھیوں نے احرام باندھا ہوا تھا' لیکن حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ حالت احرام میں نہیں تھے۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے ایک نیل گائے دیکھی اور اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے' انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا' وہ ان کا کوڑا انہیں پکڑا دیں۔ ان کے ساتھیوں نے ان کو انکار کر دیا' پھر انہوں نے نیزہ مانگا' تو ساتھیوں نے اس بات سے بھی انکار کر دیا۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے خود اسے حاصل کیا' اور اس نیل گائے پر حملہ کر کے اسے مار دیا' تو نبی اکرم ﷺ کے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کا گوشت کھا لیا' بعض نے انکار کر دیا' جب یہ لوگ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے اس کے بارے میں دریافت کیا' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ وہ خوراک تھی جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا کی تھی۔

عطاء بن یسار' حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نیل گائے کے بارے میں مذکورہ بالا حدیث نقل کرتے ہیں' تاہم زید بن

اسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا:

کیا تمہارے پاس اس کے گوشت میں سے کچھ ہے؟

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ کَرَاهِیَةِ لَحْمِ الصَّیْدِ لِلْمُحْرِمِ

باب 26: حالت احرام والے شخص کے لیے شکار کا گوشت کھانا حرام ہے

۸۴۱ سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ الصَّعْبَ بْنَ جَثَّامَةَ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: مَرَّ بِهٖ بِالْاَبْوَاءِ اَوْ بِوَدَّانَ فَاَهْدٰی لَهٗ حِمَارًا وَّحْشِیًّا فَرَدَّهٗ عَلَیْهِ فَلَمَّا رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا فِیْ وَجْهِهٖ مِنَ الْكَرَاهِیَةِ فَقَالَ اِنَّهٗ لَیْسَ بِنَا رَدٌّ عَلَیْكَ وَلٰـكِنَّا حُرُمٌ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

مذاہب فقہاء: وَقَدْ ذَهَبَ قَوْمٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَغَیْرِهِمْ اِلٰی هٰذَا الْحَدِیْثِ وَكَرِهُوْا اَكْلَ الصَّیْدِ لِلْمُحْرِمِ وَقَالَ الشَّافِعِیُّ اِنَّمَا وَجْهُ هٰذَا الْحَدِیْثِ عِنْدَنَا اِنَّمَا رَدَّهٗ عَلَیْهِ لَمَّا ظَنَّ اَنَّهٗ صِیْدَ مِنْ اَجْلِهٖ وَتَرَكَهٗ عَلَی التَّنَزُّهِ

اختلاف روایت: وَقَدْ رَوٰی بَعْضُ اَصْحَابِ الزُّهْرِیِّ عَنِ الزُّهْرِیِّ هٰذَا الْحَدِیْثَ وَقَالَ اَهْدٰی لَهٗ لَحْمَ حِمَارٍ وَّحْشٍ وَّهُوَ غَیْرُ مَحْفُوْظٍ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنْ عَلِیٍّ وَّزَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ

◆◆ حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ''ابواء'' یا شاید ''ودان'' کے مقام سے گزرے تو حضرت صعب رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں نیل گائے کا گوشت پیش کیا' نبی اکرم ﷺ نے وہ واپس کر دیا' جب نبی اکرم ﷺ نے ان کے چہرے پر افسوس کے آثار دیکھے' تو آپ نے ارشاد فرمایا: ہم نے صرف اس لیے یہ تمہیں واپس کیا ہے' کیونکہ ہم حالت احرام میں ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اہل علم کے ایک گروہ کے نزدیک اس حدیث (پر عمل کیا جائے گا) انہوں نے حالت احرام والے شخص کے لیے شکار کھانا مکروہ قرار دیا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک اس حدیث کا مفہوم یہ ہے: نبی اکرم ﷺ نے اسے اس لیے واپس کیا تھا' کیونکہ آپ نے یہ سمجھا تھا: اسے صرف آپ کے لیے شکار کیا گیا ہے' اور آپ کا اسے ترک کرنا مکروہ تنزیہی کے طور پر تھا۔

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کے بعض شاگردوں نے زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ اس میں یہ الفاظ ہیں: انہوں

نے نیل گائے کا گوشت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا' تاہم یہ روایت محفوظ نہیں ہے۔
اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي صَيْدِ الْبَحْرِ لِلْمُحْرِمِ

باب 27: حالت احرام والے شخص کے لیے سمندر کے شکار کا حکم

778 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ اَبِي الْمُهَزِّمِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ

متنِ حدیث: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجٍّ اَوْ عُمْرَةٍ فَاسْتَقْبَلَنَا رِجْلٌ مِّنْ جَرَادٍ فَجَعَلْنَا نَضْرِبُهُ بِسِيَاطِنَا وَعِصِيِّنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُوْهُ فَاِنَّهُ مِنْ صَيْدِ الْبَحْرِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ اَبِي الْمُهَزِّمِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

توضیح راوی: وَاَبُو الْمُهَزِّمِ اسْمُهُ يَزِيْدُ بْنُ سُفْيَانَ وَقَدْ تَكَلَّمَ فِيْهِ شُعْبَةُ

مذاہب فقہاء: وَقَدْ رَخَّصَ قَوْمٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ لِلْمُحْرِمِ اَنْ يَّصِيْدَ الْجَرَادَ وَيَاْكُلَهُ وَرَاٰى بَعْضُهُمْ عَلَيْهِ صَدَقَةً اِذَا اصْطَادَهُ وَاَكَلَهُ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ حج کرنے کے لیے (راوی کو شک ہے یا شاید یہ لفظ ہے) عمرہ کرنے کے لیے روانہ ہوئے' تو ہمارا سامنا ٹڈی دل سے ہوا' ہم نے اپنی لاٹھیوں اور سوٹیوں کے ذریعے انہیں مارنا شروع کیا' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسے کھالو کیونکہ یہ سمندر کا شکار ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''غریب'' ہے ہم اسے صرف ابومہزم نامی راوی کے حوالے سے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہونے کے طور پر جانتے ہیں۔

ابومہزم نامی راوی کا نام یزید بن سفیان ہے۔ شعبہ نے ان کے بارے میں کچھ کلام کیا ہے۔

اہل علم کے ایک گروہ نے حالت احرام والے شخص کے لیے ٹڈی دل کو شکار کرنے اور اسے کھانے کی اجازت دی ہے۔

بعض اہل علم کے نزدیک اگر حالت احرام والا شخص اس کا شکار کر لیتا ہے یا اسے کھالیتا ہے' تو اس پر صدقہ کرنا لازم ہوگا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الضَّبُعِ يُصِيْبُهَا الْمُحْرِمُ

باب 28: حالت احرام والے شخص کا بجو کا شکار کرنا

779 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ عَمَّارٍ قَالَ

متنِ حدیث: قُلْتُ لِجَابِرٍ الضَّبُعُ اَصَيْدٌ هِيَ قَالَ نَعَمْ قَالَ قُلْتُ اٰكُلُهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ قُلْتُ اَقَالَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِيْنِيِّ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَّرَوٰى جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَقَالَ عَنْ جَابِرٍ عَنْ عُمَرَ وَحَدِيْثُ ابْنِ جُرَيْجٍ اَصَحُّ

مذاہب فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ فِي الْمُحْرِمِ اِذَا اَصَابَ ضَبُعًا اَنَّ عَلَيْهِ الْجَزَاءَ

◆◆ ابن ابی عمار بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا، کیا بجو شکار ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔ راوی کہتے ہیں: میں نے دریافت کیا، کیا میں اسے کھا سکتا ہوں؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔ راوی کہتے ہیں: میں نے دریافت کیا، کیا نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

علی بن مدینی کہتے ہیں: یحییٰ بن سعید نے یہ بات فرمائی ہے: جریر بن حازم نے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابن جریج سے منقول حدیث زیادہ مستند ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

حالت احرام والا شخص اگر بجو کا شکار کر لیتا ہے تو اس بارے میں عمل اس حکم پر ہے کہ اس پر جزا دینا لازم ہوگا۔

شرح

تفہیم احادیث اور احرام کے فقہی احکام و مسائل:

حرم سے مراد مکہ معظمہ کی وہ سرزمین ہے جو نشانات کے ذریعے ظاہر کی گئی ہے۔ اس سے متصل ''حل'' ہے اور اس سے متصل مواقیت ہیں اور ان سے باہر کی کائنات کو آفاق کہا جاتا ہے۔ آفاق کے باشندوں کو آفاقی کہا جاتا ہے۔ جب آفاق سے لوگ مواقیت پر آتے ہیں تو وہ حج یا عمرہ کی نیت سے احرام باندھے بغیر آگے نہیں بڑھ سکتے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حج یا عمرہ کی نیت نہ ہو تو احرام باندھنا مستحب ہے۔ مواقیت کی تفصیل گزشتہ ابواب کے ضمن میں گزر چکی ہے۔

ان ابواب کی بیس احادیث مبارکہ میں محرم کے احکام بیان کیے گئے ہیں۔ چنانچہ احرام کے حوالے سے فقہی مسائل ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

☆ میقات سے احرام باندھنے سے قبل غسل کریں، مسواک کریں اور وضو کریں، ناخن ترشوائیں، بال کٹوائیں، موئے بغل اور زیر ناف بال دور کریں۔

☆ جسم اور کپڑے پر خوشبو استعمال کر سکتے ہیں۔ مرد دو چادریں جو سلی ہوئی نہ ہوں زیب تن کریں۔ ایک قمیص کی جگہ میں اور دوسری شلوار کی جگہ میں۔ اپنے سر پر کوئی ٹوپی یا رومال یا دستار وغیرہ نہ رکھیں۔

☆ چھوٹے بچوں کو بھی بڑے مردوں کی طرح دو چادریں جوان کے جسم کے مناسب ہوں، زیب تن کروائی جائیں۔ خواتین احرام سے مستثنیٰ ہیں اور اپنے سلے ہوئے کپڑوں میں حج وعمرہ کے مناسک وارکان ادا کریں۔

☆ احرام باندھتے وقت حج یا عمرہ یا دونوں کے ادا کرنے کی نیت کریں اور ساتھ ہی بلند آواز سے تلبیہ شروع کردیں۔ خواتین پست آواز میں تلبیہ کہیں' کیونکہ ان کی آواز بھی عورت ہے۔

☆ احرام باندھنے کے بعد اور خواتین صرف غسل یا وضو کے بعد دوگانہ ادا کریں۔

☆ تلبیہ کے الفاظ میں کمی نہ کی جائے۔ البتہ زیادتی جائز ہے اور زیادتی بھی تلبیہ مسنون کے آخر میں کی جائے۔ تلبیہ کی ابتداء اور وسط میں زیادتی جائز نہیں ہے۔

☆ احرام کے وقت ایک مرتبہ زبان سے لبیک کہنا واجب ہے۔ پورا تلبیہ کہنا اور کثرت سے کہنا مسنون ہے۔ احرام کے وقت لبیک کہا تو اس سے متعلق نیت بھی ہونی چاہیے۔

☆ اگر کوئی شخص حج بدل کرنا چاہتا ہے تو احرام باندھتے وقت دوسری کی طرف سے نیت بھی کرے۔

☆ سوئے ہوئے یا مریض یا بے ہوش کو کسی نے احرام باندھا تو وہ محرم ہو جائے گا۔ اگر نابالغ بچے کو احرام زیب تن کیا تو اس کے سلے ہوئے کپڑے اتار لیے جائیں گے۔

☆ غسل وغیرہ کے بعد لبیک کہتے وقت حج افراد یا تمتع یا قران میں سے جس کی بھی نیت کی معتبر ہوگی۔

☆ دو حج کا احرام باندھا تو دو حج واجب اور دو عمروں کی نیت کی تو دو عمرے واجب ہو جائیں گے۔ لبیک کہتے وقت حج کا نام لیا جبکہ نیت عمرہ کی تھی تلبیہ کے وقت نام عمرہ کا لیا جبکہ نیت حج کی تھی تو نیت کا اعتبار ہوگا نہ کہ الفاظ کا۔

☆ حج بدل یا منت یا نفل میں سے جس کی نیت کی وہی معتبر ہوگی خواہ ابھی تک اس نے حج نہ کیا ہو۔ اگر کسی نے ایک ہی حج میں فرض اور نفل دونوں کی نیت کی تو فرض ادا ہوگا۔ (ماخوذ از کتب فقہ)

ممنوعات احرام

حالت احرام میں کچھ امور حرام وممنوع ہیں، وہ درج ذیل ہیں۔

(۱) بیوی سے جماع کرنا (۲) منکوحہ سے بوس وکنار اور لمس (۳) بیوی کو گلے سے چپٹانا (۴) عورت کی موجودگی میں جماع کا تذکرہ کرنا (۵)(۶) فحش وعریانی (۷) معصیت کا ارتکاب کرنا (۸) دنیوی مفادات ومقاصد کے لیے کسی سے جھگڑا کرنا (۹) کسی جانور کا شکار کرنا یا شکار کے لیے کسی کی معاونت کرنا (۱۰) شکار کے حوالے سے کسی بھی طرح رہنمائی کرنا (۱۱) بندوق یا چھری وغیرہ سے جانور ذبح کرنے کے لیے کسی کو مہیا کرنا (۱۲) کسی پرندے کے انڈے ضائع کرنا (۱۳) کسی پرندے یا جانور کے پر یا بازوں وغیرہ اکھیڑنا (۱۴) کسی جانور کا دودھ دوہنا (۱۵) کسی شکار کے جانور کا گوشت یا انڈے کھانا (۱۶) اپنے یا دوسرے کے ناخن تراشنا (۱۷) اپنے سر تا پا کسی حصہ سے بال اکھاڑنا یا ترشوانا (۱۸) اپنے سر یا منہ کو کپڑے وغیرہ سے چھپانا (۱۹) بیگ یا گھڑی یا کوئی اور چیز سر پر رکھنا (۲۰) عمامہ ٹوپی یا برقع یا دستانے وغیرہ استعمال کرنا (۲۱) پاؤں میں موزے یا جرابیں یا بند جوتا استعمال کرنا

(۲۲)سلاہوا کپڑا استعمال کرنا (۲۳) بالوں یا کپڑوں یا جسم پر خوشبو لگا (۲۴) ایسی چیز کھانا جس میں خوشبو یا زعفران یا عنبر یا مشک وغیرہ ہو (۲۵) اپنی داڑھی کو خوشبو لگانا یا ایسی دوائی استعمال کرنا جس سے جوئیں وغیرہ مر جاتی ہوں (۲۶) مہندی یا وسمہ وغیرہ کا خضاب استعمال کرنا (۲۷) گوند یا دوسری کسی چیز سے بال چپکانا (۲۸) زیتون وغیرہ کا خوشبودار تیل استعمال کرنا (۲۹) کسی کا سر مونڈنا خواہ وہ حالت احرام میں نہ ہو (۳۰) خود جوں مارنا یا اس کے مارنے کی ترغیب دینا۔

مکروہات احرام

حالت احرام میں کچھ امور مکروہ ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) جسم کا میل دور کرنا (۲) بالوں یا جسم کو صابون وغیرہ سے دھونا (۳) جسم کو کھجلانا کہ بال ٹوٹ جائیں (۴) کنگھی استعمال کرنا (۵) خوشبو میں بسا ہوا کپڑا زیر استعمال لانا (۶) کسی بھی خوشبودار چیز کو سونگھنا خواہ پھل وغیرہ ہوں (۷) عطار کی دکان پر اس غرض سے جانا کہ اسے خوشبو حاصل ہو (۸) چہرے یا سر پر کپڑا باندھنا (۹) غلاف کعبہ میں گھس جانا کہ غلاف چہرہ یا سر کو ڈھانپ لے (۱۰) چہرہ یا ناک وغیرہ کو کپڑے سے چھپانا (۱۱) ایسا بے سلا کپڑا جسے پیوند لگے ہوں، کو زیب تن کرنا (۱۲) گلے یا بازو میں تعویذات لٹکانا (۱۳) بلا عذر شرعی جسم پر پٹی باندھنا (۱۴) احرام کی چادروں کو گرہ دے لینا وغیرہ۔

حالتِ احرام میں نکاح: حالت احرام میں نکاح جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ حالت احرام نکاح جائز ہے لیکن جماع درست نہیں ہے۔ انہوں نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے حالت احرام میں نکاح کیا تھا لیکن جماع احرام سے فارغ ہو کر کیا تھا۔ آئمہ ثلاثہ فرماتے ہیں کہ حالت احرام میں نکاح ممنوع ہے۔ انہوں نے بھی نکاح میمونہ رضی اللہ عنہا سے استدلال کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح احرام باندھنے سے قبل کیا تھا مگر لوگوں کو اس واقعہ کا علم اس وقت ہوا جب آپ حالت احرام میں تھے۔ اس طرح لوگوں نے خیال کیا کہ آپ نے حالت احرام میں نکاح کیا تھا۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ممانعت نکاح والی روایات کے بارے میں یہ مؤقف اختیار کیا گیا ہے: (۱) ان روایات میں نفس نکاح کی نفی نہیں ہے بلکہ کمال کی نفی ہے، (۲) ان سے مراد لفظ نکاح کا حقیقی معنی مراد نہیں ہے بلکہ مجازی معنی مراد ہے یعنی جماع کرنا۔ مطلب یہ ہے کہ حالت احرام میں نکاح کرنے کی ممانعت نہیں ہے بلکہ جماع کرنے کی ممانعت ہے۔

فانه من صيد البحر کا مفہوم:

اس کے تین مفاہیم ہو سکتے ہیں: (۱) جس طرح مردار مچھلی حلال ہے اسی طرح مری ہوئی ٹڈی بھی حلال ہے یعنی ان دونوں کو ذبح کے بغیر استعمال میں لایا جا سکتا ہے۔ (۲) حالت احرام میں جس طرح سمندری جانور کا شکار کرنا جائز ہے، اسی طرح ٹڈی کا شکار کرنا اور اس کا کھانا بھی جائز ہے۔ (۳) جس طرح حالت احرام میں سمندری شکار کی وجہ سے کوئی چیز (تلافی کے لیے جرمانہ وغیرہ) لازم نہیں آتی اسی طرح ٹڈی کے شکار کرنے سے بھی کوئی چیز واجب نہیں ہوتی۔

آئمہ اربعہ کا متفقہ فیصلہ ہے کہ ان تینوں مفاہیم میں سے پہلا مفہوم زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس کی تائید حضور اقدس صلی اللہ علیہ

وسلم کے ارشادگرامی سے بھی ہوتی ہے کہ ہمارے لیے دوخون حلال ہیں: (۱) تلی (۲) کلیجی مردار حلال ہیں: (۱) مچھلی (۲) ٹڈی۔ یعنی مچھلی اور ٹڈی کو ذبح کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (ہدایہ، بہارشریعت مدنیہ جلداوّل ماخوذ از صفحہ ۱۰۷۱ تا ۱۰۸۳)

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْاِغْتِسَالِ لِدُخُوْلِ مَكَّةَ

باب 29: مکہ میں داخل ہوتے وقت غسل کرنا

780 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ صَالِحِ الْبَلْخِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

متنِ حدیث: اغْتَسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِدُخُوْلِهٖ مَكَّةَ بِفَخٍّ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَيْرُ مَحْفُوْظٍ

آثارِ صحابہ: وَالصَّحِيْحُ مَا رَوٰى نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ يَغْتَسِلُ لِدُخُوْلِ مَكَّةَ

مذاہبِ فقہاء: وَبِهٖ يَقُوْلُ الشَّافِعِيُّ يُسْتَحَبُّ الْاِغْتِسَالُ لِدُخُوْلِ مَكَّةَ

توضیح راوی: وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ ضَعِيْفٌ فِي الْحَدِيْثِ ضَعَّفَهٗ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَّعَلِيُّ بْنُ الْمَدِيْنِيِّ وَغَيْرُهُمَا وَلَا نَعْرِفُ هٰذَا الْحَدِيْثَ مَرْفُوْعًا اِلَّا مِنْ حَدِيْثِهٖ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مکہ میں داخل ہونے سے پہلے "فخ" کے مقام پر غسل کیا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث محفوظ نہیں ہے۔

صحیح روایت وہ ہے جسے نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کیا ہے: وہ (یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہما) مکہ میں داخل ہوتے وقت غسل کیا کرتے تھے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے: مکہ میں داخل ہوتے وقت غسل کرنا مستحب ہے۔

اس حدیث کے راوی عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم علم حدیث میں ضعیف سمجھے جاتے ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ علی بن مدینی اور ان کے علاوہ دیگر حضرات نے انہیں ضعیف قرار دیا ہے۔

ہم اس حدیث کو صرف انہی کے حوالے سے "مرفوع" روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ دُخُوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ مِنْ اَعْلَاهَا وَخُرُوْجِهٖ مِنْ اَسْفَلِهَا

باب 30: نبی اکرم ﷺ کا بالائی سمت سے داخل ہونا اور زیریں سمت سے باہر جانا

781 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ مُوْسٰى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ

عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

متن حدیث: لَمَّا جَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى مَكَّةَ دَخَلَ مِنْ اَعْلَاهَا وَخَرَجَ مِنْ اَسْفَلِهَا

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَآئِشَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب نبی اکرم ﷺ مکہ تشریف لائے تو آپ بالائی طرف سے اس میں داخل ہوئے اور جب آپ یہاں سے تشریف لے کر گئے تو زیریں حصے سے گئے۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي دُخُوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ نَهَارًا

باب 31: نبی اکرم ﷺ کا دن کے وقت مکہ میں داخل ہونا

782 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ عِيْسٰى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا الْعُمَرِيُّ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

متن حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ نَهَارًا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ دن کے وقت مکہ میں داخل ہوئے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي كَرَاهِيَةِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْبَيْتِ

باب 32: بیت اللہ کو دیکھتے وقت ہاتھ بلند کرنا مکروہ ہے

783 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ عِيْسٰى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِي قَزَعَةَ الْبَاهِلِيِّ عَنِ الْمُهَاجِرِ الْمَكِّيِّ قَالَ

متن حدیث: سُئِلَ جَابِرُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَيَرْفَعُ الرَّجُلُ يَدَيْهِ اِذَا رَاَى الْبَيْتَ فَقَالَ حَجَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُنَّا نَفْعَلُهُ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: رَفْعُ الْيَدَيْنِ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْبَيْتِ اِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ شُعْبَةَ عَنْ اَبِي قَزَعَةَ

توضیح راوی: وَاَبُوْ قَزَعَةَ اسْمُهُ سُوَيْدُ بْنُ حُجَيْرٍ

◆◆ مہاجر مکی بیان کرتے ہیں: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا گیا: کیا کوئی آدمی جب بیت اللہ کو دیکھے تو وہ اپنے دونوں ہاتھ بلند کرے گا؟ انہوں نے جواب دیا: ہم نے نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ حج کیا ہے تو کیا ہم ہاتھ اٹھایا کرتے تھے

(یعنی ہم نے تو ایسا نہیں کیا)۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بیت اللہ کو دیکھ کر ہاتھ اٹھانا' ہم اسے صرف شعبہ کے حوالے سے، ابوقزعہ کے حوالے سے جانتے ہیں۔

ابوقزعہ نامی راوی کا نام سوید بن حجر ہے۔

شرح

داخلی حرم کے فضائل واحکام:

داخلی حرم کے فضائل کے حوالے سے کثیر احادیث مبارکہ ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن یوں فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے اس شہر کو اس دن سے حرم بنا دیا تھا جس دن زمین وآسمان کی تخلیق فرمائی تھی اور تا قیام قیامت حرم رہے گا۔ مجھ سے قبل میرے سوا کسی کے لیے اس میں قتال حلال نہیں ہوا جبکہ میرے لیے بھی قتال مختصر وقت کے لیے حلال ہوا' اب وہ پھر تا قیامت حرام ہے"۔ (صحیح مسلم جلد اوّل ص ۷۰۶)

(۲) حضرت عیاش بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اُمت اس وقت تک بھلائی پر رہے گی جب تک حرم کے تقدس کو بحال رکھے گی اور جب لوگ اس کے تقدس کو ختم کر دیں گے تو ہلاک ہو جائیں گے۔ (سنن ابن ماجہ' رقم الحدیث: ۳۱۱۰)

(۳) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کعبہ کی زبان اور ہونٹ ہیں، اس نے اللہ تعالیٰ کے حضور شکایت کی کہ میرے پاس آنے والے اور زیارت کرنے والے لوگ قلیل ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں ایسے لوگوں کو پیدا کروں گا جو خشوع وخضوع کرنے اور سجدہ کرنے والے ہوں گے اور وہ تیری طرف اس طرح اُمڈ آئیں گے جس طرح کبوتری اپنے انڈوں کی طرف اُمڈ آتی ہے۔ (المعجم الاوسط رقم الحدیث ۶۰۶۶)

داخلی حرم کے چند آداب واحکام ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

☆ جب مسلمان حرم مکہ کے پاس پہنچے تو سراپا ادب' خشوع وخضوع کی تصویر اور گناہوں کے سبب شرم سے آنکھیں جھکائے ہوئے پیدل ہو جائے۔ زبان پر لبیک کا ترانہ ہو اور توبہ واستغفار کی کثرت کرے۔

☆ حرمین میں داخل ہونے سے قبل غسل کرے' نئے کپڑے یا دھلے ہوئے کپڑے زیب تن کرے اور حیض ونفاس والی خواتین بھی غسل کریں۔

☆ مکہ معظمہ کی حدود میں شکار کرنے' درختوں کو کاٹنے' گھاس اکھاڑنے اور کسی وحشی جانور کو ہلاک کرنے کی بھی اجازت نہیں ہے۔ ہر اس عمل سے اجتناب کرنا ضروری ہے جو اس سرزمین کے تقدس کے خلاف ہو۔

☆ جب مکہ معظمہ پر نظر پڑے تو یوں دعاء کرے: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِّيْ بِهَا قَرَارًا وَّارْزُقْنِيْ فِيْهَا رِزْقًا حَلَالًا (اے اللہ! تو

اس حرم مقدس کے سبب مجھے سکون قلب کی دولت عطا فرما اور تو مجھے حلال وطیب رزق عطا کر۔)

☆ جب کعبہ معظمہ پر نظر پڑے تو اپنے لیے، اپنے والدین' اساتذہ' مشائخ کی بلندی درجات کے لیے اور پوری ملت اسلامیہ کے اتفاق اور غلبہ اسلام کے لیے خصوصی دعا کرے۔

☆ کعبہ معظمہ پر پہلی نظر پڑنے پر تین بار یوں کہے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور درود شریف کی کثرت کرتے ہوئے یوں دعا کرے: اَللّٰهُمَّ زِدْ بَيْتَكَ هٰذَا تَعْظِيمًا وَّ تَشْرِيْفًا وَّ تَكْرِيْمًا الخ

(۱) دخول مکہ سے قبل غسل: دخول مکہ معظمہ سے قبل غسل کرنا مسنون ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ دخول مکہ سے قبل مقام "فخ" پر رکتے اور غسل کر کے مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے تھے۔ دور دراز کا سفر کرنے سے انسان کا چہرہ اور بال غبار آلود ہو جاتے ہیں تو آداب دخول مکہ میں سے ایک یہ ہے کہ غسل کیا جائے۔ علاوہ ازیں طہارت اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے اور حدیث میں صفائی کو ایمان کا حصہ قرار دیا گیا ہے۔

(۲) دن کے وقت دخول مکہ: مکہ معظمہ میں دن کے وقت داخل ہونا مسنون ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی معمول تھا۔ اس کی متعدد وجوہات ہیں (۱) جلالت وعظمت باری تعالیٰ کے پیش نظر مکہ معظمہ میں سکون قلب کا حصول مقصود تھا جو صرف دن کے وقت ممکن ہو سکتا تھا۔ (۲) آپ کی رفاقت میں ستر ہزار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر مشتمل قافلہ تھا جو رات کے وقت مکہ معظمہ میں داخل ہوتا تو شور وغل کے سبب اہل مکہ کا سکون برقرار نہ رہ سکتا (۳) آپ اپنے صحابہ کرام کو طواف بیت اللہ کی تعلیم وترغیب دینا چاہتے تھے جو صرف دن کے وقت ممکن تھی اور یہی تعلیم وطریقہ تا قیامت لوگوں کے لیے قانون وضابطہ بن گیا۔

(۳) بیت اللہ پر نظر پڑتے وقت رفع یدین کرنے میں مذاہب آئمہ: جب بیت اللہ پر نظر پڑے تو اس وقت رفع یدین جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ' حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ جب کعبہ معظمہ پر نظر پڑے یا اس موقع پر دعا کرے' تو تکبیر تحریمہ کی طرح رفع یدین کیے بغیر دعا کی جائے۔ اس میں عجز وانکسار ہے اور ریاکاری کا خاتمہ بھی۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر ہے کہ رفع یدین کرنا جائز ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے رفع یدین کیا تھا۔ جمہور آئمہ کی طرف سے اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ اس سلسلے میں ایک مصری نسخہ میں حدیث کے الفاظ یہ ہیں: افکنا نفعله (کیا ہم ایسا کرتے؟) یعنی ہم نے رفع یدین نہیں کیا تھا۔ (ماخوذ ہدایہ' بہار شریعت مدنیہ جلد اول از صفحہ ۱۰۸۵ تا ۱۰۸۹)

بَابُ مَا جَآءَ كَيْفَ الطَّوَافُ

باب 33: طواف کرنے کا طریقہ

784 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرٍ

متنِ حدیث: قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَاسْتَلَمَ الْحَجَرَ ثُمَّ مَضٰى

عَلٰی یَمِیْنِهٖ فَرَمَلَ ثَلَاثًا وَّمَشٰی اَرْبَعًا ثُمَّ اَتَی الْمَقَامَ فَقَالَ (وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ اِبْرَاهِیْمَ مُصَلًّی) فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ وَالْمَقَامُ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ الْبَیْتِ ثُمَّ اَتَی الْحَجَرَ بَعْدَ الرَّکْعَتَیْنِ فَاسْتَلَمَهٗ ثُمَّ خَرَجَ اِلَی الصَّفَا اَظُنُّهٗ قَالَ (اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ)

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنْ ابْنِ عُمَرَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: حَدِیْثُ جَابِرٍ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ مکہ تشریف لائے' تو آپ مسجد حرام میں داخل ہوئے آپ نے حجر اسود کو بوسہ دیا' پھر دائیں طرف سے (طواف شروع کیا) آپ نے پہلے تین چکروں میں رمل کیا' اور چار چکروں میں عام رفتار سے چلے' پھر آپ مقامِ ابراہیم کے پاس تشریف لائے' آپ نے یہ پڑھا ''مقامِ ابراہیم کو جائے نماز بنالو'' پھر آپ نے وہاں دو رکعت نماز ادا کی' جن میں مقامِ ابراہیم آپ کے اور بیت اللہ کے درمیان تھا' پھر آپ دو رکعت پڑھنے کے بعد حجر اسود کے پاس تشریف لائے' آپ نے اس کو بوسہ دیا' پھر آپ صفا اور مروہ پر تشریف لے گئے۔

راوی کہتے ہیں: میرا خیال ہے' انہوں نے یہ بات بھی بتائی تھی (نبی اکرم ﷺ نے یہ پڑھا)

''بے شک صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں''۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی الرَّمَلِ مِنَ الْحَجَرِ اِلَی الْحَجَرِ

باب 34: حجر اسود سے، حجر اسود تک رمل کرنا

785 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ خَشْرَمٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَابِرٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَمَلَ مِنَ الْحَجَرِ اِلَی الْحَجَرِ ثَلَاثًا وَّمَشٰی اَرْبَعًا

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنْ ابْنِ عُمَرَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: حَدِیْثُ جَابِرٍ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ قَالَ الشَّافِعِیُّ اِذَا تَرَكَ الرَّمَلَ عَمْدًا فَقَدْ اَسَاءَ وَلَا شَیْءَ عَلَیْهِ وَاِذَا لَمْ یَرْمُلْ فِی الْاَشْوَاطِ الثَّلَاثَةِ لَمْ یَرْمُلْ فِیْمَا بَقِیَ

وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ لَیْسَ عَلٰی اَهْلِ مَكَّةَ رَمَلٌ وَّلَا عَلٰی مَنْ اَحْرَمَ مِنْهَا

امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد (امام محمد الباقر رحمۃ اللہ) کے حوالے سے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے حجر اسود سے، حجر اسود تک تین چکروں میں رمل کیا تھا' اور چار چکروں میں عام رفتار سے چلے تھے۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب کوئی شخص جان بوجھ کر رمل ترک کر دے 'تو اس نے غلط حرکت کی' لیکن اس پر کوئی ادائیگی لازم نہیں ہوگی اور اگر کوئی شخص پہلے تین چکروں میں رمل نہیں کرتا' تو وہ بقیہ میں بھی رمل نہ کرے۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: اہلِ مکہ پر رمل کرنا لازم نہیں ہے' اسی طرح جس شخص نے مکہ سے احرام باندھا ہو' اس پر بھی رمل لازم نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ وَالرُّكْنِ الْيَمَانِيْ دُوْنَ مَا سِوَاهُمَا

باب 35: حجر اسود اور رکن یمانی کا استلام کرنا، ان کے علاوہ اور کسی چیز کا نہیں

786 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ وَمَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ عَنْ اَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ

متنِ حدیث: كُنْتُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّمُعَاوِيَةُ لَا يَمُرُّ بِرُكْنٍ اِلَّا اسْتَلَمَهُ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَّسْتَلِمُ اِلَّا الْحَجَرَ الْاَسْوَدَ وَالرُّكْنَ الْيَمَانِيَ

آثارِ صحابہ: فَقَالَ مُعَاوِيَةُ لَيْسَ شَيْءٌ مِّنَ الْبَيْتِ مَهْجُوْرًا

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عُمَرَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنْ لَّا يَسْتَلِمَ اِلَّا الْحَجَرَ الْاَسْوَدَ وَالرُّكْنَ الْيَمَانِيَ

ابوطفیل بیان کرتے ہیں، ایک مرتبہ ہم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ہمراہ، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہر رکن کے پاس سے گزرتے ہوئے اس کا استلام کرنے لگے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے کہا: نبی اکرم ﷺ نے صرف حجر اسود اور رکن یمانی کا استلام کیا تھا' تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیت اللہ کے کسی بھی حصے کو چھوڑنا نہیں چاہیے۔

اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اکثر اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے' یعنی صرف حجر اسود اور رکن یمانی کا استلام کیا جائے گا۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ مُضْطَبِعًا

باب 36: نبی اکرم ﷺ نے اضطباع (کے طور پر کپڑا لپیٹ کر) طواف کیا تھا

787 سندِحدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ عَنِ ابْنِ يَعْلٰى عَنْ اَبِيْهِ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ بِالْبَيْتِ مُضْطَبِعًا وَّعَلَيْهِ بُرْدٌ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثُ الثَّوْرِيِّ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَّلَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِهٖ وَهُوَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَّعَبْدُ الْحَمِيْدِ هُوَ ابْنُ جُبَيْرَةَ بْنِ شَيْبَةَ عَنِ ابْنِ يَعْلٰى عَنْ اَبِيْهِ وَهُوَ يَعْلَى بْنُ اُمَيَّةَ

◆◆ حضرت ابن یعلیٰ اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ ﷺ نے اضطباع (کے طور پر کپڑا لپیٹ کر) بیت اللہ کا طواف کیا تھا' آپ نے ایک چادر اوڑھی ہوئی تھی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ثوری کے حوالے سے ابن جریج سے منقول ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

عبدالحمید نامی راوی' عبدالحمید بن جبیر بن شیبہ ہیں' جنہوں نے حضرت ابن یعلیٰ کے حوالے سے' ان کے والد سے حدیث نقل کی ہے جو حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ تَقْبِيْلِ الْحَجَرِ

باب 37: حجر اسود کو بوسہ دینا

788 سندِحدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَابِسِ بْنِ رَبِيْعَةَ قَالَ

متنِ حدیث: رَاَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يُقَبِّلُ الْحَجَرَ وَيَقُوْلُ اِنِّيْ اُقَبِّلُكَ وَاَعْلَمُ اَنَّكَ حَجَرٌ وَّلَوْلَا اَنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُكَ لَمْ اُقَبِّلْكَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ وَّابْنِ عُمَرَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عُمَرَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ عابس بن ربیعہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا انہوں نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور بولے: میں نے تمہیں بوسہ دیا ہے' میں جانتا ہوں کہ تم ایک پتھر ہو' اگر میں نے نبی اکرم ﷺ کو تمہیں بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا' تو میں تمہیں بوسہ نہ دیتا۔

اس بارے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

789 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَرَبِيٍّ

متنِ حدیث: اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ ابْنَ عُمَرَ عَنِ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ فَقَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ فَقَالَ الرَّجُلُ اَرَاَيْتَ اِنْ غُلِبْتُ عَلَيْهِ اَرَاَيْتَ اِنْ زُوحِمْتُ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ اجْعَلْ اَرَاَيْتَ بِالْيَمَنِ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ

توضیح راوی: قَالَ وَهٰذَا هُوَ الزُّبَيْرُ بْنُ عَرَبِيٍّ رَوٰى عَنْهُ حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ وَّالزُّبَيْرُ بْنُ عَدِيٍّ كُوْفِيٌّ يُكْنٰى اَبَا سَلَمَةَ سَمِعَ مِنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَّغَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوٰى عَنْهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِّنَ الْاَئِمَّةِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ يَسْتَحِبُّوْنَ تَقْبِيْلَ الْحَجَرِ فَاِنْ لَّمْ يُمْكِنْهُ وَلَمْ يَصِلْ اِلَيْهِ اسْتَلَمَهُ بِيَدِهٖ وَقَبَّلَ يَدَهٗ وَاِنْ لَّمْ يَصِلْ اِلَيْهِ اسْتَقْبَلَهٗ اِذَا حَاذٰى بِهٖ وَكَبَّرَ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ

◆◆ زبیر بن عربی بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے حجرِ اسود کے استلام کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو اس کا استلام کرتے' اور اس کو بوسہ دیتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس شخص نے دریافت کیا: اگر میں اس تک نہ پہنچ سکوں' تو پھر آپ کی کیا رائے ہوگی؟ یا اگر ہجوم زیادہ ہو' تو پھر آپ کی کیا رائے ہوگی؟ تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رائے کو یمن بھیجو' میں نے نبی اکرم ﷺ کو اس کا استلام کرتے اور اس کو بوسہ دیتے ہوئے دیکھا ہے۔

امام ترمذی فرماتے ہیں: یہی زبیر بن عربی ہیں جن سے حماد بن زید نے احادیث روایت کی ہیں۔

زبیر بن عدی کوفی ہیں اور ان کی کنیت ابوسلمہ ہے۔ انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام سے احادیث کا سماع کیا ہے' جبکہ سفیان ثوری اور دیگر آئمہ نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔

امام ترمذی فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

یہی روایت دیگر حوالوں سے بھی منقول ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے' انہوں نے حجرِ اسود کو بوسہ دینے کو مستحب قرار دیا ہے' اگر آدمی حجرِ اسود تک نہ پہنچ سکتا ہو' تو وہ اپنے ہاتھ کے ذریعے اس کی طرف اشارہ کرکے اپنے ہاتھ کو بوسہ دے' اور اگر آدمی کے لیے یہ بھی ممکن نہ ہو' تو وہ جب اس کے برابر (مقابل) میں آئے' تو اس کی طرف رخ کرلے اور تکبیر کہے' امام شافعی اسی بات کے قائل ہیں۔

شرح

کعبہ معظّمہ کے فضائل اوراس کے احکام ومسائل:

کعبہ معظمہ کے فضائل کثیر احادیث میں بیان کیے گئے ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب حج کی غرض سے مکہ معظمہ میں تشریف لائے تو آپ نے وضو کر کے سب سے پہلے بیت اللہ کا طواف کیا۔(صحیح بخاری' جلداوّل ص ۵۴۱)

(۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود سے حجر اسود تک تین پھیروں میں رمل کیا اور باقی چار پھیروں میں عام رفتار میں طواف کیا۔(الصحیح للمسلم' جلداوّل ص ۶۵۸)

(۳) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں تشریف لائے تو آپ حجر اسود کے پاس تشریف لے گئے، اسے بوسہ دیا اور دائیں طرف چل کر تین پھیروں میں رمل کیا۔(مشکوٰۃ' رقم الحدیث ۲۵۶۶)

(۴) حضرت ابوطفیل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو طواف کرتے ہوئے دیکھا کہ آپ کے دست اقدس میں چھڑی تھی جو حجر اسود کو لگا کر اسے بوسہ دیا تھا۔(صحیح مسلم' رقم الحدیث ۱۲۷۵)

(۵) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیت اللہ کا حج کرنے والے لوگوں پر اللہ تعالیٰ ہر روز ایک سو بیس رحمتیں نازل کرتا ہے، جن میں سے ساٹھ طواف کرنے والوں پر، چالیس نماز پڑھنے والوں پر اور بیس اسے دیکھنے والوں پر۔(الترغیب والترہیب' جلد ثانی ص ۱۲۳)

(۶) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے پچاس مرتبہ طواف کیا وہ گناہوں سے ایسے نکل جاتا ہے جیسے کہ وہ ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔(جامع الترمذی رقم الحدیث ۸۶۷)

(۷) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب حجر اسود جنت سے اتارا گیا دودھ سے زیادہ سفید تھا اور اولاد آدم کی خطاؤں نے اسے سیاہ کر دیا۔(جامع ترمذی جلد ثانی ص ۲۴۸)

(۸) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بروز قیامت اللہ تعالیٰ حجر اسود کو اس حالت میں اٹھائے گا کہ اس کی آنکھیں ہوں گی جن سے دیکھے گا، زبان ہوگی جس سے گفتگو کرے گا اور جس نے اسے بوسہ دیا ہوگا اس کے حق میں گواہی دے گا۔(جامع ترمذی جلد ثانی ص ۹۶۳)

طریقہ طواف:

مطاف میں چلتے ہوئے حجر اسود کے قریب پہنچ کر یہ دعاء پڑھیں: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ صَدَقَ وَعْدَهٗ الخ

☆ آغاز طواف کے وقت صرف مرد اضطباع کرے یعنی چادر کو دائیں بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر اس طرح ڈالے کہ اس کے دونوں کنارے بائیں کندھے پر ہوں۔

☆ حجر اسود کے پاس اس کی دائیں جانب اس طرح کھڑا ہو کر کعبہ معظمہ بائیں جانب ہو(جہاں آج کل سبز لائٹ جلتی رہتی ہے

اور سبز لکیر بھی ہے) وہاں بایں الفاظ طواف کی نیت کرے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ طَوَافَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ فَيَسِّرْهُ لِیْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ (اے اللہ! میں تیرے گھر کے طواف کی نیت کرتا ہوں' تو اسے میرے لیے آسان کردے اور میری طرف سے قبول فرما)

☆ اس نیت کے بعد حجر اسود سے دائیں طرف چلتے ہوئے طواف کا آغاز کرے، ممکن ہو' تو حجر اسود کو بوسہ دے۔ ورنہ اس کی طرف ہاتھوں کا اشارہ کر کے ہاتھوں کو بوسہ دے تو بوسۂ حجر اسود کا ثواب حاصل ہو جائے گا۔ آغاز طواف کے وقت یہ الفاظ کہنے: بِسْمِ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللهُ اَكْبَرُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ۔

☆ حجر اسود کو بوسہ دیتے وقت یا اس کی طرف ہاتھوں کا اشارہ کر کے انہیں بوسہ دیتے وقت یہ دعا پڑھی جائے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَطَهِّرْلِیْ قَلْبِیْ وَاشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَيَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ وَعَافِنِیْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ۔

☆ طواف کے پہلے تین پھیروں میں صرف مرد حضرات رمل کریں یعنی پہلوانوں اور طاقتور لوگوں کی طرح چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا کر اور خوب کندھوں کو ہلا کر طواف کریں۔ یہ رمل کرنا مسنون ہے۔ باقی چار پھیروں میں عام رفتار کے مطابق طواف کیا جائے۔

☆ دوران طواف جتنا ہو سکے بیت اللہ کے قریب رہے حتی کہ اس کا ہاتھ یا کپڑا بیت اللہ شریف کو چھوتا رہے۔ اگر کثرت ہجوم کی وجہ سے قریب سے طواف کرنے میں دقت پیش آئے تو دور کے حصہ مطاف میں بھی طواف کیا جا سکتا ہے۔

☆ جب ملتزم کے مقابل آئے تو بایں الفاظ دعا کرے: اَللّٰهُمَّ هٰذَا الْبَيْتُ بَيْتُكَ وَالْحَرَمَ حَرَمُكَ وَالْاَمْنُ اَمْنُكَ الخ

☆ جب رکن عراقی کے مقابل آئے تو یوں دعا کرے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّكِّ وَالشِّرْكِ وَالشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ الخ

☆ میزاب رحمت کے مقابل آئے تو یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ اَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّكَ الخ

☆ رکن شامی کے مقابل آئے تو یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّسَعْيًا مَّشْكُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا وَّتِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ الخ

☆ جب رکن یمانی کے مقابل آئے تو یوں دعا کرے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِی الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔

☆ بیت اللہ کے اطراف میں گھوم کر جب حجر اسود کے پاس پہنچا تو اب ایک پھیرا مکمل ہوا۔ باقی چھ پھیرے بھی اسی طرح مکمل کیے جائیں۔ سات پھیرے مل کر ایک کامل طواف ہوگا۔

طواف کے فقہی مسائل: ذیل میں طواف کے چند فقہی مسائل پیش کیے جاتے ہیں:

☆ طواف میں نیت فرض ہے مگر شرط نہیں ہے اور ہر طواف مطلق نیت سے ادا ہو جاتا ہے۔

☆ اگر کسی نے طواف کرتے وقت الٹے پھیرے لگائے یعنی کعبہ معظمہ کو بائیں طرف رکھنے کی بجائے دائیں طرف رکھ کر طواف کیا تو طواف صحیح نہیں ہوگا اور اس کا اعادہ ضروری ہے۔

☆ طواف کرتے وقت حطیم کو کعبہ معظمہ کا حصہ قرار دے کر اس کے اوپر سے طواف کرنا ضروری ہے ورنہ طواف صحیح نہیں ہوگا۔

☆ سات پھیروں سے ایک طواف مکمل ہو جاتا ہے۔ اگر کسی نے آٹھواں پھیرا شروع کر دیا تو دوسرا طواف شروع ہو جائے گا

اوراس کے ساتھ چھ پھیرے مزید ملا کر دوسرا طواف بھی پورا کرے۔

☆ طواف فرض یا واجب کے دوران پھیروں میں شک پڑ گیا تو نئے سرے سے سات پھیرے مکمل کرے۔

☆ طواف صرف کعبہ معظمہ کا ہے، اس کے علاوہ مسجد حرام یا دوسری کسی مسجد یا مقام مقدسہ کا طواف جائز نہیں ہے۔

☆ پیدل طواف کرنا افضل و مسنون ہے جو شخص کمزوری، ضعف یا علالت یا شیخ فانی ہونے کی وجہ سے پیدل طواف نہ کرسکتا ہو تو دوسرے کے کندھے یا ریڑھی وغیرہ پر بھی طواف کرسکتا ہے۔

☆ کسی شخص نے مریض یا شیخ فانی یا کمزور وضعیف کو طواف کرایا تو اپنے طواف کی بھی نیت تھی تو دونوں کا طواف ہو جائے گا۔

☆ دوران طواف نماز کا وقت ہو گیا اور جماعت کھڑی ہو گئی یا جنازہ آ گیا تو طواف موقوف کردے اور بعد میں اسی پر بنا کر کے طواف مکمل کرے۔

☆ طواف کے اختتام پر اگر وقت مکروہ نہیں ہے تو مقام ابراہیمی پر دوگانہ طواف ادا کرے۔ اگر ہجوم کی وجہ سے وہاں پڑھنے کی گنجائش نہ ہو تو مسجد حرام کے کسی بھی حصہ میں یہ دوگانہ پڑھا جاسکتا ہے۔ اگر وقت مکروہ ہو تو بعد میں یہ دوگانہ پڑھا جاسکتا ہے۔ اوقات مکروہہ پانچ ہیں: (۱) طلوع آفتاب، (۲) نصف النہار، (۳) غروب آفتاب، (۴) بعد از نماز عصر تا غروب آفتاب (۵) بعد نماز فجر تا طلوع آفتاب۔ ان اوقات میں نوافل اور سجدہ تلاوت سب ممنوع ہیں۔

☆ دوران طواف دنیاوی گفتگو سے مکمل اجتناب کیا جائے۔ البتہ ادعیہ کے علاوہ توبہ و استغفار اور درود کی کثرت کی جائے۔

☆ دوگانہ طواف ادا کرنے کے بعد چاہ زمزم کے پاس آ کر آب زمزم نوش کرے۔ آب زمزم کا نوش کرنا مسنون ہے اور اس کا کھڑے ہو کر پینا مسنون ہے، کیونکہ روایات سے ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پانی قیام کی حالت میں نوش فرمایا تھا۔

☆ مقام ابراہیم پر آج بھی وہ پتھر موجود ہے، جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدم کے نشانات ہیں اور اسی پر سوار ہو کر آپ تعمیر کعبہ معظمہ کرتے رہے۔ حجاج کرام ان نشانات مبارکہ کی زیارت کرتے ہیں۔ یہ پتھر آپ کی عظمت کا امین اور فضیلت کا مظہر ہے۔ (ماخوذ از ہدایہ و بہار شریعت مدنیہ جلد اول ماخوذ از صفحہ ۱۰۹۵ تا صفحہ ۱۱۰۵)

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّهٗ يَبْدَاُ بِالصَّفَا قَبْلَ الْمَرْوَةِ

باب 38: مروہ سے پہلے صفا سے (سعی کا) آغاز کیا جائے گا

790 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَدِمَ مَكَّةَ طَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَّاَتَى الْمَقَامَ فَقَرَاَ (وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى) فَصَلّٰى خَلْفَ الْمَقَامِ ثُمَّ اَتَى الْحَجَرَ فَاسْتَلَمَهٗ ثُمَّ قَالَ نَبْدَاُ بِمَا بَدَاَ اللّٰهُ بِهٖ فَبَدَاَ بِالصَّفَا وَقَرَاَ (اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ)

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّهُ يَبْدَاُ بِالصَّفَا قَبْلَ الْمَرْوَةِ فَاِنْ بَدَاَ بِالْمَرْوَةِ قَبْلَ الصَّفَا لَمْ يُجْزِهِ وَبَدَاَ بِالصَّفَا وَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِيمَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ وَلَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ حَتّٰى رَجَعَ فَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِنْ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ حَتّٰى خَرَجَ مِنْ مَكَّةَ فَاِنْ ذَكَرَ وَهُوَ قَرِيْبٌ مِّنْهَا رَجَعَ فَطَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَاِنْ لَمْ يَذْكُرْ حَتّٰى اَتٰى بِلَادَهٗ اَجْزَاَهٗ وَعَلَيْهِ دَمٌ وَّهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ

وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنْ تَرَكَ الطَّوَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ حَتّٰى رَجَعَ اِلٰى بِلَادِهٖ فَاِنَّهٗ لَا يُجْزِيْهِ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ قَالَ الطَّوَافُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَاجِبٌ لَّا يَجُوْزُ الْحَجُّ اِلَّا بِهٖ

◄► حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب مکہ تشریف لائے تو آپ نے بیت اللہ کا سات مرتبہ طواف کیا' پھر آپ مقامِ ابراہیم کے پاس تشریف لائے' آپ نے یہ آیت پڑھی۔

''مقامِ ابراہیم کو جائے نماز بنالو''۔

آپ ﷺ نے مقامِ ابراہیم کے پیچھے نماز ادا کی' پھر آپ حجرِ اسود کے پاس تشریف لائے آپ نے اس کا استلام کیا' پھر آپ نے ارشاد فرمایا: ہم اس سے آغاز کریں گے' جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے پہلے کیا ہے' تو نبی اکرم ﷺ نے پہلے صفا کی سعی کی' پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔

''بے شک صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں''۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے' ان کے نزدیک مروہ سے پہلے صفا کی سعی کی جائے گی' اگر کوئی شخص مروہ سے آغاز کر دیتا ہے' تو یہ درست نہیں ہوگا وہ صفا سے آغاز کرے گا۔

اہلِ علم نے اس شخص کے بارے میں اختلاف کیا ہے' جو بیت اللہ کا طواف کر لیتا ہے' اور صفا اور مروہ کی سعی نہیں کرتا اور واپس چلا جاتا ہے۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: اگر اس نے صفا اور مروہ کی سعی نہیں کی اور مکہ سے نکل گیا تو پھر جب اسے یاد آئے' تو اس وقت اگر وہ مکہ کے قریب ہو' تو واپس جا کر صفا اور مروہ کی سعی کرے' لیکن جب اسے اپنے علاقے میں پہنچ کر یہ بات یاد آئے' تو اب یہ اس کے لیے جائز ہے' (یعنی اس کا حج ہو جائے گا) تاہم اس پر دم (قربانی) دینا لازم ہوگا۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں۔

بعض حضرات نے یہ بات بیان کی ہے: اگر وہ صفا اور مروہ کا طواف ترک کر دیتا ہے' یہاں تک کہ اپنے شہر میں پہنچ جاتا ہے' تو اب بھی اس کا حج نہیں ہوگا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں' وہ یہ فرماتے ہیں: صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا واجب ہے اس کے بغیر حج درست نہیں ہوتا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي السَّعْيِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ

باب 39: صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا

791 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

متنِ حدیث: اِنَّمَا سَعَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ لِيُرِيَ الْمُشْرِكِيْنَ قُوَّتَهُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عَآئِشَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَهُوَ الَّذِي يَسْتَحِبُّهُ اَهْلُ الْعِلْمِ اَنْ يَّسْعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَاِنْ لَمْ يَسْعَ وَمَشٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ رَاَوْهُ جَائِزًا

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے بیت اللہ کا طواف کیا' اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی تاکہ مشرکین کے سامنے اپنی قوت کا اظہار کریں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم نے اس بات کو مستحب قرار دیا ہے: آدمی صفا اور مروہ کی سعی میں دوڑتا ہوا گزرے اگر وہ دوڑتا نہیں ہے' اور چل کر صفا اور مروہ کا چکر لگاتا ہے' تو ان حضرات کے نزدیک یہ بھی جائز ہے۔

792 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ عِيْسٰى حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ جُمْهَانَ

متنِ حدیث: قَالَ رَاَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَمْشِي فِي السَّعْيِ فَقُلْتُ لَهُ اَتَمْشِي فِي السَّعْيِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ قَالَ لَئِنْ سَعَيْتُ لَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْعَى وَلَئِنْ مَشَيْتُ لَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي وَاَنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

اسنادِ دیگر: وَرُوِيَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوَهُ

◆◆ کثیر بن جمہان بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو سعی کی جگہ پر چلتے ہوئے دیکھا میں نے ان سے دریافت کیا: آپ دوڑنے کی جگہ پر چل کر گزر رہے ہیں جو صفا اور مروہ کے درمیان ہے' انہوں نے فرمایا: اگر میں دوڑ کر چلوں تو میں نے نبی اکرم ﷺ کو دوڑتے ہوئے دیکھا ہے' اور اگر میں عام رفتار سے چلوں تو میں نے نبی اکرم ﷺ کو عام رفتار سے چلتے ہوئے بھی دیکھا ہے' میں بوڑھا آدمی ہوں (اس لیے مجھ سے دوڑا نہیں جاتا)۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔
سعید بن جبیر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

شرح

طریقہ سعی صفاومروہ اوراس کے احکام ومسائل:

قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے: ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ (البقرہ) (بیشک صفا اور مروہ دونوں مقامات شعائر اللہ ہیں) زمانہ جاہلیت میں صفاومروہ کے مقامات پر دومشہور بت: (۱) اساف (۲) نائلہ نصب تھے۔ دوران سعی لوگ ان بتوں کو چھوتے اوران سے برکت حاصل کرتے تھے، جب اسلام کو غلبہ حاصل ہوا توان دونوں بتوں کو اکھاڑ دیا گیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دوران سعی یہ آیت تلاوت کرکے واضح کردیا کہ سعی ان بتوں کے لیے نہیں کی جاتی بلکہ صفاومروہ کا تعلق شعائراللہ سے ہے اورسعی ان کے احترام اوراللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کی جاتی ہے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پیدائش کے موقع پر حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پانی کی ضرورت محسوس ہوئی تو وہ پانی کی تلاش میں صفا پہاڑی پر چڑھیں پھر تیزی سے نیچے تشریف لائیں اور پھر مروہ پہاڑی پر چڑھیں۔ ان کا یہ عمل اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند آیا کہ ان دومقامات کو شعائراللہ قرار دیا اور تا قیامت حجاج کرام پراس عمل کو واجب قرار دے دیا۔

☆ لفظ ''شعائر'' شعیرۃ کی جمع ہے۔ شعیرۃ کا لغوی معنی ہے نشانی جبکہ اس کا اصطلاحی مفہوم ہے کہ کسی قوم کی مخصوص علامت ہے جوان کے ہاں نہایت قابل احترام ہوتی ہے۔ مثلاً مندر ہندو کی عبادتگاہ اورصلیب عیسائی مذہب کی نشانی ہے۔ اسی طرح کعبہ' انبیاء' نماز' روزہ' مساجد' مناراورقرآن کریم اسلام کے بڑے شعائر ہیں۔ علاوہ ازیں صفاومروہ کا تعلق بھی شعائر اسلام سے ہے، یہی وجہ ہے کہ اہل اسلام طہارت ونظافت کی حالت میں ان کی سعی کرتے ہیں۔ احناف کے نزدیک سعی صفاومروہ'' ۔ حج وعمرہ کا ایک اہم رکن ہے' جسکے بغیر حج ہوسکتا ہے اور نہ عمرہ۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سعی صفاومروہ واجب ہے۔ جوشخص اسے ترک کرتا ہے اورقریب ہے تو اس کا بجالانا ضروری ہے اوراگروہ وطن واپس آچکا ہو' تو اس کا حج وعمرہ نامکمل رہے گا جب تک وہ دم نہیں دے گا۔ آئمہ ثلاثہ کا مؤقف ہے کہ دم دینے سے ترک سعی صفاومروہ کی تلافی نہیں ہوگی بلکہ مکہ معظمہ دوبارہ حاضری اور عملی طور پر سعی صفاومروہ کو بجالانے سے حج وعمرہ مکمل ہوگا۔

صفاومروہ کے مابین مردوں کے لیے میلین اخضرین (دوسبز نشانات) پر دوڑ کر گزرنا مسنون ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہاں سے دوڑے تھے اورآپ کی اقتداء میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی یہی معمول تھا۔

سعی صفاومروہ کے چند فقہی مسائل ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں۔

☆ سعی کا آغاز صفا سے کیا جائے اور مروہ تک پہنچنے پر ایک چکر ہوگا اور مروہ سے صفا پر آنے سے دوسرا چکر پورا ہوگا۔ اس طرح سات چکر پورے کرنے سے ایک سعی صفاومروہ مکمل ہوگی۔

☆ قرآن کریم میں لفظ صفا کو پہلے اور مروہ کو بعد میں بیان کیا گیا ہے۔ لہٰذا اگر سعی مروہ سے شروع کرکے صفا پر آنے سے سعی

درست نہیں ہوگی بلکہ صفا سے سعی شروع کرنا ضروری ہے۔

☆ سعی صفاومروہ افضل تو طہارت کاملہ اور وضو کی حالت میں ہے مگر طہارت شرط نہیں ہے۔اس لیے حیض ونفاس والی خواتین بھی سعی صفاومروہ کرسکتی ہیں۔مسجد حرام کی توسیع کے باعث اب صفاومروہ کے مقامات مسجد حرام کا حصہ بن چکے ہیں اور حیض و نفاس والی خواتین کا مسجد میں داخل ہونا حرام وممنوع ہے۔لہٰذا اب مفتیان کرام کو حیض ونفاس والی خواتین کے سعی صفاومروہ کے جواز وعدم جواز پر متفقہ مؤقف اختیار کرنے کی شدید ضرورت ہے۔(قصوری)

☆ سعی صفاومروہ کے ساتوں پھیرے مسلسل مکمل کرے اور اگر متفرق کیے تو اس کا اعادہ کیا جائے۔

☆ سعی صفاومروہ کی تکمیل پر مکروہ وقت نہ ہو تو دوگانہ ادا کرنا مسنون ہے۔

☆ دوران سعی فضول، لایعنی اور بے کار باتوں سے احتراز کیا جائے۔البتہ ذکر وثناء توبہ واستغفار ادعیہ اور درود میں رطب اللسان رہے۔

☆ دوران سعی یہ امور مکروہ ہیں: سعی کے پھیروں کو متفرق طور پر پورا کرنا خرید وفروخت کرنا صفاومروہ کی بلندی پر چڑھے بغیر واپس ہو جانا فضول گفتگو کرنا تکمیل طواف اور آغاز سعی میں دیر کرنا ستر عورت نہ ہونا اور نظروں کو دائیں بائیں گھمانا وغیرہ۔

(ماخوذ از ہدایہ وبہار شریعت مدنیہ جلد اوّل از صفحہ ۱۱۰۵ تا ۱۱۱۵)

بَابُ مَا جَآءَ فِي الطَّوَافِ رَاكِبًا

باب 40: سوار ہوکر طواف کرنا

793 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيْدٍ وَّعَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

متنِ حدیث: طَافَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ فَاِذَا انْتَهٰى اِلَى الرُّكْنِ اَشَارَ اِلَيْهِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ جَابِرٍ وَّاَبِي الطُّفَيْلِ وَاُمِّ سَلَمَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنْ يَّطُوْفَ الرَّجُلُ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ رَاكِبًا اِلَّا مِنْ عُذْرٍ وَّهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اپنی سواری پر سوار ہوکر طواف کیا تھا جب آپ حجر اسود کے پاس پہنچتے تھے تو اس کی طرف اشارہ کردیتے تھے۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ حضرت ابوطفیل رضی اللہ عنہ اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم کے ایک گروہ نے کسی عذر کے بغیر سوار ہوکر بیت اللہ کا طواف کرنے اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنے کو مکروہ قرار

دیا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي فَضْلِ الطَّوَافِ

باب 41: طواف کرنے کی فضیلت

794 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَمَانٍ عَنْ شَرِيْكٍ عَنْ اَبِي اِسْحٰقَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ خَمْسِيْنَ مَرَّةً خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ اَنَسٍ وَّابْنِ عُمَرَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

قولِ امام بخاری: سَاَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَقَالَ اِنَّمَا يُرْوٰى هٰذَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَوْلُهٗ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَيُّوْبَ السَّخْتِيَانِيِّ قَالَ كَانُوْا يَعُدُّوْنَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ اَفْضَلَ مِنْ اَبِيْهِ وَلِعَبْدِ اللّٰهِ اَخٌ يُقَالُ لَهٗ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَّقَدْ رَوٰى عَنْهُ اَيْضًا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص پچاس مرتبہ بیت اللہ کا طواف کرے وہ اپنے گناہوں سے یوں پاک ہو جاتا ہے جیسے اس دن تھا جب اس کی والدہ نے اسے جنم دیا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''غریب'' ہے۔

میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا: یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے موقوفاً نقل کی گئی ہے۔

سفیان بن عیینہ، ایوب کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: پہلے زمانے کے لوگ عبداللہ بن سعید کو ان کے والد سے افضل سمجھتے تھے ان کا ایک بھائی تھا' جس کا نام عبدالملک بن سعید تھا۔ انہوں نے اس سے بھی روایات نقل کی ہیں

بَابُ مَا جَآءَ فِي الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَبَعْدَ الصُّبْحِ لِمَنْ يَّطُوْفُ

باب 42: طواف کرنے والے شخص کا فجر یا عصر کے بعد طواف کرنے کے بعد، نوافل ادا کرنا

795 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ عَمَّارٍ وَّعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَابَاهَ عَنْ جُبَيْرِ ابْنِ مُطْعِمٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ لَا تَمْنَعُوْا اَحَدًا طَافَ بِهٰذَا الْبَيْتِ وَصَلّٰى اَيَّةَ سَاعَةٍ شَاءَ مِنْ لَيْلٍ اَوْ نَهَارٍ

وَفِی الْبَاب عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّاَبِی ذَرٍّ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: حَدِیْثُ جُبَیْرٍ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوَاہُ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اَبِیْ نَجِیحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بَابَاہَ اَیْضًا

مذاہبِ فقہاء: وَقَدِ اخْتَلَفَ اَھْلُ الْعِلْمِ فِی الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَبَعْدَ الصُّبْحِ بِمَکَّۃَ فَقَالَ بَعْضُھُمْ لَا بَاْسَ بِالصَّلٰوۃِ وَالطَّوَافِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَبَعْدَ الصُّبْحِ وَھُوَ قَوْلُ الشَّافِعِیِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَاحْتَجُّوْا بِحَدِیْثِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھٰذَا وقَالَ بَعْضُھُمْ اِذَا طَافَ بَعْدَ الْعَصْرِ لَمْ یُصَلِّ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَکَذٰلِکَ اِنْ طَافَ بَعْدَ صَلَاۃِ الصُّبْحِ اَیْضًا لَمْ یُصَلِّ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ

آثارِ صحابہ: وَاحْتَجُّوْا بِحَدِیْثِ عُمَرَ اَنَّہٗ طَافَ بَعْدَ صَلَاۃِ الصُّبْحِ فَلَمْ یُصَلِّ وَخَرَجَ مِنْ مَکَّۃَ حَتّٰی نَزَلَ بِذِیْ طُوًی فَصَلّٰی بَعْدَ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ .

وَھُوَ قَوْلُ سُفْیَانَ الثَّوْرِیِّ وَمَالِکِ بْنِ اَنَسٍ

◆◆ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے بنوعبد مناف! تم دن یا رات کے کسی بھی حصے میں کسی بھی شخص کو اس بیت اللہ کا طواف کرنے سے اور نماز ادا کرنے سے منع نہ کرنا۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

عبداللہ بن ابونجیح نے عبداللہ بن باباہ کے حوالے سے بھی اسے نقل کیا ہے۔

اہلِ علم نے مکہ میں عصر کے بعد اور صبح کے بعد نماز ادا کرنے کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک عصر کے بعد اور فجر کے بعد نماز ادا کرنے اور طواف کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی اس حدیث کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: اگر کوئی شخص عصر کے بعد طواف کرتا ہے تو وہ اس وقت تک نماز ادا نہ کرے جب تک سورج غروب نہ ہو جائے اسی طرح اگر کوئی شخص صبح کی نماز کے بعد طواف کرتا ہے تو وہ بھی اس وقت تک نماز ادا نہ کرے جب تک سورج طلوع نہ ہو جائے۔ ان حضرات نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول اس حدیث کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے: انہوں نے صبح کی نماز کے بعد طواف کیا تو نماز ادا نہیں کی پھر وہ مکہ سے باہر چلے گئے یہاں تک کہ انہوں نے ذی طویٰ کے مقام پر پڑاؤ کیا تو سورج نکلنے کے بعد وہاں نماز ادا کی۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ مَا يُقْرَاُ فِيْ رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ

باب 43: طواف کی دو رکعات میں کیا پڑھا جائے؟

796 سندِ حدیث: اَخْبَرَنَا اَبُوْ مُصْعَبٍ الْمَدَنِيُّ قِرَائَةً عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ عِمْرَانَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَاَ فِيْ رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ بِسُوْرَتَيِ الْاِخْلَاصِ قُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ

◆◆ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد (امام محمد الباقر رحمۃ اللہ علیہ) کے حوالے سے، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے طواف کی دو رکعات میں سورہ الکافرون اور سورہ اخلاص کی تلاوت کی تھی۔

797 اثر امام باقر رضی اللہ عنہ: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ كَانَ يَسْتَحِبُّ اَنْ يَّقْرَاَ فِيْ رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ بِقُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ عِمْرَانَ وَحَدِيْثُ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ فِيْ هٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عِمْرَانَ ضَعِيْفٌ فِي الْحَدِيْثِ

◆◆ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد (امام محمد الباقر رحمۃ اللہ علیہ) کے بارے میں نقل کرتے ہیں، وہ طواف کی دو رکعات میں سورہ الکافرون اور سورہ اخلاص پڑھنا مستحب سمجھتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت عبدالعزیز بن عمران نامی راوی سے منقول روایت کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد کے بارے میں جو روایت نقل کی ہے وہ اس روایت سے زیادہ مستند ہے جو انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے کی ہے۔

عبدالعزیز بن عمران نامی راوی کو علم حدیث میں ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ الطَّوَافِ عُرْيَانًا

باب 44: برہنہ ہو کر طواف کرنا حرام ہے

798 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اُثَيْعٍ قَالَ

متنِ حدیث: سَاَلْتُ عَلِيًّا بِاَيِّ شَيْءٍ بُعِثْتَ قَالَ بِاَرْبَعٍ لَّا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا نَفْسٌ مُّسْلِمَةٌ وَّلَا يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ وَّلَا يَجْتَمِعُ الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا وَمَنْ كَانَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ فَعَهْدُهٗ اِلٰى مُدَّتِهٖ وَمَنْ لَّا مُدَّةَ لَهٗ فَاَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: حَدِیْثُ عَلِیٍّ حَدِیْثٌ حَسَنٌ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ وَنَصْرُ بْنُ عَلِیٍّ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ نَحْوَهٗ وَقَالَا زَیْدُ بْنُ یُثَیْعٍ وَّهٰذَا اَصَحُّ

قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: وَشُعْبَةُ وَهِمَ فِیْهِ فَقَالَ زَیْدُ ابْنُ اُثَیْلٍ

◄► زید بن اثیع بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: آپ کو کس حکم کے ہمراہ بھیجا گیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا: چار احکام تھے ایک یہ کہ جنت میں صرف مسلمان داخل ہوگا، دوسرا یہ کہ کوئی بھی شخص برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف نہیں کرے گا، تیسرا یہ کہ اس سال کے بعد مسلمان اور مشرکین (حج کے موقع پر) اکٹھے نہیں ہوں گے اور (چوتھا حکم یہ کہ) جس شخص کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی معاہدہ ہے' تو وہ معاہدہ اپنی طے شدہ مدت تک ہوگا اور جس کی کوئی مدت متعین نہیں ہوئی وہ چار ماہ تک ہوگا۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔

یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ منقول ہے۔

زید بن یثیع نامی راوی سے منقول روایت زیادہ مستند ہے۔

امام ترمذی فرماتے ہیں: شعبہ نے اس روایت میں وہم کیا ہے' انہوں نے راوی کا نام زید بن اثیل بیان کیا ہے۔

شرح

طواف بیت اللہ کے حوالہ سے مزید چند مسائل:

طواف بیت اللہ کے حوالے سے تفصیلی بحث گزشتہ احادیث مبارکہ کے ضمن میں گزر چکی ہے۔ البتہ یہاں چند روایات کی روشنی میں چند مسائل بیان کیے جاتے ہیں:

(۱) بلاعذر سواری پر طواف کرنے کے مسئلہ میں مذاہب آئمہ: کیا بلاعذر شرعی طواف بیت اللہ سواری پر جائز ہے؟

اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ بلاعذر شرعی سواری پر طواف کرنے سے دم واجب ہوگا۔ دور حاضر میں تین طریقوں سے سواری پر طواف کیا جاتا ہے: (۱) ویل چیئر پر بٹھا کر طواف کرایا جاتا ہے۔ (۲) حرم شریف کے پاس کچھ لوگ رہائش پذیر ہیں جو چارپائی پر بٹھا کر یا لٹا کر طواف کراتے ہیں۔ (۳) مزدور لوگ یا رشتہ دار اپنی پشت پر بٹھا کر طواف کراتے ہیں۔ انہوں نے استدلال کیا ہے کہ طواف نماز کی مثل ہے اور بلاعذر شرعی جس طرح نماز میں بیٹھنا منع ہے اسی طرح بلاعذر شرعی طواف بھی سواری پر بیٹھ کر کرنا منع ہے۔

حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ بلاعذر شرعی بھی سواری پر طواف کرنا جائز ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حذر کے بغیر اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر طواف بیت اللہ کیا تھا۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی دلیل حدیث باب کا جواب

یوں دیا جاتا ہے کہ دوران طواف لوگوں کا ہجوم تھا اور لوگ چاہتے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے طواف کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں، پیدل طواف کرنے کی صورت میں آپ سب کو دکھائی نہ دیتے تھے اور اس عذر کی وجہ سے آپ نے سواری پر طواف کیا تھا۔

(۲) مکہ معظمہ میں سب سے افضل عبادت طواف بیت اللہ ہے۔ فقہاء سے منقول ہے کہ ایک عمرہ کے علاوہ مزید عمروں سے بہتر یہ ہے کہ طواف بیت اللہ میں کثرت کی جائے۔ اس کی فضیلت یوں بیان کی گئی ہے کہ جو شخص پچاس طواف کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے گناہوں سے ایسے پاک وصاف کر دیتا ہے کہ گویا وہ ابھی اپنی والدہ کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔

سوال: قرآن وسنت کی نصوص سے ثابت ہے کہ کبیرہ گناہ توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے جبکہ صغیرہ گناہ بغیر توبہ کے اور اعمال صالحہ کے سبب معاف ہو جاتے ہیں۔ انسان کبائر وصغائر دونوں گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے، مانا کہ صغائر طواف سے معاف ہو گئے لیکن کبائر کا کیا بنے گا جبکہ اسے بالکل گناہوں سے پاک وصاف قرار دیا جا رہا ہے؟

جواب: توبہ کی دو اقسام ہیں: (۱) توبہ قولی: یہ وہ ہے جو انسان اللہ تعالیٰ سے گناہ کا اقرار کرتا ہوا اس سے معافی مانگے اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا پختہ وعدہ بھی کرے۔ (۲) توبہ فعلی: یہ وہ ہے کہ انسان قلبی اور ذہنی طور پر گناہوں سے اس قدر بیزار ہو جائے کہ گناہوں کی طرف اس کی توجہ بھی نہ جائے۔ جب توبہ فعلی کے ساتھ پچاس طواف بھی شامل کر لیے جائیں تو نتیجہ یہی سامنے آئے گا کہ اس کے ذمہ ایک گناہ بھی باقی نہ رہے۔

(۲) نماز عصر اور نماز فجر کے بعد دوگانہ طواف ادا کرنے کا مسئلہ: قطع نظر اس کے کہ طواف بیت اللہ کب کیا جائے دریافت طلب یہ بات ہے کہ نماز فجر کے بعد تا طلوع آفتاب اور نماز عصر کے بعد تا غروب آفتاب دوگانہ طواف ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے: حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ جس طرح اوقات ثلاثہ میں کوئی بھی نماز ادا کرنا منع ہے، اسی طرح ان دو اوقات میں بھی نوافل ادا کرنا ممنوع ہے۔ انہوں نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس واقعہ سے استدلال کیا ہے کہ وہ ایک دفعہ اپنے دور خلافت میں مکہ معظمہ آئے۔ انہوں نے فجر کی نماز مسجد حرام میں پڑھائی پھر طواف کیا اور دوگانہ طواف پڑھے بغیر واپس روانہ ہو گئے۔ جب مقام "ذوطوی" پر پہنچے آفتاب طلوع ہو چکا تھا تو دوگانہ طواف ادا کیا۔ اگر فجر کی نماز کے بعد نوافل جائز ہوتے تو آپ دوگانہ طواف مقام ابراہیم پر ادا کرنے کی سعادت حاصل کرتے لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا جس کا مطلب یہ ہے کہ ان دو اوقات میں نوافل ادا کرنا ممنوع ہیں۔

حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر ہے کہ ہر نماز ہر وقت میں ادا کرنا جائز ہے۔ انہوں نے اپنے موقف پر اس روایت سے استدلال کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر متولی کعبہ سے مخاطب ہو کر یوں فرمایا: رات اور دن کے جس حصہ میں بھی کوئی بیت اللہ کا طواف کرنا چاہے یا وہاں نماز ادا کرنا چاہے تو تم اسے ہرگز نہ روکو۔

بڑے دو اماموں کی طرف سے ان کی اس دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ اس روایت میں اوقات ممنوعہ میں نماز ادا کرنے

کی اجازت نہیں دی گئی بلکہ متولی کعبہ کو ان کے فرائض سے آگاہ کرنا مقصود ہے۔

(۳) ہر طواف کامل کے بعد دوگانہ طواف ادا کرنا واجب ہے لیکن یہ دوگانہ طواف سے متصل پڑھنا ضروری نہیں ہے بلکہ تاخیر سے بھی پڑھا جاسکتا ہے۔ متعدد طواف کرنے کے بعد تمام کے نوافل ایک ساتھ ادا کرنا بھی جائز ہے۔ دوگانہ طواف کی پہلی رکعت میں سورۃ الکافرون اور دوسری میں سورۃ الاخلاص پڑھنا مسنون ہے کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی معمول تھا۔

(۴) دوران طواف ستر عورت کے مسئلہ میں مذاہب آئمہ: کیا طواف بیت اللہ کے دوران ستر ضروری ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ نماز میں بالاجماع ستر عورت شرط ہے۔ دوران نماز ستر عورت کی شرط مفقود ہونے کی صورت میں نماز نہیں ہوگی اور نماز کا اعادہ کرنا ہوگا۔ دوران طواف ستر عورت کی شرعی حیثیت میں آئمہ ثلاثہ کا مؤقف ہے کہ یہ شرط ہے کہ لہٰذا ان کے نزدیک نماز کی طرح طواف میں بھی اس کے مفقود ہونے سے طواف نہیں ہوگا اور دم دینے سے اس کی تلافی نہیں ہوگی۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دوران طواف ستر عورت واجب ہے اور اس کے مفقود ہونے سے دم پیش کرنے سے اس کی تلافی ہو جائے گی۔ آپ نے بھی حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں لوگ عریانی حالت میں طواف کیا کرتے تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ۹ھ میں مکہ معظمہ بھیج کر حج کے موقعہ پر یہ اعلان کروایا کہ آئندہ سال سے عریانی حالت میں طواف بیت اللہ نہیں کیا جائے گا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ دُخُوْلِ الْكَعْبَةِ

باب 45: خانہ کعبہ کے اندر داخل ہونا

799 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِنْدِيْ وَهُوَ قَرِيْرُ الْعَيْنِ طَيِّبُ النَّفْسِ فَرَجَعَ اِلَيَّ وَهُوَ حَزِيْنٌ فَقُلْتُ لَهٗ فَقَالَ اِنِّيْ دَخَلْتُ الْكَعْبَةَ وَوَدِدْتُّ اَنِّيْ لَمْ اَكُنْ فَعَلْتُ اِنِّيْ اَخَافُ اَنْ اَكُوْنَ اَتْعَبْتُ اُمَّتِيْ مِنْ بَعْدِيْ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ میرے پاس سے تشریف لے گئے' تو آپ کی آنکھیں ٹھنڈی تھیں اور مزاج خوشگوار تھا جب آپ میرے پاس تشریف لائے' تو آپ غمگین تھے میں نے آپ سے دریافت کیا' تو آپ نے بتایا میں خانہ کعبہ کے اندر گیا تھا' میری یہ خواہش ہے کہ میں ایسا نہ کرتا کیونکہ مجھے یہ اندیشہ ہے: میں نے اپنے بعد آنے والی امت کو مشکل کا شکار کر دیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الصَّلٰوةِ فِي الْكَعْبَةِ

باب 46: خانہ کعبہ کے اندر نماز ادا کرنا

800 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ بِلَالٍ

متن حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِيْ جَوْفِ الْكَعْبَةِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَمْ يُصَلِّ وَلٰكِنَّهُ كَبَّرَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ وَّالْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ وَّعُثْمَانَ ابْنِ طَلْحَةَ وَشَيْبَةَ بْنِ عُثْمَانَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ بِلَالٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَّالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ لَا يَرَوْنَ بِالصَّلٰوةِ فِي الْكَعْبَةِ بَاْسًا وقَالَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ لَّا بَاْسَ بِالصَّلٰوةِ النَّافِلَةِ فِي الْكَعْبَةِ وَكَرِهَ اَنْ تُصَلَّى الْمَكْتُوْبَةُ فِي الْكَعْبَةِ وقَالَ الشَّافِعِيُّ لَا بَاْسَ اَنْ تُصَلَّى الْمَكْتُوْبَةُ وَالتَّطَوُّعُ فِي الْكَعْبَةِ لِاَنَّ حُكْمَ النَّافِلَةِ وَالْمَكْتُوْبَةِ فِي الطَّهَارَةِ وَالْقِبْلَةِ سَوَاءٌ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے خانہ کعبہ کے اندر نماز ادا کی تھی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے نماز ادا نہیں کی تھی بلکہ صرف تکبیر کہی تھی۔

اِس بارے میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما، حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت شیبہ بن عثمان رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اکثر اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے۔ ان کے نزدیک خانہ کعبہ کے اندر نماز ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: خانہ کعبہ کے اندر نفل نماز ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے' انہوں نے خانہ کعبہ کے اندر فرض نماز ادا کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس میں کوئی حرج نہیں ہے: تم خانہ کعبہ کے اندر فرض یا نفل نماز ادا کرلو' اس لیے کہ طہارت اور قبلہ کے اعتبار سے نفل اور فرض نماز کا حکم ایک سا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَسْرِ الْكَعْبَةِ

باب 47: خانہ کعبہ کو توڑ کر (دوبارہ بنانا)

801 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ

متن حدیث: اَنَّ ابْنَ الزُّبَيْرِ قَالَ لَهُ حَدِّثْنِيْ بِمَا كَانَتْ تُفْضِيْ اِلَيْكَ اُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ يَعْنِيْ عَآئِشَةَ فَقَالَ حَدَّثَتْنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: لَهَا لَوْلَا اَنَّ قَوْمَكِ حَدِيْثُو عَهْدٍ بِالْجَاهِلِيَّةِ لَهَدَمْتُ الْكَعْبَةَ وَجَعَلْتُ لَهَا بَابَيْنِ قَالَ فَلَمَّا مَلَكَ ابْنُ الزُّبَيْرِ هَدَمَهَا وَجَعَلَ لَهَا بَابَيْنِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسود بن یزید بیان کرتے ہیں: حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے ان سے کہا: تم مجھے وہ حدیث سناؤ! جو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے تمہیں سنائی تھی‘ تو انہوں نے بتایا: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے یہ بات بتائی تھی‘ نبی اکرم ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا تھا: اگر تمہاری قوم زمانہ جاہلیت کے قریب نہ ہوتی‘ تو میں خانہ کعبہ کو منہدم کرتا اور اس کے دو دروازے بناتا۔

راوی بیان کرتے ہیں: جب حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی خلافت کا زمانہ آیا‘ تو انہوں نے خانہ کعبہ کو منہدم کروادیا اور اس کے دو دروازے بنائے۔

یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

کعبہ میں دخول اور اس میں نماز ادا کرنے کے احکام و مسائل:

تمام آئمہ فقہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حج یا عمرہ کے موقع پر دخول کعبہ واجب و ضروری نہیں ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دو یا تین بار کعبہ میں داخل ہوئے۔ آپ نے کعبہ میں نماز پڑھی تھی یا نہیں؟ اس بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مختلف اقوال ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ میں نماز نہیں پڑھی تھی بلکہ چاروں کونوں میں تکبیر بلند کی تھی۔ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ میں نماز ادا کی تھی اور وہ جگہ کا تعین کر کے اس واقعہ کو بیان کیا کرتے تھے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ آپ کے نماز ادا کرنے کا انکار کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں نہیں تھے انہوں نے جیسا لوگوں سے سنا آگے بیان کر دیا۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ اس موقع پر موجود تھے لیکن ان کے ذمہ آب زمزم لانا اور غسالہ پھینکنا تھا۔ ممکن ہے کہ وہ پانی لانے یا غسالہ پھینکنے گئے ہوں‘ تو آپ نے بعد میں نماز ادا کی ہو۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے اور ان کی ذمہ داری کعبہ کے اندر تھی۔ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا اور با قاعدہ جگہ کا تعین کر کے نماز ادا کرنے کے واقعہ کو بیان کرتے تھے۔ آپ کا بیان سب سے معتبر ہے‘ جس کے مطابق آپ نے دو رکعت نماز ادا کی تھی۔

(۱) کعبہ میں نماز ادا کرنے میں مذاہب آئمہ:

کعبہ میں نماز ادا کرنے کے جواز و عدم جواز میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ کعبہ میں صرف نفلی نماز پڑھی جا سکتی ہے لیکن فرض‘ واجب‘ دوگانہ طواف اور فجر کی دو سنت ادا کرنا جائز نہیں ہے۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ‘ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک مطلق نماز ادا کرنا جائز ہے خواہ وہ فرائض ہوں یا واجبات یا دوگانہ طواف یا فجر کی دو سنت ہوں۔ اس لیے کہ نمازوں میں طہارت اور استقبال قبلہ کا حکم یکساں ہے۔

(۲) کعبہ کی تعمیر نو کا عزم:

• حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سامنے کعبہ کی تعمیر نو کے عزم کا اظہار کیا لیکن ممکنہ فتنہ کے اندیشہ کے پیش نظر عملاً ایسا نہ کیا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خواہش کی تکمیل کرتے ہوئے کعبہ کی تعمیر نو کی۔ البتہ حجاج بن یوسف نے بعد میں اس میں قدرے تبدیلی کر دی تھی مگر اکثر اصل شکل میں باقی رکھا گیا۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین میں اتارا تو انہیں جنت کی ایک نشانی دی گئی جو حجر اسود ہے۔ یہ پتھر کعبہ کے ایک کونے میں نصب کیا گیا ہے۔ زمین پر اترتے وقت یہ پتھر دودھ سے زیادہ سفید تھا لیکن لوگوں کے گناہوں کو جذب کرنے کے سبب اس کی اصل سفیدی ختم ہو چکی ہے۔ اب یہ پتھر سیاہ ہو چکا ہے۔

سوال: حجر اسود کو جس طرح گناہگار لوگ چھوتے رہے ہیں اسی طرح انبیاء، صحابہ کرام، صالحین اور اولیاء امت بھی چھوتے رہے ہیں۔ پھر نیک لوگوں کے چھونے کے باعث اس کی سفید بحال کیوں نہ ہوئی؟

جواب: (۱) نیک اور برے لوگوں کی تعداد کا جائزہ لیا جائے تو حجر اسود کو چھونے والے لوگوں میں سے گناہگاروں کی تعداد زیادہ تھی، یہ بات فطرت کے قریب تر ہے کہ کثرت کا اعتبار ہوتا ہے۔ اگر کوہ نور کو کثیر گناہگار لوگ چھوتے رہیں تو وہ بھی میلا ہو سکتا ہے۔ (۲) ہمیشہ نتیجہ ارذل چیز کے مطابق برآمد ہوتا ہے مثلاً دودھ میں ایک قطرہ پیشاب کا ڈال دیا جائے تو سب دودھ نجس ہو جائے گا۔ اسی طرح نیک لوگوں کا ایک مقام مسلمہ ہے لیکن برے لوگوں کے چھونے سے حجر اسود سیاہ ہو گیا ہے۔

کعبہ میں نماز ادا کرنے کے فقہی مسائل:

کعبہ میں نماز ادا کرنے کے چند ایک فقہی مسائل ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

☆ کعبہ میں ہر نماز جائز ہے خواہ وہ فرض ہو یا واجب یا نوافل۔ اکیلا پڑھے یا باجماعت اگرچہ امام و مقتدی دونوں کا منہ مختلف سمتوں کی طرف ہوں۔ جب مقتدی کی پشت امام کے سامنے ہوگی تو مقتدی کی نماز درست نہیں ہوگی مگر جب دونوں کے منہ باہم مقابل ہوں، تو دونوں کی نماز درست ہوگی۔

☆ کعبہ معظمہ کے اندر اور اس کی چھت پر نماز ادا کرنے کا یکساں حکم ہے۔ البتہ آداب کے پیش نظر چھت پر نماز ادا کرنا مکروہ ہے۔

☆ مسجد حرام میں کعبہ معظمہ کے اطراف میں باجماعت نماز کے دوران مقتدی امام کی نسبت کعبہ کے قریب تر ہوں، تو نماز درست ہے۔ البتہ جس سمت میں امام ہے، اس طرف سے جو مقتدی امام سے زیادہ کعبہ کے قریب ہوگا، اس کی نماز نہیں ہوگی۔

☆ امام کعبہ کے اندر ہو جبکہ مقتدی حضرات باہر ہوں اور دروازہ کھلا ہوا ہو یا دروازہ بند ہو بشرطیکہ امام کے رکوع و سجود کے حالات سے مقتدی واقف ہوں، تو نماز درست ہوگی۔

☆ اگر امام کعبہ کے باہر ہو جبکہ مقتدی اندر ہوں بشرطیکہ ان کی پشت امام کے مواجہہ کے مقابل نہ ہو، تو نماز جائز ہوگی ورنہ نہیں۔ (ہدایہ و بہار شریعت مدنیہ جلد اوّل ماخوذ از صفحہ ۸۶۴ تا ۸۶۵)

بَابُ مَا جَآءَ فِي الصَّلٰوةِ فِي الْحِجْرِ

باب 48: حطیم میں نماز ادا کرنا

802 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ اَبِىْ عَلْقَمَةَ عَنْ اُمِّهٖ عَنْ عَآئِشَةَ

متنِ حدیث: قَالَتْ كُنْتُ اُحِبُّ اَنْ اَدْخُلَ الْبَيْتَ فَاُصَلِّيَ فِيْهِ فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِىْ فَاَدْخَلَنِى الْحِجْرَ فَقَالَ صَلِّىْ فِى الْحِجْرِ اِنْ اَرَدْتِ دُخُوْلَ الْبَيْتِ فَاِنَّمَا هُوَ قِطْعَةٌ مِّنَ الْبَيْتِ وَلٰكِنَّ قَوْمَكِ اسْتَقْصَرُوْهُ حِيْنَ بَنَوُا الْكَعْبَةَ فَاَخْرَجُوْهُ مِنَ الْبَيْتِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیحِ راوی: وَعَلْقَمَةُ بْنُ اَبِىْ عَلْقَمَةَ هُوَ عَلْقَمَةُ بْنُ بِلَالٍ

◆◆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: مجھے یہ بات پسند تھی کہ میں بیت اللہ کے اندر داخل ہو کر وہاں نماز ادا کروں نبی اکرم ﷺ نے میرا ہاتھ تھاما اور آپ نے مجھے حطیم میں داخل کر دیا آپ نے ارشاد فرمایا: اگر تم بیت اللہ کے اندر داخل ہونا چاہتی ہو، حطیم میں تم نماز ادا کرلو' کیونکہ یہ بھی بیت اللہ کا ایک حصہ ہے' لیکن تمہاری قوم نے خانہ کعبہ کی تعمیر کے وقت اسے چھوڑ دیا تھا' اور انہوں نے اسے بیت اللہ سے باہر رکھا تھا۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

علقمہ بن ابوعلقمہ نامی راوی علقمہ بن بلال ہیں۔

803 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّآئِبِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: نَزَلَ الْحَجَرُ الْاَسْوَدُ مِنَ الْجَنَّةِ وَهُوَ اَشَدُّ بَيَاضًا مِّنَ اللَّبَنِ فَسَوَّدَتْهُ خَطَايَا بَنِىْ اٰدَمَ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَاَبِىْ هُرَيْرَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: حجر اسود جب جنت سے نازل ہوا تھا۔ تو اس وقت یہ دودھ سے زیادہ سفید تھا اولادِ آدم کے گناہوں نے اسے سیاہ کر دیا ہے۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

حطیم کی تعریف اور اس میں نماز ادا کرنے کا مسئلہ:

کعبہ سے متصل ایک چھوٹی سی دیوار ہے جو اکثر فقہاء کے نزدیک کعبہ کا حصہ ہے، اسے حطیم کعبہ کہا جاتا ہے۔ حطیم کعبہ اور کعبہ

کا حکم یکساں ہے۔ جس طرح کعبہ میں ہر نماز ادا کرنا جائز ہے اسی طرح اس حصہ میں بھی نماز ادا کرنا جائز ہے۔ حطیم کعبہ کے آداب وفضائل بھی کعبہ معظّمہ کی طرح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ فَضْلِ الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ وَالرُّكْنِ وَالْمَقَامِ

باب 49: حجر اسود، رکن یمانی، مقام ابراہیم کی فضیلت

804 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ رَجَاءٍ اَبِيْ يَحْيٰى قَالَ سَمِعْتُ مُسَافِعًا الْحَاجِبَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متنِ حدیث: اِنَّ الرُّكْنَ وَالْمَقَامَ يَاقُوْتَتَانِ مِنْ يَاقُوْتِ الْجَنَّةِ طَمَسَ اللّٰهُ نُوْرَهُمَا وَلَوْ لَمْ يَطْمِسْ نُوْرَهُمَا لَاَضَاءَتَا مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا يُرْوٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو مَوْقُوْفًا قَوْلُهُ وَفِيْهِ عَنْ اَنَسٍ اَيْضًا وَّهُوَ حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: رکن یمانی اور مقام ابراہیم جنت کے دو یاقوت ہیں' اللہ تعالیٰ نے ان کے نور کو ہلکا کر دیا ہے' اگر اللہ تعالیٰ ان کے نور کو ہلکا نہ کرتا' تو یہ مشرق اور مغرب کے درمیان ساری جگہ کو روشن کر دیتے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے "موقوف" روایت کے طور پر' یعنی ان کے اپنے قول کے طور پر بھی منقول ہے۔

اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔ یہ حدیث "غریب" ہے۔

شرح

حجر اسود، رکن اور مقام ابراہیمی کے فضائل:

حجر اسود اور رکن کے درمیان واؤ عطف تفسیری ہے' جبکہ دونوں ایک ہی چیز کے دو نام ہے۔ حجر اسود کو رکن کہنے کی وجہ یہ ہے کہ رکن بمعنیٰ حصہ ہے اور حجر اسود دیوار کعبہ میں نصب ہونے کی وجہ سے اس کا حصہ قرار پایا ہے۔ مقام سے مراد مقام ابراہیمی ہے جو کعبہ کے دروازہ کے سامنے چند گز کے فاصلے پر مطاف کے آخری حصہ میں واقع ہے۔

حجر اسود اور مقام ابراہیمی کی فضیلت کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حجر اسود اور مقام ابراہیمی دونوں جنتی پتھر ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی روشنی کم کر دی ہے اور اگر ان کی روشنی کم نہ کی جاتی تو ان کی روشنی سے از شرق تا غرب ہر چیز چمک اٹھتی۔ اس سے ثابت ہوا کہ جنت کی معمولی چیز بھی دنیا کی اعلیٰ چیز سے برتر و افضل ہوتی ہے یعنی جس طرح اپنے حسن و جمال کی وجہ سے جنت بے مثل ہے اسی طرح اس کی ہر چیز بھی بے مثال ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْخُرُوجِ اِلٰى مِنًى وَالْمُقَامِ بِهَا

باب 50: منیٰ کی طرف جانا اور وہاں قیام کرنا

805 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْاَجْلَحِ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

متنِ حدیث: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ وَالْفَجْرَ ثُمَّ غَدَا اِلٰى عَرَفَاتٍ

توضیح راوی: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَاِسْمٰعِيْلُ بْنُ مُسْلِمٍ قَدْ تَكَلَّمُوْا فِيْهِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے منیٰ میں ہمیں ظہر اور عصر کی نماز پڑھائی' پھر مغرب، عشاء اور فجر کی نمازیں پڑھائیں' پھر آپ عرفات تشریف لے گئے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اسماعیل بن مسلم نامی راوی کے بارے میں محدثین نے ان کے حافظے کے حوالے سے کلام کیا ہے۔

806 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْاَجْلَحِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِمِنًى الظُّهْرَ وَالْفَجْرَ ثُمَّ غَدَا اِلٰى عَرَفَاتٍ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ وَاَنَسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِيْنِيِّ قَالَ يَحْيٰى قَالَ شُعْبَةُ لَمْ يَسْمَعِ الْحَكَمُ مِنْ مِقْسَمٍ اِلَّا خَمْسَةَ اَشْيَاءَ وَعَدَّهَا وَلَيْسَ هٰذَا الْحَدِيْثُ فِيْمَا عَدَّ شُعْبَةُ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے منیٰ میں ظہر (سے لے کر) فجر (تک کی) نمازیں پڑھائیں' پھر آپ عرفات کی طرف تشریف لے گئے۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مقسم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے' اس کے بارے میں علی بن مدینی فرماتے ہیں: یحییٰ نے یہ بات بیان کی ہے: شعبہ فرماتے ہیں: حکم نے مقسم سے صرف پانچ روایات سنی ہیں' پھر شعبہ نے ان روایات کو گنوایا اور شعبہ کی گنوائی ہوئی ان روایات میں یہ مذکورہ بالا حدیث نہیں تھی۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ مِنًى مُنَاخُ مَنْ سَبَقَ

باب 51: منیٰ میں جو شخص پہلے پہنچ جائے وہ وہاں (اپنی مرضی کی جگہ پر) قیام کرسکتا ہے

807 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ عِيْسٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ اَبَانَ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ اِسْرَآئِيْلَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ

بِنِ مُهَاجِرٍ عَنْ يُوْسُفَ بْنِ مَاهَكَ عَنْ اُمِّهِ مُسَيْكَةَ عَنْ عَآئِشَةَ

متنِ حدیث: قَالَتْ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا نَبْنِیْ لَكَ بَيْتًا يُظِلُّكَ بِمِنًى قَالَ لَا مِنًى مُنَاخُ مَنْ سَبَقَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا ہم آپ کے لیے کوئی عمارت نہ بنادیں' جو منیٰ میں آپ پر سایہ کرے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں! منیٰ ایسی جگہ ہے' جہاں جو پہلے پہنچ جائے وہ (اپنی مرضی کی جگہ پر) ٹھہر سکتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ تَقْصِيْرِ الصَّلٰوةِ بِمِنًى

باب 52: منیٰ میں قصر نماز ادا کرنا

808 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ قَالَ

متنِ حدیث: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى اٰمَنَ مَا كَانَ النَّاسُ وَاَكْثَرَهُ رَكْعَتَيْنِ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنْ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّابْنِ عُمَرَ وَاَنَسٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حدیثِ دیگر: وَّرُوِیَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهُ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ وَمَعَ اَبِیْ بَكْرٍ وَّمَعَ عُمَرَ وَمَعَ عُثْمَانَ رَكْعَتَيْنِ صَدْرًا مِّنْ اِمَارَتِهٖ

مذاہبِ فقہاء: وَقَدِ اخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِیْ تَقْصِيْرِ الصَّلٰوةِ بِمِنًى لِاَهْلِ مَكَّةَ فَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ لَيْسَ لِاَهْلِ مَكَّةَ اَنْ يَّقْصُرُوا الصَّلٰوةَ بِمِنًى اِلَّا مَنْ كَانَ بِمِنًى مُسَافِرًا وَّهُوَ قَوْلُ ابْنِ جُرَيْجٍ وَّسُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَيَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْقَطَّانِ وَالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا بَاْسَ لِاَهْلِ مَكَّةَ اَنْ يَّقْصُرُوا الصَّلٰوةَ بِمِنًى وَهُوَ قَوْلُ الْاَوْزَاعِيِّ وَمَالِكٍ وَّسُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِيٍّ

◆◆ حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں منیٰ میں نماز ادا کی' لوگ اس وقت سب سے زیادہ امن کی حالت میں تھے اور سب سے زیادہ تعداد میں تھے' لیکن نبی اکرم ﷺ نے دو رکعات ادا کی تھیں۔

اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات نقل کی گئی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں: میں نے منیٰ میں نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں دو رکعات ادا کی ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ (کی اقتداء میں دو رکعات ادا کی ہیں) اور حضرت

عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی عرصے میں (ان کی اقتداء میں بھی دو رکعات ادا کی ہیں)

اہلِ علم نے مکہ والوں کے منیٰ میں قصر نماز پڑھنے کے بارے میں اختلاف کیا ہے: بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے۔ وہ (یعنی اہلِ مکہ) منیٰ میں نماز قصر نہیں کریں گے؟ کیونکہ منیٰ میں صرف وہ شخص قصر نماز پڑھ سکتا ہے جو مسافر ہو۔

ابن جریج، سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، یحییٰ بن سعید قطان، شافعی رحمۃ اللہ علیہ، احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: اہلِ مکہ کے لیے منیٰ میں قصر نماز ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، سفیان بن عیینہ اور عبدالرحمٰن بن مہدی اسی بات کے قائل ہیں۔

شرح

منیٰ کے حوالے سے چند امور کی وضاحت:

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسلسل تین ابواب کی چار احادیث کی روشنی میں منیٰ کے حوالے سے چند مسائل بیان کرنے کی سعی فرمائی ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

(۱) منیٰ میں قیام:

لفظ منیٰ اور منیٰ (یعنی کسرہ بالمیم یا ضمہ بالمیم) دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر ۸/ذی الحجہ ۱۰ھ میں "منیٰ" تشریف لے گئے، آپ نے از نماز ظہر تا، نماز فجر (۹/ذی الحجہ ۱۰ھ) پانچ نمازیں وہاں ادا فرمائیں۔ ۹/ذی الحجہ ۱۰ھ میں صبح کے وقت منیٰ سے عرفات کی طرف روانہ ہو گئے۔ ۸ ذی الحجہ میں منیٰ جانا مسنون ہے۔ اگر کوئی شخص میقات یا مکہ معظمہ سے ۹/ذی الحجہ میں سیدھا عرفات پہنچ جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ۸ ذی الحجہ ۱۰ھ میں منیٰ اس لیے تشریف لے گئے تاکہ صحابہ کرام وہاں جمع ہو جائیں اور آئندہ دن ایک ساتھ وہاں سے عرفات جانے میں آسانی رہے گی کیونکہ اگر انہیں عرفات پہنچنے کا حکم دیا جاتا تو ممکن تھا کہ کئی لوگ عصر تک بلکہ مغرب کے بعد تک بھی وہاں نہ پہنچ پاتے۔

(۲) منیٰ میں قیام کا مسئلہ:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ۸ ذی الحجہ ۱۰ھ میں جب منیٰ پہنچے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ سے عرض کیا: یارسول اللہ! تین چار ایام تک آپ یہاں قیام فرمائیں گے اور یہاں کوئی عمارت نہیں ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو کوئی عمارت کا انتظام کر دیں جس کے سایہ میں آپ تشریف فرما ہوں؟ آپ نے صحابہ کی تجویز کو پسند نہ فرمایا بلکہ آپ نے فرمایا: منیٰ ہر اس شخص کے اونٹ بٹھانے کی جگہ ہے جو وہاں پہلے پہنچ جائے"۔ آپ کے لیے خیمہ نصب کیا گیا جس میں آپ تشریف فرما ہو گئے چونکہ آپ نے یہاں عمارت کی تعمیر کو ناپسند کیا تھا اس لیے تاحال عمارت بنانے کا رواج نہیں ہے۔ معلمون بروقت حجاج کرام کے لیے خیموں کا انتظام کر دیتے ہیں بلکہ اکثر لوگ راستوں میں خیموں کے بغیر لیٹے ہوتے ہیں، جنہیں پولیس بھی کچھ نہیں کہتی۔ منیٰ میں خیموں کے علاوہ حجاج کے قیام کا کوئی انتظام نہ ہونے کی وجہ سے ہر سال کئی حجاج کرام کثرت ہجوم کے باعث لقمہ اجل بن جاتے ہیں۔

(۳) منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں قصر نماز مسئلہ میں مذاہب آئمہ:

کیا حجاج کرام منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں رباعی نمازوں میں قصر کریں گے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ جس شخص نے بھی احرام باندھا ہوا ہو خواہ وہ مقیم ہو یا مسافر ہو، وہ رباعی نمازوں میں قصر کرے گا۔ نیز ایام حج میں قصر نماز مناسک حج میں شامل ہے۔ انہوں نے اس روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ کی نمازوں میں قصر کیا تھا اور آپ کی طرف سے اعلان بھی نہیں ہوا تھا کہ ہم مسافر ہیں، مقیم حضرات اپنی نماز مکمل کرلیں"۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ قصر صلوٰۃ حج کا حصہ ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک قصر صلوٰۃ مناسک حج میں شامل نہیں ہے۔ اس موقع پر نماز قصر کے حوالے سے عام اصول کو پیش نظر رکھا جائے گا کہ جو شخص مسافر ہوگا وہ قصر صلوٰۃ کرے گا اور جو مقیم ہوگا اسے اس کی اجازت نہیں ہوگی۔ انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے استدلال کیا ہے کہ آپ نے اپنے زمانہ خلافت میں منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں رباعی نمازیں قصر کے بغیر پڑھائیں تو لوگوں میں باتیں شروع ہوگئیں۔ آپ نے لوگوں کو مطمئن کرنے کے لیے یہ عذر پیش کر دیا کہ انہوں نے مکہ معظمہ کے قریب شادی کرلی ہے، وہ مدینہ طیبہ سے سسرال آتے ہیں اور ایک ماہ بعد وہاں سے مکہ آتے ہیں۔ لہٰذا وہ مسافر نہیں ہیں۔

آئمہ ثلاثہ کی طرف سے حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ میں تین ایام تک نماز قصر پڑھائی تھی جن میں آپ کی طرف سے مسلسل اعلان ہوتا رہا، یہاں بھی وہی نمازی ہیں لہٰذا ان کیلیے نئے سرے سے اعلان کی ضرورت نہیں تھی۔

(۴) حرمین شریفین کے آئمہ نماز عصر کے وقت میں نظر ثانی فرمائیں کیونکہ ہر موسم میں وہ ظہر کے وقت ہی اذان کہہ کر نماز عصر پڑھا دیتے ہیں۔ اس وقت میں احناف کی ترجمانی نہیں ہوتی کیونکہ ان کے نزدیک سایہ اصلی کے علاوہ ہر چیز کا سایہ دوگنا ہونے پر نماز عصر شروع ہوتا ہے۔ اسی طرح رمضان میں نماز وتر میں بھی احناف کی ترجمانی نہیں کی جاتی، کیونکہ ان کے نزدیک نماز وتر کی تینوں رکعات ایک سلام کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں، جبکہ آئمہ حرمین کی نماز وتر اس سے مختلف ہے۔ احناف کے دلائل اس قدر قوی ہیں کہ ان کا انکار ناممکن ہے۔ علاوہ ازیں مسلمانوں کی اکثریت حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مقلدین کی ہے۔ اس طرح شرعی اور اخلاقی طور پر ان کی ترجمانی ہونی چاہیے تاکہ ملت اسلامیہ میں مزید اتحاد و اتفاق کی فضاء قائم ہو سکے۔

(۵) وقوف منیٰ کے حوالے سے چند ایک فقہی مسائل ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

☆ ۷ ذی الحجہ میں امام، مسجد حرام میں خطبہ دے گا، جس میں وقوف منیٰ، وقوف عرفہ اور وقوف مزدلفہ کے شرعی احکام و مسائل سے لوگوں کو آگاہ کرے گا۔ مثال کے طور پر غسل کرنا، موئے بغل و زیر ناف بال، احرام زیب تن کرنا، طواف بیت اللہ کرنا، سعی صفا و مروہ کرنا اور منیٰ کی طرف روانہ ہونا وغیرہ

☆ ۸ ذی الحجہ کو فجر کی نماز کے بعد حاجی منیٰ کی طرف روانہ ہو جائے اور ظہر کی نماز منیٰ میں ادا کرے۔ منیٰ میں آمد و رفت کا سفر پیدل طے کرنا چاہیے کیونکہ ہر قدم کے عوض سات کروڑ نیکیاں عطا کی جاتی ہیں۔

☆ آمد و رفت کے دوران تلبیہ، حمد و ثناء اور درود و سلام کا سلسلہ جاری رہنا چاہیے۔

☆ منیٰ نظر آنے پر یہ دعا پڑھی جائے: اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ مِنًى فَامْنُنْ عَلَيَّ بِمَا مَنَنْتَ بِهٖ عَلٰى اَوْلِيَاۗءِكَ ط

☆ ۸ ذی الحجہ کی ظہر سے لے کر ۹ ذی الحجہ کی فجر تک پانچوں نمازیں "مسجد خیف" میں ادا کی جائیں۔ ان امور کی بڑی فضیلت ہے جو مسنون ہیں۔ (ماخوذ از بہار شریعت مدنیہ جلد اول از صفحہ ۱۱۳۵ تا ۱۱۴۰)

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْوُقُوْفِ بِعَرَفَاتٍ وَّالدُّعَاءِ بِهَا

باب 53: عرفات میں وقوف کرنا، وہاں دعا مانگنا

809 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَفْوَانَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ شَيْبَانَ قَالَ

متنِ حدیث: اَتَانَا ابْنُ مِرْبَعٍ الْاَنْصَارِيُّ وَنَحْنُ وُقُوْفٌ بِالْمَوْقِفِ مَكَانًا يُّبَاعِدُهٗ عَمْرٌو فَقَالَ اِنِّيْ رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْكُمْ يَقُوْلُ كُوْنُوْا عَلٰى مَشَاعِرِكُمْ فَاِنَّكُمْ عَلٰى اِرْثٍ مِّنْ اِرْثِ اِبْرَاهِيْمَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَّعَآئِشَةَ وَجُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ وَّالشَّرِيْدِ بْنِ سُوَيْدٍ الثَّقَفِيِّ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ مِرْبَعٍ الْاَنْصَارِيِّ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ

توضیحِ راوی: وَّابْنُ مِرْبَعٍ اسْمُهٗ يَزِيْدُ بْنُ مِرْبَعٍ الْاَنْصَارِيُّ وَاِنَّمَا يُعْرَفُ لَهٗ هٰذَا الْحَدِيْثُ الْوَاحِدُ

◆◆ یزید بن شیبان بیان کرتے ہیں: حضرت ابن مربع انصاری رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے ہم نے اس وقت میدان عرفات میں وقوف کیا ہوا تھا۔ عمرو نامی راوی نے بتایا: یہ دور کی جگہ تھی۔ انہوں نے یہ بتایا: میں نبی اکرم ﷺ کے قاصد کے طور پر تمہارے پاس آیا ہوں، آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے: تم اپنی اپنی جگہ پر رہو، کیونکہ تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وراثت (پر کاربند ہو)۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ، حضرت شرید بن سوید ثقفی رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن مربع سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

ہم اسے صرف ابن عیینہ کی عمرو بن دینار کے حوالے سے روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

حضرت ابن مربع کا نام یزید بن مربع انصاری رضی اللہ عنہ ہے، اور ان کے حوالے سے صرف یہی ایک حدیث منقول ہے۔

810 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

الطُّفَاوِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

آثارِ صحابہ: كَانَتْ قُرَيْشٌ وَّمَنْ كَانَ عَلٰى دِيْنِهَا وَهُمُ الْحُمْسُ يَقِفُوْنَ بِالْمُزْدَلِفَةِ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ قَطِيْنُ اللّٰهِ وَكَانَ مَنْ سِوَاهُمْ يَقِفُوْنَ بِعَرَفَةَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى (ثُمَّ اَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ)

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

قولِ امام ترمذی: قَالَ وَمَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ اَنَّ اَهْلَ مَكَّةَ كَانُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْحَرَمِ وَعَرَفَةُ خَارِجٌ مِّنَ الْحَرَمِ وَاَهْلُ مَكَّةَ كَانُوْا يَقِفُوْنَ بِالْمُزْدَلِفَةِ وَيَقُوْلُوْنَ نَحْنُ قَطِيْنُ اللّٰهِ يَعْنِيْ سُكَّانَ اللّٰهِ وَمَنْ سِوٰى اَهْلِ مَكَّةَ كَانُوْا يَقِفُوْنَ بِعَرَفَاتٍ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى (ثُمَّ اَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ) وَالْحُمْسُ هُمْ اَهْلُ الْحَرَمِ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: قریش اور ان کے ہم خیال لوگ جنہیں ''حمس'' کہا جاتا تھا یہ لوگ مزدلفہ میں وقوف کرتے تھے اور یہ کہا کرتے تھے: ہم بیت اللہ کے خادم ہیں اور مکہ کے رہنے والے ہیں' ان کے علاوہ جو لوگ تھے' وہ عرفات میں وقوف کرتے تھے' تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

''تو تم وہاں سے واپس آؤ جہاں سے دوسرے لوگ واپس آتے ہیں''۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے: اہلِ مکہ حرم کی حدود سے باہر نہیں جاتے اور عرفہ چونکہ حرم کی حدود سے باہر ہے' اس لیے (قریش کے خیال کے مطابق) اہلِ مکہ کو مزدلفہ میں وقوف کرنا چاہیے وہ یہ کہا کرتے تھے: ہم اللہ تعالیٰ کے شہر کے رہنے والے ہیں' یعنی اللہ تعالیٰ کے شہر میں بستے ہیں اور جو شخص اہلِ مکہ کے علاوہ ہو وہ لوگ عرفات میں وقوف کریں گے' تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

''پھر تم لوگ وہاں سے واپس آؤ جہاں سے دوسرے لوگ واپس آتے ہیں''۔

لفظ ''حمس'' کا مطلب حرم کے رہنے والے ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ عَرَفَةَ كُلَّهَا مَوْقِفٌ

باب 54: پورا میدان عرفات ٹھہرنے کی جگہ ہے

811 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَيَّاشِ بْنِ اَبِيْ رَبِيْعَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ رَافِعٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ

متنِ حدیث: وَقَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَةَ فَقَالَ هٰذِهِ عَرَفَةُ وَهٰذَا هُوَ الْمَوْقِفُ وَعَرَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ ثُمَّ اَفَاضَ حِيْنَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَاَرْدَفَ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَّجَعَلَ يُشِيْرُ بِيَدِهٖ عَلٰى هِيْنَتِهٖ وَالنَّاسُ يَضْرِبُوْنَ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا يَلْتَفِتُ اِلَيْهِمْ وَيَقُوْلُ يَا اَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةَ ثُمَّ اَتٰى جَمْعًا فَصَلّٰى بِهِمُ الصَّلَاتَيْنِ جَمِيْعًا فَلَمَّا اَصْبَحَ اَتٰى قُزَحَ فَوَقَفَ عَلَيْهِ وَقَالَ هٰذَا قُزَحُ وَهُوَ الْمَوْقِفُ وَجَمْعٌ كُلُّهَا مَوْقِفٌ ثُمَّ

اَفَاضَ حَتّٰى انْتَهٰى اِلٰى وَادِىْ مُحَسِّرٍ فَقَرَعَ نَاقَتَهٗ فَخَبَّتْ حَتّٰى جَاوَزَ الْوَادِىَ فَوَقَفَ وَاَرْدَفَ الْفَضْلَ ثُمَّ اَتَى الْجَمْرَةَ فَرَمَاهَا ثُمَّ اَتَى الْمَنْحَرَ فَقَالَ هٰذَا الْمَنْحَرُ وَمِنًى كُلُّهَا مَنْحَرٌ وَّاسْتَفْتَتْهُ جَارِيَةٌ شَابَّةٌ مِّنْ خَثْعَمٍ فَقَالَتْ اِنَّ اَبِىْ شَيْخٌ كَبِيْرٌ قَدْ اَدْرَكَتْهُ فَرِيضَةُ اللّٰهِ فِى الْحَجِّ اَفَيُجْزِئُ اَنْ اَحُجَّ عَنْهُ قَالَ حُجِّىْ عَنْ اَبِيْكِ قَالَ وَلَوٰى عُنُقَ الْفَضْلِ فَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ لَوَيْتَ عُنُقَ ابْنِ عَمِّكَ قَالَ رَاَيْتُ شَابًّا وَّشَابَّةً فَلَمْ اٰمَنِ الشَّيْطَانَ عَلَيْهِمَا ثُمَّ اَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ اَفَضْتُ قَبْلَ اَنْ اَحْلِقَ قَالَ احْلِقْ اَوْ قَصِّرْ وَلَا حَرَجَ قَالَ وَجَآءَ اٰخَرُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ ذَبَحْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِىَ قَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ قَالَ ثُمَّ اَتَى الْبَيْتَ فَطَافَ بِهٖ ثُمَّ اَتٰى زَمْزَمَ فَقَالَ يَا بَنِىْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَوْلَا اَنْ يَّغْلِبَكُمُ النَّاسُ عَنْهُ لَنَزَعْتُ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنْ جَابِرٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَلِيٍّ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ لَّا نَعْرِفُهٗ مِنْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَيَّاشٍ وَّقَدْ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الثَّوْرِيِّ مِثْلَ هٰذَا

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ رَاَوْا اَنْ يُّجْمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِعَرَفَةَ فِىْ وَقْتِ الظُّهْرِ وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِذَا صَلَّى الرَّجُلُ فِىْ رَحْلِهٖ وَلَمْ يَشْهَدِ الصَّلٰوةَ مَعَ الْاِمَامِ اِنْ شَاءَ جَمَعَ هُوَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ مِثْلَ مَا صَنَعَ الْاِمَامُ

توضیح راوی: قَالَ وَزَيْدُ بْنُ عَلِيٍّ هُوَ ابْنُ حُسَيْنِ ابْنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَام

◆◆ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے عرفات میں وقوف کیا' آپ نے ارشاد فرمایا: یہ عرفات ہے' اور یہ ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ پورا عرفات ٹھہرنے کی جگہ ہے' پھر جب سورج غروب ہوگیا' تو نبی اکرم ﷺ وہاں سے واپس تشریف لائے' آپ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو اپنے پیچھے بٹھالیا' آپ اپنے دستِ مبارک کے ذریعے لوگوں کو اشارہ کرنے لگے' لوگ اس وقت دائیں بائیں (اپنے جانوروں کو چلا رہے تھے) آپ نے ان کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا: اے لوگو! اطمینان سے چلو! پھر آپ مزدلفہ تشریف لے آئے' وہاں آپ نے دو نمازیں ایک ساتھ ادا کیں' جب صبح ہوئی تو آپ مقام قزح پر تشریف لائے وہاں آپ نے وقوف کیا' آپ نے ارشاد فرمایا: یہ قزح ہے' اور یہ وقوف کی جگہ ہے' ویسے مزدلفہ پورے کا پورا ٹھہرنے کی جگہ ہے' پھر آپ وہاں سے روانہ ہوئے' یہاں تک کہ آپ وادی محسر تک پہنچ گئے' تو آپ نے اپنی اونٹنی کو چابک رسید کیا' تو وہ تیزی سے چلتی ہوئی اس وادی سے آگے گزر گئی' آپ نے وہاں وقوف کیا' پھر آپ نے فضل (بن عباس) کو اپنے پیچھے بٹھالیا' پھر آپ جمرہ کے پاس تشریف لائے' آپ نے اسے کنکریاں ماریں' پھر آپ قربان گاہ میں تشریف لائے' آپ نے ارشاد فرمایا: یہ قربان گاہ ہے' ویسے منیٰ پورا قربان گاہ ہے۔ وہاں خثعم قبیلے سے تعلق رکھنے والی ایک جوان لڑکی نے آپ سے مسئلہ دریافت کیا: اس نے عرض کی: میرے والد بوڑھے ہو چکے ہیں' ان پر حج فرض ہو چکا تھا۔ تو کیا یہ بات جائز ہوگی اگر میں ان کی طرف سے حج کرلوں؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اپنے باپ کی طرف سے حج کرلو۔

نبی اکرم ﷺ نے فضل (بن عباس) کی گردن دوسری طرف موڑ دی' تو حضرت عباس نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ نے اپنے چچازاد کی گردن ادھر کیوں موڑ دی ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے ایک جوان مرد اور ایک جوان عورت کو دیکھا تو میں ان کے حوالے سے شیطان سے بے خوف نہیں ہوا۔ پھر ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے سر منڈوانے سے پہلے ہی طواف افاضہ کرلیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اب سر منڈوالو کوئی حرج نہیں ہے' یا بال چھوٹے کروالو کوئی حرج نہیں ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں: پھر ایک اور شخص آیا اس نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے رمی کرنے سے پہلے ہی قربانی کرلی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اب رمی کرلو کوئی حرج نہیں ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں: پھر نبی اکرم ﷺ بیت اللہ تشریف لائے آپ نے اس کا طواف کیا' پھر آپ زم زم کے پاس تشریف لائے آپ نے فرمایا: اے بنوعبدالمطلب! اگر لوگوں کا ہجوم ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا' تو میں بھی (زم زم میں سے) پانی نکالتا۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول اس حدیث کو ہم صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں' جو عبدالرحمٰن بن حارث بن عیاش کے حوالے سے منقول ہے۔

اسی روایت کو دیگر راویوں نے ثوری کے حوالے سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس روایت پر عمل کیا جائے گا۔ ان کے نزدیک عرفات میں ظہر کے وقت میں ظہر اور عصر کی نماز اکٹھی ادا کی جائے گی۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: جو شخص اپنی رہائشی جگہ پر نماز ادا کرلے اور وہ امام کے ساتھ باجماعت نماز میں شریک نہ ہو' تو اگر وہ چاہے' تو وہ ان دونوں نمازوں کو اسی طرح جمع کرسکتا ہے' جیسے امام نے کیا تھا۔

اس حدیث کے راوی امام زید بن علی یہ امام زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہم) ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْإِفَاضَةِ مِنْ عَرَفَاتٍ

باب 55: عرفات سے واپسی

812 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ وَّبِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ وَاَبُوْ نُعَيْمٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْضَعَ فِيْ وَادِيْ مُحَسِّرٍ وَّزَادَ فِيْهِ بِشْرٌ وَّاَفَاضَ مِنْ جَمْعٍ وَّعَلَيْهِ السَّكِيْنَةُ وَاَمَرَهُمْ بِالسَّكِيْنَةِ وَزَادَ فِيْهِ اَبُوْ نُعَيْمٍ وَّاَمَرَهُمْ اَنْ يَّرْمُوْا بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ وَقَالَ لَعَلِّىْ لَا

اَرَاكُمْ بَعْدَ عَامِي هٰذَا

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ جَابِرٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄► حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے وادی محسر کو تیزی سے عبور کیا۔

بشر نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے: آپ مزدلفہ سے واپس تشریف لائے تو آپ آرام سے چل رہے تھے اور آپ نے لوگوں کو بھی آرام سے چلنے کی ہدایت کی۔

ابونعیم نامی راوی نے یہ بات اضافی نقل کی ہے نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو ہدایت کی وہ چٹکی میں آنے والی کنکریاں شیطان کو ماریں۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: شاید میں اس سال کے بعد تم لوگوں کو نہ دیکھ سکوں۔

اس بارے میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

میدان عرفات کے حوالے سے چند امور کی توضیحات:

(۱) عرفہ ایک وسیع وعریض میدان ہے جو پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے جس میں قیام حج کا ایک اہم رکن ہے، اس کے فوت ہو جانے سے حج نہیں ہوتا۔ ۹ ذی الحجہ کی صبح کو حاجی عرفہ کی طرف روانہ ہو جائے۔ وقوف عرفہ کا وقت ۹ ذی الحجہ کے وقت زوال سے لے کر ۱۰ ذی الحجہ کی صبح صادق تک ہے۔ ظہر اور عصر کی دونوں نماز ایک ساتھ پڑھی جائیں گی۔ دونوں نمازوں کی ادائیگی کے بعد عرفہ کے معمولات یعنی اذکار و نوافل، تلاوت و استغفار اور توبہ و دعاؤں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ وقوف عرفہ کے وقت کے بارے میں آئمہ فقہ کی مختلف آراء ہیں۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ ۹ ذی الحجہ کے زوال سے لے کر آئندہ دن کی صبح صادق تک وقوف عرفہ کا وقت ہے، اس دوران جو شخص حالت احرام میں عرفہ میں پہنچ گیا اس کا حج ہو گیا۔ آئمہ ثلاثہ کا نقطہ نظر ہے کہ آئندہ دن کے ساتھ رات کا کچھ حصہ ملانا بھی وقوف عرفہ میں شامل ہے۔

(۲) میدان عرفات پورے کا پورا وقوف گاہ ہے اور سارے میدان کا حکم یکساں ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جبل رحمت کے پاس وقوف کیا تھا۔ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے جس مقام پر وقوف کیا تھا، اب وہاں مسجد نمرہ بنی ہوئی ہے۔

(۳) ۱۰ ذی الحجہ میں حجاج کرام نے چار امور سرانجام دینے ہوتے ہیں: (۱) جمرہ عقبہ کو رمی کرنا (۲) جو حاجی قارن یا متمتع ہے اس کا قربانی کرنا (کیونکہ مفرد حاجی پر مسافر ہونے کی وجہ سے قربانی واجب نہیں ہے) (۳) حلق یا قصر کروانا (یعنی سر کے تمام بال کٹوانا یا کم کروانا) (۴) طواف زیارت کرنا۔ تمام آئمہ فقہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ طواف زیارت اور امور ثلاثہ میں ترتیب مسنون ہے۔ البتہ امور ثلاثہ میں ترتیب کے حوالے سے آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ آئمہ ثلاثہ کا موقف ہے کہ امور ثلاثہ میں ترتیب مسنون ہے۔ اگر ان میں تقدیم و تاخیر ہو جائے تو کوئی مضائقہ نہیں اور دم وغیرہ لازم نہیں آئے گا۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ

تعالیٰ کے نزدیک امور ثلاثہ مذکورہ میں ترتیب واجب ہے۔ جو شخص ان کی ترتیب سے ہٹ کر تقدیم و تاخیر کا ارتکاب کرتا ہے، وہ تارک وجوب کا مرتکب ہوتا ہے، جس کی وجہ سے اس پر دم واجب ہوگا۔

(۴) وقوف عرفہ کے حوالے سے چند فقہی مسائل ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

☆ ۹ ذی الحجہ کو نماز فجر منیٰ میں ادا کرنے کے بعد حمد وثناء اور تلاوت قرآن میں مصروف ہو جائیں اور سورج طلوع ہو جانے پر میدان عرفات کی طرف روانہ ہو جائیں۔ آج قبولیت حج کا دن ہے اور نیک لوگوں کے حج کے باعث دوسرے لوگوں کا حج بھی قبول کیا جاتا ہے۔

☆ راستہ میں چغلی کھانے، غیبت کرنے اور بیہودہ بکنے سے مکمل اجتناب کرے بلکہ اس کے برعکس حمد وثناء، توبہ واستغفار اور درود وسلام میں مصروف رہے۔ منیٰ سے روانہ ہوتے وقت یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ تَوَجَّهْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ الخ

☆ جب جبل رحمت پر نظر پڑے تو اذکار و استغفار، تلبیہ و درود اور دعا میں اضافہ کرے۔

☆ میدان عرفات میں جہاں بھی میسر ہو وقوف اختیار کریں اور اپنے خیمہ پر کوئی نشانی نصب کرلیں تاکہ تلاش کرنے میں دشواری پیش نہ آئے۔

☆ میدان عرفات میں پہنچ کر اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار، تلبیہ و درود اور دعا میں مصروف رہیں۔ علاوہ ازیں حسب توفیق صدقہ وخیرات بھی کریں۔

☆ اس مقام پر ان الفاظ کا اعادہ کرنا سنت انبیاء ہے: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِىْ وَ يُمِيْتُ وَ هُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

☆ زوال کے وقت تک کھانے پینے اور غسل وغیرہ سے فراغت حاصل کرلیں، آج کے دن کا غسل سنت مؤکدہ ہے۔ اگر غسل نہ ہو سکے تو وضو کرلیا جائے کیونکہ طہارت کو نصف ایمان قرار دیا گیا ہے۔

☆ زوال کے وقت ختم ہونے پر امام کے قریب بیٹھنے کی کوشش کریں تاکہ اس کا خطبہ بطریقہ احسن سن سکیں۔ خطبہ کے اختتام پر امام ظہر وعصر کی دونوں نمازیں ایک ساتھ پڑھائے گا۔

☆ دونوں نمازوں کو ملا کر پڑھنے کے لیے یہ شرط ہے کہ سلطان وقت یا اس کا نائب امامت کی خدمات سرانجام دے اور دوسری شرط یہ ہے کہ حاجی حالت احرام میں ہو۔ دونوں نمازوں کو ملا کر پڑھنے کا یہ حکم نہیں ہے کہ پوری پوری جماعت کو پائے، جتنی جماعت ملی ہے فبہا باقی ماندہ نماز حسب معمول اکیلا کھڑا ہو کر بھی مکمل کرسکتا ہے۔

☆ عرفات میں دونوں نمازوں کو جمع کر کے ادا کرنے کا مقصد یہ ہے کہ حجاج کرام کو حمد وثناء، اذکار و اوراد، توبہ واستغفار، درود وسلام اور دعا، و تلاوت قرآن کے لیے زیادہ سے زیادہ وقت میسر آسکے لیکن ہوتا یہ ہے کہ کئی بدقسمت لوگ اس وقت بھی خورد ونوش، حقہ نوشی اور فضولیات میں مصروف ہوتے ہیں جبکہ امام امامت میں مصروف ہوتا ہے۔ شرعی نقطہ نظر سے ایسا ہرگز ہرگز نہیں چاہیے۔

(۵)- وقوف عرفہ کی چند سنتیں یہ ہیں۔ (۱) غسل کرنا، (۲) دونوں خطبوں کو سماعت کرنا، (۳) دونوں نمازوں کو جمع کرکے ادا

کرنا (۴) روزہ سے نہ ہونا (۵) باطہارت و باوضو ہونا (۶) نمازوں سے فراغت پر وقوف اختیار کرنا۔

☆ آج کا دن وہ فیوض و برکات کا جامع ہے، جس میں زندگی بھر کے گناہ معاف، توبہ قبول اور ہر دعا منظور ہوتی ہے۔

(۶) وقوف عرفہ کے مکروہات یہ ہیں: (۱) غروب آفتاب سے قبل وقوف عرفہ ترک کر کے وہاں سے روانہ ہو جانا (۲) دونوں نمازیں ادا کرنے کے بعد موقف میں جانے میں تاخیر کرنا (۳) نمازوں کے بعد کھانے پینے اور فضولیات میں مشغول ہونا (۴) یادِ الٰہی اور توبہ واستغفار کو چھوڑ کر کسی دنیوی کام میں مصروف ہونا (۵) غروب آفتاب کے بعد وہاں سے روانگی میں تاخیر کرنا (۶) نماز مغرب اور نماز عشاء میدان عرفات میں ادا کرنا۔ (ماخوذ از بہار شریعت مدنیہ جل اوّل از صفحہ ۱۱۲۳ تا ۱۱۳۰)

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْجَمْعِ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِالْمُزْدَلِفَةِ

باب 56 مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازیں اکٹھی ادا کرنا

813 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَالِكٍ

متنِ حدیث: اَنَّ ابْنَ عُمَرَ صَلّٰى بِجَمْعٍ فَجَمَعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بِاِقَامَةٍ وَّقَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ مِثْلَ هٰذَا فِيْ هٰذَا الْمَكَانِ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِيْ خَالِدٍ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ يَحْيٰى وَالصَّوَابُ حَدِيْثُ سُفْيَانَ.

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَّاَبِيْ اَيُّوْبَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَّجَابِرٍ وَّاُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ فِيْ رِوَايَةِ سُفْيَانَ اَصَحُّ مِنْ رِوَايَةِ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِيْ خَالِدٍ وَّحَدِيْثُ سُفْيَانَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ حَسَنٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ لِاَنَّهٗ لَا تُصَلّٰى صَلَاةُ الْمَغْرِبِ دُوْنَ جَمْعٍ فَاِذَا اَتٰى جَمْعًا وَّهُوَ الْمُزْدَلِفَةُ جَمَعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بِاِقَامَةٍ وَّاحِدَةٍ وَّلَمْ يَتَطَوَّعْ فِيْمَا بَيْنَهُمَا وَهُوَ الَّذِيْ اخْتَارَهٗ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ وَذَهَبَ اِلَيْهِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ قَالَ سُفْيَانُ وَاِنْ شَاءَ صَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ تَعَشّٰى وَوَضَعَ ثِيَابَهٗ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّى الْعِشَاءَ فَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِالْمُزْدَلِفَةِ بِاَذَانٍ وَّاِقَامَتَيْنِ يُؤَذِّنُ لِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ وَيُقِيْمُ وَيُصَلِّي الْمَغْرِبَ ثُمَّ يُقِيْمُ وَيُصَلِّي الْعِشَاءَ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ

اسنادِ دیگر: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَرَوٰى اِسْرَآئِيْلُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَخَالِدٍ ابْنَيْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

حکمِ حدیث: وَحَدِيْثُ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ هُوَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ اَيْضًا رَوَاهُ سَلَمَةُ ابْنُ كُهَيْلٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَّاَمَّا اَبُوْ اِسْحٰقَ فَرَوَاهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَخَالِدِ ابْنَىْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

◆◆ عبداللہ بن مالک بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مزدلفہ میں نماز ادا کی انہوں نے ایک اقامت کے ساتھ دونمازیں ایک ساتھ ادا کیں اور یہ بات بیان کی میں نے نبی اکرم ﷺ کو اس مقام پر ایسا ہی کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کے بارے میں اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔

محمد بن بشار نامی راوی یہ بات بیان کرتے ہیں: یحییٰ نے یہ بات بیان کی ہے: درست حدیث وہ ہے جو سفیان کے حوالے سے منقول ہے۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابوایوب، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے جو روایت سفیان سے منقول ہے۔ وہ اس روایت سے زیادہ مستند ہے جو اسماعیل بن ابوخالد سے منقول ہے۔

سفیان سے منقول روایت "صحیح حسن" ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس روایت پر عمل کیا جاتا ہے۔ ان کے نزدیک مزدلفہ سے پہلے مغرب کی نماز ادا نہیں کی جاسکتی جب آدمی مزدلفہ پہنچ جائے تو وہ دونوں نمازوں کو ایک اقامت کے ساتھ ایک ساتھ ادا کرے گا اور ان دونوں کے درمیان کوئی نفلی نماز ادا نہیں کرے گا۔

بعض اہلِ علم نے اسی بات کو اختیار کیا ہے اور وہ اسی بات کے قائل ہیں۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی بھی یہی رائے ہے۔

سفیان فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص چاہے تو مغرب کی نماز پڑھ لے پھر کھانا کھالے پھر کپڑے رکھ دے پھر اقامت کہے اور عشاء کی نماز ادا کرے۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: آدمی مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز ایک اذان اور دو اقامت کے ایک ساتھ ادا کرے گا پہلے وہ مغرب کی نماز کے لیے اذان دے گا اور اقامت کہے گا پھر وہ مغرب کی نماز ادا کرے گا پھر اقامت کہے گا پھر عشاء کی نماز ادا کرے گا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) اسرائیل نے اس روایت کو ابواسحٰق کے حوالے سے، عبداللہ بن مالک اور خالد بن مالک کے حوالے سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے۔

سعید بن جبیر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے۔ وہ بھی "حسن صحیح" ہے۔

اس روایت کو سلمہ بن کہیل نے، سعید بن جبیر کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

جہاں تک ابواسحٰق کا تعلق ہے تو انہوں نے اس روایت کو عبداللہ بن مالک اور خالد بن مالک سے حضرت ابن عمر کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيمَنْ اَدْرَكَ الْاِمَامَ بِجَمْعٍ فَقَدْ اَدْرَكَ الْحَجَّ

باب 57: جو شخص امام کو مزدلفہ میں پالے اس نے حج کو پالیا

814 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَّعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَطَاءٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْمَرَ

متنِ حدیث: اَنَّ نَاسًا مِّنْ اَهْلِ نَجدٍ اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِعَرَفَةَ فَسَاَلُوْهُ فَاَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادى اَلْحَجُّ عَرَفَةُ مَنْ جَآءَ لَيْلَةَ جَمْعٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ فَقَدْ اَدْرَكَ الْحَجَّ اَيَّامُ مِنًى ثَلَاثَةٌ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ قَالَ وَزَادَ يَحْيٰى وَاَرْدَفَ رَجُلًا فَنَادى

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَطَاءٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ وَقَالَ ابْنُ اَبِىْ عُمَرَ قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ وَهٰذَا اَجْوَدُ حَدِيْثٍ رَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ

مذاہبِ فقہاء: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَالْعَمَلُ عَلٰى حَدِيْثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْمَرَ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ اَنَّهُ مَنْ لَّمْ يَقِفْ بِعَرَفَاتٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ فَقَدْ فَاتَهُ الْحَجُّ وَلَا يُجْزِئُ عَنْهُ اِنْ جَآءَ بَعْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ وَيَجْعَلُهَا عُمْرَةً وَّعَلَيْهِ الْحَجُّ مِنْ قَابِلٍ وَّهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَقَدْ رَوٰى شُعْبَةُ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَطَاءٍ نَحْوَ حَدِيْثِ الثَّوْرِيِّ

قَالَ: وَسَمِعْتُ الْجَارُوْدَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ وَكِيْعًا اَنَّهُ ذَكَرَ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَقَالَ هٰذَا الْحَدِيْثُ اُمُّ الْمَنَاسِكِ

◆◆ حضرت عبدالرحمٰن بن یعمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نجد سے تعلق رکھنے والے کچھ لوگ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ اس وقت عرفات میں تھے۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے کوئی سوال کیا' تو نبی اکرم ﷺ نے اعلان کرنے والے کو یہ ہدایت کی (اس نے یہ اعلان کیا) حج عرفات میں (وقوف کا نام ہے) جو شخص صبح صادق ہونے سے پہلے مزدلفہ کی رات' عرفات پہنچ جائے' اس نے حج کو پالیا' منیٰ کے ایام تین ہیں' جو شخص دو دن بعد ہی جلدی چلا جائے' تو اس کو کوئی گناہ نہیں ہوگا اور جو تاخیر کردے (اور تین دن کے بعد جائے) اس پر بھی کوئی گناہ نہیں ہے۔

محمد نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے: یحییٰ نامی راوی نے یہ بات اضافی نقل کی ہے: نبی اکرم ﷺ نے اپنے پیچھے ایک شخص کو بٹھایا اور اس نے یہ اعلان کیا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن یعمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں: ابن ابی عمر نے یہ بات بیان کی ہے: سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں: یہ سب سے بہترین حدیث ہے۔ جسے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عبدالرحمٰن بن یعمر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث پر نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اکثر اہلِ علم کا عمل ہے' یعنی جو شخص صبح صادق سے پہلے عرفات میں وقوف نہیں کرتا اس کا حج فوت ہو جائے گا' اگر وہ حج فوت ہو جانے کے بعد آتا ہے' تو اس کا حج درست نہیں ہوگا۔ اگر وہ صبح صادق کے بعد آتا ہے' تو اس کا حج درست نہیں ہوگا وہ اسے عمرے میں تبدیل کر لے گا' اور اس پر اگلے سال حج کرنا لازم ہوگا۔

ثوری، شافعی رحمۃ اللہ علیہ، احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) شعبہ نے بکیر بن عطاء کے حوالے سے، ثوری کی روایت کی مانند حدیث نقل کی ہے۔

وہ بیان کرتے ہیں: میں نے جارود کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: وہ فرماتے ہیں: میں نے وکیع کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: انہوں نے اس حدیث کو نقل کیا ہے' پھر انہوں نے یہ فرمایا: یہ حدیث حج کے احکام کی بنیاد ہے۔

815 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ دَاوُدَ بْنِ اَبِیْ هِنْدٍ وَّاِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِیْ خَالِدٍ وَّزَكَرِيَّا بْنِ اَبِیْ زَائِدَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ مُضَرِّسِ بْنِ اَوْسِ بْنِ حَارِثَةَ بْنِ لَامٍ الطَّائِيِّ قَالَ

متنِ حدیث: اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمُزْدَلِفَةِ حِيْنَ خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ جِئْتُ مِنْ جَبَلَیْ طَيِّئٍ اَكْلَلْتُ رَاحِلَتِیْ وَاَتْعَبْتُ نَفْسِیْ وَاللّٰهِ مَا تَرَكْتُ مِنْ حَبْلٍ اِلَّا وَقَفْتُ عَلَيْهِ فَهَلْ لِیْ مِنْ حَجٍّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَهِدَ صَلَاتَنَا هٰذِهٖ وَوَقَفَ مَعَنَا حَتّٰى نَدْفَعَ وَقَدْ وَقَفَ بِعَرَفَةَ قَبْلَ ذٰلِكَ لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَقَدْ اَتَمَّ حَجَّهٗ وَقَضٰى تَفَثَهٗ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

قولِ امام ترمذی: قَالَ قَوْلُهٗ تَفَثَهٗ يَعْنِیْ نُسُكَهٗ قَوْلُهٗ مَا تَرَكْتُ مِنْ حَبْلٍ اِلَّا وَقَفْتُ عَلَيْهِ اِذَا كَانَ مِنْ رَمْلٍ يُقَالُ لَهٗ حَبْلٌ وَّاِذَا كَانَ مِنْ حِجَارَةٍ يُقَالُ لَهٗ جَبَلٌ

◆◆ حضرت عروہ بن مضرس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں مزدلفہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' جب آپ نماز کے لیے تشریف لا رہے تھے' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں طے کے دو پہاڑوں کی طرف سے آیا ہوں' میں نے اپنی سواری کو تھکا دیا ہے' اور اپنے آپ کو بھی تھکا دیا ہے۔ اللہ کی قسم! میں نے ہر پہاڑ پر وقوف کیا' تو کیا میرا حج ہو گیا؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو ہماری اس نماز میں شامل ہو گیا اور اس نے ہمارے ساتھ وقوف کیا' یہاں تک کہ ہم (اکٹھے) جائیں تو اس نے عرفات میں اس سے پہلے' رات کے وقت یا دن کے وقت وقوف کر لیا' تو اس کا حج مکمل ہو گیا اور اس نے اپنے ذمے چیز کو ادا کر دیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

حدیث کے یہ الفاظ: تَفَثَهٗ سے مراد مناسک ہیں۔ حدیث کے یہ الفاظ: مَا تَرَكْتُ مِنْ حَبْلٍ اِلَّا وَقَفْتُ عَلَيْهِ: ب کوئی

ٹیلہ ریت کا ہو تو اسے حبل کہا جائے گا اور جب وہ پتھر کا ہو تو اسے جبل کہا جائے گا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ تَقْدِيمِ الضَّعَفَةِ مِنْ جَمْعٍ بِلَيْلٍ

باب 58: مزدلفہ کی رات کمزور لوگوں کو پہلے بھیج دینا

816 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ثَقَلٍ مِّنْ جَمْعٍ بِلَيْلٍ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عَائِشَةَ وَاُمِّ حَبِيْبَةَ وَاَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ وَّالْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ثَقَلٍ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ رُوِىَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ

حدیث دیگر: وَّرَوٰى شُعْبَةُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ مُّشَاشٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدَّمَ ضَعَفَةَ اَهْلِهِ مِنْ جَمْعٍ بِلَيْلٍ

اختلاف سند: وَّهٰذَا حَدِيْثٌ خَطَاٌ اَخْطَاَ فِيْهِ مُشَاشٌ وَّزَادَ فِيْهِ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ وَّرَوٰى ابْنُ جُرَيْجٍ وَّغَيْرُهُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّلَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ وَّمُشَاشٌ بَصْرِيٌّ رَوٰى عَنْهُ شُعْبَةُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مزدلفہ کی رات ساز وسامان کے ہمراہ مجھے بھی بھجوا دیا تھا۔

اس بارے میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، سیّدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، سیّدہ اسماء رضی اللہ عنہا اور حضرت فضل رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول یہ روایت کہ نبی اکرم ﷺ نے مزدلفہ کی رات مجھے ساز و سامان کے ہمراہ بھجوا دیا تھا' یہ صحیح حدیث ہے۔

دیگر حوالوں سے ان سے یہ روایت نقل کی گئی ہے۔

شعبہ نے اس حدیث کو مشاش کے حوالے سے، عطاء کے حوالے سے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے' اور ان کے حوالے سے' حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کیا ہے: نبی اکرم ﷺ نے اپنے اہل خانہ میں سے کمزور لوگوں کو مزدلفہ کی رات پہلے بھیج دیا تھا۔

یہ حدیث خطاء ہے اس میں مشاش نامی راوی نے غلطی کی ہے' انہوں نے اس میں حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کا واسطہ زیادہ ذکر کیا ہے۔

ابن جریج اور دیگر راویوں نے اس حدیث کو عطاء کے حوالے سے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے۔ ان راویوں نے

اس روایت میں حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کا تذکرہ نہیں کیا۔

817 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْمَسْعُوْدِيِّ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِّقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدَّمَ ضَعَفَةَ اَهْلِهِ وَقَالَ لَا تَرْمُوا الْجَمْرَةَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ لَمْ يَرَوْا بَاْسًا اَنْ يَّتَقَدَّمَ الضَّعَفَةُ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ بِلَيْلٍ يَّصِيْرُوْنَ اِلٰى مِنًى وقَالَ اَكْثَرُ اَهْلِ الْعِلْمِ بِحَدِيْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُمْ لَا يَرْمُوْنَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَرَخَّصَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ فِيْ اَنْ يَّرْمُوْا بِلَيْلٍ وَّالْعَمَلُ عَلٰى حَدِيْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُمْ يَرْمُوْنَ وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اپنے اہلِ خانہ میں سے کمزور افراد کو پہلے بھیج دیا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم صبح صادق سے پہلے کنکریاں نہ مارنا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا' انہوں نے اس میں کوئی حرج محسوس نہیں کیا کہ کوئی شخص کمزور افراد کو رات کے وقت ہی مزدلفہ سے بھیج دے' اور وہ لوگ منیٰ چلے جائیں۔

اکثر اہلِ علم نے نبی اکرم ﷺ کی حدیث کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔ یعنی وہ لوگ صبح صادق سے پہلے کنکریاں نہیں مار سکتے۔

بعض اہلِ علم نے یہ رخصت دی ہے: وہ رات کے وقت کنکریاں بھی مار سکتے ہیں۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) بہرحال حدیث پر عمل کیا جائے گا۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

شرح

وقوف مزدلفہ کے حوالے سے چند امور کی توضیحات:

وقوف مزدلفہ بھی حج کا ایک اہم رکن ہے۔ ۹ ذی الحجہ میں غروب آفتاب کے بعد نماز مغرب پڑھے بغیر میدان عرفات سے میدان مزدلفہ کی طرف روانہ ہو جائیں۔ میدان عرفات میں ظہرین کی طرح میدان مزدلفہ میں مغربین (نماز مغرب وعشاء) بھی جمع کر کے ادا کی جائیں گی۔ ان دو مقامات ومواقع کے علاوہ جمع صلوٰتین جائز نہیں ہے۔

سوال: میدان عرفات اور میدان مزدلفہ میں جمع صلوٰتین کے مواقع پر کتنی بار اذان اور اقامت کہی جاتی ہے؟

جواب: اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل حسب ذیل ہے: (۱) حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ عرفات اور مزدلفہ میں جمع صلوٰتین کے مواقع پر اذان نہیں ہے لیکن دونوں مواقع پر دونوں نمازوں کے لیے الگ الگ اقامت کہی جائے گی۔ (۲) حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عرفات اور مزدلفہ دونوں مواقع پر ایک اذان پڑھی

جائے گی اور دو اقامتیں کہی جائیں گی (۳) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر ہے کہ میدان عرفات میں ایک اذان اور دو اقامتیں کہی جائیں گی جبکہ میدان مزدلفہ میں ایک اذان اور ایک اقامت کہی جائے گی۔ سب کے دلائل روایات میں موجود ہیں۔

(۱)-واجبات حج عذر کی وجہ سے ساقط ہو جاتے ہیں: مزدلفہ میں رات گزارنا مسنون ہے، جبکہ صبح صادق کے بعد وقوف مزدلفہ واجب ہے۔ یہ ایسا واجب ہے جو عذر کی وجہ سے ساقط ہو جاتا ہے۔ حج میں چھ واجبات ایسے ہیں جو عذر کی وجہ سے ساقط ہو جاتے ہیں۔ (۴) حج کے لیے طواف زیارت واجب ہے، جس کا وقت ۱۲ ذی الحجہ کا آفتاب غروب ہونے تک ہے لیکن حیض ونفاس والی خواتین کے لیے تاخیر بھی درست ہے۔ (۵) حجاج کرام کے لیے طوف الوداع واجب ہے لیکن روانہ ہوتے وقت حیض ونفاس والی خواتین کے لیے واجب نہیں ہیں۔ (۶) احرام کھولنے کے لیے حلق کروانا واجب ہے مگر کسی کے بال بالکل نہ ہوں یا سر میں زخم ہو تو یہ واجب نہیں ہے۔

(۲)-وقوف مزدلفہ کے حوالے سے فقہی مسائل: وقوف مزدلفہ کے حوالے سے چند ایک فقہی مسائل ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

☆ ۹ ذی الحجہ کا آفتاب غروب ہوتے ہی میدان عرفات سے میدان مزدلفہ کی طرف روانگی ہو جانی چاہیے۔ راستہ میں جہاں میسر ہو تیز رفتاری سے سفر طے کیا جائے بشرطیکہ اپنے آپ یا دوسرے کو اذیت نہ پہنچے۔

☆ جب مزدلفہ کے قریب پہنچے تو افضل یہ ہے کہ غسل کر کے مزدلفہ میں داخل ہو اور یہ دعاء پڑھے: **اَللّٰهُمَّ هٰذَا جَمْعٌ اُسَاَلُكَ اَنْ تَرْزُقَنِيْ الخ**

☆ مزدلفہ میں ممکن ہو تو جبل قزح کے پاس وقوف کیا جائے ورنہ جہاں بھی جگہ میسر آئے وقوف کیا جائے۔

☆ وہاں پہنچنے پر شفق غروب ہو چکا ہوگا اور نماز مغرب کا وقت ختم ہو چکا ہوگا، وہاں اقامت کرتے ہی نماز مغرب اور نماز عشاء ایک ساتھ ادا کی جائیں۔

☆ نماز مغرب اور عشاء دونوں کو جمع کر کے عشاء کے وقت میں ادا کرنا اس شخص کے لیے جائز ہے جو عرفات سے سیدھا میدان مزدلفہ میں پہنچ گیا۔ جس شخص نے رات عرفات میں گزاری یا کسی دوسرے راستہ سے مزدلفہ میں پہنچا ہو تو وہ دونوں نمازیں جمع نہیں کرے گا بلکہ دونوں اپنے اپنے وقت میں ادا کرے گا۔

☆ مزدلفہ کی طرف آنے والے حاجی نے نماز مغرب راستہ میں ادا کی یا مزدلفہ پہنچ کر مغرب کے وقت میں پڑھ لی تو وہ جمع صلوٰتین کے وقت اپنی نماز کا اعادہ کرے۔ اگر اس نے نماز کا اعادہ نہ کیا حتی کہ صبح صادق طلوع ہو گئی تو اس کی نماز درست ہو جائے گی۔

☆ اگر دوران راستہ اتنی تاخیر ہو جائے کہ طلوع فجر کا اندیشہ لاحق ہو جائے تو وہ راستہ میں ہی دونوں نمازیں ادا کرے۔

☆ میدان عرفات میں ظہرین کو جمع کرتے وقت ایک اذان اور دو اقامتیں پڑھی جائیں گی جبکہ میدان مزدلفہ میں عشاءین کو

عشاء کے وقت میں ادا کرتے وقت ایک اذان اور ایک قامت کہی جائے گی۔

☆ اگر کوئی شخص طلوع فجر کے بعد مزدلفہ میں پہنچا تو تارک سنت ہوا لیکن اس پر دم واجب نہیں ہوگا۔

☆ جمع صلوٰتین کے بعد تمام رات اذکار واوراد، توبہ واستغفار، نوافل وتلاوت قرآن میں گزارے۔ بعض علماء کے نزدیک یہ رات، شب قدر سے بھی افضل واعلیٰ ہے۔ یہ رات عبادت وریاضت میں گزارنی چاہیے۔

☆ وقوف مزدلفہ کا وقت طلوع فجر سے اُجالا پھیل جانے تک ہے۔ جو شخص طلوع فجر سے قبل یہاں سے روانہ ہوگیا تو تارک وجوب ہونے کی وجہ سے اس پر دم لازم ہوگا۔ (ماخوذ از بہار شریعت مدنیہ جلد اوّل از صفحہ ۱۱۳۰ تا ۱۱۳۵)

بَابُ مَا جَآءَ فِي رَمْيِ يَوْمِ النَّحْرِ ضُحًى

باب 59: قربانی کے دن چاشت کے وقت کنکریاں مارنا

818 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ

متنِ حدیث: قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْمِي يَوْمَ النَّحْرِ ضُحًى وَاَمَّا بَعْدَ ذٰلِكَ فَبَعْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّهٗ لَا يَرْمِيْ بَعْدَ يَوْمِ النَّحْرِ اِلَّا بَعْدَ الزَّوَالِ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے قربانی کے دن چاشت کے وقت کنکریاں ماریں اور دوسرے دنوں میں سورج ڈھل جانے کے بعد کنکریاں ماریں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اکثر اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ ان کے نزدیک قربانی کے دن زوال کے بعد کنکریاں ماری جائیں گی۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ الْاِفَاضَةَ مِنْ جَمْعٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ

باب 60: سورج نکلنے سے پہلے مزدلفہ سے روانہ ہوجانا

819 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفَاضَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عُمَرَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَاِنَّمَا كَانَ اَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَنْتَظِرُوْنَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ يُفِيضُوْنَ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ سورج نکلنے سے پہلے روانہ ہو گئے تھے۔

اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

زمانہ جاہلیت کے لوگ سورج طلوع ہونے کا انتظار کرتے تھے' پھر روانہ ہوتے تھے۔

820 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ مَيْمُوْنٍ يُحَدِّثُ يَقُوْلُ

متنِ حدیث: كُنَّا وُقُوْفًا بِجَمْعٍ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اِنَّ الْمُشْرِكِيْنَ كَانُوْا لَا يُفِيضُوْنَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ اَشْرِقْ ثَبِيْرُ وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالَفَهُمْ فَاَفَاضَ عُمَرُ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ عمرو بن میمون بیان کرتے ہیں: ہم نے مزدلفہ میں وقوف کیا ہوا تھا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مشرکین اس وقت تک روانہ نہیں ہوتے تھے' جب تک سورج نکل نہیں آتا تھا' وہ یہ کہا کرتے تھے: ثبیر پہاڑ! تو روشن ہو جا۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کی مخالفت کی۔

راوی بیان کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سورج نکلنے سے پہلے واپس آگئے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ الْجِمَارَ الَّتِىْ يُرْمٰى بِهَا مِثْلُ حَصَى الْخَذْفِ

باب 61: جمرات کو چٹکی میں آنے والی کنکریاں ماری جائیں گی

821 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ

متنِ حدیث: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْمِى الْجِمَارَ بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْاَحْوَصِ عَنْ اُمِّهِ وَهِىَ اُمُّ جُنْدُبٍ الْاَزْدِيَّةُ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّالْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ وَّعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عُثْمَانَ التَّيْمِيِّ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مُعَاذٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَهُوَ الَّذِىْ اخْتَارَهُ اَهْلُ الْعِلْمِ اَنْ تَكُوْنَ الْجِمَارُ الَّتِىْ يُرْمٰى بِهَا مِثْلَ حَصَى الْخَذْفِ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے چٹکی میں آنے والی (چھوٹی کنکریاں) جمرات کو ماری تھیں۔

اس بارے میں سلیمان بن عمرو بن احوص نے اپنی والدہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے یہ خاتون ام جندب ازدیہ ہیں اس کے علاوہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت عبدالرحمٰن بن عثمان تیمی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن معاذ رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اہلِ علم نے اس بات کو اختیار کیا ہے: جمرات کو ماری جانے والی کنکریاں چٹکی جتنی (یعنی چھوٹی ہونی چاہیے)

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرَّمْيِ بَعْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ

باب 62: سورج ڈھل جانے کے بعد رمی کرنا

822 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ الْحَجَّاجِ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِّقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْمِى الْجِمَارَ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ سورج ڈھل جانے کے بعد رمی جمرات کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ رَمْيِ الْجِمَارِ رَاكِبًا وَّمَاشِيًا

باب 63: سوار ہو کر رمی جمرات کرنا

823 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ اَبِيْ زَائِدَةَ اَخْبَرَنَا الْحَجَّاجُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِّقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَى الْجَمْرَةَ يَوْمَ النَّحْرِ رَاكِبًا

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَّقُدَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَاُمِّ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْاَحْوَصِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ وَاخْتَارَ بَعْضُهُمْ اَنْ يَّمْشِيَ اِلَى الْجِمَارِ

حدیثِ دیگر: وَقَدْ رُوِىَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَمْشِى اِلَى الْجِمَارِ

قولِ امام ترمذی: وَوَجْهُ هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَنَا اَنَّهٗ رَكِبَ فِيْ بَعْضِ الْاَيَّامِ لِيُقْتَدٰى بِهٖ فِيْ فِعْلِهٖ وَكِلَا الْحَدِيْثَيْنِ مُسْتَعْمَلٌ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے قربانی کے دن سوار ہو کر جمرا کو کنکریاں ماری تھیں۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت قدامہ بن عبداللہ، سیّدہ ام سلیمان رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

بعض اہلِ علم نے اس بات کو اختیار کیا ہے: آدمی پیدل جمرات تک جائے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کی ہے' آپ پیدل جمرات تک تشریف لے گئے تھے۔

ہمارے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے: نبی اکرم ﷺ بعض دنوں میں سوار بھی ہوئے تھے تاکہ آپ کے اس فعل کی بھی پیروی کی جائے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان دونوں روایات پر اہلِ علم کے نزدیک عمل کیا جاتا ہے۔

824 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ عِيْسٰى حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا رَمَى الْجِمَارَ مَشٰى اِلَيْهَا ذَاهِبًا وَّرَاجِعًا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَقَدْ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَلَمْ يَرْفَعْهُ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ وقَالَ بَعْضُهُمْ يَرْكَبُ يَوْمَ النَّحْرِ وَيَمْشِي فِي الْاَيَّامِ الَّتِيْ بَعْدَ يَوْمِ النَّحْرِ

قولِ امام ترمذی: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَكَاَنَّ مَنْ قَالَ هٰذَا اِنَّمَا اَرَادَ اِتِّبَاعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ فِعْلِهٖ لِاَنَّهٗ اِنَّمَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ رَكِبَ يَوْمَ النَّحْرِ حَيْثُ ذَهَبَ يَرْمِي الْجِمَارَ وَلَا يَرْمِيْ يَوْمَ النَّحْرِ اِلَّا جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جمرات کو کنکریاں مارنے کے لیے پیدل تشریف لے کر گئے تھے اور پیدل ہی واپس آئے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بعض راویوں نے اس کو عبیداللہ کے حوالے سے نقل کیا ہے' اور اسے ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل نہیں کیا۔

اکثر اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے۔ بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: آدمی قربانی کے دن سوار ہو' اور قربانی کے دن کے بعد دیگر ایام میں پیدل جائے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: گویا کہ جو یہ کہتا ہے: اس نے نبی اکرم ﷺ کی اس فعل کے حوالے سے پیروی کا ارادہ کیا کیونکہ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: آپ قربانی کے دن رمی جمار کے لیے سوار ہو کر تشریف لے گئے تھے اور قربانی کے دن صرف جمرہ عقبہ کو ہی کنکریاں ماری تھیں۔

بَابُ مَا جَآءَ كَيْفَ تُرْمَى الْجِمَارُ

باب 64: جمرات کو کنکریاں کیسے ماری جائیں؟

825 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ عِيْسٰى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا الْمَسْعُوْدِيُّ عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ اَبِىْ صَخْرَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ

متنِ حدیث: لَمَّا اَتَى عَبْدُ اللّٰهِ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ اسْتَبْطَنَ الْوَادِىَ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَجَعَلَ يَرْمِى الْجَمْرَةَ عَلٰى حَاجِبِهِ الْاَيْمَنِ ثُمَّ رَمٰى بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ قَالَ وَاللّٰهِ الَّذِىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ مِنْ هٰهُنَا رَمَى الَّذِىْ اُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْمَسْعُوْدِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنْ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ وَّابْنِ عُمَرَ وجَابِرٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ يَخْتَارُوْنَ اَنْ يَّرْمِىَ الرَّجُلُ مِنْ بَطْنِ الْوَادِىْ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ وَّقَدْ رَخَّصَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِنْ لَمْ يُمْكِنْهُ اَنْ يَّرْمِىَ مِنْ بَطْنِ الْوَادِىْ رَمٰى مِنْ حَيْثُ قَدَرَ عَلَيْهِ وَاِنْ لَمْ يَكُنْ فِىْ بَطْنِ الْوَادِىْ

◆◆ عبدالرحمٰن بن یزید بیان کرتے ہیں: جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جمرہ عقبہ کے پاس آئے اور میدان کے درمیان میں پہنچے تو انہوں نے کعبہ کی طرف رخ کیا' اور جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے لگے' جو ان کی دائیں سمت میں تھا۔ انہوں نے سات کنکریاں ماریں اور ہر کنکری کے ہمراہ تکبیر کہی' پھر بولے: اس اللہ کی قسم! جس کے علاوہ کوئی دوسرا معبود نہیں ہے۔ جس ہستی پر سورہ بقرہ نازل ہوئی اس نے یہیں سے کنکریاں ماری تھیں۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

اس بارے میں حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے' انہوں نے اس بات کو اختیار کیا ہے: آدمی بطن وادی سے سات کنکریاں مارے اور ہر کنکری کے ہمراہ تکبیر کہے۔

بعض اہلِ علم نے یہ رخصت دی ہے: اگر آدمی کے لیے بطن وادی سے کنکریاں مارنا ممکن نہ ہو' تو جہاں سے اس کے لیے ممکن ہو' وہ وہاں سے کنکریاں پھینک سکتا ہے' اگرچہ وہ جگہ بطن وادی نہ ہو۔

826 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَا حَدَّثَنَا عِيْسٰى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ

عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ زِيَادٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: اِنَّمَا جُعِلَ رَمْىُ الْجِمَارِ وَالسَّعْىُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ لِاِقَامَةِ ذِكْرِ اللّٰهِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں: جمرات کو کنکریاں مارنا اور صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا' اللہ تعالیٰ کا ذکر قائم کرنے کے لیے ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِىْ كَرَاهِيَةِ طَرْدِ النَّاسِ عِنْدَ رَمْىِ الْجِمَارَ

باب 65: رمی جمار کے وقت لوگوں کو دھکا دینا مکروہ ہے

827 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ اَيْمَنَ بْنِ نَابِلٍ عَنْ قُدَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

متن حدیث: قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْمِى الْجِمَارَ عَلٰى نَاقَةٍ لَّيْسَ ضَرْبٌ وَّلَا طَرْدٌ وَّلَا اِلَيْكَ اِلَيْكَ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْظَلَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ قُدَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَّاِنَّمَا يُعْرَفُ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَهُوَ حَدِيْثُ اَيْمَنَ بْنِ نَابِلٍ وَّهُوَ ثِقَةٌ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ

◆◆ حضرت قدامہ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو اونٹنی پر سوار ہو کر رمی جمرات کرتے ہوئے دیکھا ہے' اس دوران مار پیٹ نہیں ہو رہی تھی' دھکے نہیں دیے جا رہے تھے۔ ہٹو بچو نہیں کہا جا رہا تھا۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت قدامہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اس روایت کو صرف اسی سند کے حوالے سے جانا گیا ہے۔ ایمن بن نابل نامی راوی محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں۔

شرح

رمی جمار کے حوالے سے چند امور کی توضیحات:

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسلسل سات ابواب میں دس احادیث کی تخریج فرمائی ہے' جن میں رمی جمار کے احکام ومسائل بیان کیے ہیں۔ اس سلسلے میں چند اہم امور کی توضیحات درج ذیل ہیں:

(۱) حجاج کرام میدان مزدلفہ سے منیٰ پہنچتے ہیں۔ منیٰ میں چار دن تک رمی جمار کا عمل جاری رہتا ہے وہ چار ایام یہ ہیں: ۱۰' ۱۱' ۱۲' ۱۳ ذی الحجہ۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ۱۰ ذی الحجہ کو طلوع آفتاب کے بعد مزدلفہ سے روانہ ہوئے اور چاشت کے وقت منیٰ میں

پہنچے اور جمرہ عقبہ کے پاس جا کر چاشت کے وقت رمی کی تھی۔ باقی تین ایام میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زوال کے بعد رمی کی تھی، ۱۰ ذی الحجہ میں رمی کا وقت طلوع صبح صادق سے شروع ہو جاتا ہے۔ باقی تین دنوں میں رمی کا وقت زوال کے بعد سے لے کر آئندہ دن کی صبح صادق تک ہے۔ حضرت امام اعظم بوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایک قول کے مطابق آخری دن میں زوال سے قبل بھی رمی کی جاسکتی ہے۔

(۲) مشرک لوگ طلوع آفتاب کے بعد مزدلفہ سے منیٰ کی طرف روانہ ہوتے تھے اور اس وقت آفتاب کی کرنیں ثبیر پہاڑ کو خوب روشن کر دیتی تھیں۔ مزدلفہ سے روانگی کے وقت ان کی زبان پر یہ الفاظ ہوتے تھے: اشرق ثبیر لکی نغیر (ثبیر (پہاڑ) چمکا ہے تاکہ ہم روانہ ہو جائیں)۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دوران حج طلوع آفتاب کے وقت مزدلفہ سے منیٰ کی جانب روانہ ہوئے اور مشرکین کے طریقہ کی عملی مخالفت کی اور طریقہ ابراہمی کا احیاء کیا جبکہ مشرکین نے اس طریقہ کو ختم کر دیا تھا۔

(۳) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے وقوف مزدلفہ کے دوران رمی جمار کے بارے میں لوگوں کو متعدد ہدایات جاری فرمادی تھیں۔ ایک ہدایت یہ فرمائی تھی کہ کنکریاں نہ زیادہ موٹی ہوں اور نہ باریک ہوں بلکہ دو چنوں کے مساوی ہوں۔

(۴) رمی جمار کا عمل پیدل کیا جاسکتا ہے اور سواری پر بھی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدل بھی رمی جمار کیا ہے اور سواری پر بھی۔ گویا سہولت وآسانی کے لیے دونوں میں سے کوئی طریقہ بھی اختیار کیا جاسکتا ہے۔

(۵) رمی جمار ہر طرف سے کی جاسکتی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان کے درمیان سے رمی کرنا پسند فرمایا تھا، اس وقت منیٰ دائیں طرف جبکہ کعبہ آپ کی بائیں جانب تھا۔ اب وادی اور اس کا وسط وغیرہ کا نام ونشان نہیں ہے۔ البتہ جو رمی جمار کا راستہ بنایا گیا ہے وہ سنت کے قریب تر ہے۔

(۶) لفظ ''رمی'' مصدر ہے، جس سے مراد ہے کنکر مارنا، کنکر پھینکنا۔ لفظ ''جمرہ'' کی جمع ہے: جمار۔ اسی سے ''استجمار'' بنا ہے، جس سے مراد استنجاء کا پتھر ہے۔ منیٰ میں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر پتھر کے تین ستون بنائے گئے ہیں، ان کو ''جمرات'' کہا جاتا ہے۔ ان ستونوں کو مخصوص ایام میں کنکریاں مارنا اعمال حج کا حصہ ہے۔

(۷) رمی جمار میں کئی حکمتیں ہیں: (۱) حجاج کرام کنکریاں مارتے وقت بیک زبان نعرہ تکبیر بلند کرتے ہیں اور اس فلک شگاف نعرہ سے فضا گونج اٹھتی ہے۔ اس عمل سے شیطان کی ذلت ورسوائی اور اسلام کی شان وشوکت کا اظہار ہوتا ہے (۲) جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے اکلوتے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی دینے کا حکم ہوا تو شیطان نے تین بار آپ کو اس حکم کی تعمیل سے روکا تھا اور آپ نے اس لعین کو تین بار پتھر مار کر دفع کیا تھا۔ آپ کا یہ عمل اللہ تعالیٰ کو بہت پسند آیا جس کو بطور یادگار رمی جمار کی شکل میں تا قیامت حجاج کرام پر لازم قرار دے دیا۔

سوال: رمی جمار میں عدد سات کے انتخاب کی کیا وجہ ہے؟

جواب: اس میں طاق عدد ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت پسندیدہ ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ خود طاق ہے اور طاق عدد کو پسند فرماتا ہے۔ علاوہ ازیں طواف بیت اللہ کے پھیرے سات، ہفتہ کے ایام سات ہیں اور سعی صفا ومروہ کے پھیرے بھی سات ہیں۔

انہی کی مناسبت سے یہاں (رمی جمرات کے لیے) بھی سات کا عدد منتخب کیا گیا ہے۔

(۷) رمی جمار پیدل کی جاسکتی ہے اور سواری پر بھی لیکن اس بات کو ملحوظ خاطر رکھا جائے کہ اس عمل کے دوران کسی کو اذیت و گزند نہ پہنچنے پائے۔ اس موقع پر معمولی بے احتیاطی کسی مسلمان کے جانی نقصان کا باعث بھی بن سکتی ہے جو بہت بڑا گناہ ہے۔

(۸) رمی جمار کے حوالے سے چند ایک فقہی مسائل درج ذیل ہیں:

☆ طلوع آفتاب سے تھوڑی دیر قبل مزدلفہ سے منیٰ کی جانب روانہ ہو جائیں، یہاں سے کھجور کی گٹھلی کے برابر سات کنکریاں لے کر انہیں دھولیں جو رمی جمار کے لیے استعمال ہوں گی۔ یہ کنکریاں پتھر توڑ کر نہ بنائی جائیں، نہ مسجد کی ہوں اور نہ نجس جگہ کی ہوں۔

☆ راستہ میں مسلسل تلبیہ اذکار اوراد اور درود وسلام میں مصروف رہے۔ اگر ممکن ہو تو یہ دعا پڑھے: اَللّٰھُمَّ اِلَیْكَ اَفَضْتُ وَمِنْ عَذَابِكَ اَشْفَقْتُ الخ

☆ جب وادی محسر سے گزر ہو تو وہاں سے تیز رفتاری سے گزر جانا چاہیے بشرطیکہ کسی کو اذیت و تکلیف نہ پہنچے۔ اس موقع پر یہ دعا پڑھی جائے: اللھم لا تقتلنا بغضبك و لا تھلكنا بعذابك و عافنا قبل ذلك ۔

☆ منیٰ میں پہنچنے پر سب سے قبل جمرہ عقبہ کو رمی کی جائے۔ اس وقت سات کنکریاں جو الگ الگ ہوں چٹکی میں لے کر ماری جائیں۔ ہر کنکری مارتے وقت ہاتھ خوب بلند کیا جائے حتیٰ کہ بغل کی رنگت عیاں ہو جائے۔ ہر کنکری زبان سے یہ الفاظ ادا کرنے کے بعد ماری جائے: بِسْمِ اللهِ اَللهُ اَكْبَرُ رَغْمًا لِلشَّيْطٰنِ الخ ۔ یہ کنکری جمرہ تک پہنچ جائے یا تین ہاتھ کے فاصلے پر گرے۔ اس سے کم فاصلہ پر گرنے والی کنکری شمار نہیں ہوگی۔

☆ رمی جمار کے وقت سات کا عدد پیش نظر رہے۔ سات سے کم کنکریاں ماریں یا بالکل نہ ماریں تو دم لازم ہوگا۔

☆ کنکریاں مسلسل مارنا شرط نہیں ہے لیکن زیادہ وقفہ خلاف سنت ہے۔

☆ ساتوں کنکریاں ایک ساتھ پھینکی تو یہ ایک کنکری شمار ہوگی۔

☆ جمرہ کے پاس سے کنکریاں اٹھانا مکروہ ہے کیونکہ وہاں کی کنکریاں نا قابل قبول اور مردود ہوتی ہیں۔

☆ عمداً نجس کنکریوں سے رمی کرنا مکروہ ہے۔ کنکریوں کو استعمال سے قبل دھولینا مستحب ہے۔

(ماخوذ از بہار شریعت مدنیہ جلد اوّل از صفحہ ۱۱۳۹ تا ۱۱۴۰)

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْاِشْتِرَاكِ فِي الْبَدَنَةِ وَالْبَقَرَةِ

باب 66: اونٹ اور گائے میں حصے داری کرنا

828 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ

متنِ حدیث: نَحَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ الْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ وَّالْبَدَنَةَ عَنْ سَبْعَةٍ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَاَبِي هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ جَابِرٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ يَرَوْنَ الْجَزُوْرَ عَنْ سَبْعَةٍ وَّالْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ وَّهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ

حدیث دیگر: وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ وَّالْجَزُوْرَ عَنْ عَشَرَةٍ وَّهُوَ قَوْلُ اِسْحٰقَ وَاحْتَجَّ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ

وَحَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ وَّجْهٍ وَّاحِدٍ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی اکرم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں حدیبیہ کے سال سات آدمیوں کی طرف سے ایک گائے اور سات آدمیوں کی طرف سے ایک اونٹ ذبح کیا تھا۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے ان حضرات کے نزدیک سات آدمیوں کی طرف سے ایک اونٹ قربان کیا جائے گا' ایک گائے بھی سات آدمیوں کی طرف سے قربان کی جائے گی۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے یہ بات منقول ہے: ایک گائے سات آدمیوں کی طرف سے قربان کی جائے گی اور ایک اونٹ دس آدمیوں کی طرف سے قربان کیا جائے گا۔

اسحٰق اس بات کے قائل ہیں انہوں نے اس حدیث کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول اس روایت کو ہم صرف ایک سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

829 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ وَّغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ عِلْبَاءَ بْنِ اَحْمَرَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

متنِ حدیث: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَحَضَرَ الْاَضْحٰى فَاشْتَرَكْنَا فِي الْبَقَرَةِ سَبْعَةً وَّفِي الْجَزُوْرِ عَشَرَةً

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَّهُوَ حَدِيْثُ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں شریک تھے اسی دوران عید الاضحیٰ کا موقع آ گیا تو ہم نے سات آدمیوں کی طرف سے ایک گائے کو مشترکہ طور پر قربان کیا' اور دس آدمیوں کی طرف سے ایک اونٹ کو قربان کیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔
یہ حسین بن واقد نامی راوی کے حوالے سے منقول ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ اِشْعَارِ الْبُدْنِ

باب 67: قربانی کے جانوروں پر نشان لگانا

830 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتُوَائِيِّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِیْ حَسَّانَ الْاَعْرَجِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَلَّدَ نَعْلَيْنِ وَاَشْعَرَ الْهَدْىَ فِى الشِّقِّ الْاَيْمَنِ بِذِى الْحُلَيْفَةِ وَاَمَاطَ عَنْهُ الدَّمَ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنْ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَاَبُوْ حَسَّانَ الْاَعْرَجُ اسْمُهٗ مُسْلِمٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ يَرَوْنَ الْاِشْعَارَ وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ يُوْسُفَ بْنَ عِيْسٰى يَقُوْلُ سَمِعْتُ وَكِيْعًا يَقُوْلُ حِيْنَ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ قَالَ لَا تَنْظُرُوْا اِلٰى قَوْلِ اَهْلِ الرَّاْىِ فِىْ هٰذَا فَاِنَّ الْاِشْعَارَ سُنَّةٌ وَّقَوْلُهُمْ بِدْعَةٌ

قَالَ: وَسَمِعْتُ اَبَا السَّائِبِ يَقُوْلُ كُنَّا عِنْدَ وَكِيْعٍ فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَهٗ مِمَّنْ يَّنْظُرُ فِى الرَّاْىِ اَشْعَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَقُوْلُ اَبُوْ حَنِيْفَةَ هُوَ مُثْلَةٌ قَالَ الرَّجُلُ فَاِنَّهٗ قَدْ رُوِىَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ اَنَّهٗ قَالَ الْاِشْعَارُ مُثْلَةٌ قَالَ فَرَاَيْتُ وَكِيْعًا غَضِبَ غَضَبًا شَدِيْدًا وَّقَالَ اَقُوْلُ لَكَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقُوْلُ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ مَا اَحَقَّكَ بِاَنْ تُحْبَسَ ثُمَّ لَا تَخْرُجَ حَتّٰى تَنْزِعَ عَنْ قَوْلِكَ هٰذَا

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو جوتوں کا ہار (قربانی کے جانور کے) گلے میں ڈالا آپ نے قربانی کے جانور کے دائیں پہلو میں ذوالحلیفہ میں نشان لگایا آپ نے اس سے خون صاف کیا۔

اس بارے میں حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

ابوحسان اعرج نامی راوی کا نام مسلم ہے۔

اہلِ علم جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں' ان کے نزدیک نشان لگانا (درست) ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

امام ترمذی بیان کرتے ہیں: میں نے یوسف بن عیسیٰ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: وہ بیان کرتے ہیں: میں نے وکیع کو یہ

کہتے ہوئے سنا ہے: جب انہوں نے اس حدیث کو روایت کیا' تو یہ فرمایا: تم اس بارے میں اہلِ رائے کے قول کو نہ دیکھو کیونکہ نشان لگانا سنت ہے' اور ان کا قول بدعت ہے۔

میں نے ابوسائب کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا' وہ فرماتے ہیں: ہم وکیع کے پاس موجود تھے' انہوں نے ایک شخص سے یہ کہا' جو اہلِ رائے کے قول کو ترجیح دیتا تھا: نبی اکرم ﷺ نے جانور کو نشان لگایا ہے' اور امام ابوحنیفہ یہ کہتے ہیں: ایسا کرنا مثلہ ہے' تو اس آدمی نے یہ کہا: یہ بات تو ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی منقول ہے' انہوں نے بھی یہ فرمایا ہے: اشعار کرنا مثلہ ہے' راوی کہتے ہیں: میں نے وکیع کو دیکھا کہ وہ شدید غصے میں آ گئے اور بولے: میں تمہیں یہ بتا رہا ہوں کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے: اور تم یہ کہہ رہے ہو' ابراہیم یہ کہتے ہیں' تم اس قابل ہو کہ تمہیں قید کر دیا جائے اور اس وقت تک قید رکھا جائے' جب تک تم اپنے اس قول سے رجوع نہ کر لو۔

831 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَاَبُوْ سَعِيْدِ الْاَشَجُّ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْيَمَانِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرٰى هَدْيَهُ مِنْ قُدَيْدٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ الثَّوْرِيِّ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ يَحْيَى بْنِ الْيَمَانِ

آثارِ صحابہ: وَرُوِىَ عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اشْتَرٰى مِنْ قُدَيْدٍ قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا اَصَحُّ

◆◆ نافع' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ''قدید'' کے مقام سے قربانی کا جانور خریدا تھا۔

یہ حدیث ''غریب'' ہے ہم اسے صرف ثوری کی روایت کے طور پر جانتے ہیں جو یحییٰ بن یمان سے منقول ہے۔

نافع کے حوالے سے یہ بات نقل کی گئی ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی ''قدید'' کے مقام سے جانور خریدا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت زیادہ مستند ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ تَقْلِيْدِ الْهَدْيِ لِلْمُقِيْمِ

باب 68: مقیم شخص کا قربانی کے جانور کے گلے میں ہار ڈالنا

832 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ

متنِ حدیث: فَتَلْتُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لَمْ يُحْرِمْ وَلَمْ يَتْرُكْ شَيْئًا مِّنَ الثِّيَابِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوْا اِذَا قَلَّدَ الرَّجُلُ الْهَدْيَ وَهُوَ يُرِيْدُ الْحَجَّ لَمْ يَحْرُمْ عَلَيْهِ شَيْءٌ مِّنَ الثِّيَابِ وَالطِّيْبِ حَتّٰى يُحْرِمَ وقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِذَا قَلَّدَ الرَّجُلُ هَدْيَهُ فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ مَا وَجَبَ عَلَى الْمُحْرِمِ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کے قربانی کے جانوروں کے لیے ہار اپنے ہاتھوں سے بنائے تھے پھر نبی اکرم ﷺ نے (مدینہ میں ہونے کی وجہ سے) نہ تو احرام باندھا اور نہ ہی آپ نے کسی (سلے ہوئے کپڑے) کو ترک کیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے وہ یہ فرماتے ہیں: جب آدمی قربانی کے جانور کے گلے میں ہار ڈال دے اور وہ حج پر جانا چاہتا ہو تو اس پر کوئی (سلا ہوا) کپڑا پہننا یا خوشبو لگانا حرام نہیں ہوتا جب تک وہ احرام نہ باندھ لے۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: جب آدمی اپنے قربانی کے جانور کے گلے میں ہار ڈال دے تو اس پر ہر وہ چیز لازم ہو جاتی ہے جو حالت احرام والے شخص پر لازم ہوتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ تَقْلِيْدِ الْغَنَمِ

باب 69: بکریوں کے گلے میں ہار ڈالنا

833 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: كُنْتُ اَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّهَا غَنَمًا ثُمَّ لَا يُحْرِمُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ يَرَوْنَ تَقْلِيْدَ الْغَنَمِ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کے قربانی کے جانوروں کے لیے اپنے ہاتھ سے ہار بنائے تھے وہ سب بکریاں تھیں پھر آپ حالت احرام میں شمار نہیں ہوئے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

بعض اہلِ علم جو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں ان کے نزدیک بکریوں کے گلے میں ہار ڈالا جائے گا۔

بَابُ مَا جَآءَ اِذَا عَطِبَ الْهَدْيُ مَا يُصْنَعُ بِهٖ

باب 70: جب کسی شخص کا قربانی کا جانور مرنے کے قریب ہو تو اس کے ساتھ کیا کیا جائے

834 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ اِسْحٰقَ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ نَاجِيَةَ الْخُزَاعِيِّ صَاحِبِ بُدْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ اَصْنَعُ بِمَا عَطِبَ مِنَ الْبُدْنِ قَالَ انْحَرْهَا ثُمَّ اغْمِسْ نَعْلَهَا فِيْ دَمِهَا ثُمَّ خَلِّ بَيْنَ النَّاسِ وَبَيْنَهَا فَيَاْكُلُوْهَا

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ ذُؤَيْبٍ اَبِيْ قَبِيصَةَ الْخُزَاعِيِّ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ نَاجِيَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوْا فِيْ هَدْيِ التَّطَوُّعِ اِذَا عَطِبَ لَا يَاْكُلُ هُوَ وَلَا اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ رُفْقَتِهٖ وَيُخَلّٰى بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّاسِ يَاْكُلُوْنَهُ وَقَدْ اَجْزَاَ عَنْهُ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَقَالُوْا اِنْ اَكَلَ مِنْهُ شَيْئًا غَرِمَ بِقَدْرِ مَا اَكَلَ مِنْهُ

وقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِذَا اَكَلَ مِنْ هَدْيِ التَّطَوُّعِ شَيْئًا فَقَدْ ضَمِنَ الَّذِيْ اَكَلَ

◆◆ حضرت ناجیہ خزاعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! اگر میرا قربانی کا جانور مرنے کے قریب ہو تو میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: تم اسے قربان کرلو! پھر اس کے گلے کے جوتے (کے ہار) کو اس کے خون میں ڈبودو اور پھر اسے لوگوں کے لیے چھوڑ دو، وہ خود ہی اسے کھالیں گے۔

اس بارے میں حضرت ابوقبیصہ ذویب خزاعی سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ناجیہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے وہ یہ فرماتے ہیں: اگر نفلی قربانی کا جانور مرنے کے قریب ہو تو آدمی خود اسے نہیں کھا سکتا اور نہ ہی اس کے رفقاء میں سے کوئی اسے کھا سکتا ہے۔ وہ اسے لوگوں کے لیے چھوڑ دے گا وہ خود ہی اسے کھالیں گے تو یہ بات اس کی طرف سے جائز ہوگی۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں وہ یہ فرماتے ہیں: اگر اس شخص نے خود اس میں سے کچھ کھالیا تو جتنا اس نے کھایا ہے اس کے حساب سے تاوان ادا کرے گا۔

بعض اہل علم نے یہ بات بیان کی ہے: اگر کوئی شخص نفلی قربانی میں سے کوئی چیز کھالیتا ہے تو وہ تاوان ادا کرے گا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ رُكُوْبِ الْبَدَنَةِ

باب 71: قربانی کے جانور پر سوار ہونا

835 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ

متن حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَجُلًا يَّسُوْقُ بَدَنَةً فَقَالَ لَهُ ارْكَبْهَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ لَهُ فِي الثَّالِثَةِ اَوْ فِي الرَّابِعَةِ ارْكَبْهَا وَيْحَكَ اَوْ وَيْلَكَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَجَابِرٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَنَسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَقَدْ رَخَّصَ قَوْمٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ فِيْ رُكُوْبِ الْبَدَنَةِ اِذَا احْتَاجَ اِلٰى ظَهْرِهَا وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا يَرْكَبُ مَا لَمْ يُضْطَرَّ اِلَيْهَا

◄► حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو قربانی کے جانوروں کو ہانک کر لے جا رہا تھا۔ آپ نے اس سے ارشاد فرمایا: اس پر سوار ہو جاؤ! اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ قربانی کا جانور ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے تیسری مرتبہ یا شاید چوتھی مرتبہ فرمایا: تم اس پر سوار ہو جاؤ! تم پر افسوس ہے یا تمہارا ستیاناس ہو۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اہلِ علم کی ایک جماعت نے قربانی کے جانور پر سوار ہونے کی اجازت دی ہے' جب آدمی کو اس پر سواری کی ضرورت ہو۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ' امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: جب تک مجبوری نہ ہو آدمی اس پر سوار نہ ہو۔

شرح

حجاج کرام کی قربانی کے حوالے سے چند امور کی توضیحات:

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسلسل چھ ابواب کی آٹھ احادیث میں حجاج کرام کی قربانی کے حوالے سے چند احکام بیان کیے ہیں جن کی توضیحات درج ذیل ہیں:۔

(۱) آئمہ اربعہ کا اس مسئلہ میں اتفاق ہے کہ تین قسم کے جانوروں میں سات آدمی شامل ہو سکتے ہیں، ۱- اونٹ' ۲- گائے' ۳ بھینس۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اگر کوئی شخص اپنے افرادِ خانہ کی طرف سے بڑے جانور کی قربانی کرے' تو وہ سب کی طرف سے کافی ہوگی خواہ افرادِ خانہ کی تعداد سات سے زائد ہو۔ حضرت امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ ایک اونٹ دس آدمیوں کی طرف سے کافی ہو سکتا ہے۔ جمہور فقہاء نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: حدیبیہ کے سال ہم اونٹ اور گائے کی قربانی میں سات' سات آدمی شریک ہوئے تھے۔ حضرت امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے، ان کا کہنا ہے کہ ایک سفر میں ہم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں تھے، عید الاضحیٰ کے موقع پر ہم گائے میں سات آدمی اور اونٹ میں دس آدمی شریک ہوئے تھے۔

(۲) سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم جب حجۃ الوداع کی نیت سے مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئے تو تریسٹھ اونٹ اپنے ساتھ لیے۔ ذوالحلیفہ مقام پر پہنچ کر اپنے دستِ اقدس سے ان کا اشعار کیا یعنی اونٹوں کو نشانات لگائے۔ وہ اس طرح کہ اونٹ کی کوہان کے چمڑے کو دائیں جانب سے تھوڑی مقدار میں کاٹا اور جو خون نکلا اسے صاف کر دیا گیا۔ ان کی گردنوں میں جوتوں کے ہار ڈال دیے

گئے۔ پھر حضرت ناجیہ خزاعی رضی اللہ عنہ وغیرہ کی زیرنگرانی مکہ معظمہ کی طرف روانہ کردیے۔ اشعار (نشان لگانا) کرنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے متوارث آرہا تھا۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ عرب میں زمانہ جاہلیت سے لوٹ کھسوٹ اور ڈاکازنی کا سلسلہ جاری تھا لیکن ہدی (قربانی) کے جانوروں کا سب لوگ احترام کرتے تھے۔ نہ صرف انہیں لوٹنے سے باز رہتے بلکہ ان کی خدمت وتواضع بھی کرتے تھے۔ راستہ پرامن نہ ہونے کی وجہ سے جانوروں کو نشان لگا کر اور گردنوں میں جوتوں کے ہار ڈال کر حضرت ناجیہ خزاعی رضی اللہ عنہ کی نگرانی میں روانہ کردیے گئے تھے۔

(۳) اشعار کرنے میں مذاہب آئمہ: آئمہ ثلاثہ اور صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ جانوروں کو اشعار کرنا مسنون ہے۔ حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اشعار کرنا مثلہ ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ سے ہٹ کر اشعار کرنا بدعت ہے۔

(۴) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ بطور ہدی مدینہ طیبہ سے لائے تھے اور مقام ذوالحلیفہ میں اپنے دست اقدس سے انہیں اشعار کیا تھا۔ آپ نے مقام ''قدید'' سے کوئی جانور نہیں خریدا تھا۔ البتہ حضرعبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مقام ''قدید'' سے ایک اونٹ خریدا تھا۔

(۵) ۹ھ میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قیادت میں پہلا حج ادا کیا۔ اس موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سو بکریاں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نگرانی میں قربانی کی نیت سے مکہ معظمہ روانہ فرمائیں جبکہ آپ احرام اور احرام کی پابندیوں کے بغیر مدینہ طیبہ میں تشریف فرما رہے۔ تمام آئمہ فقہ کا اتفاق ہے کہ محض ہدی بھیجنے سے محرم نہیں ہوتا جب تک خود احرام زیب تن نہ کرے۔

(۶) بکریوں کو ہار پہنانے میں مذاہب آئمہ: کیا اونٹ کی طرح قربانی کی بکریوں کو بھی جوتوں کے ہار پہنائے جاسکتے ہیں یا نہیں؟ اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ اونٹوں کی مثل بکریوں کو ہار پہنانا بھی مسنون ہے۔ انہوں نے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ ان کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہدی کے جانوروں کے ہار میں نے خود تیار کیے ہیں۔ بعدازاں آپ نے نہ احرام زیب تن کیا اور نہ سلا ہوا کپڑا ترک کیا تھا۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر ہے کہ گلے میں ہار پہنانا صرف اونٹوں اور گاؤں کے ساتھ خاص ہے لہٰذا بکریوں کو ہار پہنانا جائز نہیں ہے۔ ان کی طرف سے حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ۹ھ میں جو ایک صد بکریاں بھیجی تھیں، ان کے گلے میں جوتوں کے ہار نہیں پہنائے تھے بلکہ انہیں اون کے ہار پہنائے گئے تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بکری کمزور جانور ہے جو جوتوں کے ہار کا متحمل نہیں ہوسکتا۔

(۷) جب نذر کی ہدی روانہ کی اور اچانک وہ قریب المرگ ہوجائے تو اسے ذبح کردیا جائے اور اس کا گوشت لوگوں میں تقسیم

کردیا جائے یا اسے فروخت کردے۔ اگر نفلی ہدی ہو تو اس کا گوشت صرف غرباء میں تقسیم کیا جائے۔ امیر لوگ اس کے گوشت سے استفادہ نہیں کرسکتے۔ اس بکری کی جگہ دوسری بکری ذبح کی جائے۔

(۸) آئمہ اربعہ کا اس مسئلہ میں اتفاق ہے کہ ہدی کے جانور پر سواری کرنا یا اس کا دودھ استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہدی کی وجہ سے جانور قابل احترام ہوتا ہے لیکن اس پر سواری کرنا اور اس کا دودھ استعمال میں لانا اس کی قدر ومنزلت کے منافی ہے۔

حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ بوقت ضرورت ان سے انتفاع جائز ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک محض حالت اضطراری میں اس سے انتفاع جائز ہے ورنہ نہیں۔ آپ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: ارکبھا بالمعروف اذا الجئتہ الیھا حتی تجد ظھرًا، تم بدنہ (قربانی کے جانور) پر اچھے طریقہ سے سواری کرو جبکہ تم اس سلسلے میں مجبور ہو جاؤ۔ (یعنی جب سوار ہونے کے سوا کوئی چارہ نہ ہو)۔

(۹) حجاج کرام کی قربانی کا مسئلہ: حجاج کرام کی قربانی کے حوالے سے چند ایک فقہی مسائل ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:۔

☆ حجاج کرام رمی جمار بعد قربانی کریں گے، یہ قربانی عید والی نہیں ہے جو مقیم وصاحب نصاب پر واجب ہوتی ہے' جبکہ مسافر پر بالکل نہیں ہوتی بلکہ حج کے شکرانہ کے طور پر کی جاتی ہے۔ یہ قربانی مفرد کے لیے مستحب ہے' جبکہ قارن اور متمتع پر واجب ہے۔

☆ تین قسم کے جانور ہیں جن کی قربانی کی جاسکتی ہے: (۱) اونٹ' (۲) گائے' (بھینس)' (۳) بکری۔ اونٹ کی عمر پانچ سال، گائے کی دو سال اور بکری کی عمر ایک سال ہونی چاہیے۔ صرف اونٹ اور گائے میں سات آدمی شریک ہوسکتے ہیں۔

☆ جو شخص خود قربانی ذبح کرسکتا ہو خود کرے ورنہ دوسرے آدمی سے بھی کرواسکتا ہے۔ جانور کو روبقبلہ لٹا کر یہ الفاظ پڑھتے ہوئے ذبح کرے: اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّ مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ؕ الخ

☆ جانور ذبح کرتے وقت اس کے دونوں ہاتھ اور ایک پاؤں رسی وغیرہ سے باندھ لیے جائیں تاکہ وہ بدک نہ سکے۔ قربانی کرنے کے بعد کھول دیے جائیں۔

☆ قربانی کرتے وقت یہ تکبیر پڑھے: بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ؕ تیز دھار چھری کے ساتھ جانور ذبح کیا جائے تاکہ اسے زیادہ تکلیف نہ ہو۔

☆ دوسرے جانوروں کی طرح اونٹ بھی گلے کی ایک جگہ سے ذبح کیا جائے۔ جہلاء میں جو تین جگہوں سے اونٹ ذبح کرنے کا طریقہ مشہور ہے خلاف سنت اور بلاوجہ اذیت وتکلیف دینا ہے۔

☆ قربانی کا جانور ذبح کیا جائے تو جب تک وہ ٹھنڈا نہ ہو جائے اس کی کھال نہ اتاری جائے۔

☆ قربانی کا جانور ذبح کرنے کے بعد اپنا اور تمام مسلمانوں کا حج اور قربانی قبول کرنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرے۔ (ماخوذ از بہار شریعت مدنیہ جلد اوّل از صفحہ ۱۱۴۰ تا ۱۱۴۱)

بَابُ مَا جَآءَ بِاَيِّ جَانِبِ الرَّأْسِ يَبْدَأُ فِي الْحَلْقِ

باب 72: سر کے بال منڈواتے ہوئے کس طرف سے آغاز کیا جائے؟

836 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ

متنِ حدیث: لَمَّا رَمَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَمْرَةَ نَحَرَ نُسُكَهُ ثُمَّ نَاوَلَ الْحَالِقَ شِقَّهُ الْاَيْمَنَ فَحَلَقَهُ فَاَعْطَاهُ اَبَا طَلْحَةَ ثُمَّ نَاوَلَهُ شِقَّهُ الْاَيْسَرَ فَحَلَقَهُ فَقَالَ اقْسِمْهُ بَيْنَ النَّاسِ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ نَحْوَهُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ نے جمرہ کی رمی کرلی تو آپ نے اپنی قربانی کے جانور ذبح کیے پھر آپ نے حجام کو بلوایا' اپنی دائیں سمت حجام کی طرف کی' تو اس نے اسے مونڈ دیا۔ آپ نے وہ بال حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو عطا کیے' پھر آپ نے اپنا بایاں حصہ اس کی طرف کیا' تو اس نے اسے بھی صاف کردیا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان (بالوں کو) لوگوں میں تقسیم کردو۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے' اور یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْحَلْقِ وَالتَّقْصِيْرِ

باب 73: سر منڈوانا اور بال چھوٹے کروانا

837 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

متنِ حدیث: حَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَلَقَ طَائِفَةٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ وَقَصَّرَ بَعْضُهُمْ قَالَ ابْنُ عُمَرَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: رَحِمَ اللّٰهُ الْمُحَلِّقِيْنَ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ قَالَ وَالْمُقَصِّرِيْنَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّابْنِ اُمِّ الْحُصَيْنِ وَمَارِبَ وَاَبِيْ سَعِيْدٍ وَّاَبِيْ مَرْيَمَ وَحُبْشِيِّ بْنِ جُنَادَةَ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ يَخْتَارُوْنَ لِلرَّجُلِ اَنْ يَّحْلِقَ رَاْسَهُ وَاِنْ قَصَّرَ يَرَوْنَ اَنَّ ذٰلِكَ يُجْزِئُ عَنْهُ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے سر منڈوایا تھا آپ کے ساتھیوں میں سے کچھ لوگوں نے سر

منڈوایا تھا' اور کچھ نے بال چھوٹے کروائے تھے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: اللہ تعالیٰ سر منڈوانے والوں پر رحمت کرے' آپ نے شاید ایک یا دو مرتبہ ایسا کہا' پھر آپ نے ارشاد فرمایا: اور بال چھوٹے کروانے والوں پر بھی (اللہ تعالیٰ رحمت کرے)۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابن ام حصین رضی اللہ عنہا، حضرت مارب رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت ابومریم، حضرت حبشی بن جنادہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے' اور انہوں نے آدمی کے لیے اس بات کو مختار قرار دیا ہے: وہ اپنا سر منڈوا دے' تاہم اگر وہ اپنے بال چھوٹے کروا دیتا ہے' تو ان حضرات کے نزدیک اس کے لیے ایسا کرنا جائز ہوگا۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ كَرَاهِيَةِ الْحَلْقِ لِلنِّسَآءِ

باب 74: خواتین کے لیے سر منڈوانا حرام ہے

838 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوْسَى الْحَرَشِیُّ الْبَصْرِیُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ الطَّيَالِسِیُّ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ خِلَاسِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عَلِيٍّ قَالَ

متنِ حدیث: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَحْلِقَ الْمَرْاَةُ رَاْسَهَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ خِلَاسٍ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ عَلِيٍّ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَلِيٍّ فِيْهِ اضْطِرَابٌ وَّرُوِیَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَآئِشَةَ

حدیثِ دیگر: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ تَحْلِقَ الْمَرْاَةُ رَاْسَهَا

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ لَا يَرَوْنَ عَلَى الْمَرْاَةِ حَلْقًا وَّيَرَوْنَ اَنَّ عَلَيْهَا التَّقْصِيْرَ

◆◆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے: کوئی عورت اپنا سر منڈوا دے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے' تاہم اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ نہیں ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث کی سند میں اضطراب ہے۔

یہی روایت حماد بن سلمہ کے حوالے سے، قتادہ کے حوالے سے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے: کوئی عورت اپنا سر منڈوا دے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا' ان کے نزدیک عورت کو سر منڈوانے کی اجازت نہیں ہے۔ ان کے نزدیک وہ اپنے کچھ بال کٹوا لے گی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيمَنْ حَلَقَ قَبْلَ اَنْ يَّذْبَحَ اَوْ نَحَرَ قَبْلَ اَنْ يَّرْمِىَ

باب 75: ذبح کرنے سے پہلے سر منڈوا لینا یا رمی کرنے سے پہلے قربانی کر لینا

839 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُوْمِىُّ وَابْنُ اَبِىْ عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِىِّ عَنْ عِيْسٰى ابْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

متنِ حدیث: اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ حَلَقْتُ قَبْلَ اَنْ اَذْبَحَ فَقَالَ اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ وَسَاَلَهُ اٰخَرُ فَقَالَ نَحَرْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِىَ قَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَّجَابِرٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ وَّابْنِ عُمَرَ وَاُسَامَةَ بْنِ شَرِيْكٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ

وَهُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِذَا قَدَّمَ نُسُكًا قَبْلَ نُسُكٍ فَعَلَيْهِ دَمٌ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: میں نے ذبح کرنے سے پہلے سر منڈوا لیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اب ذبح کر لو کوئی حرج نہیں ہے۔ دوسرے شخص نے آپ سے دریافت کیا: میں نے رمی کرنے سے پہلے قربانی کر لی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اب رمی کر لو کوئی حرج نہیں ہے۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت اسامہ بن شریک سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: اگر آدمی حج کے کسی ایک فعل کو دوسرے سے پہلے کر لے تو اس پر قربانی کرنا لازم ہوگا۔

شرح

حلق اور قصر کرانے کے احکام:

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسلسل تین ابواب کے ذیل میں چار احادیث مبارکہ کی تخریج کی ہے' جن میں قربانی کے بعد حجاج کرام کے حلق یا قصر کرانے کے احکام بیان کیے ہیں جن کی توضیحات ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:۔

(۱) قربانی کرنے کے بعد حجاج کرام اپنے سر کا حلق کرائیں یا قصر کرائیں۔ حلق سے مراد ہے استرے وغیرہ سے تمام سر کے بال مونڈ دینا اور قصر سے مراد ہے تمام سر کے بال ترشوا کر کم دینا۔ دونوں طریقے درست ہیں۔

(۲) اپنے سر کی دائیں جانب سے پہلے اور بائیں جانب سے بعد میں حلق کروانا افضل ہے۔ دائیں یا بائیں سے مراد حالق کا نہیں بلکہ محلوق کا مراد ہے۔ جہاں تک حلق میں جواز کا تعلق ہے ہر طرف سے بلکہ وسط سے آغاز کرنا بھی جائز ہے۔

(۳) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر اقدس کے بال مبارک کٹوا کر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو بطور تبرک محفوظ کرنے کے لیے عنایت فرمائے اور بائیں جانب کے بال بھی انہیں عطاء فرماتے ہوئے لوگوں میں تقسیم کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ اس روایت سے ثابت ہوا کہ بزرگان دین کے تبرکات حاصل کرنا، ان کی حفاظت کرنا، ان کا احترام کرنا اور لوگوں میں ان کی تقسیم کاری کرنا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا محبوب ترین مشغلہ تھا۔

(۴) احرام کھولنے کے لیے حلق وقصر کے مسئلہ میں مذاہب آئمہ: احرام کھولنے کے لیے تمام سر کا حلق یا قصر ضروری ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے: حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ احرام کھولنے کے لیے تمام سر کا حلق یا قصر ضروری ہے۔ حضرات صاحبین کے نزدیک کم از کم نصف سر کا حلق یا قصر ضروری ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر ہے کہ سر کے تین بال بھی کاٹ دیے جائیں تو احرام کھولا جاسکتا ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ چوتھائی سر کا حلق یا قصر کرانے پر احرام کھولا جاسکتا ہے۔

(۵) حجاج کرام حلق کروائیں یا قصر دونوں جائز ہیں لیکن پہلی صورت افضل ہے۔ اس فضیلت کی وجہ حدیث باب سے عیاں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حلق کرانے والے لوگوں کے لیے دوبار اور قصر کرانے والوں کے لیے ایک بار دعا کی تھی۔

(۶) حلق یا قصر کرانے میں حکمتیں: (۱) احرام کھولنے یا احرام سے نکلنے کا ایک باوقار اور مہذب طریقہ ہے جو متانت کے منافی بھی نہیں بلکہ فطرت سلیمہ کے قریب تر ہے۔ (۲) اس طریقہ سے سر کا میل کچیل ختم ہو جاتا ہے اور انسان کو سکون حاصل ہو جاتا ہے۔

(۷) جب کوئی شخص مناسک حج یا عمرہ سے فراغت حاصل کرلے تو وہ اپنے سر کا حلق یا قصر خود بھی کرسکتا ہے اور دوسرے سے بھی کراسکتا ہے بلکہ دوسرے کا بھی حلق یا قصر کرسکتا ہے بشرطیکہ اس نے بھی ارکان حج وعمرہ مکمل کر لیے ہوں۔ مثال کے طور پر زوجین نے تمام مناسک حج یا ارکان عمرہ ادا کر لیے ہوں، تو شوہر اپنی بیوی کے سر کے چند بال کاٹ سکتا ہے اور بیوی اپنے شوہر کے سر کا حلق یا قصر کرسکتی ہے۔

(۸) احرام کھولنے کے لیے خواتین کے حلق یا قصر ممنوع ہونے کی وجوہات: (۱) اس صورت میں عورت کی شکل بگڑ کر مثلہ کی صورت ہو جاتی ہے جو حرام ہے۔ (۲) حلق یا قصر کرانے سے عورت کی شکل مرد کی بن جائے گی۔ جس طرح مرد کا خاتون کی مشابہت اختیار کرنا حرام ہے اسی طرح خاتون کا مرد کی مشابہت اختیار کرنا بھی حرام ہے۔

(۹) حلق اور قصر کے حوالے سے فقہی مسائل: حجاج کرام احرام کھولنے کے لیے حلق یا قصر کرواتے ہیں، لہٰذا ان کے چند ایک فقہی مسائل ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

حجاج کرام قربانی کرنے کے بعد قبلہ رو بیٹھ کر اپنے سر کا حلق یا قصر کروا کر احرام کھول سکتے ہیں۔ خواتین کے لیے حلق یا قصر

حرام ہے وہ اپنے بالوں کا صرف ایک پورا کٹوا دیں۔

مفرد اگر قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو اس کے لیے مستحب ہے کہ قربانی کرنے کے بعد حلق کرائے اور اگر اس نے قربانی سے پہلے حلق کروالیا تو بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ متمتع اور قارن پر قربانی کے بعد حلق کروانا واجب ہے، قربانی سے قبل حلق کرانے کی صورت میں دم واجب ہوگا۔

حلق یا قصر کرانے کا وقت ایام نحر ہیں (ذی الحجہ کی ۱۰،۱۱،۱۲ تین ایام) البتہ پہلا دن افضل ہے۔

احرام کھولنے کا وقت آنے پر محرم اپنا حلق یا قصر کر سکتا ہے اور دوسرے کا بھی خواہ دوسرا محرم ہو بشرطیکہ اس نے مناسک حج یا ارکان عمرہ مکمل کرلیے ہوں۔ حلق یا قصر کا حدود حرم کے اندر ہونا ضروری ہے۔ جس کے سر پر بالکل بال نہ ہوں اس کا اپنے سر پر استرا پھروانا واجب ہے۔

سر کا حلق یا قصر کراتے وقت موئے بغل یا زیر ناف بال دور کرنا مستحب ہے۔ البتہ وہ داڑھی کے بال ہرگز نہیں لے اور اگر لیے تو دم واجب نہیں ہوگا۔

۱۲ ذی الحجہ تک اگر حلق یا قصر نہ کروایا تو اس پر دم واجب ہوگا۔

حلق یا قصر اپنے سر کی دائیں جانب سے شروع کروایا جائے اور اس وقت یہ الفاظ پڑھے: اللہ اکبر اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ واللہ اکبر، اللہ اکبر وللہ الحمد۔

حلق یا قصر کراتے وقت کٹوائے ہوئے بال، ہمیشہ جسم سے الگ شدہ چیزیں ناخن، بال، دانت اور کھال وغیرہ زمین میں دفن کردی جائیں۔

حلق یا قصر سے قبل خط بنوانے یا ناخن کٹوانے سے دم لازم آئے گا۔

حلق یا قصر کروانے کے بعد احرام میں جو امور حرام تھے، وہ حلال ہو جائیں گے سوائے جماع کے۔

(ماخوذ از کتب فقہ و بہار شریعت از صفحہ ۱۱۴۲ تا ۱۱۴۳)

بَابُ مَا جَآءَ فِي الطِّيبِ عِنْدَ الْإِحْلَالِ قَبْلَ الزِّيَارَةِ

باب 76: طواف زیارت کرنے سے پہلے احرام کھولتے وقت خوشبو استعمال کرنا

840 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ اَخْبَرَنَا مَنْصُوْرٌ يَعْنِي ابْنَ زَاذَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ اَنْ يُّحْرِمَ وَيَوْمَ النَّحْرِ قَبْلَ اَنْ يَّطُوْفَ بِالْبَيْتِ بِطِيبٍ فِيْهِ مِسْكٌ وَّفِي الْبَاب عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَآئِشَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَغَيْرِهِمْ يَرَوْنَ اَنَّ الْمُحْرِمَ اِذَا رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ وَذَبَحَ وَحَلَقَ اَوْ قَصَّرَ فَقَدْ حَلَّ لَهٗ كُلُّ شَيْءٍ حَرُمَ عَلَيْهِ اِلَّا النِّسَآءَ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

آثارِ صحابہ: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّهٗ قَالَ حَلَّ لَهٗ كُلُّ شَيْءٍ اِلَّا النِّسَآءَ وَالطِّيْبَ

وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِلٰى هٰذَا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ وَهُوَ قَوْلُ اَهْلِ الْكُوْفَةِ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کے احرام باندھنے سے پہلے آپ کو خوشبو لگائی تھی اور قربانی کے دن آپ کے بیت اللہ کا طواف کرنے سے پہلے بھی آپ کو خوشبو لگائی تھی جس میں مشک ملی ہوئی تھی۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اکثر اہلِ علم جو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں، ان کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا۔ ان حضرات کے نزدیک حالت احرام والا شخص جب قربانی کے دن جمرہ عقبہ کو کنکریاں مار دے اور جانور ذبح کر دے اور سر منڈوا دے یا بال چھوٹے کروالے تو وہ خواتین کے علاوہ ہر اس چیز کے لیے حلال ہو جاتا ہے جو پہلے اس کے لیے حرام تھیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: ایسا شخص خواتین (کے ساتھ صحبت) اور خوشبو استعمال نہیں کر سکتا باقی سب کام حلال ہو جاتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کے بعض اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اہلِ علم نے اس بات کو اختیار کیا ہے۔

اہلِ کوفہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

شرح

طواف زیارت سے قبل خوشبو استعمال کرنے کا مسئلہ اور اس میں مذاہب آئمہ:

اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اتفاق ہے کہ حلق یا قصر کے بعد حاجی اپنا احرام کھول دیتا ہے تو بیوی کے علاوہ اس کے لیے تمام امور جائز ہو جاتے ہیں۔ کیا وہ طواف زیارت سے قبل خوشبو استعمال کر سکتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) حضرت امام مالک اور ایک روایت کے مطابق حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ طواف زیارت سے قبل خوشبو کا استعمال جائز نہیں ہے۔ انہوں نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے اثر سے استدلال کیا ہے، آپ فرماتے ہیں جس شخص نے جمرہ عقبہ کی رمی کی اس کے لیے تمام امور ممنوعہ جائز ہو جاتے ہیں سوائے بیوی اور خوشبو کے۔ (موطا امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ)

(۲) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام شافعی وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے کہ طواف زیارت سے قبل خوشبو کا

استعمال بلا کراہت جائز ہے۔انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ آپ فرماتی ہیں: احرام باندھنے سے قبل اور طواف زیارت سے پہلے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگاتی تھی جس میں مشک ملا ہوا ہوتا تھا۔

احرام باندھنے سے قبل خوشبو استعمال کے مسئلہ میں مذاہب آئمہ: جس طرح طواف زیارت سے قبل خوشبو استعمال کرنے کے مسئلہ میں اختلاف آئمہ فقہ ہے اسی طرح احرام سے قبل خوشبو کے استعمال میں بھی آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔اس مسئلہ میں حضرات امام مالک اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ ایسی خوشبو کا استعمال مکروہ ہے، جس کا اثر احرام زیب تن کرنے کے بعد تک موجود رہے۔جمہور کے نزدیک احرام سے قبل ہر قسم کی خوشبو کا استعمال کرنا جائز ہے خواہ اس کا اثر احرام زیب تن کرنے کے بعد تک باقی رہے یا ختم ہو جائے۔انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ مَتَى تُقْطَعُ التَّلْبِيَةُ فِي الْحَجِّ

باب ۷۱: حج کے دوران تلبیہ پڑھنا کب ختم کیا جائے؟

841 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

متنِ حدیث: اَرْدَفَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ جَمْعٍ اِلٰى مِنًى فَلَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتّٰى رَمَى الْجَمْرَةَ وَفِي الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَّابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ الْفَضْلِ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ اَنَّ الْحَاجَّ لَا يَقْطَعُ التَّلْبِيَةَ حَتّٰى يَرْمِيَ الْجَمْرَةَ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مزدلفہ سے منیٰ جاتے ہوئے، مجھے اپنے پیچھے بٹھالیا اور آپ جمرہ عقبہ کی رمی کرنے تک، مسلسل تلبیہ پڑھتے رہے۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے حضرات کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا، یعنی حاجی شخص اس وقت تک تلبیہ پڑھتا رہے گا، جب تک جمرہ کی رمی نہیں کر لیتا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

شرح

دورانِ حج تلبیہ ختم کرنے کے وقت میں مذاہب آئمہ:

دورانِ حج تلبیہ ختم کرانے کاوقت کیا ہے؟اس مسئلہ پر آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔اس مسئلہ میں تمام آئمہ فقہ کا اتفاق ہے کہ حج یا عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد کثرت سے تلبیہ کہنا چاہیے اور یہ عمل افضل و بہتر ہے۔۱۰ ذی الحجہ میں جب جمرہ عقبہ کورمی کی جائے تو حاجی اپنا تلبیہ ختم کردے۔یہ جمہور آئمہ فقہ کا موقف ہے۔حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا جمہور سے اختلاف ہے۔حدیث باب جمہور آئمہ کی دلیل ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

بَابُ مَا جَآءَ مَتٰی تُقْطَعُ التَّلْبِيَةُ فِي الْعُمْرَةِ

باب 78: عمرے کے دوران تلبیہ پڑھنا' کب ختم کیا جائے؟

842 سندِحدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنِ ابْنِ اَبِي لَيْلٰى عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يَرْفَعُ الْحَدِيْثَ

متنِ حدیث: اَنَّهٗ كَانَ يُمْسِكُ عَنِ التَّلْبِيَةِ فِي الْعُمْرَةِ اِذَا اسْتَلَمَ الْحَجَرَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوْا لَا يَقْطَعُ الْمُعْتَمِرُ التَّلْبِيَةَ حَتّٰى يَسْتَلِمَ الْحَجَرَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِذَا انْتَهٰى اِلٰى بُيُوْتِ مَكَّةَ قَطَعَ التَّلْبِيَةَ

قولِ امام ترمذی: وَالْعَمَلُ عَلٰى حَدِيْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِهٖ يَقُوْلُ سُفْيَانُ وَالشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ ''مرفوع'' روایت منقول ہے: نبی اکرم ﷺ عمرے کے دوران تلبیہ پڑھنا اس وقت ترک کردیتے تھے' جب آپ حجر اسود کا استلام کرتے تھے۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا' وہ یہ فرماتے ہیں: عمرہ کرنے والا شخص اس وقت تک تلبیہ پڑھنا ترک نہیں کرے گا' جب تک وہ حجر اسود کا استلام نہ کرلے۔

بعض حضرات نے یہ بات بیان کی ہے: جب وہ شخص مکہ کی آبادی تک پہنچ جائے' تو تلبیہ پڑھنا ترک کردے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) نبی اکرم ﷺ کی حدیث پر عمل کیا جائے گا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام سفیان، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

شرح

عمرہ کا تلبیہ ختم کرنے کے وقت میں مذاہب آئمہ:

حج کی طرح عمرہ کا احرام بھی باندھا جاتا ہے، یہ احرام باندھتے ہی تلبیہ کہنے کی کثرت کی جاتی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ عمرہ کا تلبیہ کب ختم کیا جائے گا؟ اس مسئلہ میں اختلاف آئمہ پایا جاتا ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ جب طواف کا آغاز کرتے وقت حجر اسود کا استلام کیا جائے تو تلبیہ ختم کر دیا جائے۔ انہوں نے اپنے مؤقف پر حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حجر اسود کو بوسہ دیتے اور اسے چھوتے تھے' تو تلبیہ ختم کر دیتے تھے۔

حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ جب احرام میقات سے باندھا جائے تو حدود حرم میں داخل ہوتے ہی تلبیہ بند کر دیا جائے اور اگر احرام حل یعنی مسجد تنعیم (مسجد عائشہ) یا مقام جعرانہ سے باندھا جائے تو مکہ معظمہ میں داخل ہوتے یا مسجد حرام میں داخل ہوتے وقت تلبیہ بند کیا جائے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی قعدہ میں تین عمرے کیے اور استلام حجر اسود کے وقت آپ نے تلبیہ بند کر دیا تھا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ طَوَافِ الزِّيَارَةِ بِاللَّيْلِ

باب 79: رات کے وقت طواف زیارت کرنا

843 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّعَائِشَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَّرَ طَوَافَ الزِّيَارَةِ اِلَى اللَّيْلِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَقَدْ رَخَّصَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ فِيْ اَنْ يُّؤَخِّرَ طَوَافَ الزِّيَارَةِ اِلَى اللَّيْلِ وَاسْتَحَبَّ بَعْضُهُمْ اَنْ يَّزُوْرَ يَوْمَ النَّحْرِ وَوَسَّعَ بَعْضُهُمْ اَنْ يُّؤَخِّرَ وَلَوْ اِلٰى اٰخِرِ اَيَّامِ مِنًى

◄► حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے طواف زیارت کو رات کے وقت تک مؤخر کر دیا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

بعض اہلِ علم نے اس بات کی رخصت دی ہے: آدمی طواف زیارت کو رات تک مؤخر کر دے۔

بعض اہلِ علم نے اس کو منیٰ کے آخری دن تک مؤخر کرنے کو مستحب قرار دیا ہے۔

شرح

رات کے وقت طواف زیارت کرنے کا مسئلہ:

طواف زیارت حج کا ایک ممتاز رکن ہے اور اس کا وقت ذی الحجہ ۱۰، ۱۱، ۱۲ تین دن ہے۔ ان تین دنوں میں رات اور دن کو طواف زیارت کیا جاسکتا ہے۔ البتہ جس شخص نے ۱۲ ذی الحجہ کے غروب آفتاب تک طواف زیارت نہ کیا تو اس پر دم اور قضاء دونوں چیزیں واجب ہیں۔

آئمہ فقہ کا اس بات میں اتفاق ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف زیارت دن کے وقت کیا تھا۔ اکثر روایات سے یہ بات ثابت بھی ہے۔ البتہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف زیارت قبل از ظہر کیا تھا یا بعد از ظہر؟ آپ نے نماز ظہر مکہ معظمہ میں پڑھی تھی یا منیٰ میں؟ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف زیارت رات تک مؤخر کردیا تھا۔ اس کی متعدد وجوہات بیان کی گئی ہیں۔ البتہ اہم ترین وجہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یوم النحر میں منیٰ میں نماز ظہر پڑھا کر مکہ معظمہ پہنچ گئے اپنے اونٹ پر سوار ہو کر طواف زیارت کیا۔ نماز عصر سے قبل منیٰ میں تشریف لے گئے۔ نماز عشاء منیٰ میں پڑھا کر مکہ معظمہ میں پہنچ گئے اور نفلی طواف کیا جبکہ کچھ لوگوں نے غلطی سے اس طواف کو طواف زیارت خیال کیا۔ (عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری)

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ نُزُوْلِ الْاَبْطَحِ

باب 80: وادی ابطح میں پڑاؤ کرنا

844 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ يَنْزِلُوْنَ الْاَبْطَحَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عَآئِشَةَ وَاَبِيْ رَافِعٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ اِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ

مذاہبِ فقہاء: وَقَدِ اسْتَحَبَّ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ نُزُوْلَ الْاَبْطَحِ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّرَوْا ذٰلِكَ وَاجِبًا اِلَّا مَنْ اَحَبَّ ذٰلِكَ قَالَ الشَّافِعِيُّ وَنُزُوْلُ الْاَبْطَحِ لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِيْ شَيْءٍ اِنَّمَا هُوَ مَنْزِلٌ نَزَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ "وادی ابطح" میں پڑاؤ کرتے تھے۔

اس بارے میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے۔ہم اس روایت کوعبدالرزاق نامی راوی کے حوالے سے،عبیداللہ بن عمر کے حوالے سے جانتے ہیں۔

بعض اہلِ علم نے وادی ابطح میں پڑاؤ کرنے کو مستحب قرار دیا ہے۔ان کے نزدیک ایسا کرنا واجب نہیں ہے اور مستحب بھی اس شخص کے لیے ہے جو اسے پسند کرے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وادی ابطح میں پڑاؤ کرنے کا حج کے ارکان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے یہ ایک جگہ ہے جہاں نبی اکرم ﷺ نے پڑاؤ کیا تھا۔

845 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

متنِ حدیث: لَيْسَ التَّحْصِيْبُ بِشَیْءٍ اِنَّمَا هُوَ مَنْزِلٌ نَزَلَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: اَلتَّحْصِيْبُ نُزُوْلُ الْاَبْطَحِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: وادی (ابطح) میں پڑاؤ کرنے کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے یہ ایک جگہ ہے جہاں نبی اکرم ﷺ نے پڑاؤ کیا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لفظ ''تحصیب'' کا مطلب وادی ابطح میں پڑاؤ کرنا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بَاب مَنْ نَّزَلَ الْاَبْطَحَ

باب 81: ابطح میں پڑاؤ کرنا

846 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا حَبِيْبٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: اِنَّمَا نَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَبْطَحَ لِاَنَّهٗ كَانَ اَسْمَحَ لِخُرُوْجِهٖ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ نَحْوَهٗ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے وادی ابطح میں پڑاؤ کیا تھا اس کی وجہ یہ ہے: اس طرف سے نکلنا آسان ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

شرح

وادی ابطح میں قیام:

۱۳ ذی الحجہ ۱۰ھ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں رمی کی پھر نماز ظہر بھی وہاں ہی پڑھائی۔ پھر آپ مکہ معظمہ کے پاس وادی ابطح میں تشریف لاکر پڑاؤ ڈالا' جہاں از نماز عصر تا نماز عشاء ادا فرمائیں۔ نماز عشاء کے بعد آپ نفلی طواف کے لیے مسجد حرام میں تشریف لے گئے اور نصف رات کے وقت مدینہ طیبہ روانہ ہو گئے۔

اس بات میں تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ وادی ابطح میں قیام حج کا رکن نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں پڑاؤ اس غرض سے اختیار کیا تھا کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ساتھ لے کر نفلی طواف کیا جائے اور اجتماعی طور پر مدینہ طیبہ کو واپسی ہو جائے۔ اس اجتماعی پڑاؤ، اجتماعی طواف اور اجتماعی سفر واپسی میں اسلام کی شان وشوکت کا اظہار بھی مقصود تھا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ حَجِّ الصَّبِيِّ

باب 82: بچے کا حج کرنا

847 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَرِيفٍ الْكُوْفِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوقَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ

متنِ حدیث: رَفَعَتِ امْرَاَةٌ صَبِيًّا لَهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلِهٰذَا حَجٌّ قَالَ نَعَمْ وَلَكِ اَجْرٌ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيْثُ جَابِرٍ حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا قَزَعَةُ بْنُ سُوَيْدِ الْبَاهِلِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَقَدْ رُوِىَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا

◆◆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ایک خاتون نے اپنے بچے کو نبی اکرم ﷺ کے سامنے اٹھایا اس نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا اس کا حج ہو جاتا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہاں اور تمہیں بھی اجر ملے گا۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث منقول ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''غریب'' ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے اسی کی مانند منقول ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ نبی اکرم ﷺ سے ''مرسل'' حدیث کے طور پر بھی منقول ہے۔

848 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمٰعِيلَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوْسُفَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ

متنِ حدیث: حَجَّ بِىْ اَبِىْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَاَنَا ابْنُ سَبْعِ سِنِيْنَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَقَدْ اَجْمَعَ اَهْلُ الْعِلْمِ اَنَّ الصَّبِىَّ اِذَا حَجَّ قَبْلَ اَنْ يُّدْرِكَ فَعَلَيْهِ الْحَجُّ اِذَا اَدْرَكَ لَا تُجْزِئُ عَنْهُ تِلْكَ الْحَجَّةُ عَنْ حَجَّةِ الْاِسْلَامِ وَكَذٰلِكَ الْمَمْلُوْكُ اِذَا حَجَّ فِىْ رِقِّهٖ ثُمَّ اُعْتِقَ فَعَلَيْهِ الْحَجُّ اِذَا وَجَدَ اِلٰى ذٰلِكَ سَبِيْلًا وَّلَا يُجْزِئُ عَنْهُ مَا حَجَّ فِىْ حَالِ رِقِّهٖ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِىِّ وَالشَّافِعِىِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

◆◆ حضرت سائب بن یزید بیان کرتے ہیں: میرے والد نے مجھے ساتھ لے کر نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ حجۃ الوداع میں شرکت کی تھی میں اس وقت سات سال کا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم نے اس بات پر اتفاق کیا ہے: اگر بچہ بالغ ہونے سے پہلے حج کر لے' تو بالغ ہونے کے بعد اس پر حج کرنا لازم ہوگا اور وہ حج' فرض حج کا بدل ثابت نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح غلام شخص اگر غلامی کے دوران حج کر لیتا ہے' اور پھر وہ آزاد ہو جاتا ہے' تو اگر اس کو گنجائش میسر آئے' تو اس پر حج کرنا لازم ہوگا اور اس نے اپنی غلامی کے دوران جو حج کیا تھا وہ کفایت نہیں کرے گا۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ' امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ' امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں۔

849 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الْوَاسِطِىُّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ نُمَيْرٍ عَنْ اَشْعَثَ بْنِ سَوَّارٍ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ

متنِ حدیث: كُنَّا اِذَا حَجَجْنَا مَعَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُنَّا نُلَبِّىْ عَنِ النِّسَآءِ وَنَرْمِىْ عَنِ الصِّبْيَانِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

مذاہب فقہاء: وَقَدْ اَجْمَعَ اَهْلُ الْعِلْمِ عَلٰى اَنَّ الْمَرْاَةَ لَا يُلَبِّىْ عَنْهَا غَيْرُهَا بَلْ هِىَ تُلَبِّىْ عَنْ نَّفْسِهَا وَيُكْرَهُ لَهَا رَفْعُ الصَّوْتِ بِالتَّلْبِيَةِ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب ہم نے نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ حج کیا' تو ہم نے خواتین کی طرف سے تلبیہ پڑھا' اور بچوں کی طرف سے کنکریاں ماریں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''غریب'' ہے۔

ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

اہلِ علم کا اس بات پر اتفاق ہے: عورت کی طرف سے کوئی دوسرا شخص تلبیہ نہیں پڑھ سکتا' بلکہ وہ خود تلبیہ پڑھے گی' تاہم اس کے لیے بلند آواز میں تلبیہ پڑھنا مکروہ ہے۔

شرح

بچے کے حج کا مسئلہ:

نماز اور روزہ بدنی عبادات ہیں جن کی فرضیت اور ادائیگی کے لیے بلوغیت شرط ہے۔ نابالغ بچوں کو ترغیب دینے کے لیے تو

نماز پڑھائی جاسکتی ہے اور روزہ رکھایا جاسکتا ہے' لیکن وہ نماز اور روزہ فرض نہیں ہوگا۔ اسی طرح فرضیت حج کے لیے بھی بلوغت شرط ہے اور اگر نابالغ بچہ حج کرے گا' تو وہ حج فرض کے قائم مقام نہیں ہوگا۔ البتہ اس کے بالغ ہونے کے بعد اور استطاعت وقوت ہونے پر دوبارہ حج کرنا ضروری ہے۔ ارکان ومناسک حج کی ادائیگی میں سرپرستی یا معاونت کرنے والے شخص کو بھی اجر وثواب سے نوازا جائے گا۔ تمام آئمہ فقہ کے ہاں یہ مسئلہ متفقہ ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا بھی یہی مؤقف ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْحَجِّ عَنِ الشَّيْخِ الْكَبِيْرِ وَالْمَيِّتِ

باب 83: بوڑھے شخص یا میت کی طرف سے حج کرنا

850 سندِحدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ امْرَاَةً مِّنْ خَثْعَمٍ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبِيْ اَدْرَكَتْهُ فَرِيضَةُ اللّٰهِ فِي الْحَجِّ وَهُوَ شَيْخٌ كَبِيْرٌ لَّا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَّسْتَوِيَ عَلٰى ظَهْرِ الْبَعِيْرِ قَالَ حُجِّيْ عَنْهُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَّبُرَيْدَةَ وَحُصَيْنِ بْنِ عَوْفٍ وَّاَبِيْ رَزِيْنٍ الْعُقَيْلِيِّ وَسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِدیگر: وَّرُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَوْفٍ الْمُزَنِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَيْضًا عَنْ سِنَانِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْجُهَنِيِّ عَنْ عَمَّتِهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

قولِ امام بخاری: وَسَاَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هٰذِهِ الرِّوَايَاتِ فَقَالَ اَصَحُّ شَيْءٍ فِيْ هٰذَا الْبَابِ مَا رَوَى ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُحَمَّدٌ وَّيُحْتَمَلُ اَنْ يَّكُوْنَ ابْنُ عَبَّاسٍ سَمِعَهُ مِنَ الْفَضْلِ وَغَيْرِهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَوٰى هٰذَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَرْسَلَهُ وَلَمْ يَذْكُرِ الَّذِيْ سَمِعَهُ مِنْهُ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَقَدْ صَحَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْبَابِ غَيْرُ حَدِيْثٍ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ وَبِهٖ يَقُوْلُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ يَرَوْنَ اَنْ يُّحَجَّ عَنِ الْمَيِّتِ وَقَالَ مَالِكٌ اِذَا اَوْصٰى اَنْ يُّحَجَّ عَنْهُ حُجَّ عَنْهُ وَقَدْ رَخَّصَ بَعْضُهُمْ اَنْ يُّحَجَّ عَنِ الْحَيِّ اِذَا كَانَ كَبِيْرًا اَوْ بِحَالٍ لَّا يَقْدِرُ اَنْ يَّحُجَّ وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ

◄► حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: خثعم قبیلے سے تعلق رکھنے والی

ایک خاتون نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے والد کے ذمے حج فرض ہوگیا ہے۔ وہ بڑی عمر کے شخص ہیں اور سواری پر سیدھی طرح نہیں بیٹھ سکتے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم ان کی طرف سے حج کرلو۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ، حضرت حصین بن عوف رضی اللہ عنہ، حضرت ابورزین عقیلی رضی اللہ عنہ، حضرت سودہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس روایت کو حضرت حصین بن عوف مزنی کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے، حضرت سنان بن عبداللہ جہنی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ان کی پھوپھی کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے یہ بات منقول ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے بھی اسے نقل کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے ان روایات کے بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے فرمایا: اس بارے میں سب سے مستند روایت وہ ہے، جسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات بھی بیان کی، اس بات کا احتمال موجود ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس روایت کو حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے اور دیگر حضرات کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے سنا ہو، پھر انہوں نے اسے "مرسل" روایت کے طور پر نقل کردیا اور اس شخصیت کا تذکرہ نہیں کیا جس (دوسری) شخصیت سے انہوں نے اس حدیث کو سنا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ سے مستند طور پر اس بارے میں دیگر روایات بھی منقول ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، شافعی رحمۃ اللہ علیہ، احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: میت کی طرف سے بھی حج کیا جاسکتا ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب کوئی شخص یہ وصیت کرے کہ اس کی طرف سے حج کیا جائے، تو وہ حج کرلیا جائے۔

بعض اہلِ علم نے یہ رخصت دی ہے: زندہ آدمی کی طرف سے بھی حج کیا جاسکتا ہے، اگر وہ بڑی عمر کا ہو یا ایسی حالت میں ہو کہ خود حج نہ کرسکتا ہو۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

بَابُ مِنْهُ اٰخَرُ

باب 84: بلاعنوان

851 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ

عَطَاءٍ قَالَ وحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَطَاءٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ

متن حدیث: قَالَ جَائَتِ امْرَاَةٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنَّ اُمِّى مَاتَتْ وَلَمْ تَحُجَّ اَفَاَحُجُّ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ حُجِّى عَنْهَا

حکم حدیث: قَالَ وَهٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

◄► حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: ایک خاتون نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اس نے عرض کی: میری والدہ انتقال کر چکی ہیں' انہوں نے حج نہیں کیا، کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہاں! تم ان کی طرف سے حج کر لو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بَابُ مِنْهُ

باب 85: بلاعنوان

852 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ عِيْسٰى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَوْسٍ عَنْ اَبِىْ رَزِيْنٍ الْعُقَيْلِيِّ

متن حدیث: اَنَّهُ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبِىْ شَيْخٌ كَبِيْرٌ لَّا يَسْتَطِيْعُ الْحَجَّ وَلَا الْعُمْرَةَ وَلَا الظَّعْنَ قَالَ حُجَّ عَنْ اَبِيْكَ وَاعْتَمِرْ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَاِنَّمَا ذُكِرَتِ الْعُمْرَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ هٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْ يَّعْتَمِرَ الرَّجُلُ عَنْ غَيْرِهٖ

توضیح راوی: وَاَبُوْ رَزِيْنٍ الْعُقَيْلِيُّ اسْمُهُ لَقِيْطُ بْنُ عَامِرٍ

◄► حضرت ابورزین عقیلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے والد عمر رسیدہ آدمی ہیں وہ حج یا عمرہ نہیں کر سکتے اور نہ ہی سواری پر سوار ہو سکتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اپنے والد کی طرف سے حج بھی کر لو اور عمرہ بھی کر لو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے عمرے کا تذکرہ صرف اس حدیث میں کیا گیا ہے: کوئی شخص کسی دوسرے کی طرف سے عمرہ کر سکتا ہے۔

حضرت ابورزین عقیلی رضی اللہ عنہ کا نام لقیط بن عامر ہے۔

شرح

فانی اور میت کی طرف سے حج بدل کرنے کا مسئلہ:

اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اتفاق ہے کہ عبادت بدنی مثلاً نماز اور روزہ میں نیابت جائز نہیں ہے۔ عبادت مالی مثلاً زکوٰۃ میں مطلقاً نیابت صحیح ہے۔ عبادت بدنی اور مالی کی جامع مثلاً حج میں حالت اختیاری میں نیابت جائز نہیں ہے لیکن حالت اضطراری میں جائز ہے۔ حالت اضطراری کی کیفیت میں اختلاف آئمہ فقہ ہے۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ صرف موت حالت اضطراری ہو سکتی ہے۔ حیات میں کوئی خواہ شیخ فانی ہو یا علیل ہو یا ضعیف و نادار ہو، کی طرف سے حج بدل نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ وہ اپنے ترکہ کے تہائی حصہ سے حج بدل کرنے کی وصیت کر سکتا ہے جو اس کی وفات کے بعد نافذ العمل ہوگی۔ آئمہ ثلاثہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک موت کے علاوہ بڑھاپا، اپاہج ہونا، لنگڑا ہونا، لولا ہونا اور نحیف و کمزور ہونا بھی اعذار ہیں، لہٰذا ان کی طرف سے بھی حج بدل کرنا جائز ہے۔

حج بدل کا جواز و فضیلت:

حج بدل کے جواز و فضیلت کے حوالے سے چند ایک احادیث مبارکہ ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:۔

(۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے والدین کی طرف سے حج کرے یا ان کی طرف سے تاوان ادا کرے، وہ قیامت کے دن ابرار (نیکوکار لوگ) کے ساتھ ہوگا۔ (سنن دار قطنی)

(۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے والدین کی طرف سے حج کرے گا، تو اس کا حج پورا کیا جائے گا اور اس کے لیے دس حج کا ثواب ہے۔ (ایضاً)

(۳) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ ایک عورت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے والد گرامی پر حج فرض ہے۔ وہ بڑھاپے کی وجہ سے حج نہیں کر سکتے اور سواری پر بھی نہیں بیٹھ سکتے۔ کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ آپ نے جواب دیا: ہاں۔ (الصحیح للمسلم)

(۴) حضرت ابورزین عقیلی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یوں عرض کیا: یارسول اللہ! میرے والد بوڑھے ہیں جو حج و عمرہ ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اور وہ سواری پر بیٹھ بھی نہیں سکتے تو کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! تم ان کی طرف سے حج و عمرہ کر سکتے ہو۔ (جامع ترمذی)

حج بدل کے حوالے سے فقہی مسائل:

حج بدل کے حوالے سے چند ایک فقہی مسائل ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

☆ حج بدل کی چند شرائط ہیں: (۱) حج بدل کرانے والے پر حج فرض ہو، (۲) جس کی طرف سے حج بدل کیا جا رہا ہے وہ معذور ہو، (۳) وقت فرضیتِ حج سے وفات تک عذر مسلسل باقی ہو۔ (۴) جس کی طرف سے حج کیا جا رہا ہے، تمام اخراجات اس کی طرف

سے ہوں۔

☆ جس کو حج بدل کا حکم دیا وہی کرے اور اگر دوسرے سے حج کرایا گیا تو نہ ہوگا۔

☆ میت نے وصیت کی تھی کہ فلاں شخص میری طرف سے حج کرے' وہ مر گیا یا اس نے حج کرنے سے انکار کر دیا تو اب دوسرے شخص سے بھی حج بدل کرایا جا سکتا ہے۔

☆ اس کی طرف سے نیت حج کرتے ہوئے یوں ہے: لبيك عن فلان. اگر اس کا نام یاد نہ رہے تو دل میں اس کی نیت کرے۔

☆ حج بدل کی سب شرائط پائی جائیں تو جس کی طرف سے کیا گیا، اس کا فرض ادا ہوگا اور یہ حج کرنے والا بھی ثواب پائے گا لیکن اس حج سے اس کا حجۃ الاسلام ادا نہ ہوگا۔

☆ بہتر یہ ہے کہ حج بدل کے لیے ایسے شخص کو بھیجا جائے جو اپنا حج ادا کر چکا ہو اور اگر ایسے شخص کو بھیجا جس نے خود حج نہ کیا ہو جب بھی حج بدل ہو جائے گا۔ اگر اس پر حج فرض ہو اور اس نے ادا نہ کیا تو اسے بھیجنا مکروہ تحریمی ہے۔

☆ افضل یہ ہے کہ ایسے شخص کو بھیجیں جو حج کے طریقہ اور اس کے افعال و ارکان سے آگاہ ہو۔

☆ دو آدمیوں نے ایک ہی شخص کو حج بدل کے لیے بھیجا اور اس نے دوران حج دونوں کی طرف سے لبیک کہا تو دونوں میں سے کسی کی طرف سے بھی ادا نہیں ہوگا بلکہ حج کرنے والے کی طرف سے ہوگا۔

☆ کسی شخص نے والدین کی طرف سے حج ادا کیا تو اسے اختیار ہے کہ دونوں میں سے ایک کے نام کر دے اور اس کی طرف سے فرض ادا ہوگا۔

☆ افضل یہ ہے کہ جس کو حج بدل کے لیے بھیجا، وہ حج کر کے واپس آ جائے اور آمد و رفت کے تمام اخراجات بھیجنے والے کے ذمہ ہیں اور اگر وہ وہیں رہ گیا تو بھی جائز ہے۔

☆ جسے حج بدل کے لیے مقرر کیا وہ علالت کا شکار ہو گیا تو اسے اختیار نہیں ہے کہ دوسرے شخص کو حج کے لیے روانہ کرے۔

☆ ایک شخص نے کسی آدمی کو حج بدل کے لیے اخراجات دے کر روانہ کیا پھر اس کا انتقال ہو گیا' اور اس نے حج کی وصیت بھی نہ کی ہو' تو ورثاء اس شخص کا مال واپس لے سکتے ہیں خواہ اس نے احرام باندھ لیا ہو۔

☆ مصارف حج سے مراد وہ اشیاء ہیں جن کی دوران سفر ضرورت ہوتی ہے مثلاً کھانا پینا' راستہ میں استعمال کے کپڑے، احرام کے کپڑے، سواری کا کرایہ، مکان کا کرایہ، کھانے پینے کے برتن، کپڑے دھونے کا صابون، محافظ کی مزدوری اور حجامت بنوائی وغیرہ۔

☆ حج سے واپسی پر اگر کوئی رقم بچ گئی ہو، واپس کر دے۔ اسے اپنے پاس رکھ لینا جائز نہیں خواہ قلیل مقدار میں ہو۔

(ماخوذ از بہار شریعت مدنیہ جلد اوّل از صفحہ ۱۱۹۹ تا ۱۲۱۰)

نوٹ: حج کی طرح دوسرے کی طرف سے عمرہ بھی کیا جا سکتا ہے اور اس میں معذور ہونا شرط نہیں ہے۔ (قصوری)

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْعُمْرَةِ اَوَاجِبَةٌ هِيَ اَمْ لَا

باب 86: عمرہ کرنا واجب ہے یا نہیں؟

853 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ عَنِ الْحَجَّاجِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْعُمْرَةِ اَوَاجِبَةٌ هِيَ قَالَ لَا وَاَنْ تَعْتَمِرُوْا هُوَ اَفْضَلُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا الْعُمْرَةُ لَيْسَتْ بِوَاجِبَةٍ وَّكَانَ يُقَالُ هُمَا حَجَّانِ الْحَجُّ الْاَكْبَرُ يَوْمُ النَّحْرِ وَالْحَجُّ الْاَصْغَرُ الْعُمْرَةُ وَقَالَ الشَّافِعِيُّ الْعُمْرَةُ سُنَّةٌ لَّا نَعْلَمُ اَحَدًا رَخَّصَ فِيْ تَرْكِهَا وَلَيْسَ فِيْهَا شَيْءٌ ثَابِتٌ بِاَنَّهَا تَطَوُّعٌ وَّقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاِسْنَادٍ وَّهُوَ ضَعِيْفٌ لَّا تَقُوْمُ بِمِثْلِهِ الْحُجَّةُ وَقَدْ بَلَغَنَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ كَانَ يُوْجِبُهَا

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: كُلُّهٗ كَلَامُ الشَّافِعِيِّ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ سے عمرے کے بارے میں دریافت کیا گیا: کیا یہ واجب ہے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں، تاہم اگر تم عمرہ کرلو تو یہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بعض اہلِ علم اس بات کے قائل ہیں وہ یہ فرماتے ہیں: عمرہ واجب نہیں ہے۔

یہ کہا جاتا ہے: حج کی دو قسمیں ہیں ایک حج اکبر ہے، جو قربانی کے دن ہوتا ہے اور ایک حج اصغر ہے، جو عمرہ ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عمرہ کرنا سنت ہے اور ہمارے علم کے مطابق کسی شخص نے اس کو ترک کرنے کی اجازت نہیں دی ہے اور نہ ہی کسی دلیل سے یہ ثابت ہوتا ہے: ایسا کرنا نفل ہے۔

اس بارے میں نبی اکرم ﷺ سے بھی ایک حدیث منقول ہے، تاہم وہ ضعیف ہے اور اس طرح کی حدیث کو دلیل کے طور پر پیش نہیں کیا جا سکتا۔

ہمیں یہ اطلاع بھی ملی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عمرہ کرنے کو واجب قرار دیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ سب امام شافعی کا کلام ہے۔

بَابٌ مِنْهُ

باب 87: بلا عنوان

854 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ اَبِيْ زِيَادٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِي الْحَجِّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ سُرَاقَةَ بْنِ جُعْشُمٍ وَّجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ

قولِ امام ترمذی: وَمَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْ لَّا بَأْسَ بِالْعُمْرَةِ فِيْ اَشْهُرِ الْحَجِّ وَهٰكَذَا

مذاہب فقہاء: قَالَ: وَفِي الْبَاب فَسَّرَهُ الشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ وَمَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ اَنَّ اَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوْا لَا يَعْتَمِرُوْنَ فِيْ اَشْهُرِ الْحَجِّ فَلَمَّا جَآءَ الْاِسْلَامُ رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِي الْحَجِّ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ يَعْنِيْ لَا بَأْسَ بِالْعُمْرَةِ فِيْ اَشْهُرِ الْحَجِّ وَاَشْهُرُ الْحَجِّ شَوَّالٌ وَّذُو الْقَعْدَةِ وَعَشْرٌ مِّنْ ذِي الْحِجَّةِ لَا يَنْبَغِيْ لِلرَّجُلِ اَنْ يُّهِلَّ بِالْحَجِّ اِلَّا فِيْ اَشْهُرِ الْحَجِّ وَاَشْهُرُ الْحُرُمِ رَجَبٌ وَّذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ هٰكَذَا قَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: عمرہ قیامت تک کے لیے حج میں داخل ہوگیا ہے۔

اس بارے میں حضرت سراقہ بن مالک بن جعشم اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے: حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے یہی بات بیان کی ہے۔

اس حدیث کا مقصد یہ ہے: زمانہ جاہلیت کے لوگ حج کے مہینوں میں عمرہ نہیں کیا کرتے تھے' جب اسلام آیا تو نبی اکرم ﷺ نے اس بارے میں رخصت عطا کردی اور آپ نے ارشاد فرمایا: عمرہ قیامت تک کے لیے حج میں داخل ہوگیا ہے' یعنی حج کے مخصوص مہینوں میں عمرہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے' اور حج کے مخصوص مہینے شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ کے پہلے دس دن ہیں' کسی بھی شخص کے لیے یہ بات مناسب نہیں ہے: وہ حج کے مہینوں کے علاوہ کسی مہینے میں حج کا احرام باندھے۔

حرمت والے مہینے رجب، ذوالقعدہ، ذوالحج اور محرم ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے کئی اہلِ علم نے یہی بات بیان کی ہے۔

بَابُ مَا ذُكِرَ فِيْ فَضْلِ الْعُمْرَةِ

باب 88: عمرہ کی فضیلت کا تذکرہ

855 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: اَلْعُمْرَةُ اِلَى الْعُمْرَةِ تُكَفِّرُ مَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّةُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ایک عمرہ دوسرے عمرے تک کے درمیان کے تمام گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے اور حج مبرور کا بدلہ صرف جنت ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْعُمْرَةِ مِنَ التَّنْعِيمِ

باب 89: تنعیم سے عمرہ کرنا

856 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى وَابْنُ اَبِىْ عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَوْسٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِىْ بَكْرٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِىْ بَكْرٍ اَنْ يُّعْمِرَ عَآئِشَةَ مِنَ التَّنْعِيمِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کو یہ ہدایت کی تھی کہ وہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو تنعیم سے عمرہ کروادیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْعُمْرَةِ مِنَ الْجِعِرَّانَةِ

باب 90: جعرانہ سے عمرہ کرنا

857 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ مُّزَاحِمِ بْنِ اَبِىْ مُزَاحِمٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ مُّحَرِّشٍ الْكَعْبِىِّ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنَ الْجِعِرَّانَةِ لَيْلًا مُعْتَمِرًا فَدَخَلَ مَكَّةَ لَيْلًا فَقَضٰى عُمْرَتَهٗ ثُمَّ خَرَجَ مِنْ لَّيْلَتِهٖ فَاَصْبَحَ بِالْجِعِرَّانَةِ كَبَائِتٍ فَلَمَّا زَالَتِ الشَّمْسُ مِنَ الْغَدِ خَرَجَ مِنْ بَطْنِ سَرِفَ حَتّٰى جَآءَ مَعَ الطَّرِيْقِ طَرِيْقِ جَمْعٍ بِبَطْنِ سَرِفَ فَمِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ خَفِيَتْ عُمْرَتُهٗ عَلَى النَّاسِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَّلَا نَعْرِفُ لِمُحَرِّشٍ الْكَعْبِىِّ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَيُقَالُ جَآءَ مَعَ الطَّرِيْقِ مَوْصُوْلٌ

◆◆ حضرت محرش کعبی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جعرانہ سے رات کے وقت عمرہ کرنے کے لیے روانہ ہوئے آپ رات کے وقت ہی مکہ میں داخل ہوئے' آپ نے اپنا عمرہ مکمل کیا' اور پھر اسی رات وہاں سے واپس آ گئے' صبح کے وقت آپ جعرانہ میں یوں موجود تھے جیسے رات یہیں رہے ہیں۔ اگلے دن جب سورج ڈھل گیا' تو آپ میدان سرف کے درمیان سے نکلے

اور اس راستے پر آ گئے' جو مزدلفہ کے راستے میں میدان سرف کے درمیان ہے۔ اسی لیے آپ کا عمرہ لوگوں سے مخفی رہا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

حضرت محرش کعبی رضی اللہ عنہ کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت اس کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔

شرح

عمرہ کی شرعی حیثیت، فضیلت اور طریقہ کار:

کیا عمرہ واجب ہے یا سنت؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

(۱) حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے زندگی بھر میں ایک بار عمرہ کرنا واجب (فرض) ہے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے آثار سے وجوب عمرہ پر استدلال کیا ہے۔ ثانیاً ان کا خیال ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کیا ہے' لہٰذا اس کے ثبوت کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔

(۲) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک زندگی میں ایک بار عمرہ ادا کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ عمرہ واجب ہے یا نہیں؟ آپ نے جواب میں فرمایا: نہیں، لوگوں کو چاہیے کہ وہ عمرہ ادا کرتے رہیں' کیونکہ یہ افضل ہے۔

حج یا عمرہ کی فضیلت:

حج دو قسم کے ہیں: (۱) حج اکبر یعنی بڑا حج جو زندگی میں ایک بار فرض ہے (۲) حج اصغر (عمرہ) جو احناف کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے۔ ان کی فضیلت گزشتہ صفحات میں بیان کی جا چکی ہے۔ اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مشہور روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک عمرہ سے لے کر دوسرے عمرہ تک ان کی وجہ سے درمیان والے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اور حج مبرور کا بدلہ صرف جنت ہے۔ اس روایت سے ثابت ہوا کہ عمرہ کی برکت سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور حج ادا کرنے سے جنت عطا کی جاتی ہے۔

حج اور عمرہ ایک ساتھ:

حج اور عمرہ الگ الگ ادا کیے جا سکتے ہیں اور ایک ساتھ بھی۔ زمانہ جاہلیت میں یہ رواج تھا کہ جو شخص حج ادا کرنے کا ارادہ رکھتا وہ اس سال حج کے مہینوں میں عمرہ ادا نہیں کر سکتا تھا۔ اسلام نے جہاں دوسری بے شمار رسومات جاہلیت کا قلع قمع کیا وہاں اس رسم کا بھی خاتمہ کر دیا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا ہے: دخلت العمرة فی الحج الی یوم القیامة' یعنی تا قیامت عمرہ' حج میں داخل ہے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ حج اور عمرہ دونوں کی نیت سے احرام باندھ کر دونوں کو ادا کیا جا سکتا ہے اور ایک ہی سفر میں حج اور عمرہ دونوں ادا کیے جا سکتے ہیں۔

عمرہ کا طریقہ کار:

عمرہ کا طریقہ بھی حج جیسا ہے۔ اس کے چار ارکان ہیں: (۱) احرام (۲) طواف بیت اللہ (۳) سعی صفا و مروہ (۴) حلق یا تقصیر۔ اس کا وقت سال بھر ہے' جب چاہیں عمرہ کر سکتے ہیں۔ البتہ ۹ ذی الحجہ تا ۱۳ پانچ ایام میں جدید احرام کے ساتھ عمرہ کرنا مکروہ ہے۔ وقوف عرفہ' وقوف مزدلفہ' وقوف منیٰ' رمی جمار اور قربانی وغیرہ' عمرہ میں نہیں ہیں۔ اس کے ممنوعات' مکروہات اور مفسدات بھی حج والے ہیں جس کی تفصیل گزر چکی ہے۔ طواف و سعی صفا و مروہ کی دعائیں بھی حج والی ہیں۔

مقامِ تنعیم اور مقام جعرانہ سے عمرہ کا احرام باندھنا: حجۃ الوداع کے موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا قافلہ مکہ معظمہ میں پہنچا تو یہ حکم نازل ہوا کہ جن لوگوں کے پاس ہدی کا جانور نہیں ہے وہ اپنے حج کے احرام کو عمرہ کے احرام میں تبدیل کر لیں اور ارکان عمرہ مکمل کر کے احرام کھول دیں۔ بعد ازاں ۸ ذی الحجہ میں مکہ معظمہ سے دوبارہ حج کا احرام زیب تن کر لیں۔ اس حکم کے مطابق حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بھی اپنے حج کے احرام کو عمرہ کا احرام کر لیا لیکن حالت حیض میں ہونے کی وجہ سے وہ ارکان عمرہ پورے نہ کر سکیں۔ اسی دوران حج کے ایام شروع ہو گئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ عمرہ کا احرام ختم کر دیں اور غسل وغیرہ کر کے حج کا احرام باندھ لیں۔ انہوں نے تعمیل ارشاد کرتے ہوئے حج کا احرام زیب تن کیا۔ پھر انہوں نے منیٰ' عرفات اور مزدلفہ کا وقوف کیا۔ مزدلفہ کی شب میں وہ حیض سے پاک ہوئیں۔ ۱۳ ذی ۱۰ ہجری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اپنی ہمشیرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مقام تنعیم (جہاں اب مسجد عائشہ موجود ہے) سے احرام زیب تن کروا کر عمرہ کروائیں۔ پھر فلاں جگہ پر ہمیں آ ملنا جہاں ہم منتظر ہوں گے۔ مقام تنعیم جہاں سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے احرام باندھا تھا۔ یہ مقام مسجد حرام سے تین میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ احرام باندھنے کے لیے یہ حرم کے قریب ترین مقام ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے بعد انیس ایام تک مکہ معظمہ میں قیام پذیر رہے۔ وہاں سے آپ حنین گئے پھر طائف پہنچے اور ایک ماہ تک اس کا محاصرہ فرمایا۔ پھر وہاں سے مقام جعرانہ میں تشریف لائے جہاں حنین کا مال غنیمت تقسیم کیا۔ اس طرح کئی ایام تک آپ نے یہاں قیام کیا۔ مدینہ طیبہ روانگی سے قبل مقام جعرانہ سے آپ نے احرام زیب تن کر کے رات کے وقت مکہ معظمہ جا کر عمرہ ادا کیا اور صبح صادق سے قبل جعرانہ واپس پہنچ گئے۔ آئندہ روز بعد از زوال مدینہ طیبہ روانہ ہو گئے۔

دورِ حاضر میں جس عمرہ کا احرام مقام تنعیم سے باندھا جاتا ہے' اسے چھوٹا اور جس عمرہ کا احرام مقام جعرانہ سے باندھا جاتا ہے اسے بڑا عمرہ کہا جاتا ہے۔ دونوں مقامات سے عمرہ کا احرام باندھا جا سکتا ہے اور دونوں کا ثبوت احادیث مبارکہ میں مذکور ہے۔ مقام تنعیم (مسجد عائشہ) اب مکہ معظمہ میں شامل ہو چکا ہے' جس سے احرام باندھنے کے عدم جواز کے بارے میں تا حال مفتیان حرمین شریفین کا کوئی فتویٰ جاری نہیں ہوا۔ تاہم خواتین و حضرات حسب سابق یہاں سے عمرہ کا احرام باندھتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ عُمْرَةِ رَجَبٍ

باب 91: رجب کے مہینے میں عمرہ کرنا

858 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ

متنِ حدیث: سُئِلَ ابْنُ عُمَرَ فِيْ اَيِّ شَهْرٍ اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ فِيْ رَجَبٍ فَقَالَتْ عَآئِشَةُ مَا اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا وَهُوَ مَعَهٗ تَعْنِيْ ابْنَ عُمَرَ وَمَا اعْتَمَرَ فِيْ شَهْرِ رَجَبٍ قَطُّ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

قولِ امام بخاری: سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُوْلُ حَبِيْبُ بْنُ اَبِيْ ثَابِتٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ

◆◆ عروہ بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا گیا: نبی اکرم ﷺ نے کون سے مہینے میں عمرہ کیا تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا: رجب کے مہینے میں۔

عروہ بیان کرتے ہیں: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے جتنے بھی عمرے کیے وہ (یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ) نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مراد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں، تاہم نبی اکرم ﷺ نے رجب کے مہینے میں کوئی عمرہ نہیں کیا۔

یہ حدیث ''غریب'' ہے۔

میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: حبیب بن ابوثابت نے عروہ بن زبیر سے کوئی حدیث نہیں سنی ہے۔

859 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَمَرَ اَرْبَعًا اِحْدَاهُنَّ فِيْ رَجَبٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے چار عمرے کیے جن میں سے ایک عمرہ آپ نے رجب کے مہینے میں کیا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ عُمْرَةِ ذِي الْقَعْدَةِ

باب 92: ذوالقعدہ کے مہینے میں عمرہ کرنا

860 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّوْرِيُّ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ هُوَ السَّلُوْلِيُّ الْكُوْفِيُّ عَنْ

اِسْرَآئِيْلَ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ

متن حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَمَرَ فِىْ ذِى الْقَعْدَةِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

فی الباب: وَفِى الْبَاب عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

◆◆ حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ذوالقعدہ کے مہینے میں عمرہ کیا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِىْ عُمْرَةِ رَمَضَانَ

باب 93: رمضان کے مہینے میں عمرہ کرنا

861 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا اِسْرَآئِيْلُ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ اُمِّ مَعْقِلٍ عَنْ اُمِّ مَعْقِلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: عُمْرَةٌ فِىْ رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً

فی الباب: وَفِى الْبَاب عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّجَابِرٍ وَّاَبِىْ هُرَيْرَةَ وَاَنَسٍ وَّوَهْبِ بْنِ خَنْبَشٍ

توضیح راوی: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَيُقَالُ هَرِمُ بْنُ خَنْبَشٍ قَالَ بَيَانٌ وَّجَابِرٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ وَّهْبِ بْنِ خَنْبَشٍ وقَالَ دَاوُدُ الْاَوْدِيُّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ هَرِمِ بْنِ خَنْبَشٍ وَّوَهْبٌ اَصَحُّ

حکم حدیث: وَحَدِيْثُ اُمِّ مَعْقِلٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

مذاہب فقہاء: وقَالَ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ قَدْ ثَبَتَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ عُمْرَةً فِىْ رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً قَالَ اِسْحٰقُ مَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ مِثْلُ مَا رُوِىَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ مَنْ قَرَاَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ فَقَدْ قَرَاَ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ

◆◆ سیدہ ام معقل رضی اللہ عنہا کے صاحب زادے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ نے ارشاد فرمایا ہے: رمضان کے مہینے میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت وہب بن خنبش سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک قول کے مطابق ان کا نام ہرم بن خنبش ہے۔

بیان اور جابر نامی راوی نے امام شعبی کے حوالے سے ان کا نام وہب بن خنبش نقل کیا ہے۔

داؤد نامی راوی نے امام شعبی کے حوالے سے ان کا نام ہرم بن خنبش نقل کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وہب نام درست ہے۔

سیّدہ ام معقل رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ''حسن'' ہے اور اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات بیان کی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے یہ بات ثابت ہے: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: رمضان کے مہینے میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے۔

اسحٰق یہ بیان کرتے ہیں: اس حدیث کا مفہوم یہ ہے جو اسی کی مانند منقول اُس روایت کا ہے جس میں آپ نے یہ ارشاد فرمایا ہے: جو شخص ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ'' پڑھ لے تو اس نے ایک تہائی قرآن کو پڑھ لیا۔

شرح

مختلف مہینوں میں عمرہ ادا کرنے کا مسئلہ:

عمرہ پورے سال میں کسی بھی مہینہ کسی بھی دن اور کسی بھی وقت کیا جاسکتا ہے۔ البتہ ۹ ذی الحجہ تا ۱۳ پانچ ایام میں جدید احرام کے ساتھ عمرہ مکروہ ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کل چار عمرے کیے جو سب کے سب ذی قعدہ میں ادا کیے۔ حدیبیہ کے موقع پر آپ نے ذی قعدہ میں عمرہ کا احرام باندھا تھا۔ فتح مکہ کے موقع پر آپ نے ذی قعدہ میں عمرہ کیا، فتح حنین کے بعد جعرانہ سے جو عمرہ کیا وہ بھی ذی قعدہ میں اور حجۃ الوداع کے ساتھ جو عمرہ کیا اس کا احرام بھی ذی قعدہ میں زیب تن فرمایا تھا۔ ان تمام عمروں کے مواقع پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما موجود تھے۔ ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے طلباء کے سامنے بیان کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عمرہ رجب میں کیا تھا۔ جب اس بات کا علم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ہوا تو فرمایا: اللہ تعالیٰ ابوعبدالرحمٰن (کنیت حضرت عبداللہ بن عمر) پر رحم فرمائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عمرے فرمائے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آپ کے ساتھ تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی عمرہ رجب میں نہیں کیا تھا۔ یہ اعلان سن کر حضرت عبداللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے تسامح کا احساس ہوگیا تھا۔

تمام مہینوں میں سے رمضان میں عمرہ کرنے کی فضیلت زیادہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رمضان میں عمرہ کا ثواب حج کے برابر ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رمضان میں عمرہ کرنے والے کو میری رفاقت میں حج کرنے کا ثواب عطا کیا جاتا ہے۔

سوال: جب رمضان میں عمرہ کا ثواب حج کے برابر ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مہینے میں کیوں عمرہ نہیں کیا؟

جواب: دراصل یہ بات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے بعد واپسی پر ایک خاص موقع پر کہی تھی لیکن اس کے بعد رمضان آنے سے قبل ربیع الاوّل شریف میں آپ کا وصال ہوگیا اور یہ مہینہ نہ پایا۔ اس لیے اس مہینہ میں آپ نے عمرہ نہ کیا۔

حدیث باب کا پس منظر یہ ہے کہ حضرت اُم معقل رضی اللہ عنہا نامی ایک صحابیہ تھیں۔ جنہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دلی عقیدت تھی اور ان کی خواہش تھی کہ آپ کے ساتھ حج کرنے کی سعادت حاصل کریں۔ انہوں نے اس مقصد کے لیے اونٹ بھی خرید لیا تھا لیکن وہ آپ کے ساتھ حج کرنے کی سعادت حاصل نہ کرسکیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حج سے واپس تشریف لائے تو وہ

آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ نے ان سے دریافت فرمایا: اے اُم معقل! آپ نے ہمارے ساتھ حج کیوں نہیں کیا؟ عرض کیا: یارسول اللہ! میری تو دلی خواہش تھی کہ آپ کی قیادت میں حج کی سعادت کروں لیکن بدقسمتی سے ابومعقل کو چیچک نکل آئی اور ان کی خدمت کی وجہ سے میں حج کی سعادت سے محروم رہ گئی۔ آپ نے انہیں فرمایا: تم رمضان میں عمرہ کر لینا اس کا ثواب میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ملے گا۔ اس حدیث سے رمضان المبارک کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

سوال: کیا یہ ثواب صرف ایک رمضان کا تھا یا ہر رمضان کا ہے؟ پھر یہ حکم صرف اُم معقل رضی اللہ عنہا کے ساتھ خاص تھا یا تاقیامت سب لوگوں کے لیے ہے؟

جواب: اس بات پر تمام اُمت کا اتفاق ہے کہ یہ ثواب ایک خاص رمضان کا نہیں تھا بلکہ تاقیامت ہر رمضان کا ہے۔ اسی طرح یہ بات بھی طے شدہ ہے کہ ثواب کا یہ حکم حضرت اُم معقل رضی اللہ عنہا کے ساتھ خاص نہیں تھا بلکہ تاقیامت سب خواتین وحضرات کے لیے عام ہے۔ اس بحث سے رمضان میں عمرہ کرنے کی فضیلت اوراس کا اجروثواب بھی ثابت ہوا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الَّذِيْ يُهِلُّ بِالْحَجِّ فَيُكْسَرُ اَوْ يَعْرَجُ

باب 94: حج کا احرام باندھنے کے بعد زخمی یا معذور ہو جانا

862 سندِحدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ الصَّوَّافُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ حَدَّثَنِي الْحَجَّاجُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ كُسِرَ اَوْ عَرِجَ فَقَدْ حَلَّ وَعَلَيْهِ حَجَّةٌ اُخْرٰى

فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَا صَدَقَ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيُّ عَنِ الْحَجَّاجِ مِثْلَهٗ

قَالَ: وَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اختلافِ سند: هٰكَذَا رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الْحَجَّاجِ الصَّوَّافِ نَحْوَ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَرَوٰى مَعْمَرٌ وَّمُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ يَّحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَافِعٍ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا الْحَدِيْثَ وَحَجَّاجٌ الصَّوَّافُ لَمْ يَذْكُرْ فِيْ حَدِيْثِهٖ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ رَافِعٍ وَّحَجَّاجٌ ثِقَةٌ حَافِظٌ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَّقُوْلُ رِوَايَةُ مَعْمَرٍ وَّمُعَاوِيَةَ بْنِ سَلَّامٍ اَصَحُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ يَّحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَافِعٍ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ

◆◆ حضرت حجاج بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جس شخص کی ہڈی ٹوٹ جائے یا جو لنگڑا (معذور) ہو جائے تو وہ احرام کھول دے اس پر اگلے سال حج کرنا لازم ہوگا۔

راوی بیان کرتے ہیں: میں نے اس بات کا تذکرہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کیا' تو ان دونوں نے یہ فرمایا: انہوں نے (یعنی حجاج بن عمرو رضی اللہ عنہ نے) سچ کہا ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت حجاج رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

دیگر راویوں نے حجاج صواف کے حوالے سے اس روایت کو اسی طرح نقل کیا ہے۔

معمر اور معاویہ بن سلام نے اس حدیث کو یحییٰ بن ابوکثیر کے حوالے سے، عکرمہ کے حوالے سے، عبداللہ بن رافع کے حوالے سے، حضرت حجاج بن عمرو رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

حجاج صواف نامی راوی نے اپنی روایت میں عبداللہ بن رافع کا ذکر نہیں کیا۔

حجاج نامی راوی ثقہ ہیں اور محدثین کے نزدیک حافظ ہیں۔

میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: معمر اور معاویہ بن سلام نامی راوی سے منقول روایات زیادہ مستند ہیں۔

عبداللہ بن رافع، حضرت حجاج بن عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔

شرح

حالت احرام میں ہڈی ٹوٹ جانے کی وجہ سے احصار کا مسئلہ:

حج یا عمرہ کے احرام کی حالت میں احصار کب متحقق ہوتا ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

(۱) حضرت امام شافعی' حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے حج یا عمرہ کے احرام کی حالت میں احصار صرف دشمن کی وجہ سے متحقق ہوسکتا ہے' جبکہ باقی اعذار کی وجہ سے احصار متحقق نہیں ہوتا۔ جب دشمن کی وجہ سے احصار ہو تو محصر اسی جگہ میں قربانی کر کے اور حلق یا تقصیر کروا کر اپنا احرام کھول دے گا۔ اس صورت میں اس پر حج یا عمرہ کی قضاء واجب نہیں ہوگی۔ دشمن کے علاوہ مثلاً ہڈی ٹوٹ گئی یا کوئی علالت کا شکار ہوگیا یا چوری کی وجہ سے جیل میں چلا گیا وغیرہ امور سے احصار متحقق نہیں ہوگا۔ لہٰذا ان تمام صورتوں میں بہرحال محصر کو مکہ معظمہ جانا ہوگا۔ حج کا احرام مناسک حج ادا کرنے کے بعد اور عمرہ کا احرام ارکان حج ادا کرنے کے بعد کھولے گا۔ اگر حج کے ایام گزر چکے ہوں' تو عمرہ کے ارکان ادا کرنے سے بھی حج کا احرام کھل جائے گا۔ ان کے علاوہ احرام سے نکلنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔

انہوں نے اپنے مؤقف پر اس آیت کے شانِ نزول سے استدلال کیا ہے۔ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ؕ (اور تم حج اور عمرہ اللہ تعالیٰ

کے لیے پورا کرو اگر تم روک دیے جاؤ تو تم پر قربانی ہے جو بھی دستیاب ہو اور جب تک قربانی اپنی جگہ پر نہ پہنچ جائے تو تم اپنا سر نہ منڈواؤ)۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ سمیت عمرہ کی نیت سے گئے لیکن دشمن نے انہیں حدیبیہ کے مقام پر روک دیا اور وہ آگے نہ جا سکے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس مقام پر قربانیاں ذبح کیں جبکہ حرم میں روانہ نہ کیں۔ پھر انہوں نے اپنے سر منڈوا کر احرام کھول دیے تھے۔ چونکہ اس موقع پر احصار دشمن کے سبب ہوا تھا نہ کہ کسی دوسرے عذر کی وجہ سے اس لیے یہ تمام معاملات مقام حدیبیہ میں ہی انجام دیے گئے تھے۔

(۲) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ حج یا عمرہ کے احرام کی حالت میں جس طرح دشمن کے سبب احصار متحقق ہو سکتا ہے اسی طرح دیگر اعذار مثلاً ہڈی ٹوٹ جائے یا علالت کا شکار ہو جائے یا حادثہ پیش آنے کی وجہ سے لنگڑا ہو جائے یا چوری کی وجہ سے جیل میں ڈال دیا جائے وغیرہ امور سے بھی احصار متحقق ہو جائے گا۔ احرام کھولنے کے لیے قربانی کا حرم میں بھیجنا ضروری ہے۔ جب ہدی (قربانی) حرم میں ذبح ہو جائے گی تو احرام بھی کھل جائے گا۔ اس حج یا عمرہ کی قضا واجب ہوگی۔ احرام کھولنے سے قبل حلق یا قصر کروانا ضروری ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ کی مختلف آراء ہیں۔ حضرت ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ حلق یا قصر کرائے بغیر احرام نہیں کھولا جا سکتا۔ طرفین (حضرت امام احمد وحضرت امام زفر رحمہما اللہ تعالیٰ) کے نزدیک جب ہدی حرم میں ذبح ہو جائے تو حلق یا قصر کے بغیر احرام از خود کھل جائے گا۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مؤقف کے دلائل یہ ہیں: (۱) جو صرف دشمن کے سبب احصار ہوتا ہے اس کے لیے لفظ ''حصر'' استعمال ہوتا ہے اور جس میں دیگر مانع بھی شامل ہوں اس کے لیے لفظ ''احصار'' (جو باب افعال کا مصدر) لایا جاتا ہے۔ آیت مبارکہ میں لفظ ''احصار'' ہے، جس سے اشارہ ہے کہ دشمن اور دیگر موانع کا حکم یکساں ہے اور کسی بھی مانع سے احصار متحقق ہو سکتا ہے۔ (۲) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (حج کے احرام کی حالت میں) جس شخص کی ہڈی توڑی گئی یا وہ لنگڑا کر دیا گیا تو اس کا احرام کھل گیا اور اس کے ذمہ دوسرا حج ہے۔ (۳) قربانی کا حرم میں ذبح کرنا ضروری ہے، اس بارے میں آپ کی دلیل یہ ہے کہ مذکورہ آیت میں لفظ ''ھدی'' دو بار استعمال ہوا ہے۔ ھدی کی تعریف بایں الفاظ کی گئی ہے: مایھدی الی الحرم (قربانی کا وہ جانور جو حرم میں ذبح کیا جائے)۔ ارشاد ربانی ہے: وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُ وْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْىُ مَحِلَّهٗ (یہاں تک کہ ہدی اپنی جگہ (حرم) میں پہنچ جائے)۔ اس سے ثابت ہوا کہ جہاں احصار کی صورت پیش آئے وہاں قربانی کا جانور ذبح نہیں کیا جائے گا بلکہ اس کا حرم میں ذبح کرنا ضروری ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ بلاشبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے دشمن کے احصار کی وجہ سے مقام حدیبیہ میں قربانیاں ذبح کر کے اپنے احرام کھول لیے تھے لیکن اس حقیقت کا بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ حدیبیہ کا ایک حصہ حل میں شامل تھا جبکہ دوسرا حرم میں۔ خواہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قافلہ حل میں ٹھہرا ہوا تھا لیکن قربانی کے جانور حرم میں ذبح کیے گئے تھے۔ اس مختصر بحث سے دلائل کی روشنی میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مؤقف کی برتری بھی میں ہو جاتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْاِشْتِرَاطِ فِي الْحَجِّ

باب 95: حج میں شرط عائد کرنا

863 سندِحدیث: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَوَّامٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ ضُبَاعَةَ بِنْتَ الزُّبَيْرِ اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اُرِيْدُ الْحَجَّ اَفَاَشْتَرِطُ قَالَ نَعَمْ قَالَتْ كَيْفَ اَقُوْلُ قَالَ قُوْلِي لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ مَحِلِّي مِنَ الْاَرْضِ حَيْثُ تَحْبِسُنِي

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ جَابِرٍ وَّاَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِي بَكْرٍ وَّعَآئِشَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ يَرَوْنَ الْاِشْتِرَاطَ فِي الْحَجِّ وَيَقُوْلُوْنَ اِنِ اشْتَرَطَ فَعَرَضَ لَهٗ مَرَضٌ اَوْ عُذْرٌ فَلَهٗ اَنْ يَّحِلَّ وَيَخْرُجَ مِنْ اِحْرَامِهٖ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَلَمْ يَرَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ الْاِشْتِرَاطَ فِي الْحَجِّ وَقَالُوْا اِنِ اشْتَرَطَ فَلَيْسَ لَهٗ اَنْ يَّخْرُجَ مِنْ اِحْرَامِهٖ وَيَرَوْنَهٗ كَمَنْ لَّمْ يَشْتَرِطْ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ضباعہ بنت زبیر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں حج کا ارادہ رکھتی ہوں' کیا میں شرط عائد کرلوں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہاں!

انہوں نے عرض کی: میں کیا کہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم یہ کہو: اے اللہ! میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں اس زمین (راستے) میں، میں اسی جگہ احرام کھول دوں گی' جہاں تو مجھے روک لے گا (یعنی میں آگے جانے کے قابل نہ رہوں)۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت اسماء اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے' ان کے نزدیک حج میں شرط عائد کی جاسکتی ہے۔ وہ یہ کہتے ہیں: اگر آدمی شرط عائد کرلے اور اسے کوئی بیماری یا عذر لاحق ہوجائے' تو اس کے لیے احرام کھولنا جائز ہے۔ وہ اپنے احرام سے باہر آجائے گا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک حج میں شرط عائد کرنے کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: اگر آدمی شرط عائد کرلے' تو بھی وہ اپنے احرام سے باہر نہیں آسکتا۔ ان کے نزدیک اس شخص کی وہی حیثیت ہوگی' جس نے کوئی شرط عائد نہ کی ہو۔

بَابٌ مِنْهُ

باب 96: بلاعنوان

864 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ اَخْبَرَنِىْ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ

متنِ حدیث: اَنَّهٗ كَانَ يُنْكِرُ الْاِشْتِرَاطَ فِى الْحَجِّ وَيَقُوْلُ اَلَيْسَ حَسْبُكُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: انہوں نے حج میں شرط عائد کرنے کا انکار کیا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: کیا تمہارے لیے تمہارے نبی کا طریقہ کافی نہیں ہے؟

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

حج میں شرط عائد کرنے کا مسئلہ:

حضرت ضباعہ رضی اللہ عنہا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد ہمشیرہ اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں۔ انہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے گہری عقیدت تھی۔ انہوں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا: یارسول اللہ! میری دلی خواہش ہے کہ آپ کے ساتھ حج کرنے کی سعادت حاصل کروں مگر میرا دل دھڑکتا ہے تو کیا میں کوئی شرط عائد کرسکتی ہوں؟ آپ نے جواب میں فرمایا: ہاں! تم شرط عائد کرسکتی ہو۔ دریافت کیا: کس طرح شرط عائد کروں؟ آپ نے فرمایا: بایں الفاظ: **لبیك اللهم لبیك محلی من الارض حیث تجسنی**، یعنی تلبیہ میں ان الفاظ کا اضافہ کردو: میرے احرام کھولنے کا مقام وہ ہے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے روک دیں۔ انہوں نے آپ کی قیادت میں حج کرنے کی سعادت حاصل کی۔ خیروعافیت سے واپس گھر پہنچ گئیں گویا راستہ میں احصار کی کوئی صورت پیش نہ آئی۔

شرط عائد کرنے کے جواز وعدم جواز میں مذاہب آئمہ: حج یا عمرہ کے موقع پر احرام کے حوالے سے شرط عائد کرنے کے جواز یا عدم جواز پر آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) حضرت امام شافعی اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ اس صورت میں شرط عائد کرنا جائز ہے۔ اس موقع پر دشمن کے علاوہ بھی کسی عذر سے احصار ہوسکتا ہے۔ جب بھی کوئی مانع پیش آئے صرف قربانی کر کے احرام کھولنا جائز ہے، جبکہ مناسک حج اور ارکان عمرہ ادا کرنا ضروری نہیں ہوگا۔ انہوں نے حضرت ضباعہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں احرام کے حوالے سے نہ صرف شرط عائد کرنے کی اجازت دی بلکہ طریقہ بھی تجویز فرمایا تھا۔

(۴) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک حج یا عمرہ کے موقع پر احرام کھولنے کے حوالے سے شرط عائد کرنا جائز نہیں ہے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کا انکار کرتے ہوئے فرمایا: کیا تمہارے لیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ کافی نہیں ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کفار نے مکہ معظمہ میں داخل نہ ہونے دیا اور انہیں خود بھی عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کا یقین نہیں تھا اور انہیں اس بات کا قوی اندیشہ تھا کہ دشمن انہیں مکہ معظمہ میں داخل نہیں ہونے دے گا' مگر اس کے باوجود انہوں نے احرام کے بارے میں کوئی شرط عائد نہیں کی تھی۔

ان کی طرف سے حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ضباعہ رضی اللہ عنہا کو شرط عائد کرنے کا نہ مشورہ دیا اور نہ طریقہ بتایا بلکہ تجویز بھی ان کی اپنی تھی اور طریقہ بھی اپنا تھا لیکن آپ نے صرف انہیں منع نہیں فرمایا تھا۔

سوال: جب اشتراط فعل عبث ہے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ضباعہ رضی اللہ عنہا کو اس کی اجازت کیوں دی اور طریقہ کی تعلیم کیوں دی؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت ضباعہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو اشتراط سے منع کرنے اور اجازت دینے کا یہ مقصد یہ تھا کہ ان کے دل کی دھڑکن پر قابو پایا جاسکے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْمَرْاَةِ تَحِيضُ بَعْدَ الْاِفَاضَةِ

باب 97: جس عورت کو طواف افاضہ کے بعد حیض آجائے

865 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ

متنِ حدیث: ذَكَرْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ حَاضَتْ فِيْ اَيَّامِ مِنًى فَقَالَ اَحَابِسَتُنَا هِيَ قَالُوْا اِنَّهَا قَدْ اَفَاضَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا اِذًا

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَآئِشَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ الْمَرْاَةَ اِذَا طَافَتْ طَوَافَ الزِّيَارَةِ ثُمَّ حَاضَتْ فَاِنَّهَا تَنْفِرُ وَلَيْسَ عَلَيْهَا شَيْءٌ وَّهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

◄◄ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا گیا' سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کو منیٰ کے ایام کے دوران حیض آ گیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا اس کی وجہ سے ہمیں رکنا پڑے گا؟ لوگوں نے عرض کی: وہ طواف افاضہ کر چکی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر کوئی حرج نہیں ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا' جب کوئی عورت طواف افاضہ کرلے' پھر اسے حیض آ جائے' تو وہ واپس جاسکتی ہے' اور اس پر کوئی (ادائیگی) واجب نہیں ہوگی۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

866 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا عِيْسٰى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

آثارِ صحابہ: قَالَ مَنْ حَجَّ الْبَيْتَ فَلْيَكُنْ اٰخِرُ عَهْدِهٖ بِالْبَيْتِ اِلَّا الْحُيَّضَ وَرَخَّصَ لَهُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جو شخص بیت اللہ کا حج کرے' وہ سب سے آخر میں بیت اللہ کا طواف کرے' تاہم حیض والی عورتوں کا حکم مختلف ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے انہیں یہ رخصت دی ہے (کہ وہ آخر میں طواف کیے بغیر جاسکتی ہیں)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے۔

شرح

طواف افاضہ کے بعد حیض آنے کا مسئلہ:

اس بات میں آئمہ فقہ کا اتفاق ہے کہ حاجی پر طواف وداع واجب ہے لیکن حائضہ پر طواف وداع واجب نہیں ہے۔ دیگر ارکان حج ادا کرنے کے بعد عورت حائضہ ہوگئی تو اس پر طواف وداع واجب نہیں ہے۔ لہٰذا وہ طواف الوداع کیے بغیر وطن واپس جاسکتی ہے۔

ضروری مسئلہ: جب حاجی طواف زیارت کر چکا ہو اور بعد ازاں نفلی طواف بھی کیا ہو۔ پھر طواف وداع کیے بغیر وطن واپس روانہ ہوگیا تو اس پر دم واجب نہیں ہوگا اور اس کا نفلی طواف' طواف وداع کے قائم مقام ہوگا۔ افضل یہ ہے کہ واپسی سے قبل طواف وداع کی نیت سے الگ طواف کرے۔

حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ جب کوئی عورت وقوف عرفہ' وقوف مزدلفہ' وقوف منیٰ' رمی جمار' قربانی اور قصر وغیرہ ارکان ادا کر چکی ہو لیکن طواف زیارت نہ کیا ہو اور اسے حیض کی شکایت ہوگئی۔ وہ طہارت کے بعد جب تک طواف زیارت نہ کرے' وطن واپس نہیں جاسکتی۔ اگر اس کے قافلہ کے لوگ اس کا انتظار نہ کر سکتے ہوں' تو وہ حالت حیض میں کپڑے باندھ کر طواف کرے اور ایک بڑے جانور (اونٹ یا گائے) کی شکل میں دم دے گی۔

بَابُ مَا جَآءَ مَا تَقْضِي الْحَائِضُ مِنَ الْمَنَاسِكِ

باب 98: حیض والی عورت کون سے مناسک ادا کر سکتی ہے؟

867 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا شَرِيْكٌ عَنْ جَابِرٍ وَّهُوَ ابْنُ يَزِيْدَ الْجُعْفِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: حِضْتُ فَاَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَقْضِيَ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا اِلَّا الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ

مذاہبِ فقہاء: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: الْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ الْحَائِضَ تَقْضِي الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا مَا خَلَا الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ عَآئِشَةَ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ اَيْضًا

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: مجھے حیض آ گیا نبی اکرم ﷺ نے مجھے ہدایت کی: میں تمام مناسک ادا کروں صرف بیت اللہ کا طواف نہ کروں۔

اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے۔

ان کے نزدیک حیض والی عورت تمام مناسک ادا کرے گی' صرف بیت اللہ کا طواف نہیں کرے گی۔

یہی روایت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے دیگر اسناد کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

868 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ شُجَاعٍ الْجَزَرِيُّ عَنْ خُصَيْفٍ عَنْ عِكْرِمَةَ وَمُجَاهِدٍ وَّعَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَ الْحَدِيْثَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: اَنَّ النُّفَسَاءَ وَالْحَائِضَ تَغْتَسِلُ وَتُحْرِمُ وَتَقْضِي الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ اَنْ لَّا تَطُوْفَ بِالْبَيْتِ حَتّٰى تَطْهُرَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ .

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ''مرفوع'' حدیث کے طور پر یہ بات نقل کی ہے: نفاس والی عورت اور حیض والی عورت غسل کرنے کے بعد احرام باندھ لے گی وہ تمام مناسک ادا کرے گی' البتہ وہ پاک ہونے سے پہلے بیت اللہ کا طواف نہیں کر سکتی۔

یہ حدیث ''حسن'' ہے' اور اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

شرح

حالت حیض میں ادا کیے جانے والے مناسک حج کا مسئلہ:

عورت حالت حیض میں طواف زیارت کے علاوہ تمام مناسک حج ادا کر سکتی ہے مثلاً وقوف منیٰ' وقوف عرفہ' وقوف مزدلفہ' رمی جمار اور قربانی وغیرہ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان ارکان کی ادائیگی میں طہارت شرط نہیں ہے کیونکہ دور حاضر میں مسعیٰ مسجد حرام کا حصہ بن

چکا ہے، لہٰذا حائضہ خاتون سعی صفا و مروہ سے بھی اجتناب کرے۔ تاہم حائضہ متفقہ طور پر طواف زیارت نہیں کر سکتی جب تک اسے طہارت حاصل نہ ہو جائے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مطاف مسجد حرام کے عین وسط میں ہے تو حائضہ نجاست کے سبب طواف نہیں کر سکتی۔ حدیث باب میں ہے کہ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے ایام حیض چل رہے تھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے طواف بیت اللہ کے علاوہ مناسک حج ادا کرنے کا حکم دیا۔

بَابُ مَا جَآءَ مَنْ حَجَّ اَوِ اعْتَمَرَ فَلْيَكُنْ اٰخِرُ عَهْدِهٖ بِالْبَيْتِ

باب 99: جو شخص حج کرے یا عمرہ کرے: وہ سب سے آخر میں بیت اللہ کا طواف کرے

869 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكُوْفِيُّ حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ اَرْطَاةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْبَيْلَمَانِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَوْسٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متنِ حدیث: مَنْ حَجَّ هٰذَا الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلْيَكُنْ اٰخِرُ عَهْدِهٖ بِالْبَيْتِ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ خَرَرْتَ مِنْ يَدَيْكَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ تُخْبِرْنَا بِهٖ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَوْسٍ حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَّهٰكَذَا رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ اَرْطَاةَ مِثْلَ هٰذَا وَقَدْ خُوْلِفَ الْحَجَّاجُ فِيْ بَعْضِ هٰذَا الْاِسْنَادِ

◆◆ حضرت حارث بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ کرے وہ سب سے آخر میں بیت اللہ کا طواف کرے۔ پھر روانہ ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: تم پر افسوس ہے تم نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی یہ بات سنی اور ہمیں اس بارے میں نہیں بتایا۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت حارث بن عبداللہ سے منقول حدیث "غریب" ہے۔ دیگر راویوں نے اس روایت کو حجاج بن ارطاۃ سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

اس کی بعض اسناد میں حجاج کے حوالے سے اختلاف کیا گیا ہے۔

شرح

حج اور عمرہ کے اختتام پر طواف کا مسئلہ:

مناسک حج اور ارکان عمرہ کے اختتام پر طواف بیت اللہ کرنا چاہیے۔ آئمہ فقہ کا اس پر اتفاق ہے کہ حاجی پر مناسک حج کے اختتام میں طواف وداع کرنا واجب ہے لیکن معتمر کے لیے طواف وداع واجب نہیں ہے۔ تاہم اس کے لیے بھی افضل عمل یہی ہے

کہ طواف کرے۔ نماز پنجگانہ کے بعد افضل عبادت کثرت طواف ہے حتیٰ کہ کثرت عمرہ سے کثرت طوافِ نفل افضل ہے۔ عبداللہ بن اوس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے وہ تمام مناسک کے اختتام پر طواف بیت اللہ کرے اور پھر روانہ ہو جائے۔ (سنن ابی داؤد جلد اول ص ۲۷۴)

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ الْقَارِنَ يَطُوْفُ طَوَافًا وَّاحِدًا

باب 100: حج قارن کرنے والا شخص ایک مرتبہ طواف کرے گا

870 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عُمَرَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْحَجَّاجِ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَنَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَطَافَ لَهُمَا طَوَافًا وَّاحِدًا

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ جَابِرٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ قَالُوا الْقَارِنُ يَطُوْفُ طَوَافًا وَّاحِدًا وَّهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ يَطُوْفُ طَوَافَيْنِ وَيَسْعٰى سَعْيَيْنِ وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَاَهْلِ الْكُوْفَةِ

◄► حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے حج اور عمرے کو ملا دیا تھا' اور آپ نے ان دونوں کے لیے ایک ہی مرتبہ طواف کیا تھا۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔

بعض اہلِ علم جو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں' ان کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا۔

وہ یہ فرماتے ہیں: حج قارن کرنے والا شخص ایک ہی مرتبہ طواف کرے گا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہلِ علم کے نزدیک ایسا شخص دو مرتبہ طواف کرے گا' اور دو مرتبہ سعی کرے گا۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور اہلِ کوفہ اسی بات کے قائل ہیں۔

871 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ اَسْلَمَ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ اَحْرَمَ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ اَجْزَاَهُ طَوَافٌ وَّاحِدٌ وَّسَعْيٌ وَّاحِدٌ عَنْهُمَا حَتّٰى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيْعًا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

اختلافِ روایت: تَفَرَّدَ بِهِ الدَّرَاوَرْدِيُّ عَلٰى ذٰلِكَ اللَّفْظِ وَقَدْ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَلَمْ يَرْفَعُوْهُ وَهُوَ اَصَحُّ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھ لے تو اس کے لیے ایک مرتبہ طواف کرنا کافی ہے اور ان دونوں کی طرف سے ایک مرتبہ سعی کرنا کافی ہے یہاں تک کہ وہ ان دونوں کی طرف سے ایک ہی مرتبہ احرام کھولے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے۔

دراوردی نامی راوی ان الفاظ میں اس کو نقل کرنے میں منفرد ہیں۔

دیگر راویوں نے اسے عبیداللہ بن عمر کے حوالے سے نقل کیا ہے تاہم اسے ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل نہیں کیا اور یہی روایت زیادہ مستند ہے۔

شرح

قارن کے حج وعمرہ دونوں کے طواف وسعی میں مذاہب آئمہ:

کیا قارن پر دو طواف اور دو سعی یا ایک طواف اور ایک سعی لازم ہوگا؟ اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

(۱) آئمہ ثلاثہ کا مؤقف ہے کہ افعال حج اور افعال عمرہ میں تداخل ہوتا ہے لہٰذا قارن پر ایک طواف اور ایک سعی لازم ہوگا۔ یہ اس طرح کہ ۱۰ ذی الحجہ میں وہ طواف زیارت کرے گا پھر سعی صفا و مروہ کرے گا۔ یہ ایک طواف اور ایک سعی دونوں کے لیے کافی ہوگا یعنی عمرہ کے لیے الگ سے طواف وسعی کی ہرگز ضرورت نہیں ہے۔ قارن جب مکہ معظمہ میں داخل ہو کر طواف کرے گا یہ طواف مسنون ہے جس کے بعد سعی صفا و مروہ نہیں ہے۔ ۱۰ ذی الحجہ میں قارن طواف زیارت کرے گا اور سعی صفا و مروہ کرے گا تو یہ طواف وسعی حج وعمرہ دونوں کی ہوگی۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قران کیا جبکہ حج وعمرہ دونوں کے لیے ایک طواف کیا تھا۔ دوسری حدیث باب سے بھی انہوں نے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے حج وعمرہ دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھا تو اس کے لیے دونوں کی طرف سے ایک طواف اور ایک سعی کافی ہے حتیٰ کہ وہ ان دونوں میں سے ایک کے ساتھ حلال بھی ہو جائے گا۔ ۱

(۲) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ افعال حج اور افعال عمرہ میں تداخل نہیں ہوتا، لہٰذا قارن پر حج کے لیے ایک طواف وسعی اور عمرہ کے لیے الگ سے طواف وسعی ہے یعنی اس کے ذمہ دو طواف اور دو سعی لازم ہیں۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ قارن مکہ معظمہ میں داخل ہونے کے بعد سب سے قبل عمرہ کی نیت سے طواف وسعی کرے گا اور بعد ازاں طواف قدوم کرے گا اور اس کے بعد سعی کرنے کا بھی مجاز ہے۔ اگر چاہے تو سعی صفا و مروہ کو مؤخر بھی کر سکتا ہے۔ پھر وقوف عرفہ کے بعد ۱۰ ذی الحجہ کو طواف زیارت کرے تو سعی صفا و مروہ کرے گا بشرطیکہ اس نے طواف قدوم کے بعد سعی نہ کی ہو۔ آپ نے بھی

احادیث باب کے منتخب حصوں سے استدلال کیا ہے۔اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر تین طواف کیے تھے (۱) مکہ معظمہ میں داخل ہوتے وقت ایک طواف کیا (۲) طواف زیارت کیا (۳) طواف الوداع کیا۔اس بات میں پھر آئمہ فقہ کا اختلاف ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پہلا طواف کیا تھا وہ طواف قدوم تھا یا طواف عمرہ تھا؟ آئمہ ثلاثہ کا خیال ہے کہ وہ طواف قدوم تھا جبکہ ۱۰ ذی الحجہ میں آپ نے جو طواف کیا تھا وہ حج وعمرہ دونوں کے لیے کیا تھا اور بعدازاں سعی بھی دونوں کے لیے کی تھی۔حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلا طواف عمرہ کی نیت سے کیا تھا اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کے بعد متصل آپ نے سعی صفاومروہ بھی کی تھی حالانکہ قدوم کے بعد سعی صفاومروہ نہیں کی جاتی۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنْ يَّمْكُثَ الْمُهَاجِرُ بِمَكَّةَ بَعْدَ الصَّدْرِ ثَلَاثًا

باب 101: باہر سے آنے والا شخص حج کرنے کے بعد تین دن مکہ میں ٹھہرے گا

872 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حُمَيْدٍ سَمِعَ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ عَنِ الْعَلَاءِ ابْنِ الْحَضْرَمِيِّ يَعْنِيْ مَرْفُوْعًا قَالَ

متنِ حدیث: يَمْكُثُ الْمُهَاجِرُ بَعْدَ قَضَاءِ نُسُكِهِ بِمَكَّةَ ثَلَاثًا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَقَدْ رُوِىَ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مَرْفُوْعًا

◆◆ حضرت علاء بن حضرمی "مرفوع" روایت کے طور پر یہ بات نقل کرتے ہیں: باہر سے آنے والا شخص حج کرنے کے بعد (صرف) تین دن مکہ میں ٹھہرے گا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ "مرفوع" حدیث کے طور پر منقول ہے۔

شرح

منیٰ سے واپسی پر مکہ میں تین دن قیام:

مناسک حج سے فراغت پر منیٰ سے مکہ معظمہ آ کر صرف تین ایام تک قیام کی اجازت ہے، پھر وطن واپسی پلٹ جائے۔حدیث باب میں یہ حکم صرف مہاجرین کے لیے بیان کیا گیا ہے۔ہجرت کرنا بہت بڑی قربانی ہے اور بڑی نیکی ہے۔انسان کو فطری طور پر اپنے وطن سے انسیت اور محبت ہوتی ہے اور اس محبت کے جنون سے ہجرت جیسی نیکی ضائع کرنا کوئی عقلمندی نہیں ہے۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم خصوصیت سے مہاجرین کو دیا تھا۔اب یہ حکم عام لوگوں کے لیے نہیں ہے بلکہ وہ اپنی مرضی کے مطابق جتنا عرصہ چاہیں قیام کر سکتے ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ مَا يَقُولُ عِنْدَ الْقُفُولِ مِنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ

باب 102: آدمی حج یا عمرے سے واپسی کے وقت کیا پڑھے؟

873 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَفَلَ مِنْ غَزْوَةٍ اَوْ حَجٍّ اَوْ عُمْرَةٍ فَعَلَا فَدْفَدًا مِنَ الْاَرْضِ اَوْ شَرَفًا كَبَّرَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اٰيِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَائِحُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهُ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ الْبَرَاءِ وَاَنَسٍ وجَابِرٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب کسی غزوہ، حج یا عمرے سے واپس آتے تھے، تو آپ جب بھی کسی بلند مقام یا ٹیلے پر چڑھتے تھے، تو تین مرتبہ تکبیر کہتے تھے اور یہ پڑھتے تھے۔

''اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ وہی ایک معبود ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے، بادشاہی اسی کے لیے مخصوص ہے، حمد اسی کے لیے مخصوص ہے۔ وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے، ہم لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں، پھرنے والے ہیں، اپنے پروردگار کی حمد بیان کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کو سچ ثابت کیا، اس نے اپنے بندے کی مدد کی اور (دشمن کے) لشکروں کو پسپا کر دیا۔

اس بارے میں حضرت براء رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

حج اور عمرہ سے واپسی پر یادِ الٰہی میں رطب اللسان رہنا:

انسان حج یا عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے لیے احرام باندھتا ہے تو تمام سفر اذکار، تلبیہ، دعاؤں اور درود و سلام میں مشغول رہتا ہے۔ کئی ایام کے چلہ کا مقصد انسان اپنی زندگی میں انقلاب برپا کرے اور پوری زندگی اس مشق و تمرین کو نظر انداز نہ کرے۔ ہماری حالت یہ ہے کہ حج یا عمرہ جیسی سعادت حاصل کرنے کے بعد بھی سابقہ زندگی کا رنگ آئندہ زندگی پر غالب رہتا ہے۔ کاش ہم اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمہ وقت پیش نظر رکھیں اور اسے نظر انداز ہرگز نہ کریں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ آپ حج و عمرہ کے سفر سے واپسی پر بھی ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کو یاد رکھتے اور اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس کا درس دیتے تھے۔ اس طرح بار بار ترغیب و تلقین کے سبب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

بھی محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت میں غوطہ زن ہو کر ہمہ وقت یادِ الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْمُحْرِمِ يَمُوْتُ فِيْ اِحْرَامِهِ

باب 103: حالت حرام والا شخص اگر احرام میں فوت ہو جائے

874 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

متنِ حدیث: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَرَاَى رَجُلًا قَدْ سَقَطَ مِنْ بَعِيْرِهِ فَوُقِصَ فَمَاتَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوْهُ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّكَفِّنُوْهُ فِيْ ثَوْبَيْهِ وَلَا تُخَمِّرُوْا رَاْسَهُ فَاِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُهِلُّ اَوْ يُلَبِّيْ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِذَا مَاتَ الْمُحْرِمُ انْقَطَعَ اِحْرَامُهُ وَيُصْنَعُ بِهٖ كَمَا يُصْنَعُ بِغَيْرِ الْمُحْرِمِ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ہم نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ایک سفر میں شریک تھے' نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو اپنے اونٹ سے گرا اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی اور وہ فوت ہو گیا وہ اس وقت حالت احرام میں تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ذریعے غسل دو اور اسے انہی دو کپڑوں میں کفن دے دو اس کے سر کو ڈھانپنا نہیں' کیونکہ یہ قیامت کے دن حالت احرام میں تلبیہ پڑھتے ہوئے زندہ ہو گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک اس روایت پر عمل کیا جائے گا۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

بعض اہل علم نے یہ بات بیان کی ہے: حالت احرام والا شخص جب فوت ہو جائے' تو اس کا احرام ختم ہو جاتا ہے' اور اس کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے گا' جو حالت احرام کے بغیر شخص کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

شرح

حالت احرام میں وفات پانے والے کی فضیلت:

سفر حج ہو یا عمرہ دونوں ہی بابرکت ہیں۔ جو شخص اس سفر کے دوران وفات پا جاتا ہے تو تا قیامت اس کے نامہ اعمال میں حج وعمرہ کا ثواب لکھا جائے گا۔ جو شخص حالت احرام میں وفات پا جاتا ہے، وہ قیامت کے دن حالت احرام میں تلبیہ کہتا ہوا اٹھے گا۔

حدیث باب میں یہ واقعہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ایک صحابی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمسفر تھے، وہ اپنی اونٹنی سے گر کر وفات پا گئے جبکہ وہ حالت احرام میں تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حکم دیا کہ پانی میں بیری کے پتے ڈال کر انہیں غسل دو، دو کپڑوں میں کفن دو اور اس کے سر کو نہ ڈھانپو۔اس لیے کہ یہ قیامت کے دن احرام کی حالت میں تلبیہ کہتا ہوا اٹھے گا۔(صحیح بخاری جلد اوّل ص ۱۶۹)

حالت احرام میں وفات پانے سے احرام باطل ہونے یا نہ ہونے میں مذاہب آئمہ:

حالت احرام میں وفات کی صورت میں احرام باقی رہتا ہے یا باطل ہو جاتا ہے؟ اس بارے میں مذاہب آئمہ کی تفصیل درج ذیل ہے:-

(۱) حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ حالت احرام میں وفات پانے والے کا احرام باقی رہتا ہے۔اس کی تجہیز و تکفین میں احرام کی رعایت کی جائے گی۔اسے خوشبو نہیں لگائی جائے گی اور اس کے سر کو ڈھانپا نہیں جائے گا۔انہوں نے اپنے مؤقف پر حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت احرام میں وفات پانے والے شخص کی تجہیز و تکفین میں احرام کو پیش نظر رکھنے کی ہدایت فرمائی تھی۔

(۲) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک وفات سے احرام باطل ہو جاتا ہے۔انہوں نے اپنے مؤقف پر اس مشہور حدیث سے استدلال کیا ہے: اذامات الانسان انقطع عنه عمله ۔ (مشکوٰۃ ص ۳۲)(جب انسان وفات پا جائے تو اس کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں)

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْمُحْرِمِ يَشْتَكِي عَيْنَهُ فَيَضْمِدُهَا بِالصَّبِرِ

باب 104: جب حالت احرام والے شخص کی آنکھوں میں تکلیف ہو تو اس کا ایلوے کا لیپ کرنا

875 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ مُوْسٰى عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ

متنِ حدیث: اَنَّ عُمَرَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْمَرٍ اشْتَكٰى عَيْنَيْهِ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَسَاَلَ اَبَانَ بْنَ عُثْمَانَ فَقَالَ اضْمِدْهُمَا بِالصَّبِرِ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ يَذْكُرُهَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متنِ حدیث: اضْمِدْهُمَا بِالصَّبِرِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ لَا يَرَوْنَ بَاْسًا اَنْ يَّتَدَاوَى الْمُحْرِمُ بِدَوَاءٍ مَا لَمْ يَكُنْ فِيْهِ طِيْبٌ

◄► نبیہ بن وہب بیان کرتے ہیں: عمر بن عبیداللہ کو احرام کی حالت میں آنکھوں کی تکلیف ہوگئی انہوں نے ابان بن عثمان سے اس بارے میں دریافت کیا' تو ابان نے فرمایا: تم اس پر ایلوے کا لیپ کرو' کیونکہ میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے اس بات کا تذکرہ کرتے ہوئے سنا ہے۔آپ ﷺ فرماتے ہیں: تم آنکھوں پر ایلوے کا لیپ کرلو۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ ان کے نزدیک حالت احرام والے شخص کے کسی دوائی کو استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ اس میں خوشبو نہ ہو۔

876 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِی عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَيُّوْبَ السَّخْتِيَانِيّ وَابْنِ اَبِی نَجِيحٍ وَّحُمَيْدِ الْاَعْرَجِ وَعَبْدِ الْكَرِيْمِ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِی لَيْلٰى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِهٖ وَهُوَ بِالْحُدَيْبِيَةِ قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ مَكَّةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَّهُوَ يُوقِدُ تَحْتَ قِدْرٍ وَّالْقَمْلُ يَتَهَافَتُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَقَالَ اَتُؤْذِيكَ هَوَامُّكَ هٰذِهٖ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَ احْلِقْ وَاَطْعِمْ فَرَقًا بَيْنَ سِتَّةِ مَسَاكِيْنَ وَالْفَرَقُ ثَلَاثَةُ اَصْعٍ اَوْ صُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ اَوِ انْسُكْ نَسِيكَةً قَالَ ابْنُ اَبِی نَجِيحٍ اَوِ اذْبَحْ شَاةً

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ اَنَّ الْمُحْرِمَ اِذَا حَلَقَ رَاْسَهٗ اَوْ لَبِسَ مِنَ الثِّيَابِ مَا لَا يَنْبَغِی لَهٗ اَنْ يَّلْبَسَ فِیْ اِحْرَامِهٖ اَوْ تَطَيَّبَ فَعَلَيْهِ الْكَفَّارَةُ بِمِثْلِ مَا رُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ان کے پاس سے گزرے وہ اس وقت حدیبیہ میں موجود تھے ابھی مکہ میں داخل نہیں ہوئے تھے وہ اس وقت حالت احرام میں تھے اور ہنڈیا کے نیچے آگ جلا رہے تھے۔ ان کی جوئیں ان کے چہرے پر آ رہی تھیں۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تمہاری جوئیں تمہیں تنگ کر رہی ہیں؟ انہوں نے عرض کی: جی ہاں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اپنا سر منڈوا دو اور ایک فرق (یعنی تین صاع) چھ مسکینوں کو کھلا دو۔ (راوی بیان کرتے ہیں ایک فرق تین صاع کا ہوتا ہے) یا تم تین دن روزے رکھ لو یا ایک جانور ذبح کر دو۔

ابن ابی نجیح نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: یا ایک بکری ذبح کر دو۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے: جب حالت احرام والا شخص اپنا سر منڈوا دے یا کوئی ایسا کپڑا پہن لے جو احرام کی حالت میں نہیں پہن سکتا یا خوشبو لگا لے تو اس پر کفارہ ادا کرنا لازم ہو گا جیسا کہ نبی اکرم ﷺ سے اس بارے میں منقول ہے۔

شرح

حالتِ احرام میں آنکھوں میں تکلیف ہونے کا مسئلہ:

لفظ "صبر" سے مراد وہ کڑوا پودا ہے کہ اس کا اور اس کے عرق کا لیپ دکھتی ہوئی آنکھوں میں کیا جائے تو آشوب چشم ختم ہو جاتا ہے۔ اس پودے کو "ایلوا" کہا جاتا ہے۔ حالت احرام میں اس کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کیونکہ اس میں خوشبو نہیں

ہوتی۔ اسی طرح ''ایلوا'' کے لیپ کرنے سے آنکھوں کو ڈھانپنا نہیں کہا جاسکتا جس طرح حائضہ خاتون مسجد کے باہر کھڑی ہو کر اپنے ہاتھ کے ذریعے اندر سے کوئی چیز پکڑے تو اسے دخول مسجد نہیں کہا جاتا۔ البتہ اگر کسی دوائی میں خوشبو ملی ہو اس کا استعمال حالت احرام میں منع ہے۔ وکس میں خوشبو کی بجائے بدبو غالب ہوتی ہے لہٰذا اس کے استعمال میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

حالت احرام میں عذر کی وجہ سے حلق کی رخصت کا مسئلہ:

قیام حدیبیہ کے موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کے پاس گزر ہوا جبکہ وہ اس وقت سالن پکانے میں مصروف تھے اور ان کے سر سے جوئیں گر رہی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: کیا تمہیں جوئیں پریشان کرتی ہیں؟ انہوں عرض کیا: یارسول اللہ! بہت زیادہ پریشان کرتی ہیں۔ آپ نے فرمایا: تم حلق کروا لو۔ (صحیح بخاری جلد اول ص ۲۴۴) اس موقع پر یہ ارشاد ربانی نازل ہوا: فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ج (البقرہ:۱۹۶) جب تم میں سے کوئی شخص (حالت احرام میں) بیمار ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو تو وہ حلق کروا کر روزوں یا صدقہ یا قربانی کی شکل میں فدیہ ادا کردے۔

اس آیت کے نزول پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کو سر کے بال منڈوانے کا حکم دیا تاکہ بال ختم ہونے کی وجہ سے جوؤں کا بھی خاتمہ ہو جائے اور ان کی تکلیف سے نجات حاصل ہو جائے۔ البتہ حالت احرام میں عذر کی وجہ سے تکلیف سے نجات حاصل کرنے پر تین چیزوں میں سے ایک کا فدیہ یقینی بنائے: (۱) تین دنوں کے روزے رکھنا (۲) چھ غریبوں کو کھانا کھلانا (۳) جانور ذبح کر کے اس کا گوشت غرباء و مساکین کو کھلانا یا ان میں تقسیم کرنا۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص حالت احرام میں ممنوعات میں سے کسی کا ارتکاب بغیر عذر کے کرے تو امور ثلاثہ مذکورہ میں سے کسی کے فدیہ سے اس کا تدارک نہیں ہوگا بلکہ اس پر دم واجب ہوگا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرُّخْصَةِ لِلرِّعَاءِ اَنْ يَّرْمُوْا يَوْمًا وَّيَدَعُوْا يَوْمًا

باب 105: چرواہوں کے لیے اس بات کی رخصت کہ وہ ایک دن رمی کریں اور ایک دن چھوڑ دیں

877 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِي الْبَدَّاحِ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ اَبِيْهِ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْخَصَ لِلرِّعَاءِ اَنْ يَّرْمُوْا يَوْمًا وَّيَدَعُوْا يَوْمًا

اسنادِ دیگر: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰكَذَا رَوٰى ابْنُ عُيَيْنَةَ وَرَوٰى مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِي الْبَدَّاحِ بْنِ عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ اَبِيْهِ وَرِوَايَةُ مَالِكٍ اَصَحُّ

مذاہبِ فقہاء: وَقَدْ رَخَّصَ قَوْمٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ لِلرِّعَاءِ اَنْ يَّرْمُوْا يَوْمًا وَّيَدَعُوْا يَوْمًا وَّهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ

◄► ابو البداح بن عدی اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے چرواہوں کو یہ رخصت دی تھی کہ وہ ایک

دن رمی کریں اورایک دن چھوڑ دیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابن عیینہ نے اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن ابوبکر کے حوالے سے، ابوالبداح بن عاصم بن عدی کے حوالے سے، ان کے والد کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی نقل کردہ روایت زیادہ مستند ہے۔

اہلِ علم کے ایک گروہ نے اس بات کی چرواہوں کو رخصت دی ہے: وہ ایک دن رمی کریں اور ایک دن رمی ترک کردیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

878 سندِحدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ بَكْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِی الْبَدَّاحِ بْنِ عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرِعَاءِ الْاِبِلِ فِی الْبَيْتُوتَةِ اَنْ يَّرْمُوْا يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ يَجْمَعُوْا رَمْیَ يَوْمَيْنِ بَعْدَ يَوْمِ النَّحْرِ فَيَرْمُوْنَهٗ فِیْ اَحَدِهِمَا قَالَ مَالِكٌ ظَنَنْتُ اَنَّهٗ قَالَ فِی الْاَوَّلِ مِنْهُمَا ثُمَّ يَرْمُوْنَ يَوْمَ النَّفْرِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَهُوَ اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بَكْرٍ

◆◆ ابوالبداح بن عاصم اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اونٹوں کے چرواہوں کو رات کے وقت کی رخصت دی ہے: وہ قربانی کے دن رمی کریں' پھر قربانی کے دن کے بعد دو دن کی رمی کسی بھی ایک دن میں کرلیں۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: میرا خیال ہے: راوی نے یہ بات نقل کی تھی' ان دونوں میں سے پہلے دن رمی کرلیں پھر اس دن رمی کریں جب روانگی کا دن ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

ابن عیینہ نے عبداللہ بن ابوبکر کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے' یہ اس کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

879 سندِحدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ حَدَّثَنَا سُلَيْمُ بْنُ حَيَّانَ قَالَ سَمِعْتُ مَرْوَانَ الْاَصْفَرَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

متنِ حدیث: اَنَّ عَلِيًّا قَدِمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْيَمَنِ فَقَالَ بِمَ اَهْلَلْتَ قَالَ اَهْلَلْتُ بِمَا اَهَلَّ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا اَنَّ مَعِیْ هَدْيًا لَّاَحْلَلْتُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ (حجۃ الوداع کے موقع پر) یمن سے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' تو نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تم نے کس نیت سے احرام باندھا ہے؟ انہوں نے عرض کی: میں نے

اسی احرام کی نیت کی ہے' جو نبی اکرم ﷺ نے باندھا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر میرے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہوتا' تو میں (عمرہ کر کے) احرام کھول دیتا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے' اور اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

شرح

رمی جمار کے مسئلہ میں چرواہوں کے لیے رخصت:

تمام آئمہ فقہ کا اس مسئلہ میں اتفاق ہے کہ ایام منیٰ میں ہر دن کی رمی اسی دن کرنا واجب ہے ورنہ دم واجب ہوگا۔ البتہ اونٹوں کے چرواہے اس مسئلہ سے مستثنیٰ ہیں۔ انہیں اجازت ہے کہ دو دنوں کی رمی ایک دن میں کر سکتے ہیں مگر یہ جمع تاخیر ہوگی جمع تقدیم کی اجازت نہیں ہے اور منیٰ میں راتیں گزارنا بھی ان کے لیے ضروری نہیں ہے۔

منیٰ میں راتیں گزارنے کے مسئلہ میں مذاہب آئمہ:

حجاج کرام کے لیے منیٰ میں راتیں گزارنے کے مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ منیٰ کے ایام میں وہاں راتیں گزارنا مسنون ہے۔ اگر کوئی شخص وہاں رات نہیں گزارتا تو اس پر دم واجب نہیں ہوگا۔ حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک منیٰ میں رات گزارنا واجب ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو شخص وہاں ایک رات نہ گزارے گا اس پر ایک درہم کا فدیہ' جو دو راتیں نہ گزارے گا اس پر دو درہم واجب ہوں گے اور تین راتیں نہ گزارنے پر ایک دم واجب ہوگا۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو شخص ایک رات بھی منیٰ میں نہ گزارے گا اس پر دم واجب ہے۔

اونٹوں کے چرواہوں کو منیٰ میں راتیں نہ گزارنے اور آخری دو دنوں کی رمی جمع کرنے کی رخصت ورعایت دینے کی وجہ یہ ہے کہ عرب کی چراگاہوں کی حالت یہ ہے کہ کہیں طویل ترین پہاڑوں کا سلسلہ ہے' کہیں طویل ترین صحراؤں کا سلسلہ ہے اور دور دور تک گھاس یا ہریالی کا نام ونشان تک نہیں ہے۔ اس طرح چرواہوں کو دس دس میل کا سفر پیدل طے کرنا پڑتا ہے اور ان کے لیے طویل سفر کر کے منیٰ میں رات گزارنا، پھر ہر روز رمی کرنا دشوار ترین مرحلہ ہے۔ اس دشواری اور مشکل کی وجہ سے انہیں رعایت دی گئی ہے کہ وہ منیٰ میں رات نہ گزاریں تو کوئی حرج نہیں اور آخری دو دنوں کی رمی بھی جمع تاخیر کی بنیاد پر کر سکتے ہیں۔

مبہم احرام باندھنے کا مسئلہ:

گول مول یا مبہم احرام باندھا جا سکتا ہے لیکن طواف شروع کرتے وقت اس کا تعین کرنا ضروری ہے۔ اگر احرام تعین کیے بغیر طواف شروع کیا گیا تو وہ از خود عمرہ کا احرام ہوگا۔ حجۃ الوداع کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یمن سے تینتیس اونٹ لے کر حاضر ہوئے۔ آپ نے دریافت فرمایا: اے علی! تم نے کس نیت سے احرام باندھا ہے' جبکہ ہمارے ساتھ تمہاری اہلیہ بھی موجود ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: یارسول اللہ! میں نے احرام اسی نیت سے باندھا ہے' جس نیت

سے آپ نے باندھا ہے۔ آپ نے فرمایا: میرے ساتھ قربانیوں کے جانور ہیں لہٰذا میرا احرام نہیں کھل سکتا اور اسی طرح تمہارا احرام بھی نہیں کھل سکتا۔ (صحیح بخاری جلد اول ص ۲۱۱) آپ نے انہیں اپنی قربانیوں میں شامل کر لیا اور انہوں نے بھی حج قران کرنے کی سعادت حاصل کی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ يَوْمِ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ

باب 106: حج اکبر کا دن (کون سا ہے؟)

880 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ

متنِ حدیث: سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ يَوْمِ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ فَقَالَ يَوْمُ النَّحْرِ

◆◆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے ''حج اکبر'' کے بارے میں دریافت کیا' تو آپ نے فرمایا: وہ قربانی کا دن ہے۔ (یعنی دس ذوالحجہ)

881 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ

آثارِ صحابہ: قَالَ يَوْمُ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ يَوْمُ النَّحْرِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَهٰذَا اَصَحُّ مِنَ الْحَدِيْثِ الْاَوَّلِ وَرِوَايَةُ ابْنِ عُيَيْنَةَ مَوْقُوْفًا اَصَحُّ مِنْ رِوَايَةِ مُحَمَّدِ ابْنِ اِسْحٰقَ مَرْفُوْعًا هٰكَذَا رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنَ الْحُفَّاظِ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ مَوْقُوْفًا وَقَدْ رَوٰى شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ قَالَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ مَوْقُوْفًا

◆◆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حج اکبر قربانی کا دن ہے۔

راوی نے اس روایت کو ''مرفوع'' روایت کے طور پر نقل نہیں کیا' اور یہ پہلی روایت کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

ابن عیینہ نے اسے ''موقوف'' روایت کے طور پر جو نقل کیا ہے' یہ اس روایت سے زیادہ مستند ہے' محمد بن اسحٰق نے جسے ''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: دیگر کئی حفاظ نے ابواسحٰق کے حوالے سے' حارث کے حوالے سے' اس روایت کو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ''موقوف'' روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

شرح

حج اکبر کی توضیح:

۱۰ ذی الحجہ میں جو حج کیا جاتا ہے' اسے حج اکبر کہا جاتا ہے' اس کے مقابل عمرہ ہے' اسے حج اصغر کہا جاتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ۹ ہجری کے موقع پر چار اعلانات کرنے کے لیے روانہ کیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ

نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے حج اکبر کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے جواب میں فرمایا: ۱۰/ذی الحجہ میں جو حج کیا جائے وہ حج اکبر ہے۔ عوام الناس اور بعض اہل علم کا خیال ہے کہ ۱۰ ذی الحجہ کے دن اگر جمعہ آجائے تو وہ حج اکبر ہے۔ صحیح وہی ہے جس کی ترجمانی اور وضاحت زبان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ اسْتِلَامِ الرُّكْنَيْنِ

باب 107: دوارکان کا استلام

882 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنِ ابْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ

متنِ حدیث: اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُزَاحِمُ عَلَى الرُّكْنَيْنِ زِحَامًا مَا رَاَيْتُ اَحَدًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ فَقُلْتُ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِنَّكَ تُزَاحِمُ عَلَى الرُّكْنَيْنِ زِحَامًا مَا رَاَيْتُ اَحَدًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُزَاحِمُ عَلَيْهِ فَقَالَ اِنْ اَفْعَلْ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

اِنَّ مَسْحَهُمَا كَفَّارَةٌ لِّلْخَطَايَا وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ مَنْ طَافَ بِهٰذَا الْبَيْتِ اُسْبُوْعًا فَاَحْصَاهُ كَانَ كَعِتْقِ رَقَبَةٍ وَّسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ لَا يَضَعُ قَدَمًا وَّلَا يَرْفَعُ اُخْرٰى اِلَّا حَطَّ اللّٰهُ عَنْهُ خَطِيْئَةً وَّكَتَبَ لَهٗ بِهَا حَسَنَةً

اختلافِ سند: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَرَوٰى حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنِ ابْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوَهٗ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ اَبِيْهِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات منقول ہے: وہ دوارکان کے پاس ٹھہرا کرتے تھے۔ راوی کہتے ہیں: میں نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! آپ ان دوارکان کے پاس ہجوم ہونے کے باوجود ٹھہرتے ہیں' میں نے نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے کسی ایک کو اہتمام کے ساتھ یہاں ٹھہرتے ہوئے نہیں دیکھا' تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اگر میں ایسا کرتا ہوں' تو اس کی وجہ یہ ہے: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ان دونوں کو چھونا گناہوں کا کفارہ ہے' اور میں نے آپ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص بیت اللہ کا سات مرتبہ طواف کرے اور اس کی گنتی کرے (یعنی مکمل سات مرتبہ کرے) تو گویا اس نے غلام کو آزاد کیا۔

میں نے آپ ﷺ کو یہ بھی ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ایسا شخص جو بھی قدم رکھتا ہے' اور جو بھی قدم اٹھاتا ہے' تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس کے گناہ کو مٹا دیتا ہے' اور اس کے لیے نیکی کو لکھ لیتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حماد بن زید نے اس روایت کو عطاء بن سائب کے حوالے سے، عبید بن عمیر کے صاحب زادے کے حوالے سے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اسی کی مانند نقل کیا ہے' اور اس میں ابن عبید کے والد کا تذکرہ نہیں کیا۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

شرح

حجر اسود اور رکن یمانی کے استلام کی فضیلت:

طواف بیت اللہ کے دوران اگر لوگوں کا جم غفیر اور بے پناہ ہجوم ہو تو حجر اسود اور رکن یمانی کو بوسہ دینا دشوار ہونا ممکن ہو تو ان کا استلام کیا جا سکتا ہے یعنی انہیں ہاتھوں سے مس کر کے یا ہاتھوں کا ان کی طرف اشارہ کر کے انہیں بوسہ دے لیا تو اصل اجر وثواب حاصل ہو جائے گا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں فرماتے ہوئے سنا ہے: ''ان دونوں کونوں کو چھونے سے یقیناً گناہ معاف ہو جاتے ہیں''۔ (ملاعلی قاری، مرقات شرح مشکوٰۃ ج ۵ ص ۳۲۰) روایات میں موجود ہے، جس وقت حجر اسود کو جنت سے لایا گیا تو یہ دودھ سے زیادہ سفید تھا اور لوگوں کے گناہ چوس کر یہ سیاہ ہو گیا ہے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ طواف بیت اللہ کرتے ہوئے حجر اسود کے سامنے آئے تو یوں مخاطب ہوئے: اے حجر اسود! میرے نزدیک تو عام پتھروں جیسا ہے لیکن آج میں تجھے بوسہ اس لیے دے رہا ہوں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ تجھے بوسہ دے رہے تھے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْكَلَامِ فِي الطَّوَافِ

باب 108: طواف کے دوران کلام کرنا

883 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَلطَّوَافُ حَوْلَ الْبَيْتِ مِثْلُ الصَّلٰوةِ اِلَّا اَنَّكُمْ تَتَكَلَّمُوْنَ فِيْهِ فَمَنْ تَكَلَّمَ فِيْهِ فَلَا يَتَكَلَّمَنَّ اِلَّا بِخَيْرٍ

اختلافِ روایت: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَقَدْ رُوِىَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ وَّغَيْرُهٗ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَوْقُوْفًا وَّلَا نَعْرِفُهٗ مَرْفُوْعًا اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ يَسْتَحِبُّوْنَ اَنْ لَّا يَتَكَلَّمَ الرَّجُلُ فِي الطَّوَافِ اِلَّا لِحَاجَةٍ اَوْ يَذْكُرُ اللّٰهَ تَعَالٰى اَوْ مِنَ الْعِلْمِ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بیت اللہ کا طواف کرنا' نماز ادا کرنے کی مانند ہے' البتہ طواف کے دوران تم بات چیت کر سکتے ہو' جس نے طواف کے دوران بات چیت کرنی ہو' وہ بھلائی کی بات کرے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہی روایت ابن طاؤس اور دیگر راویوں کے حوالے سے' طاؤس کے حوالے سے' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ''موقوف'' روایت کے طور پر منقول ہے۔

ہم صرف عطاء بن سائب کے حوالے سے اس روایت کو ''مرفوع'' حدیث ہونے کے طور پر جانتے ہیں۔

اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا' انہوں نے اس بات کو مستحب قرار دیا ہے: آدمی طواف کے دوران صرف ضرورت

کے وقت یا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لیے یا کسی علمی بات کے سلسلے میں کوئی بات کرے۔

شرح

حالت طواف میں اچھی گفتگو کرنا:

حالت طواف میں کسی واقف سے ملاقات ہو جائے تو سلام کرنا' مصافحہ کرنا' کوئی مسئلہ دریافت کرنا اور کوئی مسئلہ بتانا وغیرہ امور جائز ہیں۔ البتہ دنیوی امور سے مکمل احتراز چاہیے۔ طواف کی اہمیت وفضیلت بیان کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الطواف حول البيت مثل الصلوة الا انكم تتكلمون فيه فمن تكلم فيه فلا يتكلم الابخير' (بیت اللہ کا طواف نماز کی مثل ہے مگر اس میں تم گفتگو کر سکتے ہو' جو شخص اس میں گفتگو کرے وہ صرف اچھی گفتگو کرے)۔ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ طواف کے لیے بھی وہی شرائط ہیں' جو نماز کے لیے ہیں مثلاً طہارت اور ستر عورت وغیرہ لیکن ان دونوں میں فرق بھی ہے کہ نماز میں گفتگو نہیں کر سکتے جبکہ طواف میں کر سکتے ہیں۔ اسی طرح نماز میں چلنا پھرنا منع ہے لیکن طواف میں چل پھر سکتے ہیں' بلکہ چلنے پھرنے کا نام ہی طواف ہے۔ تاہم طواف میں آیات قرآنیہ' دعائیں اور توبہ واستغفار کرنا تو جائز ہے مگر دنیوی گفتگو سے اجتناب بھی ضروری ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ

باب 109: حجرِ اسود کا ذکر

884 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ جَرِيْرٍ عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَجَرِ:

متنِ حدیث: وَاللّٰهِ لَيَبْعَثَنَّهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَهُ عَيْنَانِ يُبْصِرُ بِهِمَا وَلِسَانٌ يَّنْطِقُ بِهِ يَشْهَدُ عَلٰى مَنِ اسْتَلَمَهُ بِحَقٍّ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے حجر اسود کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے: اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے اٹھائے گا' اس کی دو آنکھیں ہوں گی' جن کے ذریعے یہ دیکھے گا' ایک زبان ہوگی' جس کے ذریعے وہ بات کرے گا' اور وہ ہر اس شخص کے بارے میں گواہی دے گا' جس نے اس کو بوسہ دیا ہوگا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

885 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ فَرْقَدٍ السَّبَخِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدَّهِنُ بِالزَّيْتِ وَهُوَ مُحْرِمٌ غَيْرِ الْمُقَتَّتِ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: اَلْمُقَتَّتُ اَلْمُطَيَّبُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ فَرْقَدٍ السَّبَخِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَّقَدْ تَكَلَّمَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ فِيْ فَرْقَدٍ السَّبَخِيِّ وَرَوٰى عَنْهُ النَّاسُ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ حالت احرام میں زیتون کا تیل استعمال کرتے تھے جس میں خوشبو نہیں ہوتی تھی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لفظ "مقتت" کا مطلب خوشبو والا ہے۔

یہ حدیث "غریب" ہے اور ہم اسے صرف فرقد سبخی نامی راوی کے حوالے سے جانتے ہیں جو انہوں نے سعید بن جبیر سے نقل کی ہے۔

یحییٰ بن سعید نے فرقد نامی راوی کے بارے میں تنقید کلام کیا ہے تاہم ان کے حوالے سے لوگوں نے روایات نقل کی ہیں۔

886 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَزِيْدَ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

متنِ حدیث: اَنَّهَا كَانَتْ تَحْمِلُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ وَتُخْبِرُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَحْمِلُهُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ بات منقول ہے: وہ آبِ زم زم ساتھ لے جایا کرتی تھیں اور یہ بات بیان کرتی تھیں نبی اکرم ﷺ بھی اسے ساتھ لے جایا کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

887 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ الْوَزِيْرِ الْوَاسِطِيُّ الْمَعْنٰى وَاحِدٌ قَالَا حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ يُوْسُفَ الْاَزْرَقُ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ

متنِ حدیث: قُلْتُ لِاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ حَدِّثْنِيْ بِشَيْءٍ عَقَلْتَهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ قَالَ بِمِنًى قَالَ قُلْتُ فَاَيْنَ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفْرِ قَالَ بِالْاَبْطَحِ ثُمَّ قَالَ افْعَلْ كَمَا يَفْعَلُ اُمَرَاؤُكَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

يُسْتَغْرَبُ مِنْ حَدِيْثِ اِسْحٰقَ بْنِ يُوْسُفَ الْاَزْرَقِ عَنِ الثَّوْرِيِّ

◆◆ عبدالعزیز بن رفیع کہتے ہیں میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ مجھے یہ بتائیں آپ کو کیا یاد ہے؟ اس بارے میں کہ نبی اکرم ﷺ نے (آٹھویں ذی الحجہ) کے دن ظہر کی نماز کہاں ادا کی تھی؟ انہوں نے جواب دیا: منیٰ میں۔

راوی کہتے ہیں: میں نے دریافت کیا: نبی اکرم ﷺ نے روانگی کے دن عصر کی نماز کہاں ادا کی تھی؟ انہوں نے جواب دیا: وادی "ابطح" میں پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم وہی کرو! جیسے تمہارے امراء کرتے ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

ازرق کے ثوری کے حوالے سے منقول کرنے کے اعتبار سے اس کو ''غریب'' شمار کیا گیا ہے۔

شرح

چند اہم امور کی توضیحات:

اس باب میں حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے چار احادیث تخریج فرمائی ہیں اور ہر حدیث میں ایک مسئلہ ثابت کرنے کی سعی فرمائی ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

۱- حجر اسود کی امتیازی خصوصیات:

سب پتھر یکساں حیثیت کے حامل ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے حجر اسود کو امتیازی خصوصیات سے نوازا ہے۔ اسے قیامت کے دن آنکھیں عطا ہوں گی جن سے وہ دیکھے گا اور زبان عطا کی جائے گی جس سے وہ تا قیامت بوسہ دینے والوں اور استلام کرنے والوں کے ایمان، حج وعمرہ اور طواف کی گواہی دے گا۔ گویا جنتی پتھر جنتی گواہی پیش کرے گا۔ اس روایت سے جہاں قدرت باری تعالیٰ کا اظہار ہوتا ہے وہاں حجر اسود کی امتیازی شان اور امتیازی خصوصیات پر بھی روشنی پڑتی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اس روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: کعبہ پورے کا پورا روحانیت کا مرکز ہے، جبکہ حجر اسود اس کا ایک حصہ ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ قیامت کے دن اسے وہ چیز دی جائے جو زندہ لوگوں کی خصوصایت ہے جو مثلاً آنکھ اور زبان وغیرہ۔ حجر اسود کو جنت اور بیت اللہ سے تعلق کے باعث قیامت کے دن ذی عقل وباشعور بنایا جائے گا جو استلام کرنے والوں کے حق میں گواہی دے گا۔ حضرت مولانا روم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو بایں الفاظ بیان کیا ہے:

سگ اصحاب کہف روزے چند ‌ ‌ ‌ ‌ پئے نیکاں گرفت مردم شد

اصحاب کہف کا کتا چند دن تک نیک لوگوں کی صحبت کے سبب انسان بن گیا۔ (وہ انسانی شکل میں جنت میں جائے گا)

۲- خصوصیت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم:

حالت احرام میں جسم یا سر میں کسی قسم کا تیل استعمال کرنا منع ہے، خواہ خوشبودار ہو یا خوشبو کے بغیر، اس لیے کہ تیل زینت کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اور حالت احرام میں زینت سے اجتناب کرنا چاہیے۔ زیتون کے تیل میں قدرتی طور پر خوشبو ہوتی ہے اور حالت احرام میں خوشبو کا استعمال بھی ممنوع ہے۔ بایں ہمہ حدیث باب میں تصریح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت احرام میں خوشبودار زیتون کا تیل استعمال فرمایا تھا جو آپ کی خصوصیت تھی۔

۳- آب زمزم اپنے وطن لانے کا مسئلہ:

عصر حاضر بلکہ ہر دور میں حجاج کرام اور عمرہ کی سعادت حاصل کرنے والے لوگ آب زمزم بطور تبرک اپنے ساتھ اپنے وطن لاتے رہے ہیں۔ یہ پانی مبارک ہونے کے علاوہ غذائیت کا بھی حامل ہوتا ہے اور اس کے استعمال سے متعدد امراض سے نجات حاصل ہو جاتی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی آب زمزم مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ لایا کرتے تھے۔ اُم المومنین حضرت عائشہ

صدیقہ رضی اللہ عنہا کے معمولات میں شامل تھا کہ آپ جب بھی حج یا عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے بعد مدینہ منورہ آنے کا قصد فرماتیں تو اپنے ساتھ آب زمزم بھی لایا کرتی تھیں۔ علاوہ ازیں دور دراز اکناف اور مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے لوگ جب حج یا عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے بعد وطن واپس جاتے ہیں تو جہاں آب زمزم بطور تبرک لاتے ہیں وہاں حرمین شریفین کی کھجوریں بھی اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔ وطن پہنچنے کے بعد وہ اپنے حلقہ احباب اور اقرباء میں یہ تحائف تقسیم کر کے مسرت کا اظہار کرتے ہیں۔ ان تحائف کی وجہ سے لوگوں میں حج اور عمرہ کرنے کا جذبہ موجزن ہوتا ہے۔

(۴) قیام ابطح رکن حج نہ ہونا:

وادی ابطح مکہ معظمہ سے کچھ فاصلے پر واقع ہے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر تمام ارکان ومناسک حج ادا کرنے کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں قیام فرمایا تھا۔ آپ کا قیام رکن حج کے طور پر نہیں تھا بلکہ یہاں قیام کا مقصد شرکاء قافلہ کا جمع کرنا تھا تاکہ وہ جس طرح ایک عظیم الشان قافلہ کی شکل میں مکہ معظمہ آئے تھے اسی شان وشوکت سے مدینہ طیبہ واپس روانہ ہوسکیں۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْجَنَائِزِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

جنائز کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ ثَوَابِ الْمَرِيضِ

باب 1: بیمار شخص کے ثواب کا بیان

جنائز کے احکام ومسائل

ماقبل سے ربط: پہلے زندگی کی عبادات کا ذکر تھا اور اب موت کے بعد کی عبادت کا ذکر ہے۔ لفظ جنائز، جنازہ کی جمع ہے۔ جمع کی صورت میں جیم پر فتح متعین ہے جبکہ مفرد میں جیم کے فتح کے ساتھ ہے۔ اس سے مراد وہ تخت ہے جس پر میت کو لٹایا جاتا ہے اور اگر جیم کے کسرہ کے ساتھ ہو تو اس سے مراد میت ہے۔ بعض فقہاء اپنی تصانیف میں کتاب الصلوٰۃ کے آخر میں صلوٰۃ الجنازہ کی بحث لائے ہیں۔

888 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: لَا يُصِيْبُ الْمُؤْمِنَ شَوْكَةٌ فَمَا فَوْقَهَا اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً وَّحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةً

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ وَّاَبِيْ عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاَبِيْ اُمَامَةَ وَاَبِيْ سَعِيْدٍ وَّاَنَسٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَاَسَدِ بْنِ كُرْزٍ وَّجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَزْهَرَ وَاَبِيْ مُوْسٰى

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَآئِشَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بندہ مؤمن کو جو بھی کانٹا چبھتا ہے یا اس سے بڑی کوئی تکلیف ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس وجہ سے اس کا ایک درجہ بلند کر دیتا ہے اور اس کی وجہ سے اس کے ایک گناہ کو مٹا دیتا ہے۔

اس بارے میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت اسد بن کرز رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمٰن بن ازہر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

888- اخرجه مسلم (527/8' الابى) : كتاب البر والصلة والآداب : باب: ثواب المؤمن فيما يصيبه من مرض او حزن او نحو ذلك' حتى الشوكة يشاكها' حديث (2572/47) عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة به-

امام ترمذی فرماتے ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

889 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا أَبِى عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِى سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَا مِنْ شَيْءٍ يُصِيبُ الْمُؤْمِنَ مِنْ نَصَبٍ وَّلَا حَزَنٍ وَّلَا وَصَبٍ حَتَّى الْهَمِّ يَهُمُّهُ إِلَّا يُكَفِّرُ اللّٰهُ بِهِ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ فِي هٰذَا الْبَابِ

قَالَ: وَسَمِعْتُ الْجَارُودَ يَقُولُ سَمِعْتُ وَكِيعًا يَقُولُ لَمْ يُسْمَعْ فِي الْهَمِّ أَنَّهُ يَكُونُ كَفَّارَةً إِلَّا فِي هٰذَا الْحَدِيثِ قَالَ وَقَدْ رَوَى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بندہ مؤمن کو جو بھی زخم، غم، رنج، یہاں تک کہ جو پریشانی بھی لاحق ہوتی ہے جو اسے پریشان کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس موضوع پر "حسن" ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں: میں نے جارود کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: وہ یہ فرماتے ہیں: میں نے وکیع کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: انہوں نے پریشانی کا لفظ نہیں سنا یہ صرف اسی روایت میں ہے: پریشانی بھی کفارہ بن جاتی ہے۔

بعض محدثین نے اس روایت کو عطاء بن یسار کے حوالے سے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

شرح

علالت میں صبر کرنے کا اجر و ثواب:

موت سے قبل انسان عموماً مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے، اس لیے وفات کے ذکر سے قبل مرض کا ذکر کیا گیا ہے اور اس مرض کو "مرض وصال" کہا جاتا ہے۔ جب انسان مرض میں مبتلا ہوتا ہے تو اس کا قلبی طور پر دنیا سے تعلق کمزور ہو جاتا ہے اور آخرت کی طرف میلان ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے تعلق مستحکم ہو جاتا ہے۔ پھر اس مرض کے سبب گناہ مٹ جاتے ہیں اور درجات بلند ہوتے ہیں۔ حدیث باب کے مرض کو عموم پر محمول کیا جائے تو مرض وصال بھی اس کے تحت داخل ہوگا۔ اس حوالے سے ایک تفصیلی روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی شخص نے گناہ زیادہ ہو جاتے ہیں اور اس کا دامن نیکیوں سے خالی ہوتا

889- اخرجه البخاري (107/10) كتاب المرضى : باب: ما جاء في كفارة المرض، حديث (5641-5642) واخرجه مسلم (527/8- الابي) كتاب البر والصلة والآداب: باب: ثواب المؤمن فيما يصيبه من مرض، حديث (2573/52) عن سفيان بن وكيع عن ابيه، اسامة بن زيد عن محمد بن عمرو عن عطاء بن يسار عن ابي سعيد به-

ہے تو اللہ تعالیٰ اسے وفات سے قبل مصائب میں مبتلا کر دیتا ہے اور وہ توفیق الٰہی سے صبر کا دامن نہیں چھوڑتا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء میں طب اللسان رہتا ہے' جس کے نتیجہ میں اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے' جس طرح ماں کے جنم دینے کے دن گناہوں سے پاک وصاف تھا۔ (مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۵۷۹)

ایک روایت میں بدکردار شخص کی ہنگامی موت کو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی قرار دیا گیا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی کے ساتھ برائی کا قصد فرماتا ہے تو اس کے گناہوں کو باقی رکھتا ہے تاکہ قیامت کے دن اس سے انتقام لیا جائے۔ (مشکوٰۃ حدیث:۱۵۶۵)

مرض وفات انسان پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی عطیہ ہے' جس کے نتیجہ میں اس کے گناہ جھڑ جاتے ہیں، درجات بلند ہوتے ہیں، توبہ کا موقع میسر آتا ہے اور نیکیوں میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس نظریہ کی دلیل حدیث باب ہے کہ جب انسان کو کانٹا لگتا ہے تو اس کی تکلیف کے نتیجہ میں اس کے گناہ معاف کیے جاتے ہیں اور درجات بلند کیے جاتے ہیں۔ یاد رہے مرض موت کی تکلیف کانٹا چبھنے سے کہیں زیادہ ہوتی ہے' جس پر صبر کے سبب اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کو بہت سے انعامات سے نوازا جاتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ عِیَادَةِ الْمَرِیضِ

باب 2: بیمار شخص کی عیادت کرنا

890 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِیْ اَسْمَاءَ الرَّحَبِيِّ عَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِنَّ الْمُسْلِمَ اِذَا عَادَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ لَمْ يَزَلْ فِیْ خُرْفَةِ الْجَنَّةِ وَفِی الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَّاَبِیْ مُوْسٰى وَالْبَرَاءِ وَاَبِیْ هُرَيْرَةَ وَاَنَسٍ وَّجَابِرٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ثَوْبَانَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَّرَوٰى اَبُوْ غِفَارٍ وَّعَاصِمٌ الْاَحْوَلُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِی الْاَشْعَثِ عَنْ اَبِیْ اَسْمَاءَ عَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ

قولِ امام بخاری: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَّقُوْلُ مَنْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اَبِی الْاَشْعَثِ عَنْ اَبِیْ اَسْمَاءَ فَهُوَ اَصَحُّ قَالَ مُحَمَّدٌ وَّاَحَادِيْثُ اَبِیْ قِلَابَةَ اِنَّمَا هِیَ عَنْ اَبِیْ اَسْمَاءَ اِلَّا هٰذَا الْحَدِيْثَ فَهُوَ عِنْدِیْ عَنْ اَبِی الْاَشْعَثِ عَنْ اَبِیْ اَسْمَاءَ

اختلافِ روایت: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَزِيْرٍ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ عَاصِمٍ الْاَحْوَلِ عَنْ اَبِیْ

890- اخرجه مسلم (523/8، الابی) كتاب البر والصلة والاداب : باب: فضل عيادة المرضى' حديث (2568/41-2568/42) واخرجه البخاری فی الادب المفرد ص 154، حديث (519) واخرجه احمد (276/5، 277، 279، 281، 282، 283) من طرق عن ابی اسماء الرحبی عن ثوبان به

قِلَابَةَ عَنْ اَبِی الْاَشْعَثِ عَنْ اَبِی اَسْمَاءَ عَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَزَادَ فِيْهِ قِيْلَ مَا خُرْفَةُ الْجَنَّةِ قَالَ جَنَاهَا حَدَّثَنَا اَحْمَدُ ابْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِی قِلَابَةَ عَنْ اَبِی اَسْمَاءَ عَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيْثِ خَالِدٍ وَّلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ اَبِی الْاَشْعَثِ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ وَّلَمْ يَرْفَعْهُ

◆◆ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جب کوئی مسلمان اپنے بھائی کی عیادت کرتا ہے تو وہ جنت کے میوے چنتا رہتا ہے۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، حضرت براء رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ثوبان سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔

ابوغفار، عاصم احول نے اس روایت کو ابوقلابہ کے حوالے سے، ابوالاشعث کے حوالے سے، ابواسماء کے حوالے سے، حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: جو شخص اس روایت کو ابوالاشعث کے حوالے سے، ابواسماء کے حوالے سے نقل کرتا ہے۔ وہ زیادہ مستند ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: ابوقلابہ سے منقول تمام روایات ابواسماء سے منقول ہیں' سوائے اس حدیث کے۔ میرے نزدیک یہ ابوالاشعث کے حوالے سے، ابواسماء سے منقول ہے۔

ابوقلابہ نے ابوالاشعث کے حوالے سے، ابواسماء کے حوالے سے، حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

تاہم اس میں یہ الفاظ زائد ہیں: ان سے سوال کیا گیا: جنت کے ''خرفہ'' سے مراد کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: اس کے پھل۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں: جیسا کہ خالد سے منقول روایت میں ہے' تاہم اس روایت کی سند میں ابوالاشعث نامی راوی کا تذکرہ نہیں ہے۔ بعض محدثین نے اس روایت کو حماد بن زید کے حوالے سے نقل کیا ہے' اور اسے ''مرفوع'' روایت کے طور پر نقل نہیں کیا۔

891 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا اِسْرَآئِيْلُ عَنْ ثُوَيْرٍ هُوَ ابْنُ اَبِی فَاخِتَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ

متنِ حدیث: اَخَذَ عَلِيٌّ بِيَدِیْ قَالَ انْطَلِقْ بِنَا اِلَى الْحَسَنِ نَعُوْدُهُ فَوَجَدْنَا عِنْدَهُ اَبَا مُوْسٰى فَقَالَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَام اَعَائِدًا جِئْتَ يَا اَبَا مُوْسٰى اَمْ زَائِرًا فَقَالَ لَا بَلْ عَائِدًا فَقَالَ عَلِيٌّ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

891- اخرجه ابو داؤد (202/2) كتاب الجنائز: باب: في فضل العيادة على وضوء حديث (3098) وابن ماجه (463/1) كتاب الجنائز: باب: ما جاء في ثواب من عاد مريضاً حديث (1442) واخرجه احمد (91/1) عن ثوير بن ابی فاختة عن ابيه عن علی به

وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَعُوْدُ مُسْلِمًا غُدْوَةً اِلَّا صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُمْسِيَ وَاِنْ عَادَهُ عَشِيَّةً اِلَّا صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُصْبِحَ وَكَانَ لَهُ خَرِيْفٌ فِي الْجَنَّةِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

اختلاف روایت: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ مِّنْهُمْ مَنْ وَّقَفَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَاَبُوْ فَاخِتَةَ اسْمُهُ سَعِيْدُ بْنُ عِلَاقَةَ

◆◆ ثویر اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور بولے: میرے ساتھ ''حسن'' کی طرف چلو تا کہ ہم اس کی عیادت کریں ہم نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو ان کے پاس پایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: اے ابوموسیٰ! کیا آپ عیادت کرنے کے لیے آئے ہیں' یا ویسے ہی ملاقات کرنے کے لیے آئے ہیں؟ تو حضرت ابوموسیٰ نے جواب دیا: نہیں! بلکہ عیادت کرنے کے لیے آیا ہوں' تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جب بھی کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کی عیادت کرنے کے لیے صبح کے وقت جاتا ہے' تو ستر ہزار فرشتے اس کے لیے شام تک دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں اور اگر شام کے وقت عیادت کرنے کے لیے جاتا ہے' تو ستر ہزار فرشتے صبح تک اس کی عیادت کرتے رہتے ہیں اور اس کے لیے جنت میں باغ ہوں گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت دیگر حوالوں سے بھی منقول ہے۔

ان میں سے بعض راویوں نے اسے ''موقوف'' روایت کے طور پر نقل کیا ہے' اور ''مرفوع'' روایت کے طور پر نقل نہیں کیا۔

ابوفاختہ کا نام سعید بن علاقہ ہے۔

شرح

بیمار پرسی کی فضیلت:

صحت کی طرح مرض بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔ ایک مسلمان کے دوسرے پر چھ حقوق عائد ہوتے ہیں جن میں سے ایک حق مرض لاحق ہونے کی صورت میں اس کی عیادت کرنا ہے۔ (مشکوٰۃ رقم الحدیث ۱۵۲۵)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان کی عیادت کے لیے جاتا ہے اور اس کے پاس بیٹھتا ہے تو رحمت خداوندی اس پر سایہ فگن ہو جاتی ہے اور مریض کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ (مسند امام احمد)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی صبح کے وقت عیادت کرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے شام تک اس کے لیے دعا و استغفار کرتے رہتے ہیں۔ جو شام کے وقت عیادت کرتا ہے تو صبح تک

ستر ہزار فرشتے اس کے لیے دعا واستغفار کے لیے مصروف رہتے ہیں۔اس کے لیے جنت میں ایک باغ تیار کیا جاتا ہے۔

(جامع ترمذی رقم الحدیث ۸۹۱)

بَابُ مَا جَآءَ فِي النَّهْيِ عَنِ التَّمَنِّيْ لِلْمَوْتِ

باب 3: موت کی آرزو کرنے کی ممانعت

892 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُضَرِّبٍ قَالَ

متنِ حدیث: دَخَلْتُ عَلٰى خَبَّابٍ وَّقَدِ اكْتَوٰى فِيْ بَطْنِهٖ فَقَالَ مَا اَعْلَمُ اَحَدًا لَقِيَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْبَلَاءِ مَا لَقِيْتُ لَقَدْ كُنْتُ وَمَا اَجِدُ دِرْهَمًا عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْ نَاحِيَةٍ مِّنْ بَيْتِيْ اَرْبَعُوْنَ اَلْفًا وَّلَوْلَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا اَوْ نَهٰى اَنْ نَّتَمَنَّى الْمَوْتَ لَتَمَنَّيْتُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ اَنَسٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَجَابِرٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ خَبَّابٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄► حارثہ بن مضرب بیان کرتے ہیں: میں حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے اپنے پیٹ پر داغ لگوایا تھا' تو انہوں نے فرمایا: میرے علم کے مطابق نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے کسی ایک کو بھی اس آزمائش کا سامنا نہیں کرنا پڑا جس آزمائش کا مجھے سامنا کرنا پڑا ہے ایک وہ وقت تھا: نبی اکرم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں میرے پاس ایک درہم بھی نہیں ہوتا تھا' اور اب میرے گھر کے کونے میں چالیس ہزار درہم پڑے ہوئے ہیں' اگر نبی اکرم ﷺ نے ہمیں اس سے منع نہ کیا ہوتا (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) آپ ﷺ نے موت کی آرزو سے منع نہ کیا ہوتا' تو میں موت کی آرزو کرتا۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

893 وَقَدْ رُوِيَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ

متنِ حدیث: لَا يَتَمَنَّيَنَّ اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ لِضُرٍّ نَزَلَ بِهٖ وَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّيْ وَتَوَفَّنِيْ اِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّيْ (۱)

سندِ حدیث: حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ

892- اخرجه ابن ماجه (1394/2) كتاب الزهد: باب: في البناء والخراب' حديث (1463) واخرجه احمد (110-109/5)' (395/6) عن ابي اسحق' عن حارثه بن مضرب عن خباب بن الارت به-

893 اخرجه البخاري (154/11) كتاب الدعوات : باب: الدعاء بالموت والحياة ' حديث (6351) واخرجه النسائي (79/9' الابي) كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار :باب: كراهة تمني الموت' لضر نزل به' حديث (2680/10) وابو داؤد (205/2) كتاب الجنائز : باب: تمني الموت: حديث (1821) واخرجه احمد (101/3' 208' 281) عن عبد العزيز بن صهيب عن انس بن مالك به-

اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا گیا ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کوئی بھی شخص کسی نازل ہونے والی مصیبت کی وجہ سے موت کی آرزو ہرگز نہ کرے بلکہ وہ یہ کہے: اے اللہ! جب تک زندگی میرے حق میں بہتر ہے مجھے زندہ رکھ اور جب موت میرے حق میں بہتر ہو تو مجھے موت دینا۔

﴿﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

موت کی تمنا کرنے کی ممانعت:

دنیوی مصائب و آلام کے لاحق ہونے اور طویل مرض سے نجات حاصل کرنے کے لیے موت کی تمنا کرنا منع ہے۔ اگر دین و ایمان کی حفاظت اور اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی غرض سے موت کی تمنا کی جائے تو جائز ہے۔

سوال: حدیث باب سے معلوم ہوتا ہے موت کی تمنا کرنا حرام ہے۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق موت کی تمنا کرنا مستحب ہے۔ اس طرح دونوں روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: دنیوی آلام و مصائب اور علالت و مرض سے تنگ آ کر کوئی شخص موت کی تمنا کرے تو یہ منع ہے۔ حدیث باب اسی مفہوم پر محمول ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے دین و ایمان کی حفاظت اور اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے لیے موت کی آرزو کرے تو یہ جائز ہے۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت اسی مفہوم پر محمول ہے۔

سوال: حدیث باب سے علاج بالکئی کا جواز معلوم ہوتا ہے جبکہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے اس کی ممانعت ثابت ہوتی ہے: وانھی امتی عن الکئی (الصحیح للبخاری) اس طرح دونوں روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: (۱) ضعف عقائد کی بناء پر ابتداء اسلام میں علاج بالکئی کی ممانعت تھی لیکن جب لوگ راسخ العقیدہ ہو گئے تو علاج بالکئی کی اجازت دے دی گئی۔ (۲) علاج بالکئی صحت عقیدہ کے ساتھ ہو تو جائز ہے اور جواز والی روایات اسی پر محمول ہیں۔ اگر علاج بالکئی ضعف عقیدہ کے ساتھ ہو تو یہ منع ہے اور ممانعت والی روایات اسی مفہوم پر محمول ہیں۔ (۳) ممانعت والی روایات سے مراد کراہت تنزیہی ہے اور جواز والی روایات کا مفہوم از خود عیاں ہو گیا، لہٰذا تعارف نہ رہا۔ (۴) ممانعت والی روایات منسوخ ہیں جبکہ جواز والی روایات ناسخ رہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّعَوُّذِ لِلْمَرِيضِ

باب 4: بیمار پر دم کرنا

894 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الْبَصْرِيُّ الصَّوَّافُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ

بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ

متن حدیث: اَنَّ جِبْرِيْلَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اشْتَكَيْتَ قَالَ نَعَمْ قَالَ بِاسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيْكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ وَّعَيْنِ حَاسِدٍ بِاسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ وَاللّٰهُ يَشْفِيْكَ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت جبریل نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دریافت کیا: حضرت محمد ﷺ آپ بیمار ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے جواب دیا: جی ہاں! حضرت جبریل علیہ السلام نے پڑھا۔

''اللہ تعالیٰ کے نام سے برکت حاصل کرتے ہوئے میں آپ کو دم کرتا ہوں' اس چیز سے جو آپ کو اذیت دے' اور ہر اس شخص کے شر سے اور ہر حسد کرنے والے حسد سے' میں اللہ تعالیٰ کا نام لے کر آپ کو دم کرتا ہوں' اللہ تعالیٰ آپ کو شفا عطا فرمائے''۔

895 سند حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ قَالَ

متن حدیث: دَخَلْتُ اَنَا وَثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عَلٰى اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ فَقَالَ ثَابِتٌ يَّا اَبَا حَمْزَةَ اشْتَكَيْتُ فَقَالَ اَنَسٌ اَفَلَا اَرْقِيْكَ بِرُقْيَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

بَلٰى قَالَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ مُذْهِبَ الْبَاسِ اشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شَافِيَ اِلَّا اَنْتَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ اَنَسٍ وَّعَآئِشَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ سَعِيْدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَّسَاَلْتُ اَبَا زُرْعَةَ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَقُلْتُ لَهٗ رِوَايَةُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ اَصَحُّ اَوْ حَدِيْثُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كِلَاهُمَا صَحِيْحٌ وَّرَوٰى عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَّعَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسٍ

◆◆ عبدالعزیز بن صہیب بیان کرتے ہیں: میں اور ثابت بنانی، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے' تو ثابت بولے: اے ابوحمزہ! میں بیمار ہوں' حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تمہیں' نبی اکرم ﷺ کا دم نہ کروں؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے پڑھا۔

''اے اللہ! لوگوں کے پروردگار! تکلیف کو دور کرنے والے' تو شفا عطا کر دے' تو شفا عطا کرنے والا ہے' صرف تو ہی شفا عطا کرنے والا ہے' ایسی شفا عطا کر جو بیماری کو ختم کر دے''۔

894- اخرجه مسلم (395/7 الابی) كتاب الاسلام: باب: الطب والمرض والرقى' حديث (2186/40) وابن ماجه (1164/2) كتاب الطب :باب: ما عوذ به النبى صلى الله عليه وسلم وما عوذ به' حديث (3523) واخرجه احمد (28/3' 56' 58) واخرجه عبد بن حميد ص (278) حديث (881) عن ابى نضرة عن ابى سعيد به-

895- اخرجه البخارى (216/10) كتاب الطب: باب: رقيه النبى صلى الله عليه وسلم' حديث (5742) وابو داؤد (404/2) كتاب الطب : باب : كيف الرقى: حديث (3890) واخرجه احمد (151/3) عن عبدالوارث بن سعيد عن عبد العزيز بن صهيب به-

اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے حدیث منقول ہیں۔
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں: میں نے ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا: میں نے ان سے کہا: عبدالعزیز نے ابونضرہ کے حوالے سے' حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے جو روایت نقل کی ہے۔ وہ زیادہ مستند ہے یا عبدالعزیز نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' جو روایت نقل کی ہے۔ وہ زیادہ مستند ہے' تو انہوں نے جواب دیا: یہ دونوں مستند ہیں۔
یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ عبدالعزیز بن صہیب کے حوالے سے' حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

شرح

دم کرنے کا جواز اور اس کی دعائیں:

زمانہ جاہلیت میں لوگ جھاڑوں اور منتروں سے علاج کرتے تھے جن میں طاغوتی قوتوں سے استمداد و استعانت کی جاتی تھی۔ اسلام نے دیگر امور کی طرح اس رسم بد کی بھی اصلاح فرمائی ہے۔ اسلام نے منتروں کی جگہ بہترین دعائیں تجویز فرمائیں اور اللہ تعالیٰ سے استعانت و استمداد کا درس دیا ہے۔ احادیث باب میں اسی مضمون کو بیان کیا گیا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا آپ کی طبیعت علیل ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ اس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کے لیے یوں دعا کی: میں اللہ تعالیٰ کے نام سے آپ کو جھاڑتا ہوں' ہر اس چیز سے جو آپ کو ضرر رساں ہے، ہر جان کی برائی سے، ہر جلنے والی آنکھ سے اور اللہ تعالیٰ آپ کو شفاء عطاء کرے۔ اللہ تعالیٰ کے نام سے میں آپ کو جھاڑتا ہوں اور اللہ تعالیٰ آپ کو شفاء عطاء کرے۔
اس کے علاوہ بطور دعا سورۃ الفلق تلاوت کی جاسکتی ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی دعایوں بھی پڑھی جاسکتی ہے: بسم اللہ ارقینی من کل شیء یوذینی، من شر کل نفس و عین حاسدۃ، بسم اللہ ارقیی و اللہ یشفینی ۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے: اللھم رب الناس مذھب البأس اشف انت الشافی لاشافی الا انت شفاء لایغادر سقما ۔ (رحمۃ اللہ واسعۃ ج۳ص۶۲۲)

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْحَثِّ عَلَى الْوَصِيَّةِ

باب 5: وصیت کی ترغیب دینا

896 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
متنِ حدیث: مَا حَقُّ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ يَبِيتُ لَيْلَتَيْنِ وَلَهُ شَيْءٌ يُوْصِي فِيْهِ اِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوْبَةٌ عِنْدَهُ
فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ ابْنِ اَبِيْ اَوْفٰى

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کسی بھی مسلمان کو یہ حق نہیں ہے: اس پر دو راتیں اس طرح گزر جائیں کہ اس کے پاس کوئی ایسی چیز موجود ہو جس کے بارے میں وصیت کی جاسکتی ہو اور وہ وصیت تحریری صورت میں اس شخص کے پاس موجود نہ ہو۔

اس بارے میں حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْوَصِيَّةِ بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ

باب 6: ایک تہائی یا چوتھائی مال کی وصیت کرنا

897 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ

متنِ حدیث: عَادَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا مَرِيْضٌ فَقَالَ اَوْصَيْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِكَمْ قُلْتُ بِمَالِيْ كُلِّهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ فَمَا تَرَكْتَ لِوَلَدِكَ قُلْتُ هُمْ اَغْنِيَاءُ بِخَيْرٍ قَالَ اَوْصِ بِالْعُشْرِ فَمَا زِلْتُ اُنَاقِصُهُ حَتّٰى قَالَ اَوْصِ بِالثُّلُثِ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَنَحْنُ نَسْتَحِبُّ اَنْ يَّنْقُصَ مِنَ الثُّلُثِ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ سَعْدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ وَّقَدْ رُوِيَ عَنْهُ وَالثُّلُثُ كَبِيْرٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ لَا يَرَوْنَ اَنْ يُّوْصِيَ الرَّجُلُ بِاَكْثَرَ مِنَ الثُّلُثِ وَيَسْتَحِبُّوْنَ اَنْ يَّنْقُصَ مِنَ الثُّلُثِ قَالَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ كَانُوْا يَسْتَحِبُّوْنَ فِي الْوَصِيَّةِ الْخُمُسَ دُوْنَ الرُّبُعِ وَالرُّبُعَ

896- اخرجه مالك (761/2) كتاب الوصية، باب: الامر بالوصية، حديث (1) واخرجه البخاري (419/5) كتاب الوصايا، باب: الوصايا، حديث (2738) و مسلم (596/5 الابي) كتاب الوصية حديث(1627/1، 2، 3، 4) وابو داؤد (125/2) كتاب الوصايا، باب: ما جاء فيما يؤمر به من الوصية، والنسائي (238/6) كتاب الوصايا، باب: الكراهية في تاخير الوصية، حديث (3615، 3616) وابن ماجه (901/2) كتاب الوصايا، باب: الحث على الوصية، حديث (2699) والدارمي (402/2) كتاب الوصايا، باب: من استحب الوصية، واخرجه احمد (50/2، 57، 80، 113) والحميدي (306/2) حديث (967) عن نافع عن ابن عمر به واخرجه احمد ( ) من طريق سفيان، عن ايوب (10/2) عن نافع عن ابن عمر به، واخرجه احمد من طريق سفيان، عن ايوب (10/2 و سنائي من طريق محمد بن حاتم بن نعيم عن حبان عن عبد الله عن ابن عون(239/6) حديث (3617) كلاهما (ايوب، وابن عون) عن نافع، عن ابن عمر قوله-

897- اخرجه النسائي (243/6) كتاب الوصايا، باب: الوصية بالثلث، حديث (3632) واحمد (174/1) عن عطاء بن السائب، عن ابي عبد الرحمن عن سعد بن ابي وقاص به-

دُوْنَ الثُّلُثِ وَمَنْ اَوْصٰى بِالثُّلُثِ فَلَمْ يَتْرُكْ شَيْئًا وَّلَا يَجُوْزُ لَهٗ اِلَّا الثُّلُثُ

حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ میری عیادت کرنے کے لیے تشریف لائے' میں بیمار تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: تم نے وصیت کر دی ہے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کتنی؟ میں نے عرض کی: میں نے اپنے پورے مال کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں دینے کی وصیت کر دی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم نے اپنی اولاد کے لیے کیا چھوڑا ہے' تو انہوں نے جواب دیا: وہ خوشحال ہیں اور اچھی حالت میں ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم دسویں حصے کی وصیت کرو۔ راوی کہتے ہیں: میں آپ سے کم کرنے کی درخواست کرتا رہا' یہاں تک کہ آپ نے ارشاد فرمایا: تم ایک تہائی حصے کی وصیت کرو! ویسے ایک تہائی بھی زیادہ ہے۔

امام ابوعبدالرحمٰن (دارمی رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: ہم اس بات کو مستحب سمجھتے ہیں: ایک تہائی سے کم کی وصیت کی جائے' کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے: ایک تہائی بھی زیادہ ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یہی روایت دیگر سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

دیگر روایات میں کہیں لفظ ''کبیر'' استعمال ہوا ہے' اور کہیں لفظ ''کثیر'' استعمال ہوا ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے' ان کے نزدیک کوئی بھی آدمی ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت نہیں کر سکتا' تاہم انہوں نے اس بات کو مستحب قرار دیا ہے: آدمی ایک تہائی سے کم کی وصیت کرے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: علماء نے وصیت کے بارے میں پانچویں حصے کو مستحب قرار دیا ہے' چوتھے حصے کی وصیت اس سے کم مستحب ہے' اور تیسرے حصے کی وصیت اس سے بھی کم مستحب ہے' اور جو شخص تیسرے حصے کی وصیت کرے' اس نے کوئی چیز نہیں چھوڑی' اس کے لیے صرف تیسرے حصے کی وصیت کرنا ہی جائز ہے۔

شرح

ترغیب وصیت اور مقدار وصیت:

انسان کو اپنی زندگی پر اعتماد نہیں ہے اور اسے کسی بھی وقت موت آ سکتی ہے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کے معاملات ہمہ وقت صاف و بے باق رہنے چاہیے تاکہ اچانک موت آنے کی صورت میں وہ کسی کے زیر بار اور زیر قرض نہ ہو۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت لکھنے کی ترغیب و تاکید فرمائی ہے۔ جمہور فقہاء کے نزدیک اگر کسی شخص سے حقوق العباد متعلق ہوں' تو وصیت کرنا واجب ہے ورنہ مستحب ہے۔ امام داؤد ظاہری کا مؤقف ہے کہ ہر صورت وصیت کرنا واجب ہے۔

انسان کی دراصل دولت وہی ہے جو اس نے حلال ذرائع سے کمائی ہو اور اسی پر اسلامی احکام جاری ہوں گے مثلاً زکوٰۃ، صدقہ فطر اور وصیت وغیرہ۔ آدمی کو صحت و تندرستی کے زمانہ میں اپنے مال میں تصرف کا اختیار حاصل ہوتا ہے لیکن مرض موت میں

ورثاء کے حقوق متعلق ہونے کی وجہ سے اسے مکمل اختیارات حاصل نہیں رہتے۔ تاہم وہ کل مال کے تہائی حصہ کی وصیت کر سکتا ہے۔ تہائی مال سے زیادہ کی وصیت کے جواز وعدم جواز میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ آئمہ ثلاثہ کا موقف ہے کہ وصیت صرف تہائی مال میں نافذ ہوگی جبکہ اس مقدار سے زائد کی وصیت کالعدم قرار پائے گی۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دوصورتوں میں تہائی مال سے زائد میں بھی وصیت جاری ہو جاتی ہے:

(۱) جب میت کا کوئی وارث موجود نہ ہو۔

(۲) میت کے تمام ورثاء عاقل و بالغ ہوں اور زائد وصیت کے نفاذ میں متفق ہوں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ تَلْقِيْنِ الْمَرِيْضِ عِنْدَ الْمَوْتِ وَالدُّعَاءِ لَهٗ عِنْدَهٗ

باب 7: موت کے وقت بیمار کو تلقین کرنا اور اس کے لیے دعا کرنا

898 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَاُمِّ سَلَمَةَ وَعَائِشَةَ وَجَابِرٍ وَّسُعْدَى الْمُرِّيَّةِ وَهِيَ امْرَاَةُ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِیْ سَعِيْدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اپنے قریب المرگ لوگوں کو "لا الہ اللہ" پڑھنے کی تلقین کرو۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا، سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت سعدی المریہ رضی اللہ عنہا جو حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ ہیں، سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن غریب صحیح" ہے۔

899 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا حَضَرْتُمُ الْمَرِيْضَ اَوِ الْمَيِّتَ فَقُوْلُوْا خَيْرًا فَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤَمِّنُوْنَ عَلٰى مَا تَقُوْلُوْنَ قَالَتْ فَلَمَّا مَاتَ اَبُوْ سَلَمَةَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبَا سَلَمَةَ مَاتَ قَالَ فَقُوْلِيَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلَهٗ وَاَعْقِبْنِيْ مِنْهُ عُقْبٰى حَسَنَةً قَالَتْ فَقُلْتُ فَاَعْقَبَنِيَ اللّٰهُ مِنْهُ

899- اخرجه مسلم (309/3 الابی) كتاب الجنائز: باب: تلقين الموتى : لا اله الا الله حديث (916/1، 917/2) وابو داؤد (207/2) كتاب الجنائز : باب: في التلقين حديث (3117) والنسائي (5/4) كتاب الجنائز: باب : تلقين الميت حديث (1826-1827) وابن ماجه (464/1) كتاب الجنائز: باب: ما جاء في تلقين الميت لا اله الا الله حديث (1445) واخرجه احمد (37/3/3) وعبد بن حميد (ص301) حديث (973) عن عمارة بن غزية، عن يحيى بن عمارة عن ابي سعيد الخدري به۔

مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

توضیح راوی: شَقِيْقٌ هُوَ ابْنُ سَلَمَةَ اَبُوْ وَائِلٍ الْاَسَدِيُّ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اُمِّ سَلَمَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَقَدْ كَانَ يُسْتَحَبُّ اَنْ يُّلَقَّنَ الْمَرِيْضُ عِنْدَ الْمَوْتِ قَوْلَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِذَا قَالَ ذٰلِكَ مَرَّةً فَمَا لَمْ يَتَكَلَّمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَا يَنْبَغِي اَنْ يُّلَقَّنَ وَلَا يُكْثَرَ عَلَيْهِ فِيْ هٰذَا وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ اَنَّهُ لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ جَعَلَ رَجُلٌ يُلَقِّنُهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَكْثَرَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ اِذَا قُلْتُ مَرَّةً فَاَنَا عَلٰى ذٰلِكَ مَا لَمْ اَتَكَلَّمْ بِكَلَامٍ وَّاِنَّمَا مَعْنٰى قَوْلِ عَبْدِ اللّٰهِ اِنَّمَا اَرَادَ مَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ اٰخِرُ قَوْلِهٖ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ

◆◆ سیّدہ ام سلمہ ﷞ بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ہم سے فرمایا: جب تم بیمار کے پاس آؤ' یا قریب المرگ شخص کے پاس آؤ' تو اچھی بات کہو! کیونکہ فرشتے تمہاری کہی ہوئی بات پر ''آمین'' کہتے ہیں۔

وہ خاتون بیان کرتی ہیں: جب حضرت ابوسلمہ ﷜ کا انتقال ہوا' تو میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ابوسلمہ کا انتقال ہوگیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم یہ پڑھ لو۔

''اے اللہ! میرے مغفرت کر اور اس کی بھی مغفرت کر اور مجھے ان سے بہتر عطا کر''۔

سیّدہ ام سلمہ ﷞ بیان کرتی ہیں: میں نے اسے پڑھ لیا' تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے بہتر (شوہر) عطا کردیے' یعنی نبی اکرم ﷺ عطا کردیے۔

امام ترمذی ﷫ فرماتے ہیں: شقیق نامی راوی یہ شقیق بن سلمہ ابووائل اسدی ہیں۔

امام ترمذی ﷫ فرماتے ہیں: سیّدہ ام سلمہ ﷞ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اس بات کو مستحب قرار دیا گیا ہے: بیمار شخص کو موت کے قریب ''لا الٰہ الا اللہ'' پڑھنے کی تلقین کی جائے۔ بعض اہل علم نے یہ بات بیان کی ہے: جب آدمی خود کئی مرتبہ یہ کلمہ پڑھے اور پھر بھی قریب المرگ شخص اس کو نہ پڑھے' تو اب آدمی کو اسے تلقین نہیں کرنی چاہیے اور اس بارے میں اسے بار بار ایسا نہیں کہنا چاہیے۔

ابن مبارک ﷫ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا' تو ایک شخص نے انہیں ''الٰہ الا اللہ'' پڑھنے کی تلقین کی اور بکثرت ایسا کیا' تو حضرت عبداللہ بن مبارک نے ان سے فرمایا: جب میں نے ایک مرتبہ یہ پڑھ لیا اور میں اس پر کاربند ہوں' تو جب تک میں کوئی دوسرا کلام نہیں کرتا (میں اسی پر کاربند شمار ہوں گا)۔

899- اخرجه مسلم (315/3' الابی) كتاب الجنائز؛ باب : ما يقال عند المريض والميت' وابو داؤد (207/2) كتاب الجنائز؛ باب: ما يستحب ان يقال عند الميت من الكلام' حديث (1315) والنسائی (4/4) كتاب الجنائز : باب: كثرة ذكر الموت' حديث (1825) وابن ماجه (465/1) كتاب الجنائز باب: ما جاء فيما يقال عند المريض اذا حضر' حديث (1447) واحمد (291/6'306'322) وعبد بن حميد (ص444) حديث (1537) عن الاعمش' عن ابی وائل شقيق بن سلمة عن ام سلمة۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے قول کا مطلب یہ ہے: انہوں نے وہ بات مراد لی ہے جو نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے: جس شخص کا آخری قول "لا الہ اللہ" ہو وہ جنت میں داخل ہو گا۔

شرح

سکرات موت کے وقت تلقین کرنا اور دعا کرنا:

احادیث باب میں دو اہم مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) کلمہ طیبہ کی تلقین کا طریقہ:

جب انسان پر سکرات موت طاری ہو جائیں تو اسے کلمہ طیبہ پڑھنے کی تلقین کی جائے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے پاس اتنی آواز سے کلمہ طیبہ پڑھ جائے کہ وہ بھی سن کر کلمہ پڑھ لے۔ اس موقع پر اسے کلمہ طیبہ پڑھنے کا نہ کہا جائے کیونکہ وہ حالت تکلیف میں ہوتا ہے کہ کہیں اس کا انکار نہ کردے۔ اگر وہ ایک بار کلمہ طیبہ پڑھ لے تو پھر تلقین بند کر دی جائے۔ اگر اس نے کلمہ طیبہ پڑھنے کے بعد استنجاء کرانے یا کسی سے ملاقات کرنے یا کوئی چیز کھانے کا کہا تو اسے دوبارہ تلقین کی جائے۔ میت کو تلقین کرنے کی اہمیت اس ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے عیاں ہوتی ہے: **من کان اخر کلامه لا اله الا الله دخل الجنة** (سنن ابی داؤد جلد۲ص ۴۴۴) جس کا آخری کلام کلمہ طیبہ ہو تو وہ جنت میں جائے گا۔ علاوہ ازیں حدیث باب میں فرمایا گیا ہے: **لقنوا موتاكم لا اله الا الله**۔

سوال: کیا لا الہ الا اللہ، سے مراد پورا کلمہ: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ مراد ہے؟

جواب: محدثین اور فقہاء کی تصریحات کے مطابق یہاں: لا الہ الا اللہ سے پورا کلمہ طیبہ مراد ہے جسے کلمہ توحید و رسالت بھی کہا جاتا ہے۔

(۲) جب کسی شخص کی وفات ہو جائے تو اس کی آنکھیں بند کر دی جائیں، ہاتھوں اور پاؤں کو سیدھا کر دیا جائے، پاؤں کے دونوں انگوٹھوں کو پٹی سے باندھ دیا جائے اور اسی طرح ٹھوڑی کے نیچے اور سر کے اوپر سے کپڑا ڈال کر باندھ دیا جائے۔ دوست واحباب اور عزیز و اقارب اس موقع پر دنیوی گفتگو سے مکمل اجتناب کریں۔ اپنے لیے اور میت کے لیے مغفرت و بخشش کی دعا کریں اور میت کے عیوب و نقائص سے مکمل احتراز کیا جائے کیونکہ اس سے حدیث مبارکہ میں منع کیا گیا ہے کہ تم اپنے مردوں کے عیوب بیان نہ کرو اور تم ان کی خوبیاں بیان کرو۔ فرشتے اس موقع پر لوگوں کو کہی ہوئی باتیں لے کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچاتے ہیں۔ میت کی خوبیوں کی وجہ سے ورثاء بھی خوش ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی خوش ہوتا ہے۔ اس کی عیوب و نقائص سے صرف نظر کرتے ہوئے اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

اقسام تلقین:

تلقین کی تین اقسام ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) تلقین قبل الموت: حدیث باب سے یہی تلقین مراد ہے جو مستحب ہے۔اس کی تفصیل ابھی گزری ہے۔

سوال: حدیث باب میں تلقین کی ترغیب دینے کے لیے فرمایا گیا ہے۔ لقنوا موتاکم' تم اپنے مردوں کو تلقین کرو' مردہ تو سنتا نہیں تو اسے تلقین کا کیا فائدہ ہے؟ قبل الموت تو تلقین کا فائدہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کلمہ پڑھ لے گا لیکن بعد الموت کی تلقین کا کوئی فائدہ نہیں ہے' کیونکہ مردہ سنتا ہے اور نہ بولتا ہے؟

جواب: فقہاء کرام اور محدثین عظام کی اصطلاح میں یہاں ''موتاکم'' سے مراد قریب المرگ شخص ہے۔قریب المرگ شخص سنتا ہے اور بولتا بھی ہے، لہٰذا اسے تلقین کی جاسکتی ہے۔

(۲) تلقین عند القبر: اس کی صورت یہ ہے کہ صاحب قبر کے سرہانے کی طرف کھڑے ہو کر سورۃ بقرہ کے آغاز کی آیات اور پاؤں کی طرف کھڑے ہو کر اس کی آخری آیات از: امن الرسول الخ تلاوت کرنا۔حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ جائز ہے۔

(۳) تلقین فی القبر: اس کی صورت یہ ہے کہ تدفین کے بعد جب لوگ واپس روانہ ہو جائیں تو ایک شخص یا چند افراد قبر کے پاس کھڑے ہو کر یوں کہیں: اے فلاں بن فلاں تم تین بار یوں کہو: لا الہ الا اللہ، میرا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے، میرا دین اسلام ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے نبی ہیں۔اس طریقہ تلقین سے فرشتوں کے سوالوں کے جواب دینے میں میت کے لیے آسانی پیدا ہوتی ہے۔

موت کے حوالے سے فقہی مسائل:

موت کے وقت پیش آنے والے چند فقہی مسائل ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

☆ جب کسی شخص میں موت کی علامات ظاہر ہو جائیں تو اسے دائیں کروٹ پر لٹا کر اس کا منہ قبلہ رخ کر دیا جائے یا اسے چت لٹا کر پاؤں قبلہ کی طرف دیے جائیں تاکہ منہ بھی اس کی طرف ہو جائے اور سر قدرے اونچا کر دیا جائے۔

☆ جان کنی کے وقت تلقین کی جائے، اس کی صورت یہ ہے کہ اس کے پاس بلند آواز سے کلمہ شہادت پڑھا جائے: اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا رسول الله ۔

☆ تلقین کرنے والا نیک' صاحب تقویٰ اور نمازی ہونا چاہیے۔اس وقت سورۃ یٰسین کی تلاوت اور خوشبو کا استعمال مستحب ہے۔

☆ حیض ونفاس والی خواتین میت کے پاس آسکتی ہیں۔وہ خواتین وحضرات جن پر غسل فرض ہو چکا ہو خواہ حیض ونفاس کے انقطاع یا جنابت کے باعث وہ پاس نہیں آسکتے۔

☆ روح پرواز کر جانے کی صورت میں میت کی آنکھیں یہ دعا پڑھتے ہوئے بند کر دی جائیں: بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ عَلَيْهِ اَمْرَهٗ وَ سَهِّلْ عَلَيْهِ مَا بَعْدَهٗ وَاَسْعِدْهُ بِلِقَائِكَ وَاجْعَلْ مَا خَرَجَ اِلَيْهِ خَيْرًا مِّمَّا خَرَجَ عَنْهُ ۔

☆ سر کے اوپر اور جبڑے کے نیچے سے پٹی باندھ دی جائے تاکہ منہ کھلا نہ رہے۔ہاتھ اور پاؤں سیدھے کر دیے جائیں اور

دونوں پاؤں کو قریب کر کے دونوں انگوٹھے پٹی سے باندھ دیے جائیں۔

☆ میت کے پیٹ پر کوئی وزنی چیز رکھ دی جائے تا کہ وہ پھولنے نہ پائے۔

☆ میت کے تمام جسم کو بڑے کپڑے کے ساتھ چھپا دیا جائے۔

☆ جان کنی کے وقت اگر اس کے منہ سے کلمہ کفر صادر ہو گیا ہو تو اسے کافر قرار نہیں دیں گے کیونکہ ممکن ہے کہ جان کنی کی تکلیف کی وجہ سے وہ کلمہ زبان سے نکل گیا ہو یا بے ہوشی میں وہ کلمہ نکل گیا ہو۔

☆ اگر میت پر لوگوں کا قرض ہو تو وہ فوراً ادا کیا جائے کیونکہ قرض تو شہید کو بھی معاف نہیں ہے۔

☆ میت کے پاس تلاوت قرآن، درود و سلام اور نعت خوانی جائز ہے بشرطیکہ اس کا تمام جسم کپڑے سے چھپایا گیا ہو۔

☆ میت کے غسل، تجہیز و تکفین اور تدفین میں جلدی کرنی چاہیے کیونکہ اس کی خصوصی تاکید کی گئی ہے۔

☆ دوست واحباب، ہمسائیوں اور عزیز و اقارب کو موت کی اطلاع دی جائے تا کہ وہ نماز جنازہ میں شامل ہو سکیں اور اس کے لیے مغفرت و بخشش کی دعا کریں۔ (ماخوذ از ہدایہ و بہار شریعت مدینہ جلد اول از صفحہ ۸۰۶ تا ۸۱۰)

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّشْدِيْدِ عِنْدَ الْمَوْتِ

باب 8: موت کی سختی کا بیان

900 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ مُوسَى بْنِ سَرْجِسَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ

متنِ حدیث: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْمَوْتِ وَعِنْدَهُ قَدَحٌ فِيْهِ مَاءٌ وَهُوَ يُدْخِلُ يَدَهُ فِي الْقَدَحِ ثُمَّ يَمْسَحُ وَجْهَهُ بِالْمَآءِ ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى غَمَرَاتِ الْمَوْتِ اَوْ سَكَرَاتِ الْمَوْتِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

◆◆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یاد ہے آپ جس وقت قریب المرگ تھے، آپ کے پاس ایک پیالہ رکھا ہوا تھا، جس میں پانی موجود تھا آپ اپنا دستِ مبارک پیالے میں داخل کرتے تھے، پھر اس پانی کو اپنے چہرے پر پھیرتے تھے، پھر آپ یہ دعا کرتے تھے۔

"اے اللہ! موت کی سختیوں اور تکلیفوں کے خلاف میری مدد کر"۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے۔

901 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّارُ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا مُبَشِّرُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الْحَلَبِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْعَلَاءِ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

900- اخرجه ابن ماجه (518/1) كتاب الجنائز: باب: ما جاء في ذكر مرض رسول الله صلى الله عليه وسلم، حديث (1623) واخرجه احمد (6/64، 70، 77، 151) من طرق عن القاسم بن محمد عن عائشة به۔

متن حدیث: مَا اَغْبِطُ اَحَدًا بِهَوْنِ مَوْتٍ بَعْدَ الَّذِیْ رَاَیْتُ مِنْ شِدَّةِ مَوْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا زُرْعَةَ عَنْ هٰذَا الْحَدِیْثِ وَقُلْتُ لَهٗ مَنْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْعَلَاءِ فَقَالَ هُوَ الْعَلَاءُ بْنُ اللَّجْلَاجِ وَاِنَّمَا عَرَّفَهٗ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ کے وصال کی شدت دیکھنے کے بعد اب میں کسی کی آسان موت پر رشک نہیں کرتی۔

راوی بیان کرتے ہیں: میں نے ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا: میں نے ان سے کہا: عبدالرحمٰن بن علاء نامی راوی کون ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: یہ عبدالرحمٰن بن علاء بن لجلاج ہیں' انہوں نے صرف اسی سند کے حوالے سے ان کا تعارف کروایا۔

902 سندِحدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَامُ بْنُ الْمِصَكِّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْشَرٍ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ:

متن حدیث: اِنَّ نَفْسَ الْمُؤْمِنِ تَخْرُجُ رَشْحًا وَّلَا اُحِبُّ مَوْتًا كَمَوْتِ الْحِمَارِ قِیْلَ وَمَا مَوْتُ الْحِمَارِ قَالَ مَوْتُ الْفَجْاَةِ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: مومن کی جان آرام سے نکلتی ہے اور میں گدھے کی طرح مرنے کو پسند نہیں کرتا۔ عرض کی گئی: گدھے کی طرح مرنے سے مراد کیا ہے؟ اچانک موت۔

903 سندِحدیث: حَدَّثَنَا زِیَادُ بْنُ اَیُّوْبَ حَدَّثَنَا مُبَشِّرُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ الْحَلَبِیُّ عَنْ تَمَّامِ بْنِ نَجِیْحٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: مَا مِنْ حَافِظَیْنِ رَفَعَا اِلَی اللّٰهِ مَا حَفِظَا مِنْ لَیْلٍ اَوْ نَهَارٍ فَیَجِدُ اللّٰهُ فِیْ اَوَّلِ الصَّحِیْفَةِ وَفِیْ اٰخِرِ الصَّحِیْفَةِ خَیْرًا اِلَّا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اُشْهِدُكُمْ اَنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ مَا بَیْنَ طَرَفَیِ الصَّحِیْفَةِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے: (اعمال) کی حفاظت کرنے والے فرشتے' رات یا دن کے وقت (کے اعمال کا صحیفہ) لے کر جب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوں اور اللہ تعالیٰ اُس صحیفے کے آغاز اور اختتام میں بھلائی پاتا ہے' تو یہ فرماتا ہے: میں تمہیں گواہ بنا رہا ہوں کہ میں نے اپنے بندے کے اس صحیفے کے دونوں کناروں کے درمیان (میں مذکور گناہوں) کی مغفرت کردی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ الْمُؤْمِنَ یَمُوْتُ بِعَرَقِ الْجَبِیْنِ

باب 9: مومن کے مرتے وقت اُس کی پیشانی پر پسینہ آتا ہے

904 سندِحدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ عَنِ الْمُثَنّٰی بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ

اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: اَلْمُؤْمِنُ يَمُوْتُ بِعَرَقِ الْجَبِيْنِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ ابْنِ مَسْعُوْدٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

توضیح راوی: وَّقَدْ قَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ لَا نَعْرِفُ لِقَتَادَةَ سَمَاعًا مِّنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ

◆◆ عبداللہ بن بریدہ اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: مومن کے مرتے ہوئے اس کی پیشانی پر پسینہ آجاتا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے۔

بعض محدثین نے یہ بات بیان کی ہے: ہمارے علم کے مطابق قتادہ کا عبداللہ بن بریدہ سے (احادیث کا) سماع ثابت نہیں ہے۔

905 سند حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ زِيَادٍ الْكُوْفِيُّ وَهَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَزَّازُ الْبَغْدَادِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا سَيَّارٌ هُوَ ابْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ

متن حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى شَابٍّ وَّهُوَ فِي الْمَوْتِ فَقَالَ كَيْفَ تَجِدُكَ قَالَ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَرْجُو اللّٰهَ وَاِنِّيْ اَخَافُ ذُنُوْبِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَجْتَمِعَانِ فِيْ قَلْبِ عَبْدٍ فِيْ مِثْلِ هٰذَا الْمَوْطِنِ اِلَّا اَعْطَاهُ اللّٰهُ مَا يَرْجُو وَآمَنَهُ مِمَّا يَخَافُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَّقَدْ رَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ایک نوجوان کے پاس تشریف لائے، جو مرنے کے قریب تھا، آپ نے دریافت کیا: تم کیا محسوس کر رہے ہو؟ وہ بولا: اللہ کی قسم! یا رسول اللہ! مجھے اللہ تعالیٰ (کے فضل) کی امید بھی ہے، اور اپنے گناہوں (کے عذاب) کا اندیشہ بھی ہے، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایسی صورت حال میں جس بندے کے دل میں یہ کیفیات جمع ہو جائیں، تو اللہ تعالیٰ اسے وہ چیز عطا کرے گا، جس کی اسے امید ہو، اور اس سے محفوظ رکھے گا، جس کا اسے خوف ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

بعض محدثین نے اس روایت کو ثابت نامی راوی کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے "مرسل" روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

904- اخرجه النسائي (5/4) كتاب الجنائز، باب: علامه موت المؤمن حديث (1828، 1829) واخرجه ابن ماجه (467/1) كتاب الجنائز : باب : ما جاء في المؤمن يؤجر في النزع، حديث (1452) واخرجه احمد (350/5، 357، 360) عن عبد الله بن بريدة عن ابيه به

905- اخرجه ابن ماجه (1423/2) كتاب الزهد، باب: الموت والاستعداد له، حديث (4261) وعبد بن حميد (ص 404) حديث (1370) عن جعفر بن سليمان، عن ثابت بن انس به-

شرح

جان کنی کی تکلیف اوراس کی دعااورعلامت:

احادیث باب کا مطالعہ کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ جان کنی کی تکلیف میت کے گناہگار ہونے اوراللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالیہ میں مبغوض ہونے کی علامت ہرگز نہیں ہے۔حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم امام المعصومین اور قائدالمحبوبین ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی: اللھم اعنی علی غمرات الموت او سکرات الموت (جامع ترمذی رقم الحدیث:۹۰۰)(اے اللہ!موت کی سختی میں تومیری مددفرما!)

(۱)موت کی سختی مومن کے لیے مغفرت سیئات یابلندی درجات کا سبب بنتی ہے۔(۲)موت کے وقت پیشانی پر پسینہ سختی کی علامت ہے۔جسم کے بعض حصوں پرجلدی پسینہ آجاتا ہے مثلاً بغل اور کمر وغیرہ لیکن بعض حصوں پر دیر سے پسینہ آتا ہے مثلاً پیشانی اور ہتھیلی پر(۳)اچھی علامت ہے مگرخلاف قیاس ہے۔(۴)موت کے وقت مومن کو جنت کی خوشخبری سنائی جاتی ہے تواسے شرم آتی ہے کہ میرے اعمال تو قابل گرفت تھے لیکن یہ اتنابڑاانعام کیسے؟(۵)عرق جبین اس بات سے کنایہ ہے کہ تمام عمر مشقت سے گزری ہے لیکن آخرت میں راحت وآرام کی دولت میسرآئے گی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ النَّعْيِ

باب10: کسی کی موت کااعلان کرنا مکروہ ہے

906 سندِحدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا حَكَّامُ بْنُ سَلْمٍ وَّهَارُوْنُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ عَنْ عَنْبَسَةَ عَنْ اَبِيْ حَمْزَةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِيَّاكُمْ وَالنَّعْيَ فَاِنَّ النَّعْيَ مِنْ عَمَلِ الْجَاهِلِيَّةِ

اختلافِ سند: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ وَالنَّعْيُ اَذَانٌ بِالْمَيِّتِ وَفِي الْبَاب عَنْ حُذَيْفَةَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُوْمِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْوَلِيْدِ الْعَدَنِيُّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ اَبِيْ حَمْزَةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ وَالنَّعْيُ اَذَانٌ بِالْمَيِّتِ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ عَنْبَسَةَ عَنْ اَبِيْ حَمْزَةَ وَاَبُوْ حَمْزَةَ هُوَ مَيْمُوْنٌ الْاَعْوَرُ وَلَيْسَ هُوَ بِالْقَوِيِّ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

مذاہبِ فقہاء: وَقَدْ كَرِهَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ النَّعْيَ وَالنَّعْيُ عِنْدَهُمْ اَنْ يُّنَادٰى فِي النَّاسِ اَنَّ فُلَانًا مَاتَ لِيَشْهَدُوْا جَنَازَتَهُ وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ لَا بَاْسَ اَنْ يُّعْلِمَ اَهْلَ قَرَابَتِهٖ وَاِخْوَانَهٗ وَرُوِيَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّهٗ قَالَ لَا بَاْسَ بِاَنْ يُّعْلِمَ الرَّجُلُ قَرَابَتَهٗ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ، نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: موت کی اطلاع عام کرنے سے بچو' کیونکہ موت کا اعلان کرنا زمانہ جاہلیت کا عمل ہے۔ حضرت عبداللہ بیان کرتے ہیں: یہاں لفظ "نعی" سے مراد موت کا اعلان کرنا ہے۔

اس بارے میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ (بن مسعود رضی اللہ عنہ) سے منقول ہے' تاہم یہ "مرفوع" روایت کے طور پر نقل نہیں کی گئی اور نہ ہی اس میں یہ بات ذکر کی گئی ہے: "نعی" کا مطلب موت کا اعلان کرنا ہے۔

یہ روایت عنبسہ کی ابوحمزہ سے منقول روایت کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

ابوحمزہ نامی راوی کا نام میمون اعور ہے' اور یہ محدثین کے نزدیک مستند نہیں ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ سے منقول حدیث "حسن غریب" ہے۔

بعض اہلِ علم نے "نعی" کو مکروہ قرار دیا ہے' ان کے نزدیک "نعی" ہے کا مطلب یہ ہے: لوگوں کے درمیان یہ اعلان کیا جائے کہ فلاں شخص فوت ہو گیا ہے' تاکہ لوگ اس کے جنازے میں شریک ہوں۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک اس بات میں کوئی حرج نہیں ہے: اگر کوئی شخص اپنے قریبی رشتے داروں اور بھائیوں کو اس بات کی اطلاع دے۔

ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بات منقول ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: اس میں کوئی حرج نہیں ہے: آدمی اپنے قریبی رشتے داروں کو (کسی کے مرنے کی) اطلاع دے۔

907 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ بَكْرِ بْنِ خُنَيْسٍ حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ سُلَيْمٍ الْعَبْسِيُّ عَنْ بِلَالِ بْنِ يَحْيَى الْعَبْسِيِّ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ اِذَا

متنِ حدیث: مِتُّ فَلَا تُؤْذِنُوا بِي اِنِّي اَخَافُ اَنْ يَّكُوْنَ نَعْيًا فَاِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنِ النَّعْيِ

حکمِ حدیث: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب میں مر جاؤں تو میری موت کا اعلان کسی کے سامنے نہ کرنا' کیونکہ ہو سکتا ہے: یہ موت کی خبر مشہور کرنے کے مترادف ہو اور میں نے نبی اکرم ﷺ کو موت کی خبر مشہور کرنے سے منع کرتے ہوئے سنا ہے۔

یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

موت کے اعلان کا مسئلہ:

موت اور زندگی میں چولی دامن کا تعلق ہے' کیونکہ جہاں زندگی ہے وہاں موت ہے۔ اقوام عالم میں اعلان موت کے مختلف

907- اخرجہ ابن ماجہ (474/1) کتاب الجنائز: باب: ما جاء فی النہی عن النعی' حدیث (1476) واحمد (5/385'406) عن حبیب بن سلیم العبسی' عن بلال بن یحییٰ العبسی عن حذیفۃ بن الیمان بہ۔

طریقے رائج رہے ہیں جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) زمانہ جاہلیت میں قبر کے پاس ایک اونٹنی باندھ دی جاتی تھی جو وہیں بھوک اور پیاس کی وجہ سے مر جاتی تھی۔(۲) زمانہ جاہلیت میں اعلان موت کا دوسرا طریقہ یہ رائج تھا کہ رونے والی خواتین معاہدہ کے مطابق میت کے گھر روزانہ جمع ہوتیں اور وہ چلا چلا کر میت کی خوبیاں بیان کرتی تھیں: یہ سب کارروائی اُجرت ومزدوری پر ہوتی تھی۔(۳) ہندوؤں میں یہ طریقہ جاری ہے کہ جب کوئی مرد یا عورت بڑھاپے میں مرتی ہے تو مرگھٹ میں ایک طرف میت جل رہی ہوتی ہے اور دوسری طرف شرکاء کے لیے کھانا پک رہا ہوتا ہے۔(۴) سینہ کوبی کرنا، گریبان چاک کرنا اور کپڑے پھاڑنا وغیرہ (۵) عصر حاضر میں اخبارات میں اشتہار شائع کروایا جاتا ہے یا ریڈیو اور ٹیلی ویژن میں خبر نشر کروائی جاتی ہے' جبکہ میت کو جاننے والا کوئی بھی نہیں ہوتا (۶) صرف دوست و احباب، عزیز واقارب اور ہمسائیوں کو موت کی اطلاع دی جائے تاکہ وہ نماز جنازہ میں شامل ہو کر متوفی کے حق میں دعا مغفرت و بخشش کر سکیں۔ پہلے پانچ طریقے ممنوع ہیں لیکن آخری طریقہ جائز ہے اس کے دلائل یہ ہیں:۔(۱) شاہ حبشہ نجاشی رضی اللہ عنہ کی وفات کا اعلان خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ میں کیا تھا (۲) غزوہ موتہ کے موقع پر تین صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جام شہادت نوش فرمایا تو ان کی شہادت کی اطلاع آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دی تھی۔(۳) مسجد کی صفائی کرنے والی ایک عورت اور ایک مرد کو بلا اطلاع دفنا یہ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اظہار ناراضگی فرمایا۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ الصَّبْرَ فِي الصَّدْمَةِ الْاُولٰى

باب 11: صبر، صدمے کے آغاز میں ہوتا ہے

908 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِي حَبِيْبٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَلصَّبْرُ فِي الصَّدْمَةِ الْاُولٰى

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صبر، صدمے کے آغاز میں ہوتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند کے حوالے سے "غریب" ہے۔

909 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَلصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْاُولٰى

908- اخرجه ابن ماجه (509/1) كتاب الجنائز : باب: ما جاء في الصبر على المصيبة، حديث (1596) عن الليث بن سعد، عن يزيد بن ابي حبيب، عن سعد انس به-

حکم حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

◄► حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: صبر صدمے کے آغاز میں ہوتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

موت کا صدمہ برداشت کرنے کی فضیلت:

کسی عزیز و رشتہ دار کی وفات کے موقع پر انسان کو لاحق ہونے والی پریشانی کو ''صدمہ'' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اسے برداشت کرنے کو ''صبر'' کہا جاتا ہے۔ وہ پہلی مصیبت جو دل سے ٹکرائے، اس پر صبر کرنے کی بڑی فضیلت ہے۔ حدیث باب کا مفہوم یہ ہے کہ ایک دفعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر قبرستان کے پاس سے ہوا تو آپ نے ایک عورت دیکھی جو رو رہی تھی۔ اس کا نوجوان بیٹا انتقال کر گیا تھا جس کے صدمہ میں وہ آنسو بہا رہی تھی۔ آپ نے اس عورت کو صبر کرنے کی تلقین کی۔ اسے آپ کا تعارف نہیں تھا، لہٰذا اس نے آپ سے کہا: آپ کو صدمہ نہیں پہنچا جس وجہ سے یہ بات کہتے ہو اور اگر آپ صدمہ سے دوچار ہوتے تو پھر میں دیکھتی کہ آپ کتنا صبر کرتے ہیں؟ آپ اس کی بات سن کر وہاں سے تشریف لے گئے۔ بعدازاں اس عورت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعارف کرایا گیا کہ وہ شخصیت جو آپ کو تلقین کا درس دے رہی تھی وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ یہ بات سن کر عورت اپنے بیٹے کا غم تو بھول گئی اور اپنی غلطی کے صدمہ سے پریشان ہوگئی۔ چنانچہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے در دولت میں حاضر ہوئی اور اپنی غلطی پر آنسو بہانے لگی، آپ اس وقت در دولت میں تشریف فرما نہیں تھے۔ آپ تشریف لائے تو ایک عورت بیٹھی ہوئی دیکھی تو اس کے آنے کی وجہ سے دریافت کی تو جواب میں عرض کیا گیا: یارسول اللہ! یہ عورت روئے جا رہی ہے لیکن رونے کی وجہ نہیں بتاتی۔ آپ نے عورت کو دیکھا تو اسے پہچان لیا۔ وہ عرض گزار ہوئی: یارسول اللہ! میں معذرت خواہ ہوں کیونکہ میں آپ سے متعارف نہیں تھی، آپ نے اس موقع پر اس عورت سے فرمایا: الصبر عند الصدمة الاولى' صدمہ لاحق ہوتے وقت فوراً صبر کرنے کا اجر زیادہ ہے۔ تاہم بعد میں تو سب کو صبر آ جاتا ہے۔ (الصحیح للبخاری حدیث نمبر ۱۳۸۲) ارشاد ربانی ہے: ان اللہ مع الصابرین (بیشک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے)۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ تَقْبِيْلِ الْمَيِّتِ

باب 12: میت کو بوسہ دینا

910 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ

909- اخرجه البخارى (177/3) كتاب الجنائز : باب: زيارة القبور، حديث (1283) واخرجه مسلم (322/3 الابى) كتاب الجنائز: باب: فى الصبر على المصيبة عن الصدمة الاولى، حديث (926/14) وابو داؤد (210/2) كتاب الجنائز : باب : الصبر عن المصيبة، حديث (3124) والنسائى (22/4) كتاب الجنائز: باب الامر بالاحتساب والصبر عند نزول المصيبة، حديث (1870) واخرجه احمد (130/3، 143، 217) وعبد بن حميد (ص362) حديث (1203) عن شعبة، عن ثابت، عن انس بن مالك به۔

عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَآئِشَةَ

متن حدیث: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبَّلَ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُوْنٍ وَّهُوَ مَيِّتٌ وَّهُوَ يَبْكِى اَوْ قَالَ عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ وَفِى الْبَاب عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّجَابِرٍ وَّعَآئِشَةَ

آثارِ صحابہ: قَالُوْا اِنَّ اَبَا بَكْرٍ قَبَّلَ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مَيِّتٌ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَآئِشَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو بوسہ دیا' وہ اس وقت فوت ہو چکے تھے۔ نبی اکرم ﷺ رو رہے تھے (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) اس وقت آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

راویوں نے یہ بات بیان کی ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کے وصال کے بعد آپ ﷺ کو بوسہ دیا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

میت کو بوسہ دینا:

میت کا جسم پلید ہوتا ہے' یہ نجاست حکمی ہوتی ہے نہ کہ حقیقی۔ اسے غسل دیے بغیر نماز جنازہ نہیں پڑھی جاسکتی۔ تمام آئمہ کے نزدیک میت کو بوسہ دینا جائز ہے۔ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی تھے۔ دو ہجرتیں کرنے کی سعادت حاصل کی صحابہ بارگاہ ... تے تھے۔ مہاجرین میں سب سے پہلے انتقال کرنے والے تھے۔ ان کا انتقال ہونے پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لے گئے اور آنسو بہاتے ہوئے ان کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہونے پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ کی پیشانی کو عقیدت ومحبت سے بوسہ دیتے ہوئے کہا: طبت حیا و میتا (آپ زندگی میں صاف ستھرے تھے اور بعد از انتقال بھی)

بَابُ مَا جَآءَ فِىْ غُسْلِ الْمَيِّتِ

باب 13: میت کو غسل دینا

911 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ اَخْبَرَنَا خَالِدٌ وَّمَنْصُوْرٌ وَّهِشَامٌ فَاَمَّا خَالِدٌ وَّهِشَامٌ فَقَالَا عَنْ مُّحَمَّدٍ وَّحَفْصَةَ وَقَالَ مَنْصُوْرٌ عَنْ مُّحَمَّدٍ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ

متن حدیث: تُوُفِّيَتْ اِحْدٰى بَنَاتِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اغْسِلْنَهَا وِتْرًا ثَلَاثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ

910- اخرجه ابن ماجه (468/1) كتاب الجنائز : باب: ما جاء في تقبيل الميت' حديث (1456) واحمد (43/6'55'206) وعبد بن حميد (ص441)حديث (1526) عن سفيان الثوري' عن عاصم بن عبيد الله عن القاسم بن محمد بن عائشه به-

اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ اِنْ رَاَيْتُنَّ وَاغْسِلْنَهَا بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّاجْعَلْنَ فِى الْاٰخِرَةِ كَافُوْرًا اَوْ شَيْئًا مِّنْ كَافُوْرٍ فَاِذَا فَرَغْتُنَّ فَاٰذِنَّنِىْ فَلَمَّا فَرَغْنَا اٰذَنَّاهُ فَاَلْقٰى اِلَيْنَا حِقْوَهٗ فَقَالَ اَشْعِرْنَهَا بِهٖ

اختلافِ روایت: قَالَ هُشَيْمٌ وَّفِىْ حَدِيْثِ غَيْرِ هٰٓؤُلَآءِ وَلَا اَدْرِىْ وَلَعَلَّ هِشَامًا مِّنْهُمْ قَالَتْ وَضَفَّرْنَا شَعْرَهَا ثَلَاثَةَ قُرُوْنٍ قَالَ هُشَيْمٌ اَظُنُّهٗ قَالَ فَاَلْقَيْنَاهُ خَلْفَهَا قَالَ هُشَيْمٌ فَحَدَّثَنَا خَالِدٌ مِّنْ بَيْنِ الْقَوْمِ عَنْ حَفْصَةَ وَمُحَمَّدٍ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ وَقَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْدَاْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ

فی الباب: وَفِى الْبَاب عَنْ اُمِّ سُلَيْمٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اُمِّ عَطِيَّةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ وَقَدْ رُوِىَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِىِّ اَنَّهٗ قَالَ غُسْلُ الْمَيِّتِ كَالْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ وَقَالَ مَالِكُ ابْنُ اَنَسٍ لَيْسَ لِغُسْلِ الْمَيِّتِ عِنْدَنَا حَدٌّ مُّؤَقَّتٌ وَّلَيْسَ لِذٰلِكَ صِفَةٌ مَعْلُوْمَةٌ وَّلٰكِنْ يُّطَهَّرُ وَقَالَ الشَّافِعِىُّ اِنَّمَا قَالَ مَالِكٌ قَوْلًا مُجْمَلًا يُّغَسَّلُ وَيُنْقٰى وَاِذَا اُنْقِىَ الْمَيِّتُ بِمَاءٍ قَرَاحٍ اَوْ مَاءٍ غَيْرِهٖ اَجْزَاَ ذٰلِكَ مِنْ غُسْلِهٖ وَلٰكِنْ اَحَبُّ اِلَىَّ اَنْ يُّغْسَلَ ثَلَاثًا فَصَاعِدًا لَّا يُقْصَرُ عَنْ ثَلَاثٍ لِمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا اَوْ خَمْسًا وَّاِنْ اَنْقَوْا فِىْ اَقَلَّ مِنْ ثَلَاثِ مَرَّاتٍ اَجْزَاَ وَلَا نَرٰى اَنَّ قَوْلَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا هُوَ عَلٰى مَعْنَى الْاِنْقَاءِ ثَلَاثًا اَوْ خَمْسًا وَّلَمْ يُؤَقِّتْ وَكَذٰلِكَ قَالَ الْفُقَهَاءُ وَهُمْ اَعْلَمُ بِمَعَانِى الْحَدِيْثِ وَقَالَ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ وَتَكُوْنُ الْغَسَلَاتُ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّيَكُوْنُ فِى الْاٰخِرَةِ شَىْءٌ مِّنْ كَافُوْرٍ

◆◆ سیّدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ کی ایک صاحب زادی کا انتقال ہوگیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: اسے طاق تعداد میں تین، پانچ یا اس سے زیادہ مرتبہ' جو تم مناسب محسوس کرو، غسل دینا اور اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ذریعے غسل دینا اور آخر میں کافور ملا دینا (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) کچھ کافور ملا دینا۔ جب تم فارغ ہو جاؤ تو مجھے بتا دینا۔ راوی خاتون بیان کرتی ہیں: جب ہم فارغ ہوئے' ہم نے آپ ﷺ کو بتایا: تو آپ ﷺ نے اپنی چادر ہماری طرف بڑھاتے ہوئے فرمایا: اسے اس کے کفن کے نیچے رکھ دینا۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ہم نے ان صاحب زادی کے بالوں کی تین چوٹیاں بنادی تھیں۔

911- اخرجه البخاری (150/3) كتاب الجنائز: باب: غسل الميت ووضوئه بالماء والسدر' حديث (1253) وباب: يبدأ بميامن الميت' حديث (1255) وباب' مواضع الوضوء من الميت' حديث (1256) وباب: هل تكفن المرأة في ازار الرجل' حديث (1257) وباب: يجعل الكافور في الاخيرة' حديث (1257) وباب: كيف الاشعار للميت' حديث (1261) ومسلم (338/3 الابی) كتاب الجنائز: باب: في غسل الميت' حديث (36/939 '37'38'39'40'42) وابو داؤد (214/2) كتاب الجنائز' باب: كيف غسل الميت' حديث (3143-3144) والنسائی (30/4) كتاب الجنائز: باب: نقض رأس الميت' حديث (1883) وباب' غسل الميت اكثر من سبعة' حديث (1887) وباب: الكافور في غسل الميت' حديث (1891'1892) وباب: غسل الميت اكثر من خمس' حديث (1886) وابن ماجه (369/1) كتاب الجنائز: باب: ما جاء في تغسيل الميت' حديث (1459) واخرجه الامام احمد (85/5) وفي (407/6'408) والحميدی (174/1) حديث (360) من طرق عن حفصة عن ام عطية به۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ سیّدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ہم سے ارشاد فرمایا: تم اس کے دائیں طرف اور وضو کے اعضاء سے (غسل کا) آغاز کرنا۔

اس بارے میں سیّدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا سے بھی احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیّدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔ اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا۔

ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بات منقول ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: میت کو اسی طرح غسل دیا جائے گا' جیسے غسل جنابت کیا جاتا ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: ہمارے نزدیک میت کے غسل کی کوئی مقررہ حد یا کوئی مخصوص کیفیت نہیں ہے' بلکہ اصل مقصد یہ ہے: اسے پاک کر دیا جائے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے قول میں اجمال پایا جاتا ہے' میت کو غسل دیا جائے گا' اسے پاک صاف کیا جائے گا۔ جب میت کو کسی چیز میں ملے ہوئے پانی سے یا اس کے علاوہ پانی سے پاک کر دیا جائے' تو یہ اس کے غسل کی جگہ کافی ہوگا تاہم میرے نزدیک پسندیدہ بات یہ ہے: اسے تین مرتبہ یا اس سے زیادہ مرتبہ غسل دیا جائے' تین مرتبہ سے کم نہ دیا جائے' کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا تھا: تم اسے تین یا پانچ مرتبہ غسل دینا۔

(امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اگر تین مرتبہ سے کم میں میت پاک ہو جائے' تو یہ بھی جائز ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان صفائی کرنے سے متعلق ہے: تین مرتبہ ہو یا پانچ مرتبہ میں ہو' اس کی کوئی متعین تعداد (مقصود) نہیں ہے۔

فقہاء نے اسی طرح یہ بات بیان کی ہے: اور وہ حدیث کے معنیٰ کو زیادہ بہتر سمجھتے ہیں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتے ہیں: میت کو پانی اور بیری کے پتوں کے ذریعے غسل کیا جائے گا' اور آخر میں کچھ کافور شامل کر دیا جائے گا۔

شرح

میت کو غسل دینے کا طریقہ:

میت کو غسل دینا فرض کفایہ ہے۔ اس کا کوئی مخصوص طریقہ نہیں بلکہ زندہ آدمی کے غسل جنابت کا طریقہ ہے۔ غسل میت کے فرائض، سنن اور مستحبات بھی غسل جنابت والے ہیں۔ میت مرد ہو تو اسے مرد اور خاتون ہو تو اسے خاتون غسل دے۔ بہتر ہے کہ اہل خانہ میت کو غسل دیں ورنہ ان کی درخواست پر دوسرا بھی غسل دے سکتا ہے۔ سب سے قبل غسل میت کے لیے پردے کا اہتمام کیا جائے۔ غسل میت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اسے ایک تختہ پر لٹایا جائے اور اس کے کپڑے اتار کر ایک چادر سے سینہ سے لے کر گھٹنوں تک جسم کو چھپا دیا جائے۔ بہتر ہے کہ پانی میں بیری کے پتے ڈال کر گرم کیا جائے اور اس سے غسل دیا جائے۔ غسال اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر یا تھیلی چڑھا کر ڈھیلے سے تین بار استنجاء کرائے۔ روئی پانی سے بھگو کر تین دفعہ اس کے مسوڑھوں میں ۔۔ ی

جائے اور اگر منہ کھلا ہو تو روئی پانی سے بھگو کر منہ کے اندر تین دفعہ پھیری جائے لیکن پانی منہ کے اندر نہ جانے پائے کیونکہ اس کا نکالنا دشوار ہوگا۔ پھر چہرے کو تین بار خوب دھویا جائے۔ اسی طرح تین بار روئی بھگو کر نتھنوں کو اندر سے صاف کیا جائے اور پانی نتھوں میں نہ جانے پائے۔ پانی سے پہلے دائیں ہاتھ کو کہنیوں سمیت تین بار دھویا جائے پھر اسی طرح بائیں ہاتھ کو دھویا جائے۔ بعدازاں دائیں پاؤں کو تین بار ٹخنوں تک دھویا جائے پھر بائیں پاؤں کو اسی طرح دھویا جائے۔ بائیں پہلو پر لٹا کر دائیں پہلو پر سر سے پاؤں تک پانی بہایا جائے پھر میت کو دائیں پہلو پر لٹا کر بائیں پہلو پر از سر تا پا پانی بہایا جائے۔ پانی بہانے کا مطلب یہ ہے کہ صابون وغیرہ استعمال کرتے ہوئے خوب میل کچیل دور کیا جائے۔ پھر سر سے لے کر پاؤں تک تین بار خوب پانی بہایا جائے۔

سوال: حدیث باب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صاحبزادی کے انتقال کا ذکر ہے ان کا نام کیا ہے؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انتقال کرنے والی صاحبزادی کے نام میں اختلاف ہے۔ اس بارے میں تین اقوال ہیں: (۱) حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا (۲) حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا (۳) حضرت زینب رضی اللہ عنہا، تیسرا قول زیادہ راجح ہے۔

غسل میت کے فقہی مسائل:

غسل میت کے حوالے سے چند ایک فقہی مسائل درج ذیل ہیں:

☆ میت کے جسم پر ایک بار پانی بہانا فرض ہے اور تین بار مسنون ہے۔

☆ غسال باطہارت و باوضو ہونا چاہیے۔ اگر کسی جنبی یا حیض و نفاس والی خاتون نے غسل دیا تو فرض کفایہ ادا ہو جائے گا لیکن مکروہ ہوگا۔

☆ غسال نمازی اور امانت دار ہونا چاہیے۔ اگر دوران غسل میت کی کوئی خوبی دیکھے تو اسے بیان کردے ورنہ خاموشی اختیار کرے۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: تم اپنے مردوں کی خوبیاں بیان کرو اور ان کی برائیوں سے اجتناب کرو۔

☆ اگر بدمذہب ہو اور دوران غسل اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا یا کوئی اور چیز دیکھے تو اسے بیان کرے تاکہ لوگوں کو عبرت حاصل ہو۔

☆ اگر میت کو غسل دینے والے کئی ہوں' تو غسال اجرت وصول کرسکتا ہے لیکن ایک ہو' تو اجرت لینا جائز نہیں ہے۔

☆ اگر میت پر ایک سے زائد غسل واجب ہوں' تو ایک غسل ہی سب کے لیے کافی ہوگا مثلاً مرنے کا غسل' جنابت' حیض اور نفاس کا غسل۔

☆ عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے بشرطیکہ اس کے نکاح میں ہو ورنہ نہیں۔

☆ عورت کی وفات کی صورت میں شوہر اسے غسل نہیں دے سکتا اور نہ اسے چھو سکتا ہے۔ البتہ اسے دیکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

☆ عورت فوت ہو جائے جبکہ غسل دینے کے لیے وہاں کوئی عورت موجود نہ ہو' تو اسے تیمم کردیا جائے گا۔ اگر محرم ہو تو اپنے ہاتھ سے تیمم کرائے گا اور غیر محرم ہو تو اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر تیمم کرائے گا۔

☆ کسی مرد کا انتقال ہوا تو غسل دینے کے لیے وہاں نہ کوئی مرد ہو اور نہ اس کی بیوی تو خواتین اسے تیمم کرائیں۔ تیمم کرانے

والی عورت محرم یا اس کی بیوی ہو تو وہ اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹے بغیر تیمم کرا سکتی ہے جبکہ اس کے علاوہ عورت تیمم کرائے تو ہاتھ پر کپڑا لپیٹنا ضروری ہے تا کہ غیر محرم کو اس کا ہاتھ مس نہ کرے۔

☆ ایسی جگہ میں کسی کی وفات ہوئی کہ وہاں پانی موجود نہ ہو تو میت کو تیمم کرایا جائے گا اور نمازی بھی تیمم کر کے نماز جنازہ ادا کریں۔ نماز جنازہ کے بعد اور تدفین سے قبل پانی دستیاب ہو گیا تو غسل میت اور نماز جنازہ کا اعادہ کیا جائے گا۔

☆ میت مسلمان ہو، اس کا باپ کافر ہو تو اسے مسلمان غسل دیں، اس کے باپ کے حوالہ ہرگز نہ کریں۔

☆ مردہ دستیاب ہوا لیکن یہ معلوم نہیں کہ وہ مسلمان ہے یا کافر تو اگر اس کی شکل وصورت مسلمانوں جیسی ہے تو اسے غسل دیا جائے اور نماز جنازہ پڑھی جائے گی ورنہ کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے گا۔

☆ میت کے سر یا داڑھی میں کنگھا کرنا یا ناخن تراشنا یا جسم کے کسی حصہ کے بال اتارنا مکروہ تحریمی ہے۔

☆ میت کے دونوں ہاتھ کروٹوں پر کھے جائیں جبکہ انہیں کندھوں پر رکھنا اور قیام نماز کی طرح سینے پر رکھنا منع ہے۔

(ماخوذ از ہدایہ و بہار شریعت مدنیہ جلد اوّل از صفحہ ۸۱۰ تا ۸۱۷)

بَابُ فِیْ مَا جَآءَ فِی الْمِسْكِ لِلْمَيِّتِ

باب 14: میت کو مشک لگانا

912 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ وَشَبَابَةُ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خُلَيْدِ بْنِ جَعْفَرٍ سَمِعَ اَبَا نَضْرَةَ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اَطْيَبُ الطِّيْبِ الْمِسْكُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄► حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: سب سے بہترین خوشبو مشک ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

913 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ خُلَيْدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِیْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْمِسْكِ فَقَالَ هُوَ اَطْيَبُ طِيْبِكُمْ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

وَقَدْ كَرِهَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ الْمِسْكَ لِلْمَيِّتِ قَالَ وَقَدْ رَوَاهُ الْمُسْتَمِرُّ بْنُ الرَّيَّانِ اَيْضًا عَنْ اَبِیْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

912- اخرجه ابو داؤد (217/2) كتاب الجنائز : باب: في المسك للميت: حديث (3158) والنسائي (39/4) كتاب الجنائز : باب: المسك: حديث (1905، 1906) واخرجه احمد (31/3، 36، 47، 87) عن المستمر بن الريان عن ابي سعيد الخدري به-

توضیح راوی: قَالَ عَلِيٌّ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْمُسْتَمِرُّ بْنُ الرَّيَّانِ ثِقَةٌ قَالَ يَحْيَى خُلَيْدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثِقَةٌ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ سے مشک کے بارے میں دریافت کیا گیا' تو آپ نے ارشاد فرمایا: یہ تمہاری سب سے بہترین خوشبو ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بعض اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

بعض اہل علم نے میت کو مشک لگانے کو مکروہ قرار دیا ہے۔

اس روایت کو بعض دیگر اسناد کے ہمراہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا گیا ہے۔

امام علی بن مدینی نے امام یحییٰ بن سعید کا یہ بیان نقل کیا ہے: مستمر بن ریان نامی راوی ثقہ ہیں اور خلید بن جعفر نامی راوی بھی ثقہ ہیں۔

شرح

میت کو خوشبو لگانا:

مشک ایک نادر، قیمتی اور ہر دلعزیز خوشبو ہے۔ چین میں ایک خاص نسل کا ہرن پایا جاتا ہے' جس کے نافہ میں اس کے تمام جسم کا خون جمع ہوتا ہے جو خشک ہو کر جم جاتا ہے تو نافہ گر جاتا ہے' جس سے مشک برآمد ہوتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مشک خوشبو استعمال فرمائی ہے اور اس طرح اُمت کے لیے اس کا استعمال سنّت ہے۔ جب زندہ شخص اس خوشبو کو استعمال کر سکتا ہے تو میت کے لیے بھی اس کا استعمال جائز ثابت ہوتا ہے۔

سوال: مشک کی اصل خون ہے اور خون حرام ہے تو اسے بھی حرام ہونا چاہیے؟

جواب: یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ جب کسی چیز کی ہیئت تبدیل ہو جاتی ہے تو اس کے احکام بھی تبدیل ہو جاتے ہیں۔ جب خون مشک میں تبدیل ہو گیا تو اس کا استعمال بھی جائز ہو گیا۔

حدیث باب میں تصریح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مشک کو عمدہ خوشبو قرار دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دست اقدس سے خوشبو فراہم کرتے ہوئے بطور وصیت فرمایا: میرے انتقال کے بعد یہ خوشبو مجھے لگائی جائے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْغُسْلِ مِنْ غُسْلِ الْمَيِّتِ

باب 15: میت کو غسل دینے کے بعد غسل کرنا

914 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِي الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ عَنْ

914- اخرجه ابو داؤد (218/2) كتاب الجنائز: باب: في الغسل من غسل الميت' حديث (3162) وابن ماجه (470/1) كتاب الجنائز: باب: ما جاء في غسل الميت' حديث (1463) واخرجه احمد (272/2) من طرق عن ابي صالح' عن ابي هريرة به

سُهَيْلِ بْنِ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مِنْ غُسْلِهِ الْغُسْلُ وَمِنْ حَمْلِهِ الْوُضُوْءُ يَعْنِى الْمَيِّتَ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَّعَائِشَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِىْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَّقَدْ رُوِىَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ مَوْقُوْفًا

مذاہبِ فقہاء: وَّقَدِ اخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِى الَّذِىْ يُغَسِّلُ الْمَيِّتَ فَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ اِذَا غَسَّلَ مَيِّتًا فَعَلَيْهِ الْغُسْلُ وقَالَ بَعْضُهُمْ عَلَيْهِ الْوُضُوْءُ وقَالَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ اَسْتَحِبُّ الْغُسْلَ مِنْ غُسْلِ الْمَيِّتِ وَلَا اَرٰى ذٰلِكَ وَاجِبًا وَّهٰكَذَا قَالَ الشَّافِعِيُّ وقَالَ اَحْمَدُ مَنْ غَسَّلَ مَيِّتًا اَرْجُو اَنْ لَّا يَجِبَ عَلَيْهِ الْغُسْلُ وَاَمَّا الْوُضُوْءُ فَاَقَلُّ مَا قِيْلَ فِيْهِ وقَالَ اِسْحٰقُ لَا بُدَّ مِنَ الْوُضُوْءِ قَالَ وَقَدْ رُوِىَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ اَنَّهٗ قَالَ لَا يَغْتَسِلُ وَلَا يَتَوَضَّاُ مَنْ غَسَّلَ الْمَيِّتَ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اس کو غسل دینے کے بعد غسل کرنا چاہیے اور اسے اٹھانے کے بعد وضو کرنا چاہیے۔ (راوی کہتے ہیں) یعنی میت کو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث ''موقوف'' حدیث کے طور پر بھی منقول ہے۔

میت کو غسل دینے والے شخص کے بارے میں اہلِ علم نے اختلاف کیا ہے۔

بعض اہلِ علم' جو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں' فرماتے ہیں: جب آدمی میت کو غسل دے' تو اس پر غسل کرنا لازم ہے۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: اس پر وضو کرنا لازم ہے۔

امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں میت کو غسل دینے کے بعد غسل کرنے کو مستحب سمجھتا ہوں' تاہم میں اسے واجب نہیں سمجھتا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتے ہیں: جو شخص میت کو غسل دے' مجھے امید ہے: اس پر غسل کرنا واجب نہیں ہوگا' جہاں تک وضو کا تعلق ہے' تو اس بارے میں بہت کم کلام کیا گیا ہے۔

امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وضو کرنا ضروری ہے۔

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایسا شخص غسل نہیں کرے گا' اور وضو بھی نہیں کرے گا' جس نے میت کو غسل دیا ہو (یعنی اس پر یہ لازم نہیں ہے)

شرح

میت کوغسل دینے کے بعد غسال کے غسل کا مسئلہ:

میت کو جو شخص غسل دے تو وہ غسل میت کے بعد خود بھی غسل کر سکتا ہے اور جو لوگ غسل میت میں معاونت کریں وہ فراغت غسل پر وضو کر سکتے ہیں۔ اس مسئلہ میں قدرے فقہاء کا اختلاف ہے۔ اصحاب ظواہر کا موقف ہے کہ میت کو غسل دینے والے پر غسل اور اسے اٹھانے والوں پر وضو فرض ہے۔ جمہور فقہاء کا نقطہ نظر ہے کہ میت کو غسل دینے والے پر غسل کرنا مستحب ہے۔ غسال کے غسل کرنے کی چند حکمتیں درج ذیل ہیں:

(۱) میت کو غسل دینے کے دوران غسال کے جسم پر چھوٹی چھوٹی چھینٹیں پڑ سکتی ہیں جو واضح طور پر معلوم نہیں ہوتیں۔ اپنے جسم کی طہارت یقینی بنانے کے لیے غسل کر لینا بہتر ہے۔

(۲) جو لوگ غسل میت میں تجربہ نہیں رکھتے تھے ان سے دوران غسل بے احتیاطی کی صورت پیش آنا قرین قیاس ہے اور غسل کرنے سے وساوس وشبہات کا ازالہ ہو جاتا ہے۔

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْاَكْفَانِ

باب 16: کون سا کفن دینا مستحب ہے؟

915 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِلْبَسُوا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ فَاِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ وَكَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ سَمُرَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَعَائِشَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَهُوَ الَّذِىْ يَسْتَحِبُّهُ اَهْلُ الْعِلْمِ وقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ اَحَبُّ اِلَيَّ اَنْ يُّكَفَّنَ فِيْ ثِيَابِهِ الَّتِيْ كَانَ يُصَلِّي فِيْهَا وقَالَ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ اَحَبُّ الثِّيَابِ اِلَيْنَا اَنْ يُّكَفَّنَ فِيْهَا الْبَيَاضُ وَيُسْتَحَبُّ حُسْنُ الْكَفَنِ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: سفید کپڑے پہنا کرو کیونکہ یہ تمہارا بہترین لباس ہے اور انہی کپڑوں میں اپنے مردوں کو کفن دو۔

915– اخرجه ابو داؤد (401/2) كتاب الطب، باب : فى الامر بالكحل، حديث (3878) و (449/2) كتاب اللباس : باب: فى البياض حديث (4061) والنسائى (149/8) كتاب الزينة : باب: الكحل ، حديث (5113) وابن ماجه (473/1) كتاب الجنائز :باب: ما جاء فيما يستحب من الكفن، حديث (1472) وكتاب اللباس: باب: البياض من الثياب حديث (3566) وكتاب الطب: باب: الكحل بالاثمد: حديث (3497) واخرجه احمد (231/1'247'274'328'355'363) والحميدى (240/1) حديث (520) عن عبد الله بن خثيم عن سعيد بن جبير عن ابن عباس به۔

اس بارے میں حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم نے اس بات کو مستحب قرار دیا ہے۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرے نزدیک یہ بات پسندیدہ ہے: کفن اسی طرح کے کپڑے میں دیا جائے' جس میں (آدمی) نماز ادا کرتا تھا (اور وہ سفید کپڑا ہے)

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک کفن دینے کے لیے پسندیدہ کپڑا سفید ہے' اور یہ بات مستحب ہے: کفن اچھا ہو۔

بَابُ مِنْهُ

باب 17: بلاعنوان

916 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ اَبِي قَتَادَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِذَا وَلِيَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْيُحْسِنْ كَفَنَهُ

فی الباب: وَفِيْهِ عَنْ جَابِرٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ سَلَّامُ بْنُ اَبِي مُطِيْعٍ فِي قَوْلِهٖ وَلْيُحْسِنْ اَحَدُكُمْ كَفَنَ اَخِيهِ قَالَ هُوَ الصَّفَاءُ وَلَيْسَ بِالْمُرْتَفِعِ

◆◆ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص اپنے بھائی کا ولی بنے تو اسے اچھے طریقے سے کفن دے۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سلام بن ابو مطیع نے اس روایت میں ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے' آدمی کو چاہیے کہ اپنے بھائی کو اچھا کفن دے۔

وہ یہ فرماتے ہیں: اس سے مراد صاف اور سفید ہونا ہے' قیمتی ہونا نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي كَفَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب 18: نبی اکرم ﷺ کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا گیا؟

916- اخرجه ابن ماجه (473) كتاب الجنائز ؛ باب: ما جاء فيما يستحب من الكفن، حديث (1474) عن محمد بن سيرين عن ابي قتادة به-

917 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: كُفِّنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ثَلَاثَةِ اَثْوَابٍ بِيضٍ يَّمَانِيَةٍ لَّيْسَ فِيْهَا قَمِيصٌ وَّلَا عِمَامَةٌ قَالَ فَذَكَرُوْا لِعَآئِشَةَ قَوْلَهُمْ فِيْ ثَوْبَيْنِ وَبُرْدِ حِبَرَةٍ فَقَالَتْ قَدْ اُتِيَ بِالْبُرْدِ وَلٰكِنَّهُمْ رَدُّوْهُ وَلَمْ يُكَفِّنُوْهُ فِيْهِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ کو تین سفید یمنی کپڑوں میں کفن دیا گیا' جن میں قمیص یا عمامہ شامل نہیں تھا۔

راوی بیان کرتے ہیں: لوگوں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتایا: کچھ لوگ یہ کہتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کو کفن میں دو کپڑے دیے گئے تھے اور ایک کڑھائی کی ہوئی چادر تھی' تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: وہ چادر لائی گئی تھی' لیکن اسے واپس کر دیا گیا تھا۔ نبی اکرم ﷺ کو اس میں کفن نہیں دیا گیا تھا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

918 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ زَآئِدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيْلٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَفَّنَ حَمْزَةَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فِيْ نَمِرَةٍ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَّابْنِ عَبَّاسٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ وَّابْنِ عُمَرَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَآئِشَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اختلافِ روایت: وَقَدْ رُوِيَ فِيْ كَفَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِوَايَاتٌ مُخْتَلِفَةٌ وَّحَدِيْثُ عَآئِشَةَ اَصَحُّ الْاَحَادِيْثِ الَّتِيْ رُوِيَتْ فِيْ كَفَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى حَدِيْثِ عَآئِشَةَ عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ قَالَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ يُكَفَّنُ الرَّجُلُ فِيْ ثَلَاثَةِ اَثْوَابٍ اِنْ شِئْتَ فِيْ قَمِيصٍ وَّلِفَافَتَيْنِ وَاِنْ شِئْتَ فِيْ

917- اخرجه مالك فى الموطا (223/1) كتاب الجنائز : باب: ما جاء فى كفن الميت حديث (5) واخرجه البخارى (167/3) كتاب الجنائز : باب: الكفن بغير قميص حديث (1271'1272) وباب: الكفن بلا عمامة : حديث (1273) واخرجه مسلم (345/3 الابى) كتاب الجنائز : باب: فى كفن الميت حديث (941/45) وابو داؤد (212/6) كتاب الجنائز : باب: فى الكفن: حديث (3152-3152) والنسائى (35/4) كتاب الجنائز: باب: كفن النبى صلى الله عليه وسلم حديث (1897-1898) وابن ماجه (472/1) كتاب الجنائز: باب: ما جاء فى كفن النبى صلى الله عليه وسلم حديث (1469) واخرجه احمد (40/6'45'118'132'165'192'203'214) وعبد بن حميد (ص 434) حديث (1495) و (ص436) حديث (1504) عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة به-

918- اخرجه احمد (329/3'357) عن زائدة' عن عبد الله بن محمد بن عقيل عن جابربن عبد الله به-

ثَلَاثِ لَفَائِفَ وَيُجْزِي ثَوْبٌ وَّاحِدٌ اِنْ لَمْ يَجِدُوْا ثَوْبَيْنِ وَالثَّوْبَانِ يُجْزِيَانِ وَالثَّلَاثَةُ لِمَنْ وَّجَدَهَا اَحَبُّ اِلَيْهِمْ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ قَالُوْا تُكَفَّنُ الْمَرْاَةُ فِيْ خَمْسَةِ اَثْوَابٍ

◄► حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کو ایک چھوٹی چادر میں کفن دیا تھا۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے کفن مبارک کے بارے میں مختلف روایات نقل کی گئی ہیں' تاہم اس بارے میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث سب سے زیادہ مستند ہے' جو نبی اکرم ﷺ کے کفن کے بارے میں نقل کی گئی ہیں۔

اکثر اہلِ علم جو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں' ان کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مرد کو تین کپڑوں میں کفن دیا جائے گا' اگر تم چاہو تو ایک قمیص اور دو لفافے میں دے دو' اگر تم چاہو' تو تین لفافوں میں دے دو اور اگر دو مزید کپڑے نہیں ملتے' تو ایک کپڑے میں کفن دینا بھی جائز ہے' اور صرف دو میں بھی کفن دینا جائز ہے' تاہم جس شخص کو میسر ہو' اس کے لیے تین کپڑوں میں کفن دینا اہلِ علم کے نزدیک زیادہ مستحب ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

اہلِ علم فرماتے ہیں: عورت کو پانچ کپڑوں میں کفن دیا جائے گا۔

شرح

میت کے لیے افضل کفن:

کسی مخصوص کپڑے میں کفن دینا ضروری نہیں ہے جو بھی کپڑا نیا یا صاف وطاہر ہو اس میں تکفین کی جاسکتی ہے۔ غسل میت کی طرح تکفین بھی فرض کفایہ ہے تاہم سفید کپڑے میں کفن دینا افضل ہے۔ کفن کے حوالے سے شرعی ضابطہ یہ ہے کہ زندگی میں جس کپڑے کا زیب تن کرنا جائز ہے اس میں کفن دینا بھی جائز ہے' جس کپڑے کا پہننا مکروہ ہے اس میں کفن دینا بھی مکروہ ہے اور جس کپڑے کا استعمال کرنا حرام ہے اس میں کفن دینا بھی حرام ہے۔ مثلاً ریشمی کپڑے کا استعمال عورت کے لیے جائز ہے لیکن مرد کے لیے حرام ہے' لہٰذا ریشمی کپڑے میں عورت کی تکفین تو کی جاسکتی ہے لیکن مرد کے لیے حرام ہے بشرطیکہ متبادل کپڑا دستیاب ہو۔

میت کی تکفین کے وقت کپڑے میں افراط وتفریط سے کام لینے کی بجائے میانہ روی کا راستہ اختیار کیا جائے یعنی جس کپڑے میں تکفین کرنی ہو وہ نہ تو زیادہ قیمتی ہو اور نہ ردی ہو۔ البتہ وہ کپڑا درمیانی قیمت، نیا یا صاف ستھرا اور سفید رنگ کا ہونا چاہیے۔ اسی لیے فرمایا گیا ہے: خیر الامور اوسطھا، میانہ روی بہترین کام ہے۔

خواتین وحضرات کے کفن کی تین اقسام ہیں: (۱) کفن سنت: مرد کے لیے کفن سنت تین کپڑے ہیں: تہبند' کرتا اور لفافہ۔

عورت کے لیے کفن سنت پانچ کپڑے ہیں: تہبند' کرتا' اوڑھنی' سینہ بند اور لفافہ۔ (۲) کفن کفایت: مرد کے لیے دو کپڑے ہیں: تہبند اور لفافہ۔ البتہ عورت کے لیے تین کپڑے ہیں (۳) کفن ضرورت: خواتین وحضرات کا کفن ضرورت کہ ایسا کپڑا ہے جس سے میت کا جسم چھپ جائے۔

سوال: حدیث باب میں مذکور ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا جبکہ طبقات ابن سعد میں ہے کہ آپ کو سات کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا' تو یہ تعارض ہے؟

جواب: صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ کی تکفین کے لیے کپڑے پیش کیے تھے جن کی تعداد سات تک پہنچ گئی لیکن تکفین کے لیے تین کپڑوں کا انتخاب کیا گیا جبکہ باقی کپڑے واپس کردیے گئے تھے۔

سوال: حدیث باب میں مذکور ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن میں قمیص شامل نہیں تھی جبکہ مرد کے کفن سنت میں قمیص شامل ہے؟

جواب: حدیث باب میں مطلقاً قمیص کی نفی نہیں ہے بلکہ قمیص معتاد کی نفی ہے جو زندہ لوگوں کے ساتھ خاص ہے۔ میت کی قمیص کی نفی ہرگز نہیں ہے' کیونکہ وہ قمیص احیاء سے مختلف ہوتی ہے۔

کفن میں مذاہب آئمہ:

مرد کے لیے کفن سنت تین کپڑے ہیں اور یہ تین کپڑے کونسے ہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ وہ تین کپڑے تین لفافے ہیں جن میں قمیص نہیں ہے۔ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا' جن میں نہ پگڑی تھی اور نہ قمیص تھی۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ کفن سنت مرد کے لیے تین کپڑے ہیں: ۔تہبند' قمیص اور لفافہ۔ آپ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے: **کفن رسول صلی اللہ علیہ وسلم فی ثلاثة اثواب نجرانية، الحلة ثوبان وقميصه الذی مات فيه** ۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا: دو چادروں اور وہ قمیص جس میں آپ کا انتقال ہوا۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ اس روایت میں قمیص معتاد کی نفی ہے لیکن قمیص میت کی نفی نہیں ہے' کیونکہ قمیص میت نہ سلی ہوئی ہوتی ہے اور نہ اس میں آستینیں ہوتی ہیں۔ تاہم وہ ایک کپڑا ہوتا ہے' جس کے بازو نہیں ہوتے اور گریبان چیرا جاتا ہے مگر کندھوں پر وہ سلائی کیا جاتا ہے اور موت کے آگے اور پیچھے کے حصہ میں گلے سے لے کر پاؤں تک ہوتا ہے۔

کفن کے حوالے سے چند فقہی مسائل:

میت کے کفن کے حوالے سے چند فقہی مسائل درج ذیل ہیں:

☆ بلاضرورت کفن ضرورت سے کم کرنا مکروہ ہے۔

☆ کپڑا اچھا ہونا چاہیے یعنی مرد جو عیدین کے مواقع پر زیب تن کرتا تھا اور عورت پہن کر میکے جاتی تھی' کی قیمت کا ہونا چاہیے۔

☆ کسی نے دو کپڑوں میں کفن دینے کی وصیت کی تو وہ جاری نہیں ہوگی بلکہ تین کپڑوں میں کفن دیا جائے گا۔ اگر کسی نے زیادہ قیمتی کپڑے میں کفن دینے کی وصیت کی تو وہ نافذ العمل نہیں ہوگی بلکہ میانے کپڑے میں کفن دیا جائے گا۔

☆ میت نے کچھ ترکہ چھوڑا تو اسی کے مال سے کفن دیا جائے گا۔ اگر اس پر قرض ہو' تو قرض خواہ کفن کفایت سے زیادہ کو منع کر سکتے ہیں اور اگر وہ منع کریں تو اجازت متصور ہوگی۔

☆ میت کی تکفین پرانے کپڑے سے بھی ہوسکتی ہے بشرطیکہ وہ دھلا ہوا اور صاف ستھرا ہو۔

☆ دین' وصیت اور میراث پر کفن مقدم ہے۔ دین وصیت پر اور وصیت میراث پر مقدم ہے۔

☆ اگر میت نے مال نے چھوڑا ہو' تو اس کا کفن اس کے ذمہ ہے جو زندگی میں اس کی کفالت کرتا تھا۔ اگر ایسا شخص موجود نہ ہو' تو اس کے کفن کا اہتمام بیت المال سے کیا جائے گا۔

☆ میت عورت ہو' تو اس نے خواہ مال چھوڑا ہو لیکن اس کا کفن شوہر کے ذمہ ہے بشرطیکہ عورت سے ایسا امر صادر نہ ہوا جس کے سبب عورت کا نفقہ شوہر کے ذمہ سے ساقط ہو گیا ہو۔

☆ کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ چار پائی پر کفن یوں بچھایا جائے کہ پہلے بڑی چادر جو میت کے سر اور پاؤں کی طرف سے ایک فٹ لمبی ہو' پھر تہبند جو بہت کے سر اور پاؤں کے برابر ہو اور اس کے اوپر کفنی ہو۔ غسل کے بعد میت کو کپڑے سے خشک کر کے اس پر لٹایا جائے' سب سے قبل کفنی پہنائی جائے' داڑھی اور تمام جسم پر خوشبو جبکہ اعضاء سجود پر کافور لگائی جائے۔ پھر تہبند اس طرح لپیٹیں کہ پہلے بائیں طرف سے پھر دائیں طرف سے اور پھر اسی طرح لفافہ لپیٹیں یعنی پہلے بائیں جانب سے پھر دائیں طرف سے تاکہ دایاں حصہ اوپر ہو۔ پھر لفافہ کو سر اور پاؤں کی طرف سے باندھ دیں۔

(ماخوذ از بہار شریعت مدنیہ جلد اول از صفحہ ۱۱۳۹ تا ۱۱۴۰)

بَابُ مَا جَآءَ فِي الطَّعَامِ يُصْنَعُ لِاَهْلِ الْمَيِّتِ

باب 19: میت کے گھر والوں کے لیے کھانا پکانا

919 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَّعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ جَعْفَرٍ قَالَ

متنِ حدیث: لَمَّا جَآءَ نَعْىُ جَعْفَرٍ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اصْنَعُوْا لِاَهْلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا فَاِنَّهُ قَدْ جَآئَهُمْ مَا يَشْغَلُهُمْ

919- اخرجه ابو داؤد (212/2) كتاب الجنائز : باب: صنعة الطعام لاهل الميت' حديث (3132) وابن ماجه (514/1) كتاب الجنائز : باب: ما جاء في الطعام يبعث الى اهل الميت' حديث (1610) واخرجه احمد (205/1) والحميدي (247/1) حديث (537) عن سفيان بن عيينة' عن جعفر بن خالد بن سارة عن ابيه عن عبد الله بن جعفر به-

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَقَدْ كَانَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ يَسْتَحِبُّ اَنْ يُّوَجَّهَ اِلٰى اَهْلِ الْمَيِّتِ شَىْءٌ لِشُغْلِهِمْ بِالْمُصِيْبَةِ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ

متن حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَجَعْفَرُ بْنُ خَالِدٍ هُوَ ابْنُ سَارَةَ وَهُوَ ثِقَةٌ رَوٰى عَنْهُ ابْنُ جُرَيْجٍ

◆◆ جعفر بن خالد اپنے والد کے حوالے سے، حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کا بیان نقل کرتے ہیں: جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے وصال کی اطلاع آئی' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جعفر کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کرو! اس حادثے کی وجہ سے یہ کھانا نہیں پکا سکتے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بعض اہلِ علم نے اس بات کو مستحب قرار دیا ہے: میت کے گھر والوں کو کوئی چیز بھی دی جائے' کیونکہ وہ اس وقت مصیبت میں مبتلا ہوتے ہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں۔

جعفر بن خالد جعفر بن خالد بن سارہ ہیں اور یہ ثقہ ہیں۔ ابن جریج نے ان سے روایات نقل کی ہیں۔

شرح

میت کے اہل خانہ کے لیے کھانا تیار کرنے کا مسئلہ:

حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کا شمار مشہور صحابہ کبار میں ہوتا تھا۔ بالکل نوعمر و نوجوان تھے، سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت وحکم سے غزوہ موتہ میں شریک ہوئے اور شہید ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی شہادت کی اطلاع ملی، آپ پریشانی کے عالم میں ان کے گھر تشریف لے گئے، بچوں کے سروں پر دست شفقت رکھا جبکہ آنکھوں میں آنسو تھے۔ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سمجھ گئیں کہ شاید ان کے شوہر حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے ہیں۔ انہوں نے دریافت کیا: یارسول اللہ! آپ پر میرے والدین نثار ہوں، آپ کیوں رو رہے ہیں کیا حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے ہیں؟ آپ نے جواب دیا: ہاں! وہ آج شہید کر دیے گئے ہیں۔ یہ بات سن کر حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا صدمہ سے نڈھال ہو گئیں اور کثیر تعداد میں خواتین ان کے پاس جمع ہو گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر تشریف لائے اور اپنی ازواج مطہرات کو حکم دیا کہ جعفر طیار کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کر کے بھیجو کیوں کہ آج وہ صدمہ سے دوچار ہیں۔ آپ پر بھی حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی شہادت کے صدمہ کا اثر اس قدر تھا کہ تین دن تک مسجد نبوی شریف میں قیام پذیر رہے۔

جب کسی کے ہاں موت واقع ہو جائے تو کوئی ہمسایہ یا کوئی رشتہ دار یا دوست واحباب میں سے صرف ایک دن کا کھانا میت کے اہل خانہ کے لیے بھیجے، یہ مستحب ہے۔ ایک دن سے زائد یا افراد خانہ کے علاوہ لوگوں کے لیے کھانا تیار کرنے یا انہیں کھلانے کی

اجازت نہیں ہے۔اس طرح نماز جنازہ میں شمولیت کرنے والے اور تعزیت کے لیے آنے والے لوگوں کے لیے کھانا تیار کرنا جائز نہیں ہے۔اسی طرح قل خوانی' ساتویں' دسویں اور چالیسویں کے مواقع پر کھانا تیار کرنا طعام میت یا دعوت میت ہے' جس کی شرعی نقطہ نظر سے گنجائش نہیں ہے۔اس لیے کہ دعوت خوشی کے موقع پر کی جاتی ہے نہ کہ غمی کے موقع پر۔البتہ ان مواقع پر غرباء و مساکین' دینی طلباء و طالبات اور وہ بیوگان یا یتیم لوگ جو مالدار نہ ہوں، پر صدقہ و خیرات کرنا یا انہیں کھانا کھلانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

☆ ایصال ثواب سنت ہے اور موت میں ضیافت ممنوع' اہل میت کی طرف سے کھانے کی ضیافت تیار کرنا منع ہے کہ شرع نے ضیافت خوشی میں رکھی ہے نہ کہ غمی میں اور یہ بدعت شنیعہ ہے۔(فتاویٰ رضویہ ج۹ ص۶۰۴)

☆ دور واکناف سے آنے والے اعزاز واقارب کے لیے کھانا تیار کرنے' کھلانے اور ان کے کھانے کے بارے میں دریافت کرنے پر آپ نے فرمایا: میت کی دعوت برادری کے لیے منع ہے، ان کا برا ماننا حماقت ہے۔ہاں برادری میں جو فقیر ہوا سے دینا اور فقیر کے دینے سے افضل ہے۔(فتاویٰ رضویہ ج۹ ص۶۰۹)

☆ (فوت شدہ کے گھر) پہلے دن صرف اتنا کھانا کہ میت کے گھر والوں کو کافی ہے' بھیجنا سنت ہے اس سے زائد کی اجازت نہیں۔نہ دوسرے دن بھیجنے کی اجازت، نہ اوروں کے واسطے بھیجا جائے اور اس میں سے کھائیں۔(فتاویٰ رضویہ ج۹ ص۳۰۶)

☆ طعام تین قسم کا ہے: ایک وہ کہ عوام ایام موت میں بطور دعوت کرتے یہ ناجائز وممنوع ہے۔اس لیے کہ دعوت کو شریعت میں خوشی میں رکھا گیا ہے غمی میں نہیں۔اغنیاء کو اس کا کھانا جائز نہیں ہے۔دوسرے وہ طعام کہ اپنے اموات کو ایصال ثواب کے لیے بنیت تصدیق کیا جاتا ہے۔فقراء اس کے لیے احق ہیں' اغنیاء کو نہ چاہیے، تیسرے وہ طعام کہ نذور ارواح طیبہ حضرات انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کیا جاتا ہے اور فقراء و اغنیاء سب کو بطور تبرک دیا جاتا ہے یہ سب کو بلا تکلف روا ہے۔(فتاویٰ رضویہ ج۹ ص۶۱۴)

☆ نتیجہ' دسواں' چہلم وغیرہ جائز ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ کے لیے کریں اور مساکین کو دیں۔(فتاویٰ رضویہ ج۹ ص۵۹۹)

☆ رسوم کے چنے فقراء ہی کھائیں' غنی کو نہ چاہیے بچہ یا بڑا غنی بچوں کو ان کے والدین منع کریں۔(فتاویٰ رضویہ ج۹ ص۶۱۵)

☆ عوام مسلمین کی فاتحہ' چہلم' برسی' ششماہی کا کھانا بھی اغنیاء کو مناسب نہیں۔(فتاویٰ رضویہ ج۹ ص۶۱۰)

ان عبارات کا خلاصہ یہ ہے: "دعوت میت" منع ہے' کیونکہ دعوت خوشی کے موقع پر کی جاتی ہے نہ کہ غمی کے موقع پر۔یہ دعوت خواہ ورثا میت کریں یا عزاء واقارب کریں بہر حال منع ہے۔البتہ غرباء' دینی طلباء اور بیوگاں کو اس موقع پر بطور ایصال ثواب کھانا کھلانا جائز ہے مگر تعزیت کے لیے آنے والے لوگوں اور صاحب حیثیت افراد کو کھلانا اور ان کا کھانا منع ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي النَّهْيِ عَنْ ضَرْبِ الْخُدُوْدِ وَشَقِّ الْجُيُوبِ عِنْدَ الْمُصِيبَةِ

باب 20: مصیبت کے وقت گال پیٹنے اور گریبان پھاڑنے کی ممانعت

920 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي زُبَيْدٌ الْاَيَامِيُّ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: لَيْسَ مِنَّا مَنْ شَقَّ الْجُيُوبَ وَضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَدَعَا بِدَعْوَةِ الْجَاهِلِيَّةِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص گریبان پھاڑ دے اور گال پیٹے اور زمانہ جاہلیت کی طرح چیخ و پکار کرے اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ النَّوْحِ

باب 21: نوحہ کرنا حرام ہے

921 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا قُرَّانُ بْنُ تَمَّامٍ وَّمَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ وَيَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عُبَيْدٍ الطَّائِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيْعَةَ الْاَسَدِيِّ قَالَ

متن حدیث: مَاتَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ يُقَالُ لَهٗ قَرَظَةُ بْنُ كَعْبٍ فَنِيحَ عَلَيْهِ فَجَآءَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَقَالَ مَا بَالُ النَّوْحِ فِي الْاِسْلَامِ اَمَا اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ نِيحَ عَلَيْهِ عُذِّبَ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَّاَبِيْ مُوْسٰى وَقَيْسِ بْنِ عَاصِمٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَجُنَادَةَ بْنِ مَالِكٍ وَّاَنَسٍ وَّاُمِّ عَطِيَّةَ وَسَمُرَةَ وَاَبِيْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِيِّ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ الْمُغِيْرَةِ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ علی بن ربیعہ بیان کرتے ہیں: انصار سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب کا انتقال ہوگیا جن کا نام قرظہ بن کعب تھا' ان پر نوحہ کیا گیا تو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے' وہ منبر پر چڑھے' انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی اور پھر ارشاد فرمایا: اسلام میں نوحہ کرنے کی کیا حیثیت ہے؟

میں نے خود نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جس شخص پر نوحہ کیا جاتا ہے' اس پر اس نوحہ کیے جانے کی وجہ

920- اخرجه البخاری (195/3) كتاب الجنائز : باب: ليس منا من شق الجيوب' حديث (1294) وباب ليس من ضرب الخدود' حديث (1297) وباب: ما ينهى من الويل و دعوى الجاهلية عن المصيبة ' حديث (1298) وكتاب المناقب ' باب: ما ينهى من دعوى الجاهلية' حديث (3519) ومسلم (350/1' الابى) كتاب الايمان' باب: تحريم ضرب الخدود' وشق الجيوب ' والدعاء بدعوى الجاهلية' حديث (103'166'103/165) والنسائى (20/4) كتاب الجنائز : باب: ضرب الخدود' حديث (1862) وباب: شق الجيوب' حديث (1864) وابن ماجه (504/1) كتاب الجنائز' باب : ما جاء في النهي عن ضرب الخدود شق الجيوب حديث (1584) واخرجه احمد (386/1' 432' 442' 456' 465) عن مسروق عن ابن مسعود-

921- اخرجه البخارى (191/3) كتاب الجنائز: باب: ما يكره من النياحة على الميت' حديث (1291) ومسلم (331/3' الابى) كتاب الجنائز : باب: الميت يعذب ببكاء اهله عليه (28-933) واخرجه احمد (245/4' 252' 255) عن على بن ربيعه الاسدى عن المغيرة بن شعبة به-

سے عذاب نازل ہوتا ہے۔

اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت جنادہ بن مالک رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، سیّدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا، حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

922 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ وَالْمَسْعُوْدِيُّ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ اَبِي الرَّبِيْعِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اَرْبَعٌ فِيْ اُمَّتِيْ مِنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ لَنْ يَّدَعَهُنَّ النَّاسُ النِّيَاحَةُ وَالطَّعْنُ فِي الْاَحْسَابِ وَالْعَدْوٰى اَجْرَبَ بَعِيْرٌ فَاَجْرَبَ مِائَةَ بَعِيْرٍ مَنْ اَجْرَبَ الْبَعِيْرَ الْاَوَّلَ وَالْاَنْوَاءُ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: میری امت میں چار کام زمانہ جاہلیت سے تعلق رکھتے ہیں، جنہیں لوگ ترک نہیں کریں گے۔ نوحہ کرنا، نسب میں طعن کرنا، چھوت کا یقین رکھنا، یعنی ایک اونٹ کو خارش تھی، تو اس کی وجہ سے باقیوں کو بھی ہوگئی (بھلا سوچو) پہلے کو کس نے خارش میں مبتلا کیا تھا؟ اسی طرح یہ اعتقاد رکھنا کہ بارش ستاروں کی گردش کی وجہ سے نازل ہوتی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ

باب 22: میت پر (بلند آواز میں) رونا مکروہ ہے

923 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ اَبِيْ زِيَادٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ

متنِ حدیث: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ اَهْلِهِ عَلَيْهِ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عُمَرَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ الْبُكَاءَ عَلَى الْمَيِّتِ قَالُوا الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ اَهْلِهِ عَلَيْهِ

922- اخرجه احمد (291/2، 414، 455، 456، 526، 531) عن علقمة بن مرثد، عن ابى الربيع عن ابى هريرة به-

923- اخرجه البخارى (180/3) كتاب الجنائز، باب: قول النبى صلى الله عليه وسلم يعذب الميت ببعض بكاء اهله عليه اذا كان النوح من سنة، حديث (1286) واخرجه مسلم (326/3 الابى) كتاب الجنائز: باب: الميت يعذب ببكاء اهله عليه، حديث (927/16، 927/17، 927/18، 927/19)

وَذَهَبُوْا اِلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ وقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ اَرْجُو اِنْ كَانَ يَنْهَاهُمْ فِيْ حَيَاتِهٖ اَنْ لَّا يَكُوْنَ عَلَيْهِ مِنْ ذٰلِكَ شَيْءٌ

◆◆ سالم بن عبداللہ اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ بات نقل کی ہے' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: میت کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے میت کو عذاب دیا جاتا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم کے ایک گروہ نے میت پر رونے کو مکروہ قرار دیا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: میت کے گھر والوں کے اس پر رونے کی وجہ سے میت کو عذاب دیا جاتا ہے۔

انہوں نے اس حدیث کو اختیار کیا ہے۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ یہ کہتے ہیں مجھے یہ امید ہے: اگر میت نے اپنی زندگی میں اس بات سے منع کر دیا ہو' تو اسے کوئی عذاب نہیں ہوگا۔

924 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنِيْ اَسِيدُ بْنُ اَبِيْ اَسِيدٍ اَنَّ مُوْسٰى بْنَ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيَّ اَخْبَرَهٗ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَا مِنْ مَيِّتٍ يَّمُوْتُ فَيَقُوْمُ بَاكِيْهِ فَيَقُوْلُ وَا جَبَلَاهُ وَا سَيِّدَاهُ اَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ اِلَّا وُكِّلَ بِهٖ مَلَكَانِ يَلْهَزَانِهٖ اَهٰكَذَا كُنْتَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت موسیٰ بن ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ان کے والد نے یہ بات نقل کی ہے: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو بھی میت فوت ہو جاتی ہے' اور اس پر کوئی روتے ہوئے کھڑا ہو کر یہ کہتا ہے: ہائے پہاڑ، ہائے سردار! یا اس طرح کے الفاظ استعمال کرتا ہے' تو اس میت پر دو فرشتے مقرر ہوتے ہیں: جو اسے گھونسے مارتے ہوئے یہ کہتے ہیں: کیا' تو اسی طرح تھا؟

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ

باب 23 میت پر رونے کی اجازت

925 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ الْمُهَلَّبِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

924- اخرجه ابن ماجه (508/1) كتاب الجنائز: باب: ما جاء في الميت يعذب بما نيح عليه' حديث (1594) واخرجه احمد (414/4) عن اسيد بن ابي اسيد' عن موسى بن ابي موسى عن ابيه به-

925- اخرجه احمد (31/2) عن محمد بن عمرو' عن يحيى بن عبد الرحمن عن ابن عمر به-

متن حدیث: اَلْمَيِّتُ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ اَهْلِهٖ عَلَيْهِ فَقَالَتْ عَآئِشَةُ يَرْحَمُهُ اللّٰهُ لَمْ يَكْذِبْ وَلٰكِنَّهٗ وَهِمَ اِنَّمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ مَاتَ يَهُوْدِيًّا اِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ وَاِنَّ اَهْلَهٗ لَيَبْكُوْنَ عَلَيْهِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّقَرَظَةَ بْنِ كَعْبٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّاُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَآئِشَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِىَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عَآئِشَةَ

مذاہبِ فقہاء: وَقَدْ ذَهَبَ اَهْلُ الْعِلْمِ اِلٰى هٰذَا وَتَاَوَّلُوْا هٰذِهِ الْاٰيَةَ (وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى) وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ (۱)

◆◆ یحییٰ بن عبدالرحمٰن، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: میت کے گھر والوں پر رونے کی وجہ سے' میت کو عذاب دیا جاتا ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات فرمائی: اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے انہوں نے جھوٹی بات بیان نہیں کی تھی' لیکن وہ غلط فہمی کا شکار ہوئے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ایک ایسے شخص کے بارے میں ارشاد فرمائی تھی' جو یہودی ہونے کی حالت میں مرا تھا' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا: اس میت کو عذاب دیا جا رہا ہے' اور اس کے گھر والے اس پر رو رہے ہیں۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت قرظہ بن کعب رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یہی روایت دیگر حوالوں سے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے۔

بعض اہلِ علم نے اس حدیث کو اختیار کیا ہے' اور وہ اس آیت کو دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

''کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا''۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

926 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ اَخْبَرَنَا عِيْسٰى بْنُ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ

متن حدیث: اَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فَانْطَلَقَ بِهٖ اِلٰى ابْنِهٖ اِبْرَاهِيْمَ فَوَجَدَهٗ يَجُوْدُ بِنَفْسِهٖ فَاَخَذَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَهٗ فِيْ حِجْرِهٖ فَبَكٰى فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ اَتَبْكِيْ اَوَلَمْ تَكُنْ نَهَيْتَ عَنِ الْبُكَاءِ قَالَ لَا وَلٰكِنْ نَهَيْتُ عَنْ صَوْتَيْنِ اَحْمَقَيْنِ فَاجِرَيْنِ صَوْتٍ عِنْدَ مُصِيْبَةٍ خَمْشِ

926- اخرجه عبد بن حميد (ص 309) رقم (1006) عن ابن ابي ليلى عن عطاء عن جابر بن عبد الله به۔

وُجُوهٍ وَّشَقِّ جُيُوبٍ وَّرَنَّةِ شَيْطَانٍ وَّفِي الْحَدِيْثِ كَلَامٌ اَكْثَرُ مِنْ هٰذَا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

◆◆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھاما اور انہیں ساتھ لے کر اپنے صاحب زادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور انہیں اس حالت میں پایا کہ وہ آخری سانسیں لے رہے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے انہیں پکڑ لیا' آپ نے انہیں اپنی گود میں رکھا اور رونے لگے۔ حضرت عبدالرحمٰن نے آپ کی خدمت میں عرض کی: کیا آپ بھی رو رہے ہیں؟ کیا آپ نے رونے سے منع نہیں کیا؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں! میں نے دو آوازوں سے منع کیا ہے' جو دو احمق لوگوں کی طرح ہوتی ہیں اور گناہگاروں کی طرح ہوتی ہیں' ایک تو وہ جو مصیبت کے وقت چہرہ نوچا جائے اور گریبان چاک کیا جائے اور دوسری وہ جو شیطان کی طرح رونے کی آواز ہوتی ہے۔ (یعنی نوحہ کرنا)

اس بارے میں اس سے زیادہ کلام کیا جاسکتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے۔

927 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ قَالَ وحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَمْرَةَ اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا

متنِ حدیث: سَمِعْتُ عَآئِشَةَ وَذُكِرَ لَهَا اَنَّ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ اِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ عَلَيْهِ فَقَالَتْ عَآئِشَةُ غَفَرَ اللّٰهُ لِاَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَمَا اِنَّهٗ لَمْ يَكْذِبْ وَلٰكِنَّهٗ نَسِیَ اَوْ اَخْطَاَ اِنَّمَا مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى يَهُوْدِيَّةٍ يُبْكٰى عَلَيْهَا فَقَالَ اِنَّهُمْ لَيَبْكُوْنَ عَلَيْهَا وَاِنَّهَا لَتُعَذَّبُ فِیْ قَبْرِهَا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ بات منقول ہے: ان کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا گیا' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما یہ کہتے ہیں: میت پر زندہ شخص کے رونے کی وجہ سے' میت کو عذاب دیا جاتا ہے' تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ابوعبدالرحمٰن کی مغفرت کرے' انہوں نے جھوٹی بات بیان نہیں کی' لیکن وہ بھول گئے ہیں یا ان سے غلطی سرزد ہوئی ہے۔ نبی اکرم ﷺ ایک یہودی عورت کے پاس سے گزرے تھے' جس پر رویا جارہا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا: لوگ اس (عورت) پر رو رہے ہیں اور اسے اس کی قبر میں عذاب دیا جارہا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

927- اخرجه البخاری (181/3) كتاب الجنائز: باب: قول النبی صلى الله عليه وسلم يعذب الميت ببعض بكاء اهله عليه اذا كان النوح من سنة٬ وحديث (1289/1288) واخرجه مسلم (327/3- الابی) كتاب الجنائز: باب: الميت يعذب ببكاء اهله عليه٬ حديث (927/20)-(927/27)

شرح

مصیبت کے وقت گریبان چاک کرنے‘ میت پر نوحہ کرنے اور رونے کی ممانعت:

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے چار ابواب کے ذیل میں آٹھ احادیث مبارکہ تخریج فرمائی ہیں جن میں میت کے حوالے سے چند اہم امور کی ممانعت کی تصریح فرمائی ہے۔ان امور کا خلاصہ درج ذیل ہے:

(۱) ممانعت ماتم کی وجوہات: کسی مصیبت کے وقت سینہ کوبی کرنا‘ دیوار سے سر مارنا اور سر منڈوانا تینوں باتیں ماتم میں شامل ہونے کی وجہ سے منع ہیں۔میت پر نوحہ وماتم کے منع ہونے کی متعدد وجوہات ہیں: (۱) دور جاہلیت میں لوگ مصنوعی وبتکلف اظہار غم کرتے تھے جو ایک ضرر رساں اور قابل مذمت فعل تھا، اس لیے اسلام نے اس سے منع کر دیا۔ (۲) بعض اوقات ہیجان‘ اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر عدم رضا کا ترجمان ثابت ہوتا ہے، حالانکہ ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی پیش نظر ہونی چاہیے اس لیے ایسے ہیجان وخلل سے منع کیا گیا ہے (۳) حدیث باب میں مذکور امور ثلاثہ غم میں ہیجان کا سبب بنتے ہیں، وارث میت کی حیثیت مریض کی ہے، مریض کے مرض میں کمی کی سعی کی جاتی ہے نہ کہ اضافہ کی اور جو چیز مرض کے اضافہ کا سبب بنے وہ نقصان دہ ہوتی ہے‘ لہٰذا اسلام نے نوحہ وماتم سے منع کر دیا۔

(۲) ممانعت نوحہ: کسی عزیز کی وفات ہونے پر دل کا بے قابو ہو جانا اور صدمہ کی وجہ سے رو پڑنا‘ انسانی فطرت کا حصہ ہے۔اس موقع پر تحمل‘ بردباری اور صبر سے کام لینا باعث اجر ہے۔البتہ آواز کے بغیر آنکھوں سے آنسو امڈ آنا، قابل مذمت وقابل گرفت چیز نہیں ہے۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابی حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے ان کی حالت ملاحظہ فرما کر رو پڑے تو دوسرے لوگ بھی رو پڑے۔اس موقع پر آپ یوں مخاطب ہوئے: اے لوگو سنو! اللہ تعالیٰ آنسو بہانے اور قلب کے حزن وملال کے سبب سزا نہیں دیتا بلکہ زبان کی وجہ سے سزا دیتا ہے یعنی جو شخص اپنی زبان سے بے صبری‘ بے ادبی اور ناشکری کے کلمات نکالتا ہے تو وہ عذاب کا حقدار اور جو حمد وثناء میں رطب اللسان ہو وہ قابل اجر وثواب ہوتا ہے۔الغرض با آواز رونا ماتم ہے جو حرام ہے لیکن بغیر آواز کے صرف آنسو بہانا صبر کی علامت ہے اور صابر اجر وثواب کا حقدار ہوتا ہے۔

سوال: حدیث باب میں تصریح ہے کہ میت پر رونے کی وجہ سے میت کو عذاب دیا جاتا ہے‘ جبکہ قرآن کریم میں ہے: لَا تَـزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی یعنی ایک شخص کا بوجھ دوسرے پر نہیں ڈالا جاتا، اس طرح حدیث وقرآن میں تعارض ہوا؟

جواب: (۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ وعید کافر کے لیے بیان فرمائی۔ (۲) یہ وعید اس شخص کے حق میں وارد ہوئی ہے‘ جسے یقین ہو کہ اس کے مرنے کے بعد اہل خانہ یقیناً روئیں گے لیکن اس نے انہیں نہ رونے کی وصیت نہ کی ہو (۳) لفظ ”المیت“ پر الف لام عہد خارجی ہے‘ جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ حکم عام نہیں ہے بلکہ ایک خاص شخص کے بارے میں بیان کیا گیا ہے۔ (۴) یہ روایت اس شخص کے حق میں وارد ہوئی ہے جو اپنے اہل خانہ کو رونے کی وصیت کر کے دنیا سے رخصت ہوا ہو (۵) میت کے اہل خانہ جب روتے وقت: واجبلاہ‘ واسیداہ کے الفاظ استعمال کرتے ہیں تو فرشتے میت کے سینہ پر ہاتھ مار کر دریافت کرتے ہیں: أ ھکذا کنت؟ (کیا تو ایسا ہی تھا؟) اس پر میت کو تکلیف ہوتی ہے۔ (۶) اس روایت کا مطلب یہ ہے کہ بعض اوقات اہل خانہ

میت کی خوبیاں بیان کر کے روتے ہیں جو درحقیقت وہ خوبیاں نہیں بلکہ قابل مذمت برائیاں ہوتی ہیں۔اس وجہ سے میت کو سزا دی جاتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْمَشْيِ اَمَامَ الْجَنَازَةِ

باب 24: جنازے کے آگے چلنا

928 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَاَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَّاِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَّمَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالُوْا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ

متنِ حدیث: رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ يَمْشُوْنَ اَمَامَ الْجَنَازَةِ

◆◆ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جنازے کے آگے چلتے ہوئے دیکھا ہے۔

929 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ مَنْصُوْرٍ وَّبَكْرٍ الْكُوْفِيِّ وَزِيَادٍ وَّسُفْيَانَ كُلُّهُمْ يَذْكُرُ اَنَّهُ سَمِعَهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ

متنِ حدیث: رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ يَمْشُوْنَ اَمَامَ الْجَنَازَةِ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔وہ یہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جنازے کے آگے چلتے ہوئے دیکھا ہے۔

930 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ يَمْشُوْنَ اَمَامَ الْجَنَازَةِ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَاَخْبَرَنِيْ سَالِمٌ اَنَّ اَبَاهُ كَانَ يَمْشِي اَمَامَ الْجَنَازَةِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ اَنَسٍ

اختلافِ سند: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ هٰكَذَا رَوَاهُ ابْنُ جُرَيْجٍ وَّزِيَادُ بْنُ سَعْدٍ وَّغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ نَحْوَ حَدِيْثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَرَوٰى مَعْمَرٌ وَّيُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ وَمَالِكٌ وَّغَيْرُ وَاحِدٍ مِّنَ الْحُفَّاظِ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْشِي اَمَامَ الْجَنَازَةِ وَاَهْلُ الْحَدِيْثِ كُلُّهُمْ يَرَوْنَ اَنَّ الْحَدِيْثَ الْمُرْسَلَ فِيْ ذٰلِكَ اَصَحُّ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَسَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ مُوْسٰى يَقُوْلُ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ حَدِيْثُ الزُّهْرِيِّ فِيْ

928- اخرجه ابو داؤد (222/2) كتاب الجنائز : باب: المشى امام الجنازة' حديث (3179) والنسائى (56/4) كتاب الجنائز' باب الماشى من الجنازة' حديث (1944'1945) وابن ماجه (475/1) كتاب الجنائز' باب: ما جاء فى المشى امام الجنازة' حديث (1482) واخرجه احمد (2/8'37'122'140) والحميدى (276/2) وحديث (607) من طرق عن سالم ابيه به۔

هٰذَا مُرْسَلٌ اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ وَاَرٰى ابْنَ جُرَيْجٍ اَخَذَهُ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَرَوٰى هَمَّامُ بْنُ يَحْيٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ زِيَادٍ وَّهُوَ ابْنُ سَعْدٍ وَّمَنْصُوْرٍ وَّبَكْرٍ وَّسُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ وَاِنَّمَا هُوَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ رَوٰى عَنْهُ هَمَّامٌ

مذاہب فقہاء: وَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْمَشْيِ اَمَامَ الْجَنَازَةِ فَرَاٰى بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ اَنَّ الْمَشْيَ اَمَامَهَا اَفْضَلُ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ قَالَ وَحَدِيْثُ اَنَسٍ فِيْ هٰذَا الْبَابِ غَيْرُ مَحْفُوْظٍ

◆◆ زہری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ جنازے کے آگے چلا کرتے تھے۔

زہری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: سالم نے مجھے یہ بات بتائی ہے: ان کے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) جنازے کے آگے چلا کرتے تھے۔

اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث کو ابن جریج' زیاد بن سعد اور دیگر راویوں نے زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے، سالم کے حوالے سے' ان کے والد کے حوالے سے' اسی طرح نقل کیا ہے' جیسا کہ ابن عیینہ نے نقل کیا ہے۔

معمر، یونس بن یزید اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ' دیگر محدثین نے اسے زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے یوں نقل کیا ہے: نبی اکرم ﷺ جنازے کے آگے چلا کرتے تھے۔

تمام محدثین کے نزدیک یہ روایت ''مرسل'' ہے' اور ''مرسل'' ہونے کے طور پر زیادہ مستند ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے یحییٰ بن موسیٰ کو یہ کہتے ہوئے سنا وہ یہ فرماتے ہیں: میں نے عبدالرزاق کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: وہ یہ فرماتے ہیں: ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتے ہیں: اس بارے میں زہری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول روایت ''مرسل'' ہونے کے طور پر اس روایت سے زیادہ مستند ہے' جسے ابن عیینہ نے (''مرفوع'' روایت کے طور پر نقل کیا ہے)

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میرا یہ خیال ہے ابن جریج نے اس روایت کو ابن عیینہ سے حاصل کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہمام بن یحییٰ نے اس حدیث کو زیاد کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ یہ زیاد بن سعد ہیں اس کے علاوہ منصور اور بکر کے حوالے سے نقل کیا ہے' جبکہ سفیان نے اسے زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے، سالم کے حوالے سے، ان کے والد کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

یہ سفیان بن عیینہ ہیں جن سے ہمام نے روایت نقل کی ہے۔

جنازے کے آگے چلنے کے بارے میں اہل علم نے اختلاف کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور بعد دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہل علم کے نزدیک جنازے کے آگے چلنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث محفوظ نہیں ہے۔

931 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ مُوْسٰى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ كَانُوْا يَمْشُوْنَ اَمَامَ الْجَنَازَةِ

قولِ امام بخاری: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: سَاَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ خَطَاٌ اَخْطَاَ فِيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ وَّاِنَّمَا يُرْوٰى هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ كَانُوْا يَمْشُوْنَ اَمَامَ الْجَنَازَةِ

آثارِ صحابہ: قَالَ الزُّهْرِيُّ وَاَخْبَرَنِيْ سَالِمٌ اَنَّ اَبَاهُ كَانَ يَمْشِيْ اَمَامَ الْجَنَازَةِ قَالَ مُحَمَّدٌ هٰذَا اَصَحُّ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جنازے کے آگے چلا کرتے تھے' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ' حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا: محمد بن بکر نامی راوی نے اس روایت کو نقل کرنے میں غلطی کی ہے۔ یہ روایت یونس نامی راوی کے حوالے سے' زہری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے: نبی اکرم ﷺ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ جنازے کے آگے چلا کرتے تھے۔

زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سالم نے مجھے یہ بات بتائی ہے: ان کے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) جنازے کے آگے چلا کرتے تھے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت زیادہ مستند ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْمَشْيِ خَلْفَ الْجَنَازَةِ

باب 25: جنازے کے پیچھے چلنا

932 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يَحْيٰى اِمَامِ بَنِيْ تَيْمِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ مَاجِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ

متنِ حدیث: سَاَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَشْيِ خَلْفَ الْجَنَازَةِ قَالَ مَا دُوْنَ الْخَبَبِ فَاِنْ كَانَ خَيْرًا عَجَّلْتُمُوْهُ وَاِنْ كَانَ شَرًّا فَلَا يُبَعَّدُ اِلَّا اَهْلُ النَّارِ الْجَنَازَةُ مَتْبُوْعَةٌ وَّلَا تَتْبَعُ وَلَيْسَ مِنْهَا مَنْ تَقَدَّمَهَا

931- اخرجه ابن ماجه (475/1) كتاب الجنائز: باب : ما جاء في المشي امام الجنازة، حديث (1482) عن محمد بن بكر البرساني، قال: انبانا يونس الايلي، عن ابن شهاب عن انس بن مالك به-

932- اخرجه ابو داؤد (223/2) كتاب الجنائز: باب: الاسراع بالجنازة، حديث (3184) وابن ماجه (476/1) كتاب الجنائز: باب: ما جاء في المشي امام الجنازة، حديث (1484) واخرجه احمد (378/1، 494، 415، 419، 432) عن يحيى بن عبد الله التيمي الجابر عن ابي ماجد الحنفي عن عبد الله بن مسعود به-

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ لَّا يُعْرَفُ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

قولِ امام بخاری: قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمٰعِيْلَ يُضَعِّفُ حَدِيْثَ اَبِىْ مَاجِدٍ لِهٰذَا وَقَالَ مُحَمَّدٌ قَالَ الْحُمَيْدِيُّ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ قِيْلَ لِيَحْيٰى مَنْ اَبُوْ مَاجِدٍ هٰذَا قَالَ طَائِرٌ طَارَ فَحَدَّثَنَا

مذاہب فقہاء: وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ اِلٰى هٰذَا رَاَوْا اَنَّ الْمَشْيَ خَلْفَهَا اَفْضَلُ وَبِهٖ يَقُوْلُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَاِسْحٰقُ

توضیح راوی: قَالَ اِنَّ اَبَا مَاجِدٍ رَجُلٌ مَجْهُوْلٌ لَّا يُعْرَفُ اِنَّمَا يُرْوٰى عَنْهُ حَدِيْثَانِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّيَحْيٰى اِمَامُ بَنِىْ تَيْمِ اللّٰهِ ثِقَةٌ يُكْنٰى اَبَا الْحَارِثِ وَيُقَالُ لَهٗ يَحْيَى الْجَابِرُ وَيُقَالُ لَهٗ يَحْيَى الْمُجْبِرُ اَيْضًا وَّهُوَ كُوْفِىٌّ رَوٰى لَهٗ شُعْبَةُ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَاَبُو الْاَحْوَصِ وَسُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ

◆◆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی اکرم ﷺ سے جنازے کے پیچھے چلنے کے بارے میں دریافت کیا' تو آپ نے ارشاد فرمایا: تیزی سے چلو' کیونکہ اگر وہ نیک ہوگا' تو تم اسے جلدی آگے پہنچا دو گے اور اگر وہ برا ہوگا' تو اہلِ جہنم سے جان چھڑائی جاتی ہے۔ جنازے کے پیچھے چلا جاتا ہے' اسے پیچھے نہیں رکھا جاتا' جو اس سے آگے چلے اس کا اس سے تعلق نہیں ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث' ہم اسے صرف حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول روایت کے طور پر' وہ بھی صرف اسی سند کے ہمراہ جانتے ہیں۔

میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو سنا: انہوں نے ابو ماجد سے منقول اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حمیدی نے یہ بات بیان کی ہے: ابن عیینہ یہ فرماتے ہیں: یحییٰ سے دریافت کیا گیا: ابو ماجد کون ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: ایک مجہول الحال شخص۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے' بعض اہلِ علم نے اس حدیث کو اختیار کیا ہے' ان کے نزدیک جنازے کے پیچھے چلنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

ابو ماجد نامی راوی مجہول ہے ان سے دو روایات منقول ہیں جو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہیں۔

یحییٰ نامی راوی جو بنو تیم اللہ قبیلے کے امام ہیں۔ یہ ثقہ ہیں اور ان کی کنیت "ابوالحارث" ہے۔

ایک قول کے مطابق انہیں یحییٰ جابر کہا جاتا ہے' اور ایک قول کے مطابق انہیں یحییٰ مجبر کہا جاتا ہے' یہ کوفہ کے رہنے والے ہیں۔

شعبہ' سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ' ابوالاحوص اور سفیان بن عیینہ نے ان سے احادیث نقل کی ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ الرُّكُوْبِ خَلْفَ الْجَنَازَةِ

باب 26: جنازے کے پیچھے سوار ہو کر چلنا مکروہ ہے

933 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ اَبِىْ مَرْيَمَ عَنْ رَاشِدِ بْنِ

سَعْدٍ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ

متنِ حدیث: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةٍ فَرَاٰى نَاسًا رُكْبَانًا فَقَالَ اَلَا تَسْتَحْيُوْنَ اِنَّ مَلَائِكَةَ اللّٰهِ عَلٰى اَقْدَامِهِمْ وَاَنْتُمْ عَلٰى ظُهُوْرِ الدَّوَابِّ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ وَجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ

اختلافِ روایت: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ثَوْبَانَ قَدْ رُوِيَ عَنْهُ مَوْقُوْفًا قَالَ مُحَمَّدٌ الْمَوْقُوْفُ مِنْهُ اَصَحُّ

◆◆ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ایک جنازے میں شریک ہوئے' نبی اکرم ﷺ نے کچھ لوگوں کو سوار دیکھا' تو آپ نے فرمایا: کیا تم اس بات سے حیاء نہیں کرتے کہ اللہ کے فرشتے تو پیدل چلیں اور تم لوگ سواری پر سوار ہو۔

اس بارے میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں ے

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے منقول روایت ''موقوف'' حدیث کے طور پر بھی نقل کی گئی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرُّخْصَةِ فِيْ ذٰلِكَ

باب 27: اس بارے میں رخصت کا بیان

934 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكٍ قَال سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ يَقُوْلُ

متنِ حدیث: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جَنَازَةِ اَبِي الدَّحْدَاحِ وَهُوَ عَلٰى فَرَسٍ لَّهُ يَسْعٰى وَنَحْنُ حَوْلَهُ وَهُوَ يَتَوَقَّصُ بِهٖ

◆◆ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ابن دحداح کے جنازے میں شریک ہوئے' تو نبی اکرم ﷺ ایک تیز دوڑنے والے گھوڑے پر سوار تھے' چونکہ ہم آپ کے اردگرد تھے اس لیے آپ اسے آرام سے چلا رہے تھے۔

935 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الصَّبَّاحِ الْهَاشِمِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ قُتَيْبَةَ عَنِ الْجَرَّاحِ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ

933- اخرجه ابن ماجه (475/1) كتاب الجنائز' باب: ما جاء في شهود الجنائز' حديث (1480) عن ابي بكر بن ابي مريم' عن راشد بن سعيد عن ثوبان به-

934- اخرجه مسلم (375/3' الابي) كتاب الجنائز' باب: ركوب المصلي على الجنازة اذا انصرف' حديث (965/89) وابو داؤد (222/2) كتاب الجنائز باب: الركوب في الجنازة' حديث (3178) والنسائي (85/4) كتاب الجنائز' باب الركوب بعد الفراغ من الجنازة' حديث (2026) واخرجه احمد (102'95'90/5) وعبدالله بن احمد في زوائده على المسند (99'98/5) عن سماك بن حرب عن جابر بن سمرة به-

متن حدیث: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اتَّبَعَ جَنَازَةَ اَبِی الدَّحْدَاحِ مَاشِیًا وَّرَجَعَ عَلٰی فَرَسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

◆◆ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ابن دحداح کے جنازے میں پیدل تشریف لے گئے تھے لیکن وہاں پر واپسی پر آپ گھوڑے پر سوار ہو کر تشریف لائے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی الْاِسْرَاعِ بِالْجَنَازَةِ

باب 28: جنازے کو جلدی لے جانا

936 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِیْعٍ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ عَنِ الزُّهْرِیِّ سَمِعَ سَعِیْدَ بْنَ الْمُسَیِّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ یَبْلُغُ بِهِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: اَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَةِ فَاِنْ یَّكُنْ خَیْرًا تُقَدِّمُوْهَا اِلَیْهِ وَاِنْ یَّكُنْ شَرًّا تَضَعُوْهُ عَنْ رِقَابِكُمْ

فی الباب: وَفِی الْبَاب عَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: حَدِیْثُ اَبِیْ هُرَیْرَةَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ یہ بات بیان کرتے ہیں: انہیں نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان کا پتہ چلا ہے: جنازے کو تیزی سے لے جاؤ! کیونکہ اگر وہ اچھا ہوگا' تو تم اسے بھلائی کی طرف لے جاؤ گے' اگر وہ برا ہوگا' تو تم اپنی گردن سے بوجھ اتار دو گے۔

اس بارے میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

جنازہ کو جلدی لے جانا:

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے پانچ ابواب کے ذیل میں نو (9) احادیث مبارکہ تخریج فرمائی ہیں۔ ان میں جنازہ جلدی لے جانے اور اس کے ساتھ چلنے کے احکام و مسائل بیان کیے گئے ہیں۔

جنازہ کے ساتھ چلنے کی کیفیت میں مذاہب آئمہ:

اس بات میں آئمہ فقہ کا اتفاق ہے کہ جنازہ کے ساتھ آگے، پیچھے، دائیں اور بائیں چلنا جائز ہے۔ تاہم اس کی افضلیت میں

936- اخرجه البخاری (218/3) کتاب الجنائز' باب: السرعة بالجنازة' حدیث (1315) ومسلم (351/3 الابی) کتاب: الجنائز: باب: الاسراع فی الجنازة' حدیث (944/50) وابو داؤد (223/2) کتاب الجنائز: باب: الاسراع بالجنازة' حدیث (3181) والنسائی (41/4)کتاب الجنائز: با: السرعة بالجنازة' حدیث (1910) وابن ماجه (474/1) کتاب الجنائز: باب: ما جاء فی شهود الجنائز' حدیث (1477)واخرجه احمد (280'240/2) الحمیدی (1022/2) حدیث (1022) عن الزهری' عن سعید بن المسیب' عن ابی هریرة به۔

اختلاف آئمہ فقہ ہے۔(۱) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ پیدل اور سوار دونوں حالتوں میں جنازہ کے پیچھے چلنا افضل ہے۔آپ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال ہے۔ امرنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم لسبع و نهانا عن سلع امرنا با تباع الجنا ئز الخ (الصحیح للبخاری) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات چیزوں کا حکم دیا اور سات چیزوں سے منع کیا۔آپ نے ہمیں جنازہ کے پیچھے چلنے کا حکم دیا۔علاوہ ازیں انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث باب سے بھی استدلال کیا ہے۔

(۲) حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک سوار کے لیے پیچھے چلنا افضل ہے اور پیدل کے لیے جنازہ کے آگے چلنا افضل ہے۔انہوں نے راکب کے بارے میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے:الراکب خلف الجنازة (جامع ترمذی) (سوار جنازہ کے پیچھے چلے) ماشی کے بارے میں انہوں نے حدیث باب سے استدال کیا ہے کہ حضرت ابن شہاب زیدی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما جنازہ کے آگے چلتے تھے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے دلائل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ ماشی اور راکب دونوں کا پیچھے چلنا افضل ہے۔اس روایت میں راکب کے بارے میں تاکید مزید مطلوب ہے، کیونکہ وہ رکوب کے سبب سوءادب کا مرتکب ہوا ہے۔حدیث باب میاں جواز پر محمول ہے جو ہمارے مؤقف کے خلاف نہیں ہے، کیونکہ جواز کے ہم بھی قائل ہیں۔

(۳) حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر ہے کہ ماشی اور راکب دونوں کا جنازہ کے آگے چلنا افضل ہے۔انہوں نے حضرت ابن شہاب زہری رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے، جس میں تصریح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات شیخین رضی اللہ عنہما جنازہ کے آگے چلتے تھے۔یہ روایت مطلق حالت کو واضح کرتی ہے، کیونکہ اس میں رکوب و مشیت کی کوئی قید نہیں ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے استدلال کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ یہ روایت بیان جواز پر محمول ہے جو ہمارے مؤقف سے ہرگز متصادم نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ قَتْلٰی اُحُدٍ وَّذِكْرِ حَمْزَةَ

باب 29: شہدائے اُحد کا بیان اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

937 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُوْ صَفْوَانَ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ اَتٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى حَمْزَةَ يَوْمَ اُحُدٍ فَوَقَفَ عَلَيْهِ فَرَآهُ قَدْ مُثِّلَ بِهٖ فَقَالَ لَوْلَا اَنْ تَجِدَ

937- اخرجه ابو داؤد(212/2) كتاب الجنائز' باب: فی الشهيد يغسل' حديث (3136) واخرجه احمد (128/3) وعبد بن حميد (ص 352) حديث (1164) عن اسامة بن زيد' عن ابن شهاب عن انس بن مالك به-

صَفِيَّةُ فِي نَفْسِهَا لَتَرَكْتُهُ حَتّٰى تَاْكُلَهُ الْعَافِيَةُ حَتّٰى يُحْشَرَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ بُطُوْنِهَا قَالَ ثُمَّ دَعَا بِنَمِرَةٍ فَكَفَّنَهُ فِيْهَا فَكَانَتْ اِذَا مُدَّتْ عَلٰى رَاْسِهِ بَدَتْ رِجْلَاهُ وَاِذَا مُدَّتْ عَلٰى رِجْلَيْهِ بَدَا رَاْسُهُ قَالَ فَكَثُرَ الْقَتْلٰى وَقَلَّتِ الثِّيَابُ قَالَ فَكُفِّنَ الرَّجُلُ وَالرَّجُلَانِ وَالثَّلَاثَةُ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ ثُمَّ يُدْفَنُوْنَ فِيْ قَبْرٍ وَّاحِدٍ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْاَلُ عَنْهُمْ اَيُّهُمْ اَكْثَرُ قُرْاٰنًا فَيُقَدِّمُهُ اِلَى الْقِبْلَةِ قَالَ فَدَفَنَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَنَسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ اَنَسٍ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ النَّمِرَةُ الْكِسَاءُ الْخَلَقُ

اختلاف سند: وَقَدْ خُوْلِفَ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فِيْ رِوَايَةِ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَرَوَى اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ وَّرَوٰى مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ عَنْ جَابِرٍ وَّلَا نَعْلَمُ اَحَدًا ذَكَرَهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسٍ اِلَّا اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ

قولِ امام بخاری: وَسَاَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَقَالَ حَدِيْثُ اللَّيْثِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ جَابِرٍ اَصَحُّ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ غزوۂ احد کے دن حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے ان کے پاس آ کر ٹھہرے تو آپ نے دیکھا کہ ان کی لاش کی بے حرمتی کر دی گئی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر صفیہ کی پریشانی کا اندیشہ نہ ہوتا' تو میں انہیں اسی حالت میں چھوڑ دیتا' یہاں تک کہ درندے آ کر انہیں کھا جاتے اور قیامت کے دن ان درندوں کے پیٹ سے انہیں زندہ کیا جاتا۔

راوی بیان کرتے ہیں: پھر نبی اکرم ﷺ نے ایک چادر منگوائی اور اس میں انہیں کفن دیا' وہ چادر ایسی تھی کہ اگر ان کے سر پر ڈالی جاتی تھی' تو پاؤں ظاہر ہو جاتے تھے اور اگر پاؤں کو ڈھانپا جاتا تھا' تو سر سے ہٹ جاتی تھی۔ راوی بیان کرتے ہیں: شہیدوں کی تعداد زیادہ تھی اور کپڑے کم تھے۔

راوی بیان کرتے ہیں: بعض اوقات ایک، دو بلکہ تین آدمیوں کو بھی ایک ہی کپڑے میں کفن دیا گیا اور پھر انہیں ایک ہی قبر میں دفنا دیا گیا۔

راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ان شہداء کے بارے میں دریافت کرتے تھے' ان میں سب سے زیادہ قرآن کسے یاد ہے؟ تو آپ اس کو قبلہ کی سمت میں آگے رکھتے تھے۔

راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ان شہداء کو دفن کروا دیا اور ان کی نماز جنازہ ادا نہیں کی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن غریب'' ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول اس

حدیث کو ہم صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

اَلنَّمِرَةُ سے مراد پرانی چادر ہے۔

اس حدیث کو روایت کرنے میں اسامہ بن زید نامی راوی سے اختلاف کیا گیا ہے۔

لیث بن سعد نے اسے ابن شہاب کے حوالے سے' عبدالرحمٰن بن کعب کے حوالے سے' حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے' جبکہ معمر نے زہری کے حوالے سے' عبداللہ بن ثعلبہ کے حوالے سے' حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

ہمارے علم کے مطابق صرف اسامہ بن زید نامی راوی نے اسے زہری کے حوالے سے' حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: لیث نے ابن شہاب کے حوالے سے عبدالرحمٰن بن کعب کے حوالے سے' حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے جو روایت نقل کی ہے۔ وہ درست ہے۔

بَاب اٰخَرُ

باب 30: بلاعنوان

938 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ مُسْلِمٍ الْاَعْوَرِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُ الْمَرِيضَ وَيَشْهَدُ الْجَنَازَةَ وَيَرْكَبُ الْحِمَارَ وَيُجِيبُ دَعْوَةَ الْعَبْدِ وَكَانَ يَوْمَ بَنِىْ قُرَيْظَةَ عَلٰى حِمَارٍ مَخْطُومٍ بِحَبْلٍ مِّنْ لِّيفٍ عَلَيْهِ اِكَافٌ مِّنْ لِيفٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ مُسْلِمٍ عَنْ اَنَسٍ

توضیح راوی: وَمُسْلِمٌ الْاَعْوَرُ يُضَعَّفُ وَهُوَ مُسْلِمُ بْنُ كَيْسَانَ الْمُلَائِيُّ تُكُلِّمَ فِيْهِ وَقَدْ رَوٰى عَنْهُ شُعْبَةُ وَسُفْيَانُ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ بیمار کی عیادت کرتے تھے، جنازے میں شامل ہوا کرتے تھے، گدھے پر سوار ہو جایا کرتے تھے، غلام کی دعوت بھی قبول کر لیتے تھے۔ جنگ قریظہ کے دن آپ جس گدھے پر سوار تھے اس کی لگام کھجور کی چھال سے بنی ہوئی تھی اور اس کی زین بھی کھجور کی چھال سے بنی ہوئی تھی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث' ہم اسے صرف مسلم نامی راوی کے حوالے سے' حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہونے کے طور پر جانتے ہیں۔

938- اخرجه ابن ماجه (1398/2) كتاب الزهد : باب: البراءة من الكبر والتواضع' حديث (4178)' عن مسلم الاعور' عن انس بن مالك به-

مسلم اعور کو محدثین نے ضعیف قرار دیا گیا ہے' یہ صاحب مسلم بن کیسان ملائی ہیں۔
ان کے بارے میں کلام کیا گیا ہے۔ شعبہ اور سفیان نے انسے احادیث روایت کی ہیں۔

939 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِىْ بَكْرٍ عَنِ ابْنِ اَبِىْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

متن حدیث: لَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَلَفُوْا فِىْ دَفْنِهٖ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا مَا نَسِيْتُهُ قَالَ مَا قَبَضَ اللّٰهُ نَبِيًّا اِلَّا فِى الْمَوْضِعِ الَّذِىْ يُحِبُّ اَنْ يُدْفَنَ فِيْهِ ادْفِنُوْهُ فِىْ مَوْضِعِ فِرَاشِهٖ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

توضیح راوی: وَّعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِىْ بَكْرٍ الْمُلَيْكِىُّ يُضَعَّفُ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِىَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ فَرَوَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ اَبِىْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْضًا

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب نبی اکرم ﷺ کا وصال ہوا' تو لوگوں کے درمیان آپ ﷺ کو دفن کرنے کے بارے میں اختلاف ہوا' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بتایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو اس بارے میں وہ بات ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو مجھے بھولی نہیں ہے' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تھا اللہ تعالیٰ نبی کی روح کو اسی جگہ قبض کرتا ہے' جس جگہ وہ نبی دفن ہونا پسند کرتا ہے' تو لوگوں نے آپ ﷺ کے بستر کی جگہ پر آپ کو دفن کر دیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''غریب'' ہے۔
عبدالرحمٰن بن ابوبکر نامی راوی کو ان کے حافظے کے حوالے سے ضعیف قرار دیا گیا ہے۔
یہی روایت دیگر حوالوں سے بھی منقول ہے۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

بَاب اٰخَرُ

باب 31: بلاعنوان

940 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ اَنَسٍ الْمَكِّىِّ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: اذْكُرُوْا مَحَاسِنَ مَوْتَاكُمْ وَكُفُّوْا عَنْ مَسَاوِيْهِمْ

940- اخرجه ابو داؤد (692/2) كتاب الادب ' باب: في النهي عن سب الموتى' حديث (4900) عن ابي كريب محمد بن العلاء ' عن معاوية بن هشام' عن عمران بن انس المكى عن عطاء عن ابن عمر به-

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

قولِ امام بخاری: قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُوْلُ عِمْرَانُ بْنُ اَنَسٍ الْمَكِّيُّ مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ

اسنادِ دیگر: وَرَوٰى بَعْضُهُمْ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَ وَعِمْرَانُ بْنُ اَبِىْ اَنَسٍ مِصْرِيٌّ اَقْدَمُ وَاَثْبَتُ مِنْ عِمْرَانَ بْنِ اَنَسٍ الْمَكِّيِّ

◄► حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اپنے مرحومین کی اچھی باتوں کا تذکرہ کرو اوران کی برائیوں کے ذکر سے اجتناب کرو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''غریب'' ہے۔

میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: عمران بن انس مکی ''منکرالحدیث'' ہیں۔

بعض راویوں نے اس روایت کو عطاء کے حوالے سے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔

عمران بن ابوانس مصری عمران بن انس مکی سے مستند راوی ہیں اور پہلے کے زمانے کے ہیں۔

شرح

مختلف امور کی توضیحات:

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسلسل تین ابواب کے ذیل میں چار احادیث مبارکہ تخریج فرمائی ہیں جن میں بیان کردہ مسائل کا خلاصہ درج ذیل ہے:

(۱) شہداء احد کا ذکر خیر:

غزوہ احد کے موقع پر مسلمانوں کو شکست ہوئی جس کے نتیجہ میں بھاری جانی و مالی نقصان اٹھانا پڑا۔ ستر صحابہ کرام شہید ہوئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی شدید زخمی ہوئے۔ عرب کی زمین پتھریلی ہونے کی وجہ سے گورکنی میں بڑی دشواری پیش آتی تھی۔ اس لیے ایک قبر میں دو دو یا تین شہداء کی تدفین عمل میں لائی گئی۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ بھی شہداء احد میں شامل تھے۔ دشمن نے آپ کو شہید کرنے پر اکتفاء نہ کیا بلکہ ناک، کان کاٹ دیے اور پیٹ پھاڑ کر کلیجہ نکال لیا۔ ایک کپڑے میں دو تین شہداء کو کفن دیا گیا۔ شہداء احد کو قبر میں رکھتے وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دریافت فرماتے کہ ان میں کس کو زیادہ قرآن یاد ہے، جواب ملنے پر جسے زیادہ قرآن یاد ہوتا اسے قبلہ کی طرف لٹایا جاتا تھا۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے سامان میں ایک دھاری دار چادر تھی جس میں آپ کو کفن دیا گیا۔ وہ چادر اس قدر چھوٹی تھی کہ اس سے سر چھپایا جاتا تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور اگر پاؤں چھپائے جاتے تو سر ننگا ہو جاتا تھا۔ آخر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کرتے ہوئے سر کو کپڑے سے چھپا دیا گیا لیکن پاؤں پر گھاس وغیرہ ڈال کر تدفین عمل میں لائی گئی۔ شہداء احد پر نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی تھی۔

(۲) شہید کی نماز جنازہ میں مذاہب آئمہ: کیا شہید پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ میں اختلاف

ہے،جس کی تفصیل درج ذیل ہیں:۔

(۱) حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ شہید پر نماز جنازہ نہیں ہے، وہ غسل اور نماز جنازہ کے بغیر دفن کیا جائے گا۔انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ شہداء احد بغیر نماز جنازہ کے دفن کیے گئے تھے۔

(۲) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شہید کی نماز جنازہ پڑھنا واجب ہے۔شہداء کی نماز جنازہ کے بارے میں مختلف روایات ہے۔بعض میں اثبات ہے اور بعض میں نفی وارد ہوئی ہے۔بعض میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء احد کی نماز جنازہ پڑھی جبکہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی ستر بار نماز جنازہ ادا کی گئی۔حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے احتیاطی پہلو کو اختیار کرتے ہوئے شہید پر نماز جنازہ واجب قرار دی ہے۔

(۳) حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شہید پر نماز جنازہ واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔

(۳) گھر میں تدفین خصوصیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے، جب ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے حوالے سے مختلف مسائل پیش آئے۔اس سلسلہ میں پہلا مسئلہ یہ پیش آیا کہ آپ کی تدفین کہاں عمل میں لائی جائے؟ کسی نے مشورہ دیا کہ مکہ معظمہ آپ کا پیدائشی شہر ہے لہٰذا وہاں تدفین کی جائے، کسی نے کہا بیت المقدس انبیاء کرام علیہم السلام کی زمین ہے لہٰذا وہاں تدفین کی جائے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس مسئلہ کا حل یوں بیان فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین آپ کے در دولت میں ہوگی کیونکہ میں نے خود آپ کی زبان ترجمان حق سے سنا ہے کہ جہاں کسی نبی کا وصال ہوتا ہے ان کی تدفین بھی وہاں ہی عمل میں لائی جاتی ہے۔

ایک مسئلہ یہ درپیش آیا کہ عام آدمی کی طرح کپڑے اتار کر آپ کو غسل دیا جائے یا کوئی دوسرا طریقہ اختیار کیا جائے؟ اس مسئلہ کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مشاورت کر رہے تھے، اچانک ان پر غنودگی طاری ہوگئی اور ایک کونے سے آواز سنائی دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کپڑوں سمیت غسل دیا جائے۔چنانچہ اس ایماء ایزدی پر عمل کرتے ہوئے آپ کو کپڑوں سمیت غسل دیا گیا۔

ایک مسئلہ یہ درپیش ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ کہاں پڑھائی جائے اور کون پڑھائے؟ یہ مسئلہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھا گیا تو آپ نے یوں حل فرمادیا: هو امامكم حيا وميتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندگی میں تمہارے امام تھے اور انتقال کے بعد بھی''۔چونکہ آپ کی ذات اقدس ہماری مثل نہیں تھی لہٰذا آپ کی نماز جنازہ بھی ہم سے مختلف ہے۔انفرادی طور پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حاضر ہوکر آپ کی ذات والا صفات پر درود وسلام پیش کرتے رہے اور یہی نماز جنازہ تھی۔حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حاضری کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی کو بوسہ دیا۔

(۴) مردوں کی برائیاں بیان کرنے سے اجتناب کرنا: حدیث باب کا شان ورود خاص ہے لیکن علماء نے اس کا حکم عام رکھا ہے۔اس روایت کا شان ورود یہ ہے کہ اس حدیث میں یہ مضمون بیان فرمایا گیا ہے کہ دوران غسل جب میت کی کوئی خوبی دیکھو کہ چہرہ روشن ہوگیا یا خوشبو پھیل گئی تو وہ لوگوں کو بیان کرو مگر اس کا چہرہ سیاہ ہو جائے یا بدبو پھیل جائے تو اس کا تذکرہ ہرگز کسی سے نہ

کرو۔ مشہور تابعی حضرت زرارہ بن اوفی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں مشہور ہے انہوں نے قسم کھائی کہ جب تک انہیں ان کا آخری انجام معلوم نہ ہو جائے تو وہ نہیں ہنسیں گے۔ اس قسم کے بعد تا حیات وہ متفکر رہے مگر ہنسے نہیں۔ جب ان کا انتقال ہوا تو غسل دینے کے لیے تختہ پر لٹائے گئے تو انہوں نے ہنسنا شروع کر دیا اور دوران غسل وہ مسلسل ہنستے رہے۔ جب انہیں کفن پہنایا گیا تو انہوں نے ہنسا بند کر دیا۔ ایسے واقعات لوگوں کو بتائے جائیں جن سے حقانیت اسلام کی ترجمانی ہوتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْجُلُوسِ قَبْلَ اَنْ تُوضَعَ

باب 32: جنازہ رکھے جانے سے پہلے بیٹھ جانا

941 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسٰى عَنْ بِشْرِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ جُنَادَةَ بْنِ اَبِي اُمَيَّةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اتَّبَعَ الْجَنَازَةَ لَمْ يَقْعُدْ حَتّٰى تُوضَعَ فِي اللَّحْدِ فَعَرَضَ لَهُ حَبْرٌ فَقَالَ هٰكَذَا نَصْنَعُ يَا مُحَمَّدُ قَالَ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ خَالِفُوهُمْ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

توضیح راوی: وَبِشْرُ بْنُ رَافِعٍ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ فِي الْحَدِيثِ

◆◆ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب جنازے کے ساتھ تشریف لے جاتے تھے تو اس وقت تک تشریف فرما نہیں ہوتے تھے جب تک میت کو لحد میں رکھ نہ دیا جائے ایک مرتبہ یہودیوں کا ایک عالم آیا اور بولا: اے حضرت محمد ﷺ ہم بھی اسی طرح کرتے ہیں تو نبی اکرم ﷺ تشریف فرما ہوئے اور آپ نے ارشاد فرمایا: ان کی مخالفت کرو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''غریب'' ہے۔

بشر بن رافع نامی راوی علم حدیث میں مستند نہیں ہیں۔

بَابُ فَضْلِ الْمُصِيبَةِ اِذَا احْتَسَبَ

باب 33: مصیبت پر ثواب کی امید رکھنے کی فضیلت

942 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ اَبِي سِنَانٍ

متنِ حدیث: قَالَ دَفَنْتُ ابْنِي سِنَانًا وَّاَبُو طَلْحَةَ الْخَوْلَانِيُّ جَالِسٌ عَلٰى شَفِيرِ الْقَبْرِ فَلَمَّا اَرَدْتُ الْخُرُوجَ

941- اخرجه ابو داؤد (221/1) كتاب الجنائز، باب: القيام للجنازة، حديث (3176) وابن ماجه (493) كتاب الجنائز: باب: ما جاء في القيام للجنازة، حديث (1545) عن بشر بن رافع، عن عبد الله بن سليمان بن جنادة بن امية عن ابيه، عن جده عن عبادة بن الصامت به۔

942- اخرجه احمد (415/4) وعبد بن حميد (ص 194) حديث (551) عن حماد بن سلمة، عن ابي سنان، عن ابي طلحة الخولاني، قال: حدثني الضحاك بن عبد الرحمن بن عزرب عن ابي موسى الاشعري به۔

اَخَذَ بِيَدِیْ فَقَالَ اَلَا اُبَشِّرُكَ يَا اَبَا سِنَانٍ قُلْتُ بَلٰى فَقَالَ حَدَّثَنِی الضَّحَّاكُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَرْزَبٍ عَنْ اَبِیْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

اِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللّٰهُ لِمَلَائِكَتِهٖ قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِیْ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيَقُوْلُ قَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِهٖ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيَقُوْلُ مَاذَا قَالَ عَبْدِیْ فَيَقُوْلُوْنَ حَمِدَكَ وَاسْتَرْجَعَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ ابْنُوْا لِعَبْدِیْ بَيْتًا فِی الْجَنَّةِ وَسَمُّوْهُ بَيْتَ الْحَمْدِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

ابوسنان بیان کرتے ہیں: میں نے اپنے بیٹے سنان کو دفن کیا' ابوطلحہ خولانی قبر کے کنارے بیٹھ گئے' جب میں قبر سے باہر آنے لگا' تو انہوں نے میرا ہاتھ تھام لیا اور بولے: اے ابوسنان! کیا میں تمہیں خوشخبری نہ دوں' میں نے جواب دیا: جی ہاں! تو انہوں نے فرمایا: ضحاک بن عبدالرحمٰن نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے: جب کسی شخص کا بچہ فوت ہو جائے' تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے یہ فرماتا ہے: تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کر لی ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں: جی ہاں! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تم نے اس کے جگر کے ٹکڑے کو قبض کر لیا ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں: جی ہاں! تو اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے' میرے بندے نے کیا کہا؟ فرشتے جواب دیتے ہیں: اس نے تیری حمد بیان کی اور "انا للہ و انا الیہ راجعون" پڑھا' تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے کے لیے جنت میں گھر بنا دو اور اس کا نام "بیت الحمد" رکھو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی التَّكْبِيْرِ عَلَى الْجَنَازَةِ

باب 34: جنازے پر تکبیر کہنا

943 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى عَلَى النَّجَاشِيِّ فَكَبَّرَ اَرْبَعًا

943- اخرجه مالك في الموطا (226/1) كتاب الجنائز' باب: التكبير على الجنائز' حديث (14) والبخاري (139/3) كتاب الجنائز' باب: الرجل ينعى الى اهل الميت بنفسه' حديث (1245) وباب: الصفوف على الجنازة' حديث (1318) وباب: الصلوة على الجنائز' حديث (1327-1328) وباب: التكبير على الجنازة اربعاً حديث (1333) وكتاب مناقب الانصار' باب: موت النجاشي' حديث (3880' 3881) ومسلم (361/3 الابي) كتاب الجنائز: باب: في التكبير على الجنازة' حديث (951/62' 951/63) وابو داؤد (230/2) كتاب الجنائز: باب: الصلوٰة على المسلم يموت في بلاد الشرك' حديث (3204) والنسائي (69/4) كتاب الجنائز' باب: الصفوف على الجنازة' حديث (1971) وباب: عدد التكبير على الجنازة حديث (1980) وباب: الاستغفار للمؤمنين' حديث (2041) وابن ماجه (490/1) كتاب الجنائز' باب ما جاء في الصلوٰة على النجاشي' حديث (1534) واخرجه احمد (230/2' 280' 289' 384' 438' 479' 529' 241) والحميدي (445/2) حديث (1023) من طرق عن ابي سلمة بن عبد الرحمن وابن المسيب عن ابي هريرة به-

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّابْنِ اَبِيْ اَوْفٰى وَجَابِرٍ وَّيَزِيْدَ بْنِ ثَابِتٍ وَّاَنَسٍ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَيَزِيْدُ بْنُ ثَابِتٍ هُوَ اَخُو زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَّهُوَ اَكْبَرُ مِنْهُ شَهِدَ بَدْرًا وَّزَيْدٌ لَمْ يَشْهَدْ بَدْرًا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ يَرَوْنَ التَّكْبِيْرَ عَلَى الْجَنَازَةِ اَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ

وَّهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَمَالِكِ بْنِ اَنَسٍ وَّابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے نجاشی کی نماز جنازہ ادا کی' آپ نے اس میں چار تکبیریں کہیں۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابن ابی اوفی، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت یزید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت یزید بن ثابت رضی اللہ عنہ نامی راوی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں اور عمر میں ان سے بڑے ہیں' انہیں غزوہ بدر میں شرکت کا شرف حاصل ہے' جبکہ حضرت زید رضی اللہ عنہ کو غزوہ بدر میں شرکت کا شرف حاصل نہیں ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول یہ روایت ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے' اکثر اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے۔ ان کے نزدیک نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہی جائیں گی۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

944 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى

متنِ حدیث: قَالَ كَانَ زَيْدُ بْنُ اَرْقَمَ يُكَبِّرُ عَلٰى جَنَائِزِنَا اَرْبَعًا وَّاَنَّهُ كَبَّرَ عَلٰى جَنَازَةٍ خَمْسًا فَسَاَلْنَاهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُهَا ،

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِلٰى هٰذَا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ

944- اخرجه مسلم (365/3 الابی) كتاب الجنائز: باب: الصلوٰة على القبر' حديث (957/72) وابو داؤد (228/2) كتاب الجنائز: باب: التكبير على الجنازة ' حديث (3197) والنسائی (72/4) كتاب الجنائز: باب: عدد التكبير على الجنازة ' حديث (1982) وابن ماجه (482/1) كتاب الجنائز' باب: ماجاء يمن كبر خمسا' حديث (1505) واخرجه احمد (367/4' 372) عن شعبة' عن عمرو بن مرة' عن عبد الرحمن بن ابی ليلیٰ' عن زيد بن ارقم به-

رَاَوُا التَّكْبِيْرَ عَلَى الْجَنَازَةِ خَمْسًا وقَالَ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ اِذَا كَبَّرَ الْاِمَامُ عَلَى الْجَنَازَةِ خَمْسًا فَاِنَّهٗ يُتَّبَعُ الْاِمَامُ

◆◆ عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ بیان کرتے ہیں: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہا کرتے تھے ایک مرتبہ انہوں نے ایک جنازے میں پانچ مرتبہ تکبیر کہی ہم نے ان سے اس بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ بھی اسی طرح تکبیر کہتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہل علم اس طرف گئے ہیں ان کے نزدیک نماز جنازہ میں پانچ تکبیریں کہی جائیں گی۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات فرمائی ہے: اگر امام نماز جنازہ میں پانچ تکبیریں کہے تو آدمی کو اس کی پیروی کرنی چاہیے۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ فِى الصَّلٰوةِ عَلَى الْمَيِّتِ

باب 35: نماز جنازہ میں کیا پڑھا جائے؟

945 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا هِقْلُ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ حَدَّثَنِىْ اَبُوْ اِبْرَاهِيْمَ الْاَشْهَلِيُّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰى عَلَى الْجَنَازَةِ قَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا

اسنادِ دیگر: قَالَ يَحْيٰى وَحَدَّثَنِىْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَزَادَ فِيْهِ اللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعَآئِشَةَ وَاَبِىْ قَتَادَةَ وَعَوْفِ بْنِ مَالِكٍ وَّجَابِرٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ وَالِدِ اَبِىْ اِبْرَاهِيْمَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَرَوٰى هِشَامٌ الدَّسْتُوَائِيُّ وَعَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا وَرَوٰى عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ عَآئِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدِيْثُ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ غَيْرُ مَحْفُوْظٍ وَّعِكْرِمَةُ رُبَّمَا يَهِمُ فِىْ حَدِيْثِ يَحْيٰى وَرُوِىَ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قولِ امام بخاری: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُوْلُ اَصَحُّ الرِّوَايَاتِ فِىْ هٰذَا حَدِيْثُ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِىْ

945- اخرجه ابو داؤد (229/2) كتاب الجنائز : باب: الدعاء للميت حديث (3201) وابن ماجه (480/1) كتاب الجنائز: باب: ما جاء في الدعاء في الصلوٰة على الجنازة حديث (1498) واخرجه احمد (368/2) عن ابى سلمة عن ابى هريرة به-

اِبْرَاهِيْمَ الْاَشْهَلِيّ عَنْ اَبِيْهِ وَسَاَلْتُهٗ عَنِ اسْمِ اَبِىْ اِبْرَاهِيْمَ فَلَمْ يَعْرِفْهُ

◆◆ ابوابراہیم اشہلی اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب نماز جنازہ ادا کرتے تھے' تو اس میں یہ پڑھتے تھے۔

''اے اللہ! ہمارے زندہ لوگوں' ہمارے مرحومین، ہمارے حاضر لوگوں، ہمارے غیر حاضر لوگوں، ہمارے چھوٹوں، ہمارے بڑوں، ہمارے مردوں، ہماری عورتوں کی مغفرت کردے''۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے اسی کی مانند نقل کیا ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ زائد ہیں۔

''اے اللہ! ہم میں سے جسے تو نے زندہ رکھنا ہو' اسے اسلام پر زندہ رکھنا اور جسے تو نے موت دینی ہو' اسے ایمان کی حالت میں موت دینا''۔

اس بارے میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

ابوابراہیم کے والد سے منقول یہ روایت ''حسن صحیح'' ہے۔

ہشام اور علی بن مبارک نے اس روایت کو یحییٰ بن ابوکثیر کے حوالے سے، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے ''مرسل'' روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

عکرمہ نے اسے یحییٰ بن ابوکثیر کے حوالے سے، ابوسلمہ کے حوالے سے، سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔ عکرمہ بن عمار سے منقول روایت محفوظ نہیں ہے۔

یحییٰ سے روایات نقل کرنے میں عکرمہ بعض اوقات وہم کا شکار ہوجاتے ہیں۔

عبداللہ بن ابوقتادہ اپنے والد کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے (اسی کی مانند) نقل کرتے ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: اس بارے میں سب سے زیادہ مستند روایت یحییٰ بن ابوکثیر کی ابوابراہیم اشہلی کے حوالے سے، ان کے والد کے حوالے سے نقل کردہ روایت ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے ابوابراہیم اشہلی کا نام دریافت کیا' تو انہیں اس کا پتہ نہیں تھا۔

946 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيّ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ

متنِ حدیث: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّى عَلٰى مَيِّتٍ فَفَهِمْتُ مِنْ صَلَاتِهٖ عَلَيْهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ وَاغْسِلْهُ بِالْبَرَدِ وَاغْسِلْهُ كَمَا يُغْسَلُ الثَّوْبُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

946- اخرجه مسلم (3/372- الابى) كتاب الجنائز' باب: الدعا للميت فى الصلوٰة' حديث (85/963) والنسائى (1/51) كتاب الطهارة' باب: الوضوء بماء البرد' حديث (62) وكتاب الجنائز: باب : الدعاء' حديث (1983' 1984)' وابن ماجه (1/481) كتاب الجنائز: باب: ما جاء فى الدعاء فى الصلوٰة على الجنازة' حديث (1500)'واخرجه احمد (6/23' 28) عن جبير بن نفير' عن عوف بن مالك به-

قولِ امام بخاری: قَالَ مُحَمَّدٌ اَصَحُّ شَيْءٍ فِي هٰذَا الْبَابِ هٰذَا الْحَدِيْثُ

◆◆ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو سنا: آپ نے نماز جنازہ ادا کی' تو مجھے آپ ﷺ کی اس میت کے لیے اس دعا کا علم ہوا۔

''اے اللہ! تو اس کی مغفرت کردے' تو اس پر رحم کر اور اس کے (گناہوں کو) رحمت کے اولوں کے ذریعے' یوں دھو دے' جیسے کپڑے کو دھویا جاتا ہے''۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں منقول سب سے زیادہ مستند روایت یہی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْقِرَائَةِ عَلَى الْجَنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

باب 36: نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنا

947 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ عُثْمَانَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَاَ عَلَى الْجَنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ اُمِّ شَرِيْكٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ لَيْسَ اِسْنَادُهُ بِذٰلِكَ الْقَوِيِّ

توضیح راوی: اِبْرَاهِيمُ بْنُ عُثْمَانَ هُوَ اَبُوْ شَيْبَةَ الْوَاسِطِيُّ مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ

آثارِ صحابہ: وَالصَّحِيْحُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَوْلُهُ مِنَ السُّنَّةِ الْقِرَائَةُ عَلَى الْجَنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھی ہے۔

اس بارے میں سیدہ ام شریک رضی اللہ عنہا سے بھی احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول اس حدیث کی سند زیادہ مستند نہیں ہے۔

اس کا راوی ابراہیم بن عثمان جو ابوشیبہ واسطی ہے۔ یہ ''منکر الحدیث'' ہے۔

مستند روایت یہی ہے: یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان کے اپنے قول کے طور پر منقول ہے: نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنا سنت ہے۔

948 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيمَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَوْفٍ

947- اخرجه ابن ماجه (479/1) كتاب الجنائز: باب: ما جاء في القراءة على الجنازة' حديث (1495) عن احمد بن منيع' عن زيد بن الحباب عن ابراهيم بن عثمان' عن الحكم عن مقسم عن ابن عباس به۔

متنِ حدیث: اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ فَقَرَاَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَقُلْتُ لَهٗ فَقَالَ اِنَّهٗ مِنَ السُّنَّةِ اَوْ مِنْ تَمَامِ السُّنَّةِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ يَخْتَارُوْنَ اَنْ يُّقْرَاَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ بَعْدَ التَّكْبِيْرَةِ الْاُوْلٰى وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ لَا يُقْرَاُ فِي الصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنَازَةِ اِنَّمَا هُوَ ثَنَاءٌ عَلَى اللّٰهِ وَالصَّلٰوةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالدُّعَاءُ لِلْمَيِّتِ وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَغَيْرِهٖ مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ

توضیحِ راوی: وَطَلْحَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَوْفٍ هُوَ ابْنُ اَخِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رَوٰى عَنْهُ الزُّهْرِيُّ

◆◆ طلحہ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک نماز جنازہ ادا کی' اس میں سورہ فاتحہ پڑھی' میں نے ان سے اس بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا: یہ سنت ہے (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں: شاید) سنت کی تکمیل کے لیے ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے' بعض اہلِ علم کے نزدیک' اس حدیث پر عمل کیا جائے گا' انہوں نے اس بات کو اختیار کیا ہے: پہلی تکبیر کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھی جائے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ' امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: نماز جنازہ میں قرأت نہیں کی جائے گی' اس میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی جائے گی' نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجا جائے گا' اور میت کے لیے دعا کی جائے گی۔

امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اہلِ کوفہ اسی بات کے قائل ہیں۔

طلحہ بن عبداللہ بن عوف حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے بھتیجے ہیں۔ زہری نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنَازَةِ وَالشَّفَاعَةِ لِلْمَيِّتِ

باب 37: میت کے لیے دعا اور سفارش کیسے کی جائے؟

949 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَيُوْنُسُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْيَزَنِيِّ قَالَ

948- اخرجه البخاري (242/3) كتاب الجنائز' باب: قراءة فاتحة الكتاب على الجنازة' حديث (1335) وابو داؤد (228/2) كتاب الجنائز: باب: ما يقرا على الجنازة' حديث (3198) والنسائي (84/4) كتاب الجنائز' باب: الدعاء حديث (1988/1987) عن سعد بن ابراهيم' عن طلحة بن عبد الله بن عوف عن ابن عباس به-

متن حدیث: كَانَ مَالِكُ بْنُ هُبَيْرَةَ إِذَا صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ فَتَقَالَّ النَّاسَ عَلَيْهَا جَزَّأَهُمْ ثَلَاثَةَ أَجْزَاءٍ ثُمَّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: مَنْ صَلَّى عَلَيْهِ ثَلَاثَةُ صُفُوفٍ فَقَدْ اَوْجَبَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عَائِشَةَ وَأُمِّ حَبِيبَةَ وَاَبِي هُرَيْرَةَ وَمَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: حَدِيثُ مَالِكِ بْنِ هُبَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ

اسنادِ دیگر: هٰكَذَا رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ وَرَوٰى اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ هٰذَا الْحَدِيْثَ وَاَدْخَلَ بَيْنَ مَرْثَدٍ وَمَالِكِ بْنِ هُبَيْرَةَ رَجُلًا وَرِوَايَةُ هٰؤُلَاءِ اَصَحُّ عِنْدَنَا

◆◆ عبداللہ یزنی بیان کرتے ہیں: حضرت مالک بن زہیرہ رضی اللہ عنہ جب نماز جنازہ ادا کرتے اور لوگ کم ہوتے' تو وہ انہیں تین صفوں میں تقسیم کردیتے تھے اور پھر یہ بیان کرتے تھے' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جس شخص کی نماز جنازہ' تین صفیں ادا کرلیں' اس کے لیے جنت واجب ہوجاتی ہے۔

اس بارے میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔ دیگر راویوں نے اسے محمد بن اسحٰق کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

ابراہیم بن سعد نے اس روایت کو محمد بن اسحٰق کے حوالے سے نقل کیا ہے' انہوں نے مرثد نامی راوی اور حضرت مالک بن ہبیرہ کے درمیان ایک اور شخص کا تذکرہ کیا ہے' ہمارے نزدیک ان لوگوں کی روایات مستند ہیں۔

شرح

نماز جنازہ کے حوالے سے چند مسائل:

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسلسل پانچ ابواب کے ذیل میں آٹھ احادیث مبارکہ کی تخریج فرمائی ہیں۔ ان میں اہم بیان کردہ مسائل کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) جنازہ زمین پر رکھنے سے قبل زمین پر بیٹھنے کا مسئلہ: جنازہ کے ساتھ لوگ کثیر ہوں یا قلیل جب تک جنازہ زمین پر نہ رکھا جائے تو زمین پر بیٹھنا مکروہ ہے۔ زمین پر جنازہ رکھنے سے لے کر قبر میں اتارنے تک اختیار ہے کہ کوئی شخص کھڑا رہے یا بیٹھ جائے۔ ابتداءِ اسلام میں کھڑا رہنے کا حکم تھا لیکن بعد میں بیٹھنے کی اجازت دی گئی کیونکہ کھڑا رہنا یہود کا طریقہ ہے۔

(۲) مصیبت پر صبر کرنے کی فضیلت: جو شخص کسی بھی مصیبت میں صبر کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو پیش نظر رکھتا ہے تو جنت میں اس کا محل تیار کردیا جاتا ہے۔ حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ حقیقت مترشح ہوکر سامنے آجاتی ہے۔

949- اخرجه ابن ماجه (478/1) كتاب الجنائز: باب: ما جاء فيمن صلى عليه جماعة من المسلمين' حديث (1490)' وابو داؤد (219/2)۔

جب کسی کا بچہ فوت ہو جائے اور وہ اس پر صابر ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کر کے یوں کہے: اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ o تو اس پر اللہ تعالیٰ خوش ہو جاتا ہے اور اپنے فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ اس صابر وشاکر بندے کے لیے جنت میں محل تعمیر کر دو جس کا نام "بیت الحمد" تجویز کر دو۔

(۳) نماز جنازہ میں تکبیروں کی تعداد: روایات کا مطالعہ کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نماز جنازہ میں پانچ تکبیریں کہی ہیں اور چار بھی۔ پانچ تکبیروں کا پہلا عمل تھا مگر چار تکبیروں کا بعد والا عمل ہے۔ شاہ حبشہ نجاشی رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار تکبیریں کہی تھی۔ نجاشی مسلمان ہو چکا تھا لیکن امور سیاست میں مشغولیت کی وجہ سے مدینہ طیبہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکا۔ ان کا انتقال ہوا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کو اطلاع دی تو آپ نے ان کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی تھی۔

(۴) غائبانہ نماز جنازہ حوالے سے مذاہب آئمہ: کیا غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱)- حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ غائبانہ نماز جنازہ ادا کرنا جائز ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہ حبشہ نجاشی رضی اللہ عنہ کا انتقال ہونے پر غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی۔

(۲) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک غائبانہ نماز جنازہ ممنوع ہے۔ انہوں نے تاریخی حقائق سے استدلال کیا ہے کہ دور رسالت میں کئی صحابہ کا انتقال ہوا لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی غائبانہ نماز جنازہ ادا نہیں فرمائی۔ غزوہ موتہ کے موقع پر متعدد صحابہ شہید ہوئے جس کے سبب آپ پر بھی صدمہ کا اثر کئی ایام تک رہا تھا۔ آپ نے شہداء کی غائبانہ نماز جنازہ نہ پڑھائی۔

حضرت امام اعظم اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: (۱) نجاشی کا جنازہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بذریعہ ملائکہ پیش کر دیا گیا تھا (۲) مدینہ طیبہ سے حبشہ تک درمیانی پردہ ختم کر دیا گیا تو نجاشی کا جنازہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ گیا۔ آپ نے نماز جنازہ پڑھا دی۔ (۳) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت سے تھا کہ آپ غائبانہ نماز جنازہ پڑھا سکتے ہیں۔

(۵) نماز جنازہ ادا کرنے کے طریقہ میں مذاہب آئمہ: اس بات میں آئمہ فقہ کا اتفاق ہے کہ نماز جنازہ میں چار تکبیریں ہیں۔ البتہ طریقہ نماز جنازہ میں قدرے اختلاف ہے۔ پہلی تکبیر کے بعد حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی جاتی ہے۔ حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک سورۃ فاتحہ کی قرأت ہے۔ دوسری تکبیر کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پیش کیا جاتا ہے۔ تیسری تکبیر کے بعد میت کے لیے دعا ہے۔ چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیرا جاتا ہے۔ نماز جنازہ سے فارغ ہو کر میت کے لیے اجتماعی دعا کی جاتی

ہے۔

(۶) نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنے یا نہ پڑھنے میں مذاہب آئمہ: کیا نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ کی قرأت ہے یا نہیں ہے؟ اس بارے میں مذاہب آئمہ کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ کی قرأت نہیں ہے۔انہوں نے متعدد روایات سے استدلال کیا ہے:(۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے: **لا یقرأ فی الصلوٰۃ علی الجنازۃ** (الموطا لامام مالک) (نماز جنازہ میں قرأت نہیں کی جائے گی) اس سے ثابت ہوا سورۃ فاتحہ کی قرأت بھی درست نہ ہوئی۔(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: **فاخلصوا لہ الدعاء** (سنن ابی داؤد) ''جب تم نماز جنازہ سے فراغت حاصل کرلو میت کے حق میں خاص دعا کرو''۔اس حدیث میں دعا کا ذکر ہے' جبکہ فاتحہ کا نہیں ہے۔

۲۔حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ کی قرأت ہے۔انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ کی قرأت فرمائی۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نماز جنازہ میں پہلی تکبیر کے بعد سورۃ فاتحہ کی تلاوت مستقل قرأت کے طور پر نہیں کی تھی بلکہ دعا وثناء کے طور پر کی تھی۔ہم بھی اس کے قائل ہیں کہ پہلی تکبیر کے بعد سورۃ فاتحہ بطور دعا وثناء پڑھی جاسکتی ہے۔

۷۔نمازِ جنازہ کے حوالے سے چند فقہی مسائل:

نماز جنازہ کے حوالے سے چند ایک فقہی مسائل ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:۔

☆ جنازہ کو کندھا دینا عبادت ہے اور عبادت میں کوتاہی نہیں ہونی چاہیے۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے جنازہ کو کندھا دیا تھا۔

☆ مسنون ہے کہ چار آدمی میت کی چار پائی کو اٹھائیں۔دو کا اٹھانا مکروہ ہے مگر ضرورت کے تحت دو شخص بھی میت کی چار پائی اٹھا سکتے ہیں۔

☆ مسنون ہے میت کی چار پائی کے چاروں پایوں کو یکے بعد دیگرے کندھا دیا جائے۔پہلے دائیں سرہانے پھر دائیں پائنتی کو کندھا دیا جائے۔اسی طرح بائیں سرہانے پھر بائیں پائنتی کو کندھا دیا جائے۔ہر پائے کو کندھا دیتے وقت دس قدم چلا جائے۔اس طرح یہ کل چالیس قدم ہو جائیں گے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص چالیس قدم جنازہ اٹھائے تو اس کے چالیس کبیرہ گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔ایک روایت میں ہے کہ میت کو کندھا دینے والے شخص کی یقینی بخشش کردی جاتی ہے۔

☆ جنازہ تیزی سے لے جایا جائے مگر اتنی بھی تیز رفتاری سے نہ ہو کہ میت کو جھٹکے لگیں اور نہ بالکل آہستہ رفتار میں کہ میت کو

قبرستان لے جانے میں تاخیر ہو جائے۔

☆ جنازہ کے ساتھ پیدل اور پیچھے چلنا افضل ہے۔ کسی مجبوری کی وجہ سے آگے چلنا یا سوار ہونا بھی جائز ہے۔

☆ جنازہ لے جانے میں سرہانا آگے ہونا چاہیے اور پاؤں پیچھے، جنازہ کے ساتھ آگ لے جانے کی ممانعت ہے۔

☆ جنازہ کے ساتھ چلتے وقت سکوت اختیار کرنا چاہیے اور دنیاوی باتوں سے مکمل اجتناب کرنا چاہیے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جنازہ کے ساتھ چلنے والے ایک شخص کو ہنستے ہوئے دیکھا تو اظہار ناراضگی کرتے ہوئے آپ نے فرمایا: میں تم سے بات نہیں کروں گا۔

☆ جب کثیر لوگ موجود ہوں تو جنازہ اٹھانے کی اجرت لینا جائز ہے مگر اس صورت میں جنازہ اٹھانے کے ثواب سے محروم رہے گا۔

☆ میت عزیز یا پڑوسی یا نیک شخص ہو تو اس کے جنازہ کے ساتھ جانا نفلی عبادت سے افضل ہے۔

☆ جنازہ کے ساتھ چلنے والا شخص نماز جنازہ پڑھے بغیر واپس نہیں جا سکتا، نماز جنازہ کے بعد ورثاء کی اجازت سے واپس آسکتا ہے لیکن تدفین کے بعد اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔

☆ نماز جنازہ فرض کفایہ ہے، اگر ایک شخص نے بھی پڑھ لیا تو سب بری الذمہ ہو جائیں گے ورنہ سب گنا ہگار ہوں گے، اس میں جماعت شرط نہیں ہے۔

☆ وجوب نماز جنازہ کی شرائط وہی ہیں جو دوسری نمازوں کی ہیں: (۱) قادر ہونا (۲) بالغ ہونا (۳) عاقل ہونا (۴) مسلمان ہونا۔

☆ نماز جنازہ میں مصلی کی شرائط یہ ہیں: (۱) نجاست حقیقیہ اور حکمیہ سے پاک ہونا (۲) قبلہ کی طرف منہ ہونا (۳) ستر عورت (۴) نیت ہونا۔

☆ میت سے متعلق چند شرائط یہ ہیں: (۱) مسلمان ہونا (۲) میت کے جسم اور کفن کا پاک ہونا (۳) جنازہ کا موجود ہونا (۴) جنازہ زمین پر ہونا (۵) جنازہ مصلی کے سامنے ہونا (۶) میت کا امام کے محاذی ہونا (۷) میت کا جسم چھپا ہوا ہونا۔

☆ اگر امام کا جسم یا کپڑے نجس تھے تو اس نے نماز جنازہ پڑھا دی تو اس کا اعادہ ضروری ہے۔

☆ ہر مسلمان کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی خواہ وہ کتنا ہی گنا ہگار ہو۔

☆ نماز جنازہ کے دو رکن ہیں: (۱) قیام (۲) چار تکبیریں۔

☆ نماز جنازہ میں تین امور سنت مؤکدہ ہیں: (۱) حمد و ثناء (۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پیش کرنا (۳) میت کے لیے دعا کرنا۔

☆ نماز جنازہ پڑھانے کا زیادہ حقدار سلطان وقت ہے (بشرطیکہ وہ امیر شرعی کی صفات کا حامل ہو) پھر قاضی ہے، پھر امام جمعہ پھر امام محلہ پھر ولی۔

☆ جن امور سے دوسری نمازیں فاسد ہو جاتی ہیں، ان سے نماز جنازہ بھی فاسد ہو جاتی ہے۔
☆ جس شخص کی بعض تکبیرات فوت ہو گئیں تو وہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد کہہ سکتا ہے۔
☆ نماز جنازہ کے دوران امام بے وضو ہو گیا تو وہ دوسرے شخص کو اپنا خلیفہ بنا سکتا ہے۔
☆ نماز مغرب کے وقت جنازہ آیا یا کسی دوسری فرض نماز کے وقت جبکہ جماعت تیار ہو تو پہلے فرائض وسنن پڑھی جائیں پھر نماز جنازہ پڑھی جائے۔ (ماخوذ از ہدایہ و بہار شریعت مدنیہ جلد اوّل از صفحہ ۸۲۲ تا ۸۴۲)

950 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِیُّ عَنْ اَیُّوْبَ وحَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِیْعٍ وَّعَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ یَزِیْدَ رَضِیْعٍ كَانَ لِعَآئِشَةَ عَنْ عَآئِشَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَا یَمُوْتُ اَحَدٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ فَتُصَلِّی عَلَیْهِ اُمَّةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ یَبْلُغُوْنَ اَنْ یَّكُوْنُوْا مِائَةً فَیَشْفَعُوْا لَهٗ اِلَّا شُفِّعُوْا فِیْهِ وقَالَ عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ فِیْ حَدِیْثِهٖ مِائَةٌ فَمَا فَوْقَهَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: حَدِیْثُ عَآئِشَةَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

اختلافِ روایت: وَقَدْ اَوْقَفَهٗ بَعْضُهُمْ وَلَمْ یَرْفَعْهُ

◆◆ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں: مسلمانوں میں سے جس مرنے والے شخص کی نماز جنازہ مسلمانوں کا ایک گروہ ادا کرلے' جن کی تعداد ایک سو ہو' وہ اس کے لیے شفاعت کریں' تو اس میت کے بارے میں ان کی شفاعت قبول ہوتی ہے۔

علی نامی راوی نے اپنی روایت میں "ایک سو یا اس سے زیادہ" کے الفاظ نقل کیے ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

بعض محدثین نے اسے "موقوف" روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔ انہوں نے اسے "مرفوع" روایت کے طور پر نقل نہیں کیا۔

شرح

میت کی شفاعت کے طریقے:

زندہ لوگوں کی طرف سے میت کے حق میں شفاعت کے دو طریقے ہیں: (۱) شفاعت فعلی: اس کی صورت یہ ہے کہ میت پر بڑی جماعت نماز جنازہ پڑھے۔ بڑی جماعت سو افراد یا تین صفوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اُمت کو خوشخبری سنائی گئی ہے کہ جس میت پر سو آدمی یا بڑی جماعت جو تین صفوں پر مشتمل ہو' نماز جنازہ پڑھے تو اس کی بخشش کردی

950- مسلم (356/3- الابی) کتاب الجنائز' باب: من صلی علیہ مائۃ شفعوا فیہ' حدیث (947/58) والنسائی (75/4) کتاب الجنائز: باب: فضل من صلی علیہ مائۃ' حدیث (1991- 1992) اخرجہ احمد (266/3)' (231'97'40'32/6) والحمیدی (108/1) حدیث (222) عن ابی قلابۃ' عن عبد اللہ بن یزید رضیع عائشۃ عن عائشۃ بہ۔

جاتی ہے (۲) شفاعت قولی: اس کی صورت یہ ہے کہ نماز جنازہ کے بعد میت کے حق میں مخصوص دعا کی جائے جس میں شفاعت کا ذکر موجود ہو۔ یہ شفاعت قولی ہے جو زندہ لوگ میت کے حق میں کرتے ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ الصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنَازَةِ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَعِنْدَ غُرُوْبِهَا

باب 38: سورج نکلنے کے وقت یا غروب ہونے کے وقت نماز جنازہ ادا کرنا مکروہ ہے

951 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ مُوْسَى بْنِ عَلِيِّ بْنِ رَبَاحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ

متنِ حدیث: ثَلَاثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَانَا اَنْ نُصَلِّيَ فِيْهِنَّ اَوْ نَقْبُرَ فِيْهِنَّ مَوْتَانَا حِيْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً حَتّٰى تَرْتَفِعَ وَحِيْنَ يَقُوْمُ قَائِمُ الظَّهِيْرَةِ حَتّٰى تَمِيْلَ وَحِيْنَ تَضَيَّفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوْبِ حَتّٰى تَغْرُبَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ يَكْرَهُوْنَ الصَّلٰوةَ عَلَى الْجَنَازَةِ فِيْ هٰذِهِ السَّاعَاتِ

وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ مَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْ نَقْبُرَ فِيْهِنَّ مَوْتَانَا يَعْنِي الصَّلٰوةَ عَلَى الْجَنَازَةِ وَكَرِهَ الصَّلٰوةَ عَلَى الْجَنَازَةِ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَعِنْدَ غُرُوْبِهَا وَاِذَا انْتَصَفَ النَّهَارُ حَتّٰى تَزُوْلَ الشَّمْسُ

وَهُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ قَالَ الشَّافِعِيُّ لَا بَأْسَ فِي الصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنَازَةِ فِي السَّاعَاتِ الَّتِيْ تُكْرَهُ فِيْهِنَّ الصَّلٰوةُ

◆◆ حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: تین گھڑیاں ایسی ہیں' جن میں نبی اکرم ﷺ نے ہمیں نماز ادا کرنے اور اس دوران اپنے مردوں کو دفن کرنے سے منع کیا ہے' جب سورج نکلنے والا ہو' یہاں تک کہ وہ بلند ہو جائے جب زوال کا وقت ہو' یہاں تک کہ وہ ڈھل جائے اور جب غروب ہونے کے قریب ہو' یہاں تک کہ وہ غروب ہو جائے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بعض اہلِ علم جو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں' ان کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا' انہوں نے ان گھڑیوں میں نماز جنازہ ادا کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔

951- مسلم (181/2 الابی) کتاب صلوٰۃ المسافرین وقصرھام' باب الاوقات التی نہی عن الصلوٰۃ فیہا' حدیث (293/831) وابو داؤد (225/2) کتاب الجنائز: باب: الدفن عند طلوع الشمس وعند غروبہا' حدیث (3192) والنسائی (275/1) کتاب المواقیت: باب: الساعات التی نہی عن الصلوٰۃ فیہا' حدیث (560) وباب' النہی عن الصلوٰۃ نصف النہار حدیث (565) وکتاب الجنائز باب: الساعات التی نہی عن اقبار الموتی فیہن' حدیث (2013) وابن ماجہ (486/1) کتاب الجنائز' باب ما جاء فی الاوقات التی لا یصلی فیہا علی المیت ولا یدفن' حدیث (1519) والدارمی (333/1) کتاب الصلوٰۃ' باب: ای ساعۃ یکرہ فیہا الصلوٰۃ واحمد (152/4) عن موسیٰ بن علی بن رباح اللخمی' عن ابیہ عن عقبۃ بن عامر بہ۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: اس حدیث کے یہ الفاظ کہ ہم اس دوران اپنے مردوں کو دفن کریں اس سے مراد نماز جنازہ ادا کرنا ہے۔

سورج نکلنے کے وقت، اس کے غروب ہونے کے وقت اور زوال کے وقت' یہاں تک کہ سورج ڈھل جائے۔ نماز جنازہ ادا کرنا مکروہ ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان اوقات میں' جن میں نماز ادا کرنا مکروہ ہے' ان میں نماز جنازہ ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

شرح

اوقات ثلاثہ میں نماز جنازہ کی کراہت:

چوبیس گھنٹوں میں تین اوقات ایسے ہیں جن میں کوئی نماز' سجدہ تلاوت اور نماز جنازہ ادا کرنا مکروہ ہے۔ وہ تین اوقات یہ ہیں: (۱) طلوع آفتاب (۲) نصف النہار (۳) غروب آفتاب۔ اگر جنازہ تیار کر کے ان اوقات میں لایا گیا ہو' تو نماز جنازہ پڑھنا مکروہ نہیں ہوگی۔ جب جنازہ پہلے سے تیار تھا مگر ان اوقات میں لایا گیا تو نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہوگی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الصَّلٰوةِ عَلَى الْاَطْفَالِ

باب 39: بچوں کی نماز جنازہ ادا کرنا

952 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ اٰدَمَ ابْنُ بِنْتِ اَزْهَرَ السَّمَّانِ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ زِيَادِ ابْنِ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَلرَّاكِبُ خَلْفَ الْجَنَازَةِ وَالْمَاشِيْ حَيْثُ شَاءَ مِنْهَا وَالطِّفْلُ يُصَلّٰى عَلَيْهِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: رَوَاهُ اِسْرَآئِيْلُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ قَالُوْا يُصَلّٰى عَلَى الطِّفْلِ وَاِنْ لَمْ يَسْتَهِلَّ بَعْدَ اَنْ يُّعْلَمَ اَنَّهٗ خُلِقَ وَهُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

952- اخرجه ابو داؤد (222/2) كتاب الجنائز: باب: المشى امام الجنازة' حديث (3180) والنسائى (56/4) كتاب الجنائز: باب: مكان الماشى من الجنازة حديث (1943) وهاب الصلوٰة على الاطفال' حديث (1984) وابن ماجه (483/1) كتاب: الجنائز: باب: ما جاء فى الصلوٰة على الطفل' حديث (1507) عن زياد بن جبير بن حية عن ابيه عن المغيرة بن شعبة: كما اخرجه النسائي من طريق زياد بن ايوب عن الواحد بن واصل عن سعيد بن عبيد الله عن زياد بن جبير عن ابيه به (55/4) كتاب الجنائز باب: مكان الراكب من الجنازة: حديث (1944) وابن ماجه من طريق محمد بن بشار عن سعح بن عبادة (475/1) كتاب الجنائز' باب ما جاء فى شهود الجنازة' حديث (1481)

◆◆ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: سوار ہو کر جنازے کے ساتھ جانے والا جنازے کے پیچھے رہے جبکہ پیدل چلنے والا (آگے یا پیچھے) جہاں چاہے رہے اور بچے کی نمازِ جنازہ ادا کی جائے گی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اسرائیل اور دیگر راویوں نے اسے سعید بن عبیداللہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا' وہ یہ فرماتے ہیں: بچے کی نمازِ جنازہ ادا کی جائے گی' اگرچہ پیدا ہونے کے بعد وہ رویا نہ ہو' لیکن یہ علم ہو کہ اس کی تخلیق مکمل ہو گئی ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي تَرْكِ الصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنِيْنِ حَتّٰى يَسْتَهِلَّ

باب 40: (نومولود) بچے کی نمازِ جنازہ اس وقت تک ادا نہیں کی جائے گی جب تک وہ (پیدائش کے بعد) چیخ کر نہ روئے

953 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيْدَ الْوَاسِطِيُّ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ مُسْلِمٍ الْمَكِّيِّ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَلطِّفْلُ لَا يُصَلّٰى عَلَيْهِ وَلَا يَرِثُ وَلَا يُوْرَثُ حَتّٰى يَسْتَهِلَّ

اختلافِ روایت: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ قَدِ اضْطَرَبَ النَّاسُ فِيْهِ فَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرْفُوْعًا وَّرَوٰى اَشْعَثُ بْنُ سَوَّارٍ وَّغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ مَوْقُوْفًا وَّرَوٰى مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ عَنْ عَطَاءِ ابْنِ اَبِيْ رَبَاحٍ عَنْ جَابِرٍ مَوْقُوْفًا وَّكَاَنَّ هٰذَا اَصَحُّ مِنَ الْحَدِيْثِ الْمَرْفُوْعِ

مذاہبِ فقہاء: وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِلٰى هٰذَا قَالُوْا لَا يُصَلّٰى عَلَى الطِّفْلِ حَتّٰى يَسْتَهِلَّ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: (نومولود) بچے کی نمازِ جنازہ اس وقت تک ادا نہیں کی جائے گی، جب تک وہ کسی کا وارث نہیں بنے گا' اور وہ کسی کا وارث اس وقت تک نہیں بنے گا' جب تک وہ (پیدائش کے فوراً بعد) چیخ کر نہ روئے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث کے بارے میں راویوں نے اضطراب کیا ہے۔

بعض راویوں نے اسے ابوزبیر کے حوالے سے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے "مرفوع" روایت کے

953- اخرجه ابن ماجه (483/1) كتاب الجنائز: باب: ما جاء في الصلوٰة على الطفل' حديث (1508) و كتاب الفرائض' باب: اذا استهل المولود ورث' حديث (2750) عن ابي الزبير عن جابر به-

طور پر نقل کیا ہے۔

اشعث بن سوار اور دیگر راویوں نے' ابوزبیر کے حوالے سے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ''موقوف'' روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

یوں لگتا ہے: یہ روایت ''مرفوع'' حدیث کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

بعض اہلِ علم اس بات کے قائل ہیں' وہ یہ فرماتے ہیں: نومولود بچے کی نماز جنازہ اس وقت تک ادا نہیں کی جائے گی' جب تک وہ (پیدائش کے فوراً بعد) چیخ کر نہ روئے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

شرح

بچے کی نماز جنازہ کے حوالے سے مذاہب آئمہ:

نومولود بچہ کے مرنے پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کی مختلف آراء ہیں جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

۱- حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے' جب چار ماہ یا اس سے زائد کا حمل گرا ہو' تو اس مردہ بچے پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ انہوں نے قیاس سے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ حمل کا بچہ جب چار ماہ کا ہو جائے تو اس میں روح ڈال دی جاتی ہے۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ' حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک جو بچہ پیدا ہوا ہو اور اس میں زندگی کی علامت پائی جائے مثلاً رونا اور حرکت کرنا وغیرہ تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: الطفل لایصلی علیه ولا یرث ولا یورث حتی یستهل (سنن نسائی) (پیدائش کے بعد) جب تک بچہ آواز نہ نکالے تو اس پر نماز جنازہ نہیں پڑھائی جائے گی، وہ کسی کا وارث نہیں ہوگا اور نہ کوئی دوسرا شخص اس کا وارث ہوگا۔

آئمہ ثلاثہ کی طرف سے حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کی قیاسی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ نص صریح کے مقابلے میں قیاس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الصَّلٰوةِ عَلَى الْمَيِّتِ فِي الْمَسْجِدِ

باب 41: مسجد میں نماز جنازہ ادا کرنا

954 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ حَمْزَةَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى سُهَيْلِ ابْنِ بَيْضَاءَ فِي الْمَسْجِدِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ قَالَ الشَّافِعِيُّ قَالَ مَالِكٌ لَّا يُصَلّٰى عَلَى الْمَيِّتِ فِي الْمَسْجِدِ وقَالَ الشَّافِعِيُّ يُصَلّٰى عَلَى الْمَيِّتِ فِي الْمَسْجِدِ وَاحْتَجَّ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے حضرت سہیل بن بیضاء رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ مسجد میں ادا کی تھی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات فرمائی ہے: نماز جنازہ مسجد میں ادا نہیں کی جا سکتی۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مسجد میں نماز جنازہ ادا کی جا سکتی ہے انہوں نے اس حدیث کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔

شرح

مسجد میں نماز جنازہ ادا کرنے میں مذاہب آئمہ:

کیا مسجد میں نماز جنازہ ادا کی جا سکتی ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ مسجد میں نماز جنازہ ادا کرنا مکروہ ہے۔ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: من صلی علی جنازة فی المسجد فلاشیء لہ (سنن ابی داؤد) (حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی تو اس کا کوئی ثواب نہیں ہے)

۲۔ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک مسجد میں نماز جنازہ بلا کراہت جائز ہے۔ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے: ماصلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی سهيل بن بيضاء الافي المسجد (سنن ابی داؤد) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سہیل بن بیضاء رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ مسجد میں ادا فرمائی۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سہیل بن بیضاء رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ مسجد میں شرعی عذر کی وجہ سے ادا فرمائی تھی۔ وہ عذر بارش یا اعتکاف ہو سکتا ہے۔

954- اخرجه مسلم (385/3 الابى) كتاب الجنائز' باب: الصلوٰة على الجنازة في المسجد' حديث (973/99) وابو داؤد (225/2) كتاب الجنائز' باب الصلوٰة على الجنازة في المسجد' حديث (3189) والنسائي (68/4) كتاب الجنائز' باب: الصلوٰة على الجنازة في المسجد' حديث (1967) وابن ماجه (486/1) كتاب الجنائز' باب' ما جاء في الصلوٰة على الجنائز في المسجد' حديث (1518) واخرجه الامام احمد (79/6'133'169) عن عباد بن عبد الله بن الزبير عن عائشه به-

بَابُ مَا جَآءَ اَيْنَ يَقُوْمُ الْاِمَامُ مِنَ الرَّجُلِ وَالْمَرْاَةِ

باب 42: مرد یا عورت (کی نماز جنازہ میں) امام کہاں کھڑا ہو؟

955 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَامِرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِىْ غَالِبٍ قَالَ

متنِ حدیث: صَلَّيْتُ مَعَ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَلٰى جَنَازَةِ رَجُلٍ فَقَامَ حِيَالَ رَاْسِهٖ ثُمَّ جَآءُوْا بِجَنَازَةِ امْرَاَةٍ مِّنْ قُرَيْشٍ فَقَالُوْا يَا اَبَا حَمْزَةَ صَلِّ عَلَيْهَا فَقَامَ حِيَالَ وَسَطِ السَّرِيْرِ فَقَالَ لَهُ الْعَلَاءُ بْنُ زِيَادٍ هٰكَذَا رَاَيْتَ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْجَنَازَةِ مُقَامَكَ مِنْهَا وَمِنَ الرَّجُلِ مُقَامَكَ مِنْهُ قَالَ نَعَمْ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ احْفَظُوْا

فی الباب: وَفِى الْبَاب عَنْ سَمُرَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَنَسٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ هَمَّامٍ مِثْلَ هٰذَا وَرَوٰى وَكِيْعٌ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ هَمَّامٍ فَوَهِمَ فِيْهِ فَقَالَ عَنْ غَالِبٍ عَنْ اَنَسٍ وَالصَّحِيْحُ عَنْ اَبِىْ غَالِبٍ وَقَدْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيْدٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ اَبِىْ غَالِبٍ مِثْلَ رِوَايَةِ هَمَّامٍ وَاخْتَلَفُوْا فِىْ اسْمِ اَبِىْ غَالِبٍ هٰذَا فَقَالَ بَعْضُهُمْ يُقَالُ اسْمُهُ نَافِعٌ وَيُقَالُ رَافِعٌ

مذاہبِ فقہاء: وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِلٰى هٰذَا

وَهُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

◆◆ ابوغالب بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ایک مرد کی نماز جنازہ میں شرکت کی تو وہ اس کے سر کے مقابل میں کھڑے ہوئے، پھر قریش سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون کا جنازہ لے کر لوگ آئے، انہوں نے عرض کی: اے ابوحمزہ! آپ اس کی بھی نماز جنازہ ادا کر دیں، تو حضرت انس رضی اللہ عنہ چارپائی کے وسط کے مقابل میں کھڑے ہوئے۔

علاء بن زیاد نے ان سے دریافت کیا: کیا آپ نے نبی اکرم ﷺ کو اسی طرح خاتون کی نماز جنازہ میں اس جگہ پر کھڑے ہوئے دیکھا ہے؟ جہاں آپ کھڑے ہوئے تھے اور مرد کی نماز جنازہ میں اس جگہ دیکھا ہے (جہاں آپ کھڑے ہوئے تھے؟) تو انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔ جب وہ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے، تو انہوں نے فرمایا: اسے یاد رکھنا۔

اس بارے میں حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول یہ حدیث "حسن" ہے۔

دیگر راویوں نے اسے ہمام کے حوالے سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

وکیع نامی راوی نے اس روایت کو ہمام کے حوالے سے نقل کیا ہے، اور اس میں وہم کیا ہے۔ انہوں نے یہ بات بیان کی ہے: یہ

955- اخرجه ابو داؤد (226/2) كتاب الجنائز: باب: اين يقوم الامام من الميت اذا صلى عليه، حديث (4194) وابن ماجه (479/1) كتاب الجنائز: باب ما جاء في اين يقوم الامام اذا صلى على الجنازة، حديث (1494)

غالب کے حوالے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

درست یہ ہے: یہ ابوغالب سے منقول ہے۔

عبدالوارث بن سعید اور دیگر راویوں نے اس روایت کو ابوغالب نامی راوی کے حوالے سے اسی طرح نقل کیا ہے جیسے ہمام نے نقل کیا ہے۔

محدثین نے ابوغالب نامی راوی کے نام کے بارے میں اختلاف کیا ہے بعض نے یہ کہا ہے: ان کا نام نافع تھا' اور ایک قول کے مطابق رافع تھا۔

بعض اہلِ علم اسی بات کے قائل ہیں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

956 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَالْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى عَلَى امْرَاَةٍ فَقَامَ وَسَطَهَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ

◆◆ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک خاتون کی نماز جنازہ ادا کی' تو آپ اس کے وسط کے مقابل میں کھڑے ہوئے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شعبہ نے اس روایت کو حسین معلم کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

شرح

مرد یا عورت کی نماز جنازہ میں امام کے کھڑا ہونے میں مذاہب آئمہ:

مرد یا عورت کی نماز جنازہ میں امام کہاں کھڑا ہوگا؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کی مختلف آراء ہیں جس کی تفصیل درج ذیل ہیں:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایک قول کے مطابق امام میت کے سینہ کے مقابل کھڑا ہوگا۔ ہمارے امام اعظم

956- اخرجه البخاري (239/3) كتاب الجنائز: باب: اين يقوم من المرأة والرجل! حديث (1332) ومسلم (3/374- الابي) كتاب الجنائز: باب: اين يقوم الامام من الميت للصلوٰة عليه' حديث (964/87) وابو داؤد (227/2) كتاب الجنائز: باب: اين يقوم الامام من الميت اذا صلى عليه' حديث (3195) والنسائي (195/4) كتاب الحيض' الاستحاضة' باب: الصلوٰة على النفساء' حديث (993) وكتاب الجنائز: باب: الصلوٰة على الجنازة قائما' حديث (1976) وباب' اجتماع جنائز الرجال والنساء' حديث (1979) وابن ماجه' (479/1) كتاب الجنائز' باب: ما جاء في اين يقوم الامام اذا صلى على الجنازة' حديث (1493) واخرجه احمد (19-14/5) عن حسين بن ذكوان المعلم عن عبد الله بن بريدة عن سمرة بن جندب به۔

رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک روایت، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ میت مرد ہو تو امام کا سر کے مقابل اور عورت ہو تو اس کے بیٹھنے کی جگہ کے مقابل کھڑا ہونا افضل ہے۔ دلائل: (۱) حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ: فقام علیها للصلٰوة و سطها (سنن ابی داؤد)۔ اس روایت کا مصداق صرف سینہ بنتا ہے۔ (۲) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: فقام عند راسه (سنن ابی داؤد) آپ صلی اللہ علیہ وسلم میت کے سر کے پاس کھڑے ہوئے۔

۲- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک میت خواہ مرد ہو یا عورت امام کا سر کے مقابل کھڑا ہونا افضل ہے۔ انہوں نے قیاس سے استدلال کیا ہے کہ ایمان کا مرکز دماغ اور دماغ سر میں ہے، لہٰذا امام کا میت کے سر کے مقابل کھڑا ہونا افضل ہے۔

آئمہ ثلاثہ کی طرف سے حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کی قیاسی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ نص کے مقابل قیاس کی کوئی حیثیت نہیں ہے، لہٰذا قیاس سے استدلال کرنا بھی درست نہ ہوا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ تَرْكِ الصَّلٰوةِ عَلَى الشَّهِيْدِ

باب 43: شہید کی نماز جنازہ ادا نہ کرنا

957 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَهُ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلٰى اُحُدٍ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ ثُمَّ يَقُوْلُ اَيُّهُمَا اَكْثَرُ اَخْذًا لِلْقُرْاٰنِ فَاِذَا اُشِيْرَ لَهٗ اِلٰى اَحَدِهِمَا قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ وَقَالَ اَنَا شَهِيْدٌ عَلٰى هٰؤُلَاۗءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاَمَرَ بِدَفْنِهِمْ فِيْ دِمَائِهِمْ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُغَسَّلُوْا

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ جَابِرٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرُوِيَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ ثَعْلَبَةَ بْنِ اَبِيْ صُعَيْرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْهُمْ مَنْ ذَكَرَهُ عَنْ جَابِرٍ

مذاہبِ فقہاء: وَقَدِ اخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِي الصَّلٰوةِ عَلَى الشَّهِيْدِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا يُصَلّٰى عَلَى الشَّهِيْدِ وَهُوَ قَوْلُ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَبِهٖ يَقُوْلُ الشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ يُصَلّٰى عَلَى الشَّهِيْدِ وَاحْتَجُّوْا بِحَدِيْثِ النَّبِيِّ

957- اخرجه البخاری (284/3) كتاب الجنائز : باب: الصلوٰة على الشهيد حديث (1343) وباب دفن الرجلين والثلاثة فى قبر' حديث (1345) وباب: من لم ير غسل الشهداء ' حديث (1346) وباب من يقدم فى اللحد' حديث (1347'1348) وباب: اللحد والشق فى القبر حديث (1353) وابو داؤد (213/2) كتاب الجنائز' باب' الشهيد يغسل' حديث (3138'3139) والنسائى (62/4) كتاب الجنائز: باب : ترك الصلوٰة عليهم' حديث (1955) وابن ماجه (485/1)كتاب الجنائز : باب: ما جاء فى الصلوٰة على الشهداء ودفنهم' حديث (1514) وعبد بن حميد (ص 336) حديث (1119) عن الليث بن سعد' عن الزهرى عن عبد الرحمن بن كعب عن جابر بن عبد الله به-

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ صَلَّى عَلٰى حَمْزَةَ وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَاَهْلِ الْكُوْفَةِ وَبِهٖ يَقُوْلُ اِسْحٰقُ

◄► حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ''غزوۂ احد'' میں شہید ہونے والوں میں' سے دو افراد کو ایک کپڑے میں اکٹھا کیا' پھر آپ نے دریافت کیا: ان میں سے کس کو قرآن زیادہ یاد تھا؟ جس کی طرف اشارہ کیا گیا' آپ نے اسے لحد میں پہلے رکھا' آپ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن میں ان سب لوگوں کا گواہ ہوں گا' پھر آپ نے ان شہداء کو ان کے خون سمیت دفن کرنے کا حکم دیا' آپ نے ان کی نماز جنازہ ادا نہیں کی' ان شہداء کو غسل نہیں دیا گیا۔

اس بارے میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یہی روایت زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے' حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

ایک سند کے مطابق زہری رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت عبداللہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

بعض راویوں نے اس روایت کو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بھی نقل کیا ہے۔

شہید کی نماز جنازہ کے بارے میں اہلِ علم کے درمیان اختلاف ہے۔

بعض اہلِ علم اس بات کے قائل ہیں: شہید کی نماز جنازہ ادا نہیں کی جائے گی۔

اہلِ مدینہ اسی بات کے قائل ہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

بعض اہلِ علم اس بات کے قائل ہیں: شہید کی نماز جنازہ ادا کی جائے گی۔

ان حضرات نے اس حدیث کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے: نبی اکرم ﷺ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ ادا کی تھی۔

امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور اہلِ کوفہ اسی بات کے قائل ہیں۔

امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

شرح

شہید پر نماز جنازہ کے حوالے سے مذاہب آئمہ:

اس بات میں تمام آئمہ فقہ کا اتفاق ہے کہ شہید پر غسل واجب نہیں ہے بشرطیکہ حالت جنابت میں جام شہادت نوش نہ کیا ہو۔

شہید پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی یا نہیں؟ اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ شہید پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ دلائل: (۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء احد پر نماز جنازہ ادا فرمائی۔ (سنن ابن ماجہ)

(۲) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ پر نماز جنازہ پڑھائی تھی۔

۲- آئمہ ثلاثہ کے نزدیک شہید پر نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ آپ صلی

اللہ علیہ وسلم نے شہداء احد پر نماز جنازہ نہیں پڑھی تھی۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ثلاثہ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے(۱) جن روایات سے شہداء احد پر نماز جنازہ نہ پڑھنا ثابت ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ زخمی ہونے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ نہ پڑھی ہو مگر صحابہ کو پڑھنے کا حکم دیا ہو(۲) آپ نے انفرادی طور پر نماز جنازہ نہیں پڑھی تھی بلکہ اجتماعی طور پر پڑھی تھی۔

سوال: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے انتقال سے چند ایام قبل شہداء احد پر نماز جنازہ پڑھی۔ اس طرح دوبارہ نماز جنازہ ادا کرنے کا کیا مقصد تھا؟

جواب: (۱) اس روایت میں صلوٰۃ سے مراد نماز نہیں بلکہ دعا ہے۔ (۲) شہداء اُحد پر دوبارہ نماز جنازہ ادا کرنا ان کے مقام کے پیش نظر تھا (۳) غزوہ احد کے وقت نماز جنازہ واجب نہیں ہوئی تھی۔ اس کے وجوب پر شہداء اُحد کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الصَّلٰوةِ عَلَى الْقَبْرِ

باب 44: قبر پر نماز جنازہ ادا کرنا

958 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ اَخْبَرَنَا الشَّيْبَانِيُّ حَدَّثَنَا الشَّعْبِيُّ اَخْبَرَنِيْ مَنْ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَاَى قَبْرًا مُنْتَبِذًا فَصَفَّ اَصْحَابَهُ خَلْفَهُ فَصَلّٰى عَلَيْهِ فَقِيْلَ لَهُ مَنْ اَخْبَرَكَهُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ اَنَسٍ وَّبُرَيْدَةَ وَيَزِيْدَ بْنِ ثَابِتٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَعَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ وَاَبِيْ قَتَادَةَ وَسَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ لَا يُصَلّٰى عَلَى الْقَبْرِ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ وقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ اِذَا دُفِنَ الْمَيِّتُ وَلَمْ يُصَلَّ عَلَيْهِ صُلِّيَ عَلَى الْقَبْرِ وَرَاَى ابْنُ الْمُبَارَكِ الصَّلٰوةَ عَلَى الْقَبْرِ وقَالَ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ يُصَلّٰى عَلَى الْقَبْرِ اِلٰى شَهْرٍ

حدیثِ دیگر: وَقَالَا اَكْثَرُ مَا سَمِعْنَا عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى عَلٰى قَبْرِ اُمِّ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ بَعْدَ شَهْرٍ

958–اخرجه البخاری (222/3) كتاب الجنائز' باب: الصفوف على الجنازة' حديث (1319) وباب: صفوف الصبيان مع الرجال فی الجنائز' حديث (1321) وباب: سنة الصلوٰة على الجنائز' حديث (1322) وباب: صلوٰة الصبيان مع الناس على الجنائز' حديث (1326) وباب' الصلوٰة على القبر بعد ما يدفن' حديث (1336) ومسلم (365/3' الابی) كتاب الجنائز' باب: الصلوٰة على القبر' حديث (954/68' 954/69) وابو داؤد (227/2) كتاب الجنائز' باب: التكبير على الجنازة' حديث (3196) والنسائی (85/4) كتاب الجنائز باب: الصلوٰة على القبر' حديث (2023-2024) وابن ماجه (489/1) كتاب الجنائز' باب: ما جاء فی الصلوٰة على القبر' حديث (1530) واخرجه احمد (224/1' 283' 338)عن الشعبی عن ابن عباس

◄► شعبی بیان کرتے ہیں: مجھے ان صحابی نے یہ بات بتائی ہے جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کی زیارت کی ہے: نبی اکرم ﷺ نے ایک الگ تھلگ قبر کو دیکھا' تو آپ نے اپنے ساتھیوں کی صف بنوا کر اس کی نماز جنازہ ادا کی۔

شعبی سے دریافت کیا گیا: آپ کو یہ بات کس نے بتائی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے۔

اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ، حضرت یزید بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اکثر اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: قبر پر نماز جنازہ ادا نہیں کی جائے گی۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی یہی رائے ہے۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب میت کو ایسے عالم میں دفن کیا گیا ہو کہ اس کی نماز جنازہ ادا نہ کی گئی ہو' تو قبر پر نماز جنازہ ادا کر لی جائے گی۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: (مرحوم کے مرنے کے بعد) ایک ماہ تک قبر پر نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے۔

ان دونوں نے یہ بات بیان کی ہے: اس بارے میں ہم نے جو زیادہ تر روایت سنی ہے۔ وہ سعید بن مسیب کے حوالے سے منقول ہے: نبی اکرم ﷺ نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کی قبر پر ایک ماہ کے بعد نماز جنازہ ادا کی تھی۔

959 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ اَبِى عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ

متنِ حدیث: اَنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَائِبٌ فَلَمَّا قَدِمَ صَلَّى عَلَيْهَا وَقَدْ مَضٰى لِذٰلِكَ شَهْرٌ

◄► سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں: حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی والدہ کا انتقال ہو گیا۔ نبی اکرم ﷺ اس وقت وہاں موجود نہیں تھے' جب آپ تشریف لائے' تو آپ نے ان کی نماز جنازہ ادا کی' حالانکہ اس واقعہ کو (یعنی حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی والدہ کے وصال کو) ایک ماہ گزر چکا تھا۔

شرح

قبر پر نماز جنازہ ادا کرنے میں مذاہب آئمہ:

اس بات پر تمام آئمہ کا اجماع ہے کہ میت پر نماز جنازہ واجب ہے اور چار تکبیریں کہی جائیں گی لیکن اس مسئلہ میں اختلاف

959- اخرجه ابن ابی شیبة (360/3) والبیهقی (48/4)

ہے کہ قبر پر نماز جنازہ جائز ہے یا ناجائز؟ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ جس شخص نے میت پر نماز جنازہ نہ پڑھی ہو، وہ قبر پر نماز جنازہ پڑھ سکتا ہے۔ انہوں نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ ان کی والدہ کا انتقال ہوگیا تو ایک ماہ بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی قبر پر نماز جنازہ ادا کی۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک قبر پر نماز جنازہ ممنوع ہے۔ البتہ دو صورتوں میں قبر پر نماز جنازہ پڑھی جاسکتی ہے: (۱) جب میت کے ولی نے نماز ادا نہ کی ہو۔ (۲) جب میت کو نماز جنازہ پڑھے بغیر دفن کیا گیا ہو۔ ان دونوں صورتوں کے جواز میں یہ شرط پیش نظر رکھی جائے گی کہ میت کا جسم صحیح سالم ہو ورنہ قبر پر نماز جنازہ ادا کرنا جائز نہیں ہوگی۔

دلائل: (۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر پر نماز جنازہ پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ (الطبرانی)

(۲) اجساد انبیاء علیہم السلام صحیح سالم ہیں تو سلف صالحین میں سے کسی نے آج تک روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز جنازہ نہیں پڑھی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ صَلَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النَّجَاشِيِّ

باب 45: نبی اکرم ﷺ کا نجاشی کی نماز جنازہ ادا کرنا

960 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ وَّحُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَا حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِى الْمُهَلَّبِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ

متنِ حدیث: قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَخَاكُمُ النَّجَاشِيَّ قَدْ مَاتَ فَقُوْمُوْا فَصَلُّوْا عَلَيْهِ قَالَ فَقُمْنَا فَصَفَفْنَا كَمَا يُصَفُّ عَلَى الْمَيِّتِ وَصَلَّيْنَا عَلَيْهِ كَمَا يُصَلّٰى عَلَى الْمَيِّتِ

فی الباب: وَفِى الْبَاب عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَبِىْ سَعِيْدٍ وَّحُذَيْفَةَ بْنِ اَسِيْدٍ وَّجَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیح راوی: وَقَدْ رَوَاهُ اَبُوْ قِلَابَةَ عَنْ عَمِّهٖ اَبِى الْمُهَلَّبِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَّاَبُو الْمُهَلَّبِ اسْمُهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَمْرٍو وَيُقَالُ لَهٗ مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو

◆◆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں فرمایا: تمہارا بھائی نجاشی فوت ہوگیا ہے تم اٹھو اور اس کی نماز جنازہ ادا کرو!

960- اخرجه مسلم (364/3 الابى)كتاب الجنائز' باب: فى التكبير على الجنازة' حديث (953/67) والنسائى (57/4) كتاب الجنازة' باب: الامر بالصلوٰة على الميت' حديث (1946) وباب: الصفوف على الجنازة' حديث (1975) وابن ماجه (491/1) كتاب الجنائز: باب: ما جاء فى الصلوٰة على النجاشى' حديث (1535) اخرجه احمد (446'439'433'431/4) عن يونس' عن محمد بن سيرين' عن عمران بن حصين به-

راوی بیان کرتے ہیں: ہم لوگ کھڑے ہوئے ہم نے صف قائم کی جس طرح نماز جنازہ کی صف قائم کی جاتی ہے اور ہم نے نجاشی کی نماز جنازہ اسی طرح ادا کی جیسے کسی بھی میت کی ادا کی جاتی ہے۔

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ، حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے اور اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

ابوقلابہ نے اس روایت کو اپنے چچا ابومہلب کے حوالے سے، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

ابومہلب نامی راوی کا نام عبدالرحمٰن بن عمرو ہے۔

ایک قول کے مطابق ان کا نام معاویہ بن عمرو ہے۔

شرح

میت پر غائبانہ نماز جنازہ میں مذاہب آئمہ:

میت پر غائبانہ نماز جنازہ ادا کرنے میں اختلاف آئمہ ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

۱۔حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ غائبانہ نماز جنازہ ناجائز ہے۔انہوں نے تاریخی حقائق سے استدلال کیا ہے کہ دور رسالت میں کئی صحابہ کرام کا انتقال غائبانہ ہوا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی غائبانہ نماز جنازہ ادا نہیں کی تھی۔

۲۔حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک میت پر غائبانہ نماز جنازہ جائز ہے۔انہوں نے حدیث باب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو جب حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کے انتقال کی اطلاع ملی تو اپنے صحابہ کو ساتھ لے کر جنازگاہ میں پہنچے اور ان کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کی دلیل جواب یوں دیا جاتا ہے: (۱) حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کا جسم مبارک غائب نہیں رہا تھا بلکہ مدینہ منورہ سے حبشہ تک پردے ہٹا لیے گئے تھے (۲) یہ حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کی خصوصیت تھی (۳) حبشہ میں صرف حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ واحد مسلمان تھے اور ان پر نماز جنازہ پڑھنے والا کوئی موجود نہیں تھا۔اس وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ کا اہتمام کیا تھا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ فَضْلِ الصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنَازَةِ

باب 45: نماز جنازہ ادا کرنے کی فضیلت

961 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ

اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: مَنْ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ فَلَهٗ قِيْرَاطٌ وَّمَنْ تَبِعَهَا حَتّٰى يُقْضٰى دَفْنُهَا فَلَهٗ قِيْرَاطَانِ اَحَدُهُمَا اَوْ اَصْغَرُهُمَا مِثْلُ اُحُدٍ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِابْنِ عُمَرَ فَاَرْسَلَ اِلٰى عَآئِشَةَ فَسَاَلَهَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ صَدَقَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ لَقَدْ فَرَّطْنَا فِيْ قَرَارِيطَ كَثِيْرَةٍ

فی الباب: وَفِی الْبَاب عَنِ الْبَرَاءِ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَّاَبِیْ سَعِيْدٍ وَّاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَّابْنِ عُمَرَ وَثَوْبَانَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِیْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ قَدْ رُوِیَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص نماز جنازہ ادا کرے' اسے ایک قیراط ثواب ملے گا' اور جو شخص میت کے دفن ہونے تک اس کے ساتھ جائے' اسے دو قیراط ثواب ملے گا۔ ان میں سے ایک (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) ان دونوں میں سے چھوٹا (قیراط) اُحد پہاڑ جتنا ہوگا۔

راوی کہتے ہیں: میں نے اس حدیث کا تذکرہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کیا' تو انہوں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو پیغام بھیجا اور ان سے اس بارے میں دریافت کیا: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے صحیح بیان کیا ہے' تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم نے تو بہت سے قیراط ضائع کر دیے۔

اس بارے میں حضرت براء رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یہی روایت دیگر اسناد کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

بَاب اٰخَرُ

باب 46: بلاعنوان

962 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْمُهَزِّمِ قَالَ صَحِبْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ عَشْرَ سِنِيْنَ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متن حدیث: مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً وَّحَمَلَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ قَضٰى مَا عَلَيْهِ مِنْ حَقِّهَا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَّرَوَاهُ بَعْضُهُمْ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَلَمْ يَرْفَعْهُ

توضیح راوی: وَاَبُو الْمُهَزِّمِ اسْمُهٗ يَزِيْدُ بْنُ سُفْيَانَ وَضَعَّفَهٗ شُعْبَةُ

◆◆ ابومہزم بیان کرتے ہیں: میں دس سال تک حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا ہوں' میں نے انہیں یہ بیان کرتے

961- اخرجه احمد (2/470' 498' 503) عن محمد بن عمرو' عن ابی سلمة عن ابی هريرة به-

ہوئے سنا ہے: وہ فرماتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص جنازے کے ساتھ جائے اور اسے تین مرتبہ کندھا دے تو اس نے اپنے ذمے سے اس جنازے کا حق ادا کر دیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے۔

بعض راویوں نے اسے اسی سند کے ہمراہ نقل کیا ہے تاہم اسے "مرفوع" حدیث کے طور پر نقل نہیں کیا۔

ابومہزم نامی راوی کا نام یزید بن سفیان ہے۔ شعبہ نے انہیں ضعیف قرار دیا ہے۔

شرح

نماز جنازہ میں شامل ہونے کی فضیلت:

نماز جنازہ میں شمولیت حقوق العباد سے ہے۔ اس کی فضیلت حدیث باب میں بیان کی گئی ہے کہ جو شخص نماز جنازہ پڑھ کر تدفین سے قبل واپس آ جاتا ہے تو اسے ایک قیراط کے مساوی ثواب عطا کیا جاتا ہے اور جو شخص نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد تدفین تک رکا رہتا ہے، اسے دو قیراط کے برابر ثواب دیا جاتا ہے۔ قیراط سے مراد ایک درہم کا چھٹا حصہ ہوتا ہے۔ اس مقام پر دنیوی قیراط مراد نہیں ہے بلکہ آخرت کا قیراط مراد ہے جو احد پہاڑ کے برابر ہے۔ نماز جنازہ کے بعد تا وقت تدفین رکے رہنا ورثاء کے لیے رشتہ اخوت میں اضافہ اور معاونت کا سبب بنتا ہے، جس وجہ سے اس کا ثواب بھی زیادہ ہے۔ علاوہ ازیں جو شخص جنازہ کو کندھا دے کر چالیس قدم تک چلتا ہے تو اس کے چالیس کبیرہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْقِيَامِ لِلْجَنَازَةِ

باب 47: جنازے کے لیے کھڑے ہو جانا

963 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِذَا رَاَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُوْمُوْا لَهَا حَتّٰى تُخَلِّفَكُمْ اَوْ تُوضَعَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ وَّجَابِرٍ وَّسَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ وَّقَيْسِ بْنِ سَعْدٍ وَّاَبِىْ هُرَيْرَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

963– اخرجه البخاری (212/3) كتاب الجنائز: باب: القيام للجنازة، حديث (1307) وباب: متى يقعد اذا قام للجنازة، حديث (1308) مسلم (367/3، الابی) كتاب الجنائز باب: القيام للجنازة، حديث (985/83، 985/74، 985/75) وابوداؤد (221/2) كتاب الجنائز: باب: القيام للجنازة، حديث (3172) والنسائی (44/4) كتاب الجنائز باب: الامر بالقيام للجنازة، حديث (1915) وابن ماجه (492/1) كتاب الجنائز، باب: ما جاء فی القيام للجنازة، حديث (1542) واخرجه احمد (445/3، 446، 447) والحميدی (77/1) حديث (142) وعبد بن حميد (ص130) حديث (315) عن ابن عمر، عن عامر بن ربيعة به۔

◆◆ حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ، نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جب تم جنازے کو دیکھو تو اس کے لیے کھڑے ہو جاؤ' یہاں تک کہ وہ آگے گزر جائے یا اسے رکھ دیا جائے

اس بارے میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ، حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

964 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ الْحُلْوَانِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِذَا رَاَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُوْمُوْا لَهَا فَمَنْ تَبِعَهَا فَلَا يَقْعُدَنَّ حَتّٰى تُوْضَعَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ سَعِيْدٍ فِيْ هٰذَا الْبَابِ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ قَالَا مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً فَلَا يَقْعُدَنَّ حَتّٰى تُوْضَعَ عَنْ اَعْنَاقِ الرِّجَالِ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَتَقَدَّمُوْنَ الْجَنَازَةَ فَيَقْعُدُوْنَ قَبْلَ اَنْ تَنْتَهِيَ اِلَيْهِمُ الْجَنَازَةُ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب تم جنازے کو دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ! جو شخص اس کے ساتھ جا رہا ہو وہ اس وقت تک نہ بیٹھے' جب تک جنازے کو رکھ نہ دیا جائے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول یہ حدیث جو اس بارے میں ہے۔ وہ ''حسن صحیح'' ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ کی یہی رائے ہے: یہ دونوں یہ بیان کرتے ہیں: جو شخص جنازے کے ساتھ جا رہا ہو وہ اس وقت تک نہ بیٹھے' جب تک جنازے کو لوگوں کے کندھوں سے اتار کر (زمین پر) رکھ نہ دیا جائے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہلِ علم کے بارے میں یہ بات بیان کی گئی ہے: وہ لوگ جنازے کے آگے جایا کرتے تھے' اور جنازے کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی بیٹھ جایا کرتے تھے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی یہی رائے ہے۔

بَابُ الرُّخْصَةِ فِيْ تَرْكِ الْقِيَامِ لَهَا

باب **48**: جنازے کے لیے قیام نہ کرنے کی رخصت

964- اخرجه البخاری (213/3) کتاب الجنائز: باب: من تبع جنازة فلا یقعد حتی توضع عن مناکب الرجال- حدیث (1310) ومسلم (369الابی) کتاب الجنائز' باب القیام للجنازة' حدیث (959/77) والنسائی (44/4) کتاب الجنائز باب: السرعة بالجنازة' حدیث (1914) وباب: الامر بالقیام للجنازة' حدیث (1917) وباب' الجلوس قبل ان توضع الجنازة' حدیث (1998) عن یحییٰ بن کثیر عن ابی سلمة عن ابی سعید الخدری

965 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ وَّاقِدٍ وَّهُوَ ابْنُ عَمْرِو بْنِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ عَنْ نَّافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ مَسْعُوْدِ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍ

متنِ حدیث: اَنَّهُ ذُكِرَ الْقِيَامُ فِى الْجَنَائِزِ حَتّٰى تُوضَعَ فَقَالَ عَلِيٌّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَعَدَ وَفِى الْبَاب عَنْ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ وَّابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَلِيٍّ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ وَّفِيْهِ رِوَايَةُ اَرْبَعَةٍ مِّنَ التَّابِعِيْنَ بَعْضُهُمْ عَنْ بَعْضٍ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ قَالَ الشَّافِعِيُّ وَهٰذَا اَصَحُّ شَىْءٍ فِىْ هٰذَا الْبَابِ وَهٰذَا الْحَدِيْثُ نَاسِخٌ لِّلْاَوَّلِ اِذَا رَاَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُوْمُوْا وقَالَ اَحْمَدُ اِنْ شَاءَ قَامَ وَاِنْ شَاءَ لَمْ يَقُمْ وَاحْتَجَّ بِاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ رُوِىَ عَنْهُ اَنَّهُ قَامَ ثُمَّ قَعَدَ وَهٰكَذَا قَالَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ

قولِ امام ترمذی: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: مَعْنٰى قَوْلِ عَلِيٍّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى الْجَنَازَةِ ثُمَّ قَعَدَ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَى الْجَنَازَةَ قَامَ ثُمَّ تَرَكَ ذٰلِكَ بَعْدُ فَكَانَ لَا يَقُوْمُ اِذَا رَاَى الْجَنَازَةَ

◆◆ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے: ان کے سامنے جنازے کے لیے کھڑے ہو جانے کا مسئلہ ذکر کیا گیا' جب تک اسے رکھا نہ جائے' تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے کھڑے ہوجایا کرتے تھے' پھر بعد میں آپ بیٹھے رہتے تھے (یعنی آپ نے قیام کو ترک کردیا تھا)

اس بارے میں امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اس روایت کو چار تابعین نے ایک دوسرے سے نقل کیا ہے

بعض اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں یہ سب سے زیادہ مستند روایت ہے' اور یہ پہلی والی حدیث کو منسوخ کرتی ہے۔

جس میں یہ ارشاد ہے: جب تم جنازے کو دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: آدمی اگر چاہے' تو کھڑا ہو جائے اور اگر چاہے' تو کھڑا نہ ہو' انہوں نے یہ دلیل پیش کی ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت منقول ہے: (جنازے کو دیکھ کر) آپ کھڑے بھی رہتے ہیں اور بیٹھے بھی رہے ہیں۔

965– اخرجه مالك فى الموطا (232/1) كتاب الجنائز، باب: الوقوف للجنائز والجلوس على المقابر، حديث (33) ومسلم (371/3– الابى) كتاب الجنائز باب: نسخ للقيام للجنازة، حديث (962/28، 962) وابو داؤد (221/2) كتاب الجنائز، باب القيام للجنازة، حديث (3175) والنسائى (77/4) كتاب الجنائز، باب الوقوف، حديث (1999– 2000) وابن ماجه (493/1، 82/1، 83، 131، 138) والحميدى (28/1) حديث (51) عن شعبة عن محمد بن المنكدر عن مسعود بن الحكم عن على بن ابى طالب به۔

امام اسحق بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے یہی بات بیان کی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا کہ نبی اکرم ﷺ جنازے کے لیے کھڑے بھی ہوئے ہیں اور بیٹھے بھی رہے ہیں' ان کے کہنے کا مقصد یہ ہے: نبی اکرم ﷺ پہلے جب جنازہ دیکھتے تھے' تو کھڑے ہو جایا کرتے تھے' اس کے بعد آپ نے اس عمل کو ترک کر دیا' اس کے بعد آپ ﷺ جنازے کو دیکھ کر کھڑے نہیں ہوا کرتے تھے۔

شرح

جنازہ دیکھ کر کھڑا نہ ہونے کا مسئلہ:

شروع شروع میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا معمول تھا کہ جنازہ دیکھ کر کھڑے ہو جاتے تھے مگر جب جنازہ آگے بڑھ جاتا یا زمین پر رکھ دیا جاتا تو بیٹھ جاتے تھے، علاوہ ازیں بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ تا تدفین کھڑے رہتے تھے۔ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام تدفین میں مصروف تھے جبکہ لوگ پاس کھڑے ہوئے تھے۔ اس دوران یہود کا ایک ممتاز عالم پاس سے گزرا اور مسلمانوں کو حالت قیام میں دیکھ کر اس نے کہا: مسلمان لوگ بھی ہماری طرح کھڑے ہو کر تدفین میت کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو یہودیوں کی مخالفت کا حکم دیا تو انہوں نے جنازہ کو زمین پر رکھ کر تا تدفین بیٹھنا شروع کر دیا تھا۔ اسی طرح کھڑا ہونے کا عمل منسوخ ہو گیا۔ اب ہمارے لیے حکم یہ ہے کہ نماز جنازہ ادا کرنے کے لیے شرکاء جنازہ میں شامل ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح جنازہ کو زمین پر رکھ کر تا تدفین بیٹھ جانے کا حکم ہے تا کہ یہود کی مخالفت ہو۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّحْدُ لَنَا وَالشَّقُّ لِغَيْرِنَا

باب 49: نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان "لحد ہمارے لیے ہے' اور شق دوسروں کے لیے ہے"

966 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ وَّنَصْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكُوْفِيُّ وَيُوْسُفُ بْنُ مُوْسَى الْقَطَّانُ الْبَغْدَادِيُّ قَالُوْا حَدَّثَنَا حَكَّامُ بْنُ سَلْمٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الْاَعْلٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

متنِ حدیث: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّحْدُ لَنَا وَالشَّقُّ لِغَيْرِنَا

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَعَآئِشَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (قبر میں) لحد (بنانے کا طریقہ) ہمارے لیے ہے' اور شق (کرنے کا) طریقہ دوسروں کے لیے ہے۔

اس بارے میں حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے احادیث

966- اخرجه ابو داؤد (231/2) كتاب الجنائز' باب: في اللحد' حديث (3208) والنسائي (80/4) كتاب الجنائز' باب اللحد والشق' حديث (2009) وابن ماجه (496/1) كتاب الجنائز' باب: ما جاء في استحباب اللحد' حديث (1554) عن حكام بن سلم الرازي' عن علي بن عبد الاعلى عن ابيه عن سعيد بن جبير عن ابن عباس به۔

منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن'' ہے اور اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

شرح

قبر لحد کی فضیلت:

قبر تیار کرنے کے دو طریقے ہیں: (۱) قبر لحد: قبر کے گڑھے میں مزید ایک بغلی گڑھا تیار کیا جاتا ہے' جس میں میت کو لٹایا جاتا ہے (۲) قبر شق: ایک گڑھا کھودا جاتا ہے' جس میں میت کو لٹا کر اوپر اینٹیں یا تختے وغیرہ لگا کر مٹی ڈال دی جاتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''قبر لحد'' کو افضل قرار دیتے ہوئے فرمایا: لحد ہمارے لیے اور شق دوسرے (غیر مسلم) لوگوں کے لیے ہے۔

جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو یہ مسئلہ پیش آیا کہ قبر اطہر کس نوعیت کی تیار کی جائے۔ اسی روایت کے مطابق آپ کے لیے ''قبر لحد'' تیار کی گئی۔ قبر لحد کو قبر شق پر کئی اعتبار سے فضیلت حاصل ہے: (۱) قبر لحد کی صورت میں میت کا احترام زیادہ ہے (۲) قبر لحد کی صورت میں میت، مردار خوار جانوروں سے زیادہ محفوظ ہو جاتی ہے۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا أُدْخِلَ الْمَيِّتُ الْقَبْرَ

باب 50: جب میت کو اس کی قبر میں اتار دیا جائے' تو کیا پڑھا جائے؟

967 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا أَبُوْ سَعِيْدٍ الْأَشَجُّ حَدَّثَنَا أَبُوْ خَالِدٍ الْأَحْمَرُ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

متنِ حدیث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أُدْخِلَ الْمَيِّتُ الْقَبْرَ وَقَالَ أَبُوْ خَالِدٍ مَرَّةً إِذَا وُضِعَ الْمَيِّتُ فِيْ لَحْدِهِ قَالَ مَرَّةً بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَقَالَ مَرَّةً بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰى سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ أَبُو الصِّدِّيْقِ النَّاجِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي الصِّدِّيْقِ النَّاجِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَوْقُوْفًا أَيْضًا

◄► حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں جب کسی میت کو قبر میں اتار دیا جاتا تھا۔

ابو خالد نامی راوی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: جب میت کو اس کی لحد میں رکھا جاتا تھا' تو نبی اکرم ﷺ ایک مرتبہ یہ پڑھتے تھے:

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰى سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(ہم اس میت کو اللہ تعالیٰ کے نام سے برکت حاصل کرتے ہوئے' اللہ تعالیٰ کی مدد سے اور اس کے رسول کے دین پر

967- اخرجه ابن ماجه (494/1) كتاب الجنائز: باب ما جاء في ادخال الميت القبر، حديث (1550) عن نافع عن عبد الله بن عمر به۔

(یقین رکھتے ہوئے) قبر میں اتارتے ہیں)۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے اور اس سند کے حوالے سے "غریب" ہے

یہی روایت دیگر اسناد کے ہمراہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

ابوصدیق ناجی نے اسے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

ایک روایت کے مطابق یہ ابوصدیق ناجی کے حوالے سے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے "موقوف" روایت کے طور پر بھی منقول ہے۔

شرح

میت کو قبر میں لٹاتے وقت کی دعا:

زندہ آدمی سوتے وقت یہ دعا پڑھتا ہے: اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَ اَحْيٰى (اے اللہ! میں تیرے نام کے ساتھ مرر ہا ہوں اور تیرے نام سے اٹھوں گا) ہر کام کا تسمیہ الگ ہے۔ ذبح کا تسمیہ یہ ہے: بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ۔ آغاز کھانا کا تسمیہ یہ ہے: بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى بَرَكَةِ اللّٰهِ ۔ وضو کا تسمیہ یوں ہے: بِسْمِ اللّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۔ تلاوت قرآن کا تسمیہ یوں ہے: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ میت کو قبر میں لٹاتے وقت کا تسمیہ یا دعا یہ ہے: (۱) بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ۔ (۲) بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰى سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

بَابُ مَا جَآءَ فِى الثَّوْبِ الْوَاحِدِ يُلْقَى تَحْتَ الْمَيِّتِ فِى الْقَبْرِ

باب 51: قبر میں میت کے نیچے ایک کپڑا اچھانا

968 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ اَخْزَمَ الطَّائِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ فَرْقَدٍ قَالَ سَمِعْتُ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ

متنِ حدیث: اَلَّذِیْ اَلْحَدَ قَبْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبُوْ طَلْحَةَ وَالَّذِیْ اَلْقَى الْقَطِيفَةَ تَحْتَهُ شُقْرَانُ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: جَعْفَرٌ وَّاَخْبَرَنِیْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ رَافِعٍ قَالَ سَمِعْتُ شُقْرَانَ يَقُوْلُ اَنَا وَاللّٰهِ طَرَحْتُ الْقَطِيفَةَ تَحْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى الْقَبْرِ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ شُقْرَانَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

اسنادِ دیگر: وَرَوٰى عَلِیُّ بْنُ الْمَدِيْنِیِّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ فَرْقَدٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ

◆◆ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد (امام محمد الباقر رحمۃ اللہ علیہ) کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک کی لحد تیار کی تھی اور نبی اکرم ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت شقران رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے لیے

نیچے چادر بچھائی تھی۔

امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ یہ بات بیان کرتے ہیں: ابن ابی رافع نے مجھے یہ بات بتائی ہے: میں نے حضرت شقران رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: اللہ کی قسم! میں نے نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک میں آپ کے لیے نیچے چادر بچھائی تھی۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث منقول ہے

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت شقران رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

علی بن مدینی نے اس روایت کو عثمان بن فرقد کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

969 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِىْ حَمْزَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متنِ حدیث: قَالَ جُعِلَ فِىْ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطِيفَةٌ حَمْرَاءُ

اسنادِ دیگر: قَالَ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ فِىْ مَوْضِعٍ اٰخَرَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَّيَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِىْ جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّهٰذَا اَصَحُّ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَقَدْ رَوٰى شُعْبَةُ عَنْ اَبِىْ حَمْزَةَ الْقَصَّابِ وَاسْمُهٗ عِمْرَانُ بْنُ اَبِىْ عَطَاءٍ وَّرُوِىَ عَنْ اَبِىْ جَمْرَةَ الضُّبَعِيِّ وَاسْمُهٗ نَصْرُ بْنُ عِمْرَانَ وَكِلَاهُمَا مِنْ اَصْحَابِ ابْنِ عَبَّاسٍ

آثارِ صحابہ: وَقَدْ رُوِىَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ كَرِهَ اَنْ يُّلْقٰى تَحْتَ الْمَيِّتِ فِى الْقَبْرِ شَىْءٌ

مذاہبِ فقہاء: وَّاِلٰى هٰذَا ذَهَبَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک میں سرخ چادر رکھی گئی تھی۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے اور یہ زیادہ مستند ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شعبہ نے ابوحمزہ قصاب کے حوالے سے اس روایت کو نقل کیا ہے۔ ان کا نام عمران بن ابوعطاء ہے۔

یہی روایت ابوجمرہ ضبعی کے حوالے سے نقل کی گئی ہے جن کا نام نصر بن عمران ہے۔

یہ دونوں حضرات حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگردوں میں سے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بھی منقول ہے: ان کے نزدیک قبر میں میت کے نیچے کوئی بھی چیز رکھنا مکروہ ہے۔ بعض اہلِ علم نے اسی رائے کو اختیار کیا ہے۔

969- اخرجه مسلم (378/3)- الذهبى كتاب الجنائز' باب: جعل القطيفة فى القبر' حديث (967/91) والنسائى (81/4) كتاب الجنائز' باب: وضع الثوب فى اللحد' حديث (2012) واخرجه احمد (228/1) عن شعبة' عن ابى جمرة' عن ابن عباس به-

شرح

قبر میں میت کے نیچے کپڑا بچھانے کے جواز وعدم جواز میں مذاہب آئمہ:

قبر میں میت کے نیچے کپڑا بچھانے کے جواز وعدم جواز کے حوالے سے آئمہ فقہ میں اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام بغوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ قبر میں میت کے نیچے کپڑا بچھانا جائز ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لحد کی شکل میں قبر تیار کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت شقران رضی اللہ عنہ نے قبر میں آپ کے نیچے چادر بچھائی تھی۔

۲- آئمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک قبر میں میت کے نیچے کپڑا وغیرہ بچھانا مکروہ وممنوع ہے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے: انه كره ان يجعل تحت الميت ثوبا في قبره ۔ (سنن بیہقی) قبر میں میت کے نیچے کپڑا بچھانا مکروہ ہے۔

آئمہ اربعہ کی طرف سے امام بغوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ حضرت شقران رضی اللہ عنہ کا یہ فعل امر شرعی کی بجا آوری کے لیے نہیں تھا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اظہار عقیدت اور اجتہاد کی بنا پر تھا نہ کہ قاعدہ کلیہ کی بنا پر۔ وہ اس بات کو بھی ناپسند کرتے تھے کہ آپ کے انتقال کے بعد آپ کی چادر مبارک کوئی دوسرا شخص اپنے استعمال میں لائے۔ علاوہ ازیں میت کے کفن کے علاوہ قبر کے اندرونی حصہ میں ایسی چیز کا استعمال کرنا جسے آگ نے جلایا ہو یا اسے جلا سکتی ہو، مکروہ وممنوع ہے۔ اسی لیے قبر کے اندرونی حصہ میں پکی اینٹ، کپڑا، گھاس اور مصلی وغیرہ بچھانا منع ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَسْوِيَةِ الْقُبُوْرِ

باب 52: قبر کو برابر کرنا

970 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ

متنِ حدیث: اَنَّ عَلِيًّا قَالَ لِاَبِي الْهَيَّاجِ الْاَسَدِيِّ اَبْعَثُكَ عَلٰى مَا بَعَثَنِيْ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ لَّا تَدَعَ قَبْرًا مُشْرِفًا اِلَّا سَوَّيْتَهٗ وَلَا تِمْثَالًا اِلَّا طَمَسْتَهٗ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَلِيٍّ حَدِيْثٌ حَسَنٌ

970- اخرجه مسلم (3/383 - الابى) كتاب الجنائز' باب: الامر بتسوية القبر - حديث (93/969) وابو داؤد (2/233) كتاب الجنائز' باب : في تسوية القبر' حديث (3218) والنسائي (4/88) كتاب الجنائز: باب: تسوية القبور اذا رفعت' حديث (2031) واخرجه احمد (1/89'96'128) من طرق عن ابى الهياج الاسدى عن على بن ابى طالب به-

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ يَكْرَهُوْنَ اَنْ يُّرْفَعَ الْقَبْرُ فَوْقَ الْاَرْضِ قَالَ الشَّافِعِيُّ اَكْرَهُ اَنْ يُّرْفَعَ الْقَبْرُ اِلَّا بِقَدْرِ مَا يُعْرَفُ اَنَّهٗ قَبْرٌ لِكَيْلَا يُوْطَاَ وَلَا يُجْلَسَ عَلَيْهِ

ابووائل بیان کرتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوہیاج اسدی سے یہ فرمایا: میں تمہیں اس کام کے لیے بھیج رہا ہوں' جس کام کے لیے نبی اکرم ﷺ نے مجھے بھیجا تھا' یہ کہ تم کسی بھی اونچی قبر کو برابر کیے بغیر نہ چھوڑنا اور ہر تصویر کو مٹا دینا۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے: ان کے نزدیک قبر کو زمین سے اونچا رکھنا مکروہ ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں اس بات کے مکروہ سمجھتا ہوں کہ قبر کو بلند کیا جائے۔ البتہ اتنا بلند کیا جاسکتا ہے کہ جس سے یہ پتہ چل جائے' یہ قبر ہے' تاکہ لوگ اس کو پاؤں کے نیچے نہ دیں اور اس پر بیٹھیں نہیں۔

شرح

قبر کو پست رکھنے کا مسئلہ:

زمانہ جاہلیت میں لوگ قبور کو بلند بلکہ ان پر عمارت تعمیر کر لیتے تھے۔ اسلام اعتدال پسند دین ہے، اس میں فضول خرچی، عقل و دانش کے خلاف اور فطرت کے منافی امور کی ہرگز گنجائش نہیں ہے۔ حدیث باب میں تسویۃ القبور سے مراد قبور بالکل زمین کے برابر کرنا نہیں ہے بلکہ ایک بالشت بلند قبر تیار کی جاسکتی ہے۔ سرہانے کی جانب پتھر یا اینٹ یا تختی وغیرہ لگانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ البتہ قبر کچی ہونی چاہیے اور اس کے کناروں یا اطراف کو حفاظت کی نیت سے پکا بنایا جاسکتا ہے۔ راقم الحروف کی معلم و مرشد حضرت علامہ مفتی محمد عبدالغفور شرقپوری نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ (بانی جامعہ فاروقیہ رضویہ، گھوڑے شاہ روڈ لاہور) نے انتقال سے قبل اپنے صاحبزادگان' تلامذہ اور مریدین کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا میری قبر جامعہ میں ہرگز نہ بنائی جائے بلکہ قبرستان میں بنائی جائے، سنت کے مطابق ایک بالشت سے بلند نہ ہو اور قبر کچی رکھی جائے یعنی پکی نہ بنائی جائے۔ سلف صالحین، علماء ربانیین اور مشائخ کا طرز زندگی ایسا ہی رہا ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پوتے حضرت قاسم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اجازت سے حجرہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر آپ صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کے مزارات مبارکہ کی زیارت کا اعزاز حاصل کیا کہ مزارات ثلاثہ نہ بالکل زمین کے برابر اور نہ زیادہ بلند تھے۔ (سنن ابی داؤد)

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ الْمَشْيِ عَلَى الْقُبُوْرِ وَالْجُلُوْسِ عَلَيْهَا وَالصَّلٰوةِ اِلَيْهَا

باب 53: قبر پر چلنا' اس پر بیٹھنا اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا مکروہ ہے

971 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ جَابِرٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ

عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِیْ اِدْرِیْسَ الْخَوْلَانِیِّ عَنْ وَّاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ عَنْ اَبِیْ مَرْثَدٍ الْغَنَوِیِّ قَالَ

متن حدیث: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَجْلِسُوا عَلَی الْقُبُوْرِ وَلَا تُصَلُّوا اِلَيْهَا

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَعَمْرِو بْنِ حَزْمٍ وَّبَشِيْرِ ابْنِ الْخَصَاصِيَةِ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِیٍّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ وَّاَبُوْ عَمَّارٍ قَالَا اَخْبَرَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ جَابِرٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ وَّاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ عَنْ اَبِیْ مَرْثَدٍ الْغَنَوِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ وَلَيْسَ فِيْهِ عَنْ اَبِیْ اِدْرِيْسَ وَهٰذَا الصَّحِيْحُ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: قَالَ مُحَمَّدٌ وَّحَدِيْثُ ابْنِ الْمُبَارَكِ خَطَاٌ اَخْطَاَ فِيْهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ وَزَادَ فِيْهِ عَنْ اَبِیْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِیِّ وَاِنَّمَا هُوَ بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ وَّاثِلَةَ هٰكَذَا رَوٰی غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ جَابِرٍ وَّلَيْسَ فِيْهِ عَنْ اَبِیْ اِدْرِيْسَ وَبُسْرُ ابْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَدْ سَمِعَ مِنْ وَّاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ

◆◆ حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ حضرت ابومرثد غنوی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: قبروں پر بیٹھو نہیں اور ان کی طرف رخ کر کے نماز ادا نہ کرو۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ، حضرت بشیر بن خصاصیہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

◆◆ حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ، حضرت ابومرثد رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔

اس روایت کی سند میں ابوادریس نامی راوی کا ذکر نہیں ہے اور یہ روایت زیادہ مستند ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے منقول روایت میں خطا پائی جاتی ہے اس میں ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے غلطی کی ہے انہوں نے اس کی سند میں ابوادریس خولانی کا ذکر زائد کر دیا ہے:

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ صاحب بسر بن عبیداللہ ہیں جنہوں نے حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے۔

دیگر کئی راویوں نے اس روایت کو عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر کے حوالے سے بھی نقل کیا ہے اور اس کی سند میں بھی ادریس خولانی کا تذکرہ نہیں ہے۔

بسر بن عبیداللہ نے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے احادیث سنی ہیں۔

971- اخرجه مسلم (385/3 الابي) كتاب الجنائز' باب: النهي عن الجلوس على القبر والصلوة عليه' حديث (97/972'98/972) وابو داؤد (236/2) كتاب الجنائز' باب: كراهية القعود على القبر' حديث (3229) والنسائي (67/2) كتاب القبلة : باب: النهي عن الصلوة الى القبر' حديث (760) واخرجه احمد (135/4) وابن خزيمة (7/2) حديث (793/794) وعبد بن حميد (ص172) حديث (473) من طرق عن واثلة بن الاسقع' عن ابي مرثد الغنوي به-

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ تَجْصِيصِ الْقُبُوْرِ وَالْكِتَابَةِ عَلَيْهَا

باب 54: قبر کو پختہ کرنا اور اس پر لکھنا مکروہ ہے

972 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْاَسْوَدِ اَبُوْ عَمْرٍو الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيْعَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ

متن حدیث: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُجَصَّصَ الْقُبُوْرُ وَاَنْ يُّكْتَبَ عَلَيْهَا وَاَنْ يُّبْنٰى عَلَيْهَا وَاَنْ تُوطَاَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ جَابِرٍ

توضیح راوی: وَقَدْ رَخَّصَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْهُمُ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ فِيْ تَطْيِيْنِ الْقُبُوْرِ وَقَالَ الشَّافِعِيُّ لَا بَاْسَ اَنْ يُّطَيَّنَ الْقَبْرُ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے: قبروں کو پختہ کیا جائے یا ان پر کچھ لکھا جائے یا ان پر کوئی عمارت تعمیر کی جائے یا ان پر چلا جائے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

یہی روایت دیگر اسناد کے ہمراہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے بعض اہلِ علم جن میں حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں انہوں نے قبر کو گارے سے لیپنے کی اجازت دی ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس میں کوئی حرج نہیں ہے: قبر پر گارا لگا دیا جائے۔

شرح

قبور پر چلنے، ان پر بیٹھنے، انہیں پختہ بنانے اور ان پر تحریر کرنے کی ممانعت:

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے دو ابواب کے ذیل میں دو احادیث مبارکہ تخریج فرمائی ہیں جن میں متعدد امور کو غیر شرعی قرار دیتے ہوئے ان سے منع کیا گیا ہے۔ ان کا خلاصہ یہ ہے کہ قبور پر چلنا منع ہے کیونکہ اس سے اہل قبور کی بے حرمتی و بے ادبی ہوتی ہے۔ قبور پر بیٹھنا بھی منع ہے، کیونکہ یہ معیوب اور بے ادبی کی صورت ہے۔ قبور کو پختہ بنانے کی بھی ممانعت ہے، پختہ بنانے کی صورت میں جگہ زیادہ استعمال ہوگی جس سے مسلمانوں کی حق تلفی بھی ہوگی۔ قبور کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا منع ہے۔ اگر کسی نے

972- اخرجه مسلم (383- الابي) كتاب الجنائز: باب: النهي عن تجصيص القبر والبناء عليه حديث (970/94. 970/95) كتاب الجنائز: باب في البناء على القبر حديث (3225) والنسائي (86/4) كتاب الجنائز: باب: الزيادة على القبر حديث (2027) وباب: البناء على القبر حديث (2028) وباب: تجصيص القبور حديث (2029) وابن ماجه (498/1) كتاب الجنائز: باب ما جاء في النهي عن البناء على القبور وتجصيصها والكتابة عليها حديث (1562) واخرجه احمد (295/3، 339) بلفظ تقصص (399) بلفظ تجصص وعبد بن حميد (ص325) حديث (1075) عن ابي الزبير عن جابر بن عبد الله به-

عبادت کی نیت سے قبر کی طرف منہ کر کے نماز ادا کی تو یہ شرک ہے۔ اگر کسی نے دوران نماز تعظیماً قبر کی طرف منہ کیا تب بھی حرام ہے۔ اس لیے کہ شریعت محمدیہ میں غیر اللہ کو سجدہ تعظیمی بھی حرام ہے۔ پوری قبر کو پختہ بنا کر اسے آیات واحادیث کی تحریرات سے مزین کرنا منع ہے' کیونکہ اس میں بے ادبی کا پہلو عیاں ہے۔ اگر قبر کے سرہانے کی جانب تختی لگائی جس پر صاحب قبر کا نام تحریر ہوتا کہ لوگوں کو فاتحہ خوانی کے لیے آنے میں آسانی ہو، تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ الرَّجُلُ اِذَا دَخَلَ الْمَقَابِرَ

باب 55: جب آدمی قبرستان میں داخل ہو' تو کیا پڑھے؟

973 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ عَنْ اَبِیْ كُدَيْنَةَ عَنْ قَابُوسَ بْنِ اَبِیْ ظَبْيَانَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُبُوْرِ الْمَدِيْنَةِ فَاَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنْ بُرَيْدَةَ وَعَائِشَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

توضیح راوی: وَاَبُوْ كُدَيْنَةَ اسْمُهٗ يَحْيَى بْنُ الْمُهَلَّبِ وَاَبُوْ ظَبْيَانَ اسْمُهٗ حُصَيْنُ بْنُ جُنْدُبٍ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ کے قبرستان کے پاس سے گزرے آپ ﷺ نے اس کی طرف رخ کیا' اور یہ پڑھا۔

''اے قبرستان والو! تم پر سلام ہو! اللہ تعالیٰ ہماری بھی مغفرت کرے اور تمہاری بھی'' تم لوگ ہم سے پہلے چلے گئے ہو' اور ہم تمہارے پیچھے آ رہے ہیں''۔

اس بارے میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ اور سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

ابوکدینہ نامی راوی کا نام یحییٰ بن مہلب ہے۔ ابوظبیان نامی راوی کا نام حصین بن جندب ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی الرُّخْصَةِ فِیْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ

باب 56: قبروں کی زیارت کرنے کی اجازت

974 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَّمَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ الْخَلَّالُ قَالُوْا حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ النَّبِيْلُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

973- انفرد به الترمذی' واخرجه الطبرانی فی المعجم الكبير (107/12) حديث (12614)

متن حدیث: قَدْ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَقَدْ اُذِنَ لِمُحَمَّدٍ فِي زِيَارَةِ قَبْرِ اُمِّهِ فَزُوْرُوْهَا فَاِنَّهَا تُذَكِّرُ الْاٰخِرَةَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَّابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّاَنَسٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاُمِّ سَلَمَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ بُرَيْدَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ لَا يَرَوْنَ بِزِيَارَةِ الْقُبُوْرِ بَاْسًا وَّهُوَ قَوْلُ ابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

◆◆ سلیمان بن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: میں نے تمہیں قبرستان کی زیارت کرنے سے منع کیا تھا' پھر حضرت محمد ﷺ کو ان کی والدہ کی قبر کی زیارت کی اجازت مل گئی' تو تم قبرستان کی زیارت کیا کرو' کیونکہ یہ آخرت کی یاد دلاتی ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ' حضرت انس رضی اللہ عنہ' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا' ان کے نزدیک قبرستان کی زیارت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں۔

975 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا عِيْسٰى بْنُ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ

متن حدیث: تُوُفِّيَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ بِحُبْشِيٍّ قَالَ فَحُمِلَ اِلٰى مَكَّةَ فَدُفِنَ فِيْهَا فَلَمَّا قَدِمَتْ عَائِشَةُ اَتَتْ قَبْرَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَتْ وَكُنَّا كَنَدْمَانَيْ جَذِيْمَةَ حِقْبَةً مِّنَ الدَّهْرِ حَتّٰى قِيْلَ لَنْ يَّتَصَدَّعَا فَلَمَّا تَفَرَّقْنَا كَاَنِّيْ وَمَالِكًا لِطُوْلِ اجْتِمَاعٍ لَّمْ نَبِتْ لَيْلَةً مَّعًا ثُمَّ قَالَتْ وَاللّٰهِ لَوْ حَضَرْتُكَ مَا دُفِنْتَ اِلَّا حَيْثُ مُتَّ وَلَوْ شَهِدْتُّكَ مَا زُرْتُكَ

◆◆ عبداللہ بن ابوملیکہ بیان کرتے ہیں: حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کا حبشہ میں انتقال ہو گیا' ان کی میت کو مکہ لا کر وہاں دفن کر دیا گیا' جب سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مکہ آئیں' تو وہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کی قبر پر بھی آئیں اور بولیں: (یعنی انہوں نے کسی شاعر کے یہ شعر پڑھے)۔

''ہم جزیمہ بادشاہ کے دو وزیروں کی طرح ایک عرصے تک ایک ساتھ رہے' یہاں تک کہ یہ کہا جانے لگا کہ ہم کبھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے' لیکن جب ہم جدا ہوئے' تو یوں محسوس ہوا کہ ایک طویل عرصے تک ساتھ رہنے کے

974- اخرجه مسلم (3/396' الابی) كتاب الجنائز' الباب استئذان النبی صلی الله عليه وسلم ربه عزوجل فی زيارة قبر امه' حديث (107/977) وكتاب الاضاحی' باب بيان ما كان من النهی عن اكل لحوم الاضاحی بعد ثلاث فی اول الاسلام' وبيان نسخه واباحته الی متی شاء' حديث (37/1977) وابن ماجه مختصراً (2/1127) كتاب الاشربة' باب: ما رخص فيه من ذلك' حديث (3405) واخرجه احمد (5/356'359) عن سليمان بن بريدة عن ابيه به-

باوجود میں نے ادر مالک نے کبھی ایک رات بھی بسر نہیں کی''۔

پھر سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر میں وہاں ہوتی، تو تمہیں وہیں دفن کیا جاتا، جہاں تمہارا انتقال ہوا تھا، اور اگر میں (تمہاری وفات کے وقت) موجود ہوتی، تو تمہاری (قبر تک) نہ آتی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ لِلنِّسَآءِ

باب 57: خواتین کا قبرستان جانا مکروہ ہے

976 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ زَوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّحَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَقَدْ رَاَى بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ هٰذَا كَانَ قَبْلَ اَنْ يُّرَخِّصَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَلَمَّا رَخَّصَ دَخَلَ فِىْ رُخْصَتِهِ الرِّجَالُ وَالنِّسَآءُ

وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّمَا كُرِهَ زِيَارَةُ الْقُبُوْرِ لِلنِّسَآءِ لِقِلَّةِ صَبْرِهِنَّ وَكَثْرَةِ جَزَعِهِنَّ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے قبرستان بکثرت جانے والی عورتوں پر لعنت کی ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک یہ حکم اس سے پہلے کا ہے، جب نبی اکرم ﷺ نے قبرستان کی زیارت کرنے کی اجازت نہ دے دی تھی۔ جب آپ ﷺ نے اس کی رخصت دے دی، تو اس رخصت میں خواتین اور مرد شامل ہوں گے۔

بعض علماء نے یہ بات بیان کی ہے: خواتین کے لیے قبرستان جانے کو اس لیے مکروہ قرار دیا گیا ہے، کیونکہ ان میں صبر کم ہوتا ہے، اور وہ چیختی چلاتی زیادہ ہیں۔

شرح

زیارت قبور کا مسئلہ:

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسلسل تین ابواب کے ذیل میں چار احادیث مبارکہ تخریج فرمائی ہیں جن میں مسئلہ زیارت قبور اور اس کے متعلقات کو بیان کیا گیا۔ زمانہ جاہلیت قریب ہونے کی وجہ سے ابتداء اسلام میں زیارت قبور سے منع کیا گیا تھا لیکن جب مسلمانوں کی تعلیم و تربیت ہوگئی تو پھر انہیں زیارت قبور کی اجازت دے دی گئی کیونکہ اس سے موت کا تصور پختہ ہوتا

976- اخرجه ابن ماجه (502/1) كتاب الجنائز باب: ما جاء في النهي عن زيارة القبور حديث (1576) واخرجه احمد (356-337/2) عن ابي عوانة عن عمر بن ابي سلمة عن ابيه عن ابي هريرة به-

ہے اور قیامت کا عقیدہ مضبوط ہوتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف اپنی امت کو زیارت قبور کی اجازت دی بلکہ خود بھی ہر ہفتہ شہداء احد کے مزارات پر فاتحہ خوانی کے لیے تشریف لے جاتے تھے۔ علاوہ ازیں اپنی والدہ ماجدہ کے مزار اقدس پر بھی فاتحہ خوانی کی غرض سے جانے کی اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کی جو آپ کو دے دی گئی۔

جب قبرستان پر فاتحہ خوانی کی نیت سے حاضری دی جائے تو مزار سے تین فٹ کے فاصلے پر کھڑا ہو کر فاتحہ خوانی کی جائے۔ خواہ مزار کو ہاتھ لگانا اور بوسہ دینا حرام تو نہیں ہے لیکن بے ادبی ہے اور کچھ بے علم و جاہل لوگ سجدہ تعظیمی شروع کر دیتے ہیں جو حرام ہے۔ قبرستان میں داخل ہوتے وقت یا مزار کے پاس پہنچنے پر بایں الفاظ سلام عرض کیا جائے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ وَ يَغْفِرُ اللّٰهُ وَلَنَا وَلَكُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ ۔

مزار پر فاتحہ خوانی کا طریقہ یہ ہے کہ مزار سے کچھ فاصلے پر کھڑا ہو کر چاروں قل، سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرہ کی ابتدائی آیات تلاوت کر کے اوّل و آخر درود پیش پڑھا جائے۔ پھر اس تلاوت کا انبیاء، سلف صالحین اور اعزاء و اقارب کو ایصال کر دیا جائے۔ صحابہ کرام، اولیاء عظام اور علماء ربانیین کے مزارات کی زیارت کرنا نافع و مفید ہے۔ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے گنبد خضراء کی حاضری بہت بڑی سعادت، باعث نجات، علامت محبت رسول اور شفاعت مصطفوی کا سبب ہے۔ اس بارے میں مشہور حدیث مبارکہ ہے: مَنْ زَارَ قَبْرِىْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِىْ ۔ جس شخص نے میرے مزار اقدس کی زیارت کی اس کے لیے (قیامت کے دن) میری شفاعت واجب ہوگئی۔

سوال: جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے زیارت قبور سے منع فرمایا تھا تو اس ممانعت میں خواتین بھی شامل تھیں، دریافت طلب یہ امر ہے کہ جب آپ نے زیارت قبور کی اجازت دی تو اس اجازت میں بھی خواتین شامل ہیں یا نہیں؟

جواب: خواتین کے مسئلہ زیارت قبور میں اختلاف ہے، بعض علماء نے خواتین کو اس کی اجازت دی ہے اور بعض نے انہیں منع کیا ہے۔ احتیاط کا تقاضا ہے کہ خواتین زیارت قبور کے لیے نہ جائیں۔ قائلین ممانعت نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے زائرات قبور پر لعنت فرمائی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الدَّفْنِ بِاللَّيْلِ

باب 58: رات کے وقت دفن کرنا

977 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو السَّوَّاقُ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْيَمَانِ عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ خَلِيفَةَ عَنِ الْحَجَّاجِ ابْنِ اَرْطَاةَ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ قَبْرًا لَيْلًا فَاُسْرِجَ لَهٗ سِرَاجٌ فَاَخَذَهٗ مِنْ قِبَلِ الْقِبْلَةِ وَقَالَ رَحِمَكَ اللّٰهُ اِنْ كُنْتَ لَاَوَّاهًا تَلَّاءً لِّلْقُرْاٰنِ وَكَبَّرَ عَلَيْهِ اَرْبَعًا

977- اخرجه ابن ماجه من طريق محمد بن الصباح عن يحيى بن اليمان عن منهال بن خليفة عن عطاء ن ابن عباس (487/1) كتاب الجنائز باب ما جاء في الاوقات التي لا يصلى فيها على الميت ولا يدفن - حديث (1520)

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ جَابِرٍ وَّيَزِيْدَ بْنِ ثَابِتٍ وَّهُوَ اَخُو زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَكْبَرُ مِنْهُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ

مذاہب فقہاء: وَّقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِلٰى هٰذَا وَقَالُوْا يُدْخَلُ الْمَيِّتُ الْقَبْرَ مِنْ قِبَلِ الْقِبْلَةِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ يُسَلُّ سَلًّا وَّرَخَّصَ اَكْثَرُ اَهْلِ الْعِلْمِ فِي الدَّفْنِ بِاللَّيْلِ

◄► حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ رات کے وقت قبر میں اترے تو آپ کے لیے چراغ کو روشن کر دیا گیا' آپ نے میت کو قبلہ کی سمت سے پکڑا (اور قبر میں اتارا) اور ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے! تم بہت نرم دل اور قرآن کی بکثرت تلاوت کرنے والے شخص تھے۔

راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ان کی نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہی تھیں۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت یزید بن ثابت رضی اللہ عنہ، جو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں اور عمر میں ان سے بڑے ہیں، سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث "حسن" ہے۔

بعض اہلِ علم اس حدیث کی طرف گئے ہیں' وہ یہ فرماتے ہیں: میت کو قبر میں قبلہ کی سمت سے داخل کیا جائے گا۔

بعض حضرات نے یہ بات بیان کی ہے: اسے سر کی طرف سے رکھا جائے گا۔

اکثر اہلِ علم نے رات کے وقت دفن کرنے کی اجازت دی ہے۔

شرح

میت کو قبر میں داخل کرنے کے حوالے سے مذاہب آئمہ:

میت کو رات میں دفن کیا جائے یا دن میں دونوں کا حکم یکساں ہے۔ رات کے وقت تدفین کی صورت میں بقدر ضرورت روشنی کا اہتمام کیا جاسکتا ہے۔ البتہ میت کو دخول فی القبر کے طریقہ میں آئمہ فقہ کی مختلف آراء ہیں:۔

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ میت کو قبلہ کی طرف سے قبر میں داخل کرنا سنت ہے۔ اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ میت کو عرضاً قبر کے پاس قبلہ کی جانب رکھا جائے پھر اسے قبر میں اتارا جائے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت قبر میں اترے' چراغ کی روشنی کا انتظام کیا گیا اور آپ نے قبلہ کی جانب سے میت کو پکڑ کر قبر میں رکھا۔

۲- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک طریق سل مسنون ہے۔ اس کی صورت یہ ہوگی کہ میت کو قبر کے پاؤں کی طرف رکھا جائے، پہلے میت کا سر قبر میں داخل کیا جائے پھر پاؤں۔ انہوں نے اس روایت سے استدلال کیا ہے: ثم ادخلہ القبر من قبل رجلی القبر (سنن ابی داؤد) اس روایت میں میت کو پاؤں کی طرف سے قبر میں داخل کرنے کی تصریح ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ قبلہ

کی طرف دیوار ہونے کی صورت میں میت کو قبر کے پاؤں کی طرف رکھا گیا تھا اور طریق سل اختیار کیا گیا تھا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الثَّنَاءِ الْحَسَنِ عَلَى الْمَيِّتِ

باب 59: میت کو اچھے الفاظ میں یاد کرنا

978 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ

متنِ حدیث: مُرَّ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَنَازَةٍ فَاَثْنَوْا عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَبَتْ ثُمَّ قَالَ اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عُمَرَ وَكَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ وَاَبِي هُرَيْرَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَنَسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا لوگوں نے اس کی تعریف کی' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: واجب ہوگئی ہے' پھر آپ نے ارشاد فرمایا: تم لوگ زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو۔

اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

979 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى وَهَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَزَّازُ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ اَبِي الْفُرَاتِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِي الْاَسْوَدِ الدِّيْلِيِّ

متنِ حدیث: قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَجَلَسْتُ اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَمَرُّوْا بِجَنَازَةٍ فَاَثْنَوْا عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ عُمَرُ وَجَبَتْ فَقُلْتُ لِعُمَرَ وَمَا وَجَبَتْ قَالَ اَقُوْلُ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ لَهٗ ثَلَاثَةٌ اِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ قَالَ قُلْنَا وَاثْنَانِ قَالَ وَاثْنَانِ قَالَ وَلَمْ نَسْاَلْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوَاحِدِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَاَبُو الْاَسْوَدِ الدِّيْلِيُّ اسْمُهٗ ظَالِمُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سُفْيَانَ

◆◆ ابواسود دیلی بیان کرتے ہیں: میں مدینہ منورہ آیا' حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا' کچھ لوگ ایک جنازے کو لے کر گزرے لوگوں نے اس کی تعریف کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واجب ہوگئی! میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: کیا چیز واجب ہوگئی؟ انہوں نے فرمایا: میں نے وہی بات کہی ہے' جو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمائی تھی' آپ نے ارشاد

978- اخرجه احمد (179/3) عن حميد' عن انس به-

979- اخرجه البخاری (271/3) كتاب الجنائز' باب' ثناء الناس على الميت' حديث (1368) وكتاب الشهادات' باب' تعديل كم يجوز' حديث (2643) والنسائی (50/4) كتاب الجنائز' باب' الثناء' حديث (1934) واخرجه احمد (1/21-30-45-54) من طرقه عن ابی اسود الديلی عن عمر بن الخطاب به-

فرمایا تھا: جس مسلمان کے حق میں تین آدمی گواہی دیں اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے عرض کی: اگر دو دے دیں؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر دو دے دیں (تو بھی ایسا ہی ہوتا ہے) تاہم' ہم نے نبی اکرم ﷺ سے ایک شخص کی (گواہی کے بارے میں) دریافت نہ کیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

ابواسود دیلی کا نام ظالم بن عمرو بن سفیان ہے۔

شرح

میت کی خوبیاں بیان کرنا:

کسی مسلمان بھائی کے انتقال پر ان کے عیوب و نقائص سے صرف نظر کرتے ہوئے اس کی خوبیاں' کمالات اور خدمات بیان کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ لوگوں کی طرف سے میت کی خوبیاں کرنے سے میت بھی عند اللہ خوبیوں والی ہو جاتی ہے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی روایت میں صراحت ہے کہ دو یا تین شخص جب کسی میت کی تعریف کریں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی میت کو جنتی قرار دیا جاتا ہے۔ مختلف روایات میں یہ مضمون بیان کیا گیا ہے کہ تم میت کے عیوب و نقائص بیان کرنے سے اجتناب کرو اور اس کی خوبیوں کو بیان کرو۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ ثَوَابِ مَنْ قَدَّمَ وَلَدًا

باب 60: جس شخص کا ایک بچہ فوت ہو جائے اس کا ثواب

980 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ ح وحَدَّثَنَا الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَا يَمُوْتُ لِاَحَدٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ فَتَمَسَّهُ النَّارُ اِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَمُعَاذٍ وَّكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَّعُتْبَةَ بْنِ عَبْدٍ وَّاُمِّ سُلَيْمٍ وَّجَابِرٍ وَّاَنَسٍ وَّاَبِيْ ذَرٍّ وَّابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّاَبِيْ ثَعْلَبَةَ الْاَشْجَعِيِّ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَّاَبِيْ سَعِيْدٍ وَّقُرَّةَ بْنِ اِيَاسٍ الْمُزَنِيِّ

توضیح راوی: قَالَ وَاَبُوْ ثَعْلَبَةَ الْاَشْجَعِيُّ لَهٗ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثٌ وَّاحِدٌ هُوَ هٰذَا الْحَدِيْثُ

980- اخرجه مالك (235/1) كتاب الجنائز' باب: الحسبة في المصيبة' حديث (38) والبخاري (142/3) كتاب الجنائز' باب: فضل من مات له ولد فاحتسب' حديث (1251) وكتاب الايمان والنذور' باب: قول الله تعالىٰ (واقسموا بالله جهد ايمانهم—) النحل (38) حديث (6656) والادب المفرد' ص (49) حديث (141) ومسلم (604/8' الابي) كتاب البر والصلة والاداب باب' فضل من يموت له ولد فيحتسبه' حديث (2632/150) والنسائي (25/4) كتاب الجنائز' باب' من يتوفى له ثلاثة' حديث (1875) وابن ماجه (512)كتاب الجنائز' باب: ما جاء في ثواب من اصيب بولده' حديث (1603) واخرجه احمد (239/2-276-473-479) والحميدي (444/2) حديث (1020) عن ابن شهاب' عن سعيد بن المسيب' عن ابي هريرة به-

وَلَيْسَ هُوَ الْخُشَنِيُّ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِىْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جس مسلمان کے تین بچے فوت ہو جائیں اُسے جہنم کی آگ صرف قسم کو پورا کرنے کے لیے چھوئے گی۔

اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ، حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ، حضرت عتبہ بن عبد رضی اللہ عنہ، سیّدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابوثعلبہ اشجعی رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت قرہ بن ایاس مزنی رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابوثعلبہ اشجعی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے صرف یہی ایک حدیث منقول ہے۔

یہ حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ نہیں ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

981 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا الْعَوَّامُ بْنُ حَوْشَبٍ عَنْ اَبِىْ مُحَمَّدٍ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ اَبِىْ عُبَيْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: مَنْ قَدَّمَ ثَلَاثَةً لَّمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ كَانُوْا لَهٗ حِصْنًا حَصِيْنًا مِّنَ النَّارِ قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ قَدَّمْتُ اثْنَيْنِ قَالَ وَاثْنَيْنِ فَقَالَ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ سَيِّدُ الْقُرَّاءِ قَدَّمْتُ وَاحِدًا قَالَ وَوَاحِدًا وَّلٰكِنْ اِنَّمَا ذَاكَ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْاُوْلٰى

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

توضیح راوی: وَاَبُوْ عُبَيْدَةَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ اَبِيْهِ

◆◆ ابومحمد' جو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں' وہ ابوعبیدہ کے حوالے سے' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جس شخص کے تین بچے بالغ ہونے سے پہلے فوت ہو جائیں' وہ اس شخص کے لیے (جہنم سے بچنے کا) ذریعہ بن جائیں گے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میرے تو دو بچے فوت ہو چکے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: دو بھی ہوں (تو بھی یہی فضیلت حاصل ہوگی)۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ جو تمام قاریوں کے سردار ہیں' انہوں نے عرض کی: میرا ایک بچہ فوت ہو چکا ہے' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر ایک ہوا ہو (تو بھی یہ فضیلت حاصل ہوگی) لیکن یہ صدمے کے آغاز میں ہوتا ہے (اگر اس وقت صبر کر لیا جائے)۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''غریب'' ہے۔

ابوعبیدہ نامی راوی نے اپنے والد (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) سے احادیث نہیں سنی ہیں۔

981- اخرجه ابن ماجه (512/1) كتاب الجنائز' واخرجه احمد (375/1' 429' 451)

982 سندِحدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ وَاَبُو الْخَطَّابِ زِيَادُ بْنُ يَحْيَى الْبَصْرِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ رَبِّهٖ بْنُ بَارِقٍ الْحَنَفِيُّ قَالَ سَمِعْتُ جَدِّي اَبَا اُمِّي سِمَاكَ بْنَ الْوَلِيْدِ الْحَنَفِيَّ يُحَدِّثُ، اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يُحَدِّثُ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متنِ حدیث: مَنْ كَانَ لَهٗ فَرَطَانِ مِنْ اُمَّتِيْ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ بِهِمَا الْجَنَّةَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَمَنْ كَانَ لَهٗ فَرَطٌ مِّنْ اُمَّتِكَ قَالَ وَمَنْ كَانَ لَهٗ فَرَطٌ يَّا مُوَفَّقَةُ قَالَتْ فَمَنْ لَّمْ يَكُنْ لَهٗ فَرَطٌ مِّنْ اُمَّتِكَ قَالَ فَاَنَا فَرَطُ اُمَّتِيْ لَنْ يُّصَابُوْا بِمِثْلِيْ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ رَبِّهٖ بْنِ بَارِقٍ

توضیح راوی: وَقَدْ رَوٰى عَنْهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنَ الْاَئِمَّةِ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ الْمُرَابِطِيُّ حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ اَنْبَاَنَا عَبْدُ رَبِّهٖ بْنُ بَارِقٍ فَذَكَرَ نَحْوَهٗ وَسِمَاكُ بْنُ الْوَلِيْدِ هُوَ اَبُوْ زُمَيْلٍ الْحَنَفِيُّ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: میری امت میں سے جس شخص کے دو بچے فوت ہو جائیں' اللہ تعالیٰ ان دونوں کی وجہ سے اسے جنت میں داخل کر دے گا۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی خدمت میں عرض کی: آپ کی امت میں سے جس شخص کا ایک بچہ فوت ہوا ہو؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے وہ عورت! جس کو توفیق دی گئی' جس کا ایک بچہ فوت ہوا ہو (اس کا بھی یہی ثواب ہوگا)۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: اگر کسی کا کوئی بچہ نہ ہو؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں اس کا پیشوا ہوں گا' اور انہیں مجھ جیسا پیشوا نہیں ملے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے ہم اسے صرف عبدربہ بن بارق نامی راوی کے حوالے سے جانتے ہیں۔

مختلف آئمہ نے ان کے حوالے سے روایات کو نقل کیا ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ سماک بن ولید حنفی نامی راوی' ابوزمیل حنفی ہیں۔

شرح

نابالغ بچے کی وفات والدین کے لیے توشۂ آخرت:

شیرخوار یا نابالغ بچہ وفات پا جائے اور والدین اس کے صدمہ کو صبر وتحمل سے برداشت کریں تو وہ ان کے لیے توشۂ آخرت بن جاتا ہے۔ احادیث باب میں اسی مسئلہ کی تصریح ہے۔ ایسے بچے والدین کے لیے عذاب جہنم سے محفوظ رہنے کا ذریعہ' دخول جنت کا باعث اور آخرت میں نجات کا سبب بن جاتے ہیں۔ یہ اجر ان والدین کو حاصل ہوگا جن کے تین یا دو یا ایک نابالغ بچہ فوت ہوا ہوگا۔ نیز یہ بچہ اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے والدین کی سفارش کرے گا اور اپنے والدین کے بغیر جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

982- اخرجه احمد (334/1)

بَابُ مَا جَآءَ فِي الشُّهَدَاءِ مَنْ هُمْ

باب 61: شہداء کون لوگ ہیں؟

983 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَلشُّهَدَاءُ خَمْسٌ اَلْمَطْعُوْنُ وَالْمَبْطُوْنُ وَالْغَرِقُ وَصَاحِبُ الْهَدْمِ وَالشَّهِيْدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ اَنَسٍ وَّصَفْوَانَ بْنِ اُمَيَّةَ وَجَابِرِ بْنِ عَتِيْكٍ وَّخَالِدِ بْنِ عُرْفُطَةَ وَسُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ وَّاَبِيْ مُوْسٰى وَعَآئِشَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: شہداء پانچ قسم کے ہیں: طاعون کی وجہ سے مرنے والا، پیٹ کی بیماری کی وجہ سے مرنے والا، ڈوب کر مرنے والا، کسی چیز کے نیچے آکر مرنے والا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہونے والا۔

اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ، حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ، حضرت خالد بن عرفطہ رضی اللہ عنہ، حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

984 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اَسْبَاطِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيُّ الْكُوْفِيُّ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا اَبُوْ سِنَانٍ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ السَّبِيْعِيِّ قَالَ قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ صُرَدٍ لِخَالِدِ بْنِ عُرْفُطَةَ اَوْ خَالِدٌ لِسُلَيْمَانَ اَمَا سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متنِ حدیث: مَنْ قَتَلَهُ بَطْنُهُ لَمْ يُعَذَّبْ فِيْ قَبْرِهٖ فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ نَعَمْ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ فِيْ هٰذَا الْبَابِ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن عرفطہ رضی اللہ عنہ سے کہا: (راوی کو شک ہے یا شاید) حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی یہ بات نہیں سنی؟ آپ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص پیٹ کی بیماری کی وجہ سے مرجائے اسے قبر میں عذاب نہیں دیا جائے گا' تو دوسرے صاحب نے جواب دیا: جی ہاں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔ یہ دیگر حوالوں سے بھی منقول ہے

983- اخرجه مالك (131/1) كتاب صلوٰة الجماعة' باب: ما جاء في العتمة والصبح' حديث (6) والبخاري (244/2) كتاب الاذان' باب: الصف الاول حديث (720) وكتاب الجهاد والسير' باب: الشهادة سبع سوى القتل' حديث (2829) واخرجه مسلم (670/6' الابي) كتاب الامارة' باب: بيان الشهداء' حديث (1914/164) واخرجه احمد (533'324/2)

984- اخرجه احمد (262/4) عن سعيد الشيباني ابو سنان' عن ابي اسحق' عن خالد بن عرفطة به۔

شرح

شہید کی تعریف اوراس کی اقسام:

جو شخص اعلاء کلمہ حق کی خاطر دشمن کا مقابلہ کرتا ہوا اپنی جان کا نذرانہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کردیتا ہے، وہ شہید ہے۔ شہداء کی تین اقسام ہیں:

(۱) شہید حقیقی: یہ وہ شہید ہے جو اعلاء کلمہ حق اور اسلام کی سربلندی کے لیے دشمن کا مقابلہ کرتا ہوا، جامِ شہادت نوش کرجائے۔ اس شہید کو غسل دیے بغیر دفن کیا جائے گا۔ اس پر نماز جنازہ کے حوالے سے آئمہ فقہ میں اختلاف ہے، جس کی تفصیل سابقہ ابواب کے ضمن میں گزرچکی ہے۔

(۲) شہید حکمی: یہ ایسا شہید ہے، جس پر دنیا میں شہادت کے احکام کا نفاذ نہیں ہوتا جبکہ آخرت میں اسے شہداء میں شمار کیا جائے گا۔ مختلف روایات میں ان کی تعداد پچاس سے زائد ہے لیکن حدیث باب میں صرف چار شہداء کا ذکر کیا گیا ہے۔:

(۱) المطعون: جو مرض طاعون کی وجہ سے فوت ہوا ہو۔

(۲) المبطون: جو پیٹ کے مرض میں مبتلا ہو کر دنیا سے رخصت ہوا ہو۔

(۳) الغریق: جو پانی میں ڈوب کر فوت ہوا ہو۔

(۴) صاحب الھدم: جو دیوار کے نیچے دب کر فوت ہوا ہو۔

(۳) وہ شخص ہے، جس پر دنیا میں شہادت کے احکام جاری ہوتے ہیں مگر آخرت میں اس کا شمار شہداء میں نہیں ہوگا۔ یہ وہ شہید ہے جو اپنی شہرت، ناموری، حصول مالِ غنیمت اور دنیوی مقاصد کے لیے دشمن سے لڑا اور دنیا سے رخصت ہوا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ الْفِرَارِ مِنَ الطَّاعُوْنِ

باب 62: طاعون سے بھاگنا حرام ہے

985 سندِحدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ الطَّاعُوْنَ فَقَالَ بَقِيَّةُ رِجْزٍ اَوْ عَذَابٍ اُرْسِلَ عَلٰى طَائِفَةٍ مِّنْ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ فَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَّاَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا مِنْهَا وَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَّلَسْتُمْ بِهَا فَلَا تَهْبِطُوا عَلَيْهَا

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ سَعْدٍ وَّخُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ وَّعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَّجَابِرٍ وَّعَائِشَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

985- اخرجه مالك (896/2) كتاب الجامع' باب: ما جاء في الطاعون' حديث (23) والبخاري (592/6) كتاب احاديث الانبياء' حديث (3473) وكتاب الحيل' باب: ايكره من الاحتيال في الفرار من الطاعون' ومسلم (406/7' الابي) كتاب الاسلام' باب الطاعون والطيرة والكهانة ونحوها' حديث (92-93-94-95-96-97/2218) واخرجه احمد (200/5'202'207'208) والحميدي (249/1) حديث (544) عن عامر بن سعد عن اسامة بن زيد به-

◆◆ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے طاعون کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: یہ باقی بچ جانے والا عذاب ہے (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) زیادہ عذاب ہے جسے بنی اسرائیل کے ایک گروہ کی طرف بھیجا گیا تھا جب یہ کسی ایسی سرزمین میں واقع ہو جائے جہاں تم موجود ہو تو تم وہاں سے نکلنا نہیں اور جب یہ کسی ایسی سرزمین میں واقع ہو تم جہاں نہ ہو تو تم وہاں جانا نہیں۔

اس بارے میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ، حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

مرض طاعون کے سبب ہجرت کرنے کی ممانعت:

طاعون ایک متعدی مرض ہے جو جسم پر پھنسیوں اور زخموں کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے اور پورے علاقہ میں پھیل جاتا ہے۔ اس مرض کے سبب انگلیوں کے درمیان، زیر بغل اور اعضاء جسمانی پر پھنسیاں نمایاں ہو جاتی ہیں۔ جس علاقہ میں یہ مرض پھیل جائے وہاں سے دوسرے مقام پر ہجرت کر جانا اور دوسرے مقام سے اس علاقہ میں آنے سے منع کیا گیا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طاعون زدہ علاقہ سے ہجرت نہیں کرنی چاہیے اور نہ وہاں جانا چاہیے۔

طاعون زدہ علاقہ سے ہجرت کرنے کی ممانعت کی متعدد وجوہات ہو سکتی ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

۱- اللہ تعالیٰ کی مشیت کے بغیر نہ کوئی شخص مریض ہو سکتا ہے اور نہ کوئی مرض متعدی ہو سکتا ہے۔ طاعون زدہ علاقہ سے ہجرت کرنا اس عقیدہ کے منافی ہے۔

۲- طاعون زدہ علاقہ کو چھوڑنا اور دوسرے مقام پر رہائش اختیار کر لینا عقیدہ تقدیر کے منافی ہے۔

۳- طاعون زدہ علاقہ سے لوگ بھاگ کھڑے ہوں، تو مریضوں کا کیا بنے گا؟ اگر ان کے ساتھ مریض بھی بھاگ نکلیں تو پورا ملک مرض طاعون کی لپیٹ میں آ سکتا ہے۔

یاد رہے حفظان صحت کے اصول کے پیش نظر اگر حکومتی سطح پر طاعون زدہ علاقوں کو لوگوں سے خالی کروالیا جائے تو اسے ہجرت یا بھاگنا نہیں کہا جائیگا بلکہ حکمت عملی کہا جائے گا، جو جائز ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيمَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَائَهُ

باب 63: جو شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کو پسند کرے اللہ تعالیٰ بھی اس کی حاضری کو پسند کرتا ہے

986 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مِقْدَامٍ اَبُو الْاَشْعَثِ الْعِجْلِيُّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ

اَبِیْ یُحَدِّثُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَائَهُ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَائَهُ وَفِی الْبَاب عَنْ اَبِی مُوْسٰى وَاَبِیْ هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کو پسند کرے اللہ تعالیٰ بھی اس کی حاضری کو پسند کرتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کو ناپسند کرے اللہ تعالیٰ بھی اس کی حاضری کو ناپسند کرتا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

987 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِیْ عَرُوْبَةَ قَالَ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِیْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفٰى عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا ذَكَرَتْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَائَهُ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَائَهُ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كُلُّنَا نَكْرَهُ الْمَوْتَ قَالَ لَيْسَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا بُشِّرَ بِرَحْمَةِ اللّٰهِ وَرِضْوَانِهِ وَجَنَّتِهِ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ وَاَحَبَّ اللّٰهُ لِقَائَهُ وَاِنَّ الْكَافِرَ اِذَا بُشِّرَ بِعَذَابِ اللّٰهِ وَسَخَطِهِ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ وَكَرِهَ اللّٰهُ لِقَائَهُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کو پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی حاضری کو پسند کرتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کو ناپسند کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی اس کی حاضری کو ناپسند کرتا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے عرض کی: ہم میں سے ہر شخص موت کو ناپسند کرتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس سے مراد یہ نہیں ہے' بلکہ مومن کو جب اللہ تعالیٰ کی رحمت' اس کی رضامندی اور اس کی جنت کی خوشخبری دی جاتی ہے' تو وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کو پسند کرتا ہے' اور اللہ تعالیٰ بھی اس کی حاضری کو پسند کرتا ہے' اور کافر شخص کو جب اللہ تعالیٰ کے

986- اخرجه البخاری (364/11) كتاب الرقاق' باب: من احب لقاء الله احب الله لقاء ه' حديث (6507) ومسلم (81/9' الابى) كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار' باب: من احب لقاء الله' احب الله لقاء ه- حديث (2684/14) والنسائی (10/4) كتاب الجنائز' باب: فيمن احب لقاء الله' حديث (1836'1837) والدارمی (312/2) كتاب الرقائق' باب: فی حب لقاء الله' واخرجه احمد (321-316/5) وعبد بن حميد (ص94) حديث (184) عن قتاده' عن انس عن عبادة بن الصامت به-

987- اخرجه مسلم (82/9' الابى) كتابا لذكر والدعاء والتوبة والاستغفار' با: من احب لقاء الله' احب الله لقاء ه- حديث (2684/15) والنسائی (10/4) كتاب الجنائز: باب : فيمن احب لقاء الله' حديث (1838) وابن ماجه (1425/2) كتاب الزهد' باب: ذكر الموت والاستعداد له' حديث (4264)

عذاب، اس کی ناراضگی کے بارے میں بتایا جاتا ہے' تو وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کو ناپسند کرتا ہے' تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی حاضری کو ناپسند کرتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

جو شخص لقاء اللہ پسند کرے' تو اللہ تعالیٰ کا اس کی ملاقات کو پسند کرنا:

جو مسلمان دنیا میں رہتا ہوا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری اور ملاقات کو پسند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو محبوب رکھتا ہے۔ اسی طرح جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ (البقرہ:) ''پس تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا''۔ مومن کی زندگی اللہ تعالیٰ کی امانت اور اس کی موت اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا ذریعہ ہے۔ اس طرح مومن کی موت یا انتقال کا دن درحقیقت وصال محبوب کا یوم ہوتا ہے جو باعث مسرت و فرحت ہوتا ہے۔ مومن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شاد و فرحان حاضر ہو جاتا ہے' جبکہ کافی کی کیفیت اس سے مختلف ہوتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ لَمْ يُصَلَّ عَلَيْهِ

باب 64: خودکشی کرنے والے شخص کی نمازِ جنازہ ادا نہیں کی جائے گی

988 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ عِيْسٰى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا اِسْرَآئِيْلُ وَشَرِيْكٌ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ رَجُلًا قَتَلَ نَفْسَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِيْ هٰذَا فَقَالَ بَعْضُهُمْ يُصَلّٰى عَلٰى كُلِّ مَنْ صَلّٰى اِلَى الْقِبْلَةِ وَعَلٰى قَاتِلِ النَّفْسِ وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَاِسْحٰقَ وَقَالَ اَحْمَدُ لَا يُصَلِّي الْاِمَامُ عَلٰى قَاتِلِ النَّفْسِ وَيُصَلِّيْ عَلَيْهِ غَيْرُ الْاِمَامِ

◆◆ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے خودکشی کر لی' تو نبی اکرم ﷺ نے اس کی نماز جنازہ ادا نہیں کی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے' بعض علماء نے یہ بات بیان کی ہے: ہر وہ شخص جو قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز ادا

988- اخرجه مسلم (397/3 الابی) كتاب الجنائز' باب: ترك الصلوٰة على القاتل نفسه' حديث(978/108) وابو داؤد (224/2) كتاب الجنائز' باب: الامام لا يصلي على من قتل نفسه' حديث (3185) والنسائي (66/4) كتاب الجنائز' باب: ترك الصلوٰة على من قتل نفسه' حديث (1964) وابن ماجه (488/1) كتاب الجنائز' باب: في الصلوٰة على اهل القبلة' حديث (1526) واخرجه الامام احمد (107'102'94'92'91'87/5) وعبد الله بن احمد في زوائده على المسند (96'94/5)

کرتا ہو'اس کی نماز جنازہ ادا کی جائے گی' خواہ اس نے خودکشی کی ہو۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام خودکشی کرنے والے شخص کی نماز جنازہ ادا نہیں کرے گا۔ امام کے علاوہ کوئی دوسرا شخص اس کی نماز جنازہ پڑھا دے گا۔

شرح

خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ:

جمہور آئمہ فقہ کا اس بات پر اتفاق واجماع ہے کہ خودکشی کرنے والے شخص کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ اس بارے میں بطور دلیل یہ روایات پیش کی جاتی ہیں (۱) صلوا علی کل بر وفاجر (دارقطنی) (تم ہر لوگ نیک وبد پر نماز جنازہ پڑھو)۔ (۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: صَلِّ عَلٰی مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (مصنف ابن ابی سلیبہ) (جس شخص نے بھی کلمہ طیبہ پڑھا، اس پر نماز جنازہ پڑھو)۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ خودکشی کرنے والے شخص پر نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔ انہوں نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ ایک شخص نے خودکشی کی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز جنازہ نہیں پڑھی تھی۔

جمہور آئمہ فقہ کی طرف سے حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور زجر وتوبیخ خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ نہیں پڑھی تھی لیکن صحابہ کرام کو اس پر نماز جنازہ پڑھنے کا حکم دیا تھا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الصَّلٰوةِ عَلَى الْمَدْيُوْن

باب 65: مقروض شخص کی نمازِ جنازہ ادا کرنے کا حکم

989 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ اَبِيْ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِرَجُلٍ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلُّوا عَلٰى صَاحِبِكُمْ فَاِنَّ عَلَيْهِ دَيْنًا قَالَ اَبُوْ قَتَادَةَ هُوَ عَلَيَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْوَفَاءِ قَالَ بِالْوَفَاءِ فَصَلّٰى عَلَيْهِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ جَابِرٍ وَّسَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ وَاَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ قَتَادَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

989- اخرجه النسائی (65/4) كتاب الجنائز: باب: الصلوة علی من عليه دين حديث (1960) وكتاب البيوع باب: الكفالة بالدين حديث (4692) وابن ماجه (804/2) كتاب الصدقات باب: الكفالة حديث (2407) والدارمی (263/2) كتاب البيوع باب: الصلوة علی من مات وعليه دين واخرجه احمد (311-302-301/5) وعبد بن حميد (ص96) حديث (191)

◆◆ عبداللہ بن ابوقتادہ اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک شخص کو لایا گیا تاکہ آپ اس کی نماز جنازہ ادا کریں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اپنے ساتھی کی نماز جنازہ ادا کرلو کیونکہ اس کے ذمے قرض ہے تو حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اس کی ادائیگی میرے ذمے ہے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پورے کی۔ انہوں نے عرض کی: پورے کی تو نبی اکرم ﷺ نے اس شخص کی نماز جنازہ ادا کی۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ اور حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوقتادہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

990 حَدَّثَنِي أَبُو الْفَضْلِ مَكْتُومُ بْنُ الْعَبَّاسِ التِّرْمِذِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

متن حدیث: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتَى بِالرَّجُلِ الْمُتَوَفَّى عَلَيْهِ الدَّيْنُ فَيَقُولُ هَلْ تَرَكَ لِدَيْنِهِ مِنْ قَضَاءٍ فَإِنْ حُدِّثَ أَنَّهُ تَرَكَ وَفَاءً صَلَّى عَلَيْهِ وَإِلَّا قَالَ لِلْمُسْلِمِينَ صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْفُتُوحَ قَامَ فَقَالَ أَنَا أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ فَمَنْ تُوُفِّيَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَتَرَكَ دَيْنًا عَلَيَّ قَضَاؤُهُ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَهُوَ لِوَرَثَتِهِ

حکم حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ نَحْوَ حَدِيثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَالِحٍ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے سامنے جب کوئی ایسی میت لائی جاتی جس کے ذمے قرض ہوتا تو آپ یہ دریافت کرتے تھے کیا اس نے اپنے قرض کی ادائیگی کے لیے کچھ چھوڑا ہے؟ اگر آپ کو یہ بتایا جاتا: اس نے پوری ادائیگی کے لیے مال چھوڑا ہے تو آپ اس کی نماز جنازہ ادا کرلیتے تھے ورنہ آپ مسلمانوں سے یہ فرماتے تھے: تم اپنے ساتھی کی نماز جنازہ ادا کرلو جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتوحات نصیب کیں تو آپ کھڑے ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا: میں مومنوں کی جان سے زیادہ ان کے قریب ہوں جو مومن فوت ہوجائے اور وہ قرض چھوڑ کر جائے اس کی ادائیگی میرے ذمے ہوگی اور جو مال وہ چھوڑ جائے وہ اس کے وارثوں کو ملے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

یحییٰ بن بکیر اور دیگر راویوں نے اسے لیث بن سعد کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ جیسے عبداللہ بن صالح نے اسے نقل کیا ہے۔

990- اخرجه البخاری (557/4) كتاب الكفالة باب: الدين حديث (2298) والحديث اطرافه فی (6763- 6745- 6731- 5371- 4781) ومسلم (570/5 الابی) كتاب الفرائض باب: من ترك مالا فلورثته حديث (1619/14) والنسائی (66/4) كتاب الجنائز: باب: ترك الصلوٰة على من قتل نفسه حديث (1963) وابن ماجه (807/2) كتاب الصدقات باب: من ترك دينا او ضياعا فعلى الله وعلى رسوله حديث (2415) واخرجه احمد (2/287'290'450'453)

شرح

مدیون کی کفالت کے بارے میں مذاہب آئمہ:

مدیون ومقروض کی کفالت کے بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ اگر میت نے اتنا ترکہ چھوڑا ہو کہ اس سے قرض ادا ہوسکتا ہو، تو میت کی طرف سے کفالت درست ہے ورنہ نہیں۔

۲- آئمہ ثلاثہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک میت کی طرف سے مطلقاً کفالت درست ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نماز جنازہ ادا کرنے کے لیے ایک میت پیش کی گئی جس پر قرضہ تھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز جنازہ ادا کرنے سے انکار کردیا تھا۔ اس موقع پر حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میت کا قرضہ میرے ذمہ ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا: سب کا سب قرضہ اپنے ذمہ لیتے ہو؟ عرض کیا: ہاں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز جنازہ پڑھائی۔ (جامع ترندی رقم الحدیث ۹۸۹)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے کفالت کا نہیں بلکہ وعدہ کا اعلان ہوا تھا۔ اس کا قرینہ اس کے متصل بعد "بالوفاء" کا لفظ ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ عَذَابِ الْقَبْرِ

باب 66: قبر کے عذاب کا بیان

991 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِذَا قُبِرَ الْمَيِّتُ اَوْ قَالَ اَحَدُكُمْ اَتَاهُ مَلَكَانِ اَسْوَدَانِ اَزْرَقَانِ يُقَالُ لِاَحَدِهِمَا الْمُنْكَرُ وَالْاٰخَرُ النَّكِيْرُ فَيَقُوْلَانِ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ فَيَقُوْلُ مَا كَانَ يَقُوْلُ هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ فَيَقُوْلَانِ قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْلُ هٰذَا ثُمَّ يُفْسَحُ لَهُ فِيْ قَبْرِهِ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فِيْ سَبْعِيْنَ ثُمَّ يُنَوَّرُ لَهُ فِيْهِ ثُمَّ يُقَالُ لَهُ نَمْ فَيَقُوْلُ اَرْجِعُ اِلٰى اَهْلِيْ فَاُخْبِرُهُمْ فَيَقُوْلَانِ نَمْ كَنَوْمَةِ الْعَرُوْسِ الَّذِيْ لَا يُوْقِظُهُ اِلَّا اَحَبُّ اَهْلِهِ اِلَيْهِ حَتّٰى يَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ مَضْجَعِهِ ذٰلِكَ وَاِنْ كَانَ مُنَافِقًا قَالَ سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ

992- اخرجه مالك في الموطا (239/1) كتاب الجنائز: باب: جامع الجنائز' حديث (47) واخرجه البخارى (286/3) كتاب الجنائز' باب: الميت يعرض عليه مقعده بالغداة والعشى' حديث (1379) والحديث اطرافه في (6515'3240) ومسلم (413/9' الابى) كتاب الجنة وصفة نعيمها واهلها' باب: عرض مقعد الميت من الجنة او النار عليه' واثبات عذاب القبر' والتعوذ منه' حديث (2866/65) والنسائى (106/4) كتاب الجنائز' باب: وضع الجريدة على القبر' حديث (2071-2070) وابن ماجه (1427/2) كتاب الزهد' باب: ذكر القبر والبلى' حديث (4170) واخرجه مالك (11/2'50'59' 113'123)

فَقُلْتُ مِثْلَهُ لَا اَدْرِیْ فَيَقُوْلَانِ قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْلُ ذٰلِكَ فَيُقَالُ لِلْاَرْضِ الْتَئِمِیْ عَلَيْهِ فَتَلْتَئِمُ عَلَيْهِ فَتَخْتَلِفُ فِيْهَا اَضْلَاعُهُ فَلَا يَزَالُ فِيْهَا مُعَذَّبًا حَتّٰى يَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ مَضْجَعِهٖ ذٰلِكَ

فی الباب: وَفِی الْبَاب عَنْ عَلِیٍّ وَّزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ وَّالْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ وَّاَبِیْ اَيُّوْبَ وَاَنَسٍ وَّجَابِرٍ وَّعَآئِشَةَ وَاَبِیْ سَعِيْدٍ كُلُّهُمْ رَوَوْا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ عَذَابِ الْقَبْرِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِیْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) ہر شخص کے پاس دو سیاہ رنگت کے مالک' نیلی آنکھوں والے' فرشتے آتے ہیں' ان میں سے ایک کا نام منکر ہے' اور دوسرے کا نام نکیر ہے۔ وہ دونوں یہ کہتے ہیں: تم ان صاحب کے بارے میں کیا کہتے تھے' تو کوئی بندہ یہ کہتا ہے: یہ اللہ کے بندے' اور اس کے رسول تھے۔ میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے۔ حضرت محمد ﷺ اس کے خاص بندے' اور رسول ہیں' تو وہ دونوں فرشتے یہ کہتے ہیں: ہمیں پتا تھا: تم یہی کہو گے' پھر اس شخص کے لیے اس کی قبر کو ستر گز تک کشادہ کردیا جاتا ہے' اور اس کے لیے اسے نورانی کردیا جاتا ہے' پھر اسے کہا جاتا ہے: تم سو جاؤ' وہ کہتا ہے: میں اپنے گھر والوں کے پاس واپس جا کر انہیں بتاتا ہوں: تو وہ دونوں اسے یہ کہتے ہیں: تم یوں سو جاؤ! جیسے وہ دلہن سوتی ہے' جسے صرف وہی شخص بیدار کرسکتا ہے' جو اس کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہو' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اس شخص کو اس کی آرام گاہ سے دوبارہ زندہ کرے گا' لیکن اگر وہ شخص منافق ہو' تو وہ کہتا ہے: میں نے لوگوں کو کچھ کہتے ہوئے سنا' تو ان کی مانند کہہ دیا' مجھے نہیں معلوم (کہ حقیقت کیا ہے؟) تو وہ فرشتے یہ کہتے ہیں: ہمیں پتہ تھا' تم یہی کہو گے' زمین سے کہا جاتا ہے: تم اسے دبوچ لو! وہ اسے دبوچ لیتی ہے' تو اس کی پسلیاں ایک دوسرے کے اندر پیوست ہوجاتی ہیں اور پھر اسے اسی طرح عذاب دیا جاتا رہتا ہے' یہاں تک کہ قیامت کے دن اسے اس جگہ سے دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ، حضرت ابوایوب انصاری رحمۃ اللہ علیہ رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ ان سب نے نبی اکرم ﷺ سے قبر کے عذاب سے متعلق روایات نقل کی ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

992 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِذَا مَاتَ الْمَيِّتُ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِیِّ فَاِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَمِنْ اَهْلِ النَّارِ ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتّٰى يَبْعَثَكَ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب میت فوت ہو جاتی ہے تو اس کا مخصوص ٹھکانہ اس کے سامنے پیش کیا جاتا ہے اگر وہ جنتی ہو تو جنت کا ٹھکانہ پیش کیا جاتا ہے۔ اگر وہ جہنمی ہو تو جہنم کا ٹھکانہ پیش کیا جاتا، پھر اسے کہا جاتا ہے: یہ تمہارا مخصوص ٹھکانہ ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہیں دوبارہ زندہ کرے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

عذاب قبر کی کیفیت:

اسلامی عقائد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ عذاب قبر برحق ہے اور اس کا منکر گمراہ و بددین ہے۔ تاہم مسلمان کے لیے برائے نام جبکہ منافق و کافر پر یہ عذاب شدید ہوتا ہے۔ میت کو جب قبر میں لٹا کر اور تدفین کے بعد لوگ واپس آ جاتے ہیں تو اس کے پاس دو فرشتے منکر ونکیر آتے ہیں اور اس سے تین مشہور سوال کرتے ہیں۔ اگر وہ نیک و مومن ہو تو وہ سوالوں کے جوابات آسانی سے دے دیتا ہے۔ اس کی قبر تاحد نگاہ وسیع کر دی جاتی ہے۔ اسے کہا جاتا ہے کہ تو دولہن کی طرح سو جا پھر قیامت کے دن یہاں سے اٹھایا جائے گا۔ اگر صاحب قبر کافر یا منافق ہو تو وہ سوالات کے جوابات نہیں دے سکتا۔ اسے عذاب قبر میں مبتلا کر دیا جاتا ہے۔ قبر اسے اس شدت سے دبوچ لیتی ہے کہ اس کی پسلیاں باہم پیوست ہو جاتی ہیں۔ تاقیامت وہ اس عذاب میں رہے گا حتیٰ کہ اسی حالت میں اسے اٹھایا جائے گا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ اَجْرِ مَنْ عَزَّى مُصَابًا

باب 67: جو شخص مصیبت زدہ کے ساتھ تعزیت کرے اس کا اجر

993 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ عِيْسٰى حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَاللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ سُوقَةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ عَزّٰى مُصَابًا فَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ مَرْفُوْعًا اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَلِيِّ بْنِ عَاصِمٍ وَّرَوٰى بَعْضُهُمْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوقَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ مَوْقُوفًا وَّلَمْ يَرْفَعْهُ وَيُقَالُ اَكْثَرُ مَا ابْتُلِيَ بِهٖ عَلِيُّ بْنُ عَاصِمٍ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ نَقَمُوْا عَلَيْهِ

حضرت عبداللہ (بن مسعود رضی اللہ عنہ) نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص کسی مصیبت زدہ کے ساتھ تعزیت کرے تو اسے بھی اس مصیبت زدہ کی مانند اجر ملتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''غریب'' ہے۔

993- اخرجه ابن ماجه (511/1) كتاب الجنائز: باب: ما جاء في ثواب من عزى مصابا حديث (1601)

"مرفوع" روایت ہونے کے طور پر ہم اسے صرف علی بن عاصم نامی راوی کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔
بعض راویوں نے اسے محمد بن سوقہ کے حوالے سے، اسی سند کے ہمراہ "موقوف" حدیث کے طور پر نقل کیا ہے اور "مرفوع" کے طور پر نقل نہیں کیا۔
ایک قول کے مطابق علی بن عاصم کو اسی روایت کی وجہ سے اکثر مطعون کیا جاتا ہے۔

شرح

مصیبت زدہ سے تعزیت کرنے کا ثواب:

جب کسی شخص کا کوئی عزیز فوت ہو جائے تو اس سے تعزیت کرنا اس کا حق اور مسنون ہے۔ تعزیت کا مطلب ہے کہ میت کے ورثاء کو صدمہ برداشت کرنے کی تسلی دینا تا کہ ان کا غم ہلکا ہو جائے اور وہ جزع وفزع کرنے سے احتراز کریں۔ تعزیت وفات کے بعد کسی وقت بھی کی جاسکتی ہے۔ تعزیت کرنے والے کو صدمہ برداشت کرنے والے کی مثل ثواب عطا کیا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں بطور دلیل یہ حدیث بھی پیش کی جاسکتی ہے: الدال علی الخیر کفاعلہٗ نیکی کی رہنمائی کرنے والے کو نیکی کرنے والے کے برابر ثواب عطا کیا جاتا ہے۔

تعزیت کے فقہی مسائل:

میت کے ورثاء سے تعزیت کے حوالے سے چند فقہی مسائل ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

☆ تعزیت کرنے کا وقت وفات سے تین ایام تک ہے، اس کے بعد تعزیت کرنا مکروہ ہے کیونکہ غم تازہ ہوگا۔ جب تعزیت کرنے والا یا جس سے تعزیت مقصود ہو، وہ وہاں موجود نہ ہو تو بعد میں بھی تعزیت کی جاسکتی ہے۔

☆ تدفین سے قبل بھی تعزیت روا ہے لیکن افضل یہ ہے کہ تدفین کے بعد تعزیت کی جائے۔

☆ تمام ورثاء سے تعزیت کرنا مستحب ہے خواہ مرد ہوں یا خواتین، چھوٹے ہوں یا بڑے۔ البتہ خواتین سے ان کے محارم ہی تعزیت کریں۔

☆ ورثاء میت کا اپنے گھر میں کپڑا بچھا کر بیٹھنا کہ لوگ ان سے تعزیت کریں" جائز ہے جبکہ مکان کے دروازہ یا راستہ میں بیٹھنا مکروہ ہے۔

☆ ہمسائے یا اعزاء واقارب میں سے کوئی ورثاء کو ایک دن (صبح وشام) کھانا کھلائے تو بہتر ہے اور انہیں اصرار کر کے کھلائے۔

☆ میت کے گھر والے تیجہ وغیرہ کے دن دعوت کریں تو ناجائز و بدعت قبیحہ ہے کہ دعوت خوشی کے وقت کی جاتی ہے نہ کہ غم کے وقت اور اگر فقراء کو کھلائیں تو بہتر ہے۔

☆ میت کے گھر والوں کو جو کھانا بھیجا جاتا ہے یہ کھانا صرف گھر والے کھائیں اور انہیں کے لائق ہے بھیجا جائے زیادہ نہیں اوروں کو وہ کھانا کھانا منع ہے۔

☆ جس نے ایک بار تعزیت کر لی ہو اس کا دوبارہ تعزیت کرنا مکروہ ہے۔

☆ تین دن سے زیادہ سوگ جائز نہیں ہے' مگر عورت شوہر کے مرنے پر چار مہینے دس دن سوگ کرے۔

☆ آواز سے رونا منع ہے اور آواز بلند نہ ہو' تو اس کی ممانعت نہیں ہے۔ (ماخوذ از ہدایہ و بہار شریعت مدنیہ جلد اول از صفحہ ۸۵۲ تا ۸۵۸)

بَابُ مَا جَآءَ فِيمَنْ مَاتَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

باب 68: جمعہ کے دن فوت ہونا

994 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَّاَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ هِلَالٍ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ سَيْفٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَّمُوْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَوْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ اِلَّا وَقَاهُ اللّٰهُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ قَالَ وَهٰذَا حَدِيْثٌ لَيْسَ اِسْنَادُهٗ بِمُتَّصِلٍ

توضیح راوی: رَبِيْعَةُ بْنُ سَيْفٍ اِنَّمَا يَرْوِيْ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَّلَا نَعْرِفُ لِرَبِيْعَةَ بْنِ سَيْفٍ سَمَاعًا مِّنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو بھی مسلمان جمعہ کے دن فوت ہو جائے' اللہ تعالیٰ اسے قبر کی آزمائش سے بچا لے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے۔

اس کی سند متصل نہیں ہے' کیونکہ ربیعہ بن سیف نے اسے ابوعبدالرحمٰن حبلی کے حوالے سے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ ہمارے علم کے مطابق ربیعہ بن سیف نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے احادیث کا سماع نہیں کیا۔

شرح

جمعہ کے دن وفات پانے کی فضیلت:

شرعی نقطہ نظر سے رات پہلے آتی ہے اور دن بعد میں فضیلت کے اعتبار سے رات اور دن کے اوقات کا حکم یکساں ہے۔ جمعۃ المبارک کی رات یا دن میں کوئی شخص وفات پاتا ہے تو فتنہ قبر سے اسے محفوظ رکھا جاتا ہے۔ یہاں فتنہ قبر سے مراد عذاب قبر ہے' جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے عذاب قبر میں تخفیف کر دی جاتی ہے اور اسے دیگر سہولیات سے بھی نوازا جاتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ تَعْجِيْلِ الْجَنَازَةِ

باب 69: جنازے کو جلدی لے جانا

995 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْجُهَنِيِّ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: لَهٗ يَا عَلِيُّ ثَلَاثٌ لَّا تُؤَخِّرْهَا الصَّلٰوةُ اِذَا اٰتَتْ وَالْجَنَازَةُ اِذَا حَضَرَتْ وَالْاَيِّمُ اِذَا وَجَدْتَّ لَهَا كُفْئًا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَّمَا اَرٰى اِسْنَادَهٗ بِمُتَّصِلٍ

◄► حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: اے علی! تین کاموں میں تاخیر نہیں کرنا۔ نماز، جب اس کا وقت ہو جائے۔ جنازہ، جب وہ تیار ہو جائے اور بیوہ یا طلاق یافتہ عورت جب اس کا مناسب رشتہ مل جائے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔ میرے علم کے مطابق اس کی سند متصل نہیں ہے۔

شرح

جنازہ کو جلدی اٹھانا:

جب کوئی مسلمان وفات پا جائے تو اس کے غسل، تجہیز و تکفین، نماز جنازہ اور تدفین کے لیے جلدی کرنے کا حکم ہے۔ اعزاء و اقارب اور دوست واحباب میں سے کسی کے انتظار کے سبب تاخیر کرنا ممنوع ہے۔ حدیث باب میں تین کاموں میں جلدی کرنے کا درس دیا گیا ہے: (۱) نماز جب اس کا وقت ہو جائے (۲) جنازہ جب وہ تیار ہو جائے (۳) عورت جب اس کا مناسب رشتہ دستیاب ہو جائے۔

بَاب اٰخَرُ فِيْ فَضْلِ التَّعْزِيَةِ

باب 70: تعزیت کرنے کی فضیلت

996 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ الْمُؤَدِّبُ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَتْنَا اُمُّ الْاَسْوَدِ عَنْ مُنْيَةَ بِنْتِ عُبَيْدِ بْنِ اَبِيْ بَرْزَةَ عَنْ جَدِّهَا اَبِيْ بَرْزَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: مَنْ عَزّٰى ثَكْلٰى كُسِيَ بُرْدًا فِي الْجَنَّةِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَّلَيْسَ اِسْنَادُهٗ بِالْقَوِيِّ

◄► حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص کسی عورت کے ساتھ اس کے بیٹے کی وفات پر تعزیت کرے اُسے جنت میں چادر پہنائی جائے گی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "غریب" ہے اس کی سند مستند نہیں ہے۔

شرح

تعزیت کرنے والے کا اعزاز:

حدیث باب میں تعزیت کرنے والے فضیلت وعظمت بیان کی گئی ہے کہ جو شخص کسی عزیز کی وفات پر تعزیت کرتا ہے تو اسے

995- اخرجه ابن ماجه (476/1) كتاب الجنائز: باب: ما جاء في الجنازة لا تؤخر اذا حضرت ولا تتبع بنار' حديث (1486) واخرجه احمد (105/1).

جنت کا حلہ پہنایا جاتا ہے۔تعزیت کے فقہی مسائل کی تفصیل گزشتہ سے پیوستہ حدیث کے ضمن میں گزر چکی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ رَفْعِ الْیَدَیْنِ عَلَی الْجَنَازَةِ

باب 71: نمازِ جنازہ میں رفع یدین کرنا

997 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ دِیْنَارٍ الْکُوْفِیُّ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اَبَانَ الْوَرَّاقُ عَنْ یَحْیَی بْنِ یَعْلٰی عَنْ اَبِیْ فَرْوَةَ یَزِیْدَ بْنِ سِنَانٍ عَنْ زَیْدٍ وَّهُوَ ابْنُ اَبِیْ اُنَیْسَةَ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَبَّرَ عَلٰی جَنَازَةٍ فَرَفَعَ یَدَیْهِ فِیْ اَوَّلِ تَکْبِیْرَةٍ وَّوَضَعَ الْیُمْنٰی عَلَی الْیُسْرٰی

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

مذاہبِ فقہاء: وَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِیْ هٰذَا فَرَاٰی اَکْثَرُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَغَیْرِهِمْ اَنْ یَّرْفَعَ الرَّجُلُ یَدَیْهِ فِیْ کُلِّ تَکْبِیْرَةٍ عَلَی الْجَنَازَةِ وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِیِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ لَا یَرْفَعُ یَدَیْهِ اِلَّا فِیْ اَوَّلِ مَرَّةٍ وَّهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِیِّ وَاَهْلِ الْکُوْفَةِ وَذُکِرَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ اَنَّهٗ قَالَ فِی الصَّلٰوةِ عَلَی الْجَنَازَةِ لَا یَقْبِضُ یَمِیْنَهٗ عَلٰی شِمَالِهٖ وَرَاٰی بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنْ یَّقْبِضَ بِیَمِیْنِهٖ عَلٰی شِمَالِهٖ کَمَا یَفْعَلُ فِی الصَّلٰوةِ

قولِ امام ترمذی: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: یَقْبِضُ اَحَبُّ اِلَیَّ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے نمازِ جنازہ میں تکبیر کہی۔آپ نے پہلی تکبیر میں رفع یدین کیا اور دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ لیا۔

یہ حدیث "غریب" ہے ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

اس بارے میں اہلِ علم نے اختلاف کیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اکثر اہلِ علم کے نزدیک نمازِ جنازہ میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کیا جائے گا۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ بھی یہی کہتے ہیں۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: صرف پہلی تکبیر میں رفع یدین کیا جائے گا۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور اہلِ کوفہ کا یہی موقف ہے۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے یہ بات ذکر کی گئی ہے: انہوں نے نمازِ جنازہ کے بارے میں یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

اس میں آدمی دایاں ہاتھ بائیں پر نہیں رکھے گا۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک آدمی دایاں ہاتھ بائیں پر رکھے گا' جیسا کہ عام نماز میں کرتا ہے۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) میرے نزدیک ایک ہاتھ کو دوسرے پر رکھنا زیادہ پسندیدہ ہے۔

شرح

نماز جنازہ میں رفع یدین کے بارے میں مذاہب آئمہ:

دوسری نمازوں کی طرح نماز جنازہ کی تکبیرات کے ساتھ رفع یدین کے جواز وعدم جواز میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ دوسری نمازوں کی طرح نماز جنازہ میں بھی پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کیا جائے گا جو مسنون ہے اور باقی تکبیروں کے ساتھ رفع یدین کرنا جائز نہیں ہے۔ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نماز جنازہ پڑھاتے وقت صرف پہلی تکبیر کے ساتھ رفع یدین فرماتے تھے جبکہ باقی تکبیروں کے ساتھ رفع یدین نہیں فرماتے تھے۔

(۲) حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز جنازہ کی ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین مسنون ہے۔ انہوں نے اپنے موقف پر قیاس سے استدلال کیا ہے کہ جب دوسری نمازوں میں تکبیرات کے وقت رفع یدین مسنون ہے تو یہاں نماز جنازہ میں بھی مسنون ہونا چاہیے۔

بڑے دو اماموں کی طرف سے ان کے اس قیاسی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ یہاں قیاس، نص کے مقابل ہے اور جب قیاس نص کے مقابل آجائے تو قیاس متروک ہو جاتا ہے، کیونکہ اس کی قوت وحیثیت کالعدم ہو جاتی ہے۔

سوال: نماز جنازہ میں نمازی حضرات اپنے ہاتھوں کو کب کھولیں گے؟

جواب: نماز جنازہ میں چوتھی تکبیر کے ساتھ نمازی حضرات اپنے ہاتھوں کو کھول دیں گے اور صفیں بھی توڑ دیں گے۔ اس بارے میں کوئی نص تو وارد نہیں ہے لیکن چوتھی تکبیر کا تقاضا ہے کہ اب نماز جنازہ سے فراغت حاصل ہو چکی ہے، لہٰذا ہاتھ کھول دیے جائیں اور صفیں بھی توڑ دی جائیں۔

بَابُ مَا جَآءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ بِدَيْنِهٖ حَتّٰى يُقْضٰى عَنْهُ

باب 72: فرمان نبوی: مؤمن کی جان اپنے قرض کے حوالے سے لٹکی رہتی ہے یہاں تک کہ اس کی طرف سے قرض ادا کر دیا جائے

998 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ اَبِىْ زَائِدَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ

998- اخرجه ابن ماجه (806/2) كتاب الصدقات باب: التشدد فى الدين حديث (2413) والدارمى (262/2) كتاب البيوع باب: ما جاء فى التشديد فى الدين واخرجه احمد (440/2، 475، 508) من طرق عن ابى سلمة عن ابى هريرة به-

اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ بِدَيْنِهِ حَتّٰى يُقْضٰى عَنْهُ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: مومن کی جان اس کے قرض کے حوالے سے لٹکی رہتی ہے یہاں تک کہ اس کی طرف سے قرض ادا کر دیا جائے۔

999 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ بِدَيْنِهِ حَتّٰى يُقْضٰى عَنْهُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَّهُوَ اَصَحُّ مِنَ الْاَوَّلِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: مومن کی جان اس کے قرض کے حوالے سے لٹکی رہتی ہے یہاں تک کہ اس کی طرف سے قرض ادا کر دیا جائے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن" ہے اور یہ پہلی روایت کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

شرح

قرض ادا نہ کرنے کی وعید و مذمت:

پہلی بات تو یہ ہے کہ کسی سے قرضہ لینا ہی نہیں چاہیے۔ اگر سخت ضرورت کے تحت لے لیا جائے تو پہلی فرصت میں واپس کرنا چاہیے۔ قرض کی ادائیگی کا تعلق حقوق العباد سے ہے، اللہ تعالیٰ اپنا حق تو معاف فرما دیتا ہے لیکن مخلوق کا حق اس وقت تک معاف نہیں کرتا، جب تک بندہ خود معاف نہ کرے۔ احادیث باب میں قرضہ کی ادائیگی کے بارے میں کاہلی و سستی کرنے کی وعید و مذمت بیان کی گئی ہے کہ قرض کی عدم ادائیگی کے سبب وفات کے بعد مسلمان کی روح قرضہ سے معلق رہتی ہے۔

1079- انظر السابق۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ النِّكَاحِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

نکاح کے بارے میں' نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ فَضْلِ التَّزْوِيْجِ وَالْحَثِّ عَلَيْهِ

باب 1: نکاح کرنے کی فضیلت اوراس کی ترغیب

نکاح کا مفہوم اوراس کی شرعی حیثیت میں مذاہب

نکاح کی بحث کا ماقبل سے تعلق یہ ہے کہ پہلے عبادات کی بحث تھی اور اب معاملات کی بحث کا آغاز ہوا چاہتا ہے۔ معاملات میں نکاح کو فوقیت حاصل ہے کیونکہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نکاح کی بحث معاملہ ہے اور عبادت بھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ اشتغال بالنکاح کو اشتغال بالنوافل سے افضل قرار دیتے ہیں۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ لفظ ''نکاح'' کا حقیقی معنی وطی ہے' جبکہ مجازی معنی ''عقد'' ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک لفظ نکاح کا حقیقی معنی ''عقد'' ہے اور مجازی معنی وطی ہے۔ بعض فقہاء کے نزدیک لفظ نکاح دونوں معانی میں ''مشترک'' ہے تاہم نکاح کی شرعی حیثیت کے حوالے سے مذاہب آئمہ کی تفصیل درج ذیل ہے:

اس بات پر تمام آئمہ فقہ کا اتفاق ہے کہ جس شخص پر شہوت کا غلبہ ہو اور وہ حق مہر کی ادائیگی' نان ونفقہ کی فراہمی اور حقوق زوجیت کی بجا آوری کی طاقت رکھتا ہو' تو نکاح کرنا ضروری ہے۔

(۱) اصحاب ظواہر کا موقف ہے کہ جو شخص حقوق زوجیت سرانجام دے سکتے ہو' اس پر نکاح کرنا فرض ہے۔ انہوں نے ان روایات اور آیات سے استدلال کیا ہے' جن میں نکاح کرنے کا حکم دیا گیا ہے:۔(۱) فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ (النساء:۳) تم ان عورتوں سے نکاح کرو جو تمہیں اچھی معلوم ہوتی ہیں (۲) وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ (النور:۳۲) تم اپنے یہاں کی بے شوہر والی عورتوں کا نکاح کرواور اپنے نیک غلاموں اور باندیوں کا۔ (۳) تَزَوَّجُوْا فَاِنِّيْ مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْاُمَمَ ۔(مجمع الزوائد جلد۴ص۲۵۲) تم نکاح کرو میں اپنی کثرت اُمت پر فخر کروں گا۔

(۲) جمہور آئمہ کے نزدیک ایسی صورت میں نکاح فرض عین نہیں ہے۔ انہوں نے تاریخی حقائق سے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ دورِ رسالت میں بہت سے صحابہ ایسے تھے جنہوں نکاح نہیں کیا تھا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی گرفت نہیں فرمائی تھی۔

جمہور میں حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے اشتغال فی العبادات النفلیہ کو اشتغال فی النکاح کے مقابل فضیلت حاصل ہے۔

(۳) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شرعی اعتبار سے نکاح کی پانچ صورتیں ہوسکتی ہیں جو درج ذیل ہیں:-

۱- نکاح فرض: جب شہوت کا اس قدر غلبہ ہو کہ یقینی طور پر ارتکاب گناہ کر لے گا' تو نکاح کرنا فرض ہے بشرطیکہ حق مہر اور نفقہ و سکنیٰ فراہم کرنے کی قدرت رکھتا ہو۔

۲- نکاح واجب: اگر شہوت کا غلبہ ہو کہ نکاح نہ کرنے کی صورت میں ارتکاب زنا کا اندیشہ ہو جبکہ حق مہر اور نان ونفقہ کی فراہمی کی بھی طاقت رکھتا ہو' تو نکاح کرنا واجب ہے۔

۳- نکاح سنت مؤکدہ: اگر شہوت حد اعتدال پر ہو جبکہ حق مہر' نفقہ و سکنیٰ کی فراہمی اور حقوق زوجیت کی ادائیگی کی طاقت رکھتا ہو تو نکاح کرنا سنت مؤکدہ ہے۔

۴- نکاح کرنا حرام: جب یقین ہو کہ نکاح کرنے کی صورت میں حق مہر' نان ونفقہ اور حقوق زوجیت کی ادائیگی کی طاقت نہیں رکھتا تو نکاح کرنا حرام ہے۔

۵- نکاح کرنا مکروہ: جب اندیشہ ہو کہ نکاح کرنے کی صورت میں وہ حق مہر' نان ونفقہ اور حقوق زوجیت کی ادائیگی میں کوتاہی ہوگی تو نکاح کرنا مکروہ ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱- حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چار چیزیں بڑے نبیوں کی سنت ہیں: (۱) حیا کرنا (۲) خوشبو لگانا (۳) مسواک کرنا (۴) نکاح کرنا۔

۲- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے گروہ نوجواناں! تم نکاح کا التزام کرو' کیونکہ نکاح نظر کو جھکا دیتا ہے اور شرمگاہ کی حفاظت کا ذریعہ ہے۔

۳- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نکاح میری سنت ہے اور جس نے میری سنت کو نہ اپنایا' وہ مجھ سے نہیں ہے۔ (سنن ابن ماجہ ص ۳۳۱)

نکاح کے حوالے سے چند فقہی مسائل:

دو گواہوں کی موجودگی میں مرد و عورت کا ایجاب وقبول کرنے کا نام نکاح ہے۔ نکاح کے چند ایک فقہی مسائل درج ذیل ہیں:

☆ نکاح کی شرائط ہیں: (۱) عاقل ہونا: کسی بے شعور بچے یا مجنوں کا نکاح درست نہیں ہوگا۔ (۲) بالغ ہونا: نابالغ بچے کا نکاح معتبر نہیں ہوگا، البتہ ولی نابالغ بچے کا نکاح کرے تو درست ہوگا۔ (۳) گواہ ہونا: ایجاب وقبول کے وقت دو مرد یا ایک مرد دو عورتوں کا بطور گواہ موجود ہونا ضروری ہے۔

☆ جس عورت سے نکاح کرنا مقصود ہو، کوئی معتبر شخص بھیج کر اسے دیکھا جا سکتا ہے تا کہ آئندہ یعنی نکاح کے بعد کوئی پریشانی پیش نہ آئے۔ اسی طرح عورت کو بھی حق حاصل ہے کہ کوئی عورت یا مرد بھیج کر دیکھا جائے اور وہ اپنے لیے سخی' دیندار اور صاحب تقویٰ شوہر کا انتخاب کرے۔

☆ نکاح میں یہ امور مستحبات ہیں: (۱) نکاح سے قبل خطبہ پڑھنا (۲) نکاح علانیہ ہونا (۳) مسجد میں ہونا (۴) بروز جمعہ ہونا (۵) دونوں گواہوں کا عادل ہونا (۶) عورت عمر' حسب' عزت اور مال کے اعتبار سے مرد کے مقابل یا کم ہونا۔

☆ نکاح' حقوق زوجیت اور تربیت اولاد میں اشتغال' نوافل کے اشتغال سے بہتر ہے۔

(ماخوذ از ہدایہ و بہار شریعت مدنیہ جلد اوّل از صفحہ ۴ تا ۱۵)

1000 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الْحَجَّاجِ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ أَبِي الشِّمَالِ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: أَرْبَعٌ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِينَ الْحَيَاءُ وَالتَّعَطُّرُ وَالسِّوَاكُ وَالنِّكَاحُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عُثْمَانَ وَثَوْبَانَ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَعَائِشَةَ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَأَبِي نَجِيحٍ وَجَابِرٍ وَعَكَّافٍ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي أَيُّوبَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خِدَاشٍ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ عَنِ الْحَجَّاجِ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ أَبِي الشِّمَالِ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيثِ حَفْصٍ

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَرَوَى هَذَا الْحَدِيثَ هُشَيْمٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الْوَاسِطِيُّ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الْحَجَّاجِ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ أَبِي الشِّمَالِ وَحَدِيثُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ وَعَبَّادِ بْنِ الْعَوَّامِ أَصَحُّ

◆◆ ابوایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: چار چیزیں انبیاء کی سنت ہیں۔ حیاء، عطر لگانا، مسواک کرنا اور نکاح کرنا۔

اس بارے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت ابونجیح رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت عکاف رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

◆◆ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے اسی کی مانند نقل کیا ہے' جیسا کہ حفص نامی راوی نے ذکر کیا ہے۔ ہشیم، محمد بن یزید واسطی، ابوالعالیہ اور دیگر کئی راویوں نے اس روایت کو حجاج کے حوالے سے مکحول کے حوالے سے' حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے' ان حضرات نے اس کی سند میں ابوشمال نامی راوی کا تذکرہ نہیں کیا۔ حفص بن غیاث اور

عباد بن عوام سے منقول روایت زیادہ مستند ہے۔

1001 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ

متنِ حدیث: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ شَبَابٌ لَّا نَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ عَلَيْكُمْ بِالْبَائَةِ فَإِنَّهُ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمُ الْبَائَةَ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّ الصَّوْمَ لَهُ وِجَاءٌ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ عُمَارَةَ نَحْوَهُ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَقَدْ رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَ هٰذَا وَرَوٰى اَبُوْ مُعَاوِيَةَ وَالْمُحَارِبِيُّ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: كِلَاهُمَا صَحِيْحٌ

◄► حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے' ہم جوان تھے اور نکاح کی قدرت نہیں رکھتے تھے' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اے نوجوانو! تم نکاح کرلو! کیونکہ یہ نگاہ کو زیادہ جھکا کر رکھتا ہے' اور شرمگاہ کی زیادہ بہتر حفاظت کرتا ہے' اور تم میں سے جو شخص نکاح نہ کرسکتا ہو' اس پر روزہ رکھنا لازم ہے' کیونکہ روزہ اس کی شہوت کو ختم کردے گا۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) اسی طرح کی سند کے ہمراہ یہ روایت اعمش سے منقول ہے۔

ابومعاویہ اور محاربی نے اسے اعمش کے حوالے سے' ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے' علقمہ کے حوالے سے' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے' اسی کی مانند نقل کیا ہے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ دونوں احادیث ''صحیح'' ہیں۔

شرح

نکاح کی ترغیب وفضیلت:

بہت سی روایات اور احادیث میں نکاح مسنون کی ترغیب وفضیلت بیان کی گئی ہے' جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

1001- اخرجه البخاری (142/4) كتاب الصوم' باب: الصوم لمن خاف على نفسه العزبة' حديث (1905) والحديث طرفه فی (5065-5066) واخرجه مسلم (4/5' الابی) كتاب النكاح' باب: استحباب النكاح لمن تاقت نفسه اليه' حديث (1400/1) وابو داؤد (624/1) كتاب النكاح: باب: التحريض على النكاح' حديث (2046) وابن ماجه (592/1) كتاب النكاح' باب: ما جاء فی فضل النكاح' حديث (1845) والنسائی (170/4) كتاب الصيام' علباب: فضل الصيام' حديث (2240-241-2242) وكتاب النكاح' باب: الحث على النكاح' حديث (3208' 3211) والدارمی (132/2) كتاب النكاح' باب: من كان عنده طول فليتزوج واخرجه احمد (378/1' 447)

(۱) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے نوجوانو! تم میں سے جو شخص نکاح کی طاقت رکھتا ہے وہ نکاح کرے کیونکہ یہ غیر محرم خاتون کی طرف دیکھنے سے روکتا ہے اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا ہے۔ جس میں اس کی طاقت نہیں ہے وہ روزے رکھے اس لیے کہ روزہ قاطع شہوت ہے۔ (الصحیح للبخاری ج۲: رقم الحدیث: ۵،۶۶)

(۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص پاک وصاف ہو کر اللہ تعالیٰ سے ملنا چاہتا ہے۔ وہ آزاد عورتوں سے نکاح کرے۔ (سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۲۶۸۱)

(۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا متاع ہے اور دنیا کی بہترین متاع نیک (پاک دامن) خاتون ہے۔ (الصحیح للمسلم رقم الحدیث: ۷۶۴۱)

(۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جسے نیک بیوی عطا کی تو اس کے نصف دین کی حفاظت کردی اور باقی نصف کے سلسلہ میں وہ اللہ تعالیٰ سے خوف کرے۔ (المعجم الاوسط: رقم الحدیث: ۹۷۲)

(۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین آدمیوں کی اللہ تعالیٰ معاونت فرماتا ہے: (۱) مجاہد فی سبیل اللہ (۲) حق مکاتبت ادا کرنے کا قصد کرنے والا (۳) پارسائی کے قصد سے نکاح کرنے والا۔

(جامع الترمذی، رقم الحدیث ۱۶۶۱)

(۶) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص نکاح کرتا ہے تو شیطان کہتا ہے: افسوس! ابن آدم نے مجھ سے اپنا دو تہائی دین محفوظ کرلیا۔ (کنز العمال، رقم الحدیث: ۴۴۴۴۷)

(۷) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو طاقت ہونے کے باوجود نکاح نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (المصنف لابن شیبہ ج ۳ ص ۲۷)

بَابُ مَا جَآءَ فِي النَّهْيِ عَنِ التَّبَتُّلِ

باب 2: مجرد رہنے کی ممانعت

1002 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ هِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ وَزَيْدُ بْنُ اَخْزَمَ الطَّائِيُّ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْبَصْرِيُّ قَالُوْا حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ

اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ التَّبَتُّلِ

اختلافِ روایت: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَزَادَ زَيْدُ بْنُ اَخْزَمَ فِيْ حَدِيْثِهِ وَقَرَاَ قَتَادَةُ (وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً)

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ سَعْدٍ وَّاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَّعَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ

1002- اخرجه ابن ماجه (593/1) كتاب النكاح: باب: النهي عن التبتل حديث (1849) والنسائي (59/6) كتاب النكاح باب: النهي عن التبتل حديث (3214) واخرجه احمد (17/5)

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ سَمُرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

اسنادِ دیگر: وَرَوَى الْاَشْعَثُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَآئِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَيُقَالُ كِلَا الْحَدِيْثَيْنِ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مجرد رہنے سے منع کیا ہے۔

زید بن اخزم نامی راوی نے اپنی روایت میں یہ بات اضافی نقل کی ہے۔قتادہ نے یہ آیت پڑھی:

''ہم نے تم سے پہلے بھی رسول مبعوث کیے ہیں اور انہیں بیویاں اور اولاد عطا کی تھی''۔

اس بارے میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) حضرت سمرہ سے منقول حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

اشعث بن عبدالملک نے اس روایت کو حسن کے حوالے سے، سعد بن ہشام کے حوالے سے، سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے، اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

ایک قول کے مطابق یہ دونوں روایات مستند ہیں۔

1003 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ

متنِ حدیث: رَدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ التَّبَتُّلَ وَلَوْ اَذِنَ لَهٗ لَاخْتَصَيْنَا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی مجرد رہنے کی خواہش کو مسترد کر دیا تھا' اگر آپ انہیں اجازت دے دیتے' تو ہم سب لوگ خصی ہو جاتے۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

مجرد رہنے کی وعید وممانعت:

لفظ ''التبتل'' سے مراد ہے: تارک دنیا' رہبانیت اور نکاح نہ کرنا۔ دوسرے مذاہب میں رہبانیت کا تصور ہے لیکن اسلام میں ہرگز نہیں ہے۔

1003- اخرجه البخاری (19/9) كتاب النكاح' باب: ما يكره من التبتل والخصاء' حديث (5073)' (5074) ومسلم (13/5 الابی) كتاب النكاح: باب: استحباب النكاح لمن تاقت نفسه اليه- حديث (8'7'1402/6) والنسائی (58/6) كتاب النكاح' باب: النهی عن التبتل' حديث (3212) وابن ماجه (593/1) كتاب النكاح' باب: النهی عن التبتل' حديث (1848) والدارمی (133/2) كتاب النكاح' باب: النهی عن التبتل' واخرجه احمد (183'176'175/1) عن الزهری' عن سعيد بن المسيب عن سعد بن ابی وقاص به-

سوال: اسلام میں اگر رہبانیت اور ترک دنیا کا تصور نہیں ہے تو قرآن کریم میں یہ کیوں فرمایا گیا: وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا؟

جواب: اس ارشاد ربانی میں لفظ "تبتل" سے مراد رہبانیت یا تجرد نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کا غلبہ ہے۔ ورنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کبھی نکاح نہ کرتے اور نہ اس کی ترغیب دیتے۔

سوال: حدیث باب میں تصریح ہے کہ حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو مجرد رہنے کی اجازت دیتے تو ہم اپنے آپ کو خصی بنالیتے۔ تاہم کہنا یوں چاہیے تھا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو تبتل (مجرد رہنا) رہنے کی اجازت عنایت کرتے تو ہم بھی تبتل کو ہی اختیار کرتے؟

جواب: حدیث باب میں حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ نے لفظ "تبتل" کے مفہوم میں مبالغہ سے کام لیا ہے جو قاعدہ کلیہ کی حیثیت نہیں رکھتا۔

بَابُ مَا جَآءَ اِذَا جَائَكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِيْنَهُ فَزَوِّجُوْهُ

باب 3: جس شخص کی دینداری تمہیں پسند ہو اس کے ساتھ اپنی (بہن یا بیٹی) کی شادی کردو

1004 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنِ ابْنِ وَثِيْمَةَ النَّصْرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِذَا خَطَبَ اِلَيْكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِيْنَهُ وَخُلُقَهُ فَزَوِّجُوْهُ اِلَّا تَفْعَلُوْا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ عَرِيْضٌ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ حَاتِمٍ الْمُزَنِيِّ وَعَائِشَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَدْ خُوْلِفَ عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ سُلَيْمَانَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَرَوَاهُ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا

قولِ امام بخاری: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: قَالَ مُحَمَّدٌ وَّحَدِيْثُ اللَّيْثِ اَشْبَهُ وَلَمْ يَعُدَّ حَدِيْثَ عَبْدِ الْحَمِيْدِ مَحْفُوْظًا

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب وہ شخص تمہاری طرف نکاح کا پیغام بھیجے جس کے دین اور اخلاق کو تم پسند کرتے ہو تو (اپنی بہن یا بیٹی کی) اس کے ساتھ شادی کردو۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو زمین میں فتنہ آجائے گا اور فساد پھیل جائے گا۔

اس بارے میں حضرت ابوحاتم مزنی رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث میں عبدالحمید بن سلیمان نامی راوی کے حوالے سے اختلاف کیا گیا ہے۔

1004- اخرجه ابن ماجه (632/1) كتاب النكاح باب: الاكفاء حديث (1967)

لیث بن سعد نے ابوعجلان کے حوالے سے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے "مرسل" حدیث کے طور پر اسے نقل کیا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لیث سے منقول روایت زیادہ مناسب لگتی ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالحمید سے منقول روایت کو محفوظ نہیں سمجھا۔

1005 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو السَّوَّاقُ الْبَلْخِيُّ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَّسَعِيْدٍ ابْنَىْ عُبَيْدٍ عَنْ اَبِىْ حَاتِمٍ الْمُزَنِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِذَا جَآئَكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِيْنَهٗ وَخُلُقَهٗ فَاَنْكِحُوْهُ اِلَّا تَفْعَلُوْا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاِنْ كَانَ فِيْهِ قَالَ اِذَا جَآئَكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِيْنَهٗ وَخُلُقَهٗ فَاَنْكِحُوْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

وَاَبُوْ حَاتِمٍ الْمُزَنِيُّ لَهٗ صُحْبَةٌ وَّلَا نَعْرِفُ لَهٗ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَ هٰذَا الْحَدِيْثِ

◆◆ حضرت ابوحاتم مزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب تمہارے پاس وہ شخص آئے جس کی دینداری اور اخلاق تمہیں پسند ہوں' تو اس کے ساتھ (اپنی بہن یا بیٹی کی) شادی کردو۔

اگر تم ایسا نہیں کرو گے' تو زمین میں فتنہ ہوگا اور فساد ہوگا' لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! اگرچہ وہ (مفلس) ہو۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تمہارے پاس وہ شخص آئے' جس کی دینداری اور اخلاق تمہیں پسند ہوں' تو اس کے ساتھ (اپنی بہن یا بیٹی کی) شادی کردو۔

(راوی کہتے ہیں) نبی اکرم ﷺ نے یہ بات تین مرتبہ ارشاد فرمائی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

حضرت ابوحاتم مزنی رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے صحابی ہیں اور ہمارے علم کے مطابق اس حدیث کے علاوہ ان سے کوئی اور حدیث منقول نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ الْمَرْاَةَ تُنْكَحُ عَلٰى ثَلَاثِ خِصَالٍ

باب 4: تین خصوصیات کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے

1006 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوْسٰى اَخْبَرَنَا اِسْحٰقُ بْنُ يُوْسُفَ الْاَزْرَقُ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ اَبِىْ سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

1006-اخرجه مسلم (1086/2) كتاب الرضاع' باب: استحباب نكاح ذات الدين' حديث (715/54) والنسائي (65/6) كتاب النكاح' باب: على ما تنكح المراة' من طريق ابى سليمان عن عطاء عن جابر' فذكره-

متن حدیث: اِنَّ الْمَرْاَةَ تُنْكَحُ عَلٰى دِيْنِهَا وَمَالِهَا وَجَمَالِهَا فَعَلَيْكَ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ وَّعَآئِشَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَاَبِىْ سَعِيْدٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ جَابِرٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: عورت کے ساتھ اس کے دین، اس کے مال یا اس کی خوبصورتی کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے تو تم دیندار عورت کو ترجیح دو! تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں۔

اس بارے میں حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

دین و مذہب اور حسن اخلاق کو معیار بناتے ہوئے نکاح کرنا:

اسلامی تعلیمات میں ثروت، حسن اور حسب کو معیار بنا کر نکاح کرنے کی ترغیب نہیں دی گئی بلکہ مذہب و دین اور حسن اخلاق کو مدار بنا کر نکاح کرنے کا درس دیا گیا ہے۔ احادیث باب میں نکاح کا معیار دین اور حسن اخلاق کو قرار دیا گیا ہے۔ اس معیار سے ہٹ کر جب کوئی شخص ثروت اور حسب وغیرہ کو معیار بنا کر نکاح کرتا ہے تو کشتی حیات کسی وقت بھی منجدھار کا شکار ہو سکتی ہے۔ قدم قدم پر رکاوٹ کے سبب ایسا آدمی ہرگز نشان منزل کی طرف گامزن نہیں ہو سکتا اور پریشانیوں کے بحر طلاتم سے نجات حاصل نہیں کر سکتا۔ اس لیے ہمہ امور میں دین و اخلاق کو معیار بنانے میں ہی فلاح کی منزل حاصل ہو سکتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي النَّظَرِ اِلَى الْمَخْطُوْبَةِ

باب 5: جس عورت کو نکاح کا پیغام دیا گیا ہو اُسے دیکھنا

1007 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ زَائِدَةَ قَالَ حَدَّثَنِىْ عَاصِمُ بْنُ سُلَيْمَانَ هُوَ الْاَحْوَلُ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِيِّ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ

متن حدیث: اَنَّهٗ خَطَبَ امْرَاَةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْظُرْ اِلَيْهَا فَاِنَّهٗ اَحْرٰى اَنْ يُّؤْدَمَ بَيْنَكُمَا

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ وَجَابِرٍ وَّاَبِىْ حُمَيْدٍ وَّاَنَسٍ وَّاَبِىْ هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

مذاہب فقہاء: وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ وَقَالُوْا لَا بَاْسَ اَنْ يَّنْظُرَ اِلَيْهَا مَا لَمْ يَرَ مِنْهَا

1007- اخرجه النسائی (69/6) كتاب النكاح' باب: اباحة النظر قبل التزويج' حديث (3235) وابن ماجه (600/1) كتاب النكاح: باب: النظر الى المرأة اذا اراد ان يتزوجها' حديث (1866) والدارمی (134/2) كتاب النكاح' باب: الرخصة فی النظر للمرأة عند الخطبة' واخرجه الامام احمد (244/2-246).

مُحَرَّمًا وَهُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَمَعْنٰى قَوْلِهٖ اَحْرٰى اَنْ يُّؤْدَمَ بَيْنَكُمَا قَالَ اَحْرٰى اَنْ تَدُوْمَ الْمَوَدَّةُ بَيْنَكُمَا

◆◆ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے ایک خاتون کو نکاح کا پیغام بھیجا' تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اسے دیکھ لو' کیونکہ تم دونوں کے درمیان محبت قائم کرنے کے لیے یہ مناسب ہے۔

اس بارے میں حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) یہ روایت "حسن" ہے۔

بعض اہلِ علم نے اس حدیث کو اختیار کیا ہے وہ یہ فرماتے ہیں: آدمی کا ایسی عورت کو دیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ تاہم وہ (اس کے جسم کے) ایسے حصے کو نہیں دیکھ سکتا جسے دیکھنا حرام ہو۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان: "یہ تم دونوں کے درمیان محبت برقرار رکھنے کے لیے' یادہ مناسب ہوگا"۔ اس کا مطلب یہ ہے: اس کی وجہ سے تم دنوں کے درمیان محبت ہمیشہ رہے گی۔

شرح

مخطوبہ کو دیکھنے کی اجازت:

غیر محرم عورت کو دیکھنے کی اجازت نہیں ہے۔ البتہ مرد اپنی مخطوبہ کو دیکھ سکتا ہے' کیونکہ انہوں نے باہم تاحیات زندگی گزارنا ہوتی ہے۔ امام داؤد ظاہری کے نزدیک پورے جسم کو دیکھنا جائز ہے لیکن یہ درست نہیں ہے۔ البتہ لڑکا مخطوبہ کے چہرے اور ہتھیلیوں کو دیکھ سکتا ہے۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ لڑکی دیکھنے کے لیے اجازت لینا ضروری ہے تاکہ وہ اپنی زینت اور حسن کو درست کر سکے۔ اس حالت میں لڑکی دیکھنے کے حوالے سے آئمہ فقہ میں مختلف آراء ہیں۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ دیکھنا جائز ہے آپ نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔ آئمہ ثلاثہ فرماتے ہیں کہ لڑکی کو دیکھنا جائز نہیں ہے۔ انہوں نے اپنے مؤقف پر ان روایات سے استدلال کیا ہے کہ جن میں غیر محرم عورت کو دیکھنے کی وعید وممانعت بیان کی گئی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ اِعْلَانِ النِّكَاحِ

باب 6: نکاح کا اعلان کرنا

1008 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَلْجٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَاطِبٍ الْجُمَحِيِّ

1008- اخرجه النسائی (127/6) کتاب النکاح' باب: اعلان النکاح بالصوت وضرب الدف' حدیث (3369) وابن ماجه (611/1) کتاب النکاح' باب: اعلان النکاح' حدیث 1896) واخرجه احمد (418/3)' (259/4)

قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: فَصْلُ مَا بَيْنَ الْحَرَامِ وَالْحَلَالِ الدُّفُّ وَالصَّوْتُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عَآئِشَةَ وَجَابِرٍ وَّالرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ مُحَمَّدِ بْنِ حَاطِبٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ

توضیحِ راوی: وَّاَبُوْ بَلْجٍ اسْمُهٗ يَحْيَى بْنُ اَبِيْ سُلَيْمٍ وَّيُقَالُ ابْنُ سُلَيْمٍ اَيْضًا وَّمُحَمَّدُ بْنُ حَاطِبٍ قَدْ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ غُلَامٌ صَغِيْرٌ

◆◆ حضرت محمد بن حاطب جمحی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: حلال اور حرام (نکاح) کے درمیان بنیادی فرق دف بجانا اور آواز (یعنی اعلان کرنا) ہے۔

اس بارے میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، سیّدہ ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔

ابوبلج نامی راوی کا نام یحییٰ بن ابوسلیم ہے اور ایک قول کے مطابق ابن سلیم ہے۔

حضرت محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کی زیارت کی ہے۔ وہ اس وقت چھوٹے بچے تھے۔

1009 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَخْبَرَنَا عِيْسٰى بْنُ مَيْمُوْنٍ الْاَنْصَارِيُّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: اَعْلِنُوْا هٰذَا النِّكَاحَ وَاجْعَلُوْهُ فِي الْمَسَاجِدِ وَاضْرِبُوْا عَلَيْهِ بِالدُّفُوْفِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ حَسَنٌ فِيْ هٰذَا الْبَابِ

توضیحِ راوی: وَعِيْسٰى بْنُ مَيْمُوْنٍ الْاَنْصَارِيُّ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيْثِ وَعِيْسٰى ابْنُ مَيْمُوْنٍ الَّذِيْ يَرْوِيْ عَنِ ابْنِ اَبِيْ نَجِيْحٍ التَّفْسِيْرَ هُوَ ثِقَةٌ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: نکاح میں اعلان کرو! اسے مسجد میں کرو اور اس میں دف بجاؤ۔

یہ حدیث اس بارے میں ''غریب حسن'' ہے۔

عیسیٰ بن میمون انصاری نامی راوی کو اس حدیث میں ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

عیسیٰ بن میمون جو ابن ابی نجیح کے حوالے سے تفسیری روایات نقل کرتے ہیں' وہ مستند ہیں۔

1010 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ ذَكْوَانَ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ قَالَتْ

1009- اخرجه ابن ماجه (611/1) كتاب النكاح' باب: اعلان النكاح' حديث (1895)

متن حدیث: جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ عَلَيَّ غَدَاةَ بُنِيَ بِيْ فَجَلَسَ عَلٰى فِرَاشِيْ كَمَجْلِسِكَ مِنِّيْ وَجُوَيْرِيَاتٌ لَنَا يَضْرِبْنَ بِدُفُوْفِهِنَّ وَيَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ اٰبَائِيْ يَوْمَ بَدْرٍ اِلٰى اَنْ قَالَتْ اِحْدَاهُنَّ وَفِيْنَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِيْ غَدٍ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْكُتِيْ عَنْ هٰذِهٖ وَقُوْلِي الَّذِيْ كُنْتِ تَقُوْلِيْنَ قَبْلَهَا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

سیدہ ربیع بنت معوذ ؓ بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ تشریف لائے' آپ میرے پاس آئے' جس دن میری رخصتی ہوئی تھی' آپ میرے بستر پر اسی طرح تشریف فرما ہوئے' جیسے تم میرے پاس بیٹھے ہوئے ہو' کم سن لڑکیاں دف بجا رہی تھیں اور ہمارے آباؤ اجداد سے متعلق اشعار پڑھ رہی تھیں' جو غزوۂ بدر میں شہید ہوئے تھے' ان میں سے ایک لڑکی نے پڑھا: ہمارے درمیان وہ نبی بھی موجود ہیں' جو کل کے بارے میں جانتے ہیں' تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ نہ پڑھو! وہی پڑھو! جو تم پہلے پڑھ رہی تھیں۔

یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

اعلان نکاح کی صورتیں:

دور جاہلیت میں نکاح کے مشہور طریقے چار تھے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) ایک شخص کی طرف سے دوسرے آدمی کو اس کی بیٹی یا زیر کفالت لڑکی سے نکاح کا پیغام بھیجا جاتا تھا۔ رضامندی کے بعد حق مہر کا تعین کر کے لڑکے اور لڑکی کے مابین نکاح کر دیا جاتا تھا۔

(۲) چند لوگ (جو دس سے کم ہوتے) ایک خاتون کے ہاں جاتے، اس کی خواہش و رضامندی سے سب اس سے وطی کرتے، عورت حاملہ ہو جاتی اور بچہ جنم دیتی تو وہ ان سب سے لوگوں کو طلب کرتی تو ان میں سے ایک کا انتخاب کرتے ہوئے بچہ کو اس کی طرف منسوب کر دیتی تھی۔

(۳) ایک عورت سے کثیر لوگ مجامعت کرتے جس سے، وہ حاملہ ہو کر بچہ جنم دیتی تو کسی قیافہ شناس آدمی کو طلب کیا جاتا جو حاضرین کی علامات دیکھ کر فیصلہ کرتا کہ یہ بچہ فلاں شخص کا ہے اور اسے یہ بات تسلیم کرنا پڑتی تھی۔

(۴) جب کسی عورت کا حیض منقطع ہو جاتا تو شوہر اپنی بیوی کو کسی شخص سے جنسی تعلقات قائم کرنے کا حکم دیتا، حمل ظاہر ہونے تک شوہر اپنی بیوی سے الگ تھلگ رہتا اور حمل ظاہر ہونے پر شوہر بھی وطی کرتا۔ یہ معاملہ اس لیے کیا جاتا تھا کہ ان کے خیال کے مطابق پیدا ہونے والا بچہ امتیازی شان و شوکت کا حامل ہوگا۔ (الصحیح للبخاری رقم الحدیث: ۵۱۲۷)

1010- اخرجه البخاری (109/9) كتاب النكاح' باب: ضرب الدف فی النكاح والوليمة' حديث (5147) وابو داؤد (698/2) كتاب الادب' باب: فی النهی عن الغناء' حديث (4922) وابن ماجه (611/1) كتاب النكاح' باب: الغناء والدف' حديث (1897) واخرجه احمد (359/6' 360) وعبد بن حميد (ص460) حديث (1589) عن خالد بن ذكوان ابی الحسين عن الربيع بنت معوذ به۔

اسلام نے پہلا طریقہ نکاح کے علاوہ تین طریقوں کو ختم کر دیا۔ پہلا طریقہ نکاح کے ساتھ بطور اعلان چند امور کو ملا دیا: (۱) نکاح سے قبل خطبہ ہونا (۲) جمعتہ المبارک کا دن ہونا (۳) مسجد میں ہونا (۴) دف کا استعمال ہونا (۵) علانیہ ہونا (۶) ولیمہ کرنا۔ یہ تمام امور اعلان نکاح کی صورتیں ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيمَا يُقَالُ لِلْمُتَزَوِّجِ

باب 7: (نئے) شادی شدہ شخص سے کیا کہا جائے

1011 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا رَفَّاَ الْاِنْسَانَ اِذَا تَزَوَّجَ قَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكَ وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِى الْخَيْرِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِىْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَابِ عَنْ عَقِيْلِ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب کسی شخص کو شادی کی مبارکباد دیتے تھے، جس کی شادی نئی نئی ہوئی تھی، تو آپ یہ فرماتے تھے: اللہ تعالیٰ تمہیں برکت عطا کرے! تم پر برکت نازل کرے اور تم دونوں کو بھلائی میں اکٹھا کر دے۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اس بارے میں حضرت عقیل بن ابوطالب رضی اللہ عنہ سے بھی روایت منقول ہے۔

شرح

دولہا کو مبارک باد دینے کا طریقہ:

اسلام ایک آفاقی اور عالمگیر مذہب ہے، جس میں زندگی بھر میں پیش آنے والا کوئی مسئلہ ترک نہیں کیا گیا۔ پیدائش سے لے کر موت تک قدم قدم پر پیش آنے والے مسائل فطرت سلیمہ کے مطابق بڑی خوبصورتی سے بیان کیے گئے ہیں۔ یہاں تک باتھ روم جانے سے قبل اور فراغت کی دعاؤں کی بھی تعلیم دی۔ زمانہ جاہلیت میں لوگ دولھا میاں کو: بالرفاء والبنین "(تم دونوں کے درمیان اتفاق رہے اور تمہارے ہاں بیٹے پیدا ہوں)۔ زمانہ جاہلیت میں لوگ لڑکیوں کو ناپسند اور لڑکوں کو پسند کرتے تھے، اس لیے وہ شادی و نکاح کے موقع پر یہ کلمات استعمال کرتے تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر جاہلیت کی اس رسم بد کا خاتمہ کرتے ہوئے نکاح کے موقع پر دولھا میاں کو بایں الفاظ مبارک باد دیا کرتے تھے: بارك الله لك و بارك عليك و جمع بينكما في الخير (اللہ تعالیٰ تمہیں برکت عطا کرے، تم پر برکت نازل کرے اور بھلائی میں تم دونوں کو جمع کرے) یہ الفاظ ایک خوبصورت دعا

1011- اخرجه ابو داؤد (647/1) كتاب النكاح، باب: ما يقال للمتزوج، حديث (2130) وابن ماجه (614/1) كتاب النكاح، باب: تهنئة النكاح، حديث (1905) والدارمي (134/2) كتاب النكاح: باب: اذا تزوج الرجل ما يقال له واخرجه احمد (381/1)

ہےاورزمانہ جاہلیت کی ایک رسم بدکاردبھی۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا دَخَلَ عَلٰى اَهْلِهٖ

باب 8: جب آدمی اپنی بیوی کے پاس جائے' تو کیا پڑھے؟

1012 سندِحدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِی الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا اَتٰى اَهْلَهٗ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا فَاِنْ قَضَى اللّٰهُ بَيْنَهُمَا وَلَدًا لَمْ يَضُرَّهُ الشَّيْطَانُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس آتے ہوئے (یعنی صحبت کرنے سے پہلے) یہ پڑھ لے۔

"اللہ تعالیٰ کے نام سے برکت حاصل کرتے ہوئے' اے اللہ! ہمیں شیطان سے دور رکھ اور جو رزق (اولاد) تو ہمیں عطا کرے گا' اسے بھی شیطان سے دور رکھ"۔

تو اگر اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے نصیب میں اولاد لکھی ہو' تو شیطان اسے نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

جماع کے وقت کی دعا اور اس کی فضیلت:

نکاح کی پہلی شب یا صرف پہلی بار مجامعت کے وقت نہیں بلکہ تا حیات وطی کے وقت (عریانی حالت ہونے سے قبل) دعا کرنا مسنون ہے۔ دعا جماع کئی طریقہ سے کی جاسکتی ہے: (۱) بسم اللہ۔ (۲) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ (۳) اللہ، اللھم جنبنا الشیطان و جنب الشیطان ما رزقتنا۔ (اللہ کے نام سے شروع' اے اللہ! تو ہمیں شیطان سے بچا اور جو تو ہمیں رزق (اولاد) عطاء کرے' اسے بھی شیطان سے بچا)۔ اس دعا کے بعد وطی کرنے کے نتیجہ میں حمل قرار پا گیا تو زوجین کی طرح نومولود بھی شرِ شیطان سے محفوظ رہے گا۔

حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جو شخص جماع سے قبل تسمیہ پڑھ لیتا ہے تو پیدا ہونے والے بچے کے ہر سانس

1012- اخرجه البخاری (386/6) كتاب بدء الخلق' باب: صفة ابليس وجنوده' حديث (3271'3283) وكتاب النكاح' باب: ما يقول الرجل اذا اتى اهله' حديث (5165) ومسلم (104/5 الابى) كتاب النكاح' باب: ما يستحب ان يقوله عند الجماع' حديث (116/1434) وابو داؤد (655/1) كتاب النكاح: باب فى جامع النكاح' حديث (2161) وابن ماجه (618/1) كتاب النكاح' باب: ما يقول الرجل اذا ادخلت عليه اهله' حديث (1919) والدارمی (145/2) كتاب النكاح' باب القول عند الجماع' واحمد (216/1'220'243'283'286) والحميدی (239/1) حديث (516) وعبد بن حميد (ص230) حديث (689)

کے عوض والدین کے نامہ اعمال میں ایک نیکی لکھی جائے گی۔اسی طرح نسل در نسل قیامت تک آنے والی اولاد کے ہر سانس کے عوض نامہ اعمال میں نیکی لکھی جائے گی۔ یہ دعا صرف شوہر ہی نہیں بلکہ زوجین پڑھیں اور تاحیات تسلسل سے مجامعت سے قبل پڑھتے رہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْاَوْقَاتِ الَّتِيْ يُسْتَحَبُّ فِيهَا النِّكَاحُ

باب 9: وہ اوقات جن میں نکاح کرنا مستحب ہے

1013 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اُمَيَّةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: تَزَوَّجَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ شَوَّالٍ وَّبَنٰى بِيْ فِيْ شَوَّالٍ وَّكَانَتْ عَآئِشَةُ تَسْتَحِبُّ اَنْ يُّبْنٰى بِنِسَائِهَا فِيْ شَوَّالٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ الثَّوْرِيِّ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ ابْنِ اُمَيَّةَ

◆◆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے شوال کے مہینے میں میرے ساتھ شادی کی تھی' اور شوال کے مہینے میں ہی میری رخصتی ہوئی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس بات کو مستحب سمجھتی تھیں کہ شوال کے مہینے میں لڑکیوں کی رخصتی کی جائے۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے' ہم اس روایت کو صرف ثوری نامی راوی کی اسماعیل بن امیہ سے روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

شرح

نکاح کے اوقات مستحبہ:

سال بھر کے کسی بھی مہینہ کی کسی بھی رات یا دن نکاح کرنا جائز ہے۔زمانہ جاہلیت میں شوال کے مہینہ میں نکاح کرنا منحوس تصور کیا جاتا تھا۔اسلام نے زمانہ جاہلیت کی اس رسم بد کو ختم کر دیا۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام ازواج مطہرات سے شوال کے مہینہ میں نکاح کر کے اس رسم بد کو جڑ سے اکھاڑ دیا۔البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہ سے ذی الحجہ کے مہینہ میں احرام کی حالت میں نکاح کیا تھا۔حدیث باب میں صراحت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ

1013- اخرجه احمد (206،54/6) ومسلم (1039/2) كتاب النكاح باب: استحباب التزوج والتزويج في شوال' واستحباب الدخول فيه' حديث (1423/73) وابن ماجه (641/1) كتاب النكاح' باب: متى يستحب البناء بالنساء' احديث (1990) والنسائي (70/6) كتاب النكاح: باب التزويج في شوال' حديث (3236) والدارمي (145/2) كتاب النكاح' باب بناء الرجل باهله في شوال' وعبد بن حميد (ص 437) حديث (1508) من طريق اسماعيل بن اميه عن عبد الله بن عروة' عن عروة عن عائشه به۔

عنہا سے نکاح بھی شوال میں کیا اور ان کی رخصتی بھی شوال میں ہوئی تھی۔ جمعہ کے دن، مسجد کے اندر اور علانیہ نکاح کرنا وغیرہ امور مستحب ہیں۔ اس بات کو زیادہ پسند کرتی تھیں کہ بچیوں کا نکاح اور رخصتی شوال کے مہینہ میں کی جائے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْوَلِيْمَةِ

باب 10: ولیمہ کا بیان

1014 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى عَلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَثَرَ صُفْرَةٍ فَقَالَ مَا هٰذَا فَقَالَ اِنِّيْ تَزَوَّجْتُ امْرَاَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ فَقَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّعَآئِشَةَ وَجَابِرٍ وَّزُهَيْرِ بْنِ عُثْمَانَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَنَسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَّزْنُ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّزْنُ ثَلَاثَةِ دَرَاهِمَ وَثُلُثٍ وَقَالَ اِسْحٰقُ هُوَ وَزْنُ خَمْسَةِ دَرَاهِمَ وَثُلُثٍ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ پر زرد رنگ کا نشان دیکھا تو دریافت کیا: یہ کس وجہ سے ہے؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے ایک خاتون کے ساتھ ایک گٹھلی کے وزن جتنے سونے کے عوض میں شادی کر لی ہے، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں برکت نصیب کرے، تم ولیمہ کرو! خواہ ایک بکری (ذبح کر کے دعوت کرو)۔

اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت زہیر بن عثمان رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک گٹھلی کے وزن سے مراد، تین درہم اور ایک درہم کے تہائی حصے جتنا وزن ہے۔

امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ پانچ درہم اور ایک درہم کے تہائی حصے کے وزن جتنا ہوتا ہے۔

1015 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ وَّائِلِ بْنِ دَاوُدَ عَنِ ابْنِهٖ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْلَمَ عَلٰى صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ بِسَوِيْقٍ وَّتَمْرٍ

1014- اخرجه البخاری (128/9) كتاب النكاح، باب: الصفرة للمتزوج، حديث (5153) ومسلم (1042/3) كتاب النكاح، باب الصداق وجواز كونه تعليم قرآن و خاتم حديد، وغير ذلك من قليل وكثير، واستحباب كونه خمسمائة درهم لمن لا يجحف به، حديث (1427-79) وابن ماجه (615/1) كتاب النكاح، باب الوليمة، حديث (1907) والنسائی (128/6) كتاب النكاح، باب: دعاء من لم يشهد التزويج، حديث (3372) واخرجه الدارمی (143/2) كتاب النكاح، باب الوليمة، واحمد (226/3) وعبد بن حميد (ص403) حديث (1367) من طريق حماد بن زيد عن ثابت عن انس به-

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

اختلاف سند: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ عَنْ سُفْيَانَ نَحْوَ هٰذَا وَقَدْ رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسٍ وَّلَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ عَنْ وَّائِلٍ عَنِ ابْنِهٖ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَكَانَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ يُدَلِّسُ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَرُبَّمَا لَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ وَّائِلٍ عَنِ ابْنِهٖ وَرُبَّمَا ذَكَرَهٗ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے سیّدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کے بعد ولیمہ میں ستو اور کھجور (کی دعوت کی تھی)

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے ان راویوں نے اس روایت میں وائل کے اپنے صاحب زادے سے روایت کرنے کا تذکرہ نہیں کیا۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) سفیان بن عیینہ نامی راوی نے اس روایت میں "تدلیس" کی ہے بعض اوقت وہ اس میں وائل کے ان کے بیٹے کے حوالے سے روایت کرنے کا ذکر کرتے ہیں اور بعض اوقات ذکر نہیں کرتے۔

1016 سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوْسَى الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: طَعَامُ اَوَّلِ يَوْمٍ حَقٌّ وَّطَعَامُ يَوْمِ الثَّانِيْ سُنَّةٌ وَّطَعَامُ يَوْمِ الثَّالِثِ سُمْعَةٌ وَّمَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ لَّا نَعْرِفُهٗ مَرْفُوْعًا اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ زِيَادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

توضیح راوی: وَزِيَادُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ كَثِيْرُ الْغَرَائِبِ وَالْمَنَاكِيْرِ

قول امام بخاری: قَالَ: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمٰعِيْلَ يَذْكُرُ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ عُقْبَةَ قَالَ قَالَ وَكِيْعٌ زِيَادُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ مَعَ شَرَفِهٖ يَكْذِبُ فِي الْحَدِيْثِ

◆◆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: (شادی سے) اگلے دن کھانا (یعنی دعوت ولیمہ کرنا) حق ہے۔ دوسرے دن کرنا سنت ہے اور تیسرے دن کرنا دکھاوا ہے جو شخص دکھاوا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے دکھاوے کو ظاہر کر دے گا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول روایت کو "مرفوع" حدیث کے طور پر ہم صرف زیاد بن عبداللہ نامی راوی کے حوالے سے جانتے ہیں۔

1015- اخرجه ابو داؤد (368/2) كتاب الاطعمة' باب: من استحباب الوليمة عند النكاح' حديث (3744) وابن ماجه (615) كتاب النكاح' باب الوليمة' حديث (1909) والحميدى (500/2) حديث (1184) واخرجه احمد (110/3) من طريق وائل بن داؤد عن ابيه عن الزهرى عن انس بن مالك به-

زیاد بن عبداللہ نامی راوی نے بکثرت "غریب" اور "منکر" روایات نقل کی ہیں۔
میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: محمد بن عقبہ فرماتے ہیں: وکیع نے یہ بات بیان کی ہے: زیاد بن عبداللہ اپنے تمام تر عزت اور شرف کے باوجود حدیث بیان کرنے میں جھوٹ بولتے تھے۔

شرح

ولیمہ کرنا بابرکت سنت:

نکاح کے بعد دولہا والوں کی طرف سے اعزاء واقارب اور احباب کی کھانا کی شکل میں جو دعوت کی جاتی ہے اُسے ولیمہ کہا جاتا ہے۔ نکاح کے موقع پر دولہن والوں کی طرف سے برادری کو جو کھانا کھلایا جاتا ہے، جائز ہے لیکن اس کی اصل نہیں ہے۔ البتہ اس موقع پر خواتین وحضرات کا اختلاط، گانا باجا اور تصویر کشی وغیرہ امور غیر شرعی ہیں جن سے اجتناب واحتراز ازبس ضروری ہے۔

زمانہ جاہلیت میں نکاح اور رخصتی سے قبل ولیمہ کیا جاتا تھا۔ اسلام نے دیگر رسومات کی طرح قبل از وقت ولیمہ سے منع کر کے بعد از زفاف ولیمہ کرنے کا درس دیا۔ ولیمہ کرنے کا مقصد اظہار تشکر ہے اور یہ مسنون ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ بعد از زفاف ولیمہ کریں تاکہ یہ بابرکت سنت ادا ہو جائے۔ یاد رہے کہ ولیمہ کے موقع پر آنے والے مہمانوں سے رقوم وصول کرنا جسے نیوترا کا نام دیا جاتا ہے، غیر شرعی ہے اس سے احتراز چاہیے۔

ولیمہ کی تحدید وتعیین نہیں ہے۔ افراط وتفریط اور اسراف سے اجتناب کرتے ہوئے حسب طاقت ولیمہ کیا جاسکتا ہے۔ کم از کم ولیمہ کا کوئی تعین نہیں ہے۔ چند افراد کو کھانا کھلا کر بھی اس سنت پر عمل کیا جاسکتا ہے۔ درمیانہ ولیمہ ایک بکری ذبح کر کے مہمانوں کی تواضع کی جائے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ولیمہ میں ایک بکری ذبح فرمائی تھی اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے ولیمہ پر ستو اور کھجوروں سے حاضرین کی تواضع کی تھی۔ ولیمہ کے موقع پر غریبوں، یتیموں اور بیوگان کو بھی حسب طاقت دعوت دی جائے تاکہ یہ تقریب زیادہ بابرکت ہو۔

ولیمہ کتنے دن کیا جاسکتا ہے؟ اس حوالے سے ہمارے عرف میں رخصتی اور زفاف کے آئندہ ایک دن ولیمہ کیا جاتا ہے۔ اگر کسی عذر کی وجہ سے پہلے دن ولیمہ نہ ہو سکا تو دوسرے دن کیا جاسکتا ہے لیکن تیسرے دن اس کی اجازت نہیں ہے۔ حدیث باب میں صراحت ہے کہ پہلے دو دن میں ولیمہ کیا جاسکتا ہے مگر تیسرے دن ریاکاری کی وجہ سے ممنوع ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ اِجَابَةِ الدَّاعِي

باب 11: دعوت کو قبول کرنا

1017 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اُمَيَّةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:
متنِ حدیث: اِئْتُوا الدَّعْوَةَ اِذَا دُعِيتُمْ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَّاَبِىْ هُرَيْرَةَ وَالْبَرَاءِ وَاَنَسٍ وَّاَبِىْ اَيُّوْبَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: دعوت میں جاؤ! جب تمہیں دعوت دی جائے۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت براء رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے

شرح

دعوت قبول کرنا:

اسلام نے ایک مسلمان بھائی کے دوسرے مسلمان بھائی پر عائد ہونے والے جو حقوق گنوائے ہیں ان میں سے ایک دعوت کو قبول کرنا ہے۔ حدیث باب میں دعوت ولیمہ کا ذکر نہیں ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں دعوت عام مراد ہے، جس میں دعوت ولیمہ بھی شامل ہے۔ اگر کوئی شخص دعوت قبول کرنے کے بعد شمولیت نہیں کرتا تو یہ غیر شرعی اور غیر اخلاقی حرکت ہے۔ البتہ مجبوری کی بناء پر بروقت اپنا عذر پیش کر دینا چاہیے تاکہ میزبان کو رنجش نہ ہو۔ اگر تقریب اس نوعیت کی ہو کہ اس میں غیر شرعی امور نمایاں ہوں مثلاً خواتین وحضرات کا اختلاط، گانا باجا، تصویر کشی اور ویڈیو سازی وغیرہ تو اس میں شمولیت حرام ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيمَنْ يَّجِيءُ اِلَى الْوَلِيْمَةِ مِنْ غَيْرِ دَعْوَةٍ

باب 12: جو شخص دعوت کے بغیر ولیمے میں آجائے

1018 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ اَبِىْ مَسْعُوْدٍ قَالَ

متنِ حدیث: جَآءَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهٗ اَبُوْ شُعَيْبٍ اِلٰى غُلَامٍ لَّهٗ لَحَّامٍ فَقَالَ اصْنَعْ لِىْ طَعَامًا يَكْفِىْ خَمْسَةً فَاِنِّىْ رَاَيْتُ فِىْ وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُوْعَ قَالَ فَصَنَعَ طَعَامًا ثُمَّ اَرْسَلَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَاهُ وَجُلَسَائَهُ الَّذِيْنَ مَعَهٗ فَلَمَّا قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّبَعَهُمْ رَجُلٌ لَّمْ يَكُنْ مَعَهُمْ حِيْنَ دُعُوْا فَلَمَّا انْتَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْبَابِ قَالَ لِصَاحِبِ الْمَنْزِلِ اِنَّهُ اتَّبَعَنَا رَجُلٌ لَّمْ يَكُنْ مَعَنَا حِيْنَ

1017– اخرجه مسلم (1053/3) كتاب النكاح' باب: الامر باجابة الداعى' الى دعوة' حديث (1429-102) واخرجه البخارى (155/9) كتاب النكاح' باب: اجابة الداعى فى العرس وغيره' حديث (5179) من طريق موسى بن عقبة عن نافع عن ابن عمر به' ورواية مسلم من طريق اسماعيل بن امية عن نافع عن ابن عمر به كما ورد فى رواية الترمذى۔

1018– اخرجه البخارى (470/9) كتاب الاطعمة' باب الرجل يتكلف الطعام لاخوانه' حديث (5434) ومسلم (1608/3) كتاب الاشربة' باب: ما يفعل الضيف اذا تبعه غير من دعاه صاحب الطعام' واستحباب اذن صاحب الطعام للتابع' حديث (2036-138) والدارمى (105/2) كتاب الاطعمة' باب: فى الوليمة' واخرجه احمد (396/3)' (121'120/4) وعبد بن حميد ص(106) حديث (236) من طريق ابى وائل عن ابى مسعود الانصارى به۔

دَعَوْتَنَا فَإِنْ اَذِنْتَ لَهُ دَخَلَ قَالَ فَقَدْ اَذِنَّا لَهُ فَلْيَدْخُلْ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَابِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ

◆◆ حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص آیا اس کا نام ابوشعیب تھا وہ اپنے غلام کے پاس آیا' جو گوشت بنایا کرتا تھا' اس نے کہا: تم میرے لیے اتنا کھانا بنادو! جو پانچ آدمیوں کے لیے کافی ہو' کیونکہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے چہرۂ مبارک پر بھوک کے آثار دیکھے ہیں' اس نے کھانا تیار کیا' پھر نبی اکرم ﷺ کو پیغام بھجوایا' تو نبی اکرم ﷺ سمیت آپ کے چند ساتھیوں کو بھی بلایا' جب نبی اکرم ﷺ کھڑے ہوئے' تو ان حضرات کے پیچھے ایک ایسا شخص بھی چل پڑا جو ان ساتھیوں میں شامل نہیں تھا' جنہیں دعوت دی گئی تھی' جب نبی اکرم ﷺ (میزبان کے) دروازے تک پہنچے' تو آپ نے گھر کے مالک سے کہا: یہ ہمارے پیچھے آ گیا ہے یہ ہمارے ساتھ نہیں تھا' جب تم نے ہمیں دعوت دی تھی' اگر تم اسے اجازت دو' تو یہ اندر آ جائے! اس شخص نے کہا: ہم اسے بھی اجازت دیتے ہیں' یہ اندر آ جائے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے

شرح

دعوت کے بغیر ولیمہ میں شمولیت کی ممانعت:

کوئی بھی تقریب ہو میزبان کی دعوت واجازت کے بغیر اس میں شرکت کرنا، شرعی نقطہ نظر سے منع ہے۔ اس ممانعت کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ میزبان نے مہمانوں کی تعداد کے مطابق خورد ونوش کا اہتمام کیا ہوتا ہے اور بغیر دعوت شرکت کرنے والے کے لیے بروقت کھانے کا اہتمام کرنے میں دقت پیش آئے گی۔ حدیث باب کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جن لوگوں کو دعوت ولیمہ وغیرہ دی گئی ہو شرعی طور پر وہ اپنے ساتھ نہ تو دوسرے لوگوں کو لانے کے مجاز ہیں اور نہ وہ دوسروں کو دعوت دے سکتے ہیں۔ اس روایت سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ ولیمہ وغیرہ کی تقریب میں بروقت بھی کسی کو دعوت دینا جائز ہے اور قبول کرنا بھی جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بَابُ مَا جَآءَ فِىْ تَزْوِيْجِ الْاَبْكَارِ

باب 13: کنواری لڑکی کے ساتھ شادی کرنا

1019 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ

1019- اخرجه البخاری (141/6)كتاب الجهاد والسير : باب استئذان الرجل الامام لقوله تعالىٰ(انما المؤمنون امنوا بالله ورسوله واذا كانوا معه على امر جامع لم يذهبوا حتى يستئذنوه ان الذين يستئذنونك (النور 62) حديث (2967) ومسلم (1087/2) كتاب الرضاع باب: استحباب نكاح البكر حديث (56-715) والنسائی (61/6) كتاب النكاح باب: نكاح الابكار حديث (3219) من طرق عمرو بن دينار عن جابر به-

متن حدیث: تَزَوَّجْتُ امْرَاَةً فَاَتَيْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَتَزَوَّجْتَ يَا جَابِرُ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ بِكْرًا اَمْ ثَيِّبًا فَقُلْتُ لَا بَلْ ثَيِّبًا فَقَالَ هَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ مَاتَ وَتَرَكَ سَبْعَ بَنَاتٍ اَوْ تِسْعًا فَجِئْتُ بِمَنْ يَقُوْمُ عَلَيْهِنَّ قَالَ فَدَعَا لِی

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنْ اُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ وَّكَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے ایک خاتون کے ساتھ شادی کر لی' میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ نے فرمایا: اے جابر! تم نے شادی کر لی ہے' میں نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کنواری کے ساتھ یا طلاق یافتہ کے ساتھ؟ میں نے عرض کی: نہیں طلاق یافتہ کے ساتھ۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کنواری کے ساتھ کیوں نہیں کی کہ تم اس کے ساتھ خوش مزاجی کا مظاہرہ کرتے اور وہ تمہارے ساتھ خوش مزاجی کا مظاہرہ کرتی؟ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! حضرت عبداللہ (میرے والد) فوت ہو چکے ہیں' انہوں نے سات (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں:) نو بیٹیاں چھوڑی ہیں' تو میں نے اس عورت کے ساتھ شادی کی ہے' جوان کا خیال رکھے گی' تو نبی اکرم ﷺ نے میرے حق میں دعائے خیر کی۔

اس بارے میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ' حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

کنواری عورت سے شادی کرنے کی تلقین:

کسی بھی مسلمان خاتون سے نکاح کرنا جائز ہے خواہ وہ باکرہ ہو یا ثیبہ۔ دونوں میں سے کنواری سے شادی کرنا بہتر ہے' کیونکہ وہ فرمانبردار ہوگی، سلیقہ مند ہوگی، اس میں بچے پیدا کرنے کی صلاحیت زیادہ ہوگی اور خدمت گزار ہوگی۔ ثیبہ سے شادی کرنے کی صورت میں، اس میں یہ خوبیاں پیدا کرنے کے لیے زیادہ محنت کرنے کی ضرورت ہوگی۔ البتہ گھر کو چلانے کی حکمت عملی یا سابقہ بچوں کی نگرانی مقصود ہو' تو بیوہ یا مطلقہ عورت سے نکاح کرنا زیادہ مفید ہے۔ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ تمام ثیبہ خواتین سے نکاح فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیوہ یا ثیبہ خاتون سے شادی کرنا سنت بھی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ لَا نِكَاحَ اِلَّا بِوَلِیٍّ

باب 14: ولی کے بغیر نکاح درست نہیں ہوتا

1020 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا شَرِيْكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِی اِسْحٰقَ وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا

1020- اخرجه احمد (4/394'413) وابو داؤد (1/635) كتاب النكاح' باب: فی الولی' حديث (2085) وابن ماجه (1/605) كتاب النكاح' باب لا نكاح الا بولی' حديث (1881) والدارمی (2/137) كتاب النكاح' باب النهی عن النكاح بغير ولی' من طريق ابی اسحق عن ابی بردة عن ابی موسیٰ الاشعری به۔

اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ اِسْرَآئِيْلَ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ ح وحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِىْ زِيَادٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِىْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: لَا نِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنْ عَآئِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّاَبِىْ هُرَيْرَةَ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَّاَنَسٍ

◆◆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ولی کے بغیر نکاح درست نہیں ہوتا۔

اس بارے میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

1021 سند حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوْسٰى عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: اَيُّمَا امْرَاَةٍ نَكَحَتْ بِغَيْرِ اِذْنِ وَلِيِّهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ فَاِنْ دَخَلَ بِهَا فَلَهَا الْمَهْرُ بِمَا اسْتَحَلَّ مِنْ فَرْجِهَا فَاِنِ اشْتَجَرُوْا فَالسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَّا وَلِيَّ لَهٗ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَّقَدْ رَوٰى يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ الْاَنْصَارِيُّ وَيَحْيٰى بْنُ اَيُّوْبَ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِّنَ الْحُفَّاظِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ نَحْوَ هٰذَا

اختلاف سند: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَحَدِيْثُ اَبِىْ مُوْسٰى حَدِيْثٌ فِيْهِ اخْتِلَافٌ رَوَاهُ اِسْرَآئِيْلُ وَشَرِيْكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَبُوْ عَوَانَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ وَقَيْسُ بْنُ الرَّبِيْعِ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِىْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَرَوٰى اَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَّزَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِىْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَرَوٰى اَبُوْ عُبَيْدَةَ الْحَدَّادُ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِىْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ

وَقَدْ رُوِىَ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِىْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْضًا

وَرَوٰى شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِىْ بُرْدَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ

1021- اخرجه احمد (260/6) والحميدى (112/1-113) حديث (228) وابو داؤد (634/1) كتاب النكاح باب فى الولى حديث (2083) وابن ماجه (605/1) كتاب النكاح باب: لا نكاح الا بولى حديث (1879) من طريق ابن شهاب الزهرى عن عروة عن عائشه به۔

وَقَدْ ذَكَرَ بَعْضُ اَصْحَابِ سُفْيَانَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِىْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى وَلَا يَصِحُّ وَرِوَايَةُ هٰـؤُلَآءِ الَّذِيْنَ رَوَوْا عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِىْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ عِنْدِىْ اَصَحُّ لِاَنَّ سَمَاعَهُمْ مِنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ فِىْ اَوْقَاتٍ مُّخْتَلِفَةٍ وَّاِنْ كَانَ شُعْبَةُ وَالثَّوْرِىُّ اَحْفَظَ وَاَثْبَتَ مِنْ جَمِيْعِ هٰـؤُلَآءِ الَّذِيْنَ رَوَوْا عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ هٰـذَا الْحَدِيْثَ فَاِنَّ رِوَايَةَ هٰـؤُلَآءِ عِنْدِىْ اَشْبَهُ لِاَنَّ شُعْبَةَ وَالثَّوْرِىَّ سَمِعَا هٰـذَا الْحَدِيْثَ مِنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ فِىْ مَجْلِسٍ وَّاحِدٍ

وَمِمَّا يَدُلُّ عَلٰى ذٰلِكَ مَا حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ سُفْيَانَ الثَّوْرِىَّ يَسْاَلُ اَبَا اِسْحٰقَ اَسَمِعْتَ اَبَا بُرْدَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ فَقَالَ نَعَمْ فَدَلَّ هٰـذَا الْحَدِيْثُ عَلٰى اَنَّ سَمَاعَ شُعْبَةَ وَالثَّوْرِىِّ هٰـذَا الْحَدِيْثَ فِىْ وَقْتٍ وَّاحِدٍ

وَاِسْرَآئِيْلُ هُوَ ثِقَةٌ ثَبْتٌ فِىْ اَبِىْ اِسْحٰقَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُثَنّٰى يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ مَهْدِيٍّ يَقُوْلُ مَا فَاتَنِىْ مِنْ حَدِيْثِ الثَّوْرِىِّ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ الَّذِىْ فَاتَنِىْ اِلَّا لَمَّا اتَّكَلْتُ بِهٖ عَلٰى اِسْرَآئِيْلَ لِاَنَّهٗ كَانَ يَاْتِىْ بِهٖ اَتَمَّ

وَحَدِيْثُ عَآئِشَةَ فِىْ هٰـذَا الْبَابِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ هُوَ حَدِيْثٌ عِنْدِىْ حَسَنٌ رَوَاهُ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوْسٰى عَنِ الزُّهْرِىِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ الْحَجَّاجُ بْنُ اَرْطَاةَ وَجَعْفَرُ بْنُ رَبِيْعَةَ عَنِ الزُّهْرِىِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرُوِىَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ

وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ اَصْحَابِ الْحَدِيْثِ فِىْ حَدِيْثِ الزُّهْرِىِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ ثُمَّ لَقِيْتُ الزُّهْرِىَّ فَسَاَلْتُهٗ فَاَنْكَرَهٗ فَضَعَّفُوْا هٰـذَا الْحَدِيْثَ مِنْ اَجْلِ هٰـذَا

وَذُكِرَ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِيْنٍ اَنَّهٗ قَالَ لَمْ يَذْكُرْ هٰـذَا الْحَرْفَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ اِلَّا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ يَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ وَّسَمَاعُ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ لَيْسَ بِذَاكَ اِنَّمَا صَحَّحَ كُتُبَهٗ عَلٰى كُتُبِ عَبْدِ الْمَجِيْدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ اَبِىْ رَوَّادٍ مَا سَمِعَ مِنِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَّضَعَّفَ يَحْيٰى رِوَايَةَ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ فِىْ هٰـذَا الْبَابِ عَلٰى حَدِيْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلِىُّ بْنُ اَبِىْ طَالِبٍ وَّعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ وَّاَبُوْ هُرَيْرَةَ وَغَيْرُهُمْ وَهٰكَذَا رُوِىَ عَنْ بَعْضِ فُقَهَاءِ التَّابِعِيْنَ اَنَّهُمْ قَالُوْا لَا نِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ مِنْهُمْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَالْحَسَنُ الْبَصْرِىُّ وَشُرَيْحٌ وَّاِبْرَاهِيْمُ النَّخَعِىُّ وَعُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ وَغَيْرُهُمْ

وَبِهٰـذَا يَقُوْلُ سُفْيَانُ الثَّوْرِىُّ وَالْاَوْزَاعِىُّ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَمَالِكٌ وَّالشَّافِعِىُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو بھی عورت اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرلے اس کا نکاح باطل شمار ہوگا' اس کا نکاح باطل شمار ہوگا، اس کا نکاح باطل شمار ہوگا۔ اگر مرد اس عورت کے ساتھ صحبت

کرلے تو اس عورت کو مہر ملے گا' جو اس نے اس کی شرمگاہ کو استعمال کیا ہے' اور ان (لڑکی کے رشتہ داروں) کے درمیان جھگڑا ہو جائے' تو جس کا کوئی ولی نہ ہو حاکم وقت اس کا ولی ہوتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

یحییٰ بن سعید انصاری، یحییٰ بن ایوب، سفیان ثوری اور دیگر کئی حفاظ نے' اسے ابن جریج کے حوالے سے' اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث کے بارے میں اختلاف ہے۔

اسرائیل، شریک بن عبداللہ، ابوعوانہ، زہیر بن معاویہ، قیس بن ربیع نے ابواسحٰق کے حوالے سے، ابوبردہ کے حوالے سے، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے اسے نقل کیا ہے۔

اسباط بن محمد نے زید بن حباب کے حوالے سے، یونس بن ابواسحٰق کے حوالے سے، ابواسحٰق کے حوالے سے، ابوبردہ کے حوالے سے، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے اسے نقل کیا ہے۔

ابوعبید حداد نے اس روایت کو یونس بن ابواسحٰق کے حوالے سے، ابوبردہ کے حوالے سے، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔ انہوں نے اس کی سند میں ابواسحٰق کا تذکرہ نہیں کیا۔

یہی روایت یونس بن ابواسحٰق کے حوالے سے، ابواسحٰق کے حوالے سے، ابوبردہ کے حوالے سے، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

شعبہ اور ثوری نے ابواسحٰق کے حوالے سے، ابوبردہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے یہ بات نقل کی ہے: ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔

سفیان کے بعض شاگردوں نے' سفیان کے حوالے سے، ابواسحٰق کے حوالے سے، ابوبردہ کے حوالے سے، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے حدیث نقل کی ہے۔ تاہم یہ روایت مستند نہیں ہے۔

ان تمام حضرات کی روایت جنہوں نے ابواسحٰق کے حوالے سے' ابوبردہ کے حوالے سے، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے نقل کی ہے' جس کے الفاظ یہ ہیں: ''ولی کے بغیر نکاح درست نہیں ہوتا''۔

یہ میرے (امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے) نزدیک زیادہ مستند ہے' کیونکہ ان حضرات نے ابواسحٰق نامی راوی سے اس حدیث کو مختلف اوقات میں سنا ہوگا۔

شعبہ اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ زیادہ بڑے حافظ ہیں اور زیادہ مستند ہیں' ان تمام راویوں کے مقابلے میں' جنہوں نے ابواسحٰق کے حوالے سے اس حدیث کو نقل کیا ہے' تاہم ان حضرات کی روایت میرے نزدیک زیادہ بہتر ہے' اس کی وجہ یہ ہے: شعبہ اور ثوری نے اس روایت کو ابواسحٰق سے ایک ہی محفل میں سنا ہے' اور اس کی دلیل وہ روایت ہے' جسے محمود بن غیلان نے اپنی سند کے ہمراہ نقل کیا ہے۔ شعبہ بیان کرتے ہیں: میں نے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو ابواسحٰق سے یہ دریافت کرتے ہوئے سنا: آپ نے ابوبردہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''ولی کے بغیر نکاح درست نہیں ہوتا'' تو انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے: شعبہ اور ثوری نے ابوبردہ سے اس حدیث کو ایک ہی وقت میں سنا ہے۔

ابواسحٰق سے منقول روایات کے حوالے سے اسرائیل نامی راوی ثقہ ہیں اور مستند ہیں۔

محمد بن مثنیٰ بیان کرتے ہیں: میں نے عبدالرحمٰن بن مہدی کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: ثوری نے ابواسحٰق کے حوالے سے جو روایات نقل کی ہیں' ان میں سے جو احادیث مجھ سے فوت ہوگئی تھیں' میں نے ان کے بارے میں اسرائیل نامی راوی پر بھروسہ کیا ہے چونکہ انہوں نے ان روایات کو زیادہ مکمل طور پر نقل کیا ہے۔

اس بارے میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث جو نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے: ''ولی کے بغیر نکاح درست نہیں ہوتا'' یہ میرے نزدیک ''حسن'' ہے۔

ابن جریج نے سلیمان بن موسیٰ کے حوالے سے، زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے، عروہ کے حوالے سے، سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے اسے نقل کیا ہے۔

حجاج بن ارطاۃ اور جعفر بن ربیعہ نے زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے، عروہ کے حوالے سے، سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے اسے نقل کیا ہے۔

ہشام بن عروہ کے حوالے سے، ان کے والد کے حوالے سے، سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، نبی اکرم ﷺ سے بھی اسی کی مانند نقل کیا گیا ہے۔

بعض محدثین نے زہری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول اس روایت کے بارے میں کلام کیا ہے' جو عروہ کے حوالے سے، سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

ابن جریج بیان کرتے ہیں: میری ملاقات زہری رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی' میں نے ان سے اس بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے اس کا انکار کیا۔

محدثین نے اسی وجہ سے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے یحییٰ بن معین کے بارے میں یہ بات منقول ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: اسماعیل بن ابراہیم کے علاوہ اور کسی نے ابن جریج کے حوالے سے ان الفاظ کو نقل نہیں کیا۔

یحییٰ بن معین فرماتے ہیں: اسماعیل بن ابراہیم کا ابن جریج سے سماع زیادہ مستند نہیں ہے۔

اسماعیل بن ابراہیم ہی ان الفاظ کو ابن جریج سے روایت کرتے ہیں اور ان کا ابن جریج سے سماع قوی نہیں۔

اسماعیل بن ابراہیم نے اپنے نوٹس کی عبدالمجید بن عبدالعزیز کے نوٹس کے ساتھ تصحیح کی تھی جو روایات انہوں نے ابن جریج سے سنی تھیں۔

یحییٰ نے اسماعیل کی ابن جریج سے نقل کردہ روایات کو ضعیف قرار دیا ہے۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) اس بارے میں نبی اکرم ﷺ کی حدیث پر عمل کیا جائے گا' یعنی ''ولی کے بغیر نکاح درست نہیں ہوتا'' نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے' حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور دیگر حضرات اسی بات کے قائل ہیں۔

اسی طرح کی روایات بعض تابعین فقہاء کے بارے میں بھی منقول ہیں وہ یہ فرماتے ہیں:

ولی کے بغیر نکاح درست نہیں ہوتا۔

ان میں سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ، حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ، شریح رحمۃ اللہ علیہ، ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ، عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات شامل ہیں۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ، عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی کے مطابق فتویٰ دیتے ہیں۔

شرح

ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرنے میں مذاہب آئمہ:

ولی کی اجازت کے بغیر عبارت النساء سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

ا۔حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ عبارت النساء سے نکاح جائز ہے بشرطیکہ عورت عاقلہ، بالغہ اور آزاد ہو مگر ولی کا ہونا مستحب ہے۔انہوں نے درج ذیل آیات وروایات سے استدلال کیا ہے:۔

(الف) ارشاد ربانی ہے: وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ یَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اس آیت سے دو طریقوں سے استدلال کیا گیا ہے: (۱) عبارۃ النص میں اولیاء کو سابقہ ازواج سے معاملہ کرنے سے روکا گیا ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ عبارت النساء سے نکاح جائز ہے۔(۲) اشارۃ النص سے ثابت ہوتا ہے کہ نکاح کرنے کی نسبت خواتین کی طرف کی گئی ہے۔

(ب) ارشاد ربانی ہے: فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ ۔ پس اگر شوہر بیوی کو تیسری طلاق بھی دے ڈالے تو وہ اس وقت تک شوہر اوّل کے لیے حلال نہیں ہوگی، جب تک دوسرے شخص سے نکاح نہ کرے اور وہ طلاق نہ دے"۔اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ عبارت النساء سے نکاح جائز ہے۔

(ج) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے کا قصد کیا تو حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرا ولی موجود نہیں ہے۔آپ نے فرمایا: تمہارے اولیاء کی رضامندی ہوچکی ہے گویا عبارت النساء معتبر ہے اور اس سے نکاح ثابت ہوجائے گا۔(مؤطا امام مالک)

(د) اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بھتیجی حضرت حفصہ بنت عبدالرحمٰن کا عقد حضرت منذر بن زبیر رضی اللہ عنہ سے کیا جبکہ اس وقت حضرت عبدالرحمان رضی اللہ عنہ ملک شام میں تھے۔اس موقع پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ولی کے قائمقام بھی نہیں تھیں۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عبارت النساء سے نکاح جائز ہے۔(شرح معانی الآثار)

۲۔حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر ہے کہ عبارت النساء سے نکاح ثابت نہیں ہوتا کیونکہ ثبوت عقد کے لیے ولی کا موجود ہونا ضروری ہے۔انہوں نے درج ذیل روایات سے استدلال کیا ہے:

(الف) حدیث باب میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: لا نكاح الا بولی ۔ (ولی کی اجازت کے

بغیر نکاح منعقد نہیں ہوسکتا)۔

(ب) حدیث باب میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے: ایما امرأة نکحت بغیر اذن ولیھا فنکاحھا باطل، فنکاحھا باطل، فنکاحھا باطل ۔ جس عورت نے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا تو اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کے دلائل کا بالترتیب جواب یوں دیا جاتا ہے: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت کے دو جواب ہیں: (الف) یہ روایت اس صورت پر محمول ہے، جب کوئی عورت غیر کفو میں ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرے۔ (ب) حدیث کے الفاظ: لانکاح الابولی سے وجود کی نفی نہیں بلکہ کمال کی نفی مراد ہے۔ دلیل ثانی کے بھی دو جواب دیے جاتے ہیں: (۱) اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی کی عدم موجودگی میں اپنی بھتیجی حضرت حفصہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما کا نکاح کر دیا تھا۔ (۲) اس روایت میں لفظ باطل سے عدم مراد نہیں ہے بلکہ غیر مفید ہے، جس طرح اس ارشاد ربانی میں: رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا، میں لفظ باطل سے مراد فانی اور زائل ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ لَا نِكَاحَ اِلَّا بِبَيِّنَةٍ

باب 15: گواہوں کے بغیر نکاح درست نہیں ہوتا

1022 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ حَمَّادٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَلْبَغَايَا اللَّاتِيْ يُنْكِحْنَ اَنْفُسَهُنَّ بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ

اختلافِ روایت: قَالَ يُوْسُفُ بْنُ حَمَّادٍ رَفَعَ عَبْدُ الْاَعْلٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ فِي التَّفْسِيْرِ وَاَوْقَفَهُ فِيْ كِتَابِ الطَّلَاقِ وَلَمْ يَرْفَعْهُ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ اَبِيْ عَرُوْبَةَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَهٰذَا اَصَحُّ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَيْرُ مَحْفُوْظٍ لَّا نَعْلَمُ اَحَدًا رَفَعَهُ اِلَّا مَا رُوِيَ عَنْ عَبْدِ الْاَعْلٰى عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ مَرْفُوْعًا وَّرُوِيَ عَنْ عَبْدِ الْاَعْلٰى عَنْ سَعِيْدٍ هٰذَا الْحَدِيْثُ مَوْقُوْفًا

وَّالصَّحِيْحُ مَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَوْلُهُ لَا نِكَاحَ اِلَّا بِبَيِّنَةٍ هٰكَذَا

رَوٰى اَصْحَابُ قَتَادَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ لَّا نِكَاحَ اِلَّا بِبَيِّنَةٍ وَّهٰكَذَا رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ عَرُوْبَةَ نَحْوَ هٰذَا مَوْقُوْفًا

فی الباب: وَّفِيْ هٰذَا الْبَابِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَّاَنَسٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ

1022- لم یروه من اصحاب الکتب الستة غیر الترمذی' ینظر تحفة الاشراف (375/4) واخرجه الطبرانی فی المعجم الکبیر (182/12) حدیث (12827) والبیہقی (125/7)

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِيْنَ وَغَيْرِهِمْ قَالُوْا لَا نِكَاحَ اِلَّا بِشُهُوْدٍ لَمْ يَخْتَلِفُوْا فِيْ ذٰلِكَ مَنْ مَضٰى مِنْهُمْ اِلَّا قَوْمًا مِّنَ الْمُتَاَخِّرِيْنَ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ

وَاِنَّمَا اخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِيْ هٰذَا اِذَا شَهِدَ وَاحِدٌ بَعْدَ وَاحِدٍ فَقَالَ اَكْثَرُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ وَغَيْرِهِمْ لَا يَجُوْزُ النِّكَاحُ حَتّٰى يَشْهَدَ الشَّاهِدَانِ مَعًا عِنْدَ عُقْدَةِ النِّكَاحِ

وَقَدْ رَاٰى بَعْضُ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ اِذَا اُشْهِدَ وَاحِدٌ بَعْدَ وَاحِدٍ فَاِنَّهٗ جَائِزٌ اِذَا اَعْلَنُوْا ذٰلِكَ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ وَّغَيْرِهٖ هٰكَذَا قَالَ اِسْحٰقُ فِيْمَا حَكٰى عَنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ يَجُوْزُ شَهَادَةُ رَجُلٍ وَّامْرَاَتَيْنِ فِي النِّكَاحِ

وَهُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: فاحشہ عورتیں وہ ہوتی ہیں' جو گواہوں کے بغیر نکاح کرلیتی ہیں۔

یوسف بن حماد بیان کرتے ہیں: عبدالاعلیٰ نامی راوی نے تفسیر کے باب میں اس حدیث کو''مرفوع'' روایت کے طور پر نقل کیا ہے'اور''طلاق'' کے باب میں اس روایت کو''موقوف'' روایت کے طور پر نقل کیا ہے''مرفوع'' کے طور پر نقل نہیں کیا۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے اور''مرفوع'' روایت کے طور پر نہیں ہے۔میرے نزدیک یہ روایت زیادہ مستند ہے۔ویسے یہ روایت''محفوظ'' نہیں ہے ہمارے علم کے مطابق کسی نے بھی اس کو''مرفوع'' روایت کے طور پر نقل نہیں کیا' ماسوائے اس روایت کے' جسے عبدالاعلیٰ نے سعید کے حوالے سے'قتادہ کے حوالے سے''مرفوع'' حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

عبدالاعلیٰ کے حوالے سے'سعید کے حوالے سے یہی روایت''موقوف'' روایت کے طور پر بھی منقول ہے۔

درست بات یہ ہے' جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان کے اپنے قول کے طور پر منقول ہے: گواہوں کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔

کئی راویوں نے سعید بن ابوعروبہ کے حوالے سے اسی کی مانند''مرفوع'' کے طور پر نقل کیا ہے۔

اس بارے میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ'حضرت انس رضی اللہ عنہ'حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور ان کے بعد آنے والے تابعین اور ان کے علاوہ دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے' اہلِ علم نے یہ بات فرمائی ہے' گواہوں کے بغیر نکاح درست نہیں ہوتا۔

ہمارے نزدیک جو لوگ پہلے گزر چکے ہیں' ان کے درمیان اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے' تاہم متاخرین اہلِ علم میں سے بعض حضرات نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے: جب ایک کے بعد ایک گواہ گواہی دے (تو کیا حکم ہوگا؟) کوفہ اور دیگر علاقوں سے تعلق رکھنے والے اہلِ علم کی اکثرت کے نزدیک نکاح اس وقت تک درست نہیں ہوتا' جب تک دو گواہ ایک ساتھ نکاح منعقد ہونے کی گواہی نہ دیں۔

مدینہ منورہ سے تعلق رکھنے والے بعض اہلِ علم کے نزدیک اگر ایک گواہ کے بعد ایک گواہ گواہی دیدے' تو یہ نکاح درست ہوگا۔

جب وہ لوگ بعد میں اس کا اعلان بھی کر دیں۔
امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں۔
امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے' جو انہوں نے اہلِ مدینہ سے نقل کیا ہے۔
بعض اہلِ علم کے نزدیک نکاح کے بارے میں ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی درست ہے۔
امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

شرح

گواہوں کے بغیر نکاح صحیح نہ ہونا:

تمام آئمہ فقہ کا اس بات میں اتفاق ہے کہ دو گواہ صحت نکاح کے لیے شرط ہیں۔ایک گواہ کی موجودگی میں پڑھا گیا نکاح صحیح نہیں ہو سکتا۔گواہوں کے بغیر پڑھا ہوا نکاح' نکاح السر ہے' جس سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

(مجمع الزوائد، جلد ۴ ص ۵۸۶)

اس مقام پر آئمہ فقہ کے تین اختلافی مسائل ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- بیک وقت دونوں گواہوں کا ایجاب وقبول سننے میں مذاہب آئمہ: حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ دونوں گواہوں کا بیک وقت ایجاب وقبول سننا ضروری نہیں ہے بلکہ یکے بعد دیگرے بھی ایجاب وقبول سن لیں اور اعلان نکاح کر دیا جائے تو نکاح درست ہو جائے گا۔آئمہ ثلاثہ فرماتے ہیں کہ دونوں گواہوں کا بیک وقت ایجاب وقبول سننا ضروری ہے' ان کا کہنا ہے کہ اگر ایک گواہ کی موجودگی میں ایجاب وقبول کرنے سے نکاح منعقد ہو گیا تو دوسری مجلس میں دوسرے کا حاضر ہونا فضول قرار پائے گا۔اگر پہلے گواہ کی موجودگی میں نکاح منعقد نہیں ہوا تو دوسری مجلس میں دوسرے کی موجودگی میں ایجاب وقبول کرنے سے بھی نکاح منعقد نہیں ہوگا۔

۲- فاسق معلن شخص کے گواہ بننے میں مذاہب آئمہ: حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ گواہوں کا ایماندار' دیندار اور عادل ہونا شرط ہے۔لہٰذا فاسق معلن شخص گواہ نہیں بن سکتا۔آئمہ ثلاثہ کے نزدیک ہر شخص گواہ بن سکتا ہے خواہ فاسق ہو یا غیر فاسق ہو۔

۳-خواتین کو گواہ بننے میں مذاہب آئمہ: حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک گواہ بننے کے لیے مرد ہونا شرط ہے،لہٰذا خواتین گواہ نہیں بن سکتیں۔آئمہ ثلاثہ کے نزدیک گواہ بننے کے لیے مرد ہونا شرط نہیں ہے،لہٰذا ان کے نزدیک جس طرح مرد گواہ بن سکتا ہے،اسی طرح عورت بھی گواہ بن سکتی ہے۔تاہم دونوں میں فرق یہ ہے کہ دو عورتوں کو گواہی ایک مرد کے برابر ہوگی۔نکاح کے گواہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں بن سکتی ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ خُطْبَةِ النِّكَاحِ

باب 16: نکاح کا خطبہ

1023 سندِحدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْثَرُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ

متنِ حدیث: عَلَّمَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّشَهُّدَ فِي الصَّلٰوةِ وَالتَّشَهُّدَ فِي الْحَاجَةِ قَالَ التَّشَهُّدُ فِي الصَّلٰوةِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَالتَّشَهُّدُ فِي الْحَاجَةِ اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَسَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا فَمَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَيَقْرَأُ ثَلَاثَ اٰيَاتٍ قَالَ عَبْثَرٌ فَفَسَّرَهٗ لَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ (اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ) (وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا) (اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا)

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدِيْثٌ حَسَنٌ

اسنادِ دیگر: رَوَاهُ الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكِلَا الْحَدِيْثَيْنِ صَحِيْحٌ لِاَنَّ اِسْرَآئِيْلَ جَمَعَهُمَا فَقَالَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ وَاَبِيْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مذاہبِ فقہاء: وَقَدْ قَالَ اَهْلُ الْعِلْمِ اِنَّ النِّكَاحَ جَائِزٌ بِغَيْرِ خُطْبَةٍ وَّهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَغَيْرِهٖ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ

◆◆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں نماز میں تشہد پڑھنے کا طریقہ تعلیم دیا تھا' اور حاجت کے وقت تشہد پڑھنے کا (یعنی نکاح کا خطبہ پڑھنے کا) طریقہ تعلیم دیا تھا۔

نبی اکرم ﷺ نے نماز کا تشہد ان الفاظ میں سکھایا تھا۔

''ہر طرح کی جسمانی اور مالی عبادتیں' اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہیں۔ اے نبی! آپ پر سلام ہو' اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو' اور اس کی برکتیں نازل ہوں' ہم پر سلام ہو اور اللہ تعالیٰ کے تمام نیک بندوں پر ہو' میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' اور میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد اس کے خاص بندے' اور رسول ہیں''۔

1023- اخرجہ احمد (437, 418, 408/1) وابو داؤد (318/1) کتاب الصلوٰۃ باب التشہد حدیث (969) وابن ماجہ (609/1) کتاب النکاح' باب خطبۃ النکاح' حدیث (1892) من طریق ابی اسحٰق عن ابی الاحوص' عن عبد اللہ بن مسعود بہ۔

جبکہ خطبہ نکاح کے الفاظ نبی اکرم ﷺ نے ان الفاظ میں تعلیم کیے تھے۔

''بے شک حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے' ہم اسی سے مدد طلب کرتے ہیں' اسی سے مغفرت طلب کرتے ہیں' ہم اپنی ذات کے شر سے اور اپنے برے اعمال سے' اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتے ہیں' جسے اللہ تعالیٰ ہدایت عطا کر دے' اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ رہنے دے' اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' اور میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد اس کے خاص بندے' اور رسول ہیں''۔

راوی کہتے ہیں: پھر آدمی تین آیات تلاوت کرے۔

عبثر نامی راوی بیان کرتے ہیں: سفیان نے وضاحت کی ہے: وہ تین آیات یہ ہیں۔

''اللہ تعالیٰ سے ڈرو! یوں جیسے اس سے ڈرنے کا حق ہے' اور تم مرتے وقت مسلمان ہی ہونا''۔

''اللہ تعالیٰ سے ڈرو! وہ اللہ تعالیٰ جس کے وسیلے سے تم ایک دوسرے سے مانگتے ہو' اور رشتے داری کے حقوق کے بارے میں بھی خیال رکھو! بے شک اللہ تعالیٰ تم لوگوں کا نگران ہے''۔

''اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچی بات کہو''۔

اس بارے میں حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔

اس روایت کو اعمش نے ابواسحٰق کے حوالے سے، ابواحوص کے حوالے سے، ابوعبیدہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔ یہ دونوں روایات مستند ہیں' اس کی وجہ یہ ہے: اسرائیل نے ان دونوں کو اکٹھا کر دیا ہے وہ یہ کہتے ہیں: یہ ابواسحٰق کے حوالے سے، ابواحوص کے حوالے سے، ابوعبیدہ کے حوالے سے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: خطبے کے بغیر بھی نکاح درست ہوتا ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اہلِ علم اسی بات کے قائل ہیں۔

1024 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ هِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: كُلُّ خُطْبَةٍ لَيْسَ فِيْهَا تَشَهُّدٌ فَهِيَ كَالْيَدِ الْجَذْمَاءِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ہر وہ خطبہ جس میں کلمہ شہادت نہ ہو' وہ جزام زدہ ہاتھ کی مانند ہوتا ہے۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے۔

1024- اخرجه احمد (2/302،303)وابو داؤد (2/677) كتاب الادب باب فى الخطبة حديث (4841) من طريق عاصم بن كليب عن ابيه عن ابى هريرة فذكره-

شرح

خطبہ نکاح:

کسی بھی معاملہ میں تقریب منعقد کرنا ہو خواہ اصلاحی ہو یا نزاعی یا عقد نکاح ہو تو آغاز گفتگو سے قبل خطبہ پڑھنا مسنون ہے۔
خطبہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درود و سلام اور موقع کی مناسبت سے تلاوت آیات قرآنی ہونی چاہیے۔ حضرت امام سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے تقریب نکاح خوانی کے حوالے سے تین آیات قرآنی کا انتخاب فرمایا ہے جو درج ذیل ہیں:۔

۱-يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ (آل عمران:۱۰۲) (اے ایمان والو! تم اللہ سے ڈرو جس طرح ڈرنے کا حق ہے اور تم ہرگز نہ مرو مگر اسلام کی حالت میں۔)

اس آیت میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ مسلمانوں کو ہمہ وقت احکام خداوندی پیش نظر رکھنے چاہییں اور کسی معاملہ میں بھی ان کی خلاف ورزی نہیں کرنی چاہیے۔ اس طرح انسان کی تمام زندگی اطاعت وفرمانبرداری میں گزرنی چاہیے۔

۲-يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝

(اے لوگو! تم اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمہیں ایک ذات سے پیدا کیا۔ اس ذات سے اس نے جوڑا بنایا اور جوڑے سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں۔ اور تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس کے واسطہ سے تم باہم سوال کرتے ہو اور اقارب کے بارے بھی ڈرو۔ بیشک اللہ تعالیٰ تمہارا نگاہبان ہے۔)

اس آیت میں مسلمانوں کو یہ بتایا جا رہا ہے کہ آج قائم ہونے والا رشتہ نیا نہیں ہے بلکہ پہلے سے بھی تمہارا رشتہ موجود ہے۔ وہ اس طرح کہ تم سب ایک باپ اور ایک ماں کی اولاد ہو۔ احکام کی بجا آوری کے حوالے سے تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے اور اسی طرح اقارب کے حقوق میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے۔ اس ضابطہ کو اپنانے میں فلاح وکامیاب حاصل ہوسکتی ہے۔

۳-يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝

(اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو وہ تمہارے اعمال درست کر دے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتا ہے وہ بہت بڑی کامیابی حاصل کر لیتا ہے)۔

ان دو آیات میں بتایا جا رہا ہے کہ دونوں خاندانوں کے مابین قائم ہونے والے نئے رشتہ کے نتیجہ میں اختلاف رائے اور مناقشات بھی پیش آسکتے ہیں۔ اس وقت صورت حال سے نپٹنے کے لیے جذبات بے قابو نہیں ہونے چاہیے بلکہ اللہ تعالیٰ اور رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی روشنی میں ان مسائل کا حل تلاش کرنے سے کامیابی حاصل ہوسکتی ہے۔

تقریب نکاح کے اختتام پر عالم دین دونوں خاندانوں کے مابین قائم ہونے والے رشتہ کے استحکام اور اُخوت و آشتی کے

حوالے سے خصوصی دعا کرائے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ اسْتِئْمَارِ الْبِكْرِ وَالثَّيِّبِ

باب 17: کنواری لڑکی' بیوہ' طلاق یافتہ سے اجازت لینا

1025 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَا تُنْكَحُ الثَّيِّبُ حَتّٰى تُسْتَاْمَرَ وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتّٰى تُسْتَاْذَنَ وَاِذْنُهَا الصُّمُوْتُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّعَآئِشَةَ وَالْعُرْسِ بْنِ عَمِيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ الثَّيِّبَ لَا تُزَوَّجُ حَتّٰى تُسْتَاْمَرَ وَاِنْ زَوَّجَهَا الْاَبُ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّسْتَاْمِرَهَا فَكَرِهَتْ ذٰلِكَ فَالنِّكَاحُ مَفْسُوْخٌ عِنْدَ عَامَّةِ اَهْلِ الْعِلْمِ وَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِيْ تَزْوِيْجِ الْاَبْكَارِ اِذَا زَوَّجَهُنَّ الْاٰبَاءُ فَرَاٰى اَكْثَرُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ وَغَيْرِهِمْ اَنَّ الْاَبَ اِذَا زَوَّجَ الْبِكْرَ وَهِيَ بَالِغَةٌ بِغَيْرِ اَمْرِهَا فَلَمْ تَرْضَ بِتَزْوِيْجِ الْاَبِ فَالنِّكَاحُ مَفْسُوْخٌ وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ تَزْوِيْجُ الْاَبِ عَلَى الْبِكْرِ جَائِزٌ وَّاِنْ كَرِهَتْ ذٰلِكَ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ وَّالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بیوہ یا طلاق یافتہ کی شادی اس وقت تک نہ کی جائے' جب تک اس سے اجازت نہ لی جائے اور کنواری کی شادی' اس وقت تک نہ کی جائے' جب تک اس کی مرضی معلوم نہ کی جائے اور اس کی اجازت خاموشی ہوگی۔

اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت عرس بن عمیرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا' یعنی بیوہ یا طلاق یافتہ عورت کی شادی اس وقت تک نہیں کی جاسکتی' جب تک اس سے اجازت نہ لی جائے اور اگر اس کا باپ اس سے اجازت لیے بغیر اس کی شادی کردے' اور وہ اس بات کو ناپسند کرتی ہو' تو عام اہلِ

1025- اخرجه البخاری (98/9) کتاب النکاح' باب: لا ینکح الاب وغیرہ البکر والثیب الا برضاھما' حدیث (5136) ومسلم (1036/2) کتاب النکاح' باب: استئذان الثیب فی النکاح بالنطق' والبکر بالسکوت' حدیث (64-1419) وابو داؤد (637'636/1) کتاب النکاح : باب فی الاستئمار' حدیث (2092) وابن ماجه (601/1) کتاب النکاح: باب استئمار البکر والثیب' حدیث (1871) والنسائی (85/6) کتاب النکاح' باب استئمار الثیب فی نفسها' حدیث (3265) والدارمی (138/2) کتاب النکاح' باب: استئمار البکر والثیب' واخرجه احمد (434'279'250/2) من طریق یحییٰ بن ابی کثیر عن ابی سلمة بن عبد الرحمن عن ابی ھریرة به-

علم کے نزدیک وہ نکاح فسخ شمار ہوگا۔

اہلِ علم نے کنواری لڑکی کی شادی ہونے کے بارے میں اختلاف کیا ہے جب اس کے آباؤ اجداد میں سے کوئی ایک اس کی شادی کردیتا ہے۔

اکثر اہلِ علم جو کوفہ اور دیگر علاقوں سے تعلق رکھتے ہیں وہ یہ فرماتے ہیں: جب باپ اپنی بالغ کنواری بیٹی کی شادی اس کی مرضی کے بغیر کردے اور وہ باپ کی کروائی ہوئی شادی سے راضی نہ ہو تو نکاح فسخ شمار ہوگا۔

بعض اہلِ مدینہ نے یہ بات بیان کی ہے: باپ بالغ لڑکی کی شادی کرسکتا ہے اگرچہ اس لڑکی کو یہ بات ناپسند ہو۔

امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

1026 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ نَّافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَلْاَيِّمُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَّلِيِّهَا وَالْبِكْرُ تُسْتَاْذَنُ فِيْ نَفْسِهَا وَاِذْنُهَا صُمَاتُهَا

هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

رَوَاهُ شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ

وَقَدِ احْتَجَّ بَعْضُ النَّاسِ فِيْ اِجَازَةِ النِّكَاحِ بِغَيْرِ وَلِيٍّ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَلَيْسَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ مَا احْتَجُّوْا بِهٖ لِاَنَّهٗ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ وَّهٰكَذَا اَفْتٰى بِهِ ابْنُ عَبَّاسٍ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا نِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ وَّاِنَّمَا مَعْنٰى قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْاَيِّمُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَّلِيِّهَا عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ الْوَلِيَّ لَا يُزَوِّجُهَا اِلَّا بِرِضَاهَا وَاَمْرِهَا فَاِنْ زَوَّجَهَا فَالنِّكَاحُ مَفْسُوْخٌ عَلٰى حَدِيْثِ خَنْسَاءَ بِنْتِ خِدَامٍ حَيْثُ زَوَّجَهَا اَبُوْهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذٰلِكَ فَرَدَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِكَاحَهٗ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بیوہ (یا طلاق یافتہ) اپنی ذات کی اپنے ولی سے زیادہ حقدار ہے اور کنواری لڑکی سے اس کے بارے میں مرضی معلوم کی جائے گی اس کی اجازت اس کی خاموشی ہوگی۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شعبہ، سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

بعض لوگوں نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے: ولی کے بغیر نکاح درست ہے لیکن ان کا یہ استدلال درست نہیں ہے

1026- اخرجه مالك في الموطا (526'524/2) كتاب النكاح' باب: استئذان البكر والايم في انفسهما' حديث (4) واحمد (261'241'219/1) ومسلم (1037/2) كتاب النكاح' باب: استئذان الثيب في النكاح بالنطق' والبكر بالسكوت' حديث (66-4121) وابو داؤد (638/1) كتاب النكاح' باب في الثيب' حديث (2098) وابن ماجه (601/1) كتاب النكاح' باب: استئمار البكر والثيب' حديث (1870) والنسائي (84/6) كتاب النكاح' باب استئذان البكر في نفسها' حديث (3260) والدارمي (138/2) كتاب النكاح' باب: استئمار البكر والثيب' من طريق نافع بن جبير بن مطعم عن ابن عباس به-

کیونکہ کئی اسناد کے ہمراہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان منقول ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ولی کے بغیر نکاح درست نہیں ہوتا۔

نبی اکرم ﷺ کے بعد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: ولی کے بغیر نکاح درست نہیں ہوتا۔

نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان: ''(بیوہ یا طلاق یافتہ) اپنی ذات کی اپنے والی سے زیادہ حقدار ہوتی ہے'' اس سے مراد اکثر اہلِ علم کے نزدیک یہ ہے: ولی اس کی رضامندی اور اس کی اجازت کے ساتھ ہی اس کی شادی کر سکتا ہے' اور اگر وہ (اس کے بغیر) اس کی شادی کر دے' تو وہ نکاح فسخ شمار ہوگا' جیسا کہ سیّدہ خنساء بنت خذام رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے: جب ان کے والد نے ان کی شادی کر دی تھی اور وہ اس وقت بیوہ تھیں' تو انہوں نے اس بات کو ناپسند کیا' اس وجہ سے نبی اکرم ﷺ نے ان کا نکاح ختم کروا دیا تھا۔

شرح

ولایت اجبار کا مسئلہ اور اس کی علت میں مذاہبِ آئمہ:

احادیث باب میں ولایت اجبار کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ باکرہ اور ثیبہ لڑکی کے حوالے سے ولایت اجبار کی علت کیا ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ صغیرہ کے لیے علت ولایت اجبار' صغر ہے۔ کبیرہ باکرہ کی علت ولایت اجبار' بکارت ہے' جبکہ ثیبہ پر کسی کو ولایت اجبار حاصل نہیں ہوتی۔ آپ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت باب سے استدلال کیا ہے: لا تنكح الثيب حتى تستامر ولا تنكح البكر حتى تستاذن ۔ یعنی ثیبہ اور باکرہ دونوں کی اجازت کے بغیر ان کا نکاح نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ دونوں کی اجازت میں فرق ہے۔ سکوت' رونا اور ہنسنا باکرہ کی طرف سے اجازت واذن کی علامت ہے۔ ثیبہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ صراحت سے اجازت واذن دے ورنہ اذن متحقق نہیں ہوگی۔ اس روایت سے ثابت ہوا کہ باکرہ کی علت ولایت اجبار' بکارت ہے۔

۲- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ولایت اجبار کا مدار و معیار عورت کے باکرہ اور ثیبہ ہونے پر ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ ولی کو باکرہ پر اجبار حاصل ہے۔ وہ صغیرہ ہو یا کبیرہ جبکہ ثیبہ پر اسے ولات حاصل نہیں ہے' خواہ صغیرہ ہو یا کبیرہ۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے' جس کے الفاظ یہ ہیں: الايم احق بنفسها من وليها (جامع الترمذی) ان کے نزدیک ''الایم'' سے مراد ''ثیبہ'' خاتون ہے۔ تو اس کا مفہوم یہ ہوگا: البكر ليست بنفسها من وليها یعنی ثیبہ کو اپنے ولی کے مقابل اپنی ذات پر زیادہ اختیار حاصل ہوتا ہے' جبکہ باکرہ کو اپنے ولی سے زیادہ اختیار حاصل نہیں ہوتا۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: (۱) اس روایت میں لفظ ''الایم'' سے مراد بے شوہر عورت ہے اور اس کا اطلاق باکرہ اور ثیبہ دونوں پر ہو سکتا ہے۔ (۲) ہمارے نزدیک

اس روایت سے استدلال کرنا درست نہیں ہے کیونکہ یہ منطوق کے برعکس ہے۔ اس لیے کہ منطوق تو یہ ہے: ''البکر تستاذن فی نفسها'' باکرہ سے اس کی ذات کے بارے میں اجازت لی جائے گی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی اِكْرَاهِ الْيَتِيمَةِ عَلَى التَّزْوِيجِ

باب 18: نابالغ لڑکی کی زبردستی شادی کرنا

1027 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اَلْيَتِيمَةُ تُسْتَاْمَرُ فِیْ نَفْسِهَا فَاِنْ صَمَتَتْ فَهُوَ اِذْنُهَا وَاِنْ اَبَتْ فَلَا جَوَازَ عَلَيْهَا يَعْنِیْ اِذَا اَدْرَكَتْ فَرَدَّتْ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی وَابْنِ عُمَرَ وَعَآئِشَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰی: حَدِيْثُ اَبِیْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ

مذاہبِ فقہاء: وَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِیْ تَزْوِيجِ الْيَتِيمَةِ فَرَاٰى بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ الْيَتِيمَةَ اِذَا زُوِّجَتْ فَالنِّكَاحُ مَوْقُوفٌ حَتّٰى تَبْلُغَ فَاِذَا بَلَغَتْ فَلَهَا الْخِيَارُ فِیْ اِجَازَةِ النِّكَاحِ اَوْ فَسْخِهِ وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ التَّابِعِيْنَ وَغَيْرِهِمْ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا يَجُوزُ نِكَاحُ الْيَتِيمَةِ حَتّٰى تَبْلُغَ وَلَا يَجُوزُ الْخِيَارُ فِی النِّكَاحِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِیِّ وَالشَّافِعِیِّ وَغَيْرِهِمَا مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ وَقَالَ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ اِذَا بَلَغَتِ الْيَتِيمَةُ تِسْعَ سِنِيْنَ فَزُوِّجَتْ فَرَضِيَتْ فَالنِّكَاحُ جَائِزٌ وَّلَا خِيَارَ لَهَا اِذَا اَدْرَكَتْ

حدیثِ دیگر: وَاحْتَجَّا بِحَدِيْثِ عَآئِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنٰى بِهَا وَهِیَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِيْنَ

آثارِ صحابہ: وَقَدْ قَالَتْ عَآئِشَةُ اِذَا بَلَغَتِ الْجَارِيَةُ تِسْعَ سِنِيْنَ فَهِیَ امْرَاَةٌ

◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: نابالغ لڑکی سے اس کے بارے میں مرضی معلوم کی جائے گی اگر وہ خاموش رہے تو یہ اس کی اجازت ہوگی اور اگر وہ انکار کردے تو اس کے ساتھ زبردستی نہیں کی جائے گی۔

اس بارے میں حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔

نابالغ لڑکی کی شادی کرنے کے بارے میں اہلِ علم نے اختلاف کیا ہے۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: جب نابالغ لڑکی کی شادی کردی جائے تو نکاح اس وقت تک موقوف رہے گا' جب

1027- اخرجه ابو داؤد (231/2) كتاب النكاح باب: قوله تعالى (لا يحل لكم ان ترثوا النساء كرها ولا تعضلوهن)النساء (19) حديث (2093، 2094) والنسائی (87/6) كتاب النكاح باب: البكر يزوجها ابوها وهی كارهة واحمد (259/2، 384، 475) من طرق ابی سلمة عن ابی هريرة فذكره-

تک وہ بالغ نہ ہو جائے، جب وہ بالغ ہو جائے گی، تو اسے نکاح کو برقرار رکھنے یا فسخ کرنے کا اختیار ہوگا۔

بعض تابعین اور دیگر اہلِ علم کی یہی رائے ہے۔

بعض حضرات کے نزدیک نابالغ لڑکی کا نکاح کرنا، اس وقت تک درست نہیں ہوگا، جب تک وہ بالغ نہ ہو جائے اور (بالغ ہونے پر) نکاح ختم کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ان دونوں کے علاوہ دیگر اہلِ علم اسی بات کے قائل ہیں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتے ہیں: نابالغ لڑکی بالغ ہو جائے یعنی نو سال کی ہو جائے اور پھر اس کی شادی کی جائے اور وہ اپنے نکاح سے راضی ہو، تو یہ نکاح درست ہوگا اور اس لڑکی کو نکاح ختم کرنے کا اختیار نہیں ہوگا، جب وہ بالغ ہو جائے۔

ان دونوں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول اس حدیث سے استدلال کیا ہے: جب نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ان کی شادی ہوئی اور ان کی رخصتی ہوئی، تو اس وقت ان کی عمر نو سال تھی۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا یہ فرماتی ہیں: جب لڑکی کی عمر نو سال ہو جائے، تو وہ عورت شمار ہوتی ہے۔

شرح

یتیم لڑکی کے جوازِ نکاح میں مذاہبِ آئمہ:

آئمہ اربعہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نابالغ یتیم لڑکے اور لڑکی کا نکاح جائز ہے۔ کیا نابالغ لڑکی اور لڑکے کو خیارِ بلوغ حاصل ہوتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

(۱) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ اگر باپ یا دادا نے نکاح کیا ہو تو انہیں خیارِ بلوغ حاصل نہیں ہوگا اور ان کے علاوہ کسی ولی نے نکاح کیا تو انہیں خیارِ بلوغ حاصل ہوگا۔

(۲) حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نو سال کی لڑکی کا نکاح کرنے سے اسے خیارِ بلوغ حاصل نہیں ہوگا۔ البتہ نو سال سے کم عمر میں نکاح کرنے کی صورت میں خیارِ بلوغ حاصل ہوگا۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے خیال کے مطابق نو سال کی لڑکی بالغ ہو جاتی ہے۔

(۳) حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطۂ نظر ہے کہ نابالغ لڑکی کا نکاح منعقد نہیں ہو سکتا اور خیارِ بلوغ کے بھی وہ قائل نہیں ہیں۔ ان کے ہاں نابالغ لڑکی کی اجازت معتبر نہیں ہے۔ باپ یا دادا کے علاوہ کسی ولی کو اس پر ولایت اجبار بھی حاصل نہیں ہو سکتی۔

(فتح القدیر جلد ۳، ص ۱۷۲)

سوال: لڑکی کو تو خیارِ بلوغ حاصل ہونے کی وجہ معقول ہے لڑکے کو خیارِ بلوغ حاصل ہونا غیر مفید معلوم ہوتا ہے، کیونکہ وہ تو جب بھی چاہے طلاق کے ذریعے نکاح ختم کر سکتا ہے؟

جواب: لڑکا اگر بذریعہ طلاق نکاح ختم کرے گا، تو اسے نصف مہر دینا ہوگا کیونکہ یہ اصول ہے کہ دخول سے قبل طلاق کی صورت میں نصف مہر ادا کرنا ضروری ہے۔ اگر لڑکا خیارِ بلوغ کی وجہ سے نکاح ختم کرتا ہے، تو اسے بالکل مہر نہیں دینا پڑے گا۔ اس

ہے معلوم ہوا کہ لڑکی کی طرح لڑکے کے لیے بھی خیار بلوغ مفید و نافع ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی الْوَلِيَّيْنِ يُزَوِّجَانِ

باب 19: جب دو ولی (اپنی زیر سرپرستی لڑکی کی) شادی کر دیں

1028 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِىْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَيُّمَا امْرَاَةٍ زَوَّجَهَا وَلِيَّانِ فَهِىَ لِلْاَوَّلِ مِنْهُمَا وَمَنْ بَاعَ بَيْعًا مِّنْ رَجُلَيْنِ فَهُوَ لِلْاَوَّلِ مِنْهُمَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ لَا نَعْلَمُ بَيْنَهُمْ فِىْ ذٰلِكَ اخْتِلَافًا اِذَا زَوَّجَ اَحَدُ الْوَلِيَّيْنِ قَبْلَ الْاٰخَرِ فَنِكَاحُ الْاَوَّلِ جَائِزٌ وَّنِكَاحُ الْاٰخَرِ مَفْسُوْخٌ وَّاِذَا زَوَّجَا جَمِيْعًا فَنِكَاحُهُمَا جَمِيْعًا مَفْسُوْخٌ وَّهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِىِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

◆◆ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب کسی عورت کی شادی اس کے دو ولی (دو مختلف جگہ پر) کر دیں تو وہ ان دونوں ولیوں میں سے پہلے (کے کیے گئے نکاح کے مطابق) ہوگی اور جو شخص ایک چیز کو دو آدمیوں کو فروخت کر دے تو وہ ان دونوں میں سے اسے ملے گی جس کے ساتھ پہلے سودا ہوا تھا۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا' ہمارے علم کے مطابق ان کے درمیان اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے' جب دو ولیوں میں سے کوئی ایک دوسرے سے پہلے (کسی زیر سرپرستی کی) شادی کر دے' تو پہلے کا کیا ہوا نکاح درست ہوگا اور دوسرے کا کروایا ہوا نکاح فسخ شمار ہوگا' لیکن اگر وہ دونوں ایک ساتھ شادی کر دیں تو دونوں فسخ شمار ہوں گے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ' امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

شرح

دو ولیوں کی طرف سے نکاح منعقد کرنے کا مسئلہ:

اگر برابر درجہ کے دو ولی ہوں مثلاً دونوں بھائی ہوں اور وہ مختلف مقامات سے نابالغ لڑکی اور لڑکے کا نکاح منعقد کریں تو پہلا

1028- اخرجه احمد (5/8'11'12'18'22) وابو داؤد (635'636) كتاب النكاح' باب: اذا انكح الوليان' حديث (2088) وابن ماجه (2/738) كتاب التجارات' باب: اذا باع المجيزان فهو للاول' حديث (2190) بلفظ' ايما رجل باع بيعا من رجلين فهو للاول' حديث (2190) بلفظ ايما رجل باع بيعا من رجلين فهو للاول منهما' والنسائی (7/314) كتاب البيوع' باب: الرجل يبيع السلعة فيستحقها مستحق' حديث (4682) والدارمی (2/139) كتاب النكاح' باب: المرأة يزوجها الوليان' من طريق الحسن عن سمرة بن جندب فذكره۔

نکاح منعقد ہو جائے گا جبکہ دوسرا باطل قرار پائے گا۔ اگر دونوں ولی ایک درجہ کے نہ ہوں' تو اس صورت میں اقرب ولی کا نکاح منعقد ہو جائے گا جبکہ ابعد ولی کا عقد کالعدم قرار پائے گا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی نِكَاحِ الْعَبْدِ بِغَيْرِ اِذْنِ سَيِّدِهٖ

باب 20 غلام کا اپنے آقا کی اجازت کے بغیر نکاح کرنا

1029 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ زُهَيْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيْلٍ عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَيُّمَا عَبْدٍ تَزَوَّجَ بِغَيْرِ اِذْنِ سَيِّدِهٖ فَهُوَ عَاهِرٌ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنْ ابْنِ عُمَرَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ جَابِرٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ

اسنادِ دیگر: وَرَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيْلٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَصِحُّ

وَالصَّحِيْحُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيْلٍ عَنْ جَابِرٍ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ اَنَّ نِكَاحَ الْعَبْدِ بِغَيْرِ اِذْنِ سَيِّدِهٖ لَا يَجُوْزُ

وَهُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَغَيْرِهِمَا بِلَا اخْتِلَافٍ

◆◆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو غلام اپنے آقا کی اجازت کے بغیر شادی کر لے وہ زانی (شمار) ہوگا۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حدیث منقول ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔

بعض راویوں نے اس حدیث کو عبداللہ بن محمد بن عقیل کے حوالے سے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے' اور یہ درست نہیں ہے۔

مستند روایت وہی ہے' جو عبداللہ بن محمد بن عقیل نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کی ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے' یعنی غلام کا

1029- اخرجه احمد (2/300'377'382) وابو داؤد (1/633) کتاب النکاح' باب: فی نکاح العبد بغیر اذن موالیه' حدیث (2078) والدارمی (2/152) کتاب النکاح' باب: فی العبد یتزوج بغیر اذن سیده' عن عبد اللّٰه بن محمد بن عقیل عن جابر بن عبد اللّٰه فذکره۔

اپنے آقا کی اجازت کے بغیر نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات کی یہی رائے ہے۔

1030 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْاُمَوِيُّ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيْلٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَيُّمَا عَبْدٍ تَزَوَّجَ بِغَيْرِ اِذْنِ سَيِّدِهٖ فَهُوَ عَاهِرٌ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو غلام اپنے آقا کی اجازت کے بغیر شادی کرلے وہ زانی (شمار) ہوگا۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

آقا کی اجازت کے بغیر غلام کے نکاح میں مذاہب آئمہ:

غلام اور آقا کے تعلق کا تقاضا ہے کہ غلام ہمہ وقت اپنے آقا کی خدمت و فرمانبرداری میں مصروف عمل رہے۔ جب وہ آقا کی اجازت کے بغیر نکاح کرے گا' تو یقیناً اسے حقوق زوجیت وغیرہ امور کے لیے کچھ وقت اپنی بیوی کو دینا پڑے گا جو قابل گرفت ہوگا۔ یہی حکم کنیز کا بھی ہے' کیونکہ نکاح کی صورت میں اسے بھی اپنے شوہر کے لیے وقت نکالنا ہوگا جو حق آقا کے منافی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آقا کی اجازت کے بغیر ان کے نکاح کو غیر صحیح و باطل قرار دیا گیا ہے اور مجامعت کو زنا سے تعبیر کیا گیا ہے۔

کیا آقا کی اجازت کے بغیر غلام نکاح کرے' تو وہ منعقد ہو جاتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ جو غلام یا کنیز اپنے آقا کی اجازت کے بغیر نکاح کرے' تو آقا کی مرضی پر منحصر ہوگا۔ اگر آقا اسے جائز قرار دے تو وہ جائز ہوگا یعنی دوبارہ ایجاب وقبول کی ضرورت نہیں ورنہ باطل ہوگا۔ گویا آقا کی اجازت غلام یا کنیز کے نکاح کے لیے شرط ہے۔

۲- حضرات آئمہ ثلاثہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک آقا کی اجازت کے بغیر غلام اور لونڈی کا نکاح منعقد نہیں ہوسکتا۔ آقا اگر ایسے نکاح کی اجازت بھی دے تو دوبارہ ایجاب وقبول کرنا ضروری ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ مُهُوْرِ النِّسَآءِ

باب 21: خواتین کے مہر کا بیان

1031 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَّعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَّمُحَمَّدُ بْنُ

جَعْفَرٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ امْرَاَةً مِّنْ بَنِيْ فَزَارَةَ تَزَوَّجَتْ عَلٰى نَعْلَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَضِيتِ مِنْ نَّفْسِكِ وَمَالِكِ بِنَعْلَيْنِ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَاَجَازَهُ

في الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عُمَرَ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَّاَبِيْ سَعِيْدٍ وَّاَنَسٍ وَّعَآئِشَةَ وَجَابِرٍ وَّاَبِيْ حَدْرَدٍ الْاَسْلَمِيِّ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَّاخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْمَهْرِ فَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ الْمَهْرُ عَلٰى مَا تَرَاضَوْا عَلَيْهِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وقَالَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ لَّا يَكُوْنُ الْمَهْرُ اَقَلَّ مِنْ رُبْعِ دِيْنَارٍ وقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْكُوْفَةِ لَا يَكُوْنُ الْمَهْرُ اَقَلَّ مِنْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ

◆◆ عبداللہ بن عامر اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ بنوفزارہ سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون نے جوتوں کے ایک جوڑے کے عوض میں شادی کر لی' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم اپنی جان اور اپنے مال کو دو جوتوں کے عوض میں دینے پر راضی ہوگئی؟ اس نے عرض کی: جی ہاں۔ تو نبی اکرم ﷺ نے اس نکاح کو درست قرار دیا۔

اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوحدرد اسلمی رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

مہر کے بارے میں اہلِ علم نے اختلاف کیا ہے۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: یہ فریقین کی باہمی رضامندی کے مطابق ہوگا۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک چوتھائی دینار سے کم نہیں ہوسکتا۔

بعض اہلِ کوفہ نے یہ بات بیان کی ہے: مہر دس درہم سے کم نہیں ہوسکتا۔

بَابُ مِنْهُ

باب 22: بلاعنوان

1032 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ عِيْسٰى وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نَافِعٍ الصَّائِغُ قَالَا اَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ اَبِيْ حَازِمِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ

1031- اخرجه احمد (3/445) وابن ماجه (1/608) كتاب النكاح باب: صداق النساء حديث (1888) من طريق عبد الله بن ربيعة عن ابيه فذكره-

متن حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَائَتْهُ امْرَاَةٌ فَقَالَتْ اِنِّىْ وَهَبْتُ نَفْسِىْ لَكَ فَقَامَتْ طَوِيْلًا فَقَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَزَوِّجْنِيْهَا اِنْ لَّمْ تَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَقَالَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَىْءٍ تُصْدِقُهَا فَقَالَ مَا عِنْدِىْ اِلَّا اِزَارِىْ هٰذَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِزَارُكَ اِنْ اَعْطَيْتَهَا جَلَسْتَ وَلَا اِزَارَ لَكَ فَالْتَمِسْ شَيْئًا قَالَ مَا اَجِدُ قَالَ فَالْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ قَالَ فَالْتَمَسَ فَلَمْ يَجِدْ شَيْئًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ شَىْءٌ قَالَ نَعَمْ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا لِسُوَرٍ سَمَّاهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَوَّجْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَقَدْ ذَهَبَ الشَّافِعِىُّ اِلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ فَقَالَ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ شَىْءٌ يُّصْدِقُهَا فَتَزَوَّجَهَا عَلٰى سُوْرَةٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ فَالنِّكَاحُ جَائِزٌ وَّيُعَلِّمُهَا سُوْرَةً مِّنَ الْقُرْاٰنِ وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ النِّكَاحُ جَائِزٌ وَّيَجْعَلُ لَهَا صَدَاقَ مِثْلِهَا وَهُوَ قَوْلُ اَهْلِ الْكُوْفَةِ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

◆◆ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک خاتون نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی' اس نے عرض کی: میں اپنی ذات آپ کے لیے ہبہ کرتی ہوں' وہ خاصی دیر کھڑی رہی (نبی اکرم ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا) تو ایک صاحب بولے: یارسول اللہ! آپ میرے ساتھ اس کی شادی کردیں' اگر آپ کو اس کی حاجت نہیں ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تمہارے پاس اسے مہر کے طور پر دینے کے لیے کچھ ہے؟ اس نے عرض کی: میرے پاس صرف یہ تہبند ہے' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنا تہبند اگر تم اسے دے دو گے' تو تم تہبند کے بغیر بیٹھو گے؟ تم کوئی اور چیز تلاش کرو! اس نے عرض کی: مجھے اور کوئی چیز نہیں ملتی' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم تلاش کرو! خواہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہو۔ راوی بیان کرتے ہیں: اس نے تلاش کیا' لیکن اسے کچھ نہیں ملا تو نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تمہیں کچھ قرآن یاد ہے۔ اس نے عرض کی: جی ہاں۔ فلاں فلاں سورتیں یاد ہیں' اس نے ان سورتوں کے نام گنوائے' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہیں جو قرآن آتا ہے' اس کی وجہ سے میں اس عورت کی شادی تمہارے ساتھ کرتا ہوں۔

یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو اختیار کیا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: اگر مرد کے پاس مہر کے طور پر دینے کے لیے کچھ نہ ہو' تو وہ عورت کے ساتھ قرآن کی سورت (تعلیم دینے کو مہر کے طور پر) نکاح کرسکتا ہے' تو نکاح درست ہوگا اور وہ مرد اس عورت کو قرآن کی

1032– اخرجه مالك في الموطا (526/2) كتاب النكاح باب: ما جاء في الصداق والحباء' حديث (8) واخرجه البخاري (112/9) كتاب النكاح' باب التزويج على القرآن وبغير صداق' حديث (5149) ومسلم (1041'1040/2) كتاب النكاح' باب الصداق وجواز كونه تعليم قرآن و خاتم حديد' وغير ذلك من قليل وكثير واستحباب كونه خمسمائة درهم لمن لا يجحف به' حديث (76-1425) وابو داؤد (642/1) كتاب النكاح' باب في التزويج على العلم يعمل' حديث (2111) وابن ماجه (608/1) كتاب النكاح' باب صداق النساء' حديث (1889) والنسائي (54/6) كتاب النكاح' باب ذكر امر رسول الله صلى الله عليه وسلم في النكاح وما اباحه الله له' حديث (3200) والدارمي (142/2) كتاب النكاح' باب ما يجوز ان يكون مهرا' واخرجه احمد (236'230/5) والحميدي (414/2) حديث (928) من طريق ابي حازم بن دينار عن سهل بن سعد الساعدي به-

سورت سکھائے گا۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: ایسا نکاح جائز ہوگا۔لیکن اس عورت کو مہرِ مثل ملے گا۔

اہلِ کوفہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

1033 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِی الْعَجْفَاءِ السُّلَمِيِّ قَالَ

متنِ حدیث: قَالَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ اَلَا لَا تُغَالُوْا صَدُقَةَ النِّسَآءِ فَاِنَّهَا لَوْ كَانَتْ مَكْرُمَةً فِی الدُّنْيَا اَوْ تَقْوٰى عِنْدَ اللّٰهِ لَكَانَ اَوْلَاكُمْ بِهَا نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عَلِمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَكَحَ شَيْئًا مِّنْ نِسَائِهِ وَلَا اَنْكَحَ شَيْئًا مِّنْ بَنَاتِهِ عَلٰى اَكْثَرَ مِنْ ثِنْتَیْ عَشْرَةَ اُوْقِيَّةً (۱)

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیحِ راوی: وَاَبُو الْعَجْفَاءِ السُّلَمِیُّ اسْمُهُ هَرِمٌ وَّالْاُوْقِيَّةُ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ اَرْبَعُوْنَ دِرْهَمًا وَّثِنْتَا عَشْرَةَ اُوْقِيَّةً اَرْبَعُ مِائَةٍ وَّثَمَانُوْنَ دِرْهَمًا

◄► حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: خبردار! عورتوں کے مہر زیادہ مقرر نہ کرو' کیونکہ اگر یہ دنیا میں عزت کا علامتی نشان ہوتا' اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تقویٰ کی علامت ہوتا' تو اس بارے میں سب سے زیادہ مستحق نبی اکرم ﷺ تھے اور میرے علم کے مطابق نبی اکرم ﷺ نے جن خواتین کے ساتھ نکاح کیا' یا آپ نے جن صاحبزادیوں کا نکاح کیا ان میں سے کسی کا مہر بارہ اوقیہ سے زیادہ نہیں تھا۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

ابوعجفاء سلمی نامی راوی کا نام ہرم ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک ایک اوقیہ 40 درہم ہوتے ہیں۔

اس طرح بارہ اوقیہ 480 درہم ہوں گے۔

شرح

مہور النساء میں مذاہب آئمہ:

اس مقام پر دو مسائل اختلافی ہیں جو درج ذیل ہیں: پہلا مسئلہ: کم از کم مہر کی مقدار کتنی ہونی چاہیے؟ اس مسئلہ میں مذاہب آئمہ کی تفصیل یوں ہے:

1033- اخرجه احمد (40/1' 41' 48) والحمیدی (13/1' 14) حدیث (23) وابو داؤد (640/1) کتاب النکاح' باب: الصداق' حدیث (2106) وابن ماجه (607/1) کتاب النکاح' باب: صداق النساء' حدیث (1887) والدارمی (141/2) کتاب النکاح' باب: کم کانت مهور ازواج النبی صلی الله علیه وسلم' وبناته' واخرجه النسائی (117/6) کتاب النکاح باب: القسط فی الاصدقة' حدیث (3349) من طریق محمد بن سیرین' عن ابی العجفاء السلمی عن عمر بن الخطاب فذکره۔

۱-حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ کم ازکم مہر دس درہم ہیں۔آپ کے دلائل یہ ہے:(۱)ارشاد ربانی ہے: قد علمنا مافرضنا علیھم فی ازواجھم، اس آیت سے اتنا ثابت ہوتا ہے کہ عنداللہ کم ازکم مہر کی مقدار متعین ہے۔اس کی تفصیل احادیث مبارکہ میں موجود ہے۔(۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:لامھر دون عشرۃ دراھم: یعنی دس درہم کم ازکم حق مہر ہے۔(۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اثر ہے:لامھر اقل من عشرۃ دراھم، یعنی دس درہم سے کم مقدار میں مہر نہیں ہے۔(۴) قیاس برقطع ید: جوشخص کم ازکم دس درہم کی چیز چوری کرے گا' تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔گویا شرعی نقطہ نظر سے انسانی عضو کا عوض دس درہم مقرر کیا گیا ہے۔اسی مسئلہ پر قیاس کرتے ہوئے ہم نے عورت کا حق مہر بھی کم ازکم دس درہم مقرر کر دیا۔

۲-حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر ہے کہ مہر کی کم ازکم مقدار مقرر نہیں ہے۔نکاح کی حیثیت عقد مالیہ کی ہے۔جس طرح عقد مالیہ میں فریقین کی رضامندی سے جو طے ہو جاتا ہے،اسی کو اپنا لیا جاتا ہے۔اسی طرح عقد نکاح ہے کہ فریقین باہمی رضامندی سے جتنا مہر مقرر کرلیں تو درست ہے۔انہوں نے حدیث باب میں حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے۔اس میں صراحت ہے کہ بنی فزارہ کی خاتون نے نعلین کے عوض (مہر) پر نکاح کر لیا تھا۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خاتون سے دریافت کیا تو اس نے جواب دیا:نعم! ہاں میں راضی ہوں،اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس نکاح جائز قرار دیا گیا تھا۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے:(۱)اس روایت سے استدلال نہیں کیا جاسکتا کیونکہ راوی حضرت عاصم بن عبید رحمہ اللہ تعالیٰ کے سبب ضعیف ہے۔(۲) یہ روایت مہر معجّل پر محمول ہے۔(۳) نص قرآنی،حدیث صحیح،معمولات صحابہ اور اثر علی رضی اللہ عنہ کے مقابل ضعیف روایت کی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔

دوسرا مسئلہ: تعلیم قرآن اور مہر: کیا تعلیم قرآن مہر بن سکتا ہے یا کہ نہیں؟ اس مسئلہ میں بھی اختلاف آئمہ ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱-آئمہ ثلاثہ کا مؤقف ہے کہ انعقاد نکاح میں تعلیم قرآن مہر نہیں بن سکتی۔انہوں ن اس ارشاد ربانی سے استدلال کیا ہے: وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ ۔(النساء:۲۴)اس آیت میں ابتغاء بالمال کا حکم ہے' جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جو چیز مال کی حیثیت رکھتی ہو،وہ مہر بھی نہیں بن سکتی۔

۲-حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تعلیم قرآن حق مہر بن سکتی ہے۔انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے:قال رسول اللہ علیہ وسلم زوجتکھا بما معك من القرآن، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تعلیم قرآن کی بنیاد پر تمہارا نکاح کیا۔

جمہور کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے:(۱)اس روایت میں''بما'' کی ''باء'' مقابلہ اور معاوضہ کے لیے ہرگز نہیں ہے بلکہ سببیہ ہے' جس کا مفہوم یہ ہے کہ میں نے تعلیم قرآن کی وجہ سے تمہارے لیے مہر معجّل

لازمی نہیں کیا کیونکہ ہر معجّل ضابطہ کے مطابق ہوگا۔(۲) اس روایت میں تعلیم قرآن کو مہر بنانا صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے جو اپنے مورد میں بند ہے۔ اس کی تائید اس مشہور روایت سے بھی ہوتی ہے: ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زوج رجالاً علی سورة من القرآن ثم قال لا تکونی لاحد بعدك مهرا: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی ایک سورۃ کے عوض ایک شخص کا نکاح کیا پھر اسے فرمایا: تمہارے بعد قرآن کسی کا مہر نہیں بن سکتا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرَّجُلِ يَعْتِقُ الْاَمَةَ ثُمَّ يَتَزَوَّجُهَا

باب 23: جو شخص اپنی کنیز کو آزاد کرنے کے بعد اس سے شادی کرلے

1034 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ وَعَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْتَقَ صَفِيَّةَ وَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ صَفِيَّةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَنَسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَكَرِهَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنْ يُّجْعَلَ عِتْقُهَا صَدَاقَهَا حَتّٰى يَجْعَلَ لَهَا مَهْرًا سِوَى الْعِتْقِ وَالْقَوْلُ الْاَوَّلُ اَصَحُّ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا' اور ان کی آزادی کو ان کا مہر قرار دیا۔ اس بارے میں سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے بھی حدیث منقول ہے۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔ بعض اہلِ علم نے اس بات کو مکروہ قرار دیا ہے: کنیز کی آزادی کو اس کا مہر قرار دیا جائے بلکہ آزادی کے علاوہ اس کے لیے مہر مقرر کرنا چاہیے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) پہلی رائے درست ہے۔

شرح

کنیز کے عتق کو مہر بنانے میں مذاہب آئمہ:

کنیز کے عتق کو مہر قرار دیا جاسکتا ہے یا کہ نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1034- اخرجه احمد (282/3) والبخاری (32/9) کتاب النکاح' باب: من جعل عتق الامة صداقها' حدیث (5086) ومسلم (1045/6) کتاب النکاح' باب فضیلة اعتاقه امته ثم یتزوجها' حدیث (85-1365) والنسائی (114/6) کتاب النکاح' باب: التزویج علی العتق' حدیث (3342) من طریق قتادة' وعبد العزیز بن صهیب عن انس بن مالك فذكره-

۱۔حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ عتق کو مہر قرار دینا درست نہیں ہے۔انہوں نے قرآن کریم کی اس آیت سے استدلال کیا ہے: ان تبتغوا باموالکم، اس میں ابتغاء بالمال سے مہر کا ذکر مراد ہے جبکہ عتق غیر مال کی ایک صورت ہے۔

۲۔حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک عتق کو مہر بنایا جاسکتا ہے۔انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے: اعتق صفیة وجعل عتقها صداقها ۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہ کو آزاد فرمایا بعد میں ان کی آزادی کو مہر قرار دے دیا تھا۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: (۱) حدیث باب کا مفہوم یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد فرمایا بعد میں ان کے عتق کو مہر قرار دیا۔آپ کی خصوصیت کے سبب یہ صورت آپ کے لیے جائز تھی۔الفاظ حدیث: جعل عتقها صداقها کا مصداق بھی یہی صورت ہے۔(۲) اس بات کا بھی امکان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا عوض متعین کر کے آزاد فرمایا ہو پھر عوض کو اپنا مہر مقرر کر دیا ہو۔یہ صورت متفق علیہ جائز ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْفَضْلِ فِيْ ذٰلِكَ

باب 24: اس (عمل) کی فضیلت کا بیان

1035 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ بْنِ اَبِيْ مُوْسٰى عَنْ اَبِيْهِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: ثَلَاثَةٌ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ عَبْدٌ اَدّٰى حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِيْهِ فَذَاكَ يُؤْتٰى اَجْرَهُ مَرَّتَيْنِ وَرَجُلٌ كَانَتْ عِنْدَهُ جَارِيَةٌ وَّضِيْئَةٌ فَاَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ اَدَبَهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا ثُمَّ تَزَوَّجَهَا يَبْتَغِيْ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ فَذٰلِكَ يُؤْتٰى اَجْرَهُ مَرَّتَيْنِ وَرَجُلٌ اٰمَنَ بِالْكِتَابِ الْاَوَّلِ ثُمَّ جَآءَ الْكِتَابُ الْاٰخَرُ فَاٰمَنَ بِهٖ فَذٰلِكَ يُؤْتٰى اَجْرَهُ مَرَّتَيْنِ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ صَالِحِ بْنِ صَالِحٍ وَّهُوَ ابْنُ حَيٍّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ مُوْسٰى حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

1035– اخرجه البخاری (228/1) کتاب العلم باب: تعلیم الرجل امته واهله حدیث (97) ومسلم (464/1 نووی) کتاب الایمان باب وجوب الایمان برسالة نبینا محمد صلی الله علیه وسلم حدیث (241-154) وابو داؤد (626/1) کتاب النکاح باب فی الرجل یعتق امته ثم یتزوجها حدیث (2057) وابن ماجه (269/1) کتاب النکاح: باب: الرجل یعتق امته ثم یتزوجها حدیث (1956) والنسائی (115/6) کتاب النکاح باب: عتق الرجل جاریته ثم یتزوجها حدیث (3344) واخرجه احمد (395/4، 398، 402، 405) والحمیدی (339/2) حدیث (768) من طریق الشعبی عن ابی بردة بن ابی موسی عن ابیه ابی موسی الاشعری به۔

توضیح راوی: وَاَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ اَبِیْ مُوْسٰی اسْمُهٗ عَامِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَیْسٍ وَّرَوٰی شُعْبَةُ وَسُفْیَانُ الثَّوْرِیُّ هٰذَا الْحَدِیْثَ عَنْ صَالِحِ بْنِ صَالِحِ بْنِ حَیٍّ وَّصَالِحُ بْنُ صَالِحِ بْنِ حَیٍّ هُوَ وَالِدُ الْحَسَنِ بْنِ صَالِحِ بْنِ حَیٍّ

◄► ابو بردہ بن ابوموسیٰ اپنے والد (حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشادفرمایا ہے: تین طرح کے لوگوں کو دُگنا اجر دیا جائے گا' ایک وہ غلام جو اللہ تعالیٰ کا حق بھی ادا کرے اور اپنے آقا کا حق بھی ادا کرے' اس کو دُگنا اجر دیا جائے گا' ایک وہ شخص جس کے پاس کوئی خوبصورت کنیز ہو' وہ اسے ادب سکھائے اور اچھی طرح سے ادب سکھائے (یعنی اس کی تربیت کرے) پھر اسے آزاد کر کے' اس کے ساتھ' اللہ کی رضا کے لیے' شادی کر لے' تو اس شخص کو بھی دُگنا اجر ملے گا' اور ایک وہ شخص جو پہلی کتاب پر ایمان لایا' پھر اس کے پاس دوسری کتاب آئی' تو وہ اس پر بھی ایمان لے آیا اس کو بھی دُگنا اجر ملے گا۔

ابو بردہ، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند حدیث نقل کرتے ہیں۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

حضرت ابو بردہ بن ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا نام عامر بن عبداللہ بن قیس ہے۔ شعبہ اور ثوری نے اس روایت کو صالح بن صالح کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

صالح بن صالح' حسن بن صالح کے والد ہیں۔

شرح

کنیز کو آزاد کر کے اس سے نکاح کرنے کی فضیلت:

حدیث باب میں تین قسم کے لوگوں کو دوہرا ثواب عطا کرنے کی خوشخبری سنائی گئی ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

۱- وہ غلام اور لونڈی جو اللہ تعالیٰ کے احکام بجالانے کے ساتھ ساتھ اپنے آقا کی بھی اطاعت وخدمت گزاری کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان پر دوقسم کے حقوق عائد ہوتے ہیں۔ حقوق اللہ اور حقوق مالک۔ جب انہوں نے دونوں فرائض بطریقہ احسن انجام دیئے تو دوہرے اجر وثواب کے حقدار قرار پائے۔

۲- ان لوگوں میں سے دوسرا وہ آقا ہے' جس نے پہلے اپنی کنیز کو آزاد کیا ہو پھر اس سے نکاح کر لیا۔ کسی غلام یا کنیز کو آزاد کرنا بہت بڑی نیکی ہے۔ پھر کنیز سے اہل ثروت نکاح کا رشتہ استوار کرے' تو یہ دوسری بڑی نیکی ہے۔ عدل وانصاف اور عقل ودانش کا تقاضا ہے کہ ایسے عظیم شخص کو دوہرے اجر وثواب سے نوازا جائے۔

۳- تیسرا وہ شخص یہودی یا عیسائی ہے جو اپنے سابقہ مذہب ودین سے تائب ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہونے کی سعادت حاصل کر لیتا ہے۔ وہ مسلمان ہونے سے قبل بھی دین کا پیروکار تھا اور قبول اسلام کے بعد بھی دین اسلام کا پیرورہا۔ اس طرح اپنی زندگی کے دونوں مراحل میں کتاب وشریعت پر عمل پیرا رہا۔ تو ایسا شخص ڈبل اجر وثواب کا حقدار قرار پاتا ہے۔

سوال: وہ صحابی جس نے یہودیت کو ترک کر کے اسلام قبول کیا ہو وہ دوہرے اجر وثواب کا حقدار ہونے کی وجہ سے دوسرے

صحابی سے زیادہ فضیلت کا حامل ہونا چاہیے مثلاً حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر فضیلت حاصل ہونی چاہیے حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہے؟

جواب: حدیث باب میں تین اشخاص کو دوہرا اجر و ثواب عطا کیے جانے کا جوذکر ہے۔ اس سے اصلی ثواب مراد ہے لیکن فضلی اعتبار سے یہ اجر نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو اصلی ثواب کے اعتبار سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے دوہرا اجر ملے گا مگر فضلی ثواب کے اعتبار سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں صرف دوگنا زیادہ نہیں بلکہ کئی گنا زیادہ اجر ثواب عطا کیا جائے گا۔ اس طرح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت پر بھی کوئی حرف نہیں آتا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيمَنْ يَتَزَوَّجُ الْمَرْاَةَ ثُمَّ يُطَلِّقُهَا قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بِهَا هَلْ يَتَزَوَّجُ ابْنَتَهَا اَمْ لَا

باب 25: جو شخص کسی عورت کے ساتھ نکاح کرنے کے بعد اس کے ساتھ صحبت کرنے سے پہلے اسے طلاق دیدے کیا وہ اس عورت کی بیٹی کے ساتھ شادی کرسکتا ہے یا نہیں؟

1036 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَيُّمَا رَجُلٍ نَكَحَ امْرَاَةً فَدَخَلَ بِهَا فَلَا يَحِلُّ لَهُ نِكَاحُ ابْنَتِهَا وَاِنْ لَمْ يَكُنْ دَخَلَ بِهَا فَلْيَنْكِحِ ابْنَتَهَا وَاَيُّمَا رَجُلٍ نَكَحَ امْرَاَةً فَدَخَلَ بِهَا اَوْ لَمْ يَدْخُلْ بِهَا فَلَا يَحِلُّ لَهُ نِكَاحُ اُمِّهَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ لَّا يَصِحُّ مِنْ قِبَلِ اِسْنَادِهِ

توضیحِ راوی: وَاِنَّمَا رَوَاهُ ابْنُ لَهِيعَةَ وَالْمُثَنَّى بْنُ الصَّبَّاحِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ وَّالْمُثَنَّى بْنُ الصَّبَّاحِ وَابْنُ لَهِيعَةَ يُضَعَّفَانِ فِي الْحَدِيْثِ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوْا اِذَا تَزَوَّجَ الرَّجُلُ امْرَاَةً ثُمَّ طَلَّقَهَا قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بِهَا حَلَّ لَهُ اَنْ يَّنْكِحَ ابْنَتَهَا وَاِذَا تَزَوَّجَ الرَّجُلُ الْاِبْنَةَ فَطَلَّقَهَا قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بِهَا لَمْ يَحِلَّ لَهُ نِكَاحُ اُمِّهَا لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى (وَاُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ) وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

◆◆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے، اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص کسی عورت کے ساتھ نکاح کرے پھر اس کے ساتھ صحبت کرلے اس شخص کے لیے اس عورت کی بیٹی کے ساتھ نکاح کرنا جائز نہیں ہے لیکن اگر اس نے اس عورت کے ساتھ صحبت نہ کی ہو تو وہ اس کی بیٹی کے ساتھ نکاح کرسکتا ہے اور جو شخص کسی عورت کے ساتھ نکاح کرلے پھر وہ اس کے ساتھ صحبت کرلے یا صحبت نہ کرے تو اس کے لیے اس عورت کی ماں کے ساتھ نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث سند کے اعتبار سے مستند نہیں ہے۔

اس روایت کو ابن لہیعہ اور مثنیٰ بن صباح نے عمرو بن شعیب کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

مثنیٰ بن صباح اور ابن لہیعہ کو علم حدیث میں ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

اکثر اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: جب کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ شادی کر لے اور پھر اس کے ساتھ صحبت کرنے سے پہلے اسے طلاق دیدے' تو اس شخص کے لیے یہ بات جائز ہے: وہ اس عورت کی بیٹی کے ساتھ نکاح کر لے لیکن اگر کوئی شخص بیٹی کے ساتھ نکاح کر لے اور پھر اس کے ساتھ صحبت کرنے سے پہلے اسے طلاق دیدے' تو اس کے لیے اس لڑکی کی ماں کے ساتھ نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔

اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

''اور تمہاری بیویوں کی مائیں''۔ (یعنی یہ فرمان مطلق ہے)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

شرح

ربیبہ سے نکاح کے جواز وعدم جواز کا مسئلہ:

حدیث باب میں دو مسائل بیان کیے گئے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- ربیبہ سے نکاح کے جواز یا عدم جواز کا مسئلہ: ربیبہ، منکوحہ کی اس بیٹی کو کہا جاتا ہے جو پہلے شوہر سے ہو، اگر شوہر بیوی سے جماع کرے' تو ربیبہ سے اس کا نکاح حرام ہو جائے گا۔ اگر شوہر نے جماع کیے بغیر بیوی کو طلاق دے دی تو شوہر پر ربیبہ حرام نہیں ہوگی بلکہ اس سے نکاح کر سکتا ہے۔

۲- ساس کے حرام ہونے کا مسئلہ: جب کوئی شخص لڑکی سے نکاح کر لیتا ہے تو لڑکی کی ماں (ساس) شوہر پر حرام ہو جاتی ہے خواہ اس نے بیوی سے وطی کی ہو یا نہ کی ہو، خواہ اس نے اپنے نکاح میں رکھا ہو یا طلاق دے دی ہو۔ بہر صورت ساس حرام قرار پائے گی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيمَنْ يُّطَلِّقُ امْرَاَتَهٗ ثَلَاثًا فَيَتَزَوَّجُهَا اٰخَرُ فَيُطَلِّقُهَا قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بِهَا

باب 26: جو شخص اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے' پھر کوئی دوسرا شخص اس کے ساتھ شادی کر لے اور اس کے ساتھ صحبت کرنے سے پہلے اس عورت کو طلاق دیدے

1037 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عُمَرَ وَاِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: جَآءَتِ امْرَاَةُ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنِّىْ كُنْتُ عِنْدَ

رِفَاعَةَ فَطَلَّقَنِیْ فَبَتَّ طَلَاقِی فَتَزَوَّجْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الزَّبِیْرِ وَمَا مَعَهُ اِلَّا مِثْلُ هُدْبَةِ الثَّوْبِ فَقَالَ اَتُرِیْدِیْنَ اَنْ تَرْجِعِی اِلٰی رِفَاعَةَ لَا حَتّٰی تَذُوْقِی عُسَیْلَتَهُ وَیَذُوْقَ عُسَیْلَتَكِ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَاَنَسٍ وَّالرُّمَیْصَاءِ اَوِ الْغُمَیْصَاءِ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: حَدِیْثُ عَآئِشَةَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَ عَامَّةِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَغَیْرِهِمْ اَنَّ الرَّجُلَ اِذَا طَلَّقَ امْرَاَتَهُ ثَلَاثًا فَتَزَوَّجَتْ زَوْجًا غَیْرَهُ فَطَلَّقَهَا قَبْلَ اَنْ یَّدْخُلَ بِهَا اَنَّهَا لَا تَحِلُّ لِلزَّوْجِ الْاَوَّلِ اِذَا لَمْ یَكُنْ جَامَعَ الزَّوْجُ الْاٰخَرُ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رفاعہ قرظی کی اہلیہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اس نے عرض کی: میں پہلے رفاعہ کی بیوی تھی انہوں نے مجھے طلاقیں دیں تو میں نے عبدالرحمٰن بن زبیر کے ساتھ شادی کر لی ان کا ساتھ میرے لیے کپڑے کے اس کنارے کی طرح تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تم یہ چاہتی ہو کہ دوبارہ رفاعہ کے ساتھ شادی کر لو؟ ایسا اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک تم اس (عبدالرحمٰن) کا شہد نہیں چکھ لیتیں اور وہ تمہارا شہد نہیں چکھ لیتا۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت انس رضی اللہ عنہ، سیّدہ رمیصاء رضی اللہ عنہا (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) حضرت غمیصا اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے عام اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا یعنی جب کوئی شخص اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدے پھر وہ عورت دوسرے شخص کے ساتھ شادی کر لے اور وہ دوسرا شخص اس کے ساتھ صحبت کرنے سے پہلے اسے طلاق دیدے تو وہ عورت پہلے شوہر کے لیے اس وقت تک جائز نہیں ہوگی جب تک دوسرا شوہر اس کے ساتھ صحبت نہ کر لے۔

شرح

مطلقہ ثلاثہ کا شوہر اوّل کے لیے حلال نہ ہونا جب تک شوہر ثانی اس سے وطی نہ کرے:

حدیث باب میں اس مسئلہ کو صراحت سے بیان کیا گیا ہے کہ جب شوہر اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے ڈالے تو وہ عورت شوہر پر حرام قرار پاتی ہے۔ البتہ جب دوسرا شخص اس سے نکاح کر کے وطی کرے اور اپنی مرضی سے طلاق دے کر فارغ کر دے تو وہ شوہر

1037- اخرجه البخاری (374/9) كتاب الطلاق باب: اذا طلقها ثلاثا ثم تزوجت بعد العدة زوجها غيره فلم يمسها حديث (5317) ومسلم (1056/2) كتاب النكاح باب: لا تحل المطلقة ثلاثا لمطلقها حتى تنكح زوجا غيره ويطاها ثم يفارقها وتنقضى عدتها وابن ماجه (621/1) كتاب النكاح باب: الرجل يطلق امرأته ثلاثا فتزوج فيطلقها قبل ان يدخل بها اترجع الى الاول حديث (1932) والنسائى (93/6) كتاب النكاح باب: النكاح الذى تحل به المطلقة ثلاثا لمطلقها حديث (3283) والدارمى (161/2) كتاب الطلاق باب: ما يحل المرأة لزوجها الذى طلقها فبت طلاقها واخرجه احمد (226،37،34/6) والحميدى ص (111) حديث (226) من طريق الزهرى عن عروة عن عائشة به-

اوّل کے لیے حلال ہو جائے گی۔ قرآن کریم میں یہ مسئلہ بایں الفاظ بیان کیا گیا ہے: فان طلقها فلا یحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره (پس اگر شوہر نے بیوی کو طلاق (مغلظہ) (جو تین طلاق کے مساوی ہوتی ہے) دے دی تو وہ بیوی اس شوہر (اوّل) کے لیے حلال نہیں ہوگی جب تک وہ دوسرے شوہر سے نکاح نہ کر لے۔ یہاں شوہر ثانی سے نکاح کے علاوہ وطی کرنا بھی ضروری ہے، تب طلاق ہونے کی صورت میں شوہر اوّل کے لیے حلال ہوگی۔ فقہاء کی اصطلاح میں اس مسئلہ کو "حلالہ" کہا جاتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْمُحِلِّ وَالْمُحَلَّلِ لَهٗ

باب 27: حلالہ کرنے والا اور جس شخص کے لیے حلالہ کیا جائے (ان کا حکم)

1038 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ حَدَّثَنَا اَشْعَثُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زُبَيْدٍ الْاَيَامِيُّ حَدَّثَنَا مُجَالِدٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَعَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَا

متنِ حدیث: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ الْمُحِلَّ وَالْمُحَلَّلَ لَهٗ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَلِيٍّ وَّجَابِرٍ حَدِيْثٌ مَعْلُوْلٌ وَّهٰكَذَا رَوٰى اَشْعَثُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُجَالِدٍ عَنْ عَامِرٍ هُوَ الشَّعْبِيُّ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ وَّعَامِرٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهٰذَا حَدِيْثٌ لَيْسَ اِسْنَادُهٗ بِالْقَائِمِ لِاَنَّ مُجَالِدَ بْنَ سَعِيْدٍ قَدْ ضَعَّفَهٗ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْهُمْ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَّرَوٰى عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ مُجَالِدٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَلِيٍّ وَّهٰذَا قَدْ وَهِمَ فِيْهِ ابْنُ نُمَيْرٍ وَّالْحَدِيْثُ الْاَوَّلُ اَصَحُّ وَقَدْ رَوَاهُ مُغِيْرَةُ وَابْنُ اَبِيْ خَالِدٍ وَّغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ

◆◆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے حلالہ کرنے والے اور جس کے لیے حلالہ کیا جائے ان دونوں پر لعنت کی ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "معلول" ہے۔

اشعث بن عبدالرحمٰن نے مجالد کے حوالے سے، عامر کے حوالے سے، حارث کے حوالے سے، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور عامر کے حوالے سے، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے اسے نقل کیا ہے۔

1038– اخرجه ابو داؤد (633/1) کتاب النکاح: باب: فی التحلیل حدیث (2076) وابن ماجه (622/1) کتاب النکاح: باب المحلل والمحلل له حدیث (1935) من طریق الحارث عن علی بن ابی طالب کرم الله وجهه به۔

اس روایت کی سند مستند نہیں ہے' کیونکہ مجالد بن سعید کو بعض اہلِ علم نے ضعیف قرار دیا ہے' جن میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں۔

عبداللہ بن نمیر نے اس حدیث کو مجالد کے حوالے سے، عامر کے حوالے سے، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے حوالے سے، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

اس کی سند میں ابن نمیر کو وہم ہوا ہے۔ پہلی روایت زیادہ مستند ہے۔

مغیرہ اور ابن ابی خالد کے علاوہ دیگر راویوں نے اسے شعبی کے حوالے سے، حارث کے حوالے سے، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

1039 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِيْ قَيْسٍ عَنْ هُزَيْلِ بْنِ شُرَحْبِيْلَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ

متنِ حدیث: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُحِلَّ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَاَبُوْ قَيْسٍ الْاَوْدِيُّ اسْمُهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ ثَرْوَانَ وَقَدْ رُوِىَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو وَغَيْرُهُمْ وَهُوَ قَوْلُ الْفُقَهَاءِ مِنَ التَّابِعِيْنَ وَبِهٖ يَقُوْلُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ

قَالَ: وَسَمِعْتُ الْجَارُوْدَ بْنَ مُعَاذٍ يَذْكُرُ عَنْ وَكِيْعٍ اَنَّهٗ قَالَ بِهٰذَا وَقَالَ يَنْبَغِىْ اَنْ يُّرْمٰى بِهٰذَا الْبَابِ مِنْ قَوْلِ اَصْحَابِ الرَّاْىِ قَالَ جَارُوْدُ قَالَ وَكِيْعٌ وَقَالَ سُفْيَانُ اِذَا تَزَوَّجَ الرَّجُلُ الْمَرْاَةَ لِيُحَلِّلَهَا ثُمَّ بَدَا لَهٗ اَنْ يُّمْسِكَهَا فَلَا يَحِلُّ لَهٗ اَنْ يُّمْسِكَهَا حَتّٰى يَتَزَوَّجَهَا بِنِكَاحٍ جَدِيْدٍ

◆◆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے حلالہ کرنے والے اور جس کے لیے حلالہ کیا جائے ان (دونوں) پر لعنت کی ہے۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

ابوقیس اودی نامی راوی کا نام عبدالرحمٰن بن ثروان ہے۔

یہی روایت دیگر اسناد کے ہمراہ نبی اکرم ﷺ سے بھی منقول ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب کا اس پر عمل ہے' ان میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔

تابعین سے تعلق رکھنے والے فقہاء بھی اسی بات کے قائل ہیں۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

میں نے جارود کو وکیع کے حوالے سے یہ بات بیان کرتے ہوئے سنا ہے: انہوں نے بھی اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: مناسب یہ ہے: اس بارے میں اہلِ رائے کی رائے کو ترک کر دیا جائے۔

وکیع فرماتے ہیں: سفیان نے یہ بات بیان کی ہے: جب کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ اس لیے شادی کرے تا کہ وہ اسے حلال کر دے اور پھر اسے یہ مناسب لگے کہ وہ اسے اپنے پاس رہنے دے تو بھی اس عورت کو اپنے پاس رکھنا اس مرد کے لیے جائز نہیں ہے جب تک وہ نئے سرے سے اس کے ساتھ نکاح نہ پڑھو۔

شرح

محلل اور محلل لہ پر لعنت:

لفظ "محلل" اسم فاعل ثلاثی مزید فیہ از باب تفعیل۔ حلالہ نکالنے والا (شوہر ثانی) مراد ہے، لفظ "محلل" اسم مفعول ثلاثی مزید فیہ از باب تفعیل۔ جس شخص کے لیے حلالہ نکالا گیا ہو (یعنی شوہر اوّل)۔ عقلی اعتبار سے حلالہ کی کل چار صورتیں بن سکتی ہیں جن کے احکام مختلف ہیں۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حلالہ کی پہلی صورت: کوئی شخص مغلظہ عورت اور شوہر اوّل کی پریشانی دیکھ کر یہ بات ذہن میں بٹھا لیتا ہے کہ وہ نکاح کر کے اس سے وطی کرنے کے بعد عورت کو طلاق دے دے گا تا کہ عدت پوری کرنے کے بعد وہ شوہر اوّل کے لیے حلال ہو جائے حالانکہ وہ زوجین سے بالکل متعارف بھی نہیں ہے۔ یہ صورت جائز ہے۔

۲- کوئی شخص خالی الذہن ہو کر مطلقہ ثلاثہ سے نکاح کر لیتا ہے، اتفاق سے زوجین میں موافقت کی فضا برقرار نہ رہ سکی۔ شوہر نے وطی کے بعد طلاق دے ڈالی یا اس کا انتقال ہو گیا۔ عدت پوری ہونے کے بعد عورت شوہر اوّل کے لیے حلال ہو جائے گی۔ اس صورت میں تحلیل کا کوئی حیلہ نہیں کیا گیا، لہٰذا اس کے جواز میں بھی کوئی قباحت نہیں ہے۔

۳- خفیہ پروگرام کے مطابق مطلقہ ثلاثہ سے کوئی شخص نکاح کر لیتا ہے، پھر وطی کرنے کے بعد اسے طلاق دے ڈالتا ہے تا کہ وہ عورت شوہر اوّل کے لیے حلال ہو جائے۔ حدیث باب میں یہی صورت بیان کی گئی ہے جو قابل مذمت و قابل وعید ہے۔ اسی صورت میں شوہر ثانی اور شوہر اوّل دونوں پر لعنت کی گئی ہے۔

۴- کوئی شخص محض تحلیل کی شرط سے ایجاب و قبول کر کے نکاح کرتا ہے مثلاً یوں کہا جائے کہ اس عورت سے اس شرط پر تم سے نکاح کیا جاتا ہے کہ اس سے نکاح کے بعد وطی کرنے پر یقینی طور پر طلاق دینا ہو گی۔ اس صورت میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نکاح درست ہو گا مگر شرط باطل ہو جائے گی۔ طلاق دینے پر عورت شوہر اوّل کے لیے جائز ہو جائے گی۔ حدیث باب کا اعلیٰ مصداق یہی صورت قرار پاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ یہ مکروہ تحریمی ہے اور گناہ کبیرہ ہے۔

حلالہ کی شرط سے نکاح کرنے میں مذاہب آئمہ

حلالہ کی شرط سے نکاح منعقد ہوگا یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱-حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ تحلیل کی شرط سے نکاح کرنا خواہ مکروہ تحریمی ہے مگر منعقد ہو جائے گا اور طلاق کی صورت میں عدت کے بعد عورت شوہر اوّل کے لیے حلال بھی ہو جائے گی۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے: **المحل والمحلل له** اس روایت میں شرط تحلیل کے باوجود یہ الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ ان الفاظ پر غور کرنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ زوج اوّل کے لیے حلت ثابت ہو جائے گی جس کا مطلب یہ ہے کہ نکاح بھی منعقد ہو جاتا ہے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا فتویٰ بھی اس کے مطابق ہے۔

۲-حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر ہے کہ شرط تحلیل سے نکاح منعقد نہیں ہو سکتا اور شوہر اوّل کے لیے حلت بھی ثابت نہیں ہوگی۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے شرط تحلیل سے نکاح کرنے والے پر لعنت کی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ نکاح منعقد نہیں ہوتا۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: (۱) شرط تحلیل کی نہی سے نکاح کی نفی لازم نہیں آتی، اصل قاعدہ کے مطابق نفس نکاح کی مشروعیت میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (۲) ارشاد ربانی: حتی تنکح زوجا غیرہ' میں مطلق نکاح کا بیان ہے خواہ بشرط تحلیل ہو یا نہ ہو۔ حدیث باب کی بناء پر نکاح کو ناجائز قرار دیں تو خبر واحد سے نص قطعی پر زیادتی لازم آئے گی جو جائز نہیں ہو سکتی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ تَحْرِیْمِ نِکَاحِ الْمُتْعَةِ

باب 28: نکاح متعہ حرام ہے

1040 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَالْحَسَنِ ابْنَیْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ عَنْ اَبِیْهِمَا عَنْ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنْ مُتْعَةِ النِّسَآءِ وَعَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِیَّةِ زَمَنَ خَیْبَرَ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنْ سَبْرَةَ الْجُهَنِیِّ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: حَدِیْثُ عَلِیٍّ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَغَیْرِهِمْ وَاِنَّمَا رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ شَیْءٌ مِّنَ الرُّخْصَةِ فِی الْمُتْعَةِ ثُمَّ رَجَعَ عَنْ قَوْلِهٖ حَیْثُ اُخْبِرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَمْرُ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ عَلٰی تَحْرِیْمِ الْمُتْعَةِ وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِیِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِیِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

1040- اخرجه احمد (1/448، 462) والنسائی (6/149) كتاب الطلاق باب: احلال المطلقة ثلاثا وما فی من التغليظ حديث (3416) والدارمی (2/158) كتاب النكاح باب: النهی عن التحليل من طريق هزيل بن شرحبيل عن عبد الله بن مسعود به-

حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے خواتین کے ساتھ متعہ کرنے اور پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے خیبر (کی فتح کے زمانے) میں منع کر دیا تھا۔

اس بارے میں حضرت سبرہ جہنی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے متعہ کی رخصت کے بارے میں ایک روایت منقول ہے لیکن پھر انہوں نے اپنے اس قول سے رجوع کر لیا تھا، جب انہیں نبی اکرم ﷺ کے فرمان کی اطلاع دی گئی تھی۔

اکثر اہلِ علم نے متعہ کے حرام ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

1041 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُقْبَةَ اَخُو قَبِيصَةَ بْنِ عُقْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

متنِ حدیث: اِنَّمَا كَانَتِ الْمُتْعَةُ فِيْ اَوَّلِ الْاِسْلَامِ كَانَ الرَّجُلُ يَقْدَمُ الْبَلْدَةَ لَيْسَ لَهُ بِهَا مَعْرِفَةٌ فَيَتَزَوَّجُ الْمَرْاَةَ بِقَدْرِ مَا يَرٰى اَنَّهُ يُقِيْمُ فَتَحْفَظُ لَهُ مَتَاعَهُ وَتُصْلِحُ لَهُ شَيْئَهُ حَتّٰى اِذَا نَزَلَتِ الْاٰيَةُ (اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَكُلُّ فَرْجٍ سِوٰى هٰذَيْنِ فَهُوَ حَرَامٌ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: متعہ ابتدائی اسلام میں تھا، کوئی آدمی کسی نئی جگہ جاتا تھا جہاں اس کی جان پہچان نہیں ہوتی تھی تو وہ اپنے حساب سے، جتنے دن اسے وہاں قیام کرنا ہوتا تھا، اتنے عرصے کے لیے کسی عورت کے ساتھ شادی کر لیتا تھا، وہ عورت اس کے سامان کی حفاظت کرتی تھی اور اس کی ضروریات کی کفایت کرتی تھی، یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی:

"ماسوائے ان کی بیویوں کے اور جن کے وہ مالک ہیں"۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ان دونوں کے علاوہ ہر ایک کی شرمگاہ حرام ہے۔

شرح

نکاح متعہ کی حرمت:

لفظ متعہ کا لغوی معنی ہے: نفع وفائدہ۔ اس کا اصطلاحی مفہوم ہے کہ مقررہ رقم کے عوض مرد وزن کا معینہ مدت تک باہم لطف اندوز ہونا۔ ابتدا اسلام میں یہ جائز تھا مگر بعد میں حرام قرار دے دیا گیا اور اب بھی حرام ہے، جس کی حرمت تا قیامت باقی رہے گی۔ اہل تشیع کے علاوہ کوئی بھی اس کے جواز کا قائل نہیں ہے۔

ابتداء اسلام میں متعہ کو جائز قرار دیا گیا تھا جس کی دو وجوہات تھیں: (ا) غزوات کے مواقع پر بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف سے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں خصی ہونے کی اجازت طلب کی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خصی

ہونے سے منع کردیا مگر "متعہ" کرنے کی اجازت عنایت کردی۔ (۲) آغاز اسلام میں جب مسلمان دوسرے شہر میں جاتے تو سامان کی حفاظت، کھانا کی تیاری اور دوسری ضروریات کی تکمیل کے لیے لوگ شدت سے ضرورت محسوس کرتے تھے۔ اس ضرورت کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا تو انہیں "متعہ" کی اجازت دی گئی۔

متعہ دوبار حلال قرار دیا گیا اور دوبار حرام قرار دیا گیا۔ فتح خیبر سے قبل متعہ حلال تھا مگر فتح خیبر کے دن حرام قرار دیا گیا۔ فتح مکہ کے دن متعہ دوسری بار حلال قرار دیا گیا پھر صرف تین ایام بعد حرام قرار دیا گیا اور یہ حرمت تا قیامت کے لیے ہے۔ دور فاروقی تک بعض صحابہ کرام جن میں حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما کے اسماء گرامی نمایاں ہیں' اس کے جواز کے قائل رہے لیکن فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف سے حرمت متعہ کا اعلان ہونے پر تمام صحابہ کا اس کی حرمت پر اجماع ہوگیا اور یہ اجماع تک قائم ہے۔ حضرت علامہ عبدالبر رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں: ہم لوگ دور فاروقی کے نصف تک متعہ کرتے رہے مگر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف سے اعلان حرمت ہونے پر اس کی حرمت میں کسی کو شک باقی نہ رہا۔

سوال: حرمت متعہ کے حوالے سے متعدد روایات ہیں: کسی میں فتح خیبر کے دن کا ذکر ہے، کسی میں فتح مکہ کے دن کا ذکر ہے، کسی میں حجۃ الوداع کے دن کا ذکر ہے، کسی میں حجۃ الوداع کے موقع کا ذکر ہے، کسی میں فتح مکہ کے سال کا ذکر ہے اور کسی میں کسی موقع کا ذکر کیے بغیر حرمت کا ذکر ہے، تو ان تمام روایات میں تطبیق کی کیا صورت ہوگی؟

جواب: متعہ صرف دوبار حلال اور دوبار حرام قرار دیا گیا مگر ان دو واقع کے علاوہ اس کی حرمت کا اعلان بطور تاکید وتائید ہوا تھا۔

سوال: نکاح متعہ اور نکاح مؤقت میں کیا فرق ہے؟

جواب: متعہ اور نکاح مؤقت میں امتیاز وفرق یوں بیان کیا جاسکتا ہے کہ متعہ میں صرف عوض اور وقت مقررہ کا ذکر ہوتا ہے' جبکہ نکاح مؤقت میں دو گواہوں' مہر اور لفظ نکاح کا ذکر ہونے کے علاوہ بقائے نسل، سنت رسول اور گھریلو ضروریات کی تکمیل وغیرہ امور پیش نظر ہوتے ہیں خواہ ان کے ساتھ ساتھ وقت مقررہ بھی ہوتا ہے۔ متعہ کی حرمت یقینی ہے اور نکاح مؤقت کراہت کے ساتھ جائز ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي النَّهْيِ عَنْ نِكَاحِ الشِّغَارِ

باب 29: نکاح شغار کی ممانعت

1042 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِي الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ وَّهُوَ الطَّوِيْلُ قَالَ حَدَّثَ الْحَسَنُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَا جَلَبَ وَلَا جَنَبَ وَلَا شِغَارَ فِي الْاِسْلَامِ وَمَنِ انْتَهَبَ نُهْبَةً فَلَيْسَ مِنَّا

1042- اخرجه احمد (429/4، 438، 439) وابو داؤد (35/2) كتاب الجهاد' باب: في الجلب على الخليل في السباق' حديث (2581) وابن ماجه (1299/2) كتاب الفتن : باب : النهي عن النهبة' حديث (3937) والنسائي (227/6، 228) كتاب الخليل: باب: الجلب حديث (3590) من طريق حميد الطويل عن الحسن عن عمران بن حصين به۔

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنْ اَنَسٍ وَّاَبِی رَیْحَانَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ وَّمُعَاوِیَةَ وَاَبِی هُرَیْرَةَ وَوَائِلِ بْنِ حُجْرٍ

◆◆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اسلام میں جلب، جنب اور شغار کی کوئی گنجائش نہیں ہے، جو شخص ظلم کے طور پر کسی سے مال چھین لے اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابوریحانہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

1043 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مُوْسَی الْاَنْصَارِیُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنِ الشِّغَارِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَ عَامَّةِ اَهْلِ الْعِلْمِ لَا یَرَوْنَ نِکَاحَ الشِّغَارِ وَالشِّغَارُ اَنْ یُّزَوِّجَ الرَّجُلُ ابْنَتَهٗ عَلٰی اَنْ یُّزَوِّجَهُ الْاٰخَرُ ابْنَتَهٗ اَوْ اُخْتَهٗ وَلَا صَدَاقَ بَیْنَهُمَا وقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ نِکَاحُ الشِّغَارِ مَفْسُوْخٌ وَّلَا یَحِلُّ وَاِنْ جُعِلَ لَهُمَا صَدَاقًا وَّهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِیِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَرُوِیَ عَنْ عَطَاءِ ابْنِ اَبِی رَبَاحٍ اَنَّهٗ قَالَ یُقَرَّانِ عَلٰی نِکَاحِهِمَا وَیُجْعَلُ لَهُمَا صَدَاقُ الْمِثْلِ وَهُوَ قَوْلُ اَهْلِ الْکُوْفَةِ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ''شغار'' سے منع کیا ہے۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

تمام اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے ان کے نزدیک نکاح شغار درست نہیں ہے۔

شغار سے مراد یہ ہے: کوئی شخص اپنی بیٹی کی شادی اس شرط پر دوسرے شخص سے کردے کہ وہ اپنی بیٹی یا بہن کی شادی اس پہلے شخص کے ساتھ کردے گا اور ان دونوں عورتوں کا کوئی مہر نہیں ہوگا۔ بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: نکاح شغار فسخ شمار ہوگا اور درست نہیں ہوگا اگرچہ ان دونوں عورتوں کا مہر مقرر کردیا جائے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

عطاء بن ابی رباح کے بارے میں یہ بات منقول ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: ان دونوں کا نکاح برقرار رہے گا اور ان خواتین کو مہر مثل دے دیا جائے گا۔

1043- اخرجه مالك فی الموطا (535/2) كتاب النكاح: باب جامع ما لا يجوز من النكاح حديث (24) واحمد (2/7-62) واخرجه البخاری (66/9) كتاب النكاح: باب الشغار، حديث (5112) ومسلم (1034/2) كتاب النكاح: باب: تحريم نكاح الشغار وبطلانه، حديث (57-1415) واخرجه ابو داؤد (632/1) كتاب النكاح: باب في الشغار، حديث (2074) وابن ماجه (606/1) كتاب النكاح: باب النهی عن الشغار، حديث (1883) والدارمی (136/2) كتاب النكاح: باب النهی عن الشغار، من طريق مالك بن انس عن نافع عن ابی عمر فذكره-

اہلِ کوفہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

شرح

نکاح شغار کی تعریف اوراس میں مذاہب آئمہ:

لفظ شغار کا لغوی معنی عوض و بدلہ کے ہیں۔ نکاح شغار کی دو صورتیں ہیں: (۱) اس کی پہلی صورت یہ ہے کہ ایک شخص اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح دوسرے آدمی سے اس شرط کی بنا پر کردے کہ وہ بھی اس سے اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح کرے گا اور احد العقدین مہر ہوگا۔ (۲) ایک شخص اپنے لڑکے کا عقد دوسرے آدمی کی لڑکی سے اس شرط کی بنا پر کردے کہ دوسرا شخص بھی اپنے لڑکے کا نکاح پہلے شخص کی لڑکی سے کرے گا اور احد العقدین مہر قرار پائے گا۔

نکاح شغار منعقد ہوگا یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے:

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ نکاح شغار خواہ ناجائز ہے مگر منعقد ہوجاتا ہے، جبکہ مہر مثل واجب قرار پائے گا۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر ہے کہ نکاح شغار منعقد ہی نہیں ہوتا۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے: لاشغار فی الاسلام یعنی اسلام میں نکاح شغار کی اجازت نہیں ہے۔ اس روایت میں نکاح شغار منھی عنہ کے درجہ پر ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ اس روایت میں افعال شرعیہ سے نہی ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ جب افعال شرعیہ سے نہی ہو تو وہ منھی عنہ کی مشروعیت کی مقتضی ہوتی ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نکاح شغار کے جواز کا کوئی مانع نہیں ہے۔

ولا جلب ولا جنب کا مفہوم: اس فقرہ کے دو مفاہیم ہوسکتے ہیں: (۱) جلب کا مطلب یہ ہے کہ زکوٰۃ وصول کرنے والا عامل اہل ثروت کے پاس جانے کی بجائے ایک جگہ میں بیٹھ جائے اور لوگوں کو مجبور کردے کہ وہ اس کے پاس آ کر زکوٰۃ جمع کرائیں۔ اس صورت میں لوگوں کے لیے مشقت و دشواری ہے، اس لیے اس سے منع کیا گیا ہے۔ (۲) جلب کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شہسوار کسی آدمی کو اپنا ردیف مقرر کرے کہ جب وہ شور وغل کرے، تو گھوڑا تیز رفتاری سے دوڑنا شروع کردے۔

بَابُ مَا جَآءَ لَا تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا وَلَا عَلٰى خَالَتِهَا

باب 30: پھوپھی اور بھتیجی یا خالہ اور بھانجی کو نکاح میں جمع نہ کیا جائے

1044 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلَى بْنُ عَبْدِ الْاَعْلَى حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِىْ عَرُوْبَةَ عَنْ اَبِىْ حَرِيْزٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ تُزَوَّجَ الْمَرْاَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا اَوْ عَلٰى خَالَتِهَا

1044- اخرجه احمد (372'217/1) وابو داؤد (630/1) كتاب النكاح: باب: ما يكره ان يجمع بينهن من النساء حديث (2067) من طريق ابى حريز عن عكرمة عن ابن عباس فذكره-

اسنادِدیگر: وَاَبُوْ حَرِيْزٍ اسْمُهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُسَيْنٍ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَّابْنِ عُمَرَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَاَبِىْ سَعِيْدٍ وَّاَبِىْ اُمَامَةَ وَجَابِرٍ وَّعَآئِشَةَ وَاَبِىْ مُوْسٰى وَسَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے: پھوپھی اور بھتیجی یا خالہ اور بھانجی کو نکاح میں جمع کیا جائے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

1045 سندِحدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَنْبَاَنَا دَاوُدُ بْنُ اَبِىْ هِنْدٍ حَدَّثَنَا عَامِرٌ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ تُنْكَحَ الْمَرْاَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا اَوِ الْعَمَّةُ عَلٰى ابْنَةِ اَخِيْهَا اَوِ الْمَرْاَةُ عَلٰى خَالَتِهَا اَوِ الْخَالَةُ عَلٰى بِنْتِ اُخْتِهَا وَلَا تُنْكَحُ الصُّغْرٰى عَلَى الْكُبْرٰى وَلَا الْكُبْرٰى عَلَى الصُّغْرٰى

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّاَبِىْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ عَامَّةِ اَهْلِ الْعِلْمِ لَا نَعْلَمُ بَيْنَهُمُ اخْتِلَافًا اَنَّهٗ لَا يَحِلُّ لِلرَّجُلِ اَنْ يَّجْمَعَ بَيْنَ الْمَرْاَةِ وَعَمَّتِهَا اَوْ خَالَتِهَا فَاِنْ نُكِحَ امْرَاَةٌ عَلٰى عَمَّتِهَا اَوْ خَالَتِهَا اَوِ الْعَمَّةُ عَلٰى بِنْتِ اَخِيْهَا فَنِكَاحُ الْاُخْرٰى مِنْهُمَا مَفْسُوْخٌ وَّبِهٖ يَقُوْلُ عَامَّةُ اَهْلِ الْعِلْمِ

توضیحِ راوی: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: اَدْرَكَ الشَّعْبِيُّ اَبَا هُرَيْرَةَ وَرَوٰى عَنْهُ

قولِ امام بخاری: وَسَاَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هٰذَا فَقَالَ صَحِيْحٌ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَرَوَى الشَّعْبِيُّ عَنْ رَجُلٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے: بیوی کی بھتیجی کے ساتھ نکاح کیا جائے یا بیوی کی پھوپھی کے ساتھ نکاح کیا جائے' یا بیوی کی بھانجی کے ساتھ نکاح کیا جائے' یا بیوی کی خالہ کے ساتھ نکاح کیا جائے یا بیوی کی چھوٹی بہن کے ساتھ نکاح کیا جائے یا بیوی کی بڑی بہن کے ساتھ نکاح کیا جائے۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

1045- اخرجه احمد (426/2) وابو داؤد (629/1) كتاب النكاح' باب ما يكره ان يجمع بينهن من النساء' حديث (2065) والدارمى (136/2) كتاب النكاح' باب: الحال التى يجوز للرجل ان يخطب فيها' من طريق عامر عن ابى هريرة به (1127) اخرجه احمد (151-114/4) ومسلم (1037'1036/2) كتاب النكاح

عام اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے' ہمارے علم کے مطابق ان کے درمیان اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے' یعنی کسی بھی آدمی کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے۔ وہ پھوپھی اور بھتیجی کو یا خالہ اور بھانجی کو نکاح میں جمع کر لے اگر کوئی شخص پھوپھی اور بھتیجی یا خالہ اور بھانجی کو نکاح میں جمع کر لے' تو بعد میں کیا جانے والا نکاح فسخ شمار ہوگا۔

عام اہلِ علم نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام شعبی نے ایک شخص کے حوالے سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا: یہ روایت مستند ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام شعبی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اسے نقل کیا ہے۔

شرح

پھوپھی' بھتیجی اور خالہ و بھانجی کو نکاح میں جمع کرنے کی ممانعت:

سورۃ النساء میں ارشاد ربانی ہے: وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ (النساء:۲۳) "اور یہ کہ تم دو بہنوں کو جمع کرو" یعنی نکاح میں بیک وقت دو بہنوں کو جمع کرنا تمہارے لیے حرام ہے۔ حدیث باب میں مزید دو جزئیوں کو اس حکم کے ساتھ لاحق کیا گیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ پھوپھی بھتیجی اور خالہ بھانجی کو نکاح میں جمع کرنا اسی طرح حرام ہے' جس طرح دو بہنوں کو جمع کرنا حرام ہے۔ اس آیت اور حدیث کی روشنی میں فقہاء کرام نے یہ ضابطہ ترتیب دیا ہے کہ ایسی دو خواتین جن میں سے ایک کو مرد قرار دیا جائے تو دوسری سے ہمیشہ کے لیے نکاح حرام ہو' تو ان دونوں کا نکاح میں جمع کرنا اسی طرح حرام ہے' جس طرح دو بہنوں کا نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔ مثلاً پھوپھی بھتیجی میں سے پھوپھی کو مرد فرض کر لیا جائے' یا بھتیجی کو مرد قرار دیا جائے' تو دونوں کے مابین چچا بھتیجی یا بھتیجا پھوپھی کا رشتہ بن جائے گا جن کے درمیان ہمیشہ کے لیے نکاح حرام ہے۔ اسی طرح خالہ بھانجی میں سے خالہ کو مرد یا بھانجی کو مرد قرار دیا جائے' تو دونوں کے مابین ماموں بھانجی یا بھانجا خالہ کا رشتہ قائم ہوگا جن میں ہمیشہ کے لیے نکاح حرام ہے۔ الغرض پھوپھی بھتیجی اور خالہ بھانجی کو نکاح میں جمع کرنا اسی طرح حرام ہے' جس طرح دو بہنوں کا جمع کرنا حرام ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الشَّرْطِ عِنْدَ عُقْدَةِ النِّكَاحِ

باب 31: نکاح کے وقت شرط رکھنا

1046 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ عِيْسٰى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْيَزَنِيِّ اَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

1046- اخرجه احمد (151'114/4) ومسلم (1037'1036/2) كتاب النكاح' باب: الوفاء بالشروط فى النكاح' حديث (1418-63) وابو داؤد (650/1) كتاب النكاح باب فى الرجل يشترط لها دارها' حديث (2139) وابن ماجه (628/1) كتاب النكاح' باب الشرط فى النكاح' حديث (1954) والنسائى (93-92/6) كتاب النكاح' باب: الشروط فى النكاح' حديث (3281' 3282) والدارمى (143/2) كتاب النكاح: باب : الشرط فى النكاح' من طريق مرثد بن عبد الله عن عقبة بن عامر فذكره-

متن حدیث: إِنَّ اَحَقَّ الشُّرُوطِ اَنْ يُّوفٰى بِهَا مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوْجَ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا اَبُوْ مُوْسٰى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ جَعْفَرٍ نَحْوَهٗ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ اِذَا تَزَوَّجَ رَجُلٌ امْرَاَةً وَّشَرَطَ لَهَا اَنْ لَّا يُخْرِجَهَا مِنْ مِصْرِهَا فَلَيْسَ لَهٗ اَنْ يُّخْرِجَهَا وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهٖ يَقُوْلُ الشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ وَرُوِىَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍ اَنَّهٗ قَالَ شَرْطُ اللّٰهِ قَبْلَ شَرْطِهَا كَاَنَّهٗ رَاٰى لِلزَّوْجِ اَنْ يُّخْرِجَهَا وَاِنْ كَانَتِ اشْتَرَطَتْ عَلٰى زَوْجِهَا اَنْ لَّا يُخْرِجَهَا وَذَهَبَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِلٰى هٰذَا وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَبَعْضِ اَهْلِ الْكُوْفَةِ

◆◆ حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: پوری کیے جانے کی سب سے زیادہ حقدار، وہ شرائط ہیں، جن کے ذریعے تم شرمگاہوں کو حلال کرتے ہو۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے، ان میں سے ایک حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں، وہ یہ فرماتے ہیں: جب کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ شادی کر لے اور اس کے لیے یہ شرط رکھے کہ اسے اس شہر سے باہر نہیں لے جائے گا، تو اب مرد اس عورت کو باہر نہیں لے جا سکتا۔

• بعض اہلِ علم بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ یہ فرماتے ہیں: عورت کے ساتھ طے کی گئی شرط سے پہلے اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ شرط ہوگی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: گویا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک شوہر کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ اس عورت کو شہر سے باہر لے جائے، اگرچہ اس عورت نے یہ شرط رکھی ہو کہ شوہر اس کو وہاں سے باہر نہیں لے جائے گا۔

بعض اہلِ علم نے اس رائے کو اختیار کیا ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور بعض اہلِ کوفہ اسی بات کے قائل ہیں۔

شرح

نکاح کے وقت شرط عائد کرنے کا مسئلہ:

نکاح کے وقت جو شرائط عائد کی جاتی ہیں وہ چار قسم کی ہو سکتی ہیں: (۱) وہ شرط اقتضاءِ عقد کے موافق ہو مثال کے طور پر بیوی کے لیے نفقہ، لباس اور سکنٰی کی شرط عائد کرنا۔ اس صورت کا حکم یہ ہے کہ نکاح منعقد ہو جائے گا کیونکہ یہ امور تو قبل الذکر بھی واجب

ہیں۔(۲)ایسی شرط عائد کرنا جو اقتضاء عقد کے منافی ہو مثال کے طور پر زوجہ ثانیہ کو طلاق دینے کی شرط عائد کرنا یا نفقہ وسکنیٰ کی عدم فراہمی کی شرط لگانا۔اس صورت کا حکم یہ ہے کہ شرط لغو قرار پائے گی جبکہ نکاح درست ہوگا۔(۳)ایسی شرط عائد کرنا جو مذکورہ دونوں شرائط کے سوا ہو مثال کے طور پر نکاح ثانی نہ کرنے یا دوسرے شہر میں نہ لے جانے کی شرط عائد کرنا۔اس صورت کے حکم میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے،جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

ا۔حضرت امام اعظم ابوحنیفہ،حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ ایسی شرط کا دیانۃً ایفاء واجب ہے مگر قضاء واجب نہیں ہے۔

۲۔حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شرط کا ایفاء واجب ہے۔تاہم عدم ایفاء کی صورت میں بیوی کو فسخ نکاح کا حق حاصل ہوگا۔انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ اس میں ایفاء شرط کا حکم موجود ہے۔قرآن کریم میں ہے:اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا (بیشک وعدہ کے بارے میں سوال ہوگا)۔اس حکم کا تقاضا ہے کہ ایفاء شرط کیا جائے ورنہ اس کے بارے میں گرفت کی جائے گی۔

آئمہ ثلاثہ کی طرف سے حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ جو شرط اقتضاء عقد کے منافی ہو اس کا ایفاء آپ کے نزدیک بھی واجب نہیں ہے اور جو شرط اقتضاء عقد کے مطابق ہو تو اس کا ایفاء ہمارے نزدیک بھی دیانۃً پورا کرنا ضروری ہے۔عدم ایفاء کی صورت میں نکاح منعقد ہوگا یا نہیں؟ اس سلسلے میں حدیث خاموش ہے۔اس طرح حدیث باب سے ہمارے مؤقف کے خلاف استدلال نہیں کیا جاسکتا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرَّجُلِ يُسْلِمُ وَعِنْدَهٗ عَشْرُ نِسْوَةٍ

باب 32:جب کوئی شخص اسلام قبول کرلے اور اس وقت اس کی دس بیویاں ہوں

1047 سندِ حدیث:حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِىْ عَرُوْبَةَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

متنِ حدیث:اَنَّ غَيْلَانَ بْنَ سَلَمَةَ الثَّقَفِيَّ اَسْلَمَ وَلَهٗ عَشْرُ نِسْوَةٍ فِى الْجَاهِلِيَّةِ فَاَسْلَمْنَ مَعَهٗ فَاَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّتَخَيَّرَ اَرْبَعًا مِّنْهُنَّ

اسنادِ دیگر:قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰكَذَا رَوَاهُ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ

قولِ امام بخاری: قَالَ: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمٰعِيْلَ يَقُوْلُ هٰذَا حَدِيْثٌ غَيْرُ مَحْفُوْظٍ وَّالصَّحِيْحُ مَا رَوٰى شُعَيْبُ بْنُ اَبِىْ حَمْزَةَ وَغَيْرُهٗ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حُدِّثْتُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوَيْدٍ الثَّقَفِيِّ اَنَّ غَيْلَانَ بْنَ سَلَمَةَ اَسْلَمَ وَعِنْدَهٗ عَشْرُ نِسْوَةٍ

1047- اخرجه احمد (13/2) وابن ماجه (628/1) كتاب النكاح باب: الرجل يسلم وعنده اكثر من اربع نسوة حديث (1953) من طريق الزهري عن سالم عن ابن عمر فذكره-

آثارِ صحابہ: قَالَ مُحَمَّدٌ وَّاِنَّمَا حَدِيْثُ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ ثَقِيْفٍ طَلَّقَ نِسَائَهُ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ لَتُرَاجِعَنَّ نِسَائَكَ اَوْ لَاَرْجُمَنَّ قَبْرَكَ كَمَا رُجِمَ قَبْرُ اَبِيْ رِغَالٍ

مذاہبِ فقہاء: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَالْعَمَلُ عَلٰى حَدِيْثِ غَيْلَانَ بْنِ سَلَمَةَ عِنْدَ اَصْحَابِنَا مِنْهُمُ الشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت غیلان بن سلمہ ثقفی رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا ان کی زمانہ جاہلیت میں دس بیویاں تھیں' ان خواتین نے بھی حضرت غیلان رضی اللہ عنہ کے ہمراہ اسلام قبول کر لیا' تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں یہ ہدایت کی: وہ ان خواتین میں سے کوئی سی چار کو اختیار کر لیں۔

معمر نے زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے، سالم کے حوالے سے، ان کے والد کے حوالے سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: یہ حدیث محفوظ نہیں ہے۔

مستند روایت وہ ہے' جسے شعیب بن ابوحمزہ اور دیگر راویوں نے زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

وہ بیان کرتے ہیں: مجھے محمد بن سوید ثقفی کے حوالے سے یہ روایت سنائی گئی ہے۔ حضرت غیلان بن سلمہ رضی اللہ عنہ نے جب اسلام قبول کیا تھا' تو اس وقت ان کی دس بیویاں تھیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: زہری رحمۃ اللہ علیہ نے سالم کے حوالے سے، ان کے والد کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے: ثقیف قبیلے سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب نے اپنی ازواج کو طلاق دیدی' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: تم اپنی بیویوں سے رجوع کر لو ورنہ میں تمہاری قبر کو اسی طرح رجم کروں گا' جس طرح ابورغال کی قبر کو رجم کیا گیا تھا۔

حضرت غیلان بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث پر ہمارے اصحاب کے نزدیک عمل کیا جائے گا۔

ان میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ شامل ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرَّجُلِ يُسْلِمُ وَعِنْدَهُ اُخْتَانِ

باب 33: جب کوئی شخص اسلام قبول کرے اور اس کے نکاح میں دو بہنیں ہوں

1048 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ اَبِيْ وَهْبٍ الْجَيْشَانِيِّ اَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ فَيْرُوْزَ الدَّيْلَمِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ

متنِ حدیث: اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَسْلَمْتُ وَتَحْتِيْ اُخْتَانِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَرْ اَيَّتَهُمَا شِئْتَ

1048- اخرجه احمد (232/4) وابو داؤد (681/1) كتاب الطلاق' باب: من اسلم وعنده نساء اكثر من اربع او اختان' حديث (2243) وابن ماجه (627/1) كتاب النكاح' باب الرجل يسلم وعنده اختان' حديث (1951) من طريق ابي وهب الجيشاني عن الضحاك بن فيروز الديلمي عن ابيه فيروز الديلمي فذكره-

◆◆ ابن فیروز دیلمی اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے اسلام قبول کرلیا ہے اور میرے نکاح میں دو بہنیں ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم ان دونوں میں سے جسے چاہو اختیار کرلو۔

1049 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ اَيُّوْبَ يُحَدِّثُ عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ اَبِیْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِیْ وَهْبٍ الْجَيْشَانِيِّ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ فَيْرُوْزَ الدَّيْلَمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ

متنِ حدیث: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَسْلَمْتُ وَتَحْتِیْ اُخْتَانِ قَالَ اخْتَرْ اَيَّتَهُمَا شِئْتَ

حکم حدیث: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

توضیح راوی: وَّاَبُوْ وَهْبٍ الْجَيْشَانِيُّ اسْمُهُ الدَّيْلَمُ بْنُ هَوْشَعَ

◆◆ ابن فیروز دیلمی اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے اسلام قبول کرلیا ہے اور میرے نکاح میں دو بہنیں ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم ان دونوں میں سے جسے چاہو اختیار کرلو۔

یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

ابو وہب جیشانی نامی راوی کا نام دیلم بن ہوشع ہے۔

شرح

قبول اسلام کے وقت کسی کے عقد میں چار سے زائد بیویاں ہونے کا مسئلہ:

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسلسل دو ابواب کی تین احادیث مبارکہ میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ قبول اسلام کے وقت جس شخص کی چار سے زائد بیویاں ہو، وہ چار بیویوں کو اپنے لیے منتخب کرلے گا اور باقیوں کو الگ کردے گا۔ حدیث باب میں یہ واقعہ بیان ہوا ہے کہ حضرت غیلان بن سلمہ ثقفی رضی اللہ عنہ جب حلقۂ بگوش اسلام ہوئے تو اُن کی دس بیویاں تھیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے انہیں حکم دیا گیا کہ چار بیویوں کا انتخاب کرلو باقی کو الگ کردو۔ اسی طرح حضرت قیس بن الحارث رضی اللہ عنہ جب مسلمان ہوئے تو ان کی آٹھ بیویاں تھیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے انہیں حکم دیا گیا کہ چار بیویوں کا انتخاب کرلو باقی کو اپنے سے الگ کردو۔ (مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۹ ص ۳۵۱) دوسرے باب کی روایت میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ جس شخص کے قبول اسلام کے وقت دو بہنیں نکاح میں موجود ہوں تو وہ ایک بہن کا اپنے لیے انتخاب کرے اور دوسری بہن کو الگ کردے۔ حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ نے قبول اسلام کیا تو ان کے نکاح میں دو بہنیں موجود تھیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے انہیں حکم دیا گیا کہ وہ ایک بہن کا انتخاب کرلیں جبکہ دوسری بہن کو الگ کردیں۔

1049- اخرجه ابن ماجه (627/1) كتاب النكاح' باب : الرجل يسلم وعنده اختان' حديث (1951) من طريق الضحاك بن فيروز الديلمي عن ابيه فذكره' وينظر تخريج الحديث السابق (1129)

مسئلہ تخییر میں مذاہب آئمہ: لفظ ''تخییر'' کا معنی ہے اختیار کرنا یا انتخاب کرنا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ قبول اسلام کے وقت جس شخص کی چار سے زائد بیویاں ہوں، تو وہ چار کا انتخاب کرے گا باقیوں کو الگ کرے گا۔ اسی طرح قبول اسلام کے وقت جس کے نکاح میں دو بہنیں ہوں، تو وہ ایک کا انتخاب کرے گا اور دوسری کو الگ کردے گا۔ سوال یہ ہے کہ قبول اسلام کے وقت چار سے زائد بیویوں کی صورت میں چار کے انتخاب یا دو بہنیں نکاح میں ہونے کی شکل میں ایک بہن کے انتخاب کی نوعیت کیا ہوگی؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ آئمہ ثلاثہ کے نزدیک تخییر کی نوعیت یہ ہوگی کہ چار سے زائد بیویوں میں چار کے انتخاب اور دو بہنوں کی صورت میں ایک کے انتخاب میں شوہر کو پورا اختیار حاصل ہوگا کہ وہ جن کو پسند کرے ان کا انتخاب کرے اور باقیوں کو الگ کردے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے کہ تخییر درست نہیں ہے۔ البتہ شوہر نکاح میں آنے والی پہلی چار بیویوں اور دو بہنوں میں سے نکاح میں آنے والی پہلی بہن کا انتخاب کرے گا جبکہ باقیوں کو الگ کردے گا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرَّجُلِ يَشْتَرِى الْجَارِيَةَ وَهِيَ حَامِلٌ

باب 34: جب کوئی شخص کسی ایسی کنیز کو خریدے جو حاملہ ہو

1050 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ الشَّيْبَانِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ رُوَيْفِعِ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يَسْقِ مَائَهُ وَلَدَ غَيْرِهٖ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَّقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ رُوَيْفِعِ بْنِ ثَابِتٍ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ لَا يَرَوْنَ لِلرَّجُلِ اِذَا اشْتَرٰى جَارِيَةً وَّهِيَ حَامِلٌ اَنْ يَّطَاَهَا حَتّٰى تَضَعَ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّالْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ وَاَبِيْ سَعِيْدٍ

◆◆ حضرت رویفع بن ثابت رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والا شخص اپنے پانی سے دوسرے کی اولاد کو سیراب نہ کرے۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت رویفع بن ثابت رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا' ان کے نزدیک جو شخص کوئی کنیز خریدے' اور وہ کنیز حاملہ ہو' تو وہ مرد اس وقت تک اس کنیز کے ساتھ صحبت نہیں کر سکتا' جب تک وہ کنیز بچے کو جنم نہ دے۔

1050- لم يروه من هذا الطريق (طريق بسر بن عبيد الله عن رويفع) الا الترمذي ورواه ابو داؤد (654/1) كتاب النكاح' باب: في وطء السبايا' حديث (2158) من طريق ابي مرزوق عن حنش الصنعاني عن رويفع بن ثابت فذكره۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ، حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

شرح

خریدی گئی حاملہ لونڈی سے قبل از وضع حمل جماع کرنے کی ممانعت:

حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ کوئی اجنبی آدمی حاملہ کنیز خریدے تو وہ وضع حمل سے قبل اس سے وطی کرنے کا مجاز نہیں ہوگا۔ اسی طرح عورت کا مسئلہ ہے جو زنا سے حاملہ ہو پھر دوسرا شخص اس سے نکاح کرے تو نکاح تو درست ہوگا لیکن وطی کی اس وقت تک اجازت نہیں ہوگی جب تک وضع حمل نہ ہو جائے۔ البتہ زانی سے نکاح کی صورت میں شوہر وطی بھی کرسکتا ہے۔ کیونکہ اشتباہ فی نسب الحمل کی صورت باقی نہیں رہتی۔ اسی طرح اس کنیز کا حکم ہے کہ جب ملکیت بدلے گی تو جواز وطی کے لیے استبراء ضروری ہے اور استبراء رحم کی صورت یہ ہے کہ اسے کم از کم ایک حیض آجائے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرَّجُلِ يَسْبِي الْاَمَةَ وَلَهَا زَوْجٌ هَلْ يَحِلُّ لَهُ اَنْ يَّطَاَهَا

باب **35**: جو شخص کسی کنیز کو قیدی بنالے اور اس کنیز کا شوہر موجود ہو تو کیا اس مرد کے لیے اس کنیز کے ساتھ صحبت کرنا جائز ہے؟

1051 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ الْبَتِّيُّ عَنْ اَبِي الْخَلِيْلِ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ

متنِ حدیث: اَصَبْنَا سَبَايَا يَوْمَ اَوْطَاسٍ وَّلَهُنَّ اَزْوَاجٌ فِي قَوْمِهِنَّ فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَتْ (وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ)

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

اسنادِ دیگر: وَّهٰكَذَا رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ عَنْ عُثْمَانَ الْبَتِّيِّ عَنْ اَبِي الْخَلِيْلِ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ وَّاَبُو الْخَلِيْلِ اسْمُهٗ صَالِحُ بْنُ اَبِي مَرْيَمَ وَرَوٰى هَمَّامٌ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ صَالِحٍ اَبِي الْخَلِيْلِ عَنْ اَبِي عَلْقَمَةَ الْهَاشِمِيِّ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا حَبَّانُ ابْنُ هِلَالٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جنگ اوطاس کے موقع پر ہمیں کچھ عورتیں قیدیوں کے طور پر ملیں، جن

1051- اخرجه احمد (84/3) ومسلم (1079/2) كتاب الرضاع' باب جواز وطء المسبية بعد الاستبراء وان كان لها زوج انفسخ نكاحها بالسبي' حديث (33-1456) وابو داؤد (654'653/1) كتاب النكاح' باب: في وطء السبايا' حديث (2155) والنسائي (110/6) كتاب النكاح' باب: تاويل قول الله عزوجل (والمحصنت من النساء الا ما ملكت ايمانكم)حديث (3333) من طريق عثمان البتي عن ابي الخليل (صالح بن ابي مريم) عن ابي سعيد الخدري فذكره۔

کے شوہران کی قوم میں موجود تھے'لوگوں نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا' تو یہ آیت نازل ہوئی۔

''شوہر والی عورتیں (حرام ہیں) ماسوائے ان عورتوں کے جو تمہاری ملکیت میں آجائیں''۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

ثوری نے عثمان بتی کے حوالے سے، ابوخلیل کے حوالے سے، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' اسے اسی طرح نقل کیا ہے۔

ابوخلیل نامی راوی کا نام صالح بن ابومریم ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

عبد بن حمید نے حبان بن ہلال کے حوالے سے ہمام کے حوالے سے اسے نقل کیا ہے۔

شرح

کسی شخص کی طرف سے قیدی بنائی کنیز سے جماع کا حکم جبکہ اس کا شوہر بھی موجود ہو:

حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے دوران جنگ شوہر اپنی بیوی کو چھوڑ کر بھاگ گیا جبکہ عورت کنیز بنا کر کسی کو پیش کر دی گئی۔ اس صورت میں نکاح کالعدم قرار پائے گا اور استبراء رحم کے بعد آقا اس سے وطی کر سکتا ہے۔

حدیث باب میں اس مسئلہ کی قدرے تفصیل ہے کہ جنگ اوطاس کے موقع پر کچھ غیر مسلم خواتین قیدی بنالی گئیں جبکہ ان کے شوہر اپنے قبائل میں زندہ تھے جو دوران حرب بھاگ گئے تھے۔ عورتیں کنیزوں کی حیثیت سے مجاہدین میں تقسیم کر دی گئیں۔ مجاہدین نے ان سے وطی کرنے میں حرج محسوس کیا کہ ارشاد ربانی ہے: وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ (النساء:۲۴) (تم پر شوہروں والی عورتیں حرام قرار دی گئی ہیں)۔ مجاہدین نے اپنا یہ اہم مسئلہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تو اس موقع پر اس مسئلہ کا استثناء بایں الفاظ نازل ہوا: اِلَّا مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ (النساء:۲۴) ''یعنی وہ خواتین جو شوہر والی ہوں اور وہ قیدی بنائی گئی ہوں تو وہ اس حکم میں داخل نہیں ہیں بلکہ ان سے وطی کی جا سکتی ہے''۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ کَرَاهِیَةِ مَهْرِ الْبَغِیِّ

باب 36: فاحشہ عورت کی آمدن حرام ہے

1052 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ

متنِ حدیث: نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِیِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ وَّاَبِیْ جُحَيْفَةَ وَاَبِیْ هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄► حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے کتے کی قیمت، فاحشہ عورت کی کمائی اور کاہن کو ملنے والے نذرانے (اس کو استعمال کرنے سے) منع کیا ہے۔

اس بارے میں حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ، حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) حضرت ابومسعود سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

زانیہ کی فیس حرام ہونے کا مسئلہ:

لفظ ''بغی'' سے مراد ہے پسندیدہ اور چاہی ہوئی۔ زانیہ کے پاس کثرت سے لوگوں کی آمدورفت کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ احکام خداوندی کے خلاف بغاوت کی وجہ سے اس کے لیے یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ جس طرح خنزیر کے بارے میں ہر معاملہ حرام ہے اسی طرح زانیہ کی آمدنی یا فیس حرام قطعی ہے۔

قدیم فقہاء کا یہ دستور رہا ہے' جس چیز کی حرمت نص قرآنی سے ثابت ہو، اس کے لیے لفظ ''حرام'' استعمال کرتے ہیں اور جس چیز کی حرمت کسی حدیث سے ثابت ہو، اس کے لیے لفظ ''کراہت'' استعمال کرتے ہیں۔ یہاں بھی اس طرح ہے کہ زانیہ (رنڈی) کی فیس کا حرام ہونا حدیث سے ثابت ہے' اس لیے اس کے لیے لفظ ''کراہت'' استعمال کیا گیا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں آقا اپنی کنیز کو زنا کرنے پر اکساتا تھا تاکہ اس کی آمدنی کو اپنے استعمال میں لائے۔ دوسری جان لیوا رسوبات کی طرح اسلام نے اس رسم بد کو بھی ختم کرتے ہوئے اسے حرام قرار دیا ہے۔ اس سلسلے میں ارشاد ربانی ہے: وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (تم لوگ اپنی کنیزوں کو زنا کاری کے لیے مجبور نہ کرو اگر وہ پاک دامن رہنا پسند کرتی ہیں تاکہ تم دنیا کی زندگی میں فائدہ اٹھاؤ) یعنی زنا کاری کا عوض و معاوضہ اور فیس آقا اور کنیز دونوں کے لیے ناجائز و حرام ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنْ لَّا يَخْطُبَ الرَّجُلُ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ

باب 37: کوئی بھی شخص اپنے بھائی کے نکاح کے پیغام پر نکاح کا پیغام نہ بھیجے

1053 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ وَّقُتَيْبَةُ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ

1052 اخرجه مالك فی الموطا (656/2) كتاب البيوع' باب: ما جاء فی ثمن الكلب' حديث (68) واحمد (118/4' 119) والحميدی (214/1) حديث (450) واخرجه البخاری (497/4) كتاب البيوع' باب: ثمن الكلب' حديث (2237) ومسلم (1198/3) كتاب المساقاة' باب: تحريم ثمن الكلب' وحلوان الكاهن' ومهر البغی' والنهی عن بيع السنور' حديث (39-1567) وابو داؤد (288/2) كتاب البيوع' باب: فی حلوان الكاهن' حديث (3428) وابن ماجه (730/2) كتاب التجارات' باب: النهی عن ثمن الكلب ومهر البغی وحلوان الكاهن وعسب الفحل' حديث (2159) والنسائی (189/7) كتاب الصيد والذبائح: باب: النهی عن ثمن الكلب' حديث (4292) والدارمی (255/2) كتاب البيوع' باب: النهی عن ثمن الكلب' من طريق ابن شهاب عن ابی بكر بن عبد الرحمن عن ابی مسعود الانصاری به۔

الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قُتَيْبَةُ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اَحْمَدُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متن حدیث: لَا يَبِيْعُ الرَّجُلُ عَلٰى بَيْعِ اَخِيْهِ وَلَا يَخْطُبُ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنْ سَمُرَةَ وَابْنِ عُمَرَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِیْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: قَالَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ اِنَّمَا مَعْنٰى كَرَاهِيَةِ اَنْ يَّخْطُبَ الرَّجُلُ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ اِذَا خَطَبَ الرَّجُلُ الْمَرْاَةَ فَرَضِيَتْ بِهِ فَلَيْسَ لِاَحَدٍ اَنْ يَّخْطُبَ عَلٰى خِطْبَتِهِ وقَالَ الشَّافِعِیُّ مَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ لَا يَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ هٰذَا عِنْدَنَا اِذَا خَطَبَ الرَّجُلُ الْمَرْاَةَ فَرَضِيَتْ بِهِ وَرَكَنَتْ اِلَيْهِ فَلَيْسَ لِاَحَدٍ اَنْ يَّخْطُبَ عَلٰى خِطْبَتِهِ فَاَمَّا قَبْلَ اَنْ يَّعْلَمَ رِضَاهَا اَوْ رُكُوْنَهَا اِلَيْهِ فَلَا بَاْسَ اَنْ يَّخْطُبَهَا

حدیث دیگر: وَالْحُجَّةُ فِیْ ذٰلِكَ حَدِيْثُ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ حَيْثُ جَاءَتِ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ لَهٗ اَنَّ اَبَا جَهْمِ بْنَ حُذَيْفَةَ وَمُعَاوِيَةَ بْنَ اَبِیْ سُفْيَانَ خَطَبَاهَا فَقَالَ اَمَّا اَبُوْ جَهْمٍ فَرَجُلٌ لَّا يَرْفَعُ عَصَاهُ عَنِ النِّسَاءِ وَاَمَّا مُعَاوِيَةُ فَصُعْلُوْكٌ لَّا مَالَ لَهٗ وَلٰكِنِ انْكِحِیْ اُسَامَةَ

فَمَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَنَا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اَنَّ فَاطِمَةَ لَمْ تُخْبِرْهُ بِرِضَاهَا بِوَاحِدٍ مِّنْهُمَا وَلَوْ اَخْبَرَتْهُ لَمْ يُشِرْ عَلَيْهَا بِغَيْرِ الَّذِیْ ذَكَرَتْ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کوئی بھی شخص اپنے بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے اور اپنے بھائی کے نکاح کے پیغام پر نکاح کا پیغام نہ بھیجے۔

اس بارے میں حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کراہیت کا مفہوم یہ ہے: کوئی شخص اپنے بھائی کے نکاح کے پیغام پر نکاح کا پیغام نہ بھیجے جب کسی مرد نے نکاح کا پیغام بھیجا ہو اور وہ عورت اس مرد سے راضی ہو تو اب کسی دوسرے شخص کے لیے یہ بات درست نہیں کہ وہ اس پہلے شخص کے نکاح کے پیغام پر نکاح کا پیغام بھیج دے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث کا مفہوم یہ ہے: کوئی شخص اپنے بھائی کے نکاح کے پیغام پر نکاح کا پیغام نہ بھیجے

1053–اخرجه البخاری (414'413/4) كتاب البيوع' باب: لا يبيع على بيع اخيه ولا يسوم على سوم اخيه حتى يأذن له او يترك' حديث (2140) ومسلم (1033/2) كتاب النكاح' باب: تحريم الخطبة على خطبة اخيه حتى يأذن او يترك' حديث (1413-51) وابو داؤد (634/1) كتاب النكاح' باب: في كراهية ان يخطب الرجل على خطبة اخيه' حديث (2080) وابن ماجه (600/1) كتاب النكاح: باب: لا يخطب الرجل على خطبة اخيه' حديث (1867) والنسائی (72'71/6) كتاب النكاح' باب النهي ان يخطب الرجل على خطبة اخيه' حديث (3239) واخرجه احمد (487'274'238/2) والحميدی (445/2) حديث (1026) من طريق سعيد بن المسيب عن ابی هريرة به–

ہمارے نزدیک اس کا مفہوم یہ ہے: جب کوئی مرد کسی عورت کو نکاح کا پیغام بھیجے اور وہ عورت اس سے راضی ہو جائے اور اس کی طرف مائل ہو تو اب کسی دوسرے کو یہ حق حاصل نہیں ہے: وہ اپنا نکاح کا پیغام بھیج دے البتہ اگر اس عورت کی رضامندی یا اس سے پہلے مرد کی طرف جھکاؤ کا علم ہونے سے پہلے بھیج دیتا ہے تو نکاح کا پیغام بھیجنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اس بارے میں دلیل سیّدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ہے جس کے مطابق وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا حضرت ابوجہم بن حذیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس خاتون کو نکاح کا پیغام بھیجا ہے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جہاں تک ابوجہم کا تعلق ہے تو وہ عورتوں کو مارتا بہت ہے اور جہاں تک معاویہ کا تعلق ہے تو وہ مفلس ہے۔ اس کے پاس کوئی مال نہیں ہے تم اسامہ کے ساتھ شادی کرلو!

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک اس حدیث کا مفہوم یہ ہے، ویسے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے: سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم ﷺ کو ان دونوں پیغامات میں سے کسی ایک کے بارے میں اپنی رضامندی کے بارے میں نہیں بتایا تھا' اگر سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو بتادیا ہوتا' تو نبی اکرم ﷺ انہیں وہ مشورہ نہ دیتے' جس کا انہوں نے تذکرہ کیا ہے۔

1054 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِی الْجَهْمِ قَالَ

متنِ حدیث: دَخَلْتُ اَنَا وَاَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَلٰی فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ فَحَدَّثَتْنَا اَنَّ زَوْجَهَا طَلَّقَهَا ثَلَاثًا وَّلَمْ يَجْعَلْ لَهَا سُكْنٰی وَلَا نَفَقَةً قَالَتْ وَوَضَعَ لِیْ عَشَرَةَ اَقْفِزَةٍ عِنْدَ ابْنِ عَمٍّ لَّهُ خَمْسَةً شَعِيْرًا وَّخَمْسَةً بُرًّا قَالَتْ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ قَالَتْ فَقَالَ صَدَقَ قَالَتْ فَاَمَرَنِیْ اَنْ اَعْتَدَّ فِیْ بَيْتِ اُمِّ شَرِيْكٍ ثُمَّ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ بَيْتَ اُمِّ شَرِيْكٍ بَيْتٌ يَّغْشَاهُ الْمُهَاجِرُوْنَ وَلٰكِنِ اعْتَدِّیْ فِیْ بَيْتِ ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ فَعَسٰی اَنْ تُلْقِیْ ثِيَابَكِ وَلَا يَرَاكِ فَاِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُكِ فَجَآءَ اَحَدٌ يَّخْطُبُكِ فَاٰذِنِيْنِیْ فَلَمَّا انْقَضَتْ عِدَّتِیْ خَطَبَنِیْ اَبُوْ جَهْمٍ وَّمُعَاوِيَةُ قَالَتْ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ اَمَّا مُعَاوِيَةُ فَرَجُلٌ لَّا مَالَ لَهُ وَاَمَّا اَبُوْ جَهْمٍ فَرَجُلٌ شَدِيْدٌ عَلَی النِّسَآءِ قَالَتْ فَخَطَبَنِیْ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَتَزَوَّجَنِیْ فَبَارَكَ اللّٰهُ لِیْ فِیْ اُسَامَةَ

حکمِ حدیث: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِیُّ عَنْ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ اَبِی الْجَهْمِ نَحْوَ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَزَادَ فِيْهِ فَقَالَ لِیْ

1054- اخرجه احمد (6/411'412) ومسلم (2/1114) كتاب الطلاق' باب: المطلقة ثلاثا لا نفقة لها' حديث (36-1480) واخرجه ابو داؤد (1/695) كتاب الطلاق : باب في نفقه المبتوتة' حديث (2284) وابن ماجه (1/601) كتاب النكاح : باب: لا يخطب الرجل على خطبة اخيه' حديث (1869) والنسائي (6/150) كتاب الطلاق : باب: ارسال الرجل الى زوجته بالطلاق' حديث (3418) واخرجه عبد بن حميد ص (458) حديث (1584) من طريق ابي بكر بن الجهم العدوي وابي سلمة بن عبد الرحمن عن فاطمة بنت قيس به۔

النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْكِحِي اُسَامَةَ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ اَبِي الْجَهْمِ بِهٰذَا

◆◆ ابوبکر بن جہم بیان کرتے ہیں: میں اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن، سیّدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو انہوں نے یہ حدیث سنائی، ان کے شوہر نے انہیں تین طلاقیں دیدیں اور انہیں رہائش اور خرچ نہیں دیا، وہ خاتون بیان کرتی ہیں: اس شخص نے میرے لیے اپنے چچازاد کے پاس دس قفیز غلہ رکھوایا، جس میں پانچ جو کے جو تھے، پانچ گیہوں کے تھے۔ وہ خاتون بیان کرتی ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، میں نے اس کا تذکرہ آپ سے کیا، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس نے ٹھیک کیا ہے، پھر نبی اکرم ﷺ نے مجھے یہ ہدایت کی، میں ام شریک کے گھر میں عدت بسر کروں، پھر نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ام شریک کے گھر میں تو مہاجرین بکثرت آتے جاتے ہیں تم ابن ام مکتوم کے گھر میں عدت بسر کرو! وہاں تم اپنی چادر اتار بھی دو گی، تو وہ تمہیں نہیں دیکھ سکے گا، جب تمہاری عدت گزر جائے، اور کوئی شخص تمہیں نکاح کا پیغام دے، تو تم مجھے آکر بتانا (وہ خاتون بیان کرتی ہیں) جب میری عدت ختم ہوئی تو ابوجہم اور معاویہ نے مجھے نکاح کا پیغام بھیجا، وہ خاتون بیان کرتی ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی میں نے اس بات کا تذکرہ آپ سے کیا تھا آپ نے ارشاد فرمایا: جہاں تک معاویہ کا تعلق ہے، تو وہ ایک ایسا شخص ہے، جس کے پاس مال نہیں ہے، جہاں تک ابوجہم کا تعلق ہے، تو وہ خواتین کے ساتھ سختی بہت کرتا ہے۔ اس خاتون نے بتایا: حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے مجھے نکاح کا پیغام بھیج دیا۔ انہوں نے میرے ساتھ شادی کر لی، تو اللہ تعالیٰ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہی مجھے بڑی برکت نصیب کی۔

یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو ابوبکر بن ابوجہم کے حوالے سے اسی روایت کی مانند نقل کیا ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ زائد ہیں (وہ خاتون بیان کرتی ہیں) نبی اکرم ﷺ نے مجھے ہدایت کی، تم اسامہ کے ساتھ شادی کر لو۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

شرح

پیغام نکاح پر پیغام نکاح بھیجنے کی ممانعت:

احادیث باب میں مسلمانوں کو دو چیزوں سے منع کیا گیا ہے: (ا) **بیع علی البیع**: اس کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں: (الف) کوئی شخص مال خریدے جبکہ مشتری نے خیار شرط بھی عائد کر لی ہو، پھر کوئی شخص مشتری سے یوں کہے کہ تم شراء کا معاملہ ختم کر دو اور تمہیں اس جیسی چیز اس سے کم قیمت میں فراہم کر دوں گا۔ (ب) کوئی شخص دوسرے سے مال خریدے جبکہ بائع اپنے لیے کوئی شرط عائد کرے۔ بعدازاں کوئی آدمی بائع سے معاملہ کالعدم قرار دینے کا کہے اور ساتھ ہی وعدہ کرے کہ میں اس جیسی چیز تم سے بیش قیمت میں خرید لوں گا۔ (ج) بائع اور مشتری دونوں کسی معاملہ کی قیمت میں اتفاق کر لیں پھر معاملہ کی صورت میں میلان بھی پایا جائے۔ بعدازاں تیسرا شخص بائع سے یوں کہہ دے کہ میں تم سے یہ مال خرید لوں گا۔ فقہاء کرام کے نزدیک یہ تینوں صورتیں منع

ہیں۔

۲-اسی خطبہ علی الخطبۃ بھی منع ہے۔اس کی بھی تین صورتیں ہوسکتی ہیں: (الف) خاطب کے پیغام کومخطوبہ یا ولی قبول کرے یا نکاح کی اجازت فراہم کرے۔خطبہ کی یہ صورت متفقہ طور پر منع ہے۔(ب) خاطب کے پیغام کومخطوبہ رد کردے یا اس معاملہ کی طرف میلان نہ ہو۔ یہ صورت متفقہ طور پر جائز ہے۔حدیث باب سے یہی صورت مراد ہے۔(ج) خاطب کے پیغام کی طرف مخطوبہ بالاشارہ میلان ظاہر کردے۔اس صورت میں فقہاء اسلام کی مختلف آراء ہیں: حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک جائز ہے۔حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناجائز ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْعَزْلِ

باب 38: عزل کا بیان

1055 سندِحدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِي الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِي كَثِيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ عَنْ جَابِرٍ

متنِ حدیث: قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا نَعْزِلُ فَزَعَمَتِ الْيَهُوْدُ اَنَّهَا الْمَوْءُوْدَةُ الصُّغْرٰى فَقَالَ كَذَبَتِ الْيَهُوْدُ اِنَّ اللّٰهَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّخْلُقَهُ فَلَمْ يَمْنَعْهُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عُمَرَ وَالْبَرَاءِ وَاَبِي هُرَيْرَةَ وَاَبِي سَعِيْدٍ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم پہلے عزل کیا کرتے تھے تو یہودیوں نے یہ بتایا: یہ زندہ درگور کرنے کی قسم ہے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہودیوں نے غلط کہا ہے جب اللہ تعالیٰ کسی کو پیدا کرنے کا ارادہ کرلے تو کوئی بھی اسے روک نہیں سکتا۔

اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت براء رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

1056 سندِحدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَابْنُ اَبِي عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ

آثارِ صحابہ: كُنَّا نَعْزِلُ وَالْقُرْاٰنُ يَنْزِلُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ جَابِرٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَقَدْ رُوِىَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ

1056- اخرجه البخاری (216/9) كتاب النكاح' باب: العزل' حديث (5209) ومسلم (1065/2) كتاب النكاح' باب: حكم العزل' حديث (136-1440) وابن ماجه (620/1) كتاب النكاح' باب: العزل' حديث (1927) واخرجه احمد (377/3) والحميدی (530'529/2) حديث (1257) من طريق عمرو بن دينار عن عطاء عن جابر بن عبد الله فذكره-

مذاہب فقہاء: وَقَدْ رَخَّصَ قَوْمٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ فِي الْعَزْلِ وقَالَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ تُسْتَاْمَرُ الْحُرَّةُ فِي الْعَزْلِ وَلَا تُسْتَاْمَرُ الْاَمَةُ

◆◆ حضرت جابر بن عبداللہ ﷺ بیان کرتے ہیں: ہم عزل کیا کرتے تھے اور قرآن نازل ہوتا رہا (لیکن اس کی حرمت کا حکم نازل نہیں ہوا)۔

امام ترمذی فرماتے ہیں: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یہی روایت ایک اور حوالے سے ان سے منقول ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اہلِ علم کے ایک گروہ نے عزل کی اجازت دی ہے۔

امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عزل کے بارے میں آزاد عورت سے اجازت لی جائے گی' البتہ کنیز سے اجازت نہیں لی جائے گی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ الْعَزْلِ

باب 39: عزل کا مکروہ ہونا

1057 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ وَقُتَيْبَةُ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ نَجِيحٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنْ قَزَعَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ

متنِ حدیث: ذُكِرَ الْعَزْلُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِمَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ اَحَدُكُمْ

اختلافِ روایت: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: زَادَ ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ فِيْ حَدِيْثِهٖ وَلَمْ يَقُلْ لَا يَفْعَلْ ذَاكَ اَحَدُكُمْ قَالَا فِيْ حَدِيْثِهِمَا فَاِنَّهَا لَيْسَتْ نَفْسٌ مَخْلُوْقَةٌ اِلَّا اللّٰهُ خَالِقُهَا

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ جَابِرٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ سَعِيْدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ

مذاہب فقہاء: وَقَدْ كَرِهَ الْعَزْلَ قَوْمٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے سامنے عزل کا تذکرہ کیا گیا' تو آپ نے ارشاد فرمایا: کوئی شخص ایسا کیوں کرتا ہے؟

ابن ابوعمر نامی راوی کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ نہیں فرمایا تھا: کوئی شخص ایسا نہ کرے۔

1057- اخرجه البخاری (402/13) کتاب التوحید' باب: قوله تعالیٰ (هو الله الخالق الباری المصور) حدیث (7409) ومسلم (1063/2) کتاب النکاح' باب: حکم العزل' حدیث (32-1438) وابو داؤد (658/1) کتاب النکاح' باب: ما جاء فی العزل' حدیث (2170) والحمیدی (330/2) حدیث (747) من طریق مجاهد عن قزعة عن ابی سعید الخدری فذکره۔

اس کے بعد دونوں راویوں کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: (نبی اکرم ﷺ نے فرمایا) جس جان نے پیدا ہونا ہے اللہ تعالیٰ اسے پیدا کردے گا۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اہلِ علم کے ایک گروہ نے عزل کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔

شرح

عزل کا مفہوم اور اس کا حکم:

مسلسل دوابواب کی تینوں روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ لفظ ''عزل'' ثلاثی مجرد صحیح از باب ضَرَبَ يَضْرِبُ سے مصدر ہے۔ اس کا لغوی معنی جدا ہونا یا الگ ہونا ہے۔ اصطلاحی معنی ہے کہ شوہر اپنی بیوی سے جماع کرے اور عین خروج منی کے وقت اپنا آلہ تناسل شرمگاہ سے باہر نکال لے تا کہ مادہ منویہ باہر گرنے کی وجہ سے حمل قرار نہ پا سکے۔ آزاد عورت سے اس کی اجازت سے عزل جائز ہے کیونکہ وطی حق زوجہ ہے جس میں وہ خود تصرف کر سکتی ہے۔ البتہ کنیز سے عزل کرتے وقت اس سے اجازت لینا ضروری نہیں ہے۔

سوال: عزل کے حوالے سے مختلف روایات ہیں۔ بعض سے اس کا جواز ثابت ہوتا ہے جس طرح حدیث باب میں ہے: كنا نعزل والقرآن ينزل: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم عزل کیا کرتے تھے جبکہ قرآن نازل ہو رہا تھا۔ بعض روایات سے اس کا عدم جواز ثابت ہوتا ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: لم يفعل ذالك احدكم، تم میں سے کوئی شخص بھی عزل کو اختیار نہ کرے''۔ ان روایات میں تطبیق کی صورت کیا ہوگی؟

جواب: اگر عزل سے غرض صحیح پیش نظر ہو تو جواز والی تمام روایات اس پر محمول ہیں۔ اگر عزل سے مقصد صحیح پیش نظر نہ ہو تو عدم جواز والی روایات اس پر محمول ہیں۔

سوال: خاندانی منصوبہ بندی شرعی طور پر جائز ہے یا نہیں؟

جواب: منصوبہ بندی کے عدم جواز کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں:۔ (۱) اس عمل قبیح کو عالمی سطح پر ایک تحریک کی صورت دے دی گئی ہے حالانکہ اس کے جواز کی صورت حالت انفراد سے مخصوص ہے۔ (۲) اس تحریک کی غرض وغایت اور مقصد فعل قبیح پر مشتمل ہونے کی وجہ سے قابل مذمت اور قابل گرفت ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْقِسْمَةِ لِلْبِكْرِ وَالثَّيِّبِ

باب 40: کنواری اور ثیبہ (بیوی) کے لیے تقسیم

1058 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ عَنْ اَبِي

قِلَابَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

آثارِ صحابہ: قَالَ لَوْ شِئْتُ اَنْ اَقُوْلَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنَّهُ قَالَ السُّنَّةُ اِذَا تَزَوَّجَ الرَّجُلُ الْبِكْرَ عَلٰى امْرَاَتِهٖ اَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا وَّاِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ عَلٰى امْرَاَتِهٖ اَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَنَسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اختلافِ روایت: وَقَدْ رَفَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ وَّلَمْ يَرْفَعْهُ بَعْضُهُمْ قَالَ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوْا اِذَا تَزَوَّجَ الرَّجُلُ امْرَاَةً بِكْرًا عَلٰى امْرَاَتِهٖ اَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا ثُمَّ قَسَمَ بَيْنَهُمَا بَعْدُ بِالْعَدْلِ وَاِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ عَلٰى امْرَاَتِهٖ اَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا وَّهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَّالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

قَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِيْنَ اِذَا تَزَوَّجَ الْبِكْرَ عَلٰى امْرَاَتِهٖ اَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا وَّاِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ اَقَامَ عِنْدَهَا لَيْلَتَيْنِ وَالْقَوْلُ الْاَوَّلُ اَصَحُّ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اگر میں چاہوں' تو میں یہ کہہ سکتا ہوں' نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے' لیکن حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہی فرمایا: یہ بات سنت ہے' جب آدمی کی پہلے سے بیوی موجود ہو' پھر وہ کسی کنواری لڑکی کے ساتھ شادی کرے' تو اس کنواری لڑکی کے پاس تین دن قیام کرے۔

اس بارے میں سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے حدیث منقول ہے۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

محمد بن اسحٰق نے ایوب نامی راوی کے حوالے سے، ابوقلابہ کے حوالے سے، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اسے ''مرفوع'' روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

جبکہ بعض محدثین نے اسے ''مرفوع'' روایت کے طور پر نقل نہیں کیا۔

اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا'

وہ یہ فرماتے ہیں: جب کوئی شخص پہلے سے شادی شدہ ہو' اور پھر کسی کنواری لڑکی کے ساتھ شادی کرلے' تو اس کے پاس سات دن قیام کرے۔

پھر اس کے بعد دونوں بیویوں کے درمیان مساوی طور پر وقت کی تقسیم کرے۔

لیکن جب کوئی شخص پہلے سے شادی شدہ ہو' اور پھر کسی ثیبہ کے ساتھ شادی کرلے' تو اس کے ساتھ تین دن قیام کرے۔

1058- اخرجه البخاری (224/9) کتاب النکاح' باب اذا تزوج البکر علی الثیب' حدیث (5213) ومسلم (1084/2) کتاب الرضاع' باب قدر ما تستحقه' البکر والثیب من اقامة الزوج عندها' عقب الزفاف' حدیث (44-1461) وابو داؤد (646/1) کتاب النکاح' باب فی المقام عند البکر' حدیث (2124) من طریق خالد الحذاء عن ابی قلابة عن انس بن مالک فذکره۔

امام مالک' امام شافعی' امام احمد اور امام اسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ علیہم اسی بات کے قائل ہیں۔
تابعین سے تعلق رکھنے والے بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے:
جب کوئی شخص پہلے سے شادی شدہ ہو' پھر وہ کسی کنواری لڑکی کے ساتھ شادی کرے' تو اس کے ساتھ تین دن رہے گا۔
لیکن اگر وہ بیوہ یا طلاق یافتہ کے ساتھ شادی کرے' تو اس کے ساتھ دو دن رہے گا (اس کے بعد عام معمول کے مطابق دونوں بیویوں کے درمیان وقت تقسیم کرے گا۔)
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: پہلی رائے درست ہے۔

شرح

باکرہ اور ثیبہ کے لیے باری مقرر کرنا:

تمام آئمہ فقہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نکاح کے وقت جب کسی شخص کے ہاں ایک یا ایک سے زائد بیویاں موجود ہوں' تو اگر نئی دلہن بیوہ ہو تو شوہر اس کے پاس تین دن اور اگر نئی دلہن کنواری ہو' تو اس کے پاس سات ایام تک رہے گا۔ بعد ازاں وہ پرانی ازواج کے پاس جائے گا۔ دریافت طلب یہ بات ہے کہ یہ مخصوص حق ہے یا محض حق ہے؟ اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔
آئمہ ثلاثہ کا مؤقف ہے کہ شوہر کا نئی دلہن کے پاس تین ایام یا سات دن کا قیام دلہن کا مخصوص حق ہے۔ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شوہر کا نئی دلہن کے پاس تین ایام یا سات دن تک قیام محض حق ہے۔ شوہر نئی دلہن سے فارغ ہو کر دوسری بیویوں کو بھی اس طرح ایام دے گا۔ آپ نے حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ان سے نکاح ہوا تو تین ایام تک ان کے پاس قیام پذیر رہے' پھر فرمایا: لیس بك على اهلك هوان الخ تم اپنے شوہر کو کچھ ناپسند نہیں ہو۔ اگر تم پسند کرتی ہو تو میں سات ایام تک تمہارے ہاں قیام کر سکتا ہوں: فان سبعت لك سبعت لنسائی ۔ (سنن نسائی جلد اوّل ص ۲۸۹) اگر میں تمہارے پاس سات دن تک قیام پذیر رہا تو دوسری ازواج کے پاس بھی سات ایام تک ٹھہروں گا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّسْوِيَةِ بَيْنَ الضَّرَائِرِ

باب 41: سوکنوں کے درمیان برابری کا سلوک کرنا

1059 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ

1059- اخرجه احمد (144/6) وابو داؤد (648/1) كتاب النكاح' باب : في القسم بين النساء' حديث (2134) وابن ماجه (634/1) كتاب النكاح' باب: القسمة بين النساء' حديث (1971) والنسائي (63/7) كتاب عشرة النساء' باب: ميل الرجل الى بعض نسائه دون بعض' حديث (3943) والدارمي (144/2) كتاب النكاح' باب: القسمة بين النساء' من طريق عبد الله بن يزيد عن عائشه

قِلَابَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَآئِشَةَ

متن حدیث: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْسِمُ بَيْنَ نِسَائِهِ فَيَعْدِلُ وَيَقُوْلُ اللّٰهُمَّ هٰذِهٖ قِسْمَتِیْ فِيْمَا اَمْلِكُ فَلَا تَلُمْنِیْ فِيْمَا تَمْلِكُ وَلَا اَمْلِكُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: حَدِيْثُ عَآئِشَةَ هٰكَذَا رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْسِمُ وَرَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ وَّغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ مُرْسَلًا

حدیث دیگر: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْسِمُ

وَهٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ وَمَعْنٰی قَوْلِهٖ لَا تَلُمْنِیْ فِيْمَا تَمْلِكُ وَلَا اَمْلِكُ اِنَّمَا يَعْنِیْ بِهِ الْحُبَّ وَالْمَوَدَّةَ كَذَا فَسَّرَهُ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے اپنی ازواج کے درمیان (وقت کی) تقسیم کی ہوئی تھی' تو آپ اس بارے میں انصاف سے کام لیتے تھے' آپ یہ فرماتے تھے۔

''اے اللہ! یہ وہ تقسیم ہے' جو میری ملکیت میں ہے' تو مجھے اس پر ملامت نہ کرنا' جس کا تو مالک ہے' جس کا میں مالک نہیں ہوں''۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول روایت اسی طرح ہے جسے کئی راویوں نے حماد بن سلمہ کے حوالے سے، ایوب کے حوالے سے، ابوقلابہ کے حوالے سے، عبداللہ بن یزید کے حوالے سے، سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے: نبی اکرم ﷺ تقسیم کیا کرتے تھے۔

حماد بن زید اور دیگر راویوں نے' ایوب کے حوالے سے، ابوقلابہ کے حوالے سے اسے ''مرسل'' روایت کے طور پر نقل کیا ہے: نبی اکرم ﷺ تقسیم کیا کرتے تھے۔

یہ روایت حماد بن سلمہ سے منقول روایت کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان ''تو مجھے اس چیز کے بارے میں ملامت نہ کرنا جس کا تو مالک ہے' اور میں مالک نہیں ہوں''۔ اس سے مراد محبت اور پیار ہے۔

بعض اہل علم نے اسی طرح اس کی وضاحت کی ہے۔

1060 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِیٍّ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ نَهِيْكٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: اِذَا كَانَ عِنْدَ الرَّجُلِ امْرَاَتَانِ فَلَمْ يَعْدِلْ بَيْنَهُمَا جَآءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَشِقُّهٗ سَاقِطٌ

1060- اخرجه احمد (295/2) وابو داؤد (648/1) كتاب النكاح' باب: فی القسم بين النساء' حديث (2133) وابن ماجه (633/1) كتاب النكاح' باب القسمة بين النساء' حديث (1969) والنسائی (63/7) كتاب عشرة النساء' باب: ميل الرجل الی بعض نسائه دون بعض' حديث (3942) والدارمی (143/2) كتاب النكاح' باب العدل بين النساء' من طريق بشير بن نهيك عن ابی هريرة به-

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَاِنَّمَا اَسْنَدَ هٰذَا الْحَدِيْثَ هَمَّامُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ قَتَادَةَ وَرَوَاهُ هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ كَانَ يُقَالُ وَلَا نَعْرِفُ هٰذَا الْحَدِيْثَ مَرْفُوْعًا اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ هَمَّامٍ وَّهَمَّامٌ ثِقَةٌ حَافِظٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جب کسی شخص کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان دونوں کے درمیان انصاف سے کام نہ لے تو جب وہ قیامت کے دن آئے گا' تو اس کا ایک پہلو مفلوج ہوگا۔

ہمام بن یحییٰ نے قتادہ کے حوالے سے اس روایت کی سند بیان کی ہے۔

ہشام دستوائی نے اس روایت کو قتادہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

ایک قول کے مطابق ہم اس روایت کو ''مرفوع'' ہونے کے طور پر صرف ہمام سے منقول حدیث کے حوالے سے جانتے ہیں۔

شرح

شوہر کی طرف سے سوکنوں کے مابین حقوق مساوات:

لفظ ''ضرائر'' ضرۃ کی جمع ہے۔ ضرۃ سے مراد سوکن ہے۔ شوہر کی ایک سے زائد بیویاں ہوں اور ان بیویوں کے باہم رشتہ کو ''سوکن'' کا نام دیا گیا۔ شوہر پر واجب ہے کہ اپنی تمام ازواج یا تمام سوکنوں کے مابین معاملات اختیاری میں عدل و انصاف اور مساوات کو پیش نظر رکھے۔ البتہ معاملات غیر اختیاری یعنی محبت ومودت وغیرہ میں مساوات واجب نہیں ہے' کیونکہ ان امور میں شوہر مجبور محض ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں یہ مشہور روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حضور یوں عرض کناں ہوا کرتے تھے: اے اللہ! جو امور میرے اختیار میں ہیں ان میں تو میں مساوات کرتا ہوں لیکن جو بات میری طاقت میں نہیں ہے بلکہ تیری طاقت میں ہے تو اس بارے میں میرا مؤاخذہ نہ کرنا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الزَّوْجَيْنِ الْمُشْرِكَيْنِ يُسْلِمُ اَحَدُهُمَا

باب 42: جب مشرک میاں' بیوی میں سے کوئی ایک اسلام قبول کر لے

1061 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ وَّهَنَّادٌ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْحَجَّاجِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَدَّ ابْنَتَهٗ زَيْنَبَ عَلٰى اَبِى الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيْعِ بِمَهْرٍ جَدِيْدٍ وَّنِكَاحٍ جَدِيْدٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ فِىْ اِسْنَادِهٖ مَقَالٌ وَّفِى الْحَدِيْثِ الْاٰخَرِ اَيْضًا مَقَالٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ الْمَرْاَةَ اِذَا اَسْلَمَتْ قَبْلَ زَوْجِهَا ثُمَّ اَسْلَمَ

1061- اخرجه احمد (207/2) وابن ماجه (647/1) كتاب النكاح' باب الزوجين يسلم احدهما قبل الآخر' حديث (2010) من طريق عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده عبد الله بن عمرو بن العاص فذكره۔

زَوْجُهَا وَهِيَ فِي الْعِدَّةِ اَنَّ زَوْجَهَا اَحَقُّ بِهَا مَا كَانَتْ فِي الْعِدَّةِ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ وَّالْاَوْزَاعِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

◆◆ حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے، اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اپنی صاحب زادی سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کو نئے مہر اور نئے نکاح کے ہمراہ ان کے (سابقہ شوہر) ابوالعاص بن ربیع کو واپس کر دیا تھا۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) اس حدیث کی سند میں کچھ کلام ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے جب کوئی عورت اپنے شوہر سے پہلے اسلام قبول کر لے اور اس عورت کی عدت کے دوران اس کا شوہر بھی اسلام قبول کر لے تو جب تک وہ عورت عدت گزار رہی ہے اس کا شوہر اس کا زیادہ حقدار ہوگا۔

امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ، امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

1062 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ قَالَ حَدَّثَنِيْ دَاوُدُ بْنُ الْحُصَيْنِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

متنِ حدیث: رَدَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنَتَهُ زَيْنَبَ عَلٰى اَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيْعِ بَعْدَ سِتِّ سِنِيْنَ بِالنِّكَاحِ الْاَوَّلِ وَلَمْ يُحْدِثْ نِكَاحًا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ لَيْسَ بِاِسْنَادِهٖ بَاْسٌ وَّلٰكِنْ لَّا نَعْرِفُ وَجْهَ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَلَعَلَّهٗ قَدْ جَآءَ هٰذَا مِنْ قِبَلِ دَاوُدَ بْنِ حُصَيْنٍ مِّنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اپنی صاحب زادی سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کو (ان کے سابقہ شوہر) ابوالعاص بن ربیع کو واپس کر دیا تھا حالانکہ ان کے سابقہ نکاح کو چھ سال گزر چکے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کا دوبارہ نکاح نہیں پڑھوایا تھا۔

اس حدیث کی سند میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن ہمیں اس حدیث کے متن کا علم نہیں ہے ہوسکتا ہے: اس میں داؤد بن حصین کے حافظے میں کوئی غلطی ہوئی ہو۔

1063 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ عِيْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَآئِيْلُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ رَجُلًا جَآءَ مُسْلِمًا عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَآءَتِ امْرَاَتُهٗ مُسْلِمَةً فَقَالَ

1062- اخرجه احمد (351،261،217/1) وابو داؤد (680/1) كتاب الطلاق، باب: الى متى ترد عليه امراته اذا اسلم بعدها؛ حديث (2240) وابن ماجه (647/1) كتاب النكاح؛ باب: الزوجين يسلم احدهما قبل الآخر' حديث رقم (2009) من طريق عكرمة عن ابن عباس به-

1063- اخرجه احمد (323،232/1) وابو داؤد (679/1) كتاب الطلاق، باب: اذا اسلم احد الزوجين' حديث (2238) واخرجه ابن ماجه (647/1) كتاب النكاح' باب: الزوجين يسلم احدهما قبل الآخر' حديث (2008) من طريق سماك بن حرب عن عكرمة عن ابن عباس به-

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهَا كَانَتْ اَسْلَمَتْ مَعِي فَرُدَّهَا عَلَيَّ فَرَدَّهَا عَلَيْهِ

حکم حدیث: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ سَمِعْتُ عَبْدَ بْنَ حُمَيْدٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ يَزِيْدَ بْنَ هَارُوْنَ يَذْكُرُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ هٰذَا الْحَدِيْثَ وَحَدِيْثُ الْحَجَّاجِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ

حدیث دیگر: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَدَّ ابْنَتَهٗ زَيْنَبَ عَلٰى اَبِي الْعَاصِ بِمَهْرٍ جَدِيْدٍ وَّنِكَاحٍ جَدِيْدٍ قَالَ يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ اَجْوَدُ اِسْنَادًا

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى حَدِيْثِ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ

حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں ایک شخص مسلمان ہو کر آیا پھر اس کی عورت بھی مسلمان ہو کر آ گئی اس شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! اس نے میرے ہمراہ اسلام قبول کیا تھا' تو نبی اکرم ﷺ نے اس خاتون کو اس شخص کو واپس کر دیا (یعنی اس کے نکاح میں رہنے دیا)

یہ حدیث ''صحیح'' ہے۔

میں نے عبد بن حمید کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا وہ فرماتے ہیں: میں نے یزید بن ہارون کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے' انہوں نے محمد بن اسحٰق کے حوالے سے اس روایت کو نقل کیا ہے۔

حجاج نے عمرو بن شعیب کے حوالے سے، ان کے والد کے حوالے سے، ان کے دادا کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے: نبی اکرم ﷺ نے اپنی صاحب زادی کو (ان کے سابقہ شوہر) ابوالعاص بن ربیع کو نئے مہر اور نئے نکاح کے ہمراہ واپس کر دیا تھا۔

یزید بن ہارون فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول روایت سند کے اعتبار سے زیادہ بہتر ہے' تاہم عمل عمرو بن شعیب سے منقول روایت پر کیا جائے گا۔

شرح

غیر مسلم زوجین میں سے ایک کے مسلمان ہونے پر دوسرے کے ایمان کا مسئلہ:

زوجین میں سے ایک کے مسلمان ہونے پر دونوں میں تفریق ہو جائے گی یا نہیں؟ اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ جمہور آئمہ کا مؤقف ہے کہ زوجین میں سے ایک نے دارالاسلام میں اسلام قبول کر لیا یا دارالحرب میں تو ان کے مابین تین حیض تک نکاح باقی رہے گا۔ تیسرا حیض مکمل ہونے تک دوسرا بھی مسلمان ہو گیا تو فبھا ورنہ دونوں کے درمیان تفریق ہو جائے گی۔ الغرض آئمہ ثلاثہ کے نزدیک تفریق کا مدار عدت ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تین امور سے نکاح ختم ہو جاتا ہے: (۱) تباین دارین (۲) اباء عن الاسلام (۳) عدت (تین حیض)۔ اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ زوجین میں سے ایک دارالحرب میں مسلمان ہوا پھر بعد ازاں وہاں سے عازم ہجرت ہو کر دارالاسلام میں پہنچ گیا تو تباین دارین کے باعث نکاح باقی نہیں رہے گا۔ اگر زوجین میں سے مسلمان ہونے والا دارالحرب میں قیام پذیر رہا اور وہ دارالاسلام میں نہ پہنچا تو تین حیض مکمل ہونے تک نکاح برقرار رہے گا پھر ختم ہو جائے گا۔

فائدہ: دنیا بھی کے اسلامی ممالک میں بھی آسمانی یا اسلامی قانون کی بجائے وضعی قانون نافذ ہے یعنی لوگوں کا اپنا تیار کردہ دستور نافذ العمل ہے۔ لہٰذا تمام ممالک میں یہی قانون ہے کہ کسی بھی ملک میں غیر مسلم زوجین میں سے ایک کے مسلمان ہونے پر تین حیض مکمل ہونے سے نکاح ختم ہو جائے گا۔ یہودی یا عیسائی زوجین میں سے عورت اسلام قبول کرے تو اس کا بھی یہی حکم ہے' کیونکہ مسلمان خاتون کا کسی یہودی یا عیسائی کے نکاح میں رہنا جائز نہیں ہے۔ اگر شوہر مسلمان ہو جائے تو نکاح باقی رہے گا کیونکہ یہودی یا عیسائی عورت کا مسلمان کے نکاح میں رہنا جائز ہے۔

سوال: حدیث باب سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو ان کے خاوند حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کے ہاں چھ سال بعد واپس کر دیا تھا جبکہ بعض روایات میں چار سال اور بعض میں دو سال کا ذکر ہے تو اس طرح روایات میں تعارض ہوا، ان میں تطبیق کی صورت کیا ہے؟

جواب: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں چھ سال کے عرصہ سے مراد ہجرت کے بعد حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام تک کا زمانہ ہے، چار سال سے مراد غزوہ بدر سے لے کر ان کے قبول اسلام تک کا دور ہے اور دو سال سے مراد حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی دوسری گرفتاری سے لے کر ان کے قبول اسلام تک کا زمانہ ہے۔

سوال: حدیث باب میں حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو جدید نکاح اور جدید مہر کے ساتھ واپس کیا تھا جبکہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو قدیم نکاح اور قدیم مہر کے ساتھ واپس کیا گیا تھا، اس طرح روایات میں تعارض ہوا؟

جواب: احادیث باب میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کو حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ کی روایت پر فوقیت حاصل ہے' کیونکہ ان کی روایت قوی ہے' جبکہ حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ کی روایت ضعیف ہے۔

سوال: ایک سال کے بعد حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو نکاح قدیم کے ساتھ واپس لوٹانا کیسے ممکن ہے' جبکہ اس وقت تک عدت بھی مکمل ہو چکی ہوگی، علیحدگی کے بعد نکاح قدیم اور مہر قدیم کے ساتھ واپس کرنے کا مفہوم ذہن میں نہیں آتا؟

جواب: یہ اعتراض آئمہ ثلاثہ کے مؤقف پر ہوتا ہے' جبکہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذہب پر نہیں ہو سکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ زوجین میں سے کسی ایک کے محض قبول اسلام سے تفریق نہیں ہوتی بلکہ آپ کے نزدیک احد الزوجین کے اباء عن الاسلام کے سبب تفریق واقع ہوگی بلکہ حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ عرض اسلام کے باعث ۶ھ میں مسلمان ہو گئے تھے، اس طرح فسخ نکاح کا امکان ختم ہو جاتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرَّجُلِ يَتَزَوَّجُ الْمَرْاَةَ فَيَمُوْتُ عَنْهَا قَبْلَ اَنْ يَّفْرِضَ لَهَا

باب 43: جب کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ شادی کرے اور اس کے لیے مہر مقرر کرنے سے پہلے فوت ہو جائے

1064 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ

اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ

متن حدیث: اَنَّـهٗ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَاَةً وَّلَمْ يَفْرِضْ لَهَا صَدَاقًا وَّلَمْ يَدْخُلْ بِهَا حَتّٰى مَاتَ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ لَّهَا مِثْلُ صَدَاقِ نِسَائِهَا لَا وَكْسَ وَلَا شَطَطَ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ وَلَهَا الْمِيْرَاثُ فَقَامَ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانٍ الْاَشْجَعِيُّ فَقَالَ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بِرْوَعَ بِنْتِ وَاشِقٍ امْرَاَةٍ مِّنَّا مِثْلَ الَّذِىْ قَضَيْتَ فَفَرِحَ بِهَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَابِ عَنِ الْجَرَّاحِ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ كِلَاهُمَا عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ نَحْوَهٗ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَقَدْ رُوِىَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ وَبِهٖ يَقُوْلُ الثَّوْرِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ وَّزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَّابْنُ عَبَّاسٍ وَّابْنُ عُمَرَ اِذَا تَزَوَّجَ الرَّجُلُ الْمَرْاَةَ وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا صَدَاقًا حَتّٰى مَاتَ قَالُوْا لَهَا الْمِيْرَاثُ وَلَا صَدَاقَ لَهَا وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ قَالَ لَوْ ثَبَتَ حَدِيْثُ بِرْوَعَ بِنْتِ وَاشِقٍ لَّكَانَتِ الْحُجَّةُ فِيْمَا رُوِىَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرُوِىَ عَنِ الشَّافِعِيِّ اَنَّهٗ رَجَعَ بِمِصْرَ بَعْدُ عَنْ هٰذَا الْقَوْلِ وَقَالَ بِحَدِيْثِ بِرْوَعَ بِنْتِ وَاشِقٍ

◆◆ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے' ان سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا: جو کسی عورت کے ساتھ شادی کر لے اور اس کے لیے مہر مقرر نہ کرے' اس کے ساتھ صحبت نہ کرے' یہاں تک کہ اس شخص کا انتقال ہو جائے' تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس عورت کو اس جیسی خواتین کی مانند مہر ملے گا' اس میں کوئی کمی و بیشی نہیں ہوگی' وہ عورت عدت بسر کرے گی اور اسے وراثت میں حصہ ملے گا' تو حضرت معقل بن سنان کھڑے ہوئے اور بولے: نبی اکرم ﷺ نے بروع بنت واشق' جو ہمارے قبیلے کی ایک خاتون تھیں' ان کے بارے میں یہی فیصلہ دیا تھا' جو آپ نے دیا ہے' تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس بات پر بہت خوش ہوئے۔

اس بارے میں حضرت جراح سے روایت منقول ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

1064- اخرجه ابو داؤد (643/1) كتاب النكاح' باب: فيمن تزوج ولم يسم صداقاً حتى مات' حديث (2114) والنسائي (121/6) كتاب النكاح' باب: اباحة التزوج بغير صداق' حديث (3355) من طريق سفيان بن منصور عن ابراهيم علقمة عن ابن مسعود فذكره۔

یہی روایت دیگر حوالوں سے بھی منقول ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا۔

سفیان ثوری' امام احمد اور امام اسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ علیہم نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

نبی اکرم کے اصحاب سے تعلق رکھنے والے بعض اہلِ علم' جن میں حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ' حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ شامل ہیں۔ یہ حضرات فرماتے ہیں: جب کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ شادی کرے اور اس نے اس عورت کے ساتھ صحبت بھی نہ کی ہو' اور اس کا مہر بھی مقرر نہ کیا ہو' اور پھر اس شخص کا انتقال ہو جائے' تو یہ حضرات فرماتے ہیں اس صورت میں' اس عورت کو وراثت میں حصہ ملے گا' البتہ اسے مہر نہیں ملے گا اور اس عورت پر عدت گزارنا لازم ہوگا۔

امام شافعی بھی اس بات کے قائل ہیں' وہ فرماتے ہیں: اگر سیّدہ بروع بنت واشق رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ثابت بھی ہو جائے' تو اس بارے میں حجت وہ چیز ہوگی جو نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

امام شافعی کے بارے میں یہ روایت بھی منقول ہے' انہوں نے مصر میں اپنے اس قول سے رجوع کر لیا تھا اور سیّدہ بروع بنت واشق رضی اللہ عنہا سے متعلق حدیث کے مطابق فتویٰ دے دیا تھا۔

شرح

نکاح کے بعد اور مہر مقرر کرنے سے قبل شوہر کے فوت ہو جانے کا مسئلہ:

حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ نکاح کے بعد جس طرح جماع سے نکاح مؤکد ہوتا ہے اسی طرح زوجین میں سے کسی ایک کی وفات سے بھی مؤکد ہو جاتا ہے۔ اگر رخصتی سے قبل بیوی کا انتقال ہو جائے تو شوہر کو اس کی میراث سے حصہ ملے گا۔ اگر شوہر کا انتقال ہو جائے تو بیوہ کو شوہر کی میراث سے حصہ ملے گا اور عدت گزارنا بھی واجب ہوگی۔ کیا بیوہ کو پورا مہر ملے گا یا نہیں؟ اس بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ صحابہ میں حضرت علی' حضرت زید بن ثابت اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ کا مؤقف ہے کہ بیوہ کو مہر نہیں ملے گا کیونکہ شوہر نے اس سے وطی نہیں کی تھی۔ جمہور فقہاء کا فیصلہ ہے کہ اگر شوہر کے انتقال سے قبل مہر مقرر تھا تو بیوہ کو پورا مہر ملے گا۔ اگر مہر مقرر نہیں ہوا تھا تو مہر مثل ملے گا۔ انہوں نے حضرت بروع بنت واشق رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ رخصتی سے قبل ان کے شوہر کا انتقال ہو گیا تھا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پورا مہر ادا کرنے کا فیصلہ دیا تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

كِتَابُ الرَّضَاعِ

رضاعت (کے بارے میں' نبی اکرم ﷺ سے منقول احادیث کا) مجموعہ

بَابُ مَا جَآءَ يُحَرَّمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يُحَرَّمُ مِنَ النَّسَبِ

باب 1- رضاعت کے ذریعے وہی حرمت ثابت ہوتی ہے' جونسب کے ذریعے ثابت ہوتی ہے

رضاعت کے احکام ومسائل

عملی فائدہ: نکاح کی بحث چل رہی تھی کہ اس کے ضمن میں حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ ''کتاب الرضاع'' لے آئے ہیں جس کے ذیل میں چھ ابواب لائے ہیں۔ اس کے بعد پھر نکاح کی بحث شروع کردی۔ اسی طرح وہ جامع الترمذی کی ''کتاب البیوع'' کی بحث کے وسط میں ''کتاب الاحکام'' لائے اور اس کے بعد دوبارہ ''کتاب البیوع'' کی بحث شروع فرمادی۔ صرف ان دومقامات پر انہوں نے ایسا کیا ہے۔

1065 سندِحدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَتنِ حدیث: اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مِنَ الرَّضَاعِ مَا حَرَّمَ مِنَ النَّسَبِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عَآئِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّاُمِّ حَبِيْبَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَلِيٍّ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ نے رضاعت کے ذریعے ان (تمام رشتوں کو) حرام قرار دیا ہے' جنہیں نسب کے حوالے سے حرام قرار دیا ہے۔

اس بارے میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور سیّدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

1066 سندِحدیث: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح وحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مُوْسَى الْاَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ

1065- اخرجه احمد(131/1) من طريق علي بن زيد عن سعيد بن المسيب عن علي بن ابي طالب فذكره-

عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا حَرَّمَ مِنَ الْوِلَادَةِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ لَا نَعْلَمُ بَيْنَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ اخْتِلَافًا

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ نے رضاعت کے ذریعے (ان رشتوں کو) حرام قرار دیا ہے، جنہیں ولادت (یعنی نسب) کے ذریعے حرام قرار دیا ہے۔

یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث بھی صحیح ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے عام اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے ہمارے علم کے مطابق ان حضرات کے درمیان اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

شرح

حرمت رضاعت:

باب کے ذیل میں حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے دو احادیث مبارکہ تخریج فرمائی ہیں۔ جن میں ایک قاعدہ کی شکل میں یہ مسئلہ بیان کیا ہے کہ جس طرح نسب کے سبب رشتے حرام ہو جاتے ہیں اسی طرح رضاعت سے بھی حرام قرار پاتے ہیں۔

سوال: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث باب اپنے اطلاق کے سبب عام کے درجہ میں ہے لیکن کثیر تعداد میں مسائل رضاعت اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہیں جن کی تصریح فقہاء اسلام نے مطولات میں فرمائی ہے؟

جواب: رضاعت کی استثنائی صورتیں درحقیقت رضاعت میں شامل ہی نہیں تھیں محض صورتاً ان کا شمول تھا۔ شمول صوری کے سبب مستثنیٰ منفصل سے ان کا استثناء کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر رضاعی برادر کا نسبی بہن سے نکاح جائز ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ رضاعی بھائی کا حقیقی بہن سے نہ رضاعی تعلق ہے اور نہ نسبی۔ گویا مسئلہ کی یہ صورت حدیث باب میں شامل ہی نہیں تھی۔ یہی نوعیت دیگر استثنائی مسائل کی ہے۔

1066- اخرجه مالك في الموطا (607/2) كتاب الرضاع' باب: جامع ما جاء في الرضاعة' حديث (15) واحمد (72'66'51'44/6) وابو داؤد (626/1) كتاب النكاح' باب يحرم من الرضاعة من يحرم من النسب' حديث (2055) والنسائي (98/6, 99) كتاب النكاح' باب: ما يحرم من الرضاع' حديث (3300) والدارمي (156/2) كتاب النكاح' باب: ما يحرم من الرضاع' من طريق سليمان بن يسار عن عروة بن الزبير عن عائشة به' واخرجه البخاري (43/9) كتاب النكاح' باب: (وامهتكم التي ارضعنكم) النساء 23 ويحرم من الرضاعة من يحرم من النسب' حديث (5099) ومسلم (1068/2) كتاب الرضاع' باب: يحرم من الرضاعة ما يحرم من الولادة' حديث (1-1444) من طريق عبد الله بن ابي بكر عن عمرة عن عائشة بنحوه به۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ لَبَنِ الْفَحْلِ

باب 2- دودھ کی مرد کی طرف نسبت

1067 سندِحدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: جَآءَ عَمِّي مِنَ الرَّضَاعَةِ يَسْتَاْذِنُ عَلَيَّ فَاَبَيْتُ اَنْ اٰذَنَ لَهٗ حَتّٰى اَسْتَاْمِرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ فَاِنَّهٗ عَمُّكِ قَالَتْ اِنَّمَا اَرْضَعَتْنِي الْمَرْاَةُ وَلَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ قَالَ فَاِنَّهٗ عَمُّكِ فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ كَرِهُوا لَبَنَ الْفَحْلِ وَالْاَصْلُ فِيْ هٰذَا حَدِيْثُ عَآئِشَةَ وَقَدْ رَخَّصَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ فِيْ لَبَنِ الْفَحْلِ وَالْقَوْلُ الْاَوَّلُ اَصَحُّ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میرے رضاعی چچا آئے اور میرے ہاں اندر آنے کی اجازت مانگی' تو میں نے انہیں اجازت دینے سے انکار کردیا جب تک نبی اکرم ﷺ سے اجازت نہ لوں (جب نبی اکرم ﷺ سے پوچھا) تو آپ نے ارشاد فرمایا: وہ تمہارے پاس آ سکتا ہے' کیونکہ وہ تمہارا چچا ہے' سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: مجھے عورت نے دودھ پلایا تھا' مرد نے دودھ نہیں پلایا تھا' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ تمہارے چچا ہے' تمہارے ہاں آ سکتا ہے۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہلِ علم کے نزدیک مرد رضاعی رشتے دار کے سامنے آنا مکروہ ہے۔

اس بارے میں اصل سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ہے' بعض اہلِ علم نے رضاعی باپ کے بارے میں رخصت دی ہے۔ پہلی رائے زیادہ درست ہے۔

1068 سندِحدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح وحَدَّثَنَا الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ

1067- اخرجه البخاری (249/9) كتاب النكاح' باب: ما يحل من الدخول والنظر الى النساء فی الرضاع' حديث (2539) ومسلم (1070/2) كتاب الرضاع' باب: تحريم الرضاعة من ماء الفحل' حديث (7-1445) واخرجه مالك فی المؤطا (601/2) كتاب الرضاع' باب: رضاعة الصغير' حديث (2) واحمد (33/6) والحميدی (113/1) حديث (229) وابو داؤد (627/1) كتاب النكاح: باب: فی لبن الفحل' حديث (2057) وابن ماجه (627/1) كتاب النكاح' باب: لبن الفحل' حديث (1949) والنسائی (103/6) كتاب النكاح' باب: لبن الفحل' حديث (3315) والدارمی (156/2) كتاب النكاح: باب ما يحرم الرضاع' من طريق عروة عن عائشه به۔

شِهَابٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيْدِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

آثارِ صحابہ: اَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ لَهُ جَارِيَتَانِ اَرْضَعَتْ اِحْدَاهُمَا جَارِيَةً وَّالْاُخْرٰى غُلَامًا اَيَحِلُّ لِلْغُلَامِ اَنْ يَّتَزَوَّجَ بِالْجَارِيَةِ فَقَالَ لَا اللِّقَاحُ وَاحِدٌ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا تَفْسِيْرُ لَبَنِ الْفَحْلِ وَهٰذَا الْاَصْلُ فِيْ هٰذَا الْبَابِ

مذاہبِ فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات منقول ہے ان سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا: جس کی دو کنیزیں ہوں ان میں سے ایک کنیز ایک لڑکی کو دودھ پلا دے اور دوسری کنیز ایک لڑکے کو دودھ پلا دے تو کیا اس لڑکے کی اس لڑکی کے ساتھ شادی کرنا جائز ہے تو انہوں نے فرمایا: نہیں! کیونکہ دودھ کا سبب ایک ہی شخص ہے۔

لبن الفحل کی یہ ہی وضاحت ہے۔ اس بارے یہی بات اصل ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

شرح

مرد کی طرف رضاعت کی نسبت کرنا:

حدیث باب میں "لبن الفحل" ایک اصطلاح ہے جس سے ایسی رضاعت مراد ہے جو باپ کی جانب سے ثابت ہوتی ہو مثلاً رضاعی چچا رضاعی دادا اور رضاعی پھوپھی وغیرہ، یہ جمہور فقہاء کا متفقہ فیصلہ ہے۔ انہوں نے احادیث باب سے استدلال کیا ہے: (۱) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے: فلیلج علیک فانہ عمک، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی چچا کو ان کے سامنے آنے کی اجازت عنایت فرمائی تھی۔ (۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ ایک شخص کی دو کنیزیں تھیں، ان میں سے ایک نے ایک لڑکی کو دودھ پلایا جبکہ دوسری نے ایک لڑکے کو دودھ پلایا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا گیا کہ کیا اس لڑکی اور لڑکے کا باہم نکاح درست ہے یا نہیں؟ آپ نے جواب دیا: دونوں کے درمیان نکاح نہیں ہوسکتا کیونکہ ان دونوں کے درمیان رضاعت کا رشتہ قائم ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَلَا الْمَصَّتَانِ

باب 3- ایک یا دو گھونٹ حرمت ثابت نہیں کرتے

1069 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ

1069- اخرجه احمد (216'95'31/6) ومسلم (1074'1073/2) كتاب الرضاع : باب: في المصة والمصتان حديث (17-1450) وابو داؤد (629/ 1) كتاب النكاح باب: هل يحرم ما دون خمس رضعات حديث (2063) وابن ماجه (624/ 1) كتاب النكاح باب: لا تحرم المصة والا المصتان حديث (1941) والنسائي (101/6) كتاب النكاح باب القدر الذي يحرم من الرضاعة حديث (3309) من طريق عبد الله بن ابي مليكة عن عبد الله بن الزبير عن عائشة به

اَيُّوْبَ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِىْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَلَا الْمَصَّتَانِ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنْ اُمِّ الْفَضْلِ وَاَبِىْ هُرَيْرَةَ وَالزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ وَابْنِ الزُّبَيْرِ

وَرَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَلَا الْمَصَّتَانِ

وَرَوٰى مُحَمَّدُ بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنِ الزُّبَيْرِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَزَادَ فِيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ دِيْنَارٍ الْبَصْرِيُّ عَنِ الزُّبَيْرِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ غَيْرُ مَحْفُوْظٍ وَّالصَّحِيْحُ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ حَدِيْثُ ابْنِ اَبِىْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَائِشَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

قولِ امام بخاری: وَّسَاَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هٰذَا فَقَالَ الصَّحِيْحُ عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ وَحَدِيْثُ مُحَمَّدِ بْنِ دِيْنَارٍ وَّزَادَ فِيْهِ عَنِ الزُّبَيْرِ وَاِنَّمَا هُوَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ الزُّبَيْرِ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں: ایک یا دو گھونٹ حرمت ثابت نہیں کرتے۔

اس بارے میں سیّدہ اُمِ فضل رضی اللہ عنہا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے احادیث منقول ہیں۔

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے: ایک گھونٹ یا دو گھونٹ حرمت ثابت نہیں کرتے۔

محمد بن دینار نے ہشام بن عروہ کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے (اس کی مانند نقل کیا ہے)

محمد بن دینار نامی راوی نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول حدیث میں اضافہ نقل کیا ہے تاہم یہ محفوظ نہیں ہے۔

محدثین کے نزدیک مستند روایت وہ ہے جو ابن ابی ملیکہ نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کی ہے۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

میں نے امام بخاری سے اس روایت کے بارے میں دریافت کیا: انہوں نے فرمایا: ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے۔ وہ درست ہے۔

محمد بن دینار نے اپنی روایت میں یہ بات اضافی نقل کی ہے' یہ روایت حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ یعنی ہشام بن عروہ نے اپنے والد کے حوالے سے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے اسے نقل کیا ہے۔

بعض اہلِ علم جو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں' ان کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

1070 آثارِ صحابہ: وَقَالَتْ عَآئِشَةُ اُنْزِلَ فِي الْقُرْاٰنِ عَشْرُ رَضَعَاتٍ مَعْلُوْمَاتٍ فَنُسِخَ مِنْ ذٰلِكَ خَمْسٌ وَّصَارَ اِلٰى خَمْسِ رَضَعَاتٍ مَعْلُوْمَاتٍ فَتُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْاَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ

سندِ حدیث: حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ اِسْحٰقُ بْنُ مُوْسَى الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَآئِشَةَ بِهٰذَا

مذاہبِ فقہاء: وَبِهٰذَا كَانَتْ عَآئِشَةُ تُفْتِيْ وَبَعْضُ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَاِسْحٰقَ وَقَالَ اَحْمَدُ بِحَدِيْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَلَا الْمَصَّتَانِ وَقَالَ اِنْ ذَهَبَ ذَاهِبٌ اِلٰى قَوْلِ عَآئِشَةَ فِيْ خَمْسِ رَضَعَاتٍ فَهُوَ مَذْهَبٌ قَوِيٌّ وَّجَبُنَ عَنْهُ اَنْ يَّقُوْلَ فِيْهِ شَيْئًا وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ يُحَرِّمُ قَلِيْلُ الرَّضَاعِ وَكَثِيْرُهٗ اِذَا وَصَلَ اِلَى الْجَوْفِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَمَالِكِ بْنِ اَنَسٍ وَّالْاَوْزَاعِيِّ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ وَوَكِيْعٍ وَّاَهْلِ الْكُوْفَةِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ وَيُكْنٰى اَبَا مُحَمَّدٍ وَّكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ قَدِ اسْتَقْضَاهُ عَلَى الطَّائِفِ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ اَدْرَكْتُ ثَلَاثِيْنَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: قرآن میں پہلے یہ حکم نازل ہوا کہ دس مرتبہ دودھ چوسنے سے (حرمت ثابت ہوتی ہے) پھر اسے منسوخ کردیا گیا اور پانچ متعین مرتبہ دودھ چوسنے کا حکم باقی رہ گیا' جب نبی اکرم ﷺ کا وصال ہوا' تو یہی حکم تھا۔

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور نبی اکرم ﷺ کی بعض ازدواج نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے نبی اکرم ﷺ کی اس حدیث کے مطابق فتویٰ دیا ہے: ایک یا دو گھونٹ حرمت ثابت نہیں کرتے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قول کو اختیار کرلے کہ پانچ مرتب دودھ چوسنے سے حرمت ثابت ہوتی ہے' تو یہ بھی مستند مذہب ہے' تاہم امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارے میں خود کوئی رائے دینے سے احتراز کیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہلِ علم اس بات کے قائل ہیں: رضاعت تھوڑی ہو یا

زیادہ ہو وہ حرمت کو ثابت کر دیتی ہے جبکہ دودھ پیٹ تک پہنچ جائے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ، امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ، عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، وکیع رحمۃ اللہ علیہ اور اہلِ کوفہ اسی بات کے قائل ہیں۔

عبداللہ بن ابوملیکہ نامی راوی عبداللہ بن عبیداللہ بن ابوملیکہ ہیں اوران کی کنیت ''ابومحمد'' ہے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے انہیں طائف کا قاضی مقرر کیا تھا۔ ابن جریج نے ابن ابی ملیکہ کے حوالے سے بات نقل کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کے تیس صحابہ کا زمانہ پایا ہے۔

شرح

مقدار رضاعت میں مذاہب آئمہ:

کتنی مقدار سے رضاعت ثابت ہوتی ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ قلیل وکثیر مقدار سے رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔ انہوں نے یوں استدلال کیا ہے: (۱) ارشاد ربانی ہے: وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْٓ اَرْضَعْنَكُمْ (النساء:۲۳) (تمہاری مائیں وہ عورتیں ہیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا) اس آیت میں مقدار دودھ کی قلت وکثرت کا اعتبار کیے بغیر ان کی حرمت کا حکم بیان کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں خبر واحد کے سبب کتاب اللہ پر زیادتی بھی جائز نہیں ہے۔ (۲) یہ مشہور روایت ہے: یحرم من الرضاع مایحرم من النسب (جامع المسانید ج۲ ص۹۷) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس طرح کسی چیز کی حرمت نسب سے ثابت ہوتی ہے اسی طرح رضاعت سے ثابت ہوتی ہے۔ اس روایت میں قلیل وکثیر کی مقدار کا اعتبار کیے بغیر رضاعت کو سبب حرمت قرار دیا گیا ہے۔ (۳) حدیث باب میں ہے کہ حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک سیاہ فام عورت نے انہیں یوں کہا: میں نے تجھے اور تیری زوجہ کو دودھ پلایا تھا۔ انہوں نے یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زوجین کے مابین تفریق کا حکم دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقدار کی معلومات حاصل کیے بغیر تفریق کا فیصلہ دے دیا جس کا مطلب یہ تھا قلیل وکثیر مقدار سے رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔

۲- حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ اور اہل ظواہر کے نزدیک کم ازکم تین رضعات سے حرمت ثابت ہوگی۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال سے کیا ہے: لاتحرم المصة ولا المصتان، یعنی ایک دوگھونٹ سے حرمت ثابت نہیں ہوتی، جواب: یہ روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے منسوخ ہے۔ علاوہ ازیں یہ استدلال بطور مفہوم مخالف ہے جو ہمارے ہاں معتبر نہیں ہے۔

۳- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ کم ازکم پانچ رضعات سے حرمت ثابت ہوگی۔ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ آپ فرماتی ہیں قرآن کریم میں عشر رضعات کا ذکر تھا بعدازاں اسے منسوخ کر کے خمس رضعات کیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال تک یہی حکم باقی رہا تھا۔

جواب: (۱) بعد میں خمس رضعات کے الفاظ بھی منسوخ ہو گئے تھے۔ (۲) حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحقیق کے مطابق یہ روایت حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا تفرد تھا۔ (۳) ممکن ہے کہ پردہ نشین ہونے کی وجہ سے آخری تبدیلی یا تنسیخ کا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو علم نہ ہو سکا ہو۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ شَهَادَةِ الْمَرْاَةِ الْوَاحِدَةِ فِي الرَّضَاعِ

باب 4- رضاعت کے بارے میں ایک عورت کی گواہی

1071 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ وَسَمِعْتُهُ مِنْ عُقْبَةَ وَلٰكِنِّيْ لِحَدِيْثِ عُبَيْدٍ اَحْفَظُ قَالَ

متنِ حدیث: تَزَوَّجْتُ امْرَاَةً فَجَآئَتْنَا امْرَاَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ اِنِّيْ قَدْ اَرْضَعْتُكُمَا فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ تَزَوَّجْتُ فُلَانَةَ بِنْتَ فُلَانٍ فَجَآئَتْنَا امْرَاَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ اِنِّيْ قَدْ اَرْضَعْتُكُمَا وَهِيَ كَاذِبَةٌ قَالَ فَاَعْرَضَ عَنِّيْ قَالَ فَاَتَيْتُهُ مِنْ قِبَلِ وَجْهِهٖ فَاَعْرَضَ عَنِّيْ بِوَجْهِهٖ فَقُلْتُ اِنَّهَا كَاذِبَةٌ قَالَ وَكَيْفَ بِهَا وَقَدْ زَعَمَتْ اَنَّهَا قَدْ اَرْضَعَتْكُمَا دَعْهَا عَنْكَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنِ ابْنِ عُمَرَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَقَدْ رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ وَلَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ اَبِيْ مَرْيَمَ وَلَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ دَعْهَا عَنْكَ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ اَجَازُوْا شَهَادَةَ الْمَرْاَةِ الْوَاحِدَةِ فِي الرَّضَاعِ

آثارِ صحابہ: وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تَجُوْزُ شَهَادَةُ امْرَاَةٍ وَّاحِدَةٍ فِي الرَّضَاعِ وَيُؤْخَذُ يَمِيْنُهَا وَبِهٖ يَقُوْلُ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ وَقَدْ قَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ لَا تَجُوْزُ شَهَادَةُ الْمَرْاَةِ الْوَاحِدَةِ حَتّٰى يَكُوْنَ اَكْثَرَ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ سَمِعْتُ الْجَارُوْدَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ وَكِيْعًا يَقُوْلُ لَا تَجُوْزُ شَهَادَةُ امْرَاَةٍ وَّاحِدَةٍ فِي الْحُكْمِ وَيُفَارِقُهَا فِي الْوَرَعِ

◆◆ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے ایک خاتون کے ساتھ شادی کی' پھر ایک سیاہ فام عورت آئی اور اس نے یہ بتایا: میں نے تم دونوں (میاں بیوی) کو دودھ پلایا ہوا ہے حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کیا' میں نے فلاں بنت فلاں کے ساتھ شادی کی' پھر ایک سیاہ فام عورت آئی اور اس نے یہ بتایا: میں نے تم

1071- اخرجه احمد (4/7, 383) والبخاری (5/297) كتاب الشهادات' باب: اذا شهد شاهد او شهود بشيء' وقال اخرون' ما علمنا بذلك يحكم بقول من شهد' حديث (2640) وابو داؤد (2/330) كتاب الاقضية: باب: الشهادة في الرضاع' حديث (3604) والنسائي (6/109) كتاب النكاح' باب: الشهادة في الرضاع' حديث (3330) من طريق عبد الله بن ابي مليكة عن عبيد الله بن ابي مريم عن عقبة بن الحارث فذكره۔

دونوں (میاں بیوی کو) دودھ پلایا ہے وہ جھوٹ کہتی ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے منہ پھیر لیا میں دوسری سمت سے آپ کے سامنے آیا میں نے عرض کی: وہ جھوٹ کہتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اب کیا ہوسکتا ہے جبکہ اس نے یہ بات بیان کردی ہے: اس نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے تم اس عورت کو اپنے سے الگ کردو۔

حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

دیگر راویوں نے اس روایت کو ابن ابی ملیکہ کے حوالے سے' حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے' انہوں نے اس کی سند میں عبید بن ابومریم کا تذکرہ نہیں کیا' اور انہوں نے اس میں یہ الفاظ نقل نہیں کیے: ''تم اس عورت کو اپنے سے الگ کردو''۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جائے گا' انہوں نے رضاعت کے بارے میں ایک خاتون کی گواہی کو درست قرار دیا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' رضاعت کے بارے میں ایک عورت کی گواہی درست ہے' اس سے قسم لی جائے گی۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

بعض اہلِ علم کی یہ رائے ہے: رضاعت کے بارے میں ایک عورت کی گواہی درست نہیں ہے' جب تک وہ (گواہی دینے والی خواتین) زیادہ نہیں ہوتیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں۔

جاردو ابن معاذ بیان کرتے ہیں: میں نے وکیع کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: رضاعت کے بارے میں ایک عورت کی گواہی درست نہیں ہے' حکم یہی ہے' تاہم ایسے مرد کو ایسی عورت سے علیحدگی اختیار کر لینی چاہیے' تقویٰ کا تقاضا یہی ہے۔

شرح

ثبوت رضاعت کے لیے ایک عورت کی گواہی میں مذاہب آئمہ:

کیا ثبوت رضاعت کے لیے ایک عورت کو گواہی معتبر ہوگی یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

۱- آئمہ ثلاثہ کا مؤقف ہے کہ ثبوت رضاعت کی گواہی کے لیے ایک عورت کی گواہی معتبر نہیں ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مؤقف میں قدرے تفصیل ہے کہ ثبوت رضاعت کی گواہی کے لیے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کا ہونا ضروری ہے۔ فقط عورتوں کی گواہی قابل قبول نہیں ہوگی۔ انہوں نے اس ارشاد ربانی سے استدلال کیا ہے: فان لم یکونا رجلین فرجل وامرأتان ۔ (اگر بطور گواہ دو مرد نہ ہوں' تو ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی معتبر ہوگی۔) اس نص کی گواہی میں رضاعت کی گواہی بھی شامل ہے۔

۲- حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے ثبوت رضاعت کے لیے فقط ایک عورت کی گواہی بھی قابل قبول ہے۔ انہوں نے حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ کی روایت باب سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک

عورت کی گواہی کی بناء پر زوجین میں تفریق کا حکم دیا تھا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک عورت کی گواہی سے بھی رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔

جمہور فقہاء کرام کی طرف سے حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل جواب یوں دیا جاتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے صادر شدہ فیصلہ فتویٰ نہیں تھا بلکہ تقویٰ اور احتیاط تھی جس کے نتیجہ میں جدائی ہوئی۔ (۲) کسی امام کے نزدیک بھی فقط عورت کی گواہی معتبر نہیں تھی۔ کھانا فراہم نہ کرنے کے باعث عورت نے انتقامی کارروائی کی بنا پر گواہی پیش کی تھی۔

بَابُ مَا جَآءَ مَا ذُكِرَ اَنَّ الرَّضَاعَةَ لَا تُحَرِّمُ اِلَّا فِي الصِّغَرِ دُوْنَ الْحَوْلَيْنِ

باب 5- رضاعت کی حرمت کم سنی میں ثابت ہوتی ہے' جبکہ عمر دو سال سے کم ہو

1072 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: لَا يُحَرِّمُ مِنَ الرِّضَاعَةِ اِلَّا مَا فَتَقَ الْاَمْعَاءَ فِي الثَّدْيِ وَكَانَ قَبْلَ الْفِطَامِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ اَنَّ الرَّضَاعَةَ لَا تُحَرِّمُ اِلَّا مَا كَانَ دُوْنَ الْحَوْلَيْنِ وَمَا كَانَ بَعْدَ الْحَوْلَيْنِ الْكَامِلَيْنِ فَاِنَّهٗ لَا يُحَرِّمُ شَيْئًا

توضیحِ راوی: وَفَاطِمَةُ بِنْتُ الْمُنْذِرِ بْنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ وَهِيَ امْرَاَةُ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ

◆◆ سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: صرف وہی رضاعت حرمت کو ثابت کرتی ہے' جس میں دودھ آنتوں تک پہنچ جائے اور یہ دودھ چھڑانے کی عمر سے پہلے ہو۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اکثر اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے' یعنی وہی رضاعت حرمت ثابت کرتی ہے' جو بچے کی دو سال کی عمر سے پہلے ہو جو مکمل دو سال کی عمر کے بعد ہو' وہ کسی حرمت کو ثابت نہیں کرتی۔

سیّدہ فاطمہ بنت منذر بن زبیر یہ ہشام بن عروہ کی اہلیہ ہیں۔

شرح

مدت رضاعت میں مذاہب آئمہ:

اس مسئلہ میں تمام آئمہ فقہ کا اتفاق ہے کہ مدت رضاعت میں بچہ دودھ پیے گا' تو حرمت رضاعت ثابت ہوگی ورنہ نہیں۔

دریافت طلب یہ بات ہے کہ مدت رضاعت کتنی ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مدت رضاعت اڑھائی سال ہے۔ حضرت امام زفر رحمہ اللہ تعالیٰ کے

نزدیک تین سال ہے۔ آئمہ ثلاثہ اور صاحبین کے نزدیک مدت رضاعت دو سال ہے۔ احناف کے نزدیک یہاں فتویٰ رضاعت کے مسئلہ میں دو سال پر ہے، جبکہ حرمت رضاعت اڑھائی سال سے ثابت ہوگی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دو سال کے بعد بچے کو دودھ پلانا ممنوع وحرام ہے۔ اگر کسی بچے نے اڑھائی سال سے قبل دودھ نوش کرلیا تو احتیاط کی بنا پر حرمت رضامت کا قانون نافذ ہو جائے گا۔

آئمہ ثلاثہ اور صاحبین کی دلیل یہ ارشاد ربانی ہے: وَالْـوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ (النساء:۲۳۳) مائیں وہ ہیں جنھوں نے اپنی اولاد کو مکمل دو سال دودھ پلایا''، اس ارشاد میں ''حولین کاملین'' میں صراحت ہے کہ مدت رضاعت دو سال ہے۔ علاوہ ازیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لارضاع الا ما كان فى الحولين (دارقطنی، جلدرابع ص ۱۷۴) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رضاعت کی مدت صرف دو سال ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے موقف اڑھائی سال کی مدت رضاعت پر یہ ارشاد ربانی دلیل ہے: وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا۔ اس آیت میں لفظ ''حمل'' سے حمل فی البطن نہیں ہے بلکہ حمل فی الایدی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ مدت رضاعت اڑھائی سال ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ مَا يُذْهِبُ مَذَمَّةَ الرَّضَاعِ

باب 6- رضاعت کا حق کیسے ادا کیا جائے؟

1073 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ حَجَّاجٍ الْاَسْلَمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ

متنِ حدیث: اَنَّهٗ سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا يُذْهِبُ عَنِّيْ مَذَمَّةَ الرَّضَاعِ فَقَالَ غُرَّةٌ عَبْدٌ اَوْ اَمَةٌ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: هٰكَذَا رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ وَحَاتِمُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ حَجَّاجٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوٰى سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ اَبِىْ حَجَّاجٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدِيْثُ ابْنِ عُيَيْنَةَ غَيْرُ مَحْفُوْظٍ وَّالصَّحِيْحُ مَا رَوٰى هٰؤُلَاءِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ

توضیح راوی: وَهِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ يُكْنٰى اَبَا الْمُنْذِرِ وَقَدْ اَدْرَكَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ وَابْنَ عُمَرَ

1073- اخرجه احمد (450/3) والحميدى (387/2) حديث (877) وابو داؤد (629/1) كتاب النكاح باب: فى الرضخ عند الفصال حديث (2064) والنسائى (108/6) كتاب النكاح باب: حق الرضاع وحرمته حديث (3329) والدارمى (157/2) كتاب النكاح باب: ما يذهب مذمة الرضاع من طريق هشام بن عروة عن حجاج بن حجاج الاسلمى عن ابيه (حجاج الاسلمى) فذكره۔

قولِ امام ترمذی: وَمَعْنٰى قَوْلِهٖ مَا يُذْهِبُ عَنِّيْ مَذَمَّةَ الرَّضَاعِ يَقُوْلُ اِنَّمَا يَعْنِيْ بِهٖ ذِمَامَ الرَّضَاعَةِ وَحَقَّهَا يَقُوْلُ اِذَا اَعْطَيْتَ الْمُرْضِعَةَ عَبْدًا اَوْ اَمَةً فَقَدْ قَضَيْتَ ذِمَامَهَا

حدیث دیگر: وَيُرْوٰى عَنْ اَبِى الطُّفَيْلِ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ اَقْبَلَتِ امْرَاَةٌ فَبَسَطَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِدَائَهٗ حَتّٰى قَعَدَتْ عَلَيْهِ فَلَمَّا ذَهَبَتْ قِيْلَ هِيَ كَانَتْ اَرْضَعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ حجاج بن حجاج اسلمی اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا' اور عرض کی: یارسول اللہ ﷺ کون سی چیز رضاعت کے حق کی ادائیگی کا باعث ہوسکتی ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک غلام یا کنیز (دینا)

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یحییٰ بن سعید قطان' حاتم بن اسماعیل اور دیگر راویوں نے اسے' ہشام بن عروہ کے حوالے سے' ان کے والد کے حوالے سے' حجاج بن حجاج کے حوالے سے' ان کے والد کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

سفیان بن عیینہ نے' ہشام بن عروہ کے حوالے سے' ان کے والد کے حوالے سے' حجاج بن ابوحجاج کے حوالے سے' ان کے والد سے' نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

ابن عیینہ سے منقول حدیث محفوظ نہیں ہے۔

مستند روایت وہ ہے' جسے ان حضرات نے ہشام بن عروہ کے حوالے سے' ان کے والد کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

ہشام بن عروہ کی کنیت ابوالمنذر ہے' انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ پایا ہے۔

روایت کے یہ الفاظ ''رضاعت کے حق کی ادائیگی کون سی چیز بن سکتی ہے''۔ علماء یہ فرماتے ہیں: اس سے مراد یہ ہے: رضاعت کا حق کیا چیز ہوگی؟ تو وہ یہ فرماتے ہیں: جب تم دودھ پلانے والی عورت کو ایک غلام یا کنیز دے دو' تو تم نے اس کے حق کو ادا کر دیا۔

ابوطفیل کے حوالے سے یہ روایت منقول ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا' اسی دوران ایک خاتون آئی' نبی اکرم ﷺ نے ان کے لیے اپنی چادر کو بچھا دیا' وہ خاتون اس پر بیٹھ گئی' جب وہ خاتون چلی گئی' تو بتایا گیا: یہ وہ خاتون ہیں' جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کو دودھ پلایا تھا۔

شرح

رضاعی والدہ کا حق وخدمت:

حقیقی والدہ کا انسان پر ایسا حق ہے جو کبھی ادا نہیں ہوسکتا' تاحیات خدمت گزاری سے سبکدوش نہیں ہوسکتا اور اس کا نعم البدل نہیں ہے۔ والدہ کو خوش کرنے سے اللہ تعالیٰ خوش اور انہیں ناراض کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے۔ جتنی بار بھی اس عظیم نعمت کو عقیدت ومحبت سے دیکھا جائے اتنے حجوں کا ثواب عطا کیا جاتا ہے۔ حقیقی والدہ کے بعد رضاعی والدہ کا مقام ومرتبہ ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رضاعی والدہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہ کے لیے اپنی چادر مبارک بچھادی تھی اور ان تحائف کی شکل میں ان کی خوب خدمت فرمائی تھی۔ حدیث باب سے ثابت ہوتا ہے کہ غلام یا کنیز پیش کرنے سے (جو تاحیات ان کی خدمت میں مصروف رہیں) رضاعی والدہ کا حق ادا ہو جاتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْمَرْاَةِ تُعْتَقُ وَلَهَا زَوْجٌ

باب 7- جب کوئی کنیز آزاد ہو جائے اور اس کا شوہر موجود ہو

1074 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: كَانَ زَوْجُ بَرِيْرَةَ عَبْدًا فَخَيَّرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا وَلَوْ كَانَ حُرًّا لَمْ يُخَيِّرْهَا

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: بریرہ رضی اللہ عنہا کا شوہر ایک غلام تھا نبی اکرم ﷺ نے اس عورت کو اختیار دیا تو اس نے اپنی ذات کو اختیار کیا اگر وہ شخص آزاد ہوتا' تو نبی اکرم ﷺ اس عورت کو اختیار نہ دیتے۔

1075 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: كَانَ زَوْجُ بَرِيْرَةَ حُرًّا فَخَيَّرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَآئِشَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

آثارِ صحابہ: هٰكَذَا رَوٰى هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كَانَ زَوْجُ بَرِيْرَةَ عَبْدًا وَّرَوٰى عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَاَيْتُ زَوْجَ بَرِيْرَةَ وَكَانَ عَبْدًا يُّقَالُ لَهُ مُغِيْثٌ وَّهٰكَذَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ وَقَالُوْا اِذَا كَانَتِ الْاَمَةُ تَحْتَ الْحُرِّ فَاُعْتِقَتْ فَلَا خِيَارَ لَهَا وَاِنَّمَا يَكُوْنُ لَهَا الْخِيَارُ اِذَا اُعْتِقَتْ وَكَانَتْ تَحْتَ عَبْدٍ وَّهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

1074- اخرجه مالك في الموطا' كتاب الطلاق' باب: ما جاء في الخيار' حديث (25) واحمد (206'170/6) واخرجه مسلم (1143'1142/2) كتاب العتق' باب: انما الولاء لمن اعتق' حديث (8-1504) وابو داؤد (678/1) كتاب الطلاق' باب في المملوكة تعتق وهي تحت حر او عبد' حديث (2233) والنسائي (165-164/6) كتاب الطلاق' باب خيار الامة تعتق وزوجها مملوك' حديث (3451) من طريق هشام بن عروة عن ابيه' عن عائشه به-

1075- اخرجه البخاري (416/3) كتاب الزكاة' باب: الصدقة على موالي ازواج النبي صلى الله عليه وسلم حديث (1493) ومسلم (1144/2) كتاب العتق' باب انما الولاء لمن اعتق' حديث (12-1504) وابو داؤد (679/1) كتاب الطلاق' باب من قال كان حراء' حديث (2235) وابن ماجه (670/1) كتاب الطلاق' باب خيار الامة اذا اعتقت حديث (2074) والنسائي (163/6) كتاب الطلاق' باب: خيار الامة تعتق وزوجها حر' حديث (3450'3449) والدارمي (169/2) كتاب الطلاق' باب: تخيير الامة تكون تحت العبد فتعتق' واخرجه احمد (175'170'42/6) من طريق ابراهيم عن الاسود عن عائشة به-

حدیثِ دیگر: وَرَوَى الْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كَانَ زَوْجُ بَرِيْرَةَ حُرًّا فَخَيَّرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَرَوٰى اَبُوْ عَوَانَةَ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَآئِشَةَ فِيْ قِصَّةِ بَرِيْرَةَ قَالَ الْاَسْوَدُ وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِيْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَاَهْلِ الْكُوْفَةِ

◆◆ اسود بیان کرتے ہیں' سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات بیان کی ہے: بریرہ رضی اللہ عنہا کا شوہر آزاد شخص تھا' لیکن نبی اکرم ﷺ نے پھر بھی بریرہ رضی اللہ عنہا کا اختیار دیا۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد کے حوالے سے' سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت نقل کی ہے بریرہ کا شوہر غلام تھا۔

عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے بات نقل کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں: میں نے بریرہ کے شوہر کو دیکھا وہ ایک غلام تھا اس کا نام مغیث تھا۔

اسی طرح کی روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے بھی منقول ہے۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: جب کنیز کسی آزاد شخص کی بیوی ہو' اور وہ آزاد ہو جائے' تو کنیز کو (علیحدگی کا) اختیار نہیں ہوگا۔ اس کنیز کو علیحدگی کا اختیار اس وقت ہوگا' جب وہ آزاد ہو جائے اور وہ کسی غلام کی بیوی ہو۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ' امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کی قائل ہیں۔

کئی راویوں نے اعمش کے حوالے سے ابراہیم کے حوالے سے' اسود کے حوالے سے' سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ بات نقل کی ہے۔ وہ فرماتی ہیں: بریرہ کا شوہر ایک آزاد شخص تھا' لیکن نبی اکرم ﷺ نے پھر بھی بریرہ کو اختیار دیا۔

ابوعوانہ نے اس حدیث کو اعمش کے حوالے سے' ابراہیم کے حوالے سے' اسود کے حوالے سے' سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے' سیّدہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں نقل کیا ہے۔

اسود بیان کرتے ہیں: اس خاتون کا شوہر ایک آزاد شخص تھا۔

تابعین اور اس کے بعد آنے والے طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہلِ علم کے نزدیک اس روایت پر عمل کیا جائے گا۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور اہلِ مکہ اسی بات کے قائل ہیں۔

1076 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ اَيُّوْبَ وَقَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ

10776– اخرجه البخاری (319/9) كتاب الطلاق : باب شفاعة النبى فى زوج بريرة' حديث (5283) وابو داؤد (678/1) كتاب الطلاق' باب: فى المملوكة تعتق وهى تحت حر او عبد' حديث (2232) وابن ماجه (671/1) كتاب الطلاق' باب: خيار الامة اذا اعتقت' حديث (2075) واخرجه احمد (281/6) من طريق عكرمة عن عبد الله بن عباس فذكره۔

ابْنِ عَبَّاسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ زَوْجَ بَرِيْرَةَ كَانَ عَبْدًا اَسْوَدَ لِبَنِي الْمُغِيْرَةِ يَوْمَ اُعْتِقَتْ بَرِيْرَةُ وَاللّٰهِ لَكَاَنِّيْ بِهٖ فِيْ طُرُقِ الْمَدِيْنَةِ وَنَوَاحِيْهَا وَاِنَّ دُمُوْعَهٗ لَتَسِيْلُ عَلٰى لِحْيَتِهٖ يَتَرَضَّاهَا لِتَخْتَارَهٗ فَلَمْ تَفْعَلْ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیحِ راوی: وَسَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ عَرُوْبَةَ هُوَ سَعِيْدُ بْنُ مِهْرَانَ وَيُكْنٰى اَبَا النَّضْرِ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: بریرہ کا شوہر بنو مغیرہ کا سیاہ فام غلام تھا' جس دن بریرہ کو آزاد کیا گیا' اللہ کی قسم! وہ مدینہ کی گلیوں میں اس کے پیچھے جا رہا تھا' اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ کر اس کی داڑھی پر آ رہے تھے' وہ اسے راضی کرنے کی کوشش کر رہا تھا تاکہ بریرہ اسے اختیار کر لے لیکن بریرہ نے ایسا نہیں کیا۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

سعید بن ابوعروبہ نامی راوی سعید بن مہران ہے' اور ان کی کنیت ''ابونضر'' ہے۔

شرح

مسئلہ خیارِ عتق اور اس میں مذاہب آئمہ:

یہاں تک ''کتاب الرضاع'' کی بحث ختم ہوگی۔ حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ پھر نکاح کی بحث کا آغاز کرتے ہیں۔ تمام آئمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر لونڈی کو آزادی حاصل ہو جائے تو اسے ''خیارِ عتق'' حاصل ہو جاتا ہے یعنی آزادی کے بعد اگر وہ پسند کرے' تو اپنے شوہر (غلام) سے علیحدگی اختیار کر سکتی ہے اور اگر چاہے تو حسب سابق اس کی زوجہ رہے۔ کنیز کو ''خیارِ عتق'' کس صورت میں حاصل ہوتا ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ آئمہ ثلاثہ کا مؤقف ہے کہ اگر کنیز کی آزادی کے وقت شوہر غلام ہو' تو کنیز کو ''خیارِ عتق'' حاصل ہوگا۔ اگر کنیز کی آزادی کے وقت شوہر ہمیشہ سے آزاد ہو یا کنیز سے قبل اسے آزادی حاصل ہوئی ہو' تو کنیز کو ''خیارِ عتق'' حاصل نہیں ہوگا۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے انہیں ''خیارِ عتق'' دیا گیا۔ انہوں نے اپنے شوہر سے علیحدگی اختیار کر لی۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ کنیز کی آزادی کے وقت شوہر آزاد ہو یا غلام بہر صورت کنیز کو ''خیارِ عتق'' حاصل ہوتا ہے۔ آپ نے بھی حدیث باب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے استدلال فرمایا ہے: کان زوج بريرة رضى الله تعالىٰ عنها حرا فخير هارسول الله صلى الله عليه وسلم (سنن نسائی ج۲ص۳۶۶) جب حضرت بریرہ رضی اللہ عنہ کو آزادی حاصل ہوئی تو اس وقت ان کے شوہر آزاد تھے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ''خیارِ عتق'' دیا تھا۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ الْوَلَدَ لِلْفِرَاشِ

باب 8: بچہ صاحب فراش کا ہوتا ہے

1077 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَآئِشَةَ وَاَبِي اُمَامَةَ وَعَمْرِو ابْنِ خَارِجَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَالْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ وَّزَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ وَاَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بچہ صاحب فراش کا ہوتا ہے اور زنا کرنے والے کو محرومی ملتی ہے۔

اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن خارجہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما، حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

زہری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو سعید بن مسیب کے حوالے سے، ابوسلمہ کے حوالے سے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب سے تعلق رکھنے والے اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

شرح

اقسام فراش:

فراش کی تین اقسام ہے:

(۱) فراش قوی: اس میں نسب بغیر دعویٰ کے ثابت ہو جاتا ہے اور انکار کرنے سے منتفی نہیں ہوتا مثلاً مناکحت سے اولاد کی

1077- اخرجه احمد (2/239'280) ومسلم (2/1081) كتاب الرضاع: باب: الولد للفراش' وتوقي الشبهات' حديث (37-1458) وابن ماجه (1/646/647) كتاب النكاح' باب' الولد للفراش وللعاهر الحجر' حديث (2006) والنسائي (6/180) كتاب الطلاق' باب: الحاق الولد بالفراش اذا لم ينفه صاحب الفراش حديث (3482) والدارمي (2/152) كتاب النكاح: باب: الولد للفراش' والحميدي (2/465) حديث (1085) من طريق الزهري عن سعيد المسيب' عن ابي هريرة' فذكره واخرجه البخاري (12/130) كتاب الحدود' باب العاهر الحجر' حديث (6818) من طريق شعبة عن محمد بن زياد عن ابي هريرة فذكره

پیدائش۔

(۲) فراشِ متوسط: اس میں نسب محض سکوت سے ثابت ہوتا ہے اور انکار سے منتفی بھی ہو جاتا ہے مثلاً اُم ولد۔

(۳) فراشِ ضعیف: اس میں نسب بغیر دعویٰ کے ثابت نہیں ہوتا مثلاً عام کنیز۔

"وللعاهر الحجر" کا مفہوم: حدیث مبارکہ کے اس فقرہ کے دو مطالب بیان کیے جا سکتے ہیں: (۱) الحجر سے مراد پتھر ہو تو مفہوم یہ ہوگا کہ زانی اگر محصن ہو تو اسے رجم کیا جائے گا۔ (۲) الحجر سے مراد محرومی ہو تو مفہوم یہ ہوگا زانی نسبت اولاد سے محروم رہے گا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرَّجُلِ يَرَى الْمَرْاَةَ تُعْجِبُهُ

باب 9- جب کوئی شخص کسی عورت کو دیکھے اور وہ عورت اسے اچھی لگے

1078 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ اَبِي عَبْدِ اللّٰهِ هُوَ الدَّسْتُوَائِيُّ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى امْرَاَةً فَدَخَلَ عَلٰى زَيْنَبَ فَقَضٰى حَاجَتَهٗ وَخَرَجَ وَقَالَ اِنَّ الْمَرْاَةَ اِذَا اَقْبَلَتْ اَقْبَلَتْ فِي صُوْرَةِ شَيْطَانٍ فَاِذَا رَاٰى اَحَدُكُمُ امْرَاَةً فَاَعْجَبَتْهُ فَلْيَاْتِ اَهْلَهٗ فَاِنَّ مَعَهَا مِثْلَ الَّذِي مَعَهَا

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ جَابِرٍ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

توضیحِ راوی: وَهِشَامٌ الدَّسْتُوَائِيُّ هُوَ هِشَامُ ابْنُ سَنْبَرٍ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک خاتون کو دیکھا' آپ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لائے' آپ نے ان سے اپنی حاجت کو پورا کیا' پھر آپ تشریف لے گئے آپ نے ارشاد فرمایا: عورت جب آتی ہے' تو شیطان کی شکل میں آتی ہے' اس لیے جب کوئی شخص کسی عورت کو دیکھے اور وہ اسے اچھی لگے' تو وہ اپنی بیوی کے پاس جائے' کیونکہ اس کی بیوی کے پاس بھی وہی کچھ ہوگا' جو اس عورت کے پاس ہے۔ (جسے اس نے دیکھا تھا)

اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "صحیح حسن غریب" ہے۔

ہشام دستوائی' یہ ہشام بن سنبر ہیں۔

1078- اخرجه احمد (3/330'/341'395) ومسلم (2/1021) كتاب النكاح' باب: ندبت من رأى امرأة' فوقعت في نفسه' الى ان يأتي امرأته او جاريته فيواقعها' حديث (9-1403) واخرجه ابو داؤد (2/246) حديث (2151) كتاب النكاح' باب: ما يؤمر به من غض البصر' واخرجه عبد بن حميد ص (322'323) حديث (1061) من طريق هشام الدستوائي عن ابي الزبير عن جابر به۔

شرح

اجنبی عورت پرنظر پڑ جانے کا علاج:

اگر اچانک اجنبی عورت پر نظر پڑ جائے اور اس کا حسن و جمال دل کی گہرائیوں میں اتر جائے تو خواہ اس کا مؤاخذہ نہیں ہوگا لیکن اس کا علاج ضروری ہے۔ اس کا علاج نہ کرنے کی صورت میں ناظر ومنظورہ کے مابین فتنہ کا دروازہ کھل سکتا ہے جو بعد میں قرب میں تبدیل ہوسکتا ہے۔ اس اچانک انقلابی نظر کا علاج یہ ہے کہ گھر جا کر پہلی فرصت میں اپنی زوجہ سے وطی کرے تاکہ یہ تصور ذہن سے خارج ہوجائے۔

سوال: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم امام المعصومین ہیں تو پھر آپ میں یہ کیفیت کیوں پیدا ہوئی کہ آپ نے اپنی زوجہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے وطی فرمائی؟

جواب: (۱) ایسی صورت تشریع کے سبب پیش آئی تھی کیونکہ انبیاء کا قانون ذوقی ہوتا ہے فکری نہیں ہوتا۔

(۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم اُمت کے لیے ایسا کیا تھا۔

(۳) بعض اوقات بیان جواز کے لیے انبیاء کرام خلاف اولیٰ کام کرتے ہیں جو ان کے حق میں خلاف اولیٰ بھی نہیں ہوتا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ حَقِّ الزَّوْجِ عَلَى الْمَرْاَةِ

باب 10- بیوی پر شوہر کا حق

1079 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَوْ كُنْتُ اٰمِرًا اَحَدًا اَنْ يَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَّاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَابِ عَنْ مُّعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَّسُرَاقَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ وَّعَآئِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ اَوْفٰى وَطَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ وَّاُمِّ سَلَمَةَ وَاَنَسٍ وَّابْنِ عُمَرَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِىْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اگر میں نے کسی ایک کو کسی دوسرے کو سجدہ کرنے کا حکم دینا ہوتا' تو میں عورت سے یہ کہتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

اس بارے میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ' حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ' سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت عبداللہ بن ابواوفی رضی اللہ عنہ' حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ' سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا' حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن'' ہے' اور اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے' جو محمد بن عمرو کے حوالے سے ابوسلمہ کے حوالے سے' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

1080 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا مُلَازِمُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَدْرٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقٍ عَنْ اَبِيْهِ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِذَا الرَّجُلُ دَعَا زَوْجَتَهُ لِحَاجَتِهِ فَلْتَاْتِهِ وَاِنْ كَانَتْ عَلَى التَّنُّورِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی مرد اپنی بیوی کو اپنی حاجت پوری کرنے کے لیے بلائے' تو اس عورت کو اس کے پاس ضرور چلے جانا چاہیے اگرچہ وہ تندور پر بیٹھی ہوئی ہو۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

1081 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَبِيْ نَصْرٍ عَنْ مُسَاوِرٍ الْحِمْيَرِيِّ عَنْ اُمِّهِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: اَيُّمَا امْرَاَةٍ مَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

◆◆ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو عورت اس حالت میں مرے کہ اس کا شوہر اس سے راضی ہو' تو وہ جنت میں داخل ہوگی۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

شرح

شوہر کا بیوی پر حق:

لفظ حق، حقوق کی جمع ہے۔ حقوق زوج سے مراد فرائض زوجہ اور حقوق زوجہ سے مراد فرائض زوج ہیں۔ اسلام کی امتیازی خصوصیات میں سے ایک یہ ہے کہ اس میں یکطرفہ حقوق بیان نہیں کیے گئے بلکہ دوطرفہ حقوق بیان کیے گئے ہیں۔ مثلاً والدین کے حقوق کے ساتھ اولاد کے حقوق، بڑوں کے حقوق کے ساتھ چھوٹوں کے حقوق، مسلمانوں کے حقوق کے ساتھ اقلیتوں کے حقوق، حکمرانوں کے حقوق کے ساتھ رعایا کے حقوق اور حقوق زوج کے ساتھ حقوق زوجہ بھی بیان کیے گئے ہیں۔

اسلام نے حقوق زوج یا فرائض زوجہ پر خوب زور دیا ہے۔ کوئی بھی گھر کامیابی سے چلانے کے لیے زوجین کا ذہنی اتحاد و اتفاق

1080- اخرجه احمد (22/4) من طريق قيس بن طلق عن طلق بن علي فذكره-

1081- اخرجه عبد بن حميد ص (445) حديث (1541) وابن ماجه (595/1) كتاب النكاح باب: حق الزوج على الزوجة حديث (1854) من طريق عبد الله بن عبد الرحمن ابي نصر عن مساور الحميري عن امه عن ام سلمة به-

ازبس ضروری ہے۔ان میں انتشار وافتراق کے نتیجہ میں کوئی گھر ترقی کی راہ پر گامزن نہیں ہوسکتا۔شوہر کی عظمت وشان، فرائض زوجہ اوراسلام کی حقانیت کو بیان کرتے ہوئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں ایک شخص کو حکم دیتا کہ وہ دوسرے شخص (غیر اللہ) کوسجدہ کرے، تو میں عورت (بیوی) کو حکم کرتا کہ وہ اپنے شوہر کوسجدہ کرے۔ایک روایت میں ہے کہ ایک اونٹ آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں اپنا سر رکھ کر سجدہ ریز ہوگیا۔صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! جانور آپ کوسجدہ کرتے ہیں، اگر آپ ہمیں اجازت دیں تو ہم بھی آپ کوسجدہ کرنے کا اعزاز حاصل کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری شریعت میں غیر اللہ کوسجدہ حرام ہے۔اگر میری شریعت میں غیر اللہ کوسجدہ جائز ہوتا تو میں بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کوسجدہ کرے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ حَقِّ الْمَرْاَةِ عَلٰى زَوْجِهَا

باب 11-شوہر پر بیوی کا کیا حق ہے؟

1082 سندِحدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَّخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ خُلُقًا

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِىْ هُرَيْرَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اہلِ ایمان میں' ایمان کے اعتبار سے سب سے کامل وہ شخص ہے' جو اخلاق کے اعتبار سے سب سے بہتر ہو' تم میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں' جو اپنی بیویوں کے حق میں سب سے بہتر ہوں۔

اس بارے میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

1083 سندِحدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ شَبِيْبِ بْنِ غَرْقَدَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ عَمْرِو بْنِ الْاَحْوَصِ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبِىْ

متنِ حدیث: اَنَّهٗ شَهِدَ حَجَّةَ الْوَدَاعِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَذَكَّرَ وَوَعَظَ فَذَكَرَ فِى الْحَدِيْثِ قِصَّةً فَقَالَ اَلَا وَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَيْرًا فَاِنَّمَا هُنَّ عَوَانٌ عِنْدَكُمْ لَيْسَ تَمْلِكُوْنَ مِنْهُنَّ شَيْئًا غَيْرَ ذٰلِكَ اِلَّا اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ فَاِنْ فَعَلْنَ فَاهْجُرُوْهُنَّ فِى الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ

1082- اخرجه احمد (472'250/2) وابو داؤد (220/4) كتاب السنة باب: الدليل على زيادة الايمان ونقصانه' حديث (4682) من طريق محمد بن عمرو عن ابى سلمة عن ابى هريرة به-

1083- اخرجه احمد (498'426/3) وابو داؤد (244/3) كتاب البيوع : باب: فى وضع الربا' حديث (3334) وابن ماجه (594/1) كتاب النكاح' باب: حق المرأة على الزوج' حديث (1851) من طريق سليمان بن عمرو بن الاحوص عن ابيه فذكره-

مُبَرِّحٍ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا اَلَا اِنَّ لَكُمْ عَلٰی نِسَائِكُمْ حَقًّا وَّلِنِسَائِكُمْ عَلَيْكُمْ حَقًّا فَاَمَّا حَقُّكُمْ عَلٰی نِسَائِكُمْ فَلَا يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ مَنْ تَكْرَهُوْنَ وَلَا يَاْذَنَّ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لِمَنْ تَكْرَهُوْنَ اَلَا وَحَقُّهُنَّ عَلَيْكُمْ اَنْ تُحْسِنُوْا اِلَيْهِنَّ فِيْ كِسْوَتِهِنَّ وَطَعَامِهِنَّ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

قولِ امام ترمذی: وَمَعْنٰی قَوْلِهٖ عَوَانٌ عِنْدَكُمْ يَعْنِيْ اَسْرٰی فِيْ اَيْدِيْكُمْ

◆◆ سلیمان بن عمرو بیان کرتے ہیں: میرے والد نے مجھے یہ بات بتائی ہے: وہ حجۃ الوداع کے موقع پر نبی اکرم ﷺ کے ساتھ موجود تھے' نبی اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرنے کے بعد لوگوں کو وعظ ونصیحت کی۔

اس کے بعد راوی نے پورا واقعہ بیان کیا ہے' جس میں یہ الفاظ ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''خواتین کے بارے میں بھلائی کی تلقین کو قبول کرو' وہ تمہاری پابند ہیں' تم ان کے ساتھ صرف صحبت کا حق رکھتے ہو' البتہ اگر وہ واضح فحاشی کا ارتکاب کریں' تو حکم مختلف ہوگا' اگر وہ ایسا کریں' تو تم ان کے بستر الگ کرو اور ان کی پٹائی کرو' جو زیادہ شدید نہ ہو' اگر وہ تمہاری بات مان لیں' تو تم انہیں تکلیف پہنچانے کا راستہ تلاش نہ کرو' یاد رکھنا! تمہارا تمہاری بیویوں پر حق ہے' اور تمہاری بیویوں کا بھی تم پر حق ہے' جہاں تک تمہاری بیویوں پر تمہارے حق کا تعلق ہے' تو وہ یہ ہے: وہ تمہارے بستر پر ایسے کسی شخص کو نہ بٹھائیں جسے تم ناپسند کرتے ہو' اور تمہارے گھر میں ایسے کسی شخص کو نہ آنے دیں جسے تم ناپسند کرتے ہو' یاد رکھنا! ان کا تم پر یہ حق ہے: تم ان کے لباس اور خوراک کے معاملے میں ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو''۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

حدیث کے یہ الفاظ ''عوان عندکم'' کا مطلب یہ ہے وہ تمہارے پاس قیدی (یعنی پابند) ہیں۔

شرح

حقوق زوجہ یا فرائض زوج:

گزشتہ باب کی روایات میں فرائض زوجہ بیان کیے گئے تھے اور اس باب کی روایات میں فرائض زوج بیان کیے جارہے ہیں۔ تقدیم وتاخیر میں یہی حکمت سمجھ میں آتی ہے کہ شوہر کی عظمت زیادہ ہے' اس لیے اسے پہلے رکھا گیا ہے اور زوجہ کی شان کم ہے' اس لیے اسے بعد میں رکھا گیا ہے، حدیث باب میں زوجہ کے چند حقوق یا فرائض زوج نہایت صراحت سے بیان کیے گئے ہیں:۔

☆ کامل واکمل ایمان والا وہ ہوسکتا ہے' جس کا اخلاق اچھا ہو۔

☆ بہترین انسان وہ ہوسکتا ہے جو اپنے اہل خانہ کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

☆ عورت سے کوئی نافرمانی ہوجائے تو اس کی اصلاح وتادیب کی جاسکتی۔

☆ بطور تادیب عورت کا بستر بھی الگ کیا جاسکتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ اِتْيَانِ النِّسَآءِ فِيْ اَدْبَارِهِنَّ

باب 12-خواتین کی پچھلی شرمگاہ میں صحبت کرنا حرام ہے

1084 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ وَّهَنَّادٌ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمٍ الْاَحْوَلِ عَنْ عِيْسٰى بْنِ حِطَّانَ عَنْ مُّسْلِمِ بْنِ سَلَّامٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ طَلْقٍ قَالَ

متنِ حدیث: اَتَى اَعْرَابِيٌّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الرَّجُلُ مِنَّا يَكُوْنُ فِي الْفَلَاةِ فَتَكُوْنُ مِنْهُ الرُّوَيْحَةُ وَيَكُوْنُ فِي الْمَآءِ قِلَّةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا فَسَا اَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّاْ وَلَا تَاْتُوا النِّسَآءَ فِيْ اَعْجَازِهِنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِيْ مِنَ الْحَقِّ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عُمَرَ وَخُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَلِيِّ بْنِ طَلْقٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ

قولِ امام بخاری: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُوْلُ لَا اَعْرِفُ لِعَلِيِّ بْنِ طَلْقٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَ هٰذَا الْحَدِيْثِ الْوَاحِدِ وَلَا اَعْرِفُ هٰذَا الْحَدِيْثَ مِنْ حَدِيْثِ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ السُّحَيْمِيِّ وَكَاَنَّهٗ رَاٰى اَنَّ هٰذَا رَجُلٌ اٰخَرُ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوٰى وَكِيْعٌ هٰذَا الْحَدِيْثَ

◆◆ حضرت علی بن طلق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دیہاتی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ کوئی شخص بعض اوقات کسی بے آب و گیاہ جگہ پر ہوتا ہے اور وہاں اس کی کچھ ہوا خارج ہو جاتی ہے اور پانی تھوڑا ہوتا ہے (تو اسے کیا کرنا چاہیے) نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کسی شخص کی ہوا خارج ہو تو وہ وضو کرے اور تم عورتوں کی پچھلی شرمگاہ میں صحبت نہ کرو بے شک اللہ تعالیٰ حق بات (بیان کرنے سے) حیاء نہیں کرتا۔

اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) حضرت علی بن طلق رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن" ہے۔

میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: وہ یہ فرماتے ہیں: میرے علم کے مطابق حضرت علی بن طلق رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے صرف یہی ایک روایت نقل کی ہے اس کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔

میرے علم کے مطابق یہ حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے منقول نہیں ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: گویا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ رائے ہے: یہ کوئی دوسرے صحابی ہیں۔ ویسے وکیع نے اس روایت کو نقل کیا ہے۔

1084- اخرجه احمد (86/1) وابو داؤد (264/1) كتاب الصلوٰة باب: اذا احدث فی صلوٰة حديث (1005) والدارمی (260/1) كتاب الصلوٰة باب: من اتى امرأته فی دبرها من طريق مسلم بن سلام عن علی بن طلق فذكره-

1085 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مُسْلِمٍ وَّهُوَ ابْنُ سَلَّامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِذَا فَسَا اَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّاْ وَلَا تَاْتُوا النِّسَآءَ فِیْ اَعْجَازِهِنَّ

توضیح راوی: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَعَلِيٌّ هٰذَا هُوَ عَلِيُّ بْنُ طَلْقٍ

◆◆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب کسی شخص کی ہوا خارج ہو تو اسے وضو کر لینا چاہیے اور تم عورتوں کی پچھلی شرمگاہ میں صحبت نہ کرو۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) یہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مراد حضرت علی بن طلق رضی اللہ عنہ ہیں۔

1086 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ اِلٰى رَجُلٍ اَتٰى رَجُلًا اَوِ امْرَاَةً فِى الدُّبُرِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی طرف نظرِ رحمت نہیں کرے گا' جو کسی مرد کے ساتھ بدفعلی کرے یا عورت کے ساتھ اس کی پچھلی شرمگاہ میں صحبت کرے۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

شرح

عورت سے لواطت کرنے کی ممانعت:

اللہ تعالیٰ نے عورت کو مرد کی بیوی بننے کا اعزاز بخشا، مرد پر اللہ تعالیٰ اور رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے زیادہ حق والدین کا ہے' جبکہ عورت پر نکاح کے بعد سب سے زیادہ حق شوہر کا ہے۔ قرآن کریم میں عورتوں کو مردوں کے لیے کھیتیاں قرار دیا گیا ہے۔ ان سے جماع کرنا مسنون ہے۔ قرآن کریم اور حدیث مبارکہ میں جہاں بیوی سے جماع کرنے کی اجازت دی وہاں عورت سے عمل قوم لوط سے بھی منع کیا گیا ہے۔ حدیث باب میں صراحت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے یوں فرمایا: تم اپنی بیویوں کے پچھلے مقام میں جماع نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ حق بات کہنے سے نہیں شرماتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ كَرَاهِيَةِ خُرُوْجِ النِّسَآءِ فِى الزِّيْنَةِ

باب 13- عورتوں کا بن سنور کر نکلنا حرام ہے

1085- انفرد بروايته الترمذی دون اصحاب دون اصحاب الكتب السنة ينظر' تحفة الاشراف (210/5) واخرجه ابن ابی شيبة (252'251/4) باب: ما جاء فی اتيان النساء فی ادبارهن' وابن حبان (242/4' موارد) برقم (1302) وابو يعلى فی المسند (266/4) برقم (2338)

1087 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ اَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ خَالِدٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ بِنْتِ سَعْدٍ وَّكَانَتْ خَادِمًا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: مَثَلُ الرَّافِلَةِ فِي الزِّيْنَةِ فِي غَيْرِ اَهْلِهَا كَمَثَلِ ظُلْمَةِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا نُوْرَ لَهَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ مُوْسٰى بْنِ عُبَيْدَةَ

توضیحِ راوی: وَمُوْسٰى بْنُ عُبَيْدَةَ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيْثِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ وَهُوَ صَدُوْقٌ

اختلافِ روایت: وَقَدْ رَوٰى عَنْهُ شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ وَقَدْ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ مُوْسَى ابْنِ عُبَيْدَةَ وَلَمْ يَرْفَعْهُ

◆◆ سیّدہ میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا جو نبی اکرم ﷺ کی خدمت کیا کرتی تھیں وہ بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بن سنور کر اپنے شوہر کی بجائے کسی اور کے سامنے آنے والی عورت اسی طرح ہے جیسے قیامت کے دن ایسی تاریکی ہو جس میں کوئی روشنی نہ ہو۔

ہم اس روایت کو صرف موسیٰ بن عبیدہ نامی راوی کے حوالے سے جانتے ہیں۔

موسیٰ بن عبیدہ نامی راوی کو علم حدیث میں ان کے حافظے کے حوالے سے ضعیف قرار دیا گیا ہے ویسے وہ سچے ہیں۔

شعبہ اور ثوری نے ان سے روایات کو نقل کیا ہے۔

بعض دیگر راویوں نے اسے موسیٰ بن عبیدہ کے حوالے سے نقل کیا ہے تاہم اسے ''مرفوع'' روایت کے طور پر نقل نہیں کیا۔

شرح

زینت وسنگار کر کے باہر نکلنے کی ممانعت:

شریعت میں عورت کو زیب و زینت اور بناؤ سنگار کرنے کی اجازت دی گئی ہے خواہ وہ زیورات کی شکل میں ہو یا لباس کی صورت میں ہو یا حسن و جمال کی نمائش کے سبب ہو لیکن یہ سب کچھ صرف اور صرف شوہر کو خوش کرنے کے لیے جائز ہے جبکہ دوسرے لوگوں کو خوش کرنے کے لیے حرام ہے۔ جو عورت زیب و زینت اور بناؤ سنگار کر کے گھر سے باہر نکلتی ہے یا بازار جاتی ہے تو اس کی وعید و مذمت حدیث باب میں بیان کی گئی ہے کہ اسے نور ایمان کی روشنی میسر نہیں ہوگی۔ یہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی کا نتیجہ ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْغَيْرَةِ

باب 14- غیرت کا بیان

1088 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حَبِيْبٍ عَنِ الْحَجَّاجِ الصَّوَّافِ عَنْ يَحْيَى

1088- اخرجه مسلم (2114/4) كتاب التوبة' باب: غيرة الله تعالىٰ وتحريم الفواحش' حديث (36-2761) واخرجه البخاری (230/9) كتاب النكاح' باب الغيرة' حديث (5223) بدون ذكر قوله' والمؤمن يغار' من طريق يحيىٰ بن ابی كثير عن ابی سلمة عن ابی هريرة به-

بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متن حدیث: اِنَّ اللّٰهَ يَغَارُ وَالْمُؤْمِنُ يَغَارُ وَغَيْرَةُ اللّٰهِ اَنْ يَّاْتِيَ الْمُؤْمِنُ مَا حَرَّمَ عَلَيْهِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عَائِشَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ يَّحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا الْحَدِيْثُ وَكِلَا الْحَدِيْثَيْنِ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَالْحَجَّاجُ الصَّوَّافُ هُوَ الْحَجَّاجُ بْنُ اَبِيْ عُثْمَانَ وَاَبُوْ عُثْمَانَ اسْمُهٗ مَيْسَرَةُ وَالْحَجَّاجُ يُكْنٰى اَبَا الصَّلْتِ وَثَّقَهٗ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ الْعَطَّارُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمَدِيْنِيِّ قَالَ سَاَلْتُ يَحْيَى ابْنَ سَعِيْدٍ الْقَطَّانَ عَنْ حَجَّاجٍ الصَّوَّافِ فَقَالَ ثِقَةٌ فَطِنٌ كَيِّسٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ کو بھی غیرت آتی ہے اور مومن بھی غیرت کرتا ہے اللہ تعالیٰ کو غیرت اس بات پر آتی ہے: جب مومن کسی ایسے کام کا ارتکاب کرے جسے اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے حرام قرار دیا ہو۔

اس بارے میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

یہ روایت یحییٰ بن ابوکثیر کے حوالے سے سلمہ کے حوالے سے عروہ کے حوالے سے سیّدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کی گئی ہے۔ یہ دونوں روایات مستند ہیں۔

حجاج صواف نامی راوی حجاج بن ابوعثمان ہیں۔ ابوعثمان نامی راوی کا نام میسرہ ہے۔ حجاج کی کنیت ابوصلت ہے۔ یحییٰ بن سعید قطان نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔

علی بن عبداللہ مدینی بیان کرتے ہیں: میں نے یحییٰ بن سعید قطان سے حجاج صواف کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا: وہ ذہین اور سمجھدار انسان تھے۔

شرح

غیرت کا تقاضا:

کامل مومن جب اپنے گھرانا میں کوئی بے شرمی کی بات دیکھتا ہے تو وہ غصہ میں آجاتا ہے۔ ایک روایت میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو اس کا کنبہ قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب کسی کو اس کی حرام کردہ چیز کا مرتکب پاتا ہے تو اس پر ناراض ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ ناراضگی اس کی صفت محمود ہے اور اسی طرح حرام کے ارتکاب سے مومن کو غیرت آئے اور اظہار ناراضگی کرے تو یہ صفت محمود ہے۔ حدیث باب میں صاحب غیرت یا صاحب حیاء ہونا اللہ تعالیٰ کی اور مومن کی صفت قرار دی گئی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ اَنْ تُسَافِرَ الْمَرْاَةُ وَحْدَهَا

باب 15-عورت کا تنہا سفر کرنا حرام ہے

1089 سندِحدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُسَافِرَ سَفَرًا يَّكُوْنُ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فَصَاعِدًا اِلَّا وَمَعَهَا اَبُوْهَا اَوْ اَخُوْهَا اَوْ زَوْجُهَا اَوِ ابْنُهَا اَوْ ذُوْ مَحْرَمٍ مِّنْهَا

فی الباب: وَفِى الْبَاب عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّابْنِ عُمَرَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حدیثِ دیگر: وَرُوِىَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ لَا تُسَافِرُ الْمَرْاَةُ مَسِيْرَةَ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ اِلَّا مَعَ ذِىْ مَحْرَمٍ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ يَكْرَهُوْنَ لِلْمَرْاَةِ اَنْ تُسَافِرَ اِلَّا مَعَ ذِىْ مَحْرَمٍ وَّاخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِى الْمَرْاَةِ اِذَا كَانَتْ مُوْسِرَةً وَّلَمْ يَكُنْ لَهَا مَحْرَمٌ هَلْ تَحُجُّ فَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ لَا يَجِبُ عَلَيْهَا الْحَجُّ لِاَنَّ الْمَحْرَمَ مِنَ السَّبِيْلِ لِقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا) فَقَالُوْا اِذَا لَمْ يَكُنْ لَهَا مَحْرَمٌ فَلَا تَسْتَطِيْعُ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَّهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَاَهْلِ الْكُوْفَةِ وقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِذَا كَانَ الطَّرِيْقُ اٰمِنًا فَاِنَّهَا تَخْرُجُ مَعَ النَّاسِ فِى الْحَجِّ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَّالشَّافِعِيِّ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والی کسی بھی عورت کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے۔ وہ تین دن یا اس سے زیادہ کا سفر کرے البتہ اگر اس کے ساتھ اس کا باپ یا اس کا بھائی یا اس کا شوہر یا اس کا بیٹا یا کوئی محرم عزیز ہوں (تو وہ سفر کرسکتی ہے)۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

نبی اکرم ﷺ سے یہ بات بھی نقل کی گئی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا ہے: کوئی بھی عورت ایک دن اور ایک رات کا سفر صرف محرم کے ساتھ کرے۔

1089- اخرجه احمد (54/3) ومسلم (977/2) كتاب الحج' باب: سفر المرأة مع محرم الى حج وغيره' حديث (423) وابو داؤد (140/2) كتاب المناسك (الحج) باب: فى المرأة تحج بغير محرم' حديث (1726) وابن ماجة (967/2' 968) كتاب المناسك' باب: المرأة تحج بغير ولى' حديث (2898) والدارمى (289/2) كتاب الاستئذان' باب: لا تسافر المرأة وابن خزيمة (133/4) حديث (2519) من طريق الاعمش عن ابى صالح عن ابى سعيد الخدرى فذكره۔

اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پرعمل کیا جاتا ہے انہوں نے خاتون کے لیے اس بات کو مکروہ قرار دیا ہے کہ وہ محرم کے بغیر سفر کرے۔

اہلِ علم نے خاتون کے بارے میں اختلاف کیا ہے اگر وہ خوشحال ہو اور اس کا کوئی محرم موجود نہ ہو تو کیا وہ حج کرے گی؟

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: ایسی عورت پر حج فرض نہیں ہوتا اس لیے کہ ''محرم'' سبیل کا حصہ ہے اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔

''(حج اس پر لازم ہوتا ہے) جو وہاں تک جانے کی سبیل رکھتا ہو''۔

یہ علماء فرماتے ہیں: جب اس عورت کا محرم نہیں ہوگا تو گویا وہ وہاں تک جانے کی سبیل نہیں رکھتی۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور اہلِ کوفہ اسی بات کے قائل ہیں

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: جب راستہ امن پر مشتمل ہو (یعنی راستے میں کسی فساد کا اندیشہ نہ ہو) تو وہ عورت دیگر لوگوں کے ساتھ حج کے لیے نکل سکتی ہے۔

امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

1090 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِىْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَا تُسَافِرُ امْرَاَةٌ مَسِيْرَةَ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ اِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کوئی بھی عورت محرم کے بغیر ایک دن اور ایک رات کا سفر نہ کرے۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

عورت کو تنہا سفر کرنے کی ممانعت:

محض فتنہ کے سبب عورت کو تنہا سفر کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ تین دن رات کے تنہا سفر کرنے میں فتنہ کی صورت قریب الیقین ہوتی ہے، اس لیے عورت تنہا سفر نہیں کر سکتی۔ اگر ایک دن رات کے سفر میں بھی فتنہ کا اندیشہ ہو تو یہ سفر بھی عورت کے لیے حرام ہوگا، فتنہ سے بچنے کے لیے ہی عورت کو مسجد میں جا کر نماز ادا کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ حج یا عمرہ کی غرض سے عورت کو تنہا سفر کرنے کی بھی

1090- اخرجه البخاری (659/2) كتاب تقصير الصلوٰة : باب: فی کم تقصر الصلوٰة؛ حديث (1088) ومسلم (977/2) كتاب الحج باب: سفر المرأة مع محرم الى حج وغيره حديث (419-1339) وابوداؤد (140/2) كتاب المناسك (الحج) باب: فی المرأة تحج بغير محرم حديث (1723) حديث (2523) من طريق سعيد بن ابی سعيد عن ابيه عن ابی هريرة به-

ممانعت ہے۔البتہ شوہر یا کسی محرم کی رفاقت میں عورت ہر سفر کرسکتی ہے۔

سوال: پہلی حدیث باب میں تین دن تین رات اور دوسری میں ایک دن ایک رات سفر بیان ہوا ہے، یہ تو تعارض ہوا؟

جواب: سفر تین دن کا ہو یا ایک دن کا اگر عورت کے تنہا سفر کرنے میں فتنہ کا اندیشہ ہو تو سفر نہیں کرسکتی۔ایام کی قید احترازی نہیں ہے بلکہ اتفاقی ہے لہٰذا تعارض باقی نہ رہا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ الدُّخُوْلِ عَلَى الْمُغِيبَاتِ

باب 16- جن خواتین کے شوہر موجود نہ ہوں ان کے پاس (تنہائی میں) جانا حرام ہے

1091 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِى الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِيَّاكُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَى النِّسَآءِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَرَاَيْتَ الْحَمْوَ قَالَ الْحَمْوُ الْمَوْتُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عُمَرَ وَجَابِرٍ وَّعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

قولِ امام ترمذی: وَاِنَّمَا مَعْنٰى كَرَاهِيَةِ الدُّخُوْلِ عَلَى النِّسَآءِ عَلٰى نَحْوِ مَا رُوِىَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

حدیثِ دیگر: لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَاَةٍ اِلَّا كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ

وَمَعْنٰى قَوْلِهِ الْحَمْوُ يُقَالُ هُوَ اَخُو الزَّوْجِ كَاَنَّهٗ كَرِهَ لَهٗ اَنْ يَّخْلُوَ بِهَا

◄► حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: خواتین کے پاس جانے سے بچو۔ انصار سے تعلق رکھنے والے ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ دیور کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دیور' موت ہے۔

اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ' حضرت جابر رضی اللہ عنہ' حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایات منقول ہیں۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

خواتین کے پاس جانے کے مکروہ ہونے کا مفہوم وہی ہے' جو نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا گیا ہے' جو آپ نے ارشاد فرمایا ہے:

جب کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہا ہوتا ہے' تو ان کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے۔

1091- اخرجه البخاری (242/9) کتاب النکاح' باب: لا یخلون رجل بامرأة الا ذو محرم' والدخول علی المغیبة' حدیث (5232) ومسلم (1711/2) کتاب السلام : باب: تحریم الخلوة بالاجنبية والدخول علیها' حدیث (20-2172) والدارمی (278/2) کتاب الاستئذان: باب: النهی عن الدخول علی النساء' واخرجه احمد (149/4' 153) من طریق ابی الخیر عن عقبه بن عامر فذکره-

نبی اکرم ﷺ کے فرمان میں موجود لفظ ''حمو'' کا مطلب ایک قول کے مطابق شوہر کا بھائی ہے' گویا کہ نبی اکرم ﷺ نے اس بات کو مکروہ قرار دیا ہے: وہ تنہائی میں عورت کے ساتھ ہو۔

1092 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ مُجَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَا تَلِجُوا عَلَى الْمُغِيبَاتِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنْ اَحَدِكُمْ مَجْرَى الدَّمِ قُلْنَا وَمِنْكَ قَالَ وَمِنِّيْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَعَانَنِيْ عَلَيْهِ فَاَسْلَمُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیحِ راوی: وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُهُمْ فِيْ مُجَالِدِ بْنِ سَعِيْدٍ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ وَسَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ خَشْرَمٍ يَقُوْلُ قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ فِيْ تَفْسِيْرِ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَعَانَنِيْ عَلَيْهِ فَاَسْلَمُ يَعْنِيْ اَسْلَمُ اَنَا مِنْهُ قَالَ سُفْيَانُ وَالشَّيْطَانُ لَا يُسْلِمُ وَلَا تَلِجُوا عَلَى الْمُغِيبَاتِ وَالْمُغِيبَةُ الْمَرْاَةُ الَّتِيْ يَكُوْنُ زَوْجُهَا غَائِبًا وَّالْمُغِيبَاتُ جَمَاعَةُ الْمُغِيبَةِ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جن عورتوں کے شوہر موجود نہ ہوں ان کے پاس (تنہائی میں) نہ جاؤ کیونکہ شیطان تمہاری رگوں میں گردش کرتا ہے' ہم نے عرض کی: آپ کی بھی؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری بھی' لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے خلاف میری مدد کی ہے' اور وہ مسلمان ہو گیا ہے۔

یہ حدیث اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

محدثین نے مجالد بن سعید کے حافظے کے حوالے سے کچھ گفتگو کی ہے۔

علی بن خشرم فرماتے ہیں: سفیان بن عیینہ نے نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان کی وضاحت کی ہے' لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے خلاف میری مدد کردی ہے' اور وہ مسلمان ہو گیا ہے اس کا مطلب یہ ہے: میں اس سے محفوظ ہوں۔

سفیان بیان کرتے ہیں: شیطان مسلمان نہیں ہوتا۔

اور حدیث کے یہ الفاظ: ''تم مغیبات کے پاس نہ جاؤ'' مغیبہ اس عورت کو کہتے ہیں' جس کا شوہر ہو لیکن موجود نہ ہو۔

مغیبہ کی جمع لفظ مغیبات آتی ہے۔

1093 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُوَرِّقٍ عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَلْمَرْاَةُ عَوْرَةٌ فَاِذَا خَرَجَتِ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ

1092– اخرجه احمد (397'309/3) واخرجه الدارمي (320/2) كتاب الرقاق' باب: الشيطان يجري من ابن آدم بلفظ' لا تدخلوا على المغيبات' من طريق مجالد عن الشعبي' عن جابر فذكره۔

1093– اخرجه ابن خزيمة (93/3) حديث (185) من طريق ابي الاحوص عن عبد الله بن مسعود فذكره۔

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

◆◆ حضرت عبداللہ ؓ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: عورت پردے کی چیز ہے جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اسے جھانک کر دیکھتا ہے۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

1094 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ بَحِيرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: لَا تُؤْذِي امْرَاَةٌ زَوْجَهَا فِي الدُّنْيَا اِلَّا قَالَتْ زَوْجَتُهُ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ لَا تُؤْذِيهِ قَاتَلَكِ اللّٰهُ فَاِنَّمَا هُوَ عِنْدَكِ دَخِيلٌ يُوْشِكُ اَنْ يُّفَارِقَكِ اِلَيْنَا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیح راوی: وَرِوَايَةُ اِسْمٰعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ عَنِ الشَّامِيِّيْنَ اَصْلَحُ وَلَهُ عَنْ اَهْلِ الْحِجَازِ وَاَهْلِ الْعِرَاقِ مَنَاكِيرُ

◆◆ حضرت معاذ بن جبل ؓ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو عورت دنیا میں اپنے شوہر کو تکلیف دیتی ہے تو اس مرد کی جنت کی حوروں سے تعلق رکھنے والی بیوی یہ کہتی ہے تو اسے اذیت نہ دے اللہ تعالیٰ تجھے برباد کرے کیونکہ یہ تیرے پاس مہمان ہے اور عنقریب تجھ سے جدا ہو کر ہمارے پاس آ جائے گا۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن غریب" ہے ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

اسماعیل بن عیاش نے شامیوں کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہیں وہ مناسب ہیں انہوں نے اہلِ حجاز اور اہلِ عراق سے "منکر" روایات نقل کی ہیں۔

شرح

غیر محرم عورتوں کے پاس جانے کی ممانعت:

لفظ مغیبات جمع ہے اور اس کا واحد مغیبۃ ہے۔ اس کا معنی ہے: غیب کرنے والی پوشیدہ کرنے والی۔ اس لفظ کا اطلاق ہر اس عورت پر بھی ہوتا ہے جس کا شوہر طویل سفر پر ہو یا دوسرے ملک میں کاروباری نقطہ نظر سے مقیم ہو یا وفات پا چکا ہو۔ ایسی عورتوں کے پاس تنہائی میں جانا فتنہ سے خالی نہیں ہے کیونکہ جب مرد اور عورت تنہا ہوں گے تو ان میں تیسرا شیطان ہوتا ہے۔ اس طرح ان کی تنہائی کسی وقت بھی فتنہ کا سبب بن سکتی ہے۔ اسی لیے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کو منع فرمایا دیا کہ وہ تنہائی میں غیر عورت کے پاس جائے۔

دوسری حدیث باب میں ہے کہ جیٹھ یا دیور کے بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا تو آپ نے

1094- اخرجه احمد (242/5) وابن ماجه (649/1) كتاب النكاح باب: فى المرأة تؤذى زوجها حديث (2014) من طريق خالد بن معدان عن كثير بن مرة عن معاذ بن جبل به-

جواب دیا: ''جیٹھ اور دیور تو موت ہیں'' اور لفظ ''حمو'' سے مراد عورت کا قریبی رشتہ دار ہے جو شوہر کی طرف سے ہو اور وہ دیور اور جیٹھ ہیں۔ شوہر کے برادر اصغر کو دیور اور برادر اکبر کو جیٹھ کہا جاتا ہے۔ شرعی نقطہ نظر سے جیٹھ دیور کو بھی اجازت نہیں ہے کہ وہ اپنی بھابھی کے ساتھ تنہائی میں ملاقات کریں۔ کیونکہ ان میں بے تکلفی ہوتی ہے جو جلدی سے فتنہ کا سبب بن سکتی ہے۔ عورت کی طرف سے شوہر کے جو قریبی رشتہ دار ہوتے ہیں انہیں ''ختن'' کہا جاتا ہے' جس کی جمع اختان ہے۔ اس سے مراد سالے سالیاں ہیں۔ جس طرح دیور اور جیٹھ کا بھابھی سے ملنا فتنہ قرار دیا گیا ہے بالکل اسی طرح مرد کا اپنی سالیوں سے تنہائی میں ملنا بھی فتنہ سے خالی نہیں ہے۔ اس لیے کہ ان میں بھی بے تکلفی سبب فتنہ ہے۔ آج اسلامی تعلیم سے دوری' جہالت اور بے عملی کے سبب ایسے فتنوں کا شکار ہونے کی وجہ سے لوگ اپنا متاع حیات خراب اور زندگیاں برباد کررہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہوش کے ناخن لینے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی اصلاح کرتے اور فتنہ کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند کرتے ہوئے یوں فرمایا: جن عورتوں کے شوہر حاضر باش نہ ہوں ان کے پاس نہ جاؤ کیونکہ شیطان تمہاری رگوں میں اس طرح گردش کرتا ہے' جس طرح خون گردش کرتا ہے۔ دریافت کیا گیا: یارسول اللہ! آپ کی بھی؟ آپ نے فرمایا: ہاں مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے خلاف میری مدد کی تو وہ مسلمان ہو گیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الطَّلَاقِ وَاللِّعَانِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

طلاق اور لعان کے بارے میں، نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ طَلَاقِ السُّنَّةِ

باب 1- سنت طلاق کا بیان

طلاق اور لعان کے احکام ومسائل

ماقبل سے ربط: اوراق سابقہ میں نکاح کی بحث تھی اور اب مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ طلاق کی بحث کا آغاز کرنا چاہتے ہیں۔ بعض اوقات نکاح کے بعد طلاق کی ضرورت پیش آتی ہے، اس لیے نکاح کے بعد طلاق کی بحث رکھی گئی ہے۔ شرعی نقطہ نظر سے خواہ طلاق دینا جائز ہے مگر بلاعذر شرعی طلاق دینا حرام وممنوع ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال وجائز امور میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز طلاق دینا ہے۔

لفظ "طلاق" سے مراد ہے رشتہ ختم کردینا۔ یہود کے دین میں طلاق کا حق شوہر کو حاصل تھا اور طلاق دینے کی عام اجازت تھی۔ البتہ تحریری طلاق دی جاسکتی تھی۔ طلاق کی صورت میں حلالہ کے بعد بھی عورت شوہر اوّل کے لیے حلال نہیں ہوتی تھی۔ عیسائی دین میں طلاق دینے کی شدید وعید، گناہ اور حرام تھا۔ زنا کی صورت پیش آنے پر طلاق کی اجازت تھی۔ مرد کی طرح عورت کو بھی حق حاصل تھا کہ وہ اپنے شوہر کو طلاق دے کر الگ کردے۔ اس حوالے سے انجیل مرقس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول منقول ہے: "جس شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دے کر کسی دوسری عورت سے نکاح کیا اس نے زنا کیا"۔ ہندو مذہب میں طلاق حرام تھی، زانیہ عورت کو مذہب سے خارج کردیا جاتا تھا، لیکن طلاق نہیں دی جاتی تھی۔ بعض ہندوؤں نے اس مسئلہ میں سختی محسوس کی تو نظر ثانی کرنے پر مجبور ہوگئے جس کے نتیجہ میں بعض گروہوں کی طرف سے طلاق کو جائز قرار دیا گیا۔ جنوبی ہندوستان میں تاحال اکثر ہندوؤں کے نزدیک طلاق دینا حرام اور گناہ ہے۔

دین اسلام کا یہ امتیاز ہے کہ طلاق کے حوالے سے اس کے احکام افراط وتفریط سے پاک ہیں۔ ان میں دشواری نہیں بلکہ مسلمانوں کی آسانی کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ نکاح سے قبل مرد اپنی متوقع بیوی کو دیکھ سکتا ہے۔ طلاق کا حق صرف مرد کو حاصل ہے مگر اس کے مطلق العنان ہونے کی صورت میں عورت کو خلع کا حق بھی دیا گیا ہے۔ زوجین میں اختلاف کی صورت میں دونوں کی

اصلاح اور تادیب کا درس دیا گیا۔ بات بات پر طلاق کا لفظ استعمال کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ طلاق جائز ہونے کے باوجود اسے ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔ طلاق دینے کے لیے یہ شرط عائد کی گئی ہے کہ ایسے طہر میں دی جائے جس میں وطی نہ کی گئی ہو۔

1095 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ سِيرِيْنَ عَنْ يُّوْنُسَ بْنِ جُبَيْرٍ

متنِ حدیث: قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ وَهِيَ حَائِضٌ فَقَالَ هَلْ تَعْرِفُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَاِنَّهٗ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ وَهِيَ حَائِضٌ فَسَاَلَ عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَهٗ اَنْ يُّرَاجِعَهَا قَالَ قُلْتُ فَيُعْتَدُّ بِتِلْكَ التَّطْلِيقَةِ قَالَ فَمَهْ اَرَاَيْتَ اِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ

◆◆ یونس بن جبیر بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا' جو اپنی بیوی کو اس کے حیض کی حالت میں طلاق دے دیتا ہے' تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو جانتے ہو؟ اس نے جب اپنی بیوی کو طلاق دی تھی' تو وہ عورت حیض کی حالت میں تھی' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا' تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں یہ ہدایت کی: وہ اس سے رجوع کر لے۔

راوی بیان کرتے ہیں: میں نے دریافت کیا: کیا اس طلاق کو شمار کیا گیا تھا؟ تو انہوں نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے؟ وہ عاجز تھا یا احمق تھا (جو اس کی طلاق شمار نہ ہوتی)

1096 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَوْلٰى اٰلِ طَلْحَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ

متنِ حدیث: اَنَّهٗ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ فِي الْحَيْضِ فَسَاَلَ عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِيُطَلِّقْهَا طَاهِرًا اَوْ حَامِلًا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ يُوْنُسَ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَّكَذٰلِكَ حَدِيْثُ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ اَنَّ

1095- اخرجه البخاری (264/9) کتاب الطلاق' باب: اذا طلقت الحائض (1471/9) وابو داؤد (256/2) کتاب الطلاق: باب: فی طلاق السنة' حدیث (2184) وابن ماجه (651/1) کتاب الطلاق: باب: طلاق السنة' حدیث (2022) والنسائی (142/6) کتاب الطلاق' باب: الطلاق لغیر العدة وما یحتسب منه علی المطلق' حدیث (3400) واخرجه احمد (51/2) من طریق حماد بن زید عن ایوب عن محمد بن سیرین عن یونس بن جبیر عن ابن عمر فذکرہ۔

1096- اخرجه احمد (2/26-58) ومسلم (1095/2) کتاب الطلاق' باب: تحریم طلاق الحائض بغیر رضاها' وانه لو خالف وقع الطلاق' ویؤمر برجعتها' حدیث (5-1471) وابو داؤد (255/2) کتاب الطلاق' باب: فی طلاق السنة' حدیث (2181) وابن ماجه (652/1) کتاب الطلاق' باب: الحامل کیف تطلق؛ حدیث (2032) والنسائی (141/6) کتاب الطلاق: باب: ما یفعل اذا طلق تطلیقه وهی حائض' حدیث (3397) والدارمی (160/2) کتاب الطلاق' باب: السنة فی الطلاق' من طریق محمد بن عبد الرحمن مولیٰ آل طلحة عن سالم بن عبد الله بن ابیه عبد الله بن عمر فذکرہ۔

طَلَاقَ السُّنَّةِ اَنْ يُّطَلِّقَهَا طَاهِرًا مِّنْ غَيْرِ جِمَاعٍ وقَالَ بَعْضُهُمْ اِنْ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا وَّهِيَ طَاهِرٌ فَاِنَّهُ يَكُوْنُ لِلسُّنَّةِ اَيْضًا وَّهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ وقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَكُوْنُ ثَلَاثًا لِلسُّنَّةِ اِلَّا اَنْ يُّطَلِّقَهَا وَاحِدَةً وَّاحِدَةً وَّهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَاِسْحٰقَ وَقَالُوْا فِيْ طَلَاقِ الْحَامِلِ يُطَلِّقُهَا مَتٰى شَاءَ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وقَالَ بَعْضُهُمْ يُطَلِّقُهَا عِنْدَ كُلِّ شَهْرٍ تَطْلِيقَةً

◄► سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہوں نے اپنی اہلیہ کو اس کی حیض کی حالت میں' طلاق دے دی' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا' تو آپ نے ارشاد فرمایا: اس سے کہو! وہ اس عورت سے رجوع کرے' پھر اسے اس وقت طلاق دے' جب وہ عورت طہر کی حالت میں ہو یا حاملہ ہو۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) یونس بن جبیر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے جو روایت نقل کی ہے۔ وہ ''حسن صحیح'' ہے۔

اسی طرح سالم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے۔ وہ بھی ایسی ہی ہے۔

یہی روایت دیگر حوالوں سے نبی اکرم ﷺ سے بھی منقول ہے۔

اہلِ علم جو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں' ان کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا' یعنی سنت طلاق یہ ہے: آدمی بیوی کو اس وقت طلاق دے' جب وہ طہر کی حالت میں ہو' اور اس طہر میں اس کے ساتھ صحبت نہ کی گئی ہو۔

بعض علماء نے یہ بات بیان کی ہے: جب عورت طہر کی حالت میں ہو' اور مرد اس کو تین طلاقیں دیدے' تو یہ بھی سنت کے مطابق ہوگی۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

بعض علماء نے یہ بات بیان کی ہے: تین طلاقیں دینا سنت کے مطابق نہیں ہوگا' بلکہ صرف ایک' ایک کر کے طلاق دینا سنت ہوگا۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

حاملہ عورت کی طلاق کے بارے میں یہ حضرات فرماتے ہیں: مرد اسے جیسے چاہے طلاق دے سکتا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ' امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

بعض علماء نے یہ بات بیان کی ہے: مرد اسے ہر مہینے میں ایک طلاق دے۔

شرح

طلاق سنت اور اس میں مذاہب آئمہ:

طلاق سنت سے مراد ہے ایسے طہر میں طلاق دینا جس میں وطی نہ کی گئی ہو پھر اسی طرح دوسرے اور تیسرے طہر میں بھی طلاق دینا۔ حضرت امام آلوسی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ''طلاق سنت'' سے مراد یہ ہرگز نہیں ہے کہ طلاق دینا عمل خیر اور باعث ثواب ہے بلکہ اس سے مراد ہے شریعت میں طلاق جائز ہے مگر موجب مؤاخذہ نہیں ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اظہار

ثلاثہ میں مختلف طلاقیں دینے پر "طلاق سنت" کا اطلاق کیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ یوں مخاطب ہوئے: ماھکذا امرک اللہ انک قد اخطا السنة ان تستقبل الطھر فتطلق لکل قرء (سنن دارقطنی جلد۱ص۱۳) "طلاق سنت" سے مراد ایسی طلاق ہے جو ایسے طہر میں دی گئی ہو جس میں جماع نہ کیا گیا بعدازاں طلاق نہ دی جائے حتیٰ کہ عدت پوری جائے۔

ایک طہر میں ایک سے زائد طلاق دینے سے "طلاق سنت" ہوگی یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ ایک طہر میں ایک سے زائد طلاق دینے کی صورت میں "طلاق سنت" نہیں رہے گی بلکہ "طلاق بدعی" بن جائے گی۔ طلاق واقع ہو جائے گی مگر طلاق دہندہ گناہگار ہوگا۔ انہوں نے ارشاد ربانی سے استدلال کیا ہے: اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ: اس فقرہ کے دو مفاہیم ہو سکتے ہیں: (۱) عبارۃ النص: عبارۃ النص کے اعتبار اس کا مفہوم یوں ہے کہ یکے بعد دیگر، طلاق دینی چاہیے۔ ایک ہی طہر میں ایک سے زائد طلاق نہیں دینی چاہیے۔ (۲) اشارۃ النص: دو طلاقیں دینے کی صورت میں رجوع کیا جا سکتا ہے۔

۲- حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر ہے کہ ایک طہر میں ایک سے زائد طلاق دینے سے بھی "طلاق سنت" رہے گی اور طلاق دینے والا گناہگار بھی نہیں ہوگا۔ انہوں نے حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: قال عویمر کذبت علیھا یارسول اللہ! ان امسکتھا فطلقھا عویمر ثلثا (سنن ابی داؤد) اس روایت سے ثابت ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں حضرت عویمر رضی اللہ عنہ نے تین طلاقیں دیں تو آپ نے منع نہ کیا، اگر گناہ ہوتا تو آپ ضرور منع کر دیتے۔

بڑے اماموں کی طرف سے چھوٹے اماموں کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ اس واقعہ سے لعان مراد ہے اور لعان کی صورت میں زوجین میں ازخود تفریق ہو جاتی ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ لعان کے بعد حاکم وقت دونوں کے درمیان تفریق کرا سکتا ہے۔ اس وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین طلاقوں کی طرف توجہ مبذول نہ فرمائی تھی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرَّجُلِ يُطَلِّقُ امْرَاَتَهُ الْبَتَّةَ

باب 2- جو شخص اپنی بیوی کو "طلاق بتہ" دے

1097 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ عَنْ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ رُكَانَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ

1097- اخرجه ابو داؤد (263/2) كتاب الطلاق' باب: في البتة' حديث (2208) وابن ماجه (661/1) كتاب الطلاق' باب: طلاق البته' حديث (2051) والدارمي (163/2) كتاب الطلاق' باب: الطلاق البتة' من طريق عبد الله بن يزيد بن ركانة عن ابيه عن جده فذكره-

متنِ حدیث: اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ طَلَّقْتُ امْرَاَتِىَ الْبَتَّةَ فَقَالَ مَا اَرَدْتَّ بِهَا قُلْتُ وَاحِدَةً قَالَ وَاللّٰهِ قُلْتُ وَاللّٰهِ قَالَ فَهُوَ مَا اَرَدْتَّ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

قولِ امام بخاری: وَسَاَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَقَالَ فِيْهِ اضْطِرَابٌ

اختلافِ روایت: وَّيُرْوٰى عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رُكَانَةَ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ ثَلَاثًا

مذاہبِ فقہاء: وَّقَدِ اخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ فِىْ طَلَاقِ الْبَتَّةِ فَرُوِىَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّهٗ جَعَلَ الْبَتَّةَ وَاحِدَةً وَّرُوِىَ عَنْ عَلِيٍّ اَنَّهٗ جَعَلَهَا ثَلَاثًا وقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ فِيْهِ نِيَّةُ الرَّجُلِ اِنْ نَّوٰى وَاحِدَةً فَوَاحِدَةٌ وَّاِنْ نَّوٰى ثَلَاثًا فَثَلَاثٌ وَّاِنْ نَّوٰى ثِنْتَيْنِ لَمْ تَكُنْ اِلَّا وَاحِدَةً وَّهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَاَهْلِ الْكُوْفَةِ وقَالَ مَالِكُ ابْنُ اَنَسٍ فِى الْبَتَّةِ اِنْ كَانَ قَدْ دَخَلَ بِهَا فَهِىَ ثَلَاثُ تَطْلِيقَاتٍ وقَالَ الشَّافِعِيُّ اِنْ نَّوٰى وَاحِدَةً فَوَاحِدَةٌ يَّمْلِكُ الرَّجْعَةَ وَاِنْ نَّوٰى ثِنْتَيْنِ فَثِنْتَانِ وَاِنْ نَّوٰى ثَلَاثًا فَثَلَاثٌ

◆◆ عبداللہ بن یزید اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دے دی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم نے اس سے کیا مراد لی تھی؟ میں نے عرض کی: ایک' نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: اللہ کی قسم! میں نے عرض کی: اللہ کی قسم! آپ نے فرمایا: پھر وہ وہی شمار ہوگی جو تم نے مراد لی تھی۔

یہ حدیث ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اہلِ علم نے طلاق بتہ کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے یہ بات منقول ہے: انہوں نے طلاق بتہ کو ایک طلاق شمار کیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے' انہوں نے اسے تین طلاقیں قرار دیا ہے۔

بعض اہلِ علم نے اس بارے میں یہ رائے پیش کی ہے: اس بارے میں مرد کی نیت کا اعتبار ہوگا اس نے ایک کی نیت کی تھی' تو ایک طلاق شمار ہوگی' اگر اس نے تین کی نیت کی تھی' تو تین طلاقیں شمار ہوں گی' اگر اس نے دو کی نیت کی تھی' تو صرف ایک طلاق شمار ہو گی۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور اہلِ کوفہ اسی بات کے قائل ہیں۔

امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ طلاق بتہ کے بارے میں فرماتے ہیں: اگر مرد عورت کے ساتھ صحبت کر چکا ہو' تو یہ تین طلاقیں شمار ہوں گی۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر مرد نے ایک نیت کی ہو' تو ایک طلاق واقع ہوگی اور وہ رجوع کرے کرنے کا مالک ہوگا' اگر اس نے دو کی نیت کی تھی' تو دو طلاقیں شمار ہوں گی' لیکن اگر اس نے تین کی نیت کی تھی' تو تین طلاقیں شمار ہوں گی۔

شرح

''طلاق البتۃ'' کے حکم میں مذاہب آئمہ:

جب کسی شخص نے اپنی بیوی کو یوں کہا: انت طالق البتۃ تو اس کے حکم میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ یہ الفاظ کہتے وقت ایک طلاق کی نیت کی یا دوطلاق کی یا بالکل نیت نہ کی تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی۔ اگر تین کی نیت کی تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ اگر زوجہ بالفرض لونڈی ہو تو دو کی نیت کرنے سے دو طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔

۲- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر ہے کہ ایک طلاق کی نیت کی یا بالکل نہ کی تو ایک رجعی طلاق واقع ہوگی، دو طلاقوں کی نیت کرے گا' تو دو واقع ہوں گی اور اگر تین طلاقوں کی نیت کرے گا' تو تین واقع ہوں گی۔

۳- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر شوہر نے یہ الفاظ مدخول بھا سے کہے تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔

ایک ساتھ تین طلاق دینے میں مذاہب آئمہ

کیا ایک ساتھ تین طلاق واقع ہو جائیں گی یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

۱- حضرات صحابہ میں سے حضرت فاروق اعظم' حضرت علی' حضرت عبداللہ بن مسعود' حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم جبکہ آئمہ اربعہ میں سے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ' حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ یہ حرام اور بدعت ہے۔ انہوں نے حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دیں اس بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا تو آپ غضبناک ہو کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا: کیا اس آدمی نے کتاب اللہ کے ساتھ مذاق کیا ہے' جبکہ میں تم لوگوں میں موجود ہوں؟ یہاں تک ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا میں اسے قتل نہ کر دوں؟ (سنن نسائی جلد ثانی ص ۹۹)

۲- حضرت امام شافعی' حضرت حسن بن علی اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس طرح طلاق دینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

طلاق ثلاثہ کے وقوع میں مذاہب آئمہ:

جب کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک فقرہ میں یا ایک مجلس میں تین طلاق دے تو کیا وہ واقع ہو جائیں گی یا نہیں؟ ایک طلاق واقع ہوگی یا تین؟ اس بارے میں مشہور تین مذاہب ہیں جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- آئمہ اربعہ جمہور علماء سلف وخلف کا مؤقف ہے کہ اس صورت میں تین طلاق واقع ہو جائیں گی۔ عورت مغلظہ ہو جائے گی

اورحلالہ کے بغیر زوج اوّل کے لیے حلال نہیں ہوگی۔انہوں نے ان روایات واحادیث مبارکہ سے استدلال کیا ہے:

(۱) حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اورعرض کیا: میں بنت آل خالد ہوں اور فلاں شخص میرا شوہر ہے جس نے مجھے طلاق بھیجی ہے۔میں نے اس کے اہل خانہ سے نفقہ اورسکنٰی کا مطالبہ کیا تو انہوں نے انکار کردیا۔انہوں (اہل خانہ) نے کہا: یارسول اللہ! شوہر نے تین طلاق بھیجی ہیں۔راویہ کا کہنا ہے کہ حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انما النفقة والسكنىٰ للمرأة اذا كان بزوجها عليها الرجعة (سنن نسائی) عورت کے لیے نفقہ اور سکنٰی اس وقت ہوتا ہے جب شوہر کے لیے رجوع کرنے کی کوئی صورت باقی ہو'۔اس روایت میں تین طلاق کے بعد شوہر کو رجوع کا حق نہیں دیا گیا۔

(۲) اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دیں تو میں نے اس کا نکاح کردیا تو شوہر ثانی نے اسے طلاق دے دی تو اس بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ یہ عورت زوج اوّل کے لیے حلال ہے یا نہیں؟ آپ نے جواب دیا: نہیں، حتیٰ کہ پہلے شوہر کی طرح شوہر ثانی بھی وطی نہ کرلے۔
(الصحیح للبخاری جلد ثانی ص۷۹۱)

(۳) حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جس میں حضرت عویمر عجلانی رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے کہ حضرت عویمر رضی اللہ عنہ نے لعان کے اختتام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: كذبت عليها يارسول الله ان امسكتها فطلقها ثلاثا قبل ان يأمره رسول الله (صحیح جلد ثانی ص۷۹۱)

۲- ابن مقاتل، حجاج بن ارطاۃ اور اہل تشیع جعفریہ وغیرہ کا مؤقف ہے کہ طلاق بالکل واقع نہیں ہوگی۔

۳- علامہ ابن قیم، علامہ ابن تیمیہ، بعض اہل ظاہر اور دیگر لوگوں کے نزدیک اس صورت میں ایک طلاق واقع ہوگی جبکہ شوہر کو رجوع کا حق بھی حاصل ہوگا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ اَمْرُكِ بِيَدِكِ

باب 3: (جب کوئی شخص بیوی سے کہے) تمہارا معاملہ تمہارے اختیار میں ہے

1098 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ نَصْرِ بْنِ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ

متنِ حدیث: قَالَ قُلْتُ لِاَيُّوْبَ هَلْ عَلِمْتَ اَنَّ اَحَدًا قَالَ فِيْ اَمْرُكِ بِيَدِكِ اِنَّهَا ثَلَاثٌ اِلَّا الْحَسَنَ فَقَالَ لَا اِلَّا الْحَسَنَ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ غَفْرًا اِلَّا مَا حَدَّثَنِيْ قَتَادَةُ عَنْ كَثِيْرٍ مَوْلٰى بَنِيْ سَمُرَةَ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

ثَلَاثٌ قَالَ اَيُّوْبُ فَلَقِيْتُ كَثِيْرًا مَوْلٰى بَنِيْ سَمُرَةَ فَسَاَلْتُهُ فَلَمْ يَعْرِفْهُ فَرَجَعْتُ اِلٰى قَتَادَةَ فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ نَسِيَ

1198- اخرجه ابو داؤد (262/2) كتاب الطلاق باب: في امرك بيدك حديث (2204) والنسائي (147/6) كتاب الطلاق باب: امرك بيدك: حديث (3410) من طريق حماد بن زيد عن ايوب عن قتادة عن كثير مولى بني سمرة عن ابي سلمة عن ابي هريرة به-

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ سُلَيْمَانَ بْنِ حَرْبٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ

قولِ امام بخاری: وَسَاَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَقَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ بِهٰذَا وَاِنَّمَا هُوَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ مَوْقُوفٌ وَّلَمْ يُعْرَفْ حَدِيْثُ اَبِىْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا وَّكَانَ عَلِيُّ ابْنُ نَصْرٍ حَافِظًا صَاحِبَ حَدِيْثٍ

مذاہبِ فقہاء: وَقَدِ اخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِىْ اَمْرُكِ بِيَدِكِ فَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ

آثارِ صحابہ: مِنْهُمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ هِىَ وَاحِدَةٌ وَّهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِيْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ وقَالَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ الْقَضَاءُ مَا قَضَتْ وقَالَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا جَعَلَ اَمْرَهَا بِيَدِهَا وَطَلَّقَتْ نَفْسَهَا ثَلَاثًا وَّاَنْكَرَ الزَّوْجُ وَقَالَ لَمْ اَجْعَلْ اَمْرَهَا بِيَدِهَا اِلَّا فِىْ وَاحِدَةٍ اسْتُحْلِفَ الزَّوْجُ وَكَانَ الْقَوْلُ قَوْلَهُ مَعَ يَمِيْنِهِ وَذَهَبَ سُفْيَانُ وَاَهْلُ الْكُوْفَةِ اِلٰى قَوْلِ عُمَرَ وَعَبْدِ اللّٰهِ وَاَمَّا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ فَقَالَ الْقَضَاءُ مَا قَضَتْ وَهُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاَمَّا اِسْحٰقُ فَذَهَبَ اِلٰى قَوْلِ ابْنِ عُمَرَ

◆◆ حماد بن زید بیان کرتے ہیں میں نے ایوب سے کہا: آپ کو کسی ایسے شخص کے بارے میں یہ علم ہے، جس نے یہ کہا ہو: (اگر مرد بیوی سے یہ کہے) تمہارا معاملہ تمہارے اختیار میں ہے، تو یہ تین طلاقیں شمار ہوں گی۔ حسن کے علاوہ کسی نے یہ کہا؟ تو انہوں

نے جواب دیا: نہیں صرف حسن نے یہ کہا ہے، پھر وہ بولے: اے اللہ! بخشش کر دے! قتادہ نے کثیر کے حوالے سے، ابوسلمہ کے حوالے سے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے یہ روایت نقل کی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: (یہ تین طلاقیں ہوں گی) ایوب بیان کرتے ہیں: میری کثیر سے ملاقات ہوئی میں نے ان سے اس بارے میں دریافت کیا، تو انہیں اس کا علم نہیں تھا میں واپس قتادہ کے پاس آیا اور میں نے انہیں بتایا تو وہ بولے: وہ بھول گئے ہوں گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم اس حدیث کو صرف سلیمان بن حرب کی حماد بن زید سے روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے بتایا: سلیمان بن حرب نے حماد بن زید کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے۔

یہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تک ''موقوف'' ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ''مرفوع'' روایت کے طور پر اس کا علم نہیں ہو سکا۔

علی بن نصر حافظ تھے اور علم حدیث کے ماہر تھے۔

اہلِ علم نے ان الفاظ کے بارے میں اختلاف کیا ہے: ''تمہارا معاملہ تمہارے اختیار میں ہے''۔

بعض اہلِ علم جو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب سے تعلق رکھتے ہیں' جن میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں' وہ یہ فرماتے ہیں: اس سے ایک طلاق واقع ہوگی۔

تابعین سے تعلق رکھنے والے کئی اہلِ علم بھی اس بات کے قائل ہیں اور ان کے بعد آنے والے کئی اہلِ علم بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ یہ فرماتے ہیں: عورت جو فیصلہ کرے گی وہی حکم ہوگا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' جب مرد معاملے کو عورت کے اختیار میں دیدے' اور وہ اپنی ذات کو تین طلاقیں دیدے' اور وہ شوہر اس کا انکار کرے اور بولے: میں نے اسے صرف ایک طلاق کا اختیار دیا تھا' تو شوہر سے حلف لیا جائے گا' اور اس کی قسم کے ہمراہ اس کا قول صحیح شمار ہوگا۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور اہلِ کوفہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے قول کو اختیار کیا ہے۔

امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عورت جو طے کرے گی وہ حکم ہوگا۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی رائے کو اختیار کیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْخِيَارِ

باب 4: اختیار دینے (کا حکم)

1099 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِيْ خَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: خَيَّرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاخْتَرْنَاهُ اَفَكَانَ طَلَاقًا

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَآئِشَةَ بِمِثْلِهٖ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْخِيَارِ فَرُوِيَ عَنْ عُمَرَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهُمَا قَالَا اِنِ اخْتَارَتْ نَفْسَهَا فَوَاحِدَةٌ بَائِنَةٌ وَّرُوِيَ عَنْهُمَا اَنَّهُمَا قَالَا اَيْضًا وَّاحِدَةٌ يَّمْلِكُ الرَّجْعَةَ وَاِنِ اخْتَارَتْ زَوْجَهَا فَلَا شَيْءَ

آثارِ صحابہ: وَرُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ اَنَّهٗ قَالَ اِنِ اخْتَارَتْ نَفْسَهَا فَوَاحِدَةٌ بَائِنَةٌ وَّاِنِ اخْتَارَتْ زَوْجَهَا فَوَاحِدَةٌ يَّمْلِكُ

1099- اخرجه البخاری (280/9) كتاب الطلاق' باب: من خير ازواجه حديث (5263) ومسلم (1103/2) كتاب الطلاق' باب: بيان ان تخيير امرأته لا يكون طلاقاً الا بالنية' حديث (24-1477)وابو داؤد (262/2) كتاب الطلاق باب في الخيار' حديث (2203)وابن ماجه (661) كتاب الطلاق باب: الرجل يخير امرأته' حديث (2052) والنسائي (161/6) كتاب الطلاق باب في المخيرة تختار زوجها' حديث (3444) فالدارمي (162/2) كتاب الطلاق' باب: في الخيار' واخرجه احمد (47'45/6) والحميدي (115/1)حديث (234) من طريق الشعبي عن مسروق عن عائشة به-

الرَّجْعَةَ وقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ اِنِ اخْتَارَتْ زَوْجَهَا فَوَاحِدَةٌ وَّاِنِ اخْتَارَتْ نَفْسَهَا فَثَلَاثٌ وَّذَهَبَ اَكْثَرُ اَهْلِ الْعِلْمِ وَالْفِقْهِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ فِيْ هٰذَا الْبَابِ اِلٰى قَوْلِ عُمَرَ وَعَبْدِ اللّٰهِ وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَاَهْلِ الْكُوْفَةِ وَاَمَّا اَحْمَدُ ابْنُ حَنْبَلٍ فَذَهَبَ اِلٰى قَوْلِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

◄► سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں اختیار دیا تھا' ہم نے آپ ﷺ کو اختیار کرلیا' تو کیا وہ طلاق شمار ہوئی تھی؟

مسروق نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم نے (بیوی کو) اختیار دینے کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی گئی ہے۔ یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں: اگر عورت اپنی ذات کو اختیار کرلے' تو ایک بائنہ طلاق واقع ہوگی۔

ان دونوں سے یہ روایت بھی نقل کی گئی ہے: یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں: ایک طلاق واقع ہو جائے گی' لیکن مرد کو رجوع کرنے کا اختیار ہوگا' لیکن اگر عورت شوہر کو اختیار کرلیتی ہے' تو کوئی چیز واقع نہیں ہوگی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت نقل کی گئی ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: اگر عورت اپنی ذات کو اختیار کرلے' تو ایک بائنہ طلاق شمار ہوگی' اگر وہ اپنے شوہر کو اختیار کرلے' تو ایک طلاق واقع ہوگی' جس میں مرد رجوع کرنے کا حق رکھتا ہوگا۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اگر عورت مرد کا اختیار کرلے' تو ایک طلاق شمار ہوگی اور اگر وہ اپنی ذات کو اختیار کرلے' تو تین طلاقیں شمار ہوں گی۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور بعد میں آنے والے اکثر اہلِ علم اور اہلِ فقہ نے اس بارے میں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے قول کو اختیار کیا ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور اہلِ کوفہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول کو اختیار کیا ہے۔

شرح

الفاظ تفویض سے طلاق کا مسئلہ:

مسلسل دو ابواب کی دو احادیث میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر شوہر اپنی بیوی سے یوں مخاطب ہو (۱) امرك بيدك (۲) اختاری نفسك (۳) انت طالق ان شئت ۔ عورت طلاق اختیار کرنے کی بجائے اپنے شوہر کو اختیار کرے' تو جمہور فقہاء کے نزدیک طلاق واقع نہیں ہوگی کیونکہ یہ الفاظ طلاق نہیں ہیں بلکہ الفاظ تفویض ہیں۔ اگر شوہر کی طرف سے کہے گئے ان الفاظ کے نتیجہ میں بیوی نفس کو اختیار کرے' تو طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ کا اختلاف ہے:

۱-صحابہ میں حضرت فاروق اعظم اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ ایک بائنہ طلاق واقع ہوگی۔

۲-صحابہ میں سے حضرت عثمان اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور آئمہ اربعہ میں سے حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر ہے کہ: القضاء ما قضت یعنی اصل فیصلہ وہی ہے جو عورت کرے گی وہ جتنی اور جیسی طلاق کی نیت کرے گی ایسی ہی واقع ہوگی۔

۳-صحابہ میں سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور علامہ اسحاق بن راہویہ کے نزدیک الفاظ تفویض طلاق سے بیوی اپنے لیے تین طلاق اختیار کر لیتی ہے تو شوہر سے بالقسم پوچھا جائے گا کہ اس نے کتنی طلاقوں کی نیت کی تھی؟ وہ قسم کھا کر جتنی طلاقوں کا کہے گا اس کی بات معتبر ہوگی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْمُطَلَّقَةِ ثَلَاثًا لَّا سُكْنٰى لَهَا وَلَا نَفَقَةَ

باب 5-جس عورت کو تین طلاقیں دی گئی ہوں اسے رہائش اور خرچ نہیں ملے گا

1100 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مُّغِيْرَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ

متنِ حدیث: قَالَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ طَلَّقَنِيْ زَوْجِيْ ثَلَاثًا عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا سُكْنٰى لَكِ وَلَا نَفَقَةَ قَالَ مُغِيْرَةُ فَذَكَرْتُهُ لِاِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ قَالَ عُمَرُ لَا نَدَعُ كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقَوْلِ امْرَاَةٍ لَّا نَدْرِيْ اَحَفِظَتْ اَمْ نَسِيَتْ

آثارِ صحابہ: وَكَانَ عُمَرُ يَجْعَلُ لَهَا السُّكْنٰى وَالنَّفَقَةَ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ اَنْبَاَنَا حُصَيْنٌ وَّاِسْمٰعِيْلُ وَمُجَالِدٌ قَالَ هُشَيْمٌ وَّحَدَّثَنَا دَاوُدُ اَيْضًا عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ فَسَاَلْتُهَا عَنْ قَضَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهَا فَقَالَتْ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا الْبَتَّةَ فَخَاصَمَتْهُ فِي السُّكْنٰى وَالنَّفَقَةِ فَلَمْ يَجْعَلْ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُكْنٰى وَلَا نَفَقَةً وَّفِيْ حَدِيْثِ دَاوُدَ قَالَتْ وَاَمَرَنِيْ اَنْ اَعْتَدَّ فِيْ بَيْتِ ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْهُمُ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ وَعَطَاءُ بْنُ اَبِيْ رَبَاحٍ وَّالشَّعْبِيُّ وَبِهٖ يَقُوْلُ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ وَقَالُوْا لَيْسَ لِلْمُطَلَّقَةِ سُكْنٰى وَلَا نَفَقَةٌ اِذَا لَمْ يَمْلِكْ زَوْجُهَا الرَّجْعَةَ وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ

1100- اخرجه مسلم (1117/2) كتاب الطلاق، باب: المطلقة ثلاثا لا نفقة لها، حديث (42-1480) وابو داؤد (287/2) كتاب الطلاق، باب: في نفقة المبتوتة، حديث (2288) وابن ماجه (652/1) كتاب الطلاق، باب: المطلقة ثلاثا هل لها سكنى ونفقة، حديث (2036) والنسائي (144/6) كتاب الطلاق، باب: الرخصة في الطلاق الثلاث، حديث (3405) عن جرير عن مغيرة عن الشعبي عن فاطمة بنت قيس به-

الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
آثارِ صحابہ: مِنْهُمْ عُمَرُ وَعَبْدُ اللّٰهِ اِنَّ الْمُطَلَّقَةَ ثَلَاثًا لَهَا السُّكْنٰى وَالنَّفَقَةُ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَاَهْلِ الْكُوْفَةِ وقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ لَهَا السُّكْنٰى وَلَا نَفَقَةَ لَهَا وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ وَّاللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ وَّالشَّافِعِيِّ وقَالَ الشَّافِعِيُّ اِنَّمَا جَعَلْنَا لَهَا السُّكْنٰى بِكِتَابِ اللّٰهِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى (لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّا اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ) قَالُوْا هُوَ الْبَذَاءُ اَنْ تَبْذُوَ عَلٰى اَهْلِهَا وَاعْتَلَّ بِاَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ لَّمْ يَجْعَلْ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السُّكْنٰى لِمَا كَانَتْ تَبْذُو عَلٰى اَهْلِهَا قَالَ الشَّافِعِيُّ وَلَا نَفَقَةَ لَهَا لِحَدِيْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قِصَّةِ حَدِيْثِ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ

◆◆ شعبی بیان کرتے ہیں: سیّدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے یہ بات بیان کی ہے: نبی اکرم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں میرے شوہر نے مجھے طلاق دے دی' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہیں رہائش اور خرچ کا حق نہیں ملے گا۔

مغیرہ نامی راوی بیان کرتے ہیں: میں نے اس بات کا تذکرہ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے کیا' تو انہوں نے فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ فرماتے ہیں: ہم اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اپنے نبی اکرم ﷺ کی سنت کو کسی عورت کے بیان کی وجہ سے ترک نہیں کریں گے' ہمیں نہیں معلوم اسے بات یاد ہے یا وہ بھول گئی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایسی خاتون کو رہائش اور خرچ کا حق دیا ہے۔

شعبی بیان کرتے ہیں: میں سیّدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے ان سے ان کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کے فیصلے کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے بتایا: ان کے شوہر نے انہیں طلاق بتہ دے دی تھی انہوں نے اپنے شوہر سے رہائش اور خرچ کے بارے میں اختلاف کیا' تو نبی اکرم ﷺ نے اس خاتون کو رہائش اور خرچ کا حق نہیں دیا۔

داؤد نامی راوی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں' نبی اکرم ﷺ نے مجھے یہ ہدایت کی: میں ابن ام مکتوم کے گھر میں عدت بسر کروں۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بعض اہلِ علم اسی بات کے قائل ہیں: ان میں حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ' عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ اور شعبی رحمۃ اللہ علیہ شامل ہیں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: جس عورت کو طلاق دے دی گئی ہو' اسے رہائش اور خرچ نہیں ملے گا اس وقت جب اس کا شوہر اس سے رجوع کرنے کا اختیار نہ رکھتا ہو۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب سے تعلق رکھنے والے بعض اہلِ علم اس بات کے قائل ہیں: ان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں: جب کسی عورت کو تین طلاقیں دی گئی ہوں' تو اسے رہائش اور خرچ کا حق ملے گا۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور اہلِ کوفہ اسی بات کے قائل ہیں۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: ایسی عورت کو رہائش کا حق ملے گا' لیکن خرچ نہیں ملے گا۔

امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ' امام لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم نے اس عورت کو رہائش کا حق' اللہ تعالیٰ کی کتاب کے حکم کے تحت دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

''تم ان عورتوں کو ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ ہی وہ باہر نکلیں' البتہ اگر وہ واضح بے حیائی کا ارتکاب کریں۔ (تو حکم مختلف ہوگا)''

علماء یہ فرماتے ہیں: اس سے مراد یہ ہے: وہ اپنے سسرالی عزیزوں کے ساتھ بدزبانی کا مظاہرہ کریں۔

سیّدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا والی روایت میں یہ علت بیان کی گئی ہے: نبی اکرم ﷺ نے انہیں رہائش کا حق اس لیے نہیں دیا تھا' کیونکہ وہ اپنے سسرالی عزیزوں کے ساتھ تیز مزاجی کا مظاہرہ کرتی تھیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایسی عورت کو خرچ کا حق اس لیے نہیں ملے گا' کیونکہ نبی اکرم ﷺ کی حدیث موجود ہے' اس سے مراد سیّدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے واقعہ سے متعلق حدیث ہے۔

شرح

مطلقہ ثلاثہ کے نفقہ و سکنیٰ میں مذاہب آئمہ:

لفظ مبتوتہ صیغہ واحد مؤنث اسم مفعول از ثلاثی مجرد ہے۔ اس سے مراد ہے وہ عورت جسے ایک یا دو بائنہ طاقتیں دی گئی ہوں۔ الحائلۃ: سے مراد غیر حاملہ عورت ہے۔ اس بات پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ مطلقہ رجعیہ کو شرعی طور پر نفقہ اور سکنیٰ دونوں چیزیں ملیں گی اور اسی طرح مبتوتہ حاملہ بھی دونوں چیزوں کی حقدار ہوگی۔ مبتوتہ حائلہ کو نفقہ و سکنیٰ ملے گا یا نہیں؟ اس بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے:

۱- حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ مبتوتہ حائلہ کو نہ نفقہ ملے گا اور نہ سکنیٰ۔ انہوں نے حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے واقعہ سے استدلال کیا ہے کہ ان کے شوہر نے انہیں تین طلاق دیں تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نفقہ و سکنیٰ میں سے کوئی چیز نہ دلوائی تھی۔

۲- حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک نفقہ نہیں ملے گا صرف سکنیٰ ملے گا۔ انہوں نے حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی روایت سے صرف نفقہ والی جز کو لیا ہے' جبکہ سکنیٰ والی جزء کو نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ارشاد ربانی ہے: اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ (طلاق:۶) (تم عورتوں کو ایسے مقامات (رہائش گاہوں) میں ٹھہراؤ جہاں تم خود ٹھہرے ہو)۔ یہ آیت مبارکہ عموم کے درجہ میں ہے' جس سے ثابت ہوتا ہے کہ رجعیہ' مبتوتہ حاملہ اور مبتوتہ حائلہ سب کو شامل ہے یعنی ہر عورت کو سکنیٰ کی سہولت ضرور میسر ہوگی۔

۳- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ اسے نفقہ اور سکنیٰ دونوں چیزیں ملیں گی۔ آپ نے مذکورہ آیت سے استدلال کیا ہے۔ سکنیٰ کے بارے میں تو صراحت ہے مگر وجوب نفقہ اشارۃ النص سے ثابت ہو رہا ہے' کیونکہ نفقہ جزاء احتباس ہے۔ اب اس کے معارض نہ کوئی روایت ہے نہ آیت ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ لَا طَلَاقَ قَبْلَ النِّكَاحِ

باب 6- نکاح سے پہلے طلاق نہیں ہوتی

1101 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا عَامِرٌ الْاَحْوَلُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَا نَذْرَ لِابْنِ اٰدَمَ فِيمَا لَا يَمْلِكُ وَلَا عِتْقَ لَهٗ فِيمَا لَا يَمْلِكُ وَلَا طَلَاقَ لَهٗ فِيمَا لَا يَمْلِكُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَّمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَّجَابِرٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ وَّعَآئِشَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: حَدِيْثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَّهُوَ اَحْسَنُ شَيْءٍ رُوِيَ فِي هٰذَا الْبَابِ

مذاہبِ فقہاء: وَهُوَ قَوْلُ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ رُوِيَ ذٰلِكَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ وَّجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَالْحَسَنِ وَسَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَّعَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ وَشُرَيْحٍ وَّجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ وَّغَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ فُقَهَاءِ التَّابِعِيْنَ وَبِهٖ يَقُوْلُ الشَّافِعِيُّ

آثارِ صحابہ: وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ قَالَ فِي الْمَنْصُوبَةِ اِنَّهَا تَطْلُقُ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ اِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ وَالشَّعْبِيِّ وَغَيْرِهِمَا مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّهُمْ قَالُوْا اِذَا وَقَّتَ نُزِّلَ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَمَالِكِ بْنِ اَنَسٍ اَنَّهٗ اِذَا سَمَّى امْرَاَةً بِعَيْنِهَا اَوْ وَقَّتَ وَقْتًا اَوْ قَالَ اِنْ تَزَوَّجْتُ مِنْ كُوْرَةِ كَذَا فَاِنَّهٗ اِنْ تَزَوَّجَ فَاِنَّهَا تَطْلُقُ

وَاَمَّا ابْنُ الْمُبَارَكِ فَشَدَّدَ فِي هٰذَا الْبَابِ وَقَالَ اِنْ فَعَلَ لَا اَقُوْلُ هِيَ حَرَامٌ

وَقَالَ اَحْمَدُ اِنْ تَزَوَّجَ لَا اٰمُرُهٗ اَنْ يُّفَارِقَ امْرَاَتَهٗ وَقَالَ اِسْحٰقُ اَنَا اُجِيْزُ فِي الْمَنْصُوبَةِ لِحَدِيْثِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّاِنْ تَزَوَّجَهَا لَا اَقُوْلُ تَحْرُمُ عَلَيْهِ امْرَاَتُهٗ وَوَسَّعَ اِسْحٰقُ فِي غَيْرِ الْمَنْصُوبَةِ

وَذُكِرَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ حَلَفَ بِالطَّلَاقِ اَنَّهٗ لَا يَتَزَوَّجُ ثُمَّ بَدَا لَهٗ اَنْ يَّتَزَوَّجَ هَلْ لَهٗ رُخْصَةٌ بِاَنْ يَّاْخُذَ بِقَوْلِ الْفُقَهَاءِ الَّذِيْنَ رَخَّصُوا فِي هٰذَا فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ اِنْ كَانَ يَرٰى هٰذَا الْقَوْلَ حَقًّا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّبْتَلٰى بِهٰذِهِ الْمَسْاَلَةِ فَلَهٗ اَنْ يَّاْخُذَ بِقَوْلِهِمْ فَاَمَّا مَنْ لَّمْ يَرْضَ بِهٰذَا فَلَمَّا ابْتُلِيَ اَحَبَّ اَنْ يَّاْخُذَ بِقَوْلِهِمْ فَلَا اَرٰى لَهٗ ذٰلِكَ

◆◆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ابن آدم جس چیز کا مالک نہ ہو اس کے بارے میں کوئی نذر نہیں ہوتی اور جس کا وہ مالک نہ ہو اسے آزاد نہیں کرسکتا اور جس کا وہ مالک نہ ہو وہ طلاق نہیں ہوتی۔

1101- اخرجه ابو داؤد (258/2)) كتاب الطلاق: باب: في الطلاق قبل النكاح حديث (2190) وابن ماجه (660/1) كتاب الطلاق باب: لا طلاق قبل النكاح حديث (2047) من طريق عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده فذكره-

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ' حضرت معاذ رضی اللہ عنہ' حضرت جابر رضی اللہ عنہ' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اس بارے میں منقول یہ سب سے بہتر روایت ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اکثر اہلِ علم اسی بات کے قائل ہیں۔

حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ' سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ' حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ' سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ' امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ' قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ' حضرت جابر بن زید رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر تابعین فقہاء سے اسی طرح روایت کیا گیا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ بات نقل کی گئی ہے۔ وہ فرماتے ہیں: (اگر عورت یا قبیلے) کا تعین کردیا گیا ہو' تو اس عورت کو طلاق ہوجائے گی۔

ابراہیم نخعی' امام شعبی اور ان کے علاوہ دیگر اہلِ علم سے یہ روایت نقل کی گئی ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: جب وہ وقت متعین کردے' تو اس کے مطابق حکم ہوگا۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بھی اس بات کے قائل ہیں: جب وہ مرد کسی متعین عورت کا نام لے دے یا کوئی وقت مقرر کردے' یا یہ کہے: میں نے فلاں علاقے میں شادی کی' تو اگر وہ وہاں شادی کرلیتا ہے' تو عورت کو طلاق ہوجائے گی۔ ابن مبارک کا جہاں تک تعلق ہے' انہوں نے اس بارے میں شدت اختیار کی ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: اگر وہ ایسا کربھی لے' تو بھی میں یہ نہیں کہوں گا کہ یہ حرام ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر وہ شخص شادی کرلیتا ہے' تو میں اس سے یہ نہیں کہوں گا کہ وہ اپنی بیوی سے الگ ہوجائے۔

امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: متعین عورت یا متعین قبیلے کی عورت سے نکاح کو درست قرار دوں گا' اس کی وجہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول یہ روایت ہے' اگر وہ شخص ایسی عورت کے ساتھ شادی کرلیتا ہے' تو میں یہ نہیں کہوں گا: اس کی بیوی اس پر حرام ہوگئی ہے۔

غیر متعین عورت کے بارے میں اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے زیادہ گنجائش دی ہے۔

حضرت ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے یہ روایت نقل کی گئی ہے' ان سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا: جو طلاق کی قسم اٹھالیتا ہے: وہ کبھی شادی نہیں کرے گا' پھر اسے یہ مناسب لگتا ہے: وہ شادی کرلے' تو کیا اُسے اس بات کی اجازت ہوگی؟ وہ ان فقہاء کے قول کو اختیار کرلے' جنہوں نے اس بارے میں رخصت دی ہے' تو حضرت ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر وہ اس مسئلے میں مبتلا ہونے سے پہلے اس رائے کو درست سمجھتا تھا' تو اس اسے اس بات کا اختیار ہوگا کہ وہ اس قول کو اختیار کرے' لیکن اگر وہ پہلے

اس سے راضی نہیں تھا، لیکن جب وہ اس میں مبتلا ہو گیا، تو پھر اسے یہ اچھا لگا کہ یہ ان کے قول کو اختیار کر لے تو میرے نزدیک اسے اس کا حق نہیں ہے۔

شرح

قبل از نکاح طلاق میں مذاہب آئمہ:

اگر کوئی شخص نکاح سے قبل کسی عورت کو طلاق دینے کی تعلیق کرے، تو کیا نکاح کرنے پر عورت کو طلاق واقع ہو جائے گی یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے:۔

۱- حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ ایسی تعلیق لغو ہے، لہٰذا نکاح کرنے پر عورت کو طلاق نہیں ہوگی۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس چیز کا آدمی مالک نہیں ہے، اس کی منت نہیں ہے، جس غلام کا مالک نہیں اس کی آزادی نہیں اور جو عورت ملک (نکاح) میں نہیں اس کی طلاق نہیں۔ ان کے نزدیک اس حدیث کا مصداق تنجیز اور تعلیق دونوں بن سکتی ہیں کیونکہ اس میں عموم ہے۔ کسی شخص کی طرف سے طلاق کو نکاح پر معلق کرنے پر تعلیق لغو ہوگی اور طلاق واقع نہیں ہوگی۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر ہے کہ اگر شرط و جزاء کے مابین مناسبت ہو تو تعلیق معتبر ہوگی ورنہ نہیں مثلاً کسی شخص نے یوں کہا:

(۱) ان ملکت العبد فھو حر

(۲) ان اشتریت العبد فھو حر

(۳) ان ملکت الحلوی فللّٰہ علی ان اتصدق

(۴) ان تزوجت فلانۃ فھی طالق۔

ان تمام امور میں تعلیق درست ہے۔ ان کے دلائل یہ روایات ہیں: (۱) حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا گیا کہ اگر کوئی شخص طلاق کو نکاح کرنے پر معلق کرتا ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ایک آدمی نے کسی عورت سے ظہار کو اس کے نکاح پر معلق کیا تھا تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: نکاح کرنے پر وہ بیوی سے وطی کرنے سے قبل کفارہ ظہار ادا کرے۔ (مؤطا امام مالک ص ۲۰۳) جب ظہار کی تعلیق درست ہے تو طلاق کی تعلیق بھی جائز ہونی چاہیے۔

(۲) حضرت امام ابن شہاب زہری رحمہ اللہ تعالیٰ سے کہا گیا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نکاح سے قبل طلاق نہیں ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں! مجھے تو معلوم ہے لیکن تم نے جو اس کا مفہوم سمجھا ہے۔ وہ درست نہیں ہے۔ ایک شخص کو بالا اصرار کسی عورت سے نکاح کرنے کا کہا گیا، وہ جان چھڑانے کے لیے کہتا: میں نے اسے طلاق دی''۔ تو اس کا یوں کہنا ہے لغو سی بات تھی۔ اگر وہ یوں کہتا: ان تزوجت فلانتًا فھی طالق، تو وہ اسے فی الفور طلاق نہیں دے رہا، بلکہ نکاح کے بعد طلاق دے رہا ہے اس طرح کہنا معتبر ہے۔ (شرح معانی الآثار جلد اوّل ص ۲۸۱)

تعلیق کے مصداق میں اقوال آئمہ:

تعلیق کا مصداق تنجیز ہونا چاہیے یا تاخیر؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کے مختلف اقوال ہیں: (۱) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ تعلیق کا فی الحال مصداق ضروری نہیں ہوتا لہٰذا اس کا مصداق تاخیر ہونا چاہیے۔ (۲) حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر ہے کہ ہر کلام کا فی الحال مصداق ہونا چاہیے۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ طَلَاقَ الْاَمَةِ تَطْلِيقَتَانِ

باب 7- کنیز کو دوطلاقیں دی جائیں گی

1102 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى النَّيْسَابُوْرِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُظَاهِرُ بْنُ اَسْلَمَ قَالَ حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: طَلَاقُ الْاَمَةِ تَطْلِيقَتَانِ وَعِدَّتُهَا حَيْضَتَانِ

اسنادِ دیگر: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى وحَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ اَنْبَاَنَا مُظَاهِرٌ بِهٰذَا

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَائِشَةَ حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ مَرْفُوْعًا اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ مُظَاهِرِ بْنِ اَسْلَمَ وَمُظَاهِرٌ لَّا نَعْرِفُ لَهٗ فِي الْعِلْمِ غَيْرَ هٰذَا الْحَدِيْثِ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کنیز کو دوطلاقیں دی جائیں گی اور اس کی عدت' دوحیض ہوگی۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ''غریب'' ہے۔

اس روایت کے ''مرفوع'' ہونے کو ہم صرف مظاہر بن اسلم نامی راوی کے حوالے سے جانتے ہیں۔

مظاہر بن اسلم نامی راوی سے علم حدیث میں اس روایت کے علاوہ اور کسی حدیث کا پتہ نہیں ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اہلِ علم کے نزدیک اس روایت پر عمل کیا جاتا ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ' امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ' امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

1102- اخرجه ابو داؤد (287/2) كتاب الطلاق' باب: في سنة طلاق العبد' حديث (2189) وابن ماجه (672/1) كتاب الطلاق: باب: في طلاق الامة وعدتها' حديث (2080) والدارمي (171/2) كتاب الطلاق' باب: في طلاق الامة' من طريق القاسم بن محمد بن عائشة به-

شرح

لونڈی کو دو طلاقیں دینے میں مذاہب آئمہ:

طلاق میں مرد کا اعتبار ہوگا یا عورت کا؟ اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ طلاق میں عورت کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ عورت آزادی ہوگی تو شوہر تین طلاقیں دے گا خواہ وہ آزاد ہو یا غلام۔ عورت لونڈی ہو تو شہر دو طلاقیں دے گا خواہ شوہر آزاد ہو یا غلام۔ آپ نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے، جس میں طلاق کے حوالے سے عورت کا اعتبار کیا گیا ہے۔ اسی طرح آپ کے نزدیک لفظ قروء حیض کے معنی میں استعمال ہوا ہے یعنی لونڈی کی عدت دو حیض ہے تو آزاد عورت کے حق میں بھی قروء سے مراد طہر نہیں بلکہ حیض ہی ہونا چاہیے۔

۲- آئمہ ثلاثہ کا نقطہ نظر ہے کہ طلاق میں مرد کا اعتبار ہوگا۔ اگر شوہر آزاد ہے تو وہ تین طلاقیں دے گا خواہ بیوی آزادی ہو یا لونڈی۔ اگر شوہر غلام ہو، تو دو طلاقیں دے گا خواہ بیوی آزاد ہو یا غلام ہو۔

(۱) انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: **الطلاق بالرجال و العدة بالنساء** (الدارقطنی) طلاق میں مردوں کا اعتبار ہوگا جبکہ عدت میں عورتوں کا اعتبار ہوگا۔

(۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے: **اذا طلق العبد امرأة تطليقتين فقد حرمت عليه حتى تنكح زوجاً غيره حرة كانت او امة** (المؤطا امام مالک) جب غلام اپنی بیوی کو دو طلاقیں دے تو وہ اس پر حرام ہو جائے گی جب تک وہ دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے خواہ وہ بیوی آزاد ہو یا لونڈی۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جمہور کے دلائل کا جواب یوں دیا جاتا ہے:

(۱) ''الطلاق بالرجال'' کا مفہوم ہے طلاق مردوں کے اختیار میں ہے نہ یہ کہ عدد طلاق میں مردوں کا اعتبار ہوگا۔

(۲) موقوف روایت پر مرفوع حدیث کو فوقیت حاصل ہوتی ہے۔

(۳) دوسری دلیل کا جواب یہ ہے: یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا اجتہاد ہے، جس پر یقیناً مرفوع حدیث کو ترجیح حاصل ہوگی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيمَنْ يُّحَدِّثُ نَفْسَهُ بِطَلَاقِ امْرَاَتِهٖ

باب 8: جو شخص دل ہی دل میں بیوی کو طلاق دیدے

1103 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفٰى عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: تَجَاوَزَ اللّٰهُ لِاُمَّتِىْ مَا حَدَّثَتْ بِهٖ اَنْفُسَهَا مَا لَمْ تَكَلَّمْ بِهٖ اَوْ تَعْمَلْ بِهٖ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ الرَّجُلَ اِذَا حَدَّثَ نَفْسَهُ بِالطَّلَاقِ لَمْ يَكُنْ شَيْءٌ حَتّٰى يَتَكَلَّمَ بِهِ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ نے میری اُمت کے ان باتوں سے درگزر کیا ہے جو وہ دل ہی دل میں سوچیں جب تک وہ اس کے بارے میں کلام نہ کریں یا اس پر عمل نہ کریں۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا یعنی جب کوئی شخص اپنے دل میں طلاق کے بارے میں سوچے تو کوئی بھی چیز اس وقت تک واقعہ نہیں ہوگی جب تک وہ بولتا نہیں ہے۔

شرح

دل میں بیوی کو طلاق دینا:

اگر کوئی شخص قلب و ذہن میں اپنی زوجہ کو طلاق دے کر وسوسہ کا شکار ہو جائے تو ایسی کیفیت میں بیوی پر طلاق واقع نہیں ہوگی۔ وقوع طلاق کے لیے زبان سے تلفظ کی ادائیگی ضروری ہے خواہ ظاہری ہو یا سری ہو۔ ظاہری کا مطلب یہ ہے کہ طلاق دینے کے لیے استعمال ہونے والے الفاظ خود بھی سنے اور دوسرے لوگ بھی۔ سری سے مراد یہ ہے کہ زبان سے نکلنے والے الفاظ کم از کم خود سنے۔ حدیث باب میں اسی مسئلہ کی صراحت ہے۔

سوال: جب قلب و ذہن کے فیصلے کا اعتبار نہیں ہے تو قرآن کریم میں یوں کیوں فرمایا گیا: وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ (البقرہ: ۲۸۴) (اور اگر تم اپنے دلوں کی باتیں ظاہر کرو یا پوشیدہ رکھو تو! اللہ تعالیٰ اس بارے میں تمہارا محاسبہ کرے گا) یہ تو تعارض ہوا؟

جواب: آیت احکامِ آخرت سے متعلق ہے اور حدیث احکامِ دنیا سے متعلق ہے۔ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ دل ہی دل میں کوئی شخص، نکاح، طلاق، بیع اور ہبہ وغیرہ کا ارادہ کرے تو منعقد نہیں ہوتے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْجِدِّ وَالْهَزْلِ فِي الطَّلَاقِ

باب 9- طلاق کے بارے میں سنجیدگی اور مذاق کا حکم

1103- اخرجه البخاری (300/9) كتاب الطلاق' باب: الطلاق فی الاغلاق والكره والسكران والمجنون' حديث (5269) ومسلم (423/1' نووی) كتاب الايمان' باب: تجاوز الله عن حديث النفس' حديث (201-127) وابو داؤد (224/2) كتاب الطلاق' باب: فی الوسوسة بالطلاق' حديث (2209) وابن ماجه (658/1) كتاب الطلاق' باب: من طلق فی نفسه ولم يتكلم به' حديث (2040) والنسائی (157-156/6) كتاب الطلاق' باب: طلق فی نفسه' حديث (3434) من طريق قتادة عن زرارة بن اوفی عن ابی

1104 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَرْدَكَ الْمَدَنِيِّ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ مَاهَكَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: ثَلَاثٌ جِدُّهُنَّ جِدٌّ وَّهَزْلُهُنَّ جِدٌّ النِّكَاحُ وَالطَّلَاقُ وَالرَّجْعَةُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ

توضیح راوی: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ هُوَ ابْنُ حَبِيْبِ بْنِ اَرْدَكَ الْمَدَنِيُّ وَابْنُ مَاهَكَ هُوَ عِنْدِىْ يُوْسُفُ بْنُ مَاهَكَ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: تین طرح کے معاملات میں سنجیدگی بھی سنجیدگی ہے اور مذاق بھی سنجیدگی شمار ہوگا' نکاح' طلاق اور رجوع کرنا۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

عبدالرحمٰن نامی راوی عبدالرحمٰن بن حبیب بن اردک مدنی ہیں۔

ابن ماہک نامی راوی میرے خیال میں یوسف بن ماہک ہیں۔

شرح

طلاق میں سنجیدگی اور مذاق کا حکم:

لفظ "جدّ" کا معنی ہے کوئی فقرہ بول کر اس کا مفہوم مراد لینا۔ لفظ "ھزل" کا معنی ہے کوئی فقرہ دل لگی کے لیے استعمال کرنا اور اس کا مفہوم مراد نہ لینا۔ یہاں یہ قاعدہ معتبر ہوگا جو بات ایمانیات سے متعلق اس میں سنجیدگی اور دل لگی دونوں کا حکم یکساں ہے۔ جو بات بیوع سے متعلق ہو اس میں سنجیدگی اور دل لگی دونوں کا حکم مختلف ہوگا۔ حدیث باب میں مذکور امور ثلاثہ کا تعلق قسم اوّل سے ہے۔ اس لیے سنجیدگی اور دل لگی دونوں کا حکم یکساں ہے۔ یعنی نکاح' طلاق اور رجعت میں سنجیدگی تو اپنی جگہ میں ہے مگر دل لگی کا حکم بھی سنجیدگی جیسا ہوگا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْخُلْعِ

باب 10: خلع کا بیان

1105 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ اَنْبَاَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ سُفْيَانَ اَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ

1104– اخرجه ابو داؤد (259/2) كتاب الطلاق' باب: فى الطلاق على الهزل' حديث (2194) وابن ماجه (658-657/1) كتاب الطلاق' باب: من طلق او نكح او راجع لاعبا' حديث (2039) من طريق عطاء عن ابن ماهك عن ابى هريرة فذكره-

الرَّحْمٰنِ وَهُوَ مَوْلٰى اٰلِ طَلْحَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ اَنَّهَا اخْتَلَعَتْ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ اُمِرَتْ اَنْ تَعْتَدَّ بِحَيْضَةٍ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ الصَّحِيْحُ اَنَّهَا اُمِرَتْ اَنْ تَعْتَدَّ بِحَيْضَةٍ

◄► سیّدہ ربیع بنت معوذ بن عفرا رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں خلع لے لیا' تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں یہ ہدایت کی (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) انہیں یہ ہدایت کی گئی: وہ ایک حیض عدت بسر کریں۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت منقول ہے۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) سیّدہ ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے منقول روایت مستند ہے کہ انہیں ایک حیض کی عدت بسر کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

1106 اَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ الْبَغْدَادِيُّ اَنْبَاَنَا عَلِيُّ بْنُ بَحْرٍ اَنْبَاَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متن حدیث: اَنَّ امْرَاَةَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ اخْتَلَعَتْ مِنْ زَوْجِهَا عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَعْتَدَّ بِحَيْضَةٍ (۱)

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

مذاہب فقہاء: وَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِيْ عِدَّةِ الْمُخْتَلِعَةِ فَقَالَ اَكْثَرُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ اِنَّ عِدَّةَ الْمُخْتَلِعَةِ عِدَّةُ الْمُطَلَّقَةِ ثَلَاثُ حِيَضٍ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَاَهْلِ الْكُوْفَةِ وَبِهٖ يَقُوْلُ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ

قَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ اِنَّ عِدَّةَ الْمُخْتَلِعَةِ حَيْضَةٌ قَالَ اِسْحٰقُ وَاِنْ ذَهَبَ ذَاهِبٌ اِلٰى هٰذَا فَهُوَ مَذْهَبٌ قَوِيٌّ

◄► حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی اہلیہ نے اپنے شوہر سے خلع حاصل کرلیا' یہ نبی اکرم ﷺ کے زمانۂ اقدس کی بات ہے' تو انہیں ایک حیض عدت بسر کرنے کا حکم دیا گیا۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

اہلِ علم نے خلع حاصل کرنے والی عورت کی عدت کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اکثر اہلِ علم کے نزدیک خلع حاصل کرنے والی عورت کی عدت بھی وہی ہوگی' جو طلاق یافتہ عورت کی عدت ہوگی۔

1105- تفرد به الترمذي' من اصحاب الكتب الستة بهذا الاسناد من هذا الطريق' ينظر تحفة الاشراف (303/11)

(۱)- اخرجه ابو داؤد (269/2) كتاب الطلاق' باب: الخلع' حديث (2229) من طريق عمرو بن مسلم عكرمة عن ابن عباس به-

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور اہلِ کوفہ اسی بات کے قائل ہیں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحق رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہلِ علم کے نزدیک خلع حاصل کرنے والی عورت کی عدت ایک حیض ہوگی۔

امام اسحق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص اس رائے کو اختیار کر لے تو یہ بھی مستند مسلک ہے۔

شرح

خلع کے طریق کار میں مذاہب آئمہ:

قرآن کریم میں خلع کی حقیقت بایں الفاظ بیان کی گئی ہے: فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰہِ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِمَا فِیْمَا افْتَدَتْ بِہٖ ط (البقرہ:۲۲۹) اگر تمہیں اس بات کا خوف ہو کہ زوجین اللہ تعالیٰ کی حدوں کو برقرار نہیں رکھ سکیں گے تو ان پر کوئی حرج نہیں کہ زوجہ فدیہ دیکر نکاح سے خارج ہو جائے''۔ احادیث مبارک میں اس کی تشریح وتصریح بیان کی گئی ہے۔

خلع اور طلاق علی المال دونوں ایک ہی چیز کے دو نام ہیں صرف الفاظ میں فرق ہے۔ زوجین میں گفتگو کے دوران اگر خلع لفظ استعمال ہو تو خلع ہوگا اور اگر طلاق کا لفظ استعمال ہو تو طلاق علی المال ہوگی۔ مثال کے طور پر بیوی نے اپنے شوہر سے کہا: آپ مجھے ایک ہزار روپے کے بدلے میں طلاق دے دیں تو شوہر نے جواب دیا: میں نے طلاق دی تو یہ طلاق علی المال ہوگی اور ایک بائنہ طلاق واقع ہو جائے گی۔ جب عورت نے شوہر سے یوں کہا: آپ ہزار روپے کے عوض میرا خلع کر دیں تو شوہر نے جواب میں کہا: میں خلع کر دیا تو یہ خلع قرار پائے گا۔ اس صورت میں ایک بائنہ طلاق واقع ہو جائے۔ شوہر نے بیوی سے کہا: میں نے ہزار روپے کے عوض تمہیں طلاق دی تو یہ طلاق علی المال ہوگی۔ اگر اس نے کہا: میں نے ہزار روپے کے بدلے تیرا خلع کیا تو خلع ہوگا۔ ان دونوں صورتوں میں طلاق بائنہ واقع ہوگی اور عورت پر ایک ہزار روپے کی ادائیگی ضروری ہوگی۔

اس مسئلہ میں اختلاف آئمہ فقہ کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام ملک رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ خلع' طلاق بائن کے درجہ میں ہے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے: **جعل الخلع تطلیقة بائنة** (الدارقطنی) خلع کی صورت میں ایک طلاق بائنہ واقع ہو جاتی ہے۔

۲۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے تین اقوال ہیں: (۱) حضرت امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہیں (۲) طلاق رجعی واقع ہوگی (۳) ہمارے ساتھ ہیں۔ انہوں نے حضرت سعید بن سیب رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: **جعل الخلع تطلیقة** (مصنف ابن ابی شیبہ) خلع ایک طلاق کے درجہ میں ہے۔

۳۔ حضرت امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر ہے: ''خلع'' طلاق کے درجہ میں نہیں ہے بلکہ اس سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔ انہوں نے اس ارشاد ربانی سے استدلال کیا ہے: فَاِنْ طَلَّقَہَا فَلَا تَحِلُّ لَہٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَہٗ ط (القرآن)

خلع والی عورت کی عدت میں مذاہب آئمہ

خلع کرنے والی عورت کی عدت کتنی ہوگی؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے:۔

۱- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ خلع والی عورت ایک حیض عدت گزارے گی۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے: عدة المختلعة حيضة (سنن ابی داؤد) خلع والی عورت کی عدت ایک حیض ہے۔

۲- جمہور فقہاء کا نقطہ نظر ہے کہ خلع والی عورت کی عدت تین قروء ہیں۔ انہوں نے اس ارشاد ربانی سے استدلال کیا ہے: وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ط (البقرہ:۲۲۸) طلاق یافتہ عورتیں تین قروء تک اپنے آپ کو ٹھہرائیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْمُخْتَلِعَاتِ

باب 11- خلع حاصل کرنے والی خواتین

1107 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا مُزَاحِمُ بْنُ ذَوَّادِ بْنِ عُلْبَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ لَيْثٍ عَنْ اَبِي الْخَطَّابِ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِيْ اِدْرِيْسَ عَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَلْمُخْتَلِعَاتُ هُنَّ الْمُنَافِقَاتُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَلَيْسَ اِسْنَادُهٗ بِالْقَوِيِّ

حدیثِ دیگر: وَرُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اَيُّمَا امْرَاَةٍ اخْتَلَعَتْ مِنْ زَوْجِهَا مِنْ غَيْرِ بَاْسٍ لَمْ تَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ

◆◆ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ، نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: خلع حاصل کرنے والی عورتیں منافق ہوتی ہیں۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) یہ حدیث اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔ اس کی سند مستند نہیں ہے۔

نبی اکرم ﷺ سے یہ بھی روایت نقل کی گئی ہے' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو عورت کسی وجہ کے بغیر' خلع حال کرے' وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکے گی۔

1108 اَنْبَاَنَا بِذٰلِكَ بُنْدَارٌ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ اَنْبَاَنَا اَيُّوْبُ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَمَّنْ حَدَّثَهٗ عَنْ ثَوْبَانَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَيُّمَا امْرَاَةٍ سَاَلَتْ زَوْجَهَا طَلَاقًا مِّنْ غَيْرِ بَاْسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

1108- اخرجه احمد (283/5) وابو داؤد (268/2) كتاب الطلاق، باب: في الخلع، حديث (2226) وابن ماجه (662/2) كتاب الطلاق، باب: كراهية الخلع للمرأة، حديث (2055) والدارمي (162/2) كتاب الطلاق، باب: النهي عن ان تسال المرأة زوجها طلاقها، من طريق ابي قلابة عن ابي اسماء عن ثوبان به-

اختلافِ روایت: وَّيُرْوٰى هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِىْ اَسْمَاءَ عَنْ ثَوْبَانَ وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ اَيُّوْبَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَلَمْ يَرْفَعْهُ

◆◆ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو عورت کسی وجہ کے بغیر اپنے شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرے تو اس پر جنت کی خوشبو حرام ہوگی۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن" ہے۔

یہ روایت ایوب کے حوالے سے ابو قلابہ کے حوالے سے ابو اسماء کے حوالے سے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے نقل کی گئی ہے۔

بعض راویوں نے اس سند کے ہمراہ ایوب کے حوالے سے اسے نقل کیا ہے اور اسے "مرفوع" روایت کے طور پر نقل کیا۔

شرح

بلاعذرِ شرعی خلع کرنے والی عورتوں کی مذمت و وعید:

جس طرح بلاعذرِ شرعی طلاق دینا منع ہے اور اسی طرح بلاعذرِ شرعی خلع کا مطالبہ کرنا بھی قابل مذمت وقابل وعید ہے۔ احادیث ابواب میں اس کی تصریح ہے کہ ایسی عورتوں کو جنت کی خوشبو تک نصیب نہیں ہوگی، مختلعات کو منافق قرار دیا گیا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ذواقین اور ذواقات کو پسند نہیں فرماتا۔ (المعجم الکبیر للطبرانی) ان تمام روایات میں بلاعذرِ شرعی خلع کا مطالبہ کرنے والی خواتین کی وعید و مذمت بیان کی گئی ہے۔ البتہ جسے اس کا شوہر بلاوجہ پریشان کرتا ہو، بات بات پر ڈانٹتا ہو، گالی گلوچ پر اتر آتا ہو اور پٹائی کرتا ہو تو ایسی عورت اپنے شوہر کے مظالم سے بچنے کے لیے خلع کر سکتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِىْ مُدَارَاةِ النِّسَآءِ

باب 12- خواتین کے ساتھ حسنِ سلوک

1109 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِىْ زِيَادٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَخِىْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهٖ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِنَّ الْمَرْاَةَ كَالضِّلَعِ اِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهَا كَسَرْتَهَا وَاِنْ تَرَكْتَهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا عَلٰى عِوَجٍ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ وَّسَمُرَةَ وَعَآئِشَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِىْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَاِسْنَادُهٗ جَيِّدٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: عورت پسلی کی طرح ہے، اگر تم اسے

1109- اخرجه مسلم (1090/2) كتاب الرضاع' باب: الوصية بالنساء' حديث (65-1468) من طريق سعيد بن المسيب عن ابى هريرة به' واخرجه البخارى (9/160'161) كتاب النكاح' باب: لمداراة مع النساء' حديث (5184) من طريق ابى الزناد عن الاعرج عن ابى هريرة بنحوه فذكره-

سیدھا کرنا چاہو گے تو اسے توڑ دو گے اور اگر اسے اس کی حالت میں رہنے دو گے تو اس کے ٹیڑھے پن کے باوجود اس سے فائدہ حاصل کرو گے۔

اس بارے میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ' حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ' سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے اور اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔ تاہم اس کی سند عمدہ ہے۔

شرح

خواتین سے حُسنِ سلوک:

اسلام نے جانوروں کے ساتھ بھی حسن سلوک کی تعلیم دی ہے۔ انسانوں کے ساتھ حسن اخلاق اور حسن سلوک کرنا ایک بہت بڑی نیکی ہے۔ کفار حسن سلوک کے نتیجہ میں دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ حسن اخلاق کی صفت سے موصوف لوگوں کو کامل ایمان والے قرار دیا گیا ہے۔ اہل خانہ اور خواتین سے حسن سلوک کے حوالے سے مشہور روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنے گھر والوں کے حق میں بہتر ہو اور میں اپنے گھر والوں کے حق میں سب سے بہتر ہوں۔ (جامع ترمذی) حدیث باب میں بھی خواتین سے حسن سلوک کا درس دیا گیا ہے۔ بتایا گیا ہے کہ عورت پسلی کی طرح ٹیڑھی ہے۔ اگر اسے سیدھا کیا جائے تو وہ ٹوٹ سکتی ہے مگر اصل حالت پر رکھتے ہوئے اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ یعنی خواتین کے ساتھ کامیاب زندگی گزارنے کے لیے حسن اخلاق، حسن سلوک اور حسن گفتار از بس ضروری ہے۔ علاوہ ازیں دانشمندی' دوراندیشی اور حکمت عملی سے بھی کام لیتے ہوئے انہیں زیر فرمان اور پیروکار بنایا جا سکتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرَّجُلِ يَسْأَلُهُ أَبُوْهُ أَنْ يُّطَلِّقَ زَوْجَتَهُ

باب 13: جب کسی شخص کا باپ اس سے یہ مطالبہ کرے کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے

1110 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَنْبَأَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ أَنْبَأَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَتْ تَحْتِي امْرَأَةٌ أُحِبُّهَا وَكَانَ أَبِي يَكْرَهُهَا فَأَمَرَنِي أَبِي أَنْ أُطَلِّقَهَا فَأَبَيْتُ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ طَلِّقِ امْرَأَتَكَ

حکمِ حدیث: قَالَ أَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میری ایک بیوی تھی جسے میں بہت پسند کرتا تھا' لیکن میرے والد اسے ناپسند

1110- اخرجه احمد (53'42'20/2) وابو داؤد (335/4) كتاب الادب' باب: في بر الوالدين حديث (5138) وابن ماجه (675/1) كتاب الطلاق' باب: الرجل يامره ابوه بطلاق امرأته' حديث (2088) واخرجه عبد بن حميد ص (264) حديث (835) من طريق حمزة بن عبد الله بن عمر عن ابيه عبد الله بن عمر فذكره۔

کرتے تھے انہوں نے مجھے ہدایت کی کہ میں اسے طلاق دے دوں، میں نے یہ بات نہیں مانی۔ میں نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: اے عبداللہ بن عمر! اپنی بیوی کو طلاق دے دو۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

ہم اس روایت کو ابن ابی ذئب کی روایت کے حوالے سے جانتے ہیں۔

شرح

والد کی فضیلت:

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، جس میں پیدائش سے لے کر وفات تک پیش آنے والے تمام مسائل کا حل موجود ہے۔ والدین کو خوش کرنے سے انسان کو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوسکتی ہے۔ والدین کی خدمت کرنا ذریعہ نجات ہے۔ انسان پر سب سے زیادہ حقوق والدین کے عائد ہوتے ہیں۔ والدین کے حقوق پورے کرکے اور ان کی خدمت کرکے جنت کا ٹکٹ حاصل کرسکتا ہے۔ حدیث باب میں بھی اس مضمون کا درس دیا گیا ہے کہ والدین کے حکم کی تعمیل میں بیوی کو طلاق بھی دی جاسکتی ہے۔ فرمانبردار اولاد والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک، بہترین سہارا اور قلب وذہن کا سکون ہوتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ لَا تَسْاَلِ الْمَرْاَةُ طَلَاقَ اُخْتِهَا

باب 14: کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق کا مطالبہ نہ کرے

1111 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَا تَسْاَلِ الْمَرْاَةُ طَلَاقَ اُخْتِهَا لِتَكْفِئَ مَا فِيْ اِنَائِهَا

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ یہ بات بیان کرتے ہیں: انہیں، نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان کا پتہ چلا ہے: کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق کا مطالبہ نہ کرے، تاکہ اس کے حصے کے فوائد بھی حاصل کرلے۔

اس بارے میں سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے حدیث منقول ہے۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

1111- اخرجه البخاري (381/5) كتاب الشروط: باب: ما لا يجوز من الشروط في النكاح' حديث (2733) من طريق سعيد بن المسيب عن ابي هريرة فذكره' واخرجه ابو داؤد (254/2) كتاب الطلاق' باب: في المراة تسال زوجها طلاق امراة له' حديث (2176) من طريق ابي الزناد عن الاعرج عن ابي هريرة بنحوه فذكره-

شرح

سوکن کی طلاق کا مطالبہ کرنے کی ممانعت:

ہر معاشرے میں خوبیاں ہوتی ہیں اور خامیاں بھی لیکن خامیاں غالب رہتی ہیں مثلاً کسی شخص کی ایک سے زائد بیویاں ہوں تو تمام افرادِ خانہ کے لیے جان وبال بنی رہتی ہیں۔ سوکنیں ایک دوسرے کے خلاف شوہر کے کان بھر کر ذہنی طور پر اپنی حمایت حاصل کرنے اور دوسری کو طلاق دلانے کی جدوجہد جاری رکھتی ہیں۔ بلاعذر شرعی ایسی حرکت کرنا سخت حرام ہے۔ سوکن اپنے ذاتی مفاد کے پیش نظر ایسا کرتی ہے وہ مفادات وفوائد درج ذیل ہو سکتے ہیں:

۱- سوکن طلاق کی شکل میں اپنی مدمقابل کو فارغ کر کے خود عیش وعشرت کے ساتھ زندگی گزارنا چاہتی ہو۔

۲- سوکن کو فارغ کر کے اس کی جگہ کسی سہیلی یا ہم خیال عورت کو لانا چاہتی ہو۔

۳- (غیر بیوی ہونے کی صورت میں) طلاق دلانے کے بعد خود اس شخص سے نکاح کرنے کی خواہشمند ہو۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ طَلَاقِ الْمَعْتُوْهِ

باب 15: پاگل شخص کی دی گئی طلاق

1112 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ اَنْبَاَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ الْمَخْزُوْمِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: كُلُّ طَلَاقٍ جَائِزٌ اِلَّا طَلَاقَ الْمَعْتُوْهِ الْمَغْلُوْبِ عَلٰى عَقْلِهٖ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ لَّا نَعْرِفُهٗ مَرْفُوْعًا اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَطَاءِ بْنِ عَجْلَانَ

توضیحِ راوی: وَعَطَاءُ بْنُ عَجْلَانَ ضَعِيْفٌ ذَاهِبُ الْحَدِيْثِ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ اَنَّ طَلَاقَ الْمَعْتُوْهِ الْمَغْلُوْبِ عَلٰى عَقْلِهٖ لَا يَجُوْزُ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ مَعْتُوْهًا يُّفِيْقُ الْاَحْيَانَ فَيُطَلِّقُ فِيْ حَالِ اِفَاقَتِهٖ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ہر طرح کی طلاق درست ہے ماسوائے اس شخص کے جو پاگل ہو اور اس کی عقل مغلوب ہو چکی ہو۔

ہم اس روایت کو "مرفوع" ہونے کے طور پر صرف عطاء بن عجلان نامی راوی کے حوالے سے جانتے ہیں۔

عطاء بن عجلان نامی راوی علم حدیث میں ضعیف ہیں۔ وہ احادیث کو بھول جاتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: ایسا پاگل شخص جس کی عقل مغلوب ہو چکی ہو اس کی طلاق درست نہیں ہوتی۔

البتہ اگر کوئی شخص اس طرح کا پاگل ہو کہ بعض اوقات اسے افاقہ ہو جاتا ہو اور پھر وہ افاقے کے دوران طلاق دے (تو وہ

واقع ہوجائے گی)

1113 سندِحدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ شَبِيْبٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: كَانَ النَّاسُ وَالرَّجُلُ يُطَلِّقُ امْرَاَتَهُ مَا شَاءَ اَنْ يُّطَلِّقَهَا وَهِيَ امْرَاَتُهُ اِذَا ارْتَجَعَهَا وَهِيَ فِي الْعِدَّةِ وَاِنْ طَلَّقَهَا مِائَةَ مَرَّةٍ اَوْ اَكْثَرَ حَتّٰى قَالَ رَجُلٌ لِامْرَاَتِهِ وَاللهِ لَا اُطَلِّقُكِ فَتَبِيْنِيْ مِنِّيْ وَلَا اٰوِيْكِ اَبَدًا قَالَتْ وَكَيْفَ ذَاكَ قَالَ اُطَلِّقُكِ فَكُلَّمَا هَمَّتْ عِدَّتُكِ اَنْ تَنْقَضِيَ رَاجَعْتُكِ فَذَهَبَتِ الْمَرْاَةُ حَتّٰى دَخَلَتْ عَلٰى عَآئِشَةَ فَاَخْبَرَتْهَا فَسَكَتَتْ عَآئِشَةُ حَتّٰى جَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَتْهُ فَسَكَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى نَزَلَ الْقُرْاٰنُ

(اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ)

قَالَتْ عَآئِشَةُ فَاسْتَاْنَفَ النَّاسُ الطَّلَاقَ مُسْتَقْبَلًا مَنْ كَانَ طَلَّقَ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ طَلَّقَ

اسنادِدیگر: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ ابْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ نَحْوَ هٰذَا الْحَدِيْثِ بِمَعْنَاهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ يَعْلَى بْنِ شَبِيْبٍ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: پہلے یہ ہوا کرتا تھا: آدمی اپنی بیوی کو جتنی چاہتا تھا طلاق دے دیتا تھا وہ عورت پھر بھی اس کی بیوی رہتی تھی' وہ جب چاہتا تھا' اس کی عدت کے دوران اس سے رجوع کرلیا کرتا تھا' اگرچہ اس نے اسے سومرتبہ بھی طلاق دی ہو' یا اس سے بھی زیادہ دی ہو' یہاں تک کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا: اللہ کی قسم! نہ تو میں تمہیں طلاق دوں گا کہ تم مجھ سے الگ ہوجاؤ اور نہ ہی میں تمہیں اپنے ساتھ رکھوں گا' وہ خاتون بولی: وہ کیسے؟ اس آدمی نے کہا: میں تمہیں طلاق دوں گا' جب تمہاری عدت ختم ہونے والی ہوگی' تو میں تم سے رجوع کرلیا کروں گا' وہ عورت گئی اور سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی' سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اس بارے میں بتایا: تو سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا خاموش رہی' یہاں تک کہ جب نبی اکرم ﷺ تشریف لائے' تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو اس بارے میں بتایا: نبی اکرم ﷺ بھی خاموش رہے' یہاں تک کہ قرآن کا یہ حکم نازل ہوا۔

''طلاق دومرتبہ دی جائے گی' پھر مناسب طریقے سے روک لو یا احسان کے ساتھ الگ کردو''۔

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: اس کے بعد لوگوں نے نئے طریقے سے طلاق دینا اختیار کیا' جس شخص نے طلاق دینا ہوتی تھی یا جس نے طلاق نہیں دینا ہوتی تھی۔

یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس میں انہوں نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ نہیں کیا۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) یہ روایت یعلی بن شبیب سے منقول روایت کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

شرح

پاگل شخص کی طلاق کا مسئلہ:

لفظ معتوہ کا معنی ہے: کم عقل، آفت زدہ، مکمل پاگل۔ حدیث باب میں پاگل شخص کی طرف سے اپنی بیوی کو طلاق دینے

کا مسئلہ بیان ہوا ہے۔اس کی تفصیل یہ ہے کہ مکمل پاگل آدمی کی طلاق لغوقرار پاتی ہے۔اس لیے کہ وقوع طلاق حکم شرعی ہے اور اس کا مدار عقل ہے جو پاگل آدمی میں مفقود ہوتی ہے۔لہٰذا پاگل کی طرف سے بیوی پر طلاق نہیں ہوتی بلکہ لغوقرار پاتی ہے۔علاوہ ازیں مکمل پاگل کی جانب سے کوئی وکیل یا ولی بھی نہیں بن سکتا جو طلاق دے سکے۔البتہ جو عورت پاگل شخص (شوہر) سے (خلع کی شکل میں) نجات حاصل کرنا چاہتی ہے وہ شرعی پنچائیت یا امارت شرعیہ کے قاضی کے ذریعے اپنا مسئلہ حل کرواسکتی ہے۔

نوٹ: جو شخص مکمل پاگل نہ ہو بلکہ بعض اوقات درست اور بعض اوقات پاگل ہو جاتا ہو مثلاً گرمیوں میں پاگلپن کا شکار ہو جاتا ہے جبکہ موسم سرما میں ٹھیک ہو جاتا ہو، تو افاقہ کے زمانہ میں اس کی طرف سے دی گئی طلاق واقع ہو جائے گی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْحَامِلِ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا تَضَعُ

باب 16: حاملہ بیوہ عورت 'جب بچے کو جنم دے

1114 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ اَبِي السَّنَابِلِ بْنِ بَعْكَكٍ قَالَ

متنِ حدیث: وَضَعَتْ سُبَيْعَةُ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِثَلَاثَةٍ وَّعِشْرِيْنَ اَوْ خَمْسَةٍ وَّعِشْرِيْنَ يَوْمًا فَلَمَّا تَعَلَّتْ تَشَوَّفَتْ لِلنِّكَاحِ فَاُنْكِرَ عَلَيْهَا فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنْ تَفْعَلْ فَقَدْ حَلَّ اَجَلُهَا

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ نَحْوَهُ و

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِي السَّنَابِلِ حَدِيْثٌ مَشْهُوْرٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَلَا نَعْرِفُ لِلْاَسْوَدِ سَمَاعًا مِّنْ اَبِي السَّنَابِلِ

قولِ امام بخاری: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُوْلُ لَا اَعْرِفُ اَنَّ اَبَا السَّنَابِلِ عَاشَ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ اَنَّ الْحَامِلَ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا اِذَا وَضَعَتْ فَقَدْ حَلَّ التَّزْوِيْجُ لَهَا وَاِنْ لَمْ تَكُنِ انْقَضَتْ عِدَّتُهَا وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ تَعْتَدُّ اٰخِرَ الْاَجَلَيْنِ

قولِ امام ترمذی: وَالْقَوْلُ الْاَوَّلُ اَصَحُّ

◆◆ حضرت ابوسنابل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: سبیعہ نامی خاتون نے اپنے شوہر کی وفات کے تئیس دن یا شاید پچیس دن

1114- اخرجه احمد (304/4) وابن ماجه (653/1) كتاب الطلاق' باب: الحامل المتوفى عنها زوجها اذا وضعت حلت للازواج' حديث (2027) والنسائى (190/6) كتاب الطلاق' باب: عدة الحامل المتوفى عنها زوجها' حديث (3508) والدارمى (166/2) كتاب الطلاق' باب: عدة الحامل المتوفى عنها زوجها' من طريق الاسود عن ابى السنابل بن بعكك فذكره۔

کے بعد بچے کو جنم دیا' جب وہ نفاس سے پاک ہوئی' تو اس نے نکاح کے لیے خود کو تیار کیا' تو اس بات پر اعتراض کیا گیا اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا گیا' تو آپ نے ارشاد فرمایا: اگر وہ چاہے' تو ایسا کر سکتی ہے' کیونکہ اس کی عدت پوری ہو چکی ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔ اس بارے میں سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی حدیث منقول ہے۔

ابوسنابل سے منقول حدیث ''مشہور'' ہے' اور اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

ہمارے علم کے مطابق اسود نے ابوسنابل کے حوالے سے کوئی روایت نقل نہیں کی۔

میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: میرے علم کے مطابق حضرت ابوسنابل رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے بعد زیادہ عرصے تک زندہ نہیں رہے۔

اکثر اہلِ علم جو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں وہ اس بات کے قائل ہیں: جب حاملہ بیوہ' بچے کو جنم دے' تو اس کے لیے دوسری شادی کرنا جائز ہو جاتا ہے' اگرچہ اس کی (بیوگی کی) عدت پوری نہ ہوئی ہو۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ' امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ' امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب سے تعلق رکھنے والے اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے' بعض اہلِ علم کے نزدیک وہ عورت' وہ عدت بسر کرے گی جو بعد میں ختم ہوتی ہو۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) پہلی رائے درست ہے۔

1115 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ

متنِ حدیث: اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ وَابْنَ عَبَّاسٍ وَّاَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ تَذَاكَرُوا الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا الْحَامِلَ تَضَعُ عِنْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تَعْتَدُّ اٰخِرَ الْاَجَلَيْنِ وَقَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ بَلْ تَحِلُّ حِيْنَ تَضَعُ وَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَنَا مَعَ ابْنِ اَخِيْ يَعْنِيْ اَبَا سَلَمَةَ فَاَرْسَلُوْا اِلٰى اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ قَدْ وَضَعَتْ سُبَيْعَةُ الْاَسْلَمِيَّةُ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِيَسِيْرٍ فَاسْتَفْتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَهَا اَنْ تَتَزَوَّجَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄► سلیمان بن یسار بیان کرتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کے درمیان اس بات پر بحث ہوگئی' اگر کوئی حاملہ بیوہ عورت بچے کو جنم دے' تو کیا حکم ہوگا؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ عورت وہ عدت بسر کرے گی جو بعد میں ختم ہوگی۔ حضرت ابوسلمہ نے فرمایا: جیسے ہی وہ بچے کو جنم دے گی' اس کی عدت ختم ہو جائے گی' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس بارے میں اپنے بھتیجے یعنی ابوسلمہ کے ساتھ ہوں۔ ان لوگوں نے سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو پیغام

1115- اخرجه مالك في الموطا (589/2) كتاب الطلاق' باب: عدة المتوفى عنها زوجها اذا كانت حاملا' حديث (83) واحمد (314/6) ومسلم (1122/2' 1123) كتاب الطلاق' باب: انقضاء عدة المتوفى عنها زوجها وغيرها بوضع الحمل' حديث (57-1485) والنسائي (192/2) كتاب الطلاق' باب: عدة الحامل المتوفى عنها زوجها' حديث (3512) والدارمي (165/2' 166) كتاب الطلاق' باب: في عدة الحامل المتوفى عنها زوجها والمطلقة' من طريق سليمان بن يسار عن ام سلمة به-

بھیجا' تو انہوں نے بتایا: سبیعہ اسلمیہ نامی خاتون نے اپنے شوہر کی وفات کے کچھ عرصے بعد بچے کو جنم دیا تھا' اور اس خاتون نے نبی اکرم ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا تھا' تو آپ نے اسے یہ ہدایت کی تھی کہ وہ شادی کر سکتی ہے۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ عِدَّةِ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا

باب 17- بیوہ عورت کی عدت کا بیان

1116 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيْسٰى اَنْبَاَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِىْ سَلَمَةَ اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ بِهٰذِهِ الْاَحَادِيْثِ الثَّلَاثَةِ

متنِ حدیث: قَالَتْ زَيْنَبُ دَخَلْتُ عَلٰى اُمِّ حَبِيْبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تُوُفِّيَ اَبُوْهَا اَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ فَدَعَتْ بِطِيْبٍ فِيْهِ صُفْرَةٌ خَلُوْقٌ اَوْ غَيْرُهُ فَدَهَنَتْ بِهٖ جَارِيَةً ثُمَّ مَسَّتْ بِعَارِضَيْهَا ثُمَّ قَالَتْ وَاللّٰهِ مَا لِيْ بِالطِّيْبِ مِنْ حَاجَةٍ غَيْرَ اَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا (۱)

◆◆ سیّدہ زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ تین روایات نقل کی ہیں۔

سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ سیّدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی' جب ان کے والد ابوسفیان بن حرب کا انتقال ہوا تھا۔ انہوں نے خوشبو منگوائی' جس میں زرد رنگ موجود تھا ایک کنیز نے اس میں تیل ملایا پھر سیّدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے وہ خوشبو اپنے رخساروں پر لگائی' پھر انہوں نے بتایا: اللہ کی قسم! مجھے خوشبو لگانے کی ضرورت نہیں تھی' لیکن میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والی' کسی بھی عورت کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے۔ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے' البتہ وہ اپنے شوہر کی وفات پر چار ماہ دس دن تک سوگ کرے گی۔

1117 متنِ حدیث: قَالَتْ زَيْنَبُ فَدَخَلْتُ عَلٰى زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ حِيْنَ تُوُفِّيَ اَخُوْهَا فَدَعَتْ بِطِيْبٍ فَمَسَّتْ مِنْهُ ثُمَّ قَالَتْ وَاللّٰهِ مَا لِيْ فِي الطِّيْبِ مِنْ حَاجَةٍ غَيْرَ اَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا

(۱)- اخرجه مالك في الموطا (596/2) كتاب الطلاق' باب: ما جاء في الاحداد' حديث (101) والبخاري (174/3) كتاب الجنائز' باب: احداد المرأة على غير زوجها' حديث (1280) ومسلم (1124'1123/2) كتاب الطلاق' باب: وجوب الاحداد في عدة الوفاة' وتحريمه في غير ذلك الا ثلاثة ايام' حديث (58-1486) واخرجه ابو داؤد (290/2) كتاب الطلاق' باب: احداد المتوفى عنها زوجها' حديث (2299) واخرجه النسائي (201/6) كتاب الطلاق' باب: ترك الزينة للحادة المسلمة دون اليهودية والنصرانية' حديث (3533) والدارمي (167/2) كتاب الطلاق' باب: احداد المرأة على الزوج' واخرجه احمد (426'326'325/6) والحميدي (146/1) حديث (306) من طريق حميد بن نافع عن زينب بنت ابي سلمة عن ام حبيبة فذكرته۔

سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں سیّدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی' جب ان کے بھائی کا انتقال ہوا' تو انہوں نے بھی خوشبو منگوائی اور لگائی پھر وہ بولیں: اللہ کی قسم! مجھے اس خوشبو کی ضرورت نہیں تھی' لیکن میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والی' کسی بھی عوت کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے۔ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے' البتہ اپنے شوہر کا سوگ چار ماہ دس دن تک کرے گی۔

1118 متن حدیث: قَالَتْ زَيْنَبُ وَسَمِعْتُ اُمِّي اُمَّ سَلَمَةَ تَقُوْلُ جَائَتِ امْرَاَةٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنَتِيْ تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَقَدِ اشْتَكَتْ عَيْنَيْهَا اَفَنَكْحَلُهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلُّ ذٰلِكَ يَقُوْلُ لَا ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا هِيَ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا وَّقَدْ كَانَتْ اِحْدَاكُنَّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ تَرْمِيْ بِالْبَعْرَةِ عَلٰى رَاْسِ الْحَوْلِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ فُرَيْعَةَ بِنْتِ مَالِكٍ اُخْتِ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ وَحَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ زَيْنَبَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ اَنَّ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا تَتَّقِيْ فِيْ عِدَّتِهَا الطِّيْبَ وَالزِّيْنَةَ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَمَالِكِ بْنِ اَنَسٍ وَّالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے اپنی والدہ سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: ایک خاتون نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اس نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میری بیٹی کا شوہر فوت ہو چکا ہے' اس کی آنکھوں میں تکلیف ہے کیا ہم اسے سرمہ لگا دیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں! ایسا دو یا شاید تین مرتبہ ہوا' ہر مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے یہی ارشاد فرمایا: نہیں! پھر آپ نے ارشاد فرمایا: یہ تو چار ماہ دس دن ہیں' پہلے زمانہ جاہلیت میں کوئی عورت ایک سال گزرنے کے بعد مینگنی پھینکا کرتی تھی۔

اس بارے میں سیّدہ فریعہ بنت مالک بن سنان رضی اللہ عنہا جو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں' سے حدیث منقول ہے اس

1117- اخرجه مالك في المؤطا (597/2) كتاب الطلاق' باب: ما جاء في الاحداد' حديث (102) واحمد (324/6) والبخاري (394/9) كتاب الطلاق باب: تحد المتوفي عنها اربعة اشهر وعشرا' حديث (5335) ومسلم (1124/2) كتاب الطلاق' باب: وجوب الاحداد في عدة الوفاة' وتحريمه في غير ذلك الا ثلاثة ايام' حديث (58-1487) وابو داؤد (290/2) كتاب الطلاق: باب: احداد المتوفي عنها زوجها' حديث (2299) والنسائي (201/6) كتاب الطلاق' باب: ترك الزينة للحادة المسلمة دون اليهودية والنصرانية' حديث (3533) من طريق حميد بن نافع عن زينب بنت ابي سلمة عن زينب بنت جحش به-

1118- اخرجه البخاري (394/9) كتاب الطلاق : باب: تحد المتوفي عنها اربعة اشهر وعشرا' حديث (5336) ومسلم (1124/2) كتاب الطلاق' باب: وجوب الاحداد في عدة الوفاة' وتحريمه في غير ذلك الا ثلاثة ايام' حديث (58-1488) وابو داؤد (290/2) كتاب الطلاق' باب: احداد المتوفي عنها زوجها' حديث (2299) والنسائي (201/6' 202) كتاب الطلاق' باب: ترك الزينة للحادة المسلمة دون اليهودية والنصرانية' حديث (3533) من طريق حميد بن نافع عن زينب بنت ابي سلمة عن امها ام سلمة فذكرته-

کے علاوہ سیّدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔

سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے یعنی بیوہ عورت اپنی عدت کے دوران خوشبو اور آرائش وزیبائش اختیار کرنے سے احتراز کرے گی۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ' امام مالک رحمۃ اللہ علیہ' امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ' امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق اسی بات کے قائل ہیں۔

شرح

حاملہ بیوہ کی عدت وضع حمل:

ان مسلسل دو ابواب کی پانچ روایات میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ شوہر کے انتقال پر بیوہ حاملہ ہو تو اس کی عدت وضع حمل ہے۔ یہ آئمہ فقہ کا متفقہ فیصلہ ہے۔ البتہ ابتداء اسلام میں اس مسئلہ کے بارے میں معمولی سا اختلاف موجود تھا۔ حضرت عبداللہ عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مؤقف تھا کہ ایسی عورت کی عدت ''ابعد الاجلین'' ہے یعنی چار مہینے دس دن یا وضع حمل دونوں میں سے جس کی مدت طویل ہو، بیوہ وہ عدت پوری کرے گی۔ جب حضرت سبیعہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ پیش آیا تو یہ اختلاف ختم ہو گیا۔ اس واقعہ کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ حضرت سبیعہ رضی اللہ عنہا کے شوہر کا نام سعد بن خولی تھا، فتح مکہ یا حجۃ الوداع کے موقع پر ان کا انتقال ہو گیا جبکہ حضرت سبیعہ رضی اللہ عنہ حاملہ تھیں۔ تقریباً 25 دن بعد ان کے ہاں بچہ پیدا ہو گیا، نفاس کا خون ختم ہونے پر انہوں نے نکاح جدید کی تیاری شروع کر دی اور اچھے کپڑے زیب تن کرنا شروع کر دیے تاکہ نکاح کی کوئی صورت سامنے آسکے۔ ابوالسابل نامی اسی خاندان کے ایک شخص تھے، جنہوں حضرت سبیعہ رضی اللہ عنہا کے اس عمل پر گرفت کی تو وہ امہات المؤمنین کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور مسئلہ کی وضاحت طلب کی۔ صورت حال سامنے آنے پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ نکاح کر سکتی ہے' کیونکہ اس کی عدت پوری ہو چکی ہے۔ جب یہ حدیث لوگوں کے سامنے آئی تو اختلاف ختم ہو گیا اور بیوہ حاملہ کی عدت متفقہ طور پر وضع حمل قرار پائی۔ غیر حاملہ بیوہ کی عدت چار مہینے دس ایام ہے۔ بیوہ حاملہ ہو یا غیر حاملہ دوران عدت اپنے شوہر کا سوگ بھی منائے گی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْمُظَاهِرِ يُوَاقِعُ قَبْلَ اَنْ يُّكَفِّرَ

باب 18- ظہار کرنے والا شخص اگر کفارہ ادا کرنے سے پہلے عورت کے ساتھ صحبت کر لے

1119 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ صَخْرٍ الْبَيَاضِيِّ

1119- اخرجه احمد (37/4) وابو داؤد (265/2) كتاب الطلاق' باب: الظهار' حديث (2213) وابن ماجه (666/1) كتاب الطلاق' باب: المظاهر يجامع قبل ان يكفر' حديث (2064) والدارمي (164'163/2) كتاب الطلاق' باب: في الظهار' وابن خزيمة (73/4) حديث (2378) من طريق محمد بن عمرو بن عطاء' عن سليمان بن يسار عن سلمة بن صخر الانصاري فذكره۔

متن حدیث: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمُظَاهِرِ يُوَاقِعُ قَبْلَ اَنْ يُّكَفِّرَ قَالَ كَفَّارَةٌ وَّاحِدَةٌ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ وَمَالِكٍ وَّالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وقَالَ بَعْضُهُمْ اِذَا وَاقَعَهَا قَبْلَ اَنْ يُّكَفِّرَ فَعَلَيْهِ كَفَّارَتَانِ وَهُوَ قَوْلُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ مَهْدِيٍّ

◆◆ حضرت سلمہ بن صخر بیاضی رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے ظہار کرنے والے کی بابت نقل کرتے ہیں، جو کفارہ ادا کرنے سے پہلے صحبت کر لے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کفارہ ایک ہی ہوگا۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

اکثر اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

بعض اہل علم نے یہ بات بیان کی ہے: اگر وہ کفارہ ادا کرنے سے پہلے عورت کے ساتھ صحبت کر لیتا ہے، تو اس پر دو کفارے ادا کرنا لازم ہوگا۔ عبدالرحمن بن مہدی اس بات کے قائل ہیں۔

1120 سند حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ اَبَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

متن حدیث: اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ ظَاهَرَ مِنِ امْرَاَتِهٖ فَوَقَعَ عَلَيْهَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ قَدْ ظَاهَرْتُ مِنْ زَوْجَتِيْ فَوَقَعْتُ عَلَيْهَا قَبْلَ اَنْ اُكَفِّرَ فَقَالَ وَمَا حَمَلَكَ عَلٰى ذٰلِكَ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ قَالَ رَاَيْتُ خَلْخَالَهَا فِيْ ضَوْءِ الْقَمَرِ قَالَ فَلَا تَقْرَبْهَا حَتّٰى تَفْعَلَ مَا اَمَرَكَ اللّٰهُ بِهٖ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے اپنی بیوی کے ساتھ ظہار کیا تھا، پھر اس عورت کے ساتھ صحبت کر لی تھی۔ اس نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں نے اپنی بیوی کے ساتھ ظہار کیا، پھر میں نے کفارہ ادا کرنے سے پہلے اس کے ساتھ صحبت بھی کر لی۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے! تمہیں اس بات پر کس نے مجبور کیا؟ وہ بولا: میں نے چاند کی روشنی میں اس کی پازیب دیکھ لی تھی، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اب تم اس کے قریب نہ جانا، جب تک تم وہ نہ کر و جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے (یعنی کفارہ ادا نہ کردو)۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب صحیح'' ہے۔

1120- اخرجه ابو داؤد (2/269) كتاب الطلاق، باب: في الظهار، حديث (2223) وابن ماجه (1/666-667) كتاب الطلاق، باب: المظاهر يجامع قبل ان يكفر، حديث (2065) والنسائي (167) كتاب الطلاق، باب: الظهار حديث (3457) من طريق الحكم بن ابان عن عكرمة عن ابن عباس فذكره-

بَابُ مَا جَآءَ فِي كَفَّارَةِ الظِّهَارِ

باب 19: ظہار کا کفارہ

1121 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَنْبَاَنَا هَارُوْنُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الْخَزَّازُ اَنْبَاَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ اَنْبَاَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ اَنْبَاَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ

متنِ حدیث: اَنَّ سَلْمَانَ بْنَ صَخْرٍ الْاَنْصَارِيَّ اَحَدَ بَنِيْ بَيَاضَةَ جَعَلَ امْرَاَتَهٗ عَلَيْهِ كَظَهْرِ اُمِّهٖ حَتّٰى يَمْضِيَ رَمَضَانُ فَلَمَّا مَضٰى نِصْفٌ مِّنْ رَمَضَانَ وَقَعَ عَلَيْهَا لَيْلًا فَاَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْتِقْ رَقَبَةً قَالَ لَا اَجِدُهَا قَالَ فَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا اَسْتَطِيْعُ قَالَ اَطْعِمْ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ لَا اَجِدُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِفَرْوَةَ بْنِ عَمْرٍو اَعْطِهٖ ذٰلِكَ الْعَرَقَ وَهُوَ مِكْتَلٌ يَّاْخُذُ خَمْسَةَ عَشَرَ صَاعًا اَوْ سِتَّةَ عَشَرَ صَاعًا اِطْعَامَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

توضیحِ راوی: يُقَالُ سَلْمَانُ بْنُ صَخْرٍ وَّيُقَالُ سَلَمَةُ بْنُ صَخْرٍ الْبَيَاضِيُّ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ فِيْ كَفَّارَةِ الظِّهَارِ

◆◆ ابوسلمہ اور محمد بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں: بنو بیاضہ سے تعلق رکھنے والے حضرت سلمان بن صخر انصاری رضی اللہ عنہ نے رمضان گزرنے تک اپنی بیوی کو اپنی والدہ کی طرح قابلِ احترام قرار دیا' جب نصف رمضان گزرا' تو انہوں نے رات کے وقت اپنی اہلیہ کے ساتھ صحبت کر لی' پھر وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ہوئے اور آپ کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: تم ایک غلام آزاد کرو! انہوں نے عرض کی: وہ میرے پاس نہیں ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم لگاتار دو مہینے کے روزے رکھو انہوں نے عرض کی: میں اس کی استطاعت نہیں رکھتا' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ! انہوں نے عرض کی: میرے پاس اس کی بھی گنجائش نہیں ہے' نبی اکرم ﷺ نے فروہ بن عمرو کو حکم دیا اسے یہ "عرق" دے دو۔

(راوی کہتے ہیں) یہ ایک پیمانہ ہے' جس میں پندرہ صاع یا شاید سولہ صاع اناج آتا ہے' جو ساٹھ مسکینوں کو کھلایا جا سکتا ہے۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

ایک قول کے مطابق ان صاحب کا نام سلیمان بن صخر تھا' اور ایک قول کے مطابق سلمہ بن صخر بیاضی تھا۔

ظہار کے کفارے کے بارے میں اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے۔

شرح

ظہار اور اس کا کفارہ:

لفظ "ظہار" ظہر سے بنا ہے بمعنیٰ پشت۔ اس کا شرعی و اصطلاحی معنی ہے اپنی زوجہ کو دائمی محرمات میں سے کسی کے ساتھ یا اس

کے خاص عضو کے ساتھ تشبیہ دینا مثلاً شوہر اپنی زوجہ سے یوں کہے: انت علی کظھر امی (تم مجھ پر میری والدہ کی پشت جیسی ہو)۔ زمانہ جاہلیت میں ظہار سے حرمت دائمی کا حکم نافذ کیا جاتا تھا مگر اسلام نے اس کی دائمی حرمت کو ختم کر دیا۔ جب حضرت اوس بن صامت رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سے ظہار فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے مسئلہ ظہار کے حوالے سے سورۃ المجادلۃ نازل کر دی۔

کفارہ ظہار: شریعت نے کفار ظہار امور ثلاثہ مقرر کیے ہیں: (۱) کوئی غلام آزاد کرنا (۲) مسلسل دو مہینوں کے روزے رکھنا (۳) ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا۔

سوال: کیا کفارہ ظہار کے حوالے سے امور ثلاثہ میں ترتیب ضروری ہے یا نہیں؟

جواب: حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کفارہ ظہار میں امور ثلاثہ میں ترتیب اختیاری ہے۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ کفارہ ظہار کے حوالے سے امور ثلاثہ میں ترتیب واجب ہے۔

آئمہ فقہ کا اس بات میں اتفاق ہے کہ کفارہ ظہار میں غلام آزاد کرنا ہو یا مسلسل دو ماہ کے روزے رکھنے ہوں تو قبل المس کفارہ کی ادائیگی واجب ہے۔ اگر دوران کفارہ مس کر لیا تو اعادہ واجب ہوگا۔ تاہم اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے کہ اطعام میں ادائیگی قبل المس واجب ہے یا نہیں؟ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

۱۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ اطعام میں قبل المس کی شرط ضروری نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں یہ ضابطہ ہے کہ کتاب اللہ کا عام حکم اپنے اطلاق اور خاص حکم اپنے خصوص پر رہے۔ اس مقام پر تحریر رقبہ اور صیام میں قبل المس کی قید واجب ہے جبکہ اطعام کی صورت میں اطلاق وعمومیت ہے، قیاس کے باعث اسے مقید کرنے کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔

۲۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اطعام کی صورت میں بھی قبل المس ادائیگی واجب ہے۔ انہوں تحریر رقبہ اور صیام کا تسلسل قبل المس ہونے پر قیاس کیا ہے گویا تینوں صورتوں میں قبل المس ہونا واجب ہے۔

کیا کفارہ ظہار میں غلام کا مسلمان ہونا شرط ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ کا اختلاف ہے:

۱۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ کفارہ ظہار میں غلام کا مسلمان ہونا واجب نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کتاب اللہ میں اس کے لیے مومن ہونا واجب قرار نہیں دیا گیا جبکہ کفارہ قتل میں غلام کے ساتھ مومن ہونے کی شرط لگائی گئی ہے۔ لہٰذا کتاب اللہ کے عموم کو عام ہی رکھا جائے گا اور اسے مقید نہیں کیا جائے گا۔

۲۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر ہے کہ کفارہ ظہار میں غلام کا مومن ہونا واجب ہے۔ انہوں نے کفارہ قتل پر قیاس کیا ہے کہ کفارہ قتل میں غلام کا مسلمان ہونا مذکور ہے لہٰذا اس طرح یہاں بھی غلام کے لیے مسلمان ہونا واجب ہے۔

کفارہ ظہار میں اطعام کی صورت میں کتنی مقدار ہر مسکین کو دینا ہوگا؟ اس بارے میں مذاہب آئمہ کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ کفارہ ظہار میں اطعام کی صورت میں ہر مسکین کو ایک صاع کھجور یا نصف صاع گندم مہیا کرنا کافی ہوگا۔ آپ نے حضرت سلمہ بن صخر رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: فاطعم وسقا من تمر بین ستین مسکینا (سنن ابی داؤد) اس روایت میں صراحت ہے کہ ہر مسکین کو ایک وسق کھجوریں پیش کرنے کا حکم دیا ہے، جبکہ ایک وسق

ساٹھ صاع ہوا کرتا ہے۔ کھجور ایک صاع جبکہ گندم نصف صاع ہوگی۔

۲- حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک کفارہ ظہار میں اطعام کی صورت میں ہر مسکین کو ایک مد گندم پیش کرنی ہوگی۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پندرہ صاع دینے کا حکم فرمایا جبکہ ایک صاع چار مد کا ہوتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْاِيلَاءِ

باب 20- ایلاء کا بیان

1122 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ قَزَعَةَ الْبَصْرِيُّ اَنْبَانَا مَسْلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ اَنْبَانَا دَاوُدُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: اٰلٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نِسَائِهِ وَحَرَّمَ فَجَعَلَ الْحَرَامَ حَلَالًا وَّجَعَلَ فِي الْيَمِيْنِ كَفَّارَةً

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ اَنَسٍ وَّاَبِيْ مُوْسٰى

اختلافِ روایت: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ مَسْلَمَةَ بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ دَاوُدَ رَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَّغَيْرُهُ عَنْ دَاوُدَ عَنِ الشَّعْبِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا وَّلَيْسَ فِيْهِ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَآئِشَةَ وَهٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ مَسْلَمَةَ بْنِ عَلْقَمَةَ

مذاہبِ فقہاء: وَالْاِيلَاءُ هُوَ اَنْ يَّحْلِفَ الرَّجُلُ اَنْ لَّا يَقْرَبَ امْرَاَتَهٗ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ فَاَكْثَرَ وَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِيْهِ اِذَا مَضَتْ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ اِذَا مَضَتْ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ يُوْقَفُ فَاِمَّا اَنْ يَّفِيْءَ وَاِمَّا اَنْ يُّطَلِّقَ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ وَّالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ اِذَا مَضَتْ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ فَهِيَ تَطْلِيْقَةٌ بَائِنَةٌ وَّهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَاَهْلِ الْكُوْفَةِ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے اپنی ازدواج کے ساتھ ایلاء کر لیا' آپ نے انہیں (اپنے لیے) حرام قرار دیا' پھر آپ نے اس حرام کو حلال کیا' اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کیا۔

اس بارے میں حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ' حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

مسلمہ بن علقمہ نے داؤد کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے' اسے علی بن مسہر اور دیگر راویوں نے' داؤد کے حوالے سے شعبی کے حوالے سے نقل کیا ہے' اور ''مرسل'' روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

1122- اخرجہ ابن ماجہ (670/1) کتاب الطلاق' باب: الحرام' حدیث (2072) من طریق عامر عن مسروق عن عائشۃ بہ۔

اس کی سند میں مسروق کے حوالے سے' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہونے کا تذکرہ نہیں ہے۔

یہ روایت اس حدیث سے زیادہ مستند ہے' جو مسلمہ بن علقمہ سے منقول ہے۔

ایلاء یہ ہے: ایک آدمی یہ قسم اٹھائے کہ وہ چار ماہ تک یا اس سے زیادہ عرصے تک اپنی بیوی کے پاس نہیں جائے گا۔

اہلِ علم نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے: پھر جب چار ماہ گزر جائیں تو بعض اہلِ علم' جو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ یہ فرماتے ہیں: جب چار ماہ گزر جائیں تو وقوف کیا جائے گا یا تو وہ شخص رجوع کرلے گا یا طلاق دیدے گا۔

امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ' امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ' امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہلِ علم کے نزدیک جب چار ماہ گزر جائیں گے' تو ایک بائنہ طلاق واقع ہو جائے گی۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور اہلِ کوفہ اسی بات کے قائل ہیں۔

شرح

ایلاء اور اس میں مذاہب آئمہ:

لفظ ایلاء کا لغوی معنی ہے بلند کرنا، اٹھانا، فقہ کی اصطلاح میں ایلاء سے مراد ہے کہ اس بات کی قسم کھانا کہ وہ چار مہینے یا زیادہ عرصہ اپنی بیوی کے پاس نہیں جائے گا۔ ایلاء کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں: (۱) پہلی صورت یہ ہے کہ چار ماہ سے کم عرصہ تک کوئی شخص اپنی بیوی سے ایلاء کرے' تو کفارہ یمین واجب نہیں ہوگا اور مدت ایلاء مکمل کرنے پر رجوع بھی ہو سکتا ہے' کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زواج مطہرات سے ایک ماہ کا ایلاء کیا تھا جب انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نان ونفقہ میں اضافہ کرنے کا مطالبہ کیا تھا۔ ایک مہینہ مکمل ہونے پر آپ نے ایلاء ختم کر دیا تھا۔ اگر کسی نے ایک ماہ مکمل ہونے سے قبل ایلاء ختم کیا تو کفارہ یمین واجب ہوگا۔ (۲) دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بیوی سے چار ماہ یا اس سے زائد مدت کے لیے ایلاء کرے، اگر وہ چار ماہ مکمل ہونے سے پہلے ایلاء ختم کرے گا' تو بیوی سے رجوع ثابت ہو جائے گا اور کفارہ یمین بھی واجب ہوگا۔ اگر چار ماہ مکمل ہونے پر ایلاء ختم نہ کیا تو زوجین میں تفریق ہو جائے گی۔

سوال: چار ماہ مکمل ہونے پر تفریق ازخود ہو جائے گی یا قاضی کرائے گا؟

جواب: اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

۱- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ چار ماہ پورے ہونے پر زوجین میں ازخود تفریق ہو جائے گی اور قاضی کی ہرگز ضرورت نہیں ہوگی۔ آپ نے حضرت فاروق اعظم' حضرت عثمان غنی' حضرت علی' حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کے آثار سے استدلال کیا ہے۔

۲- آئمہ ثلاثہ کا مؤقف ہے کہ چار مہینے مکمل ہونے پر ازخود تفریق نہیں ہوگی بلکہ اس سلسلے میں قاضی کی ضرورت ہوگی۔ انہوں

نے اس ارشاد ربانی سے استدلال کیا ہے: لِلَّذِیْنَ یُؤْلُوْنَ الخ ۔ (البقرہ: ۲۲۶) اس آیت مبارکہ میں چار ماہ مکمل ہونے پر عزم طلاق کا ذکر ہے، جس سے واضح ہوتا ہے صرف مدت گزرنے پر طلاق واقع نہیں ہوگی بلکہ عزم طلاق بھی از بس ضروری ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ: انقضاء الاربعة عزیمة یعنی چار مہینے مکمل ہونا ہی عزم طلاق ہے اور اس مقصد کے لیے مزید عزم کی ہرگز ضرورت نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی اللِّعَانِ

باب 21- لعان کا بیان

1123 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِیْ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ

متنِ حدیث: سُئِلْتُ عَنِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فِیْ اِمَارَةِ مُصْعَبِ بْنِ الزُّبَيْرِ اَيُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا فَمَا دَرَيْتُ مَا اَقُوْلُ فَقُمْتُ مَكَانِیْ اِلٰی مَنْزِلِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اسْتَاْذَنْتُ عَلَيْهِ فَقِيْلَ لِیْ اِنَّهٗ قَائِلٌ فَسَمِعَ كَلَامِیْ فَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ ادْخُلْ مَا جَآءَ بِكَ اِلَّا حَاجَةٌ قَالَ فَدَخَلْتُ فَاِذَا هُوَ مُفْتَرِشٌ بَرْدَعَةَ رَحْلٍ لَّهٗ فَقُلْتُ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُتَلَاعِنَانِ اَيُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ نَعَمْ اِنَّ اَوَّلَ مَنْ سَاَلَ عَنْ ذٰلِكَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ لَوْ اَنَّ اَحَدَنَا رَاٰی امْرَاَتَهٗ عَلٰی فَاحِشَةٍ كَيْفَ يَصْنَعُ اِنْ تَكَلَّمَ تَكَلَّمَ بِاَمْرٍ عَظِيْمٍ وَّاِنْ سَكَتَ سَكَتَ عَلٰی اَمْرٍ عَظِيْمٍ قَالَ فَسَكَتَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُ فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ الَّذِیْ سَاَلْتُكَ عَنْهُ قَدِ ابْتُلِيْتُ بِهٖ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذِهِ الْاٰيَاتِ الَّتِیْ فِیْ سُوْرَةِ النُّوْرِ (وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّا اَنْفُسُهُمْ) حَتّٰی خَتَمَ الْاٰيَاتِ فَدَعَا الرَّجُلَ فَتَلَا الْاٰيَاتِ عَلَيْهِ وَوَعَظَهٗ وَذَكَّرَهٗ وَاَخْبَرَهٗ اَنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا اَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْاٰخِرَةِ فَقَالَ لَا وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا كَذَبْتُ عَلَيْهَا ثُمَّ ثَنّٰی بِالْمَرْاَةِ فَوَعَظَهَا وَذَكَّرَهَا وَاَخْبَرَهَا اَنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا اَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْاٰخِرَةِ فَقَالَتْ لَا وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا صَدَقَ قَالَ فَبَدَاَ بِالرَّجُلِ فَشَهِدَ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصَّادِقِيْنَ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِيْنَ ثُمَّ ثَنّٰی بِالْمَرْاَةِ فَشَهِدَتْ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكَاذِبِيْنَ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا اِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ ثُمَّ فَرَّقَ بَيْنَهُمَا

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ وَّابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّحُذَيْفَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ

1123- اخرجه احمد (12/2) ومسلم (1131-1130/2) كتاب اللعان حديث (1493-4) والنسائی (176-175/6) كتاب الطلاق باب: عظة الامام الرجل والمرأة عند اللعان p9d (151-150/2) كتاب الطلاق باب: فی اللعان من طريق عبد الملك بن ابی سليمان عن سعيد بن جبير بن ابن عمر فذكره-

◆◆ سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں: مجھ سے حضرت مصعب بن زبیر کی حکومت کے دوران' دولعان کرنے والوں کے بارے میں دریافت کیا گیا: کیاان دونوں کے درمیان علیحدگی کروادی جائے گی' تو مجھے سمجھ نہیں آئی: میں کیا جواب دوں؟ میں اپنی جگہ سے اُٹھ کر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے گھر گیا' جب میں نے ان کے ہاں اندر آنے کی اجازت مانگی' تو مجھ سے کہا گیا: وہ آرام کررہے ہیں' لیکن وہ میری آواز سن چکے تھے۔ انہوں نے فرمایا: ابن جبیر ہو؟ تم اندر آ جاؤ! تم اس وقت کسی کام سے آئے ہو گے؟ راوی بیان کرتے ہیں: میں اندر آیا تو وہ اس وقت اونٹ پر ڈالی جانے والی چادر بچھا کر آرام کررہے تھے۔ میں نے کہا: اے ابوعبد الرحمٰن! کیا لعان کرنے والوں کے درمیان علیحدگی کروادی جائے گی؟ انہوں نے فرمایا: سبحان اللہ! جی ہاں! اس بارے میں سب سے پہلے فلاں بن فلاں نے سوال کیا تھا' وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! آپ کا کیا خیال ہے؟ اگر ہم میں سے کوئی ایک شخص اپنی بیوی کو زناء کا ارتکاب کرتے ہوئے دیکھتا ہے' تو وہ کیا کرے؟ اگر وہ بات کرتا ہے' تو وہ ایک بڑا الزام لگاتا ہے' اور اگر وہ خاموش رہتا ہے' تو وہ ایک بڑی زیادتی پر خاموش رہتا ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ خاموش رہے آپ ﷺ نے اسے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کے بعد وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا: میں نے آپ ﷺ سے جس چیز کے بارے میں دریافت کیا تھا' اس میں اب مبتلا ہو گیا ہوں (راوی کہتے ہیں) تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کی تھیں جو سورۂ نور میں ہیں۔

''وہ لوگ جو اپنی بیویوں پر الزام لگاتے ہیں اور ان کے پاس صرف ان کی اپنی ذات گواہ ہوتی ہے''۔ یہ پوری آیات ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے اس شخص کو بلایا اور اس کے سامنے یہ آیت تلاوت کی تھیں آپ نے اسے وعظ و نصیحت کی اور اسے بتایا: دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب کے مقابلے میں زیادہ آسان ہے' تو وہ بولا: نہیں اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ہمراہ مبعوث کیا ہے' میں نے اس عورت پر کوئی جھوٹا الزام نہیں لگایا ہے' پھر نبی اکرم ﷺ نے اس خاتون کو بلایا اور اسے وعظ و نصیحت کی اور اسے بتایا کہ دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب کے مقابلے میں زیادہ آسان ہے' تو وہ بولی: نہیں! اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ہمراہ مبعوث کیا ہے' اس نے سچ نہیں کہا۔

راوی بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے مرد سے آغاز کیا' اس نے سب سے پہلے چار مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نام پر گواہی دی کہ وہ سچ کہہ رہا ہے' اور پانچویں مرتبہ یہ کہا: اگر وہ جھوٹا ہو' تو اللہ تعالیٰ کی اس پر لعنت ہو' پھر آپ نے اس عورت کو بلوایا اس عورت نے چار مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نام کی یہ گواہی دی کہ وہ مرد جھوٹ کہہ رہا ہے' اور پانچویں مرتبہ یہ کہا: اس عورت پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہو' اگر وہ مرد سچا ہو۔

راوی بیان کرتے ہیں: پھر نبی اکرم ﷺ نے ان دونوں کے درمیان علیحدگی کروادی۔

اس بارے میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''صحیح'' ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے۔

1124 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ اَنْبَاَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

متنِ حدیث: لَاعَنَ رَجُلٌ امْرَاَتَهٗ وَفَرَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا وَاَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْاُمِّ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ

◄► حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک مرد نے اپنی بیوی کے ساتھ لعان کیا' تو نبی اکرم ﷺ نے ان کے درمیان علیحدگی کروادی آپ نے اس کے بچے کو اس کی ماں سے منسوب کردیا۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

شرح

لعان کا مسئلہ:

لفظ ''لعان'' کا لغوی معنی ہے لعنت کرنا اور شرعی اصلاح میں اس سے مراد ایسی شہادتیں ہیں جو مؤکد بالایمان اور مقرون باللعان بھی ہوں، مرد کے حق میں لعان حدِ قذف کے درجہ میں ہے' جبکہ عورت کے حق میں حدِ زنا کے قائم مقام ہے۔ اس کی تفصیل یوں ہے کہ جب شوہر اپنی زوجہ پر تہمت زنا لگائے اور وہ گواہوں کے ذریعے زنا ثابت بھی نہ کر سکے تو زوجین باہم ایک دوسرے پر لعان کریں گے۔ اس کا طریق کار یہ ہے کہ پہلے شوہر مسلسل چار بار قسم کھا کر یہ گواہی دے کہ وہ اپنے دعویٰ میں سچا ہے اور پانچویں بار قسم کھانے کے بعد کہے کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی پھٹکار ہو۔ بعد ازاں بیوی بھی مسلسل چار بار قسم کھا کر گواہی دے کر زنا کا الزام عائد کرنے میں شوہر جھوٹا ہے اور پانچویں بار کہے گی، اگر شوہر اپنے دعویٰ میں سچا ہو' تو مجھ پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہو۔ لعان مکمل ہونے پر قاضی زوجین میں تفریق کرادے گا۔

مسئلہ تفریق میں مذاہبِ آئمہ

لعان کی صورت مکمل ہونے پر زوجین میں ازخود تفریق ہو جائے گی یا قاضی کرائے گا؟ اس بارے میں آئمہ کا اختلاف ہے۔

ا۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ محض لعان سے تفریق نہیں ہوگی بلکہ لعان کے اختتام پر قاضی تفریق

1124- اخرجه مالك في الموطا (567/2) كتاب الطلاق' باب: ما جاء في اللعان' حديث (35) واحمد (2/7-38) والبخاري (305/8) كتاب التفسير' باب: والخمسة ان غضب الله عليها ان كان من الصدقين (النور 9) حديث (4748) ومسلم (1133- 1132/2) كتاب اللعان' حديث (8-1494) وابو ادؤد (279'278/2) كتاب الطلاق: باب في اللعان' حديث (2259) وابن ماجه (669/1) كتاب الطلاق' باب: في اللعان حديث (2069) والنسائي (178/6) كتاب الطلاق' باب: نفي الولد باللعان والحاقه حديث (3477) والدارمي (150/2) كتاب الطلاق' باب: في اللعان' من طريق مالك بن انس عن نافع عن ابن عمر فذكره

کرائے گا۔ آپ نے احادیث باب سے استدلال کیا ہے۔ ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: ثم فرق بینهما، دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں: فرق النبی صلی الله علیه وسلم بینهما۔ ان دونوں کے درمیان تفریق کردی جائے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زوجین کے درمیان تفریق کروادی۔

لعان کے باعث تفریق کی شرعی حیثیت

لعان کے سبب زوجین میں ہونے والی تفریق کی شرعی حیثیت میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے:

۱۔ حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ طلاق کے بغیر لعان حرام ہے اور حرمت دائمی ہے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے: المتلا عنان اذا تفرقا تجتمعان ابدًا (دارقطنی ج۳ص۲۷۶) لعان کے سبب جب زوجین میں تفریق ہو جائے تو پھر دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔

۲۔ طرفین کا مؤقف یہ ہے کہ لعان کے سبب حاصل ہونے والی فرقت طلاق بائن کے درجہ میں ہے اور جب تک لعان باقی ہے نکاح درست نہیں ہوگا۔ اگر زوجین میں سے ایک اپنی تکذیب کردے تو نکاح صحیح ہو جائے گا۔ انہوں نے حضرت عویمر عجلانی رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے استدلال کیا ہے: وطلقها ثلاثًا قبل ان یامره رسول الله علیه وسلم: (صحیح بخاری ج۲صفحہ۸۰۰) اس روایت میں تصریح ہے حضرت عویمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے طلاق دینے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت اختیار فرمایا اور آپ کا سکوت تنفیذ طلاق کی دلیل ہے۔ لہٰذا ملاعن خود طلاق دے یا زوجین میں قاضی تفریق کرائے' جو طلاق کے درجہ میں ہوگی' جس طرح نامرد کے مسئلہ میں ہے۔ یہ تفریق فعل زوج ہے' جو طلاق کے درجہ میں ہوگی۔

طرفین کی طرف سے حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ اس حدیث میں لفظ متلاعنان کا حقیقی معنی مراد نہیں لیا جاسکتا، اس لیے کہ صفت تلاعن سے موصوف ہونا حالت مباشرت میں ہوسکتا ہے' جبکہ فراغت لعان پر زوجین متلاعنان نہیں رہ سکتے۔ اس لفظ کا حقیقی اور مناسب مفہوم یہی ہوسکتا ہے کہ وصف لعان سے موصوف ہونے کی حالت میں اجتماع ممکن نہیں مگر زوجین میں سے کسی ایک کی طرف سے تکذیب کرنے کی صورت میں لعان ختم ہو جاتا ہے۔ لعان باقی نہ رہنے کی وجہ سے حرمت اجتماع بھی باقی نہیں رہے گی تو نکاح درست ہوسکتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ اَيْنَ تَعْتَدُّ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا

باب 22- بیوہ عورت عدت کہاں بسر کرے گی؟

1125 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِيُّ اَنْبَاَنَا مَعْنٌ اَنْبَاَنَا مَالِكٌ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِسْحٰقَ بْنِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ عَنْ

1125- اخرجه مالك فی الموطا (591/2) كتاب الطلاق' باب: مقام المتوفی عنها زوجها فی بیتها حتی تحل' حدیث (87) واحمد (370/6) وابو داؤد (291/2) كتاب الطلاق' باب فی المتوفی عنها تنتقل' حدیث (2300) وابن ماجه (655-6541) كتاب الطلاق' باب: این تعتد المتوفی عنها زوجها' حدیث (2031) والنسائی (199/6) كتاب الطلاق باب: مقام المتوفی عنها زوجها فی بیتها حتی تحل' حدیث (3529) والدارمی (168/2) كتاب الطلاق' باب: خروج المتوفی عنها زوجها' من طریق سعد بن اسحق بن كعب بن عجرة' عن عمته زینب بنت كعب بن عجرة' عن الفریعة بنت مالك بن سنان به-

عَمَّتِهٖ زَيْنَبَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ

متن حدیث: اَنَّ الْفُرَيْعَةَ بِنْتَ مَالِكِ بْنِ سِنَانٍ وَّهِيَ اُخْتُ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَخْبَرَتْهَا اَنَّهَا جَائَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْاَلُهٗ اَنْ تَرْجِعَ اِلٰى اَهْلِهَا فِىْ بَنِىْ خُدْرَةَ وَاَنَّ زَوْجَهَا خَرَجَ فِىْ طَلَبِ اَعْبُدٍ لَّهٗ اَبَقُوْا حَتّٰى اِذَا كَانَ بِطَرَفِ الْقَدُوْمِ لَحِقَهُمْ فَقَتَلُوْهُ قَالَتْ فَسَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَرْجِعَ اِلٰى اَهْلِىْ فَاِنَّ زَوْجِىْ لَمْ يَتْرُكْ لِىْ مَسْكَنًا يَّمْلِكُهٗ وَلَا نَفَقَةً قَالَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ قَالَتْ فَانْصَرَفْتُ حَتّٰى اِذَا كُنْتُ فِى الْحُجْرَةِ اَوْ فِى الْمَسْجِدِ نَادَانِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ اَمَرَ بِىْ فَنُوْدِيْتُ لَهٗ فَقَالَ كَيْفَ قُلْتِ قَالَتْ فَرَدَدْتُ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ الَّتِىْ ذَكَرْتُ لَهٗ مِنْ شَاْنِ زَوْجِىْ قَالَ امْكُثِىْ فِىْ بَيْتِكِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتَابُ اَجَلَهٗ قَالَتْ فَاعْتَدَدْتُ فِيْهِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا

آثارِ صحابہ: قَالَتْ فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ اَرْسَلَ اِلَىَّ فَسَاَلَنِىْ عَنْ ذٰلِكَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَاتَّبَعَهٗ وَقَضٰى بِهٖ

سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ اَنْبَاَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ اَنْبَاَنَا سَعْدُ بْنُ اِسْحٰقَ بْنِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ فَذَكَرَ نَحْوَهٗ بِمَعْنَاهُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ لَمْ يَرَوْا لِلْمُعْتَدَّةِ اَنْ تَنْتَقِلَ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا حَتّٰى تَنْقَضِىَ عِدَّتُهَا وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ لِلْمَرْاَةِ اَنْ تَعْتَدَّ حَيْثُ شَائَتْ وَاِنْ لَمْ تَعْتَدَّ فِىْ بَيْتِ زَوْجِهَا

قولِ امام ترمذی: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَالْقَوْلُ الْاَوَّلُ اَصَحُّ

◆◆ سیدہ زینب بنت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: فریعہ بنت مالک بن سنان رضی اللہ عنہا جو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں' انہوں نے انہیں بتایا ہے: وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں' تاکہ آپ سے یہ درخواست کریں کہ وہ اپنے اہلِ خانہ کے پاس بنو خدرہ میں چلی جائیں' چونکہ ان کے شوہر اپنے چند مفرور غلاموں کی تلاش میں گئے تھے اور ''طرف قدوم'' کے پاس جب وہ ان غلاموں تک پہنچے' تو غلاموں نے انہیں قتل کر دیا تھا' وہ خاتون بیان کرتی ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے یہ درخواست کی کہ کیا میں اپنے میکے واپس چلی جاؤں' چونکہ میرے شوہر نے میرے لیے رہائش کی کوئی جگہ نہیں چھوڑی' جس کے وہ مالک ہوتے اور نہ ہی خرچ چھوڑا ہے وہ خاتون بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہاں! وہ خاتون بیان کرتی ہیں: میں وہاں سے واپس مڑی ابھی میں حجرے میں تھی یا شاید مسجد میں پہنچی تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے مجھے آواز دی (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) نبی اکرم ﷺ کے حکم کے تحت مجھے بلایا گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تم نے کیا بیان کیا تھا' وہ خاتون بیان کرتی ہیں: میں نے آپ کے سامنے پورا واقعہ دوبارہ سنایا' جو میں نے اپنے شوہر کے بارے میں آپ کے سامنے ذکر کیا تھا' تو آپ نے فرمایا: تم اپنے گھر میں ہی

رہو یہاں تک کہ عدت ختم ہو جائے۔ وہ خاتون بیان کرتی ہیں: پھر میں نے اس گھر میں چار ماہ دس دن تک عدت بسر کی۔

وہ خاتون بیان کرتی ہیں: جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت تھا' تو انہوں نے مجھے پیغام دے کر مجھ سے اس بارے میں دریافت کیا' تو میں نے انہیں اس بارے میں بتایا' تو انہوں نے اس کی پیروی کی اور اس کے مطابق فیصلہ دیا۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

(امام ترمذی فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اکثر اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ ان کے نزدیک عدت بسر کرنے والی عورت اپنی عدت ختم ہونے سے پہلے اپنے شوہر کے گھر سے کہیں اور منتقل نہیں ہو سکتی۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ' امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ' امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہلِ علم کے نزدیک عورت کو اس بات اختیار ہے۔ وہ جہاں چاہے عدت بسر کر سکتی ہے' اگر وہ اپنے شوہر کے گھر میں عدت بسر نہیں کرنا چاہتی۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) پہلی رائے زیادہ درست ہے۔

شرح

بیوہ کی عدت گاہ:

حدیث باب میں حضرت فریعہ بنت مالک رضی اللہ عنہا کے واقعہ میں بیوہ کی عدت گاہ کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔ ان کا شوہر قتل ہو گیا تو اس نے رہائش کے لیے کوئی مکان نہیں چھوڑا جس میں وہ عدت گزار سکیں۔ وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تاکہ اجازت ملنے پر اپنے آبائی قبیلہ بنو خدرہ میں جا کر عدت گزار سکیں۔ واقعہ کی صورتحال عرض کرنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حکم ہوا کہ تم اپنے گھر میں عدت پوری کرو۔ چنانچہ حسب ارشاد انہوں نے چار مہینے دس دن گھر میں عدت پوری کی۔ اگر بیوہ کو میراث سے کوئی چیز نہ ملی ہو اور نان ونفقہ کی محتاج ہو' تو صبح کے وقت کوئی کام کرنے کے لیے باہر جا سکتی ہے اور رات کے وقت اپنی اقامت گاہ پر آنا ضروری ہے۔ البتہ اگر سسرال والوں کی طرف سے اسے پریشانی لاحق ہو یا مکان گرایا گیا یا تحفظ عصمت وناموس کا مسئلہ درپیش ہو تو ان صورتوں میں بیوہ اپنے والدین کے ہاں یا دوسرے محفوظ مقام پر منتقل ہو کر عدت گزار سکتی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْبُيُوْعِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

خرید وفروخت کے بارے میں' نبی اکرم ﷺ سے منقول (احادیث کا) مجموعہ

ماقبل سے ربط:

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ ''کتاب النکاح'' سے فارغ ہوکراب ''کتاب البیوع'' کا آغاز فرمارہے ہیں۔دونوں کا تعلق معاملات سے ہے'ان میں تقدیم وتاخیر کی وجہ یہ ہے کہ معاملات میں افضل واعلیٰ ''نکاح'' ہے'اس لیے ''نکاح'' کی بحث کو مقدم اور ''بیوع'' کی بحث کومؤخر رکھا گیاہے۔یاتعیم'بعدالتخصیص کے اصول کے تحت تقدیم وتاخیر کی گئی ہے۔

سوال: حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے معاملات کی تفصیلی بحث کا آغاز کرتے ہوئے ''کتاب البیوع'' عنوان قائم کیا ہے۔سوال یہ ہے کہ لفظ ''بیوع'' بیع کی جمع ہے تواس کی جمع لانے کی کیاوجہ ہے؟

جواب: بیع کی متعددانواع واقسام ہیں جس وجہ سے لفظ ''بیوع'' کوواحد کی بجائے جمع استعمال کیا گیا ہے۔مثلاً (1) بیع صحیح (2) بیع باطل (3) بیع غیرصحیح (4) بیع نافذ (5) بیع فاسد (6) بیع غیرنافذ (7) بیع صرف (8) بیع سلم (9) بیع تولیہ (10) بیع مرابحہ (11) بیع موقوف (12) بیع مطلق وغیرہ

سوال: عبادات اوراعمال کے حوالے سے احادیث مبارکہ کثیر ہیں جبکہ معاملات کے بارے میں احادیث مبارکہ قلیل ہیں ؟ اس کی وجہ کیا ہے؟

جواب: طلوع اسلام سے قبل انسان عبادات واعمال کے حوالے سے غفلت کا شکارتھا'اس بارے میں اصلاح کی تفصیلی ضرورت تھی۔مثال کے طورپرنماز کے لیے طہارت شرط ہے لیکن لوگ ''طہارت'' کے تصور سے ناواقف تھے۔ان کی نماز تالیوں اور سیٹیوں پرمشتمل تھی۔اس سلسلے میں ارشادِ ربانی ہے:

وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً ۭ (الانفال:35)

''اوربیت اللہ کے قریب ان کی نماز صرف سیٹیاں اورتالیاں بجاناتھا۔''

ان کے روزہ'زکوٰۃ اورحج کی کیفیت نماز سے مختلف نہیں تھی۔ان کے معاملات جوزمانۂ قدیم سے چلے آرہے تھے'اصلاح طلب ضرورتھے لیکن تفصیل کی ہرگز ضرورت نہیں تھی جومعاملات مکمل حرام تھے۔مثلاً شراب'جوااورسودوغیرہ۔ان سے روکنےاورمنع

کرنے کی ضرورت تھی' جن معاملات میں دھوکہ تھا' ان کی توضیح کی ضرورت تھی۔ اسلام نے ان معاملات کو حرام قرار دیا جبکہ باقی معاملات کو برقرار رکھتے ہوئے ان کے اصلاح طلب پہلوؤں کی وضاحت بھی کر دی۔ اس طرح معاملات کے حوالے سے چند قواعد متعین کرنے کی ضرورت تھی لیکن تفصیلات کی ضرورت نہیں تھی۔ یہی وجہ ہے کہ عبادات و اعمال کے حوالے سے احادیث مبارکہ کثیر اور معاملات کے بارے میں قلیل ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ تَرْكِ الشُّبُهَاتِ

باب 1- مشتبہ چیزوں کو ترک کر دینا

1126 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ اَنْبَاَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ مُجَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متنِ حدیث: اَلْحَلَالُ بَيِّنٌ وَّالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَّبَيْنَ ذٰلِكَ اُمُوْرٌ مُشْتَبِهَاتٌ لَّا يَدْرِيْ كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ اَمِنَ الْحَلَالِ هِيَ اَمْ مِنَ الْحَرَامِ فَمَنْ تَرَكَهَا اسْتِبْرَاءً لِدِيْنِهِ وَعِرْضِهِ فَقَدْ سَلِمَ وَمَنْ وَّاقَعَ شَيْئًا مِّنْهَا يُوْشِكُ اَنْ يُّوَاقِعَ الْحَرَامَ كَمَا اَنَّهُ مَنْ يَّرْعٰى حَوْلَ الْحِمَى يُوْشِكُ اَنْ يُّوَاقِعَهُ اَلَا وَاِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى اَلَا وَاِنَّ حِمَى اللّٰهِ مَحَارِمُهُ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ اَبِيْ زَائِدَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَقَدْ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ

◆◆ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: حلال واضح ہے' اور حرام بھی واضح ہے' اور ان کے درمیان کچھ امور ہیں' جو مشتبہ ہیں' جن کے بارے میں بہت سے لوگ یہ نہیں جانتے کہ کیا وہ حلال سے تعلق رکھتے ہیں یا وہ حرام سے تعلق رکھتے ہیں' جو شخص انہیں ترک کر دے گا' وہ اپنے دین اور عزت کو محفوظ کر لے گا' اور سلامت رہے گا' لیکن جو شخص ان میں سے کسی چیز میں مبتلا ہو گا' تو امکان یہی ہے: وہ حرام میں مبتلا ہو جائے' جیسا کہ جو شخص (سرکاری) چراگاہ کے اردگرد (جانور) چرا رہا ہو' تو اس بات کا امکان موجود ہوتا ہے: وہ (یعنی اس کا جانور) اس میں داخل ہو جائیں' یاد رکھنا! ہر بادشاہ کی مخصوص چراگاہ ہوتی ہے' اور اللہ تعالیٰ کی مخصوص چراگاہ' اس کی حرام کردہ اشیاء ہیں۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

1126- اخرجه البخاری (153/1) كتاب الايمان' باب: فضل من استبراء الدينه' حديث (52) ومسلم (1219/3) كتاب المساقاة' باب: اخذ الحلال وترك الشبهات' حديث (107-1599) وابو داؤد (243/3) كتاب البيوع' باب: في اجتناب الشبهات' حديث (3329) وابن ماجه (1318/2) كتاب الفتن' باب: الوقوف عند الشبهات' حديث (3983) والنسائی (242'241/7) كتاب البيوع' باب: اجتناب الشبهات في الكسب' حديث (4453) والدارمی (245/2) كتاب البيوع' باب: في الحلال بين والحرام بين' واخرجه احمد (270'269/4) والحميدی (408/2) حديث (918) بنحوه' من طريق الشعبي عن النعمان بن بشير فذكره۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ روایت ''حسن صحیح'' ہے۔

کئی راویوں نے اسے شعبی کے حوالے سے' حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

شرح

حدیث باب کی اہمیت:

معاملات کے حوالے سے یہ حدیث باب کلیدی حیثیت کی حامل ہے۔ حضرت امام ابوداؤد رحمہ اللہ تعالیٰ نے معاملات کی ترجمانی اور دین ومذہب کی حفاظت کے لیے پانچ لاکھ احادیثِ مبارکہ سے صرف چار روایات کا انتخاب کیا جو درج ذیل ہیں:

1- انما الاعمال بالنیات ۔

''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔''

2- من حسن اسلام المرء ترکہ مالایعنیه ۔

''آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ فضول باتوں کو ترک کر دیتا ہے۔''

3- لایکون المؤمن مومناحتی یرضی لاخیه مایرضاه لنفسه ۔

''جب تک آدمی اپنے بھائی کے لیے وہی چیز پسند نہیں کرتا جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ وہ مومن نہیں ہو سکتا۔

4- الحلال بین ۔

''جلال امور واضح ہیں۔

روایاتِ بالا میں اجمالی طور پر تمام معاملات بیان کر دیے گئے ہیں۔ البتہ ان کی تفصیلات دوسری احادیثِ مبارکہ اور قواعد فقہاء میں بیان کر دی گئی ہیں۔ ان روایات میں ایک حدیث باب بھی ہے' جس سے معاملات کے حوالہ سے اس کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔

خلاصہ حدیث:

ترکِ شبہات اور معاملات کی اہمیت کے حوالے سے حدیث باب بنیادی حیثیت رکھتی ہے' جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حرمت و حلت کے حوالے سے امور چار قسم کے ہو سکتے ہیں:

(1) جو چیز اقرب الحلال ہو اور اس کی دلیل بھی عیاں ہو' وہ حلال ہے۔

(2) جو چیز اقرب الحرام ہو اور اس کی دلیل بھی واضح ہو' وہ حرام ہے۔

(3) وہ چیز جس کی دلیل حلت وحرمت واضح نہ ہو' وہ مباح ہے۔

(4) جس چیز کی دلیل حلت وحرمت میں تعارض ہو' وہ مشتبہ ہے۔

امورِ مشتبہ سے اجتناب:

امورِ حلال اور حرام اور ان کے احکام کی وضاحت موجود ہے لیکن امور مشتبہ کے احکام علماء تو جانتے ہیں اور عوام ان سے بے

خبر ہیں۔امورِ مشتبہ وہ ہیں جن کی حلت وحرمت واضح نہ ہو'ان کے بارے میں لوگوں کا نقطہ نظر یہ ہے کہ جب تک ان کے عدم جواز کا فتویٰ صادر نہ ہو'تو ان کے کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔البتہ عدم جواز کا فتویٰ آنے کے بعد ان سے اجتناب واحتراز کیا جائے گا' اس نظریہ کی وجہ سے انسان اپنا دین اور آبرو داؤ پر لگا دیتا ہے'جس سے نقصان کے علاوہ کوئی چیز ہاتھ نہیں آتی۔لہٰذا ضروری ہے کہ امورِ مشتبہ سے مکمل طور پر احتراز کیا جائے تا کہ دین ومذہب اور عزت وآبرو کا تحفظ ہو سکے۔

''حمی'' کی تعریف وحکم:

لفظ''حمی'' کا معنیٰ ہے:''چراگاہ''۔زمانہ قدیم میں سلاطین وقت'وزراء'حکماء اور سرداران قوم اپنے جانوروں کے لیے ''چراگاہ'' کا تعین کر لیتے تھے جس میں دوسرے لوگوں کو اپنے جانور چرانے کی ہرگز اجازت نہیں ہوتی تھی۔سلطانِ وقت کے وزیر اور رئیس قوم کے''حمی'' بنانے کا طریقہ کار یہ تھا کہ ایک جہیر الصوت کتا لے کر کسی بلند مقام چڑھتا اور کتے کو بھونکنے کی ترغیب دیتا اور جہاں تک اس کی آواز جاتی زمین کا وہ حصہ اس کا''حمی'' ہوتا تھا۔وہاں اس کے جانور تو چر سکتے تھے لیکن دوسرے شخص کا داخلہ قابلِ گرفت ہوتا تھا۔طلوعِ اسلام کے بعد سلاطین'رؤساء اور حکماء کے لیے''حمی'' کو منع قرار دیا گیا ہے۔چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رسم کو ختم کرتے ہوئے فرمایا:

لاحمیٰ الا للّٰہ ولرسولہ ۔ (کنز العمال'ج:4'ص:383)

''حمی صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے۔''

حدیث باب میں جہاں مشتبہ امور سے احتراز کرنے کا درس دیا گیا ہے وہاں''حمی'' سازی کی رسم سے بھی منع کیا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ اَكْلِ الرِّبَا

باب 2-سود کھانا

1127 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ

متنِ حدیث: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰكِلَ الرِّبَا وَمُؤْكِلَهٗ وَشَاهِدَيْهِ وَكَاتِبَهٗ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَّجَابِرٍ وَّاَبِيْ جُحَيْفَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◄► حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے سود کھانے والے'سود کھلانے والے اور اس کے گواہوں اور اسے تحریر کرنے والے (ان سب) پر لعنت کی ہے۔

127- اخرجه احمد (1/393'394) وابو داؤد (3/244) كتاب البيوع باب: فى اكل الرباء وموكله' حديث (3333) وابن ماجه (2/764) كتاب التجارات' باب: التغليظ فى الرباء' حديث (2277) من طريق سماك بن حرب عن عبد الله بن مسعود عن عبد الله بن مسعود فذكره-

اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ' حضرت علی رضی اللہ عنہ' حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

"ربوا" کا معنی ومفہوم:

لفظ "ربوا" کا لغوی معنیٰ ہے اضافہ وزیادتی۔ اس کا اصطلاحی معنیٰ ہے دوہم جنس چیزوں کا آپس میں تبادلہ کرتے وقت کمی بیشی کرنا۔ اس کمی بیشی کو قرآن وحدیث میں حرام قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

احل الله البيع وحرم الربوا ۔ (البقرہ:175)

"اللہ تعالیٰ نے بیع حلال قرار دی اور سود حرام قرار دیا"۔

سود کا حرام ہونا:

سود اور سودی کاروبار حرام قطعی ہے' اس کے دلائل درج ذیل ہیں:

(1) ارشادِ ربانی ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً (ال عمران:130)

"اے ایمان والو! تم سود کو دوگنا کر کے نہ کھاؤ"۔

(2) اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ (البقرہ:278)

"اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور تم سود چھوڑ دو اگر تم مومن ہو"۔

(3) ارشادِ ربانی ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (البقرہ:279,278)

"اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سود چھوڑ دو اگر تم مومن ہو۔ پس اگر تم نے ایسا نہ کیا تو پس اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اعلانِ جنگ ہے"۔

(4) ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

الربوا موضوع كله' واول ربوا اضعه ربوا العباس بن عبدالمطلب فانه موضوع كله ۔

(سنن ابی داؤد' باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

"سود ختم کیا جاتا ہے اور سب سے قبل میں عباس بن عبدالمطلب کا مکمل سود ختم کرتا ہوں"۔

ان دلائل سے معلوم ہوا کہ سوداورسودی کاروبار کرنا حرام قطعی ہے۔

سودی کاروبار کی مذمت:

جب سود حرام قطعی ہے تو سودی کاروبار بھی قطعی حرام ہے۔ حدیث باب میں سود لینے دینے کی مذمت ووعید بیان کی گئی ہے۔ سود کھانے والے، سود کھلانے والے، اس کے گواہوں اور اس معاملہ کو ضبطِ تحریر میں لانے والے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے۔ سود لینا دینا گناہِ کبیرہ ہے اور اس میں کسی بھی طریقہ سے ملوث آدمی پر لعنت کی گئی ہے۔ اس حدیث میں چار قسم کے لوگوں پر لعنت کی گئی ہے:

(1) سود کھانے والے لوگوں پر

(2) سود کھلانے والے لوگوں پر کیونکہ یہ دونوں سودی معاملہ میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ یہ مجرم بھی بڑے ہیں اور لعنت و عذابِ الٰہی کے حق دار بھی زیادہ ہیں۔

(3) اس معاملہ کے گواہ اور

(4) اس معاملہ کو ضبطِ تحریر میں لانے والے پر بھی لعنت کی گئی ہے۔

پہلے دونوں کی نسبت یہ دونوں کم درجہ کے مجرم ہیں اس لیے ان پر نزولِ لعنت بھی کم درجہ کی ہوتی ہے۔

سودی کاروبار کی مذمت ووعید حدیث باب سے عیاں ہے۔ علاوہ ازیں وعید پر مبنی اس سے بھی اشد حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

الربوا بضع وسبعون شعبة' ادناها كالذي يقع علي امه .

''حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سود کے تہتر درجے ہیں اور اس کا کم درجہ اپنی ماں کے ساتھ زنا کرنے کے برابر ہے۔''

کتاب اللہ سنتِ رسول اور اجماعِ اُمت سے حرمتِ سود ثابت ہونے اور اس کاروبار کی وعید و مذمت روزِ روشن کی طرح عیاں ہونے کے باوجود ماضی قریب میں بعض نام نہاد مفکرین نے آیات واحادیث کی تاویلات کر کے ''سود'' کو جائز وحلال قرار دیا۔ ان کے نظریہ کا شکار ہو کر عوام نے بھی سودی کاروبار شروع کر دیا جو قطعی حرام ہے۔ یہ تمام قصور ان مفکرین کا ہے، جن کے اسماء یہ ہیں:

(1) سعودی عرب میں مفتی رشید رضا (2) ہندوستان میں سرسید احمد خان

(3) پاکستان میں ڈاکٹر فضل الرحمٰن (4) جسٹس قدیر الدین وغیرہ

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّغْلِيْظِ فِي الْكَذِبِ وَالزُّوْرِ وَنَحْوِهِ

باب 3- جھوٹ بولنے، جھوٹی گواہی دینے وغیرہ کی شدید مذمت

1128 سندِحدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ شُعْبَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِي بَكْرِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَبَائِرِ

متن حدیث: قَالَ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَقَوْلُ الزُّوْرِ
فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِي بَكْرَةَ وَاَيْمَنَ بْنِ خُرَيْمٍ وَّابْنِ عُمَرَ
حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: حَدِيْثُ اَنَسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا کبیرہ گناہوں کے بارے میں یہ فرمان نقل کرتے ہیں: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانا' والدین کی نافرمانی کرنا' کسی شخص کو قتل کرنا اور جھوٹی گواہی دینا (کبیرہ گناہوں میں شامل ہیں)

اس بارے میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ' حضرت ایمن بن خریم رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح غریب'' ہے۔

شرح

کبیرہ گناہوں کی مذمت:

گناہ دو قسم کے ہوتے ہیں:

(1) صغائر: یہ وہ گناہ ہیں جو عبادات واعمال کی برکات سے از خود ختم ہو جاتے ہیں۔

(2) کبائر: یہ وہ گناہ ہیں جو اعمالِ صالحہ کے سبب معاف نہیں ہوتے بلکہ ان کی معافی کے لیے توبہ کی ضرورت ہوتی ہے۔

توبہ کا مطلب یہ ہے کہ اپنے گناہ کا اعتراف واقرار کرتے ہوئے' نادم ہو کر بخشش مانگنا اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا اللہ تعالیٰ سے پکا عہد و پیمان کرنا۔ کبائر سینکڑوں کی تعداد میں ہیں' جن پر مستقل کتابیں تصنیف کی گئی ہیں۔ مثلاً ''کتاب الکبائر'' حضرت امام شمس الدین ذہبی کی تصنیف ہے' جس میں انہوں نے اس مسئلہ پر تفصیلی گفتگو کی ہے۔

حدیث باب میں چار کبائر کا ذکر کیا گیا ہے:

(1) اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا: شرک صرف کبیرہ گناہ نہیں ہے بلکہ اکبر الکبائر ہے۔ یہ اتنا بڑا جرم ہے جو کبھی معاف نہیں ہوتا اور یہ گناہ اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرتا بلکہ اس کے مرتکب کو دائمی طور پر عذابِ جہنم دیا جاتا ہے۔ ہر نبی علیہ السلام نے اپنی قوم کو شرک سے بچانے کے لیے توحید باری تعالیٰ کا درس دیا ہے۔

(2) والدین کی نافرمانی: دوسرا کبیرہ گناہ والدین کی نافرمانی کرنا اور انہیں اذیت و تکلیف پہنچانا ہے۔ قرآن وسنت میں والدین کی قدر و منزلت بیان کی گئی ہے۔ ارشادِ ربانی:

فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ○

''تم اپنے والدین کو اُف تک نہ کہو' انہیں ڈانٹو بھی نہیں اور ان سے نرم لہجہ میں گفتگو کرو۔''

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

1128- اخرجه البخاری (309/5) کتاب الشهادات' باب: ما قیل فی شهادة الزور' حدیث (2653) ومسلم (359/1' نووی) کتاب الایمان' باب: بیان الکبائر' واکبرها' حدیث (144-88) والنسائی (88/7) کتاب تحریم الدم' باب: ذکر الکبائر' حدیث (4010) واخرجه احمد (131/3' 134) من طریق شعبة عن عبید الله بن ابی بکر بن انس عن انس فذکره۔

''والدین کوخوش کرنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہو جاتا ہے اور والدین کو ناراض کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے۔''

حقوق اللہ اور حقوقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انسان پر سب سے زیادہ حقوق والدین کے عائد ہوتے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اولاد جتنی بار بھی اپنے والدین کو عقیدت ومحبت کی نظر سے دیکھے گی اللہ تعالیٰ انہیں اتنے حجوں کا ثواب عطا کرے گا۔''

(3) تغلیظ فی الکذب: (سادہ جھوٹ) یعنی وہ خلاف واقع بات ہے جو کبیرہ گناہ ہے۔صداقت ایک نیکی ہے تو اس کے برعکس جھوٹ ایک گناہ ہے۔صداقت سے نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے اور جھوٹ سے گناہوں میں اضافہ ہوتا ہے۔قرآن نے جھوٹوں پرلعنت کی ہے۔چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ۔ ''یعنی جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔''

جھوٹا شخص غیر معتبر وغیر معتمد ہوتا ہے۔

(4) مزین جھوٹ: مزین جھوٹ کا ارتکاب کرنا بھی گناہِ کبیرہ ہے۔سادہ اور مزین جھوٹ میں امتیاز وفرق ہے۔سادہ کذب سو فیصد خلافِ واقع بات کو کہا جاتا ہے اور مزین کذب سو فیصد سے زیادہ خلاف واقع بات کو کہا جاتا ہے۔الغرض سادہ کذب کی نسبت مزین کذب بڑا گناہ ہے۔

حدیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ تاجر صاحب ایمان اور صادق وامین ہونا چاہیے دھوکہ اور کذب بیانی سے مکمل پرہیز کرے تاکہ مالِ تجارت میں برکت واضافہ ہو۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي التُّجَّارِ وَتَسْمِيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيَّاهُمْ

باب 4- تاجروں (کا حکم)، نبی اکرم ﷺ کا انہیں مخصوص نام دینا

1129 سندِحدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ غَرَزَةَ

متنِ حدیث: قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نُسَمَّى السَّمَاسِرَةَ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ اِنَّ الشَّيْطَانَ وَالْاِثْمَ يَحْضُرَانِ الْبَيْعَ فَشُوْبُوْا بَيْعَكُمْ بِالصَّدَقَةِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ وَّرِفَاعَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ غَرَزَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: رَوَاهُ مَنْصُوْرٌ وَّالْاَعْمَشُ وَحَبِيْبُ بْنُ اَبِيْ ثَابِتٍ وَّغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ

1129- اخرجه احمد (6/4) والحميدی (208/1) حديث (438) واخرجه ابو داؤد (242/3) كتاب البيوع باب: في التجارة يخالطها الحلف واللغو' حديث (3326) وابن ماجه (725/2-726) كتاب التجارات' باب: باب التوقي في التجارة' حديث (2145) والنسائي (14/7) كتاب الايمان والنذور' باب: في الحلف والكذب لمن لم يعتقد اليمين بقلبه' حديث (3797) من طريق ابي وائل عن قيس بن ابي غرزة فذكره۔

غَرَزَةَ وَلَا نَعْرِفُ لِقَيْسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَ هٰذَا حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقِ بْنِ سَلَمَةَ وَشَقِيْقٌ هُوَ اَبُوْ وَائِلٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِىْ غَرَزَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ بِمَعْنَاهُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

◄► حضرت قیس بن ابوغرزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے' پہلے ہمارا نام سماسرہ تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تاجروں کے گروہ! بے شک شیطان اور گناہ سودے میں موجود ہوتے ہیں' تو تم اپنے سودے کو صدقے کے ساتھ ملا دیا کرو۔

اس بارے میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ' حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت قیس بن ابوغرزہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

منصور' اعمش' حبیب بن ابوثابت اور دیگر کئی راویوں نے' اسے ابووائل کے حوالے سے' حضرت قیس بن ابوغرزہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

ہمارے علم کے مطابق حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے اس کے علاوہ اور کوئی روایت نقل نہیں کی۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' یہ حدیث ''صحیح'' ہے۔

1130 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِىْ حَمْزَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِيْنُ مَعَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ الثَّوْرِيِّ عَنْ اَبِىْ حَمْزَةَ

توضیح راوی: وَاَبُوْ حَمْزَةَ اسْمُهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَابِرٍ وَّهُوَ شَيْخٌ بَصْرِيٌّ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ اَبِىْ حَمْزَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ

◄► حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: سچا اور امانت دار تاجر (قیامت کے دن) انبیاء' صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے ثوری کی ابوحمزہ سے روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

ابوحمزہ کا نام عبداللہ بن جابر ہے' اور یہ بصرہ کے رہنے والے بزرگ ہیں۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

1131 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ

1130- اخرجه الدارمی (247/2) كتاب البيوع باب: في التاجر الصدوق من طريق ابی حمزة عن الحسن عن ابی سعيد الخدری فذكره-

خُثَيْمٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ عُبَيْدِ ابْنِ رِفَاعَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ

متن حدیث: اَنَّهٗ خَرَجَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْمُصَلّٰى فَرَاَى النَّاسَ يَتَبَايَعُوْنَ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ فَاسْتَجَابُوْا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَفَعُوْا اَعْنَاقَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ اِلَيْهِ فَقَالَ اِنَّ التُّجَّارَ يُبْعَثُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فُجَّارًا اِلَّا مَنِ اتَّقَى اللّٰهَ وَبَرَّ وَصَدَقَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَيُقَالُ اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ رِفَاعَةَ اَيْضًا

◆◆ اسماعیل بن عبید اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں وہ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ عیدگاہ کی طرف روانہ ہوئے تو نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کی خرید و فروخت کرتے ہوئے دیکھا تو آپ نے ارشاد فرمایا: اے تاجروں کے گروہ! وہ لوگ نبی اکرم ﷺ کی طرف متوجہ ہوئے۔ انہوں نے اپنی گردنیں اٹھائیں اور آپ کی طرف دیکھنے لگے آپ نے ارشاد فرمایا: بے شک تاجروں کو قیامت کے دن نافرمان لوگوں کے طور پر زندہ کیا جائے گا ماسوائے اس شخص کے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے نیکی کرے اور سچ بولے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

ایک قول کے مطابق راوی کا نام اسماعیل بن عبیداللہ بن رفاعہ ہے۔

شرح

اچھے الفاظ سے مخاطب کرنا:

کسی کو دلفریب خوب صورت اور دلربا الفاظ سے مخاطب کرنا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ تھا۔ ایک خاتون کا نام عاصیہ تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا تو اس کا یہ نام تبدیل کر کے "جمیلہ" رکھ دیا۔ وہ تاحیات "جمیلہ" نام سے پکاری جاتی تھی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو "ابوہریرہ" (بلی والے) کی کنیت عطا کی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو "ابوتراب" کنیت دی تو دونوں بزرگ اصل ناموں کی بجائے کنیتوں سے زیادہ مشہور ہوئے۔ طلوع اسلام سے قبل خرید و فروخت کا پیشہ اختیار کرنے والے لوگوں کو "سماسرۃ" کے نام سے پکارا جاتا تھا جو لفظ "سمسار" کی جمع ہے اس کا معنی ہے دلال آڑھتی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سماسرہ کی بجائے ان کے لیے پُر وقار لفظ "تجار" (تاجر کی جمع) استعمال فرمایا۔ چنانچہ آپ ان سے بایں الفاظ مخاطب ہوئے۔

یا معشر التجار! ان الشیطن والاثم یحضران البیع فشوبوا بیعکم بالصدقۃ۔

"اے تجار کی جماعت! بے شک شیطان اور گناہ دونوں بیع میں داخل ہوتے ہیں۔ پس تم اپنے کاروبار کو صدقہ کے ساتھ ملاؤ۔"

1131- اخرجه ابن ماجه (726/2) كتاب التجارات باب: التوقي في التجارة حديث (2146) والدارمي (247/2) كتاب البيوع باب: في التجار من طريق اسماعيل بن رفاعة عن ابيه عن جده رفاعة بن رافع به-

صادق وامین تجار کی فضیلت:

تجارت کے دوران عام طور پر لوگ صداقت وامانت داری کو نظر انداز کرتے ہوئے کذب بیانی اور چرب لسانی کا لہجہ اختیار کر لیتے ہیں بلکہ اس سے بھی چار قدم آگے نکل کر قسم اُٹھانے سے بھی باز نہیں آتے جس کے نتیجے میں بیع غلط طریقہ کا رنگ اختیار کر لیتی ہے اور فریق مخالف کو دھوکہ دیا جاتا ہے۔ یہ طریقہ مسلمان کی شایانِ شان ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اس طریقہ کی بیع سے منع کیا گیا ہے تاکہ کوئی شخص کسی بھائی کا مجرم نہ قرار پائے۔ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے صادق وامین تجار کی عظمت وفضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا: انہیں انبیاء صدیقین اور شہداء کے زمرے میں اُٹھایا جائے گا۔

دلالی اور اس کی اُجرت کا شرعی حکم:

فقہی اصطلاح میں کسی چیز کے فروخت کرنے والے کو بائع' خریدنے والے کو مشتری اور دونوں کے درمیان رابطہ کرانے والے کو "دلال" کہا جاتا ہے۔ بیع کے دوران دلالی کرنا جائز ہے اور اس کی اُجرت حاصل کرنا بھی جائز ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے "دلال" کو دلالی کرنے سے منع نہیں فرمایا بلکہ اسے صدقہ وخیرات کرنے کا حکم دیا ہے تاکہ دورانِ "دلالی" غیر دانستہ طور پر کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو اس کا ازالہ بھی ہو جائے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے "دلال" کو "دلالی" کی خدمت انجام دینے سے منع نہیں فرمایا تو یقیناً اس کی اُجرت اور فیس وصول کرنا بھی جائز ثابت ہوا۔

سوال: حدیث باب میں دورانِ بیع صداقت وامانت سے کام لینے والے تجار کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ انہیں قیامت کے دن انبیاء صدیقین اور شہداء کے زمرے میں اُٹھایا جائے گا۔ سوال یہ ہے کہ غیر نبی' نبی' غیر صدیق' صدیق اور غیر شہید' شہید نہیں ہوسکتا تو حدیث باب کا مطلب کیا ہے؟

جواب: اس بات میں کوئی شک نہیں کہ غیر نبی' نبی اور غیر صدیق' صدیق اور غیر شہید شہید نہیں ہوسکتا۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اچھے تاجر میں دو خوبیاں ہونی چاہئیں:

(1) صداقت (2) امانت داری

ان دو اوصاف کے سبب تاجر انبیاء' صدیقین اور شہداء کے ساتھ لاحق ہو جائے گا' اس کی مثالیں ہمیں اسلام میں ملتی ہیں جو ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

(1) ایک دفعہ ایک میدان میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے درمیان "سپہ گری" کا مقابلہ ہو رہا تھا اور اس تقریب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما تھے۔ فریقین نے اپنے لیے ارکان کا انتخاب کر لیا لیکن حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اکیلے بچ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ پر دستِ اقدس رکھتے ہوئے انہیں اپنے پاس بٹھاتے ہوئے فرمایا:

سلمان مناا هل البيت . "سلمان ہمارے اہلِ بیت سے ہیں"۔

ان الفاظ سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی فضیلت تو ثابت ہوتی ہے لیکن اہلِ بیت کی عظمت وشان پر مشتمل آیات و

احادیث کا مصداق ہرگز نہیں ہو سکتے۔

(2) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے طلبِ علم کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

من خرج يطلب العلم فهو في سبيل الله حتى يرجع .

''حصولِ علم کے لیے گھر سے نکلنے والا مجاہد فی سبیل اللہ کی طرح ہوتا ہے حتیٰ کہ وہ گھر واپس آجائے۔''

اس حدیث میں طالبِ علم کو مجاہد فی سبیل اللہ کے ساتھ الحاق کے سبب فضیلت تو حاصل ہو جائے گی لیکن قرآن وحدیث میں بیان کردہ کمالات کا مصداق نہیں ہو سکتا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيمَنْ حَلَفَ عَلٰى سِلْعَةٍ كَاذِبًا

باب 5- جو شخص سودے کے بارے میں جھوٹی قسم اٹھائے

1132 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عَلِىُّ بْنُ مُدْرِكٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا زُرْعَةَ بْنَ عَمْرِو بْنِ جَرِيْرٍ يُحَدِّثُ عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: ثَلَاثَةٌ لَّا يَنْظُرُ اللّٰهُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ قُلْنَا مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَدْ خَابُوْا وَخَسِرُوْا فَقَالَ الْمَنَّانُ وَالْمُسْبِلُ اِزَارَهُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّاَبِىْ هُرَيْرَةَ وَاَبِىْ اُمَامَةَ بْنِ ثَعْلَبَةَ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَّمَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِىْ ذَرٍّ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: تین طرح کے لوگوں کی طرف اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نظرِ رحمت نہیں کرے گا' اور ان کا تزکیہ نہیں کرے گا' اور ان لوگوں کے لیے دردناک عذاب ہوگا' میں نے عرض کی: وہ کون لوگ ہیں؟ یارسول اللہ ﷺ! وہ تو برباد ہوگئے اور خسارے کا شکار ہوگئے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: احسان جتانے والا' تہبند کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا اور جھوٹی قسم اٹھا کر سودا بیچنے والا۔

اس بارے میں حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابوذر سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

1132- اخرجه احمد (148/5'158'168) ومسلم (391-) كتاب الايمان' باب: بيان غلظ تحريم اسبال الازار' والمن بالعطية وتنفيق السلعة بالحلف' حديث (171-106) وابو داؤد (57/4) كتاب اللباس' باب: ما جاء في اسبال الازار' حديث (4087) وابن ماجه (744/2'745) كتاب التجارات' باب: ما جاء في كراهية الايمان في الشراء والبيع' حديث (2208) النسائي (245/7) كتاب البيوع' باب: المنفق سلعته بالحلف الكاذب' حديث (4458) والدارمي (267/2) كتاب البيوع' اليمين الكاذبة' من طريق خرشة بن الحر عن ابي ذر به-

شرح

بیع کے دوران جھوٹی قسم کھانے کی مذمت:

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے بہت سے گناہ گاروں کی بخشش فرمادے گا لیکن تین قسم کے لوگوں کو معاف نہیں فرمائے گا:

(1) منان: منان سے مراد احسان جتانا ہے' نیکی کے بعد اس کا اظہار کرنے اور احسان جتانے سے نیکی ختم ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

لاتبطلوا صدقتکم بالمن والاذی ۔ (البقرہ:264) ''تم ایذاء اور تکلیف کے ذریعے اپنے صدقات کو ضائع نہ کرو۔''

کسی بھی نیکی کرنے کے بعد احسان جتانے سے اس کا اجر وثواب کالعدم ہو جاتا ہے تو ایسا شخص اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور بخشش سے محروم ہو جاتا ہے۔

(2) متکبر: دوسرا شخص جس کی قیامت کے دن بخشش نہیں ہوگی' وہ متکبر ہے۔ متکبر سے مراد ہے کہ دوسروں کو حقیر تصور کرنا اور خود کو بڑا خیال کرنا۔ یہ وصف اللہ تعالیٰ کا ہو سکتا ہے اور اگر یہ وصف بندے میں آئے تو عیب تصور ہوگا۔ متکبر شخص کی علامات یہ ہیں:

اپنی شلوار یا تہبند یا پاجامہ ٹخنوں کے نیچے لٹکانا' اپنی طاقت سے زیادہ قیمتی کپڑے استعمال کرنا' حد سے زیادہ طویل دستار باندھنا یا زیادہ لمبی ٹوپی اپنے سر پر رکھنا وغیرہ۔

(3) جھوٹی قسم کھانے والا: تیسرا شخص جو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم' نظرِ رحمت اور بخشش سے محروم رہے گا' وہ جو دورانِ خرید وفروخت جھوٹی قسم کھاتا ہے۔ وہ اپنی قسم کے ذریعے دوسرے کو دھوکہ دے کر اپنی آمدنی میں اضافہ کرتا ہے۔ یہ کمائی اس کے لیے حرام ہے۔ قیامت کے دن وہ اللہ تعالیٰ کی نظرِ رحمت اور بخشش سے محروم رہے گا۔ عصرِ حاضر میں یہ ناسور عام ہے جو جہالت اور بے عملی کا نتیجہ ہے۔ دنیوی مفادات کی خاطر جھوٹی قسم کھانا حرام وجرم ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مرض سے ہمیں محفوظ فرمائے۔ آمین!

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّبْكِيْرِ بِالتِّجَارَةِ

باب 6: تجارت کے لیے صبح جلدی جانا

1133 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الدَّوْرَقِيُّ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عَطَاءٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ حَدِيْدٍ عَنْ صَخْرٍ الْغَامِدِيِّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِاُمَّتِيْ فِيْ بُكُوْرِهَا قَالَ وَكَانَ اِذَا بَعَثَ سَرِيَّةً اَوْ جَيْشًا بَعَثَهُمْ اَوَّلَ النَّهَارِ وَكَانَ

1133- اخرجه احمد (390/4،431،417/3) وابو داؤد (35/3) كتاب الجهاد' باب: في الابتكار في السفر' حديث (2606) وابن ماجه (752/2) كتاب التجارات' باب: ما يرجى من البركة في البكور' حديث (2236) من طريق هشيم عن يعلى بن عطاء عن عمارة بن حديد عن صخر الغامدي به' واخرجه احمد (384/4،416/3) وعبد بن حميد ص (160) حديث (432) والدارمي (214/2) كتاب السير' باب: بارك لامتي في بكورها' من طريق شعبة عن يعلى بن عطاء عن عمارة بن حديد عن صخر الغامدي فذكره۔

صَخْرٌ رَجُلًا تَاجِرًا وَّكَانَ اِذَا بَعَثَ تِجَارَةً بَعَثَهُمْ اَوَّلَ النَّهَارِ فَاَثْرٰى وَكَثُرَ مَالُهُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَّابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّبُرَيْدَةَ وَاَنَسٍ وَّابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّجَابِرٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ صَخْرٍ الْغَامِدِيِّ حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَّلَا نَعْرِفُ لِصَخْرٍ الْغَامِدِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَقَدْ رَوٰى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يَّعْلَى بْنِ عَطَاءٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ

◆◆ حضرت صخر غامدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اے اللہ! میری اُمت کے صبح کے کاموں میں برکت عطا فرما۔

راوی بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ جب کوئی چھوٹی یا بڑی مہم روانہ کرتے تھے' تو آپ دن کے ابتدائی حصے میں انہیں بھیجا کرتے تھے۔

حضرت صخر غامدی رضی اللہ عنہ ایک تاجر تھے' جب وہ تجارتی قافلہ بھیجتے تھے' تو دن کے ابتدائی حصے میں بھیجا کرتے رہے' تو وہ خوشحال ہو گئے اور ان کا مال زیادہ ہو گیا۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ' حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ' حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ' حضرت انس رضی اللہ عنہ' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

امام ترمذی فرماتے ہیں: حضرت صخر غامدی سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔ ہمارے علم کے مطابق حضرت صخر غامدی کے حوالے سے صرف یہی روایت منقول ہے۔ سفیان ثوری نے شعبہ کے حوالے سے یعلیٰ بن عطاء سے اسے نقل کیا ہے۔

شرح

اوقاتِ کار کی اصلاح:

ہمارے معاشرے میں لوگ رات کو کاروبار کرتے ہیں اور دن کے وقت محوخواب ہوتے ہیں۔ بالخصوص دن کے اوّل وقت میں ایسا نظام کار اور نظامِ اوقات کار غیر شرعی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رات آرام کرنے کے لیے بنائی اور دن کاروبار کرنے کے لیے بنایا ہے۔ حدیث باب میں دن کے وقت کام کرنے بالخصوص دن کے اوّل حصہ میں کام کرنے کی ترغیب دی گئی ہے' کیونکہ یہ وقت بابرکت' باعثِ رحمت اور وسعتِ رزق کا سبب ہے۔ اس وقت میں سونا تنگیِ رزق کا باعث ہے۔ چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يوم الصبحة يمنع الرزق . (الترغیب والترہیب' جلد ثانی' ص:530)

''صبح کے وقت سونا رزق کی تنگی کا سبب ہے۔''

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم دن کے اوّل حصہ میں کام کرتے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کے لیے دن کے اوّل حصہ میں (صبح سویرے) لشکر روانہ فرماتے تھے۔ مشہور صحابی حضرت صخر غامدی رضی اللہ عنہ کوفہ کے باشندے اور تاجر تھے' وہ اپنے نوکروں اور خادموں کو صبح سویرے بازار اور منڈی میں روانہ کر دیتے تھے۔ اس نظام الاوقات کی برکت سے قلیل عرصہ میں وہ بہت بڑے تاجر بن گئے اور ان کی دولت میں اضافہ بھی ہو گیا تھا۔ کاش! آج اسلامی ممالک اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے اصولوں کی

روشنی میں نظامِ اوقات کا وضع کریں' بین الاقوامی سطح پر اس کو متعارف کرائیں اور اس پر عمل پیرا ہوں تاکہ ملتِ اسلامیہ معاشی طور پر خوش حال ہو سکے۔ نبوی نظام الاوقات عیوب و نقائص سے پاک اور مفید و نافع ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي الشِّرَاءِ اِلٰى اَجَلٍ

باب 7- مخصوص مدت تک ادھار کا سودا کرنے کی اجازت

1134 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ اَخْبَرَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ اَخْبَرَنَا عُمَارَةُ بْنُ اَبِيْ حَفْصَةَ اَخْبَرَنَا عِكْرِمَةُ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

متنِ حدیث: كَانَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَوْبَانِ قِطْرِيَّانِ غَلِيْظَانِ فَكَانَ اِذَا قَعَدَ فَعَرِقَ ثَقُلَا عَلَيْهِ فَقَدِمَ بَزٌّ مِّنَ الشَّامِ لِفُلَانِ الْيَهُوْدِيِّ فَقُلْتُ لَوْ بَعَثْتَ اِلَيْهِ فَاشْتَرَيْتَ مِنْهُ ثَوْبَيْنِ اِلَى الْمَيْسَرَةِ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُ مَا يُرِيْدُ اِنَّمَا يُرِيْدُ اَنْ يَّذْهَبَ بِمَالِي اَوْ بِدَرَاهِمِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَبَ قَدْ عَلِمَ اَنِّيْ مِنْ اَتْقَاهُمْ لِلّٰهِ وَآدَاهُمْ لِلْاَمَانَةِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّاَنَسٍ وَّاَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَآئِشَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ

وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ اَيْضًا عَنْ عُمَارَةَ بْنِ اَبِيْ حَفْصَةَ

قَالَ: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ فِرَاسٍ الْبَصْرِيَّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا دَاوُدَ الطَّيَالِسِيَّ يَقُوْلُ سُئِلَ شُعْبَةُ يَوْمًا عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَقَالَ لَسْتُ اُحَدِّثُكُمْ حَتّٰى تَقُوْمُوْا اِلٰى حَرَمِيِّ بْنِ عُمَارَةَ بْنِ اَبِيْ حَفْصَةَ فَتُقَبِّلُوْا رَاْسَهُ قَالَ وَحَرَمِيٌّ فِي الْقَوْمِ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: اَيْ اِعْجَابًا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ کے ڈوبنے ہوئے موٹے قطری کپڑے تھے' جب آپ انہیں پہن کر تشریف فرما ہوتے' تو آپ کو پسینہ آجاتا یہ بات آپ کو بہت ناگوار گزرتی تھی' ایک مرتبہ شام سے فلاں یہودی شخص کا کپڑا آیا میں نے کہا: اگر آپ اسے پیغام بھیج کر اس سے دو کپڑے خرید لیں' جو مخصوص مدت کی ادائیگی تک ادھار ہوں گے (تو یہ مناسب ہو گا) نبی اکرم ﷺ نے اس شخص کو پیغام بھجوایا' تو وہ بولا: مجھے پتہ ہے' جو وہ چاہتے ہیں' وہ یہ چاہتے ہیں: میرے مال اور میرے درہم پر قبضہ کر لیں' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس نے جھوٹ کہا ہے۔ وہ یہ جانتا ہے: میں ان سب کے مقابلے میں زیادہ پرہیزگار ہوں اور سب سے زیادہ امانت کو ادا کرنے والا ہوں۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت انس رضی اللہ عنہ' حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے احادیث منقول ہیں۔

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ''حسن غریب صحیح'' ہے۔

1134- اخرجه احمد (147/6) والنسائی (294/7) كتاب البيوع باب: البيع الى الاجل المعلوم حديث (4628)

شعبہ نے اس روایت کو عمارہ بن حفصہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں: میں نے محمد بن فراس بصری کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: وہ فرماتے ہیں: میں نے ابوداؤد طیالسی کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: ایک دن شعبہ سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا گیا: تو انہوں نے فرمایا: میں نے تمہیں حدیث اس وقت تک نہیں سنائی جب تک تم لوگ اٹھ کر حرمی بن عمارہ کے لیے کھڑے نہیں ہوتے اور ان کے سر کو بوسہ نہیں دیتے۔ راوی بیان کرتے ہیں: حرمی اس وقت حاضرین میں موجود تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان کی مراد اس حدیث کے بارے میں پسندیدگی کا اظہار کرنا تھا۔

1135 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ وَّعُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

متنِ حدیث: تُوُفِّیَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِرْعُهٗ مَرْهُوْنَةٌ بِعِشْرِيْنَ صَاعًا مِّنْ طَعَامٍ اَخَذَهٗ لِاَهْلِهٖ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ کا وصال ہوا' تو آپ کی زرہ بیس صاع اناج کے عوض میں رہن رکھی ہوئی تھی' جو اناج آپ نے اپنے گھر والوں کے لیے لیا تھا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

1136 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتُوَائِیِّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ ح قَالَ مُحَمَّدٌ وَّحَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ

متنِ حدیث: مَشَيْتُ اِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخُبْزِ شَعِيْرٍ وَّاِهَالَةٍ سَنِخَةٍ وَّلَقَدْ رُهِنَ لَهٗ دِرْعٌ عِنْدَ يَهُوْدِیٍّ بِعِشْرِيْنَ صَاعًا مِّنْ طَعَامٍ اَخَذَهٗ لِاَهْلِهٖ وَلَقَدْ سَمِعْتُهٗ ذَاتَ يَوْمٍ يَّقُوْلُ مَا اَمْسٰى فِیْ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاعُ تَمْرٍ وَّلَا صَاعُ حَبٍّ وَّاِنَّ عِنْدَهٗ يَوْمَئِذٍ لَّتِسْعَ نِسْوَةٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں جو کی روٹی اور باسی چربی لے کر حاضر ہوا آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس بیس صاع اناج کے عوض میں رہن رکھی ہوئی تھی' جس اناج کو آپ نے اپنی ازواج کے لیے حاصل کیا تھا' ایک دن میں نے آپ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: شام کے وقت محمد کے گھر والوں کے پاس کھجور کا ایک صاع بھی نہیں تھا' اور اناج کا ایک صاع بھی نہیں تھا۔

1135– اخرجه احمد (361'236/1) وابن ماجه (815/2) كتاب الرهون' باب: حدثنا ابو بكر بن ابی شيبة' حديث (2439) والنسائی (303/7) كتاب البيوع' باب: مبايعة اهل الكتاب' حديث (4651) والدارمی (260'259/2) كتاب البيوع' باب: الرهن' واخرجه عبد بن حميد ص (201) حديث (581) من طريق هشام بن حسان عن عكرمة عن ابن عباس به-

1136– اخرجه البخاری (354/4) كتاب البيوع' باب: شراء النبی صلی الله عليه وسلم بالنسيئة حديث (2069) وابن ماجه (815/2) كتاب الرهون' باب: حدثنا ابو بكر بن ابی شيبة' حديث (2437) واخرجه احمد (232'208'133/3) من طريق هشام الدستوائی عن قتادة عن انس فذكره-

راوی بیان کرتے ہیں: اس وقت نبی اکرم ﷺ کی 9 ازواج تھیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

خرید وفروخت میں ادھار کا جواز:

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک باب کے ذیل میں تین احادیثِ مبارکہ تخریج فرمائی ہیں جن میں یہ مسئلہ بیان کیا ہے کہ بیع معجل اور بیع مؤجل دونوں جائز ہیں۔ بالفاظِ دیگر بیع نقد جائز ہے اور بیع ادھار بھی جائز ہے۔ بیع مؤجل کی صورت میں ثمن کا اضافہ بھی جائز ہے۔ مثلاً نقد میں کتاب بیس روپے میں جبکہ ادھار میں وہی کتاب پچیس روپے میں جائز ہے۔ ادھار کی صورت میں وقت وتاریخ کا تعین ضروری ہے تاکہ فریقین کو اس معاملہ میں کوئی پریشانی نہ ہو۔ تاریخ مقررہ سے قبل بائع' ثمن کا مطالبہ کرنے کا مجاز نہیں ہے۔ تاریخ آنے پر وہ ثمن کا مطالبہ کر سکتا ہے لیکن مزید مہلت وچشم پوشی احسان کے زمرے میں آئے گی۔

سوال: حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بایں الفاظ عنوان قائم کیا ہے:

باب ماجاء فی الرخصة فی الشراء الی اجل۔

اس کے ذیل میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت نقل فرمائی ہے۔ عنوان سے ثابت ہوتا ہے کہ بیع مؤجل میں ثمن کی ادائیگی کے لیے وقت متعین ہوتا ہے اور اگر وقت یا تاریخ متعین نہ ہوگی تو بیع درست نہیں ہوگی۔ سوال یہ ہے کہ روایت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں ثمن کی ادائیگی کے لیے لفظ "میسرہ" استعمال کیا گیا ہے' جس کا مطلب ہے کو جونہی ثمن کا انتظام ہوگا' تو ادا کر دیا جائے گا' اس طرح وقت یا تاریخ مقرر نہ ہوئی تو بیع بھی جائز نہیں ہونی چاہیے؟

جواب: اس سوال کے کئی جوابات ہیں:

(1) اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بطورِ مشورہ عرض کرتے ہوئے لفظ "میسرہ" استعمال کیا ہو مگر جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی سے معاملہ بیع طے کیا تو ثمن کی ادائیگی کا وقت مقرر فرما دیا ہو۔

(2) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع مؤجل نہیں بلکہ بیع معجل کی ہو' جس طرح مشتری دورانِ بیع بائع سے کہہ دے کر اب اچانک میرے پاس رقم نہیں ہے بعد میں دے دوں گا یا بائع خود کہہ دے کہ فلاں چیز لے جاؤ تو ثمن کی ادائیگی بعد میں ہو جائے گی۔ ایسے فقرات کے استعمال سے بیع معجل ہوگی اور جائز بھی ہوگی۔

رہن رکھنے کا جواز:

دوسری اور تیسری حدیث باب سے کسی کے ہاں کوئی چیز بطورِ رہن رکھنے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت آپ کی ذرہ بیس صاع غلہ کے عوض ایک یہودی کے ہاں رہن رکھی گئی تھی اور یہ غلہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے لیے حاصل کیا گیا تھا۔ (سنن ابن ماجہ ابواب الرہون)

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كِتَابَةِ الشُّرُوْطِ

باب 8: شرائط کوتحریر کرنا

1137 سندِحدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ اَخْبَرَنَا عَبَّادُ بْنُ لَيْثٍ صَاحِبُ الْكَرَابِيسِيِّ الْبَصْرِيُّ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَجِيْدِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ

متنِ حدیث: قَالَ لِيَ الْعَدَّاءُ بْنُ خَالِدِ بْنِ هَوْذَةَ اَلَا اُقْرِئُكَ كِتَابًا كَتَبَهُ لِي رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلْتُ بَلٰى فَاَخْرَجَ لِي كِتَابًا هٰذَا مَا اشْتَرَى الْعَدَّاءُ بْنُ خَالِدِ بْنِ هَوْذَةَ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرٰى مِنْهُ عَبْدًا اَوْ اَمَةً لَّا دَاءَ وَلَا غَائِلَةَ وَلَا خِبْثَةَ بَيْعَ الْمُسْلِمِ الْمُسْلِمَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَبَّادِ ابْنِ لَيْثٍ وَّقَدْ رَوٰى عَنْهُ هٰذَا الْحَدِيْثَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِ الْحَدِيْثِ

◈ عبدالمجید بن وہب بیان کرتے ہیں: حضرت عداء بن خالد نے مجھ سے کہا: کیا میں تمہارے سامنے وہ تحریر پڑھ کر سناؤں جو نبی اکرم ﷺ نے مجھے بھیجی تھی۔ راوی کہتے ہیں: میں نے جواب دیا: جی ہاں۔ انہوں نے ایک تحریر نکال کر دکھائی (جس میں یہ تحریر تھا) یہ وہ چیز ہے' جسے عداء بن خالد بن حوزہ نے اللہ تعالیٰ کے رسول حضرت محمد ﷺ سے خریدا ہے' اس نے حضرت محمد ﷺ سے ایک غلام (راوی کو شک ہے) یا شاید ایک کنیز خریدی ہے۔ جس میں کوئی بیماری نہیں ہے اور سودے میں کوئی دھوکہ نہیں دیا گیا' اور مسلمان کے سودے میں کوئی خرابی نہیں ہوتی۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔ ہم اسے صرف عباس بن لیث نامی راوی کی روایت کے طور پر جانتے ہیں۔ کئی محدثین نے ان کے حوالے سے اس روایت کو نقل کیا ہے۔

شرح

معاملہ بیع یا ادھار کو لکھنے کا حکم:

کوئی بھی معاملہ ہو خواہ بیع وشراء کا یا اُدھار لینے دینے کا تو شریعت نے اسے لکھ لینے کا حکم دیا ہے تا کہ فریقین کے مابین دھوکہ یا تنازع کی صورت پیدا نہ ہو جائے۔ اس سلسلے میں ارشادِ ربانی ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ؕ (البقرہ:282)

''اے ایمان والو! جب تم کوئی کسی وقتِ مقررہ تک لینے دینے کا معاملہ کرو تو اسے لکھ لیا کرو۔''

معلوم ہوا کہ کوئی بھی معاملہ ہو اسے تحریر میں لانا چاہیے کیونکہ زبانی کلامی معاملہ ذہن سے محو بھی ہو سکتا ہے جو فریقین کے مابین دھوکہ' نقصان یا تنازع کا موجب بھی بن سکتا ہے۔

1137- اخرجه البخاری تعلیقاً (362/4) كتاب البيوع' باب: اذا بين البيعان ولم يكتما' ونصحا' وابن ماجه (756) كتاب التجارات' باب: شراء الرقيق' حديث (2251) من طريق عبد المجيد بن وهب عن العداء بن خالد بن هوذة فذكره-

سوال: حدیث پاک کی روشنی میں یہ سوال ہوسکتا ہے کہ کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد کسی چیز کی خرید وفروخت کا معاملہ کیا تھا یا کہ نہیں؟

جواب: حدیث باب کا نظرِ عمیق سے مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد غلام فروخت کیا تھا جو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے خریدا تھا۔

فائدہ: اگر مشتری کو یقین ہو یا ظنِ غالب ہو کہ مال حرام ہے یا چوری کا ہے یا مال مغصوبہ ہے تو اس کا خریدنا حرام ہے۔ حرام مال سے زکوٰۃ ادا کرنا یا صدقہ وخیرات کرنا یا اس سے حج وعمرہ ادا کرنا منع ہے کیونکہ وہ ناقابلِ قبول ہوگا۔ یہ ضابطہ ہے جس عمل کی بنیاد حرام پر ہو وہ کالعدم ہوتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی الْمِکْیَالِ وَالْمِیْزَانِ

باب 9- ماپنے اور وزن کرنے کے لیے

1138 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ یَعْقُوْبَ الطَّالَقَانِیُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ الْوَاسِطِیُّ عَنْ حُسَیْنِ بْنِ قَیْسٍ عَنْ عِکْرِمَۃَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لِاَصْحَابِ الْمِکْیَالِ وَالْمِیْزَانِ اِنَّکُمْ قَدْ وُلِّیتُمْ اَمْرَیْنِ هَلَکَتْ فِیْہِ الْاُمَمُ السَّالِفَۃُ قَبْلَکُمْ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ لَّا نَعْرِفُہٗ مَرْفُوْعًا اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ حُسَیْنِ بْنِ قَیْسٍ

توضیحِ راوی: وَحُسَیْنُ بْنُ قَیْسٍ یُضَعَّفُ فِی الْحَدِیْثِ وَقَدْ رُوِیَ هٰذَا بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَوْقُوْفًا

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ماپنے والوں اور وزن کرنے والوں سے ارشاد فرمایا: تم لوگ دو ایسے کاموں کے نگران ہو جن کی وجہ سے سابقہ امتیں جو تم سے پہلے تھیں ہلاک ہوگئیں۔

ہم اس حدیث کو "مرفوع" روایت ہونے کے طور پر صرف حسین بن قیس کی روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

حسین بن قیس کو علم حدیث میں ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

یہی روایت صحیح اسناد کے ہمراہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے "موقوف" روایت کے طور پر منقول ہے۔

شرح

ناپ اور تول کرنے والے لوگوں کی اصلاح:

اشیاء کی خرید وفروخت ناپ اور تول دونوں طریقوں سے کی جاسکتی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری دور میں اکثر اشیاء ناپ کر فروخت کی جاتی تھیں اور عصرِ حاضر میں اکثر اشیاء تول کر فروخت کی جاتی ہیں۔ دونوں طریقوں سے اشیاء کی بیع جائز ہے۔ البتہ بازار یا آڑھت میں کچھ لوگوں کا کام ہی ناپ اور تول ہوتا ہے جو ناپ کر یا تول کر بائع کی چیز مشتری کے حوالے کرتے ہیں اور اپنی مزدوری لے لیتے ہیں۔ حدیث باب میں ناپ تول کرنے والے لوگوں کی اصلاح کی گئی ہے تاکہ

معاملہ بیع میں کمی یا زیادتی نہ ہو۔ ایک دفعہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بازار تشریف لے گئے اور لوگوں کو تیز رفتاری سے خرید وفروخت کرتے ہوئے دیکھا تو ناپ تول کرنے والے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''تم ایسے امور پر تعینات ہو جن کی وجہ سے سابقہ لوگ ہلاک ہو گئے۔'' مطلب یہ ہے کہ تم لوگ اپنی ذمہ داری نہایت احتیاط' امانت داری اور کمی وبیشی کے بغیر پوری کرو کیونکہ اس معاملہ میں کوتاہی ہلاکت کا سامان بھی بن سکتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دراصل قومِ شعیب علیہ السلام کی طرف اشارہ فرمایا۔ ان لوگوں میں بیع کے دوران کمی زیادتی کرنے کا عام رواج تھا جس کے نتیجے میں وہ عذابِ الٰہی کا شکار ہو کر ہلاک ہو گئے۔ اس سلسلے میں ارشادِ ربانی ہے:

فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ (الشعراء:189)

''تو ان لوگوں نے احکامِ الٰہی کو نظر انداز کر دیا تھا جس وجہ سے وہ عذابِ الٰہی کا شکار ہو گئے۔''

لہٰذا تم میں یہ نقص وعیب نہیں ہونا چاہیے۔

افسوس! صد افسوس! جس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم کلمہ پڑھتے ہیں' ان کی اصلاحی بات کو نظر انداز کر کے عام طور پر ہم ناپ تول میں کمی کر کے معاملہ کرتے ہیں جس کے نتیجے میں ہم مخلوق کے مجرم بننے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی کر کے اللہ تعالیٰ اور رسولِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی مجرم قرار پاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے اور ہمیں ایسے گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ بَيْعِ مَنْ يَّزِيْدُ

باب 10- جو شخص زیادہ (ادائیگی کرے) اسے فروخت کرنا

1139 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ شُمَيْطِ بْنِ عَجْلَانَ حَدَّثَنَا الْاَخْضَرُ بْنُ عَجْلَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ الْحَنَفِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَاعَ حِلْسًا وَّقَدَحًا وَّقَالَ مَنْ يَّشْتَرِيْ هٰذَا الْحِلْسَ وَالْقَدَحَ فَقَالَ رَجُلٌ اَخَذْتُهُمَا بِدِرْهَمٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّزِيْدُ عَلٰى دِرْهَمٍ مَنْ يَّزِيْدُ عَلٰى دِرْهَمٍ فَاَعْطَاهُ رَجُلٌ دِرْهَمَيْنِ فَبَاعَهُمَا مِنْهُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ لَّا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ الْاَخْضَرِ بْنِ عَجْلَانَ

توضیحِ راوی: وَعَبْدُ اللّٰهِ الْحَنَفِيُّ الَّذِيْ رَوٰى عَنْ اَنَسٍ هُوَ اَبُوْ بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ لَمْ يَرَوْا بَاْسًا بِبَيْعِ مَنْ يَّزِيْدُ فِي الْغَنَائِمِ وَالْمَوَارِيْثِ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ كِبَارِ النَّاسِ عَنِ الْاَخْضَرِ بْنِ عَجْلَانَ

1139- اخرجه ابن ماجه (740/2) كتاب التجارات' باب: بيع المزايدة' حديث (2198) والنسائي (259/7) كتاب البيوع' باب: البيع فيمن يزيد' حديث (4508) من طريق الاخضر بن عجلان عن عبد الله الحنفي عن انس بن مالك فذكره-

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک چادر اور ایک پیالہ بیچنے کا ارادہ کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: اس چادر اور اس پیالے کو کون خریدے گا؟ ایک شخص نے عرض کی: میں ان دونوں کو ایک درہم کے عوض میں خریدتا ہوں۔

نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: ایک درہم سے زیادہ کون ادائیگی کرے گا؟ ایک درہم سے زیادہ کون ادائیگی کرے گا؟ تو ایک شخص نے آپ کو دو درہم دیے تو نبی اکرم ﷺ نے اسے وہ دونوں چیزیں فروخت کر دیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

ہم اس روایت کو صرف اخضر بن عجلان نامی راوی کی روایت کے طور پر جانتے ہیں اور عبداللہ بن حنفی کی روایت کے طور پر جانتے ہیں، جنہوں نے اسے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ یہ صاحب ابوبکر حنفی ہے۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک اس روایت پر عمل کیا جاتا ہے۔ ان حضرات کے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں ہے: مالِ غنیمت یا وراثت کے مال کو نیلام کے ذریعے فروخت کیا جائے۔

معتمر بن سلیمان اور دیگر محدثین نے اس روایت کو اخضر بن عجلان کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

شرح

کسی چیز کو نیلام کرنے کا جواز:

شرعی نقطہ نظر سے کوئی چیز نیلام کرنا جائز ہے۔ حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حدیث باب میں تفصیلی واقعہ کا خلاصہ نقل کیا ہے اس اجمال کی تفصیل یا اصل تفصیلی واقعہ یوں ہے، ایک انصاری صحابی سائل کی حیثیت سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نوازنے کے لیے کوئی چیز نہیں تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصاری صحابی سے دریافت فرمایا: "کیا تیرے پاس کوئی چیز ہے؟" عرض کیا: "یارسول اللہ! ایک ٹاٹ اور ایک پیالہ ہے۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دونوں چیزیں میرے پاس لے آؤ۔" اس نے تعمیل حکم کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضوان اللہ علیہم سے مخاطب ہو کر فرمایا: "یہ دونوں چیزیں کون خریدے گا؟" ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "یارسول اللہ! یہ دونوں چیزیں ایک درہم کے عوض میں خریدوں گا۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "آپ لوگوں میں سے کوئی اس سے زائد رقم میں بھی خرید سکتا ہے؟" ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "یارسول اللہ! میں دو درہم میں یہ دونوں چیزیں خریدتا ہوں۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں چیزیں اس کے حوالے کیں اور دو درہم لے کر مالک کو عنایت فرما دیے اور اس سے فرمایا: "تم ایک درہم کا اناج خرید کر اپنے اہلِ خانہ کو پیش کرو اور ایک درہم کی کلہاڑی خرید کر میرے پاس لے آؤ۔" وہ صحابی رضی اللہ عنہ کلہاڑی خرید کر حاضرِ خدمت ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ اقدس سے اس میں دستہ لگایا اور فرمایا: "تم پندرہ دن تک جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر بازار میں فروخت کرو۔" وہ پندرہ ایام تک یہ کام کرتا رہا۔ پندرہ دن کے بعد حاضرِ خدمت ہوا تو اس وقت دس درہم اس نے جمع کر لیے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: "بتاؤ! یہ تمہارے لیے بہتر ہے یا کہ قیامت کے دن اس حالت میں آؤ کہ تمہارے چہرے پر لوگوں سے سوال کرنے کی وجہ سے زخم ہوں؟" (سنن ابی داؤد، جلد اوّل، ص: 232)

نیلامی میں بولی دینے کے جواز وعدم جواز میں مذاہب آئمہ:

کیا نیلامی میں بولی دینا جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

(1) حضرت امام اوزاعی اور علامہ اسحاق کا مؤقف ہے کہ بولی دنیا جائز ہے۔ یہ بولی صرف مالِ غنیمت اور مالِ وراثت میں جائز ہے، جبکہ دیگر اموال میں درست نہیں ہے۔

نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یبیع احد علی بیع احد حتی یذر الا الغنائم والموارایث۔
(صحیح ابن خزیمہ)

''حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کی بیع پر بیع کرنے سے منع فرمایا ہے یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دے سوائے مالِ غنیمت اور مالِ وراثت کے۔''

(2) حضرت امام نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بولی دینا مطلقاً مکروہ ہے۔ انہوں نے حضرت سفیانی بن وہب رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے:

سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ینھی عن المزایدۃ۔ (مسند بزاز)

''حضرت سفیانی رضی اللہ عنہ نے کہا: ''میں نے حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ قیمت لگانے (بولی دینے) سے منع کرتے ہوئے سنا۔''

(3) حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک بولی لگانا بلا کراہت جائز ہے۔ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت یعنی حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔

جمہور کی طرف سے حضرت امام اوزاعی اور علامہ اسحاق کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ یہ ممانعت تو اس وقت ہے، جب پہلی بیع کا ایجاب وقبول بالکل قریب ہو جبکہ ''بیع من یزید'' میں بھاؤ لگانے کا ابھی آغاز ہوتا ہے اور ایجاب وقبول نہیں ہوتا۔ اس طرح اس روایت سے ''بیع من یزید'' کی ممانعت ہرگز ثابت نہیں ہوتی۔

حضرت امام نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے:

1- اس روایت کی سند میں ایک راوی ''ابن لھیعہ'' ضعیف ہے، جس وجہ سے اس حدیث سے استدلال بھی درست نہیں۔

2- اس روایت سے بیع بخش کی ممانت ثابت ہوتی ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ دُکان دار خود ایک شخص کو دُکان کے قریب کھڑا کردے اور جب کوئی گاہک آئے تو یہ بھی اس کے ساتھ آجائے۔ گاہک جب کوئی چیز خریدنے لگے تو یہ اس کی قیمت بڑھا کر دینے کا اعلان کرے جبکہ اس کا دلی ارادہ چیز خریدنے کا نہ ہو بلکہ قیمت بڑھانا مقصود ہو۔ ''بیع من یزید'' کا اس کے ساتھ تعلق نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ بَيْعِ الْمُدَبَّرِ

باب 11- مدبر غلام کوفروخت کرنا

1140 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرٍ

متن حدیث: اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ دَبَّرَ غُلَامًا لَـهُ فَمَاتَ وَلَمْ يَتْرُكْ مَالًا غَيْرَهُ فَبَاعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ النَّحَّامِ قَالَ جَابِرٌ عَبْدًا قِبْطِيًّا مَاتَ عَامَ الْاَوَّلِ فِيْ اِمَارَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَرُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ لَمْ يَرَوْا بِبَيْعِ الْمُدَبَّرِ بَاْسًا وَّهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَكَرِهَ قَوْمٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ بَيْعَ الْمُدَبَّرِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَمَالِكٍ وَّالْاَوْزَاعِيِّ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انصار سے تعلق رکھنے والے ایک شخص نے اپنے غلام کو مدبر کر لیا' پھر وہ فوت ہو گیا' اس نے اس غلام کے علاوہ کوئی مال نہیں چھوڑا' تو نبی اکرم ﷺ نے اس غلام کو فروخت کر دیا۔ حضرت نعیم بن نحام رضی اللہ عنہ نے اس غلام کو خرید لیا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' وہ ایک قبطی غلام تھا' جو حضرت عبداللہ زبیر رضی اللہ عنہ کی حکومت کے پہلے سال فوت ہو گیا تھا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یہی روایت بعض دیگر حوالوں سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

بعض اہلِ علم جو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں' ان کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے' یعنی ان کے نزدیک مدبر غلام کو فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ' امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے' اہلِ علم کے ایک گروہ نے مدبر غلام کو فروخت کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ' امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

شرح

مدبر کی تعریف' اقسام اور حکم:

مدبر اس غلام یا کنیز کو کہا جاتا ہے' جس کے آقا نے اسے کہا ہو کہ میری وفات کے بعد تو آزاد ہے۔ مدبر کی دو اقسام ہیں:

1- مدبر مطلق: یہ وہ غلام یا لونڈی ہے جس کی آزادی کو آقا نے کسی مدت یا خاص حادثہ میں اپنے مرنے سے اسے مقید نہ کیا

1140- اخرجه البخاری (608/11) کتاب کفارات الایمان' باب: عتق المدبر وام الولد والمکاتب فی الکفارة' حدیث (6716) ومسلم (1289/3) کتاب الایمان' باب: جواز بیع المدبر' حدیث (59-997) وابن ماجه (480/2) کتاب العتق' باب: المدبر' حدیث (2513) واحمد (308/3) من طریق عمرو بن دینار عن جابر بن عبد الله به۔

ہو۔اس کو آقا کے مرنے کے بعد بالاتفاق فروخت کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

2-مدبر مقید: وہ غلام یا لونڈی ہے جس کی آزادی کو آقا خاص مدت یا خاص حادثہ میں اپنی ہلاکت کے ساتھ معلق ومشروط کرے۔شرط کی تحقق سے قبل اسے فروخت کرنا بالاتفاق جائز ہے اور شرط تحقق ہونے کے بعد بالاتفاق اسے فروخت کرنا منع ہے کیونکہ شرط کے تحقق کے ساتھ ہی اسے آزادی کا پروانہ مل جائے گا جبکہ آزاد شخص کی خرید وفروخت حرام ہے۔

آقا کی حیات میں مدبر مطلق کو فروخت کرنے میں مذاہب آئمہ:

آقا کی زندگی میں مدبر مطلق کو فروخت کرنا جائز ہے یا منع ہے؟اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔

1-حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک مدبر مطلق کی بیع آقا کی حیات میں جائز نہیں ہے۔انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مرفوع روایت سے استدلال کیا ہے۔

المدبر لایباع ولا یوهب ۔ (الدارالقطنی)

"مدبر کو نہ فروخت کیا جاسکتا ہے اور نہ ہبہ کیا جاسکتا ہے۔"

2-حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ آقا کی زندگی میں مدبر مطلق کا فروخت کرنا جائز ہے۔انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے،

ان رجلا اعتق غلاماله عن دبرمنه ولم یکن له مال غیره فامر به النبی صلی الله علیه وسلم فبیع بسبع مائة ۔ (سنن ابی داؤد)

"بے شک ایک شخص نے اپنے غلام کو مدبر بنایا اور اس غلام کے علاوہ اس کی کوئی دولت نہیں تھی۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اسے سات سو روپے میں فروخت کردیا گیا تھا۔"

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ یہاں بیع سے بیع خدمت مراد ہے جس کو اجارہ کے ساتھ بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس طرح یہ روایت ہمارے مؤقف کی بھی مؤید ہے۔لہٰذا اسے بیع مدبر کی دلیل بنانا درست نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ تَلَقِّي الْبُيُوْعِ

باب 12-سوداگروں سے (منڈی میں پہنچنے سے پہلے راستے میں) ملنا مکروہ ہے

1141 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

1141- اخرجه لبخاری (437/4) کتاب البیوع' باب: النهی عن تلقی الرکبان' وان بیعه مردود' حدیث (2164) ومسلم (1156/3) کتاب البیوع' باب: تحریم تلقی الجلب' حدیث (15-1518) وابن ماجه (735/2) کتاب التجارات باب: النهی عن تلقی الجلب' حدیث (2180) واخرجه احمد (430/1) من طریق سلیمان التیمی عن ابی عثمان النهدی عن عبد الله بن مسعود فذکره' وفی رواية احمد' والبخاری' زیادة فی اول الحدیث من قول عبد الله بن مسعود قال' من اشتری شاة محفلة فردها' فلیرد معها صاعا-

متنِ حدیث: اَنَّهٗ نَهٰى عَنْ تَلَقِّى الْبُيُوْعِ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنْ عَلِيٍّ وَّابْنِ عَبَّاسٍ وَّاَبِىْ هُرَيْرَةَ وَاَبِىْ سَعِيْدٍ وَّابْنِ عُمَرَ وَرَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ نے (منڈی پہنچنے سے پہلے راستے میں) سوداگروں سے ملنے سے منع کیا ہے۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور نبی اکرم ﷺ کے ایک صحابی سے احادیث منقول ہیں۔

1142 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ يُّتَلَقَّى الْجَلَبُ فَاِنْ تَلَقَّاهُ اِنْسَانٌ فَابْتَاعَهٗ فَصَاحِبُ السِّلْعَةِ فِيْهَا بِالْخِيَارِ اِذَا وَرَدَ السُّوْقَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ اَيُّوْبَ وَحَدِيْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ تَلَقِّى الْبُيُوْعِ وَهُوَ ضَرْبٌ مِّنَ الْخَدِيْعَةِ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَغَيْرِهٖ مِنْ اَصْحَابِنَا

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے: قافلے کے (منڈی میں پہنچنے سے پہلے راستے میں اس سے) ملا جائے۔ اگر کوئی شخص راستے میں مل لے اور اس سے کوئی چیز خرید لے' تو سامان کے مالک کو اس بارے میں اختیار ہوگا' جب وہ بازار پہنچ جائے (کہ وہ پہلے سودے کو منسوخ کردے)

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن'' ہے' اور ایوب نامی راوی سے منقول ہونے کے طور پر ''غریب'' ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم کے ایک گروہ نے قافلے کو راستے میں ملنے سے منع کیا ہے' کیونکہ یہ دھوکہ دینے کی ایک قسم ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے دیگر اصحاب اسی بات کے قائل ہیں۔

1142- اخرجه احمد (284/2) ومسلم (1157/3) كتاب البيوع' باب: تحريم تلقى الجلب' حديث (17-1519) وابو داؤد (269/3) كتاب البيوع' باب: في التلقى' حديث (3437) وابن ماجه (735/2) كتاب التجارات' باب: النهى عن تلقى الجلب' حديث (2178) والنسائى (257/7) كتاب البيوع' باب: التلقى حديث (4501) والدارمى (254/2'255) كتاب البيوع' باب: النهى عن لقى' البيوع' الحديث من طريق محمد بن سيرين عن ابى هريرة فذكره-

شرح

تلقی البیع کی ممانعت:

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس باب کے ذیل میں دو احادیثِ مبارکہ تخریج فرمائی ہیں جن میں ''تلقی البیع'' کی ممانعت کا مسئلہ بیان کیا ہے۔ جب کوئی شہری شخص شہر سے باہر جا کر دیہاتی سے کوئی چیز خریدتا ہے تو اس معاملہ کو تلقی البیع یا تلقی الجلب یا تلقی رکبان کہا جاتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بیع سے منع فرمایا ہے۔ ممانعت کی وجہ بائع اور عوام کا نقصان ہے۔ بائع کا نقصان تو اس طرح ہے کہ جب دیہاتی اپنا سامان لے کر شہر میں داخل نہیں ہوا اور آڑھت یا بازار میں نہیں پہنچا تو اسے چیز کا صحیح ریٹ معلوم نہ ہو سکا۔ شہری نے ریٹ کے حوالے سے چرب لسانی یا کذب بیانی سے کام لیتے ہوئے کم قیمت میں سودا خرید لیا۔ اس طرح دیہاتی شخص کا مالی نقصان ہوا۔ عوام کا نقصان اس طرح ہوا کہ ایک یا چند اشخاص نے دیہاتی سے سامان خرید لیا تو وہ شہر میں وہی سامان فروخت کرنے میں من مانی کریں گے کیونکہ صرف سامان انہیں کے پاس ہے وہ جس ریٹ میں چاہیں فروخت کریں گے۔ اس طرح عوام کا نقصان ہوا۔

دھوکہ کی صورت میں بیع فسخ کرنے کے حوالے سے مذاہبِ آئمہ:

جب شہری دیہاتی کو دھوکہ دے کر یا کذب بیانی کے سبب سستے داموں کوئی چیز خرید لیتا ہے تو بالاجماع بیع منعقد ہو جائے گی۔ (خواہ مکروہ ہے۔) سوال یہ ہے کہ جب ریٹ کے حوالے سے دیہاتی کو کم ریٹ ملنے کا علم ہوگا، تو وہ بیع فسخ کرنے کا اختیار رکھتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔

1- حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ اگر شہری نے دیہاتی سے غرر قولی (منہ سے بول کر دھوکہ) کیا ہو، تو دیہاتی کو قاضی کی وساطت سے بیع فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہوگا۔ اگر شہری نے غرر فعلی (زبان کی بجائے اپنے طرزِ عمل سے دھوکہ) کیا تو دیہاتی وہ قضاء بیع فسخ کرنے کا مجاز نہیں ہوگا مگر دیانتاً فسخ کر سکتا ہے۔ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔

2- حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے، مطلق غرر خواہ غرر قولی ہو یا غرر فعلی ہو، بائع کو بیع فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہوگا۔ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقی الجلب سے منع کیا ہے۔

حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے مراد خیار دیانۃ ہے نہ کہ قضاء۔ جب بائع کو قضاء بیع فسخ کرنے کا اختیار حاصل نہیں ہے تو اس روایت سے استدلال بھی درست نہ ہوا۔

بَابُ مَا جَآءَ لَا يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ

باب 13-کوئی شہری شخص کسی دیہاتی کے لیے سودا نہ کرے (یعنی اس کا ایجنٹ نہ بنے)

1143 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَاَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَقَالَ قُتَيْبَةُ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَا يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنْ طَلْحَةَ وَجَابِرٍ وَّاَنَسٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ وَّحَكِيْمِ بْنِ اَبِىْ يَزِيْدَ عَنْ اَبِيْهِ وَعَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْمُزَنِيِّ جَدِّ كَثِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قتیبہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا پتہ چلا ہے: کوئی شہری شخص کسی دیہاتی کے لیے سودا نہ کرے۔

اس بارے میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ' حضرت انس رضی اللہ عنہ' حضرت جابر رضی اللہ عنہ' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' حکیم بن ابویزید کی ان کے والد کے حوالے سے' حضرت عمرو بن مزنی رضی اللہ عنہ' جو حضرت کثیر بن عبداللہ کے دادا ہیں' اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے احادیث منقول ہیں۔

1144 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ وَّاَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: لَا يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ دَعُوا النَّاسَ يَرْزُقُ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ مِنْ بَعْضٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِىْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَّحَدِيْثُ جَابِرٍ فِىْ هٰذَا هُوَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ اَيْضًا

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ كَرِهُوا اَنْ يَّبِيْعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَّرَخَّصَ بَعْضُهُمْ فِىْ اَنْ يَّشْتَرِىَ حَاضِرٌ لِبَادٍ وقَالَ الشَّافِعِىُّ يُكْرَهُ اَنْ يَّبِيْعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَّاِنْ بَاعَ فَالْبَيْعُ جَائِزٌ

◄► حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کوئی بھی شہری شخص' کسی دیہاتی کے لیے سودا نہ کرے (یعنی اس کا ایجنٹ نہ بنے) تم لوگوں کو چھوڑ دو! اللہ تعالیٰ ان کو ایک دوسرے کے ذریعے رزق عطا کرے گا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

1144- اخرجه احمد (307/3) ومسلم (1157/3) كتاب البيوع' باب: تحريم بيع الحاضر للبادى' حديث (20-1522) وابن ماجه (734/2) كتاب التجارات' باب: النهى ان يبيع حاضر لباد' حديث (2176) وابو داؤد (270/3) كتاب البيوع' باب: فى النهى ان يبيع حاضر لباد' حديث (3442) والحميدى (534/2) حديث (1270) من طريق ابى الزبير عن جابر بن عبد الله فذكره-

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث اس بارے میں ''حسن صحیح'' ہے۔

بعض اہلِ علم جو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں' ان کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے' انہوں نے اس بات کو مکروہ قرار دیا ہے: کوئی شہری کسی دیہاتی کا ایجنٹ بنے۔

بعض اہلِ علم نے اس بات کی رخصت دی ہے: شہری شخص دیہاتی کا ایجنٹ بن سکتا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بات کو مکروہ قرار دیا گیا ہے: کوئی شہری شخص کسی دیہاتی کا ایجنٹ بنے' لیکن اگر وہ سودا کر لیتا ہے' تو یہ سودا' درست ہوگا۔

شرح

بیع حاضر للباد کے ممنوع ہونے کی وجہ:

دیہاتی شہر میں اپنا مال فروخت کرنے کے لیے لائے تو شہری اس سے کہتا ہے کہ منڈی میں ریٹ ڈاؤن ہے' لہٰذا آپ یہ مال مجھے جمع کروادیں تاکہ سٹور کرلوں اور ریٹ زیادہ ہونے پر میں فروخت کردوں گا۔ اس کو ''بیع حاضر للباد'' کہا جاتا ہے۔ حاضر سے مراد شہری اور باد سے مراد دیہاتی ہے۔ یعنی شہری' دیہاتی کا ترجمان بن کر اس کا مال فروخت کرے۔ احادیث باب میں اس سے منع کیا گیا ہے۔ اس ممانعت یا عدم جواز کی وجہ دیہاتی اور عوام کا نقصان ہے۔ دیہاتی کا نقصان اس طرح ہے کہ وہ خالی ہاتھ اور رقم کے بغیر واپس جائے گا اور رقم دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے اس کا کاروبار بھی متاثر ہوسکتا ہے۔ عوام کا نقصان یوں ہے کہ مال سٹور ہونے اور اس کی عدم فراہمی کی وجہ سے لوگوں کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ پھر کچھ عرصہ بعد وہی مال بازار میں آنے کی وجہ سے بھاری قیمت پر فروخت ہوگا۔ یہ مہنگائی بھی عوام کے لیے مالی نقصان کا باعث ہوگی۔

نوٹ: اگر دیہاتی اپنا مال شہری کے سپرد کر کے اپنے دیہات واپس چلا جاتا ہے اور قیمت میں اضافہ ہونے پر شہری وہ مال فروخت کرتا ہے تو تمام آئمہ فقہ کے نزدیک (کراہت تنزیہی کے ساتھ) جائز ہے۔ (12 قصوری)

مذکورہ بالا صورت کے برعکس یعنی دیہاتی' شہری سے ارزاں داموں مال خریدتا ہے تو یہ بلا کراہت جائز ہے۔ مثلاً دیہاتی اپنے گھر یا گاؤں کی مسجد میں تبلیغ واصلاح عوام کی غرض سے لائبریری قائم کرنا چاہتا ہے تو شہری شہر سے اسے سستے داموں کتب مہیا کر دیتا ہے۔ اس کے جواز کی وجہ عدم نقصان ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ

باب 14: محاقلہ اور مزابنہ کی ممانعت

1145 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاِسْكَنْدَرَانِيُّ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِيْ صَالِحٍ

1145- اخرجه احمد (380/2) ومسلم (1179/3) كتاب البيوع' باب: كراء الارض' حديث (104-1545) من طريق سهيل بن ابي صالح عن ابيه عن ابي هريرة فذكره' واخرجه النسائي (39/7) كتاب الايمان' باب: النهي عن كراء الارض بالثلث والربع' حديث (3884) من طريق عمر بن ابي سلمة عن ابيه عن ابي هريرة به-

عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ

متنِ حدیث: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَّسَعْدٍ وَّجَابِرٍ وَّرَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ وَّاَبِىْ سَعِيْدٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِىْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

قولِ امام ترمذی: وَّالْمُحَاقَلَةُ بَيْعُ الزَّرْعِ بِالْحِنْطَةِ وَالْمُزَابَنَةُ بَيْعُ الثَّمَرِ عَلٰى رُؤُسِ النَّخْلِ بِالتَّمْرِ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ كَرِهُوا بَيْعَ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع کیا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ' حضرت سعد رضی اللہ عنہ' حضرت جابر رضی اللہ عنہ' حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ' حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

محاقلہ کا مطلب یہ ہے: گندم کے عوض میں کھیت کا سودا کیا جائے' اور مزابنہ کا مطلب یہ ہے: درخت پر لگی ہوئی کھجور کے عوض میں پھل فروخت کر دیا جائے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے' اور انہوں نے محاقلہ اور مزابنہ کے سودے کو حرام قرار دیا ہے۔

1146 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ

متنِ حدیث: اَنَّ زَيْدًا اَبَا عَيَّاشٍ سَاَلَ سَعْدًا عَنِ الْبَيْضَاءِ بِالسُّلْتِ فَقَالَ اَيُّهُمَا اَفْضَلُ قَالَ الْبَيْضَاءُ فَنَهٰى عَنْ ذٰلِكَ وَقَالَ سَعْدٌ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْاَلُ عَنِ اشْتِرَاءِ التَّمْرِ بِالرُّطَبِ فَقَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗ اَيَنْقُصُ الرُّطَبُ اِذَا يَبِسَ قَالُوْا نَعَمْ فَنَهٰى عَنْ ذٰلِكَ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ زَيْدٍ اَبِىْ عَيَّاشٍ قَالَ سَاَلْنَا سَعْدًا فَذَكَرَ نَحْوَهٗ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَاَصْحَابِنَا

◆◆ عبداللہ بن یزید بیان کرتے ہیں: ابوعیاش نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے ''جو'' کے عوض میں گیہوں خریدنے کے بارے

1146- اخرجه مالك فى الموطا (624/2) كتاب البيوع' باب: ما يكره من بيع التمر' حديث (22) واحمد (1/175-179) وابو داؤد (251/3) كتاب البيوع' باب: فى التمر بالتمر' حديث (3359) وابن ماجه (761/2) كتاب التجارات: باب: بيع الرطب بالتمر' حديث (2264) والنسائى (7/268-269) كتاب البيوع' باب: اشتراء التمر بالرطب' حديث (4545) من طريق عبد الله بن يزيد عن زيد بن ابى عياش عن سعد بن ابى وقاص فذكره-

میں دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا: ان میں کون سی چیز بہتر ہے' تو انہوں نے جواب دیا: گندم' تو انہوں نے اس سے منع کر دیا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: آپ سے خشک کھجور کے عوض میں تازہ کھجور کا سودا کرنے کے بارے میں دریافت کیا گیا: تو آپ نے حاضرین سے دریافت کیا: کیا خشک ہونے کے بعد کھجور کم ہو جاتی ہے۔ لوگوں نے جواب دیا: جی ہاں۔ تو نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع کر دیا ہے۔

◄► ابوعیاش بیان کرتے ہیں: ہم نے حضرت سعد سے دریافت کیا: اس کے بعد انہوں نے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے اصحاب اسی بات کے قائل ہیں۔

شرح

بیع محاقلہ اور بیع مزابنہ کی تعریف وحکم:

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے باب کے ذیل میں دو احادیث تخریج فرمائی ہیں جن میں بیع محاقلہ اور بیع مزابنہ سے منع کیا گیا ہے۔ ان دونوں کی تعریفات وحکم درج ذیل ہے:

1- بیع محاقلہ: کھیت میں کھڑی فصل کو اس کی کٹی ہوئی جنس کے عوض فروخت کرنا۔ مثلاً کھیت میں کھڑی گندم کے عوض کٹی ہوئی اور تیار گندم فروخت کرنا۔ اس بیع سے منع کیا گیا ہے۔ ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ ہم جنس کے عوض کوئی چیز فروخت کرنے کے لیے دونوں کا ہم وزن ہونا ضروری ہے۔ کٹی ہوئی گندم تو وزن کی جا سکتی ہے مگر کھیت میں کھڑی اور خوشوں میں موجود گندم کا وزن کرنا ناممکن ہے۔ یقیناً اس صورت میں کمی بیشی ضرور ہوگی اور یہ کمی بیشی حرام ہے۔

2- بیع مزابنہ: درخت پر لگے ہوئے پھل کو اس کی جنس کے کٹے ہوئے پھل کے عوض فروخت کرنا۔ مثلاً درخت پر موجود کھجوروں کے عوض کٹی ہوئی کھجوروں کو فروخت کرنا' یہ بیع بھی منع ہے۔ ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ دونوں قسم کی کھجور کی باہمی بیع کے لیے ہم وزن ہونا ضروری ہے' اُتاری ہوئی کھجوریں تو وزن کی جا سکتی ہیں لیکن درخت پر موجود کھجوروں کا وزن کرنا دشوار ہے' ان میں کمی بیشی ہونا یقینی ہے' جبکہ ان میں کمی بیشی حرام ہے۔

بیع محاقلہ اور بیع مزابنہ میں مذاہبِ آئمہ:

بیع محاقلہ اور بیع مزابنہ کے جواز وعدم جواز کے حوالے سے آئمہ فقہ میں اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ بیع محاقلہ اور بیع مزابنہ دونوں مطلقاً منع ہیں خواہ قلیل مقدار میں ہوں یا کثیر مقدار میں۔ آپ کے دلائل یہ ہیں:

(i) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مرفوعاً بیان فرماتے ہیں:

نهى عن بيع التمر بالتمر كيلا وعن بيع العنب بالزبيب كيلاً وعن بيع الزرع بالحنطة كيلا .

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی بیع کھجور کے عوض ناپ کر انگوروں کی بیع کشمش کے عوض ناپ کر اور گندم کی بیع گندم کے عوض ناپ کر کرنے سے منع فرمایا۔

(ii) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں:

نهى عن المزابنة والمحاقلة .

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع مزابنہ اور بیع محاقلہ سے منع کیا ہے۔

2- حضرت امام مالک' حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک پانچ وسق یا اس سے کم مقدار میں بیع محاقلہ اور بیع مزابنہ جائز ہے' جبکہ اس سے زائد میں منع ہے۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی مرفوعاً روایت سے استدلال کیا ہے: ورخص فی العرایا ۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: لفظ "عرایا" کی تشریح اور تفسیر میں آئمہ کے مختلف اقوال ہیں:

1- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک لفظ "عرایا" کی تشریح یہ ہے کہ کسی غریب کے ہاں پانچ وسق یا اس سے کم مقدار میں کھجوریں ہوتیں اور وہ درخت پر لگی ہوئی تازہ کھجوریں کھانے کا ارادہ کرتا تو اسے اپنی کھجوروں کے عوض تازہ کھجوریں خریدنے کی اجازت دی گئی۔

2- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک لفظ "عرایا" کی تفسیر یہ ہے کہ کھجوروں کے باغ کا مالک ایک دو درخت کا پھل غرباء و مساکین کے لیے مختص کر دیتا تھا اور کثرت سے لوگوں کی آمد و رفت کی وجہ سے مالک کو دشواری پیش آتی تو وہ انہیں خشک کھجوریں فراہم کر دیتا تھا' یہ ان کے لیے ہبہ جدیدہ ہوتا تھا اور اسے "العرایا" سے بھی تعبیر کیا جاتا تھا۔

3- حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ نے بھی لفظ "العرایا" کی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ جیسی تفسیر کی ہے۔ البتہ انہوں نے اتنا اضافہ کیا ہے کہ یہ بیع حقیقتاً ہوتی تھی۔ البتہ اس کے جواز کے لیے پانچ وسق یا اس سے کم مقدار میں چیز کا ہونا ضروری ہوتا تھا۔

چھوہاروں کے عوض تازہ کھجور کی بیع میں مذاہبِ آئمہ:

تمر کی رطب کھجوروں کے عوض بیع جائز ہے یا نہیں؟ اس مسئلے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- حضرت امام مالک' حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ یہ بیع ناجائز ہے' کیونکہ ان میں خواہ فی الحال مساوات ہو گی لیکن فی المآل مساوات برقرار نہیں رہ سکے گی۔ اس لیے کہ رطب (تازہ کھجوریں) خشک ہو کر فی المآل کم ہو جائیں گی اور مساوات باقی نہیں رہے گی۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تمر کی رطب کے عوض بیع سے منع فرمایا ہے۔

2- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ تمر کی رطب کے عوض بیع تماثل کے ساتھ جائز ہے۔ آپ نے اس مشہور حدیث سے استدلال کیا ہے: التمر بالتمر والفضل ربا ۔ تمر کی تمر کے عوض بیع مساوات کی بنیاد پر جائز ہے اور اس

میں کمی بیشی ربا(سود) ہے۔ یہ دلیل تو تب ہے کہ تمر کو رطب کی جنس سے تسلیم کیا جائے۔ اگر تمر کو رطب کی جنس سے تسلیم نہ کیا جائے تو آپ کی دلیل اسی حدیث کا آخری حصہ ہے:

واذا اختلف الاجناس فبیعوا کیف شئتم اذاکان یدابید۔

''اگر اجناس مختلف ہوں' تو تم جیسے چاہو فروخت کر سکتے ہو بشرطیکہ نقد کی صورت میں ہو۔''

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ اس روایت کی سند میں حضرت زید ابوعیاش رضی اللہ عنہ مجہول راوی ہیں جس وجہ سے یہ روایت قابلِ استدلال نہیں ہوسکتی۔ راوی کے مجہول ہونے کی وجہ سے حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ نے اس روایت کو نقل کرنے سے احتراز کیا ہے۔ علاوہ ازیں حضرت امام حاکم' حضرت عبداللہ بن مبارک' علامہ عبدالبر اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ نے حضرت زید ابوعیاش رضی اللہ عنہ کو مجہول راوی قرار دیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ بَيْعِ الثَّمَرَةِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا

باب 15- پھل کے پکنے سے پہلے اسے فروخت کرنا حرام ہے

1147 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

متن حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتّٰى يَزْهُوَ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے کھجوروں کو ان کے پکنے سے پہلے' فروخت کرنے سے منع کیا ہے۔

1148 وَبِهٰذَا الْاِسْنَادِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ السُّنْبُلِ حَتّٰى يَبْيَضَّ وَيَاْمَنَ الْعَاهَةَ نَهَى الْبَائِعَ وَالْمُشْتَرِيَ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ اَنَسٍ وَّعَائِشَةَ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّجَابِرٍ وَّاَبِيْ سَعِيْدٍ وَّزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ كَرِهُوْا بَيْعَ الثِّمَارِ قَبْلَ اَنْ يَّبْدُوَ صَلَاحُهَا وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

اسی سند کے ہمراہ یہ بات بھی منقول ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ''سنبل'' کو اس وقت تک فروخت کرنے سے منع کیا ہے' جب تک وہ سفید نہ ہوجائے اور آفت سے محفوظ نہ ہوجائے' آپ نے فروخت کرنے والے اور خریدار (دونوں کو) منع کیا ہے۔

اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ' سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت

1147- اخرجه احمد (5/2) ومسلم (1165/3' 1166) كتاب البيوع' باب: النهي عن بيع الثمار قبل بدو صلاحها بغير شرط القطع' حديث (50-1535) وابو داؤد (252/3) كتاب البيوع' باب: في بيع الثمار قبل ان يبدو صلاحها' حديث (3368) من طريق ايوب عن نافع عن عبد الله بن عمر فذكره۔

جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے انہوں نے پھل کے پکنے سے پہلے اسے فروخت کرنے کو حرام قرار دیا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

1149 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ وَعَفَّانُ وَسُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْعِنَبِ حَتّٰى يَسْوَدَّ وَعَنْ بَيْعِ الْحَبِّ حَتّٰى يَشْتَدَّ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ مَرْفُوْعًا اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انگور کے سیاہ ہونے سے پہلے اسے فروخت کرنے سے منع کیا ہے اور دانے کے سخت ہونے سے پہلے اسے فروخت کرنے سے منع کیا ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

ہم اس روایت کے "مرفوع" ہونے کو صرف حماد بن سلمہ کی روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

شرح

باغات کے پھلوں اور کھڑی کھیتی کی بیع کے جواز وعدم جواز کے حوالے سے مذاہبِ آئمہ:

باغ کے درختوں کا پھل یا کھیتی کے خوشے ابھی ظاہر نہ ہوئے یا باغ کے درختوں کا پھل بالکل چھوٹی مقدار میں اور کھیتی کے خوشے ابتدائی مراحل میں ہوں، تو بالاتفاق بیع منع ہے۔ اسی طرح لوگوں میں جو رواج ہے کہ باغ ایک سال یا دو سال یا اس سے بھی زائد مدت کے لیے فروخت کر دیتے ہیں، یہ ناجائز وممنوع ہے۔

جب باغ کے درختوں کا پھل بڑا ہو جائے اور کھیتی کے خوشے تیار ہو جائیں تو ان کی بیع کے جواز یا عدم جواز کے حوالے سے آئمہ فقہ میں اختلاف ہے۔

1- حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ جب پھل بڑے ہو کر مال بن جائیں اور انسانی طبیعت ان کی طرف میلان کرے، تو ان کی بیع جائز ہے۔ اس بیع کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں:

1149- اخرجه احمد (221/3) وابو داؤد (253/3) كتاب البيوع، باب: في بيع الثمار قبل ان يبدو صلاحها (3371) وابن ماجه (747/2) كتاب التجارات، باب: النهي عن بيع الثمار قبل ان يبدو صلاحها، حديث (2217) من طريق حماد بن سلمة عن حميد عن انس بن مالك۔

(i) بیع بشرط القطع: بیع کرتے وقت بائع یہ شرط عائد کرے کہ مشتری پھل یا کھیتی فی الحال توڑ لے گا یا کاٹ لے گا۔ یہ بیع جائز ہے۔
(ii) بیع بشرط الترک: بیع کے دوران مشتری کی طرف سے یہ شرط عائد کی جائے کہ پھل یا کھیتی تیار ہونے پر (پک جانے پر) وہ کاٹے گا۔ یہ بیع فاسد ہے کیونکہ اس صورت میں احد المتعاقدین کا فائدہ ہے اور ایسی شرط سبب فساد ہوتی ہے۔
(iii) مطلق بیع: دورانِ عقد نہ بائع کی طرف سے کوئی شرط عائد کی جائے اور نہ مشتری کی طرف سے۔ البتہ بائع اپنی مرضی سے پکنے تک پھل درختوں پر رہنے دے تو یہ بیع بھی جائز ہے۔ الحاصل حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پھلوں اور کھیتی کی بیع کے جواز کا معیار مال بننا ہے یعنی اگر یہ مال بن جائیں تو بیع درست ہے ورنہ ناجائز ہے۔

2- حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ بیع کے جواز کا معیار بدوّ صلاح یعنی پھلوں کا پک جانا اور کھیتی کا بالکل تیار ہو جانا ہے۔ انہوں نے احادیث باب سے استدلال کیا ہے۔ کھجور کا حکم یہ ہے: حتی یزھو یعنی کھجور پیلی یا سرخ ہو جائے، گندم کے بارے میں ہے: حتّٰی یبیض اور انگور کے بارے میں ہے: حتی یسود یعنی انگور پک کر مائل بسیاہی ہو جائیں۔

حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل اور آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کے دلائل کا جواب یہ مشہور روایت ہے: جب تک پھل کارآمد نہ ہو جائے تو بائع کا اسے فروخت کرنا اور مشتری کا خریدنا منع ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، رقم الحدیث: 2839)

احادیث میں مذکور نہی ارشادی یا تشریعی ہونے میں مذاہبِ آئمہ:

احادیث باب میں مذکور نہی ارشادی ہے یا تشریعی ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک احادیث باب میں مذکور نہی ارشادی ہے اور اوامر ونواہی ارشادی کے احکام اخلاقی اور درجہ استحباب میں ہوتے ہیں۔ آپ نے حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگ پھلوں کی خرید وفروخت کرتے تھے۔ جب پھل پک کر تیار ہو جاتے تو مشتری یوں کہتا: "پھل فلاں مرض کا شکار ہو گئے ہیں جس کے سبب میرا نقصان ہو گیا ہے۔" اس بات سے بائع اور مشتری کے درمیان تنازع ہو جاتا اور فیصلہ کروانے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ اس بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر آپ لوگوں نے پھلوں وغیرہ کی بیع کرنی ہو تو ان کے پک جانے کے بعد کیا کرو۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كالمشورة يشير بها لكثرة خصومهم۔

لوگوں کے جھگڑے زیادہ ہونے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات بطورِ مشورہ فرمائی تھی۔

(بخاری شریف، رقم الحدیث: 2193)

اس روایت سے ثابت ہوا کہ نہی ارشادی ہے۔

2- آئمہ ثلاثہ کا مؤقف ہے کہ احادیث باب میں مذکور نہی سے مراد نہی تشریعی ہے یعنی مسئلہ یہی ہے اور اس کی بیع کے جواز یا عدم جواز کا مدار بھی اسی پر ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ

باب 16- حاملہ (جانور) کے حمل کوفروخت کرنے کی ممانعت

1150 سندِحدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَّاَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ وَحَبَلُ الْحَبَلَةِ نِتَاجُ النِّتَاجِ وَهُوَ بَيْعٌ مَفْسُوخٌ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ مِنْ بُيُوْعِ الْغَرَرِ

اختلافِ سند: وَقَدْ رَوٰى شُعْبَةُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّرَوٰى عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ وَغَيْرُهٗ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَّنَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهٰذَا اَصَحُّ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے حاملہ جانور کے حمل کوفروخت کرنے سے منع کیا ہے۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''حبل الحبلہ'' سے مراد یہ ہے: اونٹنی کے پیٹ میں موجود بچے کا' جو بچہ ہوگا' اور یہ وہ بیع ہے' جسے اہلِ علم کے نزدیک باطل قرار دیا جائے گا' کیونکہ یہ دھوکے کا سودا ہے۔

شعبہ نے اس روایت کو ایوب کے حوالے سے' سعید بن جبیر کے حوالے سے' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے۔

عبدالوہاب ثقفی اور دیگر راویوں نے اسے ایوب کے حوالے سے' سعید بن جبیر کے حوالے سے' نافع کے حوالے سے' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

یہ روایت زیادہ مستند ہے۔

1150- اخرجه الامام مالك فی الموطا (654'653/2) كتاب البيوع' باب: ما لا يجوز من بيع الحيوان' حديث (62) واحمد (5/2'56/1) والبخاری (/418) كتاب البيوع' باب: بيع الغرر' وحبل الحبلة' حديث (2143) ومسلم (1153/3) واخرجه البخاری فی صحيحة فی ايام الجاهلية' من طريق عبيد الله بن عمر' عن نافع' عن ابن عمر قال' كان اهل الجاهلية يتبايعون لحم الجزور الی حبل الحبلة' وحبل الحبلة و تنتج الناقة ما فی بطنها ثم تحمل التی نتجت' فنهاهم رسول الله صلی الله عليه وسلم عن ذلك

شرح

مفاہیم ومطالب حدیث:

اس حدیث کے دومطالب ومفاہیم ہوسکتے ہیں:

1- حاملہ جانور کے پیٹ میں جو بچہ ہے اس کے بچے کوفروخت کرنا مثلاً بکری حاملہ ہو تو اس کے حمل کے بچے کے بچے کو فروخت کرنا' یہ بیع منع ہے۔اس بیع کے عدم جواز کی بھی کئی وجوہات ہیں:

(i) مبیع کا وجود نہیں ہے۔

(ii) یہ ایک جوا کی شکل ہے' کیونکہ ممکن ہے بکری کا پیٹ کسی مرض کی وجہ سے پھولا ہوا ہو' وہ حاملہ ہی نہ ہو یا وہ مؤنث کی بجائے مذکر بچہ جنم دے یا بچہ مردہ پیدا ہو یا وہ بچہ جنم دینے تک زندہ نہ رہے یا اسے حمل قرار نہ پائے۔

(iii) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نصوص میں مفہوم مخالف معتبر نہیں ہوتا۔

2- اس حدیث کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ بیع تو کسی اور چیز کی مقصود ہو مگر اس کی قیمت کی ادائیگی کے لیے مدت حاملہ بکری کے بچے کے ہاں بچہ پیدا ہونے کی مقرر کی ہو۔مدت مجہول ہونے کی وجہ سے بیع کی یہ صورت بھی منع ہے۔

زمانہ جاہلیت میں لوگوں کے ہاں بیع کا ایک یہ طریقہ بھی مروج تھا' جس میں عیوب ونقائص موجود تھے' تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بیع سے منع فرما دیا تا کہ لوگوں کا نقصان نہ ہو اور ان کے مابین تنازع بھی نہ ہو۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ بَيْعِ الْغَرَرِ

باب 17- دھوکے کا سودا حرام ہے

1151 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ اَنْبَاَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِى الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ

متن حدیث: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ وَبَيْعِ الْحَصَاةِ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّاَبِىْ سَعِيْدٍ وَّاَنَسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِىْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ كَرِهُوا بَيْعَ الْغَرَرِ قَالَ الشَّافِعِىُّ وَمِنْ بُيُوْعِ الْغَرَرِ بَيْعُ السَّمَكِ فِى الْمَآءِ وَبَيْعُ الْعَبْدِ الْاٰبِقِ وَبَيْعُ الطَّيْرِ فِى السَّمَاءِ وَنَحْوُ ذٰلِكَ مِنَ الْبُيُوْعِ

1151- اخرجه احمد (250/2) ومسلم (1153/3) كتاب البيوع' باب: بطلان بيع الحصاة' والبيع الذى فيه غرر' حديث (1513-4) وابو داؤد (254/3) كتاب البيوع' باب: فى بيع الغرر' حديث (3376) وابن ماجه (739/2) كتاب التجارات: باب: النهى عن بيع الحصاة' وعن بيع الغرر' حديث (2194) والنسائى (262/7) كتاب البيوع' باب: بيع الحصاة' حديث (4518) والدارمى (253/2' 254) كتاب البيوع: باب: بيع الحصاة' منطريق أبى الزناد عن الاعرج عن ابى هريرة فذكره-

قولِ امام ترمذی: وَمَعْنٰى بَيْعِ الْحَصَاةِ اَنْ يَّقُوْلَ الْبَائِعُ لِلْمُشْتَرِىْ اِذَا نَبَذْتُ اِلَيْكَ بِالْحَصَاةِ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ فِيمَا بَيْنِىْ وَبَيْنَكَ وَهٰذَا شَبِيْهٌ بِبَيْعِ الْمُنَابَذَةِ وَكَانَ هٰذَا مِنْ بُيُوْعِ اَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے دھوکے کے سودے سے منع کیا ہے اور کنکریوں کے سودے سے منع کیا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے' انہوں نے دھوکے کے سودے کو حرام قرار دیا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ یہ بات فرماتے ہیں: دھوکے کے سودے کے ساتھ یہ بات بھی تعلق رکھتی ہے: پانی میں موجود مچھلی کا سودا کرلیا جائے' یا مفرور غلام کا سودا کیا جائے' یا آسمان میں موجود پرندے کا سودا کیا جائے' یا اس طرح کے دیگر سودے ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کنکریوں کے سودے کا مفہوم یہ ہے: فروخت کرنے والا خریدار سے یہ کہے: جب میں نے تمہاری طرف کنکری پھینک دی تو میرے اور تمہارے درمیان سودا ہو جائے گا۔

یہ بیع منابذہ نامی سودے سے مشابہت رکھتی ہے' اور یہ زمانہ جاہلیت میں سودا کرنے کا طریقہ تھا۔

شرح

بیع غرر' اس کے تحقق کی صورتیں اور حکم:

لفظ ''غرر'' سے مراد ہے غیر یقینی صورت اور دھوکہ۔ زمانۂ جاہلیت میں یہ بیع ہوتی تھی اور طلوعِ اسلام پر اس سے منع کر دیا گیا۔

بیع غرر کے تحقق کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں جو درج ذیل ہیں:

(i) مجہول المبیع والثمن: دورانِ بیع مبیع کا علم تک نہ ہو جس طرح بیع الحصاۃ میں علم نہیں ہوتا کہ مشتری کی کنکری کس چیز پر لگے گی۔ وہ چیز مجہول العلم ہوتی ہے۔

(ii) مبیع غیر مقدور التسلیم ہو: بائع جس چیز کو فروخت کرنا چاہتا ہو اور مشتری اسے خریدنا چاہتا ہو' وہ فی الفور مشتری کے سپرد نہ کی جا سکتی ہو مثلاً بیع حبل الحبلۃ۔

(iii) تعلیق التملیک علی الخطر: دورانِ بیع تملیک کو ایسے واقعہ سے معلق کرنا جس کے وجود میں آنے یا نہ آنے کا یقین نہ ہو اور دونوں صورتوں کا امکان ہو۔

بیع الحصاۃ کی تعریف وحکم:

زمانۂ جاہلیت میں بائع اپنی مختلف اشیاء لے کر فروخت کے ارادہ سے بیٹھ جاتا اور مشتری اس کے پاس آ کر کہتا کہ میں کنکری

پھینکوں گا' تو وہ جس چیز پر گری وہ میری ہوگی اور ساتھ ہی اس چیز کی قیمت کا تعین کر دیا جاتا۔ پھر مشتری دُور سے اپنے ہاتھ سے مختلف اشیاء کی طرف کنکری پھینکتا تو وہ جس پر گرتی وہ اس کی ہو جاتی خواہ اس کی اصل قیمت زیادہ ہوتی یا کم۔ چونکہ اس بیع میں بھی دھوکے کا امکان ہے' لہٰذا اس سے بھی منع کیا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي النَّهْيِ عَنْ بَيْعَتَيْنِ فِيْ بَيْعَةٍ

باب 18- ایک سودے میں دو سودے کرنے کی ممانعت

1152 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعَتَيْنِ فِيْ بَيْعَةٍ

فی الباب: وَفِي الْبَاب عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَابْنِ عُمَرَ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ وَقَدْ فَسَّرَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوْا بَيْعَتَيْنِ فِيْ بَيْعَةٍ اَنْ يَّقُوْلَ اَبِيْعُكَ هٰذَا الثَّوْبَ بِنَقْدٍ بِعَشَرَةٍ وَّبِنَسِيئَةٍ بِعِشْرِيْنَ وَلَا يُفَارِقُهُ عَلٰى اَحَدِ الْبَيْعَيْنِ فَاِذَا فَارَقَهُ عَلٰى اَحَدِهِمَا فَلَا بَاْسَ اِذَا كَانَتِ الْعُقْدَةُ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْهُمَا قَالَ الشَّافِعِيُّ وَمِنْ مَعْنٰى نَهْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعَتَيْنِ فِيْ بَيْعَةٍ اَنْ يَّقُوْلَ اَبِيْعُكَ دَارِيْ هٰذِهٖ بِكَذَا عَلٰى اَنْ تَبِيْعَنِيْ غُلَامَكَ بِكَذَا فَاِذَا وَجَبَ لِيْ غُلَامُكَ وَجَبَتْ لَكَ دَارِيْ وَهٰذَا يُفَارِقُ عَنْ بَيْعٍ بِغَيْرِ ثَمَنٍ مَعْلُوْمٍ وَّلَا يَدْرِيْ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عَلٰى مَا وَقَعَتْ عَلَيْهِ صَفْقَتُهٗ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سودے میں دو سودے کرنے سے منع کیا ہے۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما' حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

بعض اہلِ علم نے اس کی وضاحت یہ کی ہے: وہ یہ فرماتے ہیں: ایک سودے میں سودا ہونے کا مطلب یہ ہے: آدمی یہ کہے میں تمہیں یہ کپڑا نقد دس روپے کے عوض میں فروخت کرتا ہوں اور ادھار بیس روپے کے عوض میں فروخت کرتا ہوں اور وہ دونوں میں سے کسی ایک چیز پر متفق ہونے سے پہلے الگ ہو جائیں' اگر وہ نقد یا ادھار میں سے کسی ایک چیز پر متفق ہو جائیں' تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سودے میں دو سودے کرنے سے منع کیا ہے' اس کا ایک مفہوم یہ بھی ہے: آدمی یہ کہے: میں تمہیں اپنا یہ گھر فروخت کرتا ہوں' اتنے روپوں کے عوض میں' اس شرط پر کہ تم مجھے اپنا غلام فروخت کرو گے اتنے

1152- اخرجه احمد (2/432' 475) والنسائی (7/295) كتاب البيوع' باب: بيعتين في بيعة' حديث (4632) والدارمی (1/319) كتاب الصلوٰة' باب: النهي عن اشتمال الصماء' طرفا منه' من طريق محمد بن عمرو' عن ابي سلمة عن ابي هريرة فذكره-

روپے کے عوض میں، تو جب تمہارا غلام میری ملکیت میں آ جائے گا، تو میرا گھر تمہاری ملکیت میں آ جائے گا، اور پھر وہ شخص متعین قیمت کے بغیر سودا کر کے اس سے جدا ہو جائے، دونوں میں سے کسی کو بھی یہ پتہ نہ چلے کہ اس کے سامان کی قیمت کیا تھی؟

شرح

مفہوم حدیث:

حدیث باب کے متعدد مفاہیم بیان کیے گئے ہیں جو درج ذیل ہیں:

1- بعض فقہاء کے نزدیک اس حدیث کا مطلب ہے کہ ایک چیز کا معاملہ عقد کرتے وقت دوسری چیز کے معاملہ عقد کی شرط عائد کرنا مثلاً کوئی شخص یوں کہے:

ابیعك قلمی ھذا بکذا بشرط ان تبیعنی کتابك بکذا ۔

''میں تمہیں اپنا یہ قلم اس قیمت پر اس شرط سے فروخت کرتا ہوں کہ تم اپنی کتاب مجھے اتنی قیمت پر فروخت کرو گے۔''

متکلم نے اپنی اس گفتگو میں ایک معاملہ عقد کو دوسرے کے ساتھ مشروط کر دیا ہے۔ اس بیع سے منع کیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں ایک عقد کو دوسرے عقد کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے جو مقتضائے عقد کے منافی ہے اور جو چیز مقتضائے عقد کے منافی ہو وہ فساد کو مستلزم ہوتی ہے۔

2- بعض فقہاء کے نزدیک ''بیعتین فی بیعۃ'' کا مطلب یہ ہے کہ عقد ایک ہو مگر اس میں ثمن متردد ہو مثال کے طور پر بائع مشتری سے یوں کہتا ہے کہ اگر تم یہ قلم نقد خریدتے ہو، تو بیس روپے کا ہے اور ادھار کی صورت میں پچیس روپے کا ہو گا اس پر مشتری ہاں کہہ دیتا ہے مگر اس بات کی وضاحت نہیں ہوئی کہ اس نے قلم نقد خریدا ہے یا ادھار میں۔ اس طرح ثمن مشکک و متردد ہو گیا جس وجہ سے یہ بیع درست نہیں ہو گی۔

سوال: کیا نقد چیز کو کم قیمت اور ادھار کو زیادہ قیمت میں فروخت کرنا یا خریدنا سود ہے یا نہیں؟

جواب: یہ سود کی ہرگز ہرگز صورت نہیں ہو سکتی کیونکہ آئمہ اربعہ میں سے کسی نے بھی اسے حرام قرار نہیں دیا۔ سود تب ہوتا ہے، جب کسی معاملہ کے دونوں طرف نقود و فلوس ہو مگر جب ایک طرف نقد اور دوسری طرف عین ہے تو وہ سود نہیں ہوتا۔ اسی طرح قسطوں پر خریدی گئی چیز کی زیادہ قیمت کو سود قرار نہیں دیا جا سکتا۔ البتہ تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ قسطوں پر اشیاء کی خرید و فروخت سے اجتناب کیا جائے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ کَرَاهِیَةِ بَیْعِ مَا لَیْسَ عِنْدَكَ

باب 19- جو چیز آدمی کے پاس نہ ہو، اسے فروخت کرنا حرام ہے

1153 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ حَدَّثَنَا هُشَیْمٌ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ یُّوْسُفَ بْنِ مَاهَكَ عَنْ حَکِیْمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ

متنِ حدیث: اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ یَاْتِیْنِی الرَّجُلُ یَسْاَلُنِیْ مِنَ الْبَیْعِ مَا لَیْسَ

عِنْدِیْ اَبْتَاعُ لَهٗ مِنَ السُّوْقِ ثُمَّ اَبِيْعُهٗ قَالَ لَا تَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ

◆◆ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا: میں نے عرض کی' میرے پاس ایک شخص آتا ہے' اور وہ مجھ سے ایسی چیز کا سودا کرنا چاہتا ہے' جو میرے پاس نہیں ہے' پہلے میں اسے بازار سے خریدوں گا' پھر اسے فروخت کروں گا' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو چیز تمہارے پاس نہ ہو' تو تم اس کا سودا نہ کرو۔

1154 سندِحدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ يُوْسُفَ بْنِ مَاهَكَ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ

متنِ حدیث: قَالَ نَهَانِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَبِيْعَ مَا لَيْسَ عِنْدِیْ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَّفِى الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

◆◆ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے مجھے اس بات سے منع کیا ہے: میں ایسی چیز کو فروخت کروں' جو میرے پاس نہ ہو۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

1155 سندِحدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ اَبِيْهِ حَتّٰى ذَكَرَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَا يَحِلُّ سَلَفٌ وَّبَيْعٌ وَّلَا شَرْطَانِ فِیْ بَيْعٍ وَّلَا رِبْحُ مَا لَمْ يُضْمَنْ وَلَا بَيْعُ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: قَالَ اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قُلْتُ لِاَحْمَدَ مَا مَعْنٰى نَهٰى عَنْ سَلَفٍ وَّبَيْعٍ قَالَ اَنْ يَّكُوْنَ يُقْرِضُهٗ قَرْضًا ثُمَّ يُبَايِعُهٗ عَلَيْهِ بَيْعًا يَّزْدَادُ عَلَيْهِ وَيَحْتَمِلُ اَنْ يَّكُوْنَ يُسْلِفُ اِلَيْهِ فِیْ شَیْءٍ فَيَقُوْلُ اِنْ لَّمْ يَتَهَيَّاْ عِنْدَكَ فَهُوَ بَيْعٌ عَلَيْكَ قَالَ اِسْحٰقُ يَعْنِیْ ابْنَ رَاهَوَيْهِ كَمَا قَالَ قُلْتُ لِاَحْمَدَ وَعَنْ بَيْعِ مَا لَمْ تَضْمَنْ قَالَ لَا يَكُوْنُ عِنْدِیْ اِلَّا فِی الطَّعَامِ مَا لَمْ تَقْبِضْ قَالَ اِسْحٰقُ كَمَا قَالَ فِیْ كُلِّ مَا يُكَالُ اَوْ يُوْزَنُ قَالَ اَحْمَدُ اِذَا قَالَ اَبِيْعُكَ هٰذَا الثَّوْبَ وَعَلَیَّ خِيَاطَتُهٗ وَقَصَارَتُهٗ فَهٰذَا مِنْ نَّحْوِ شَرْطَيْنِ فِیْ بَيْعٍ وَّاِذَا قَالَ اَبِيْعُكَهٗ وَعَلَیَّ خِيَاطَتُهٗ فَلَا بَاْسَ بِهٖ اَوْ قَالَ اَبِيْعُكَهٗ وَعَلَیَّ قَصَارَتُهٗ فَلَا بَاْسَ بِهٖ اِنَّمَا هُوَ شَرْطٌ وَّاحِدٌ قَالَ اِسْحٰقُ كَمَا قَالَ

1153- اخرجه احمد (434'402/3) وابو داؤد (283/3) كتاب البيوع' باب: فى الرجل يبيع ما ليس عنده' حديث (3503) وابن ماجه (737/2) كتاب التجارات' باب: النهى عن بيع ما ليس عندك' وعن ربح مالم يضمن' حديث (3187) والنسائى (289/7) كتاب البيوع' باب: بيع ما ليس عند البائع' حديث (4613) من طريق ابى بشر عن يوسف بن ماهك عن حكيم بن حزام فذكره-

1155- اخرجه احمد (178/2) وابو داؤد (283/3) كتاب البيوع' باب: فى الرجل يبيع ما ليس عنده' حديث (3504) وابن ماجه (738'737/2) كتاب التجارات' باب: النهى عن بيع ما ليس عندك' وعن ربح ما لم يضمن' حديث (2188) والنسائى (295/7) كتاب البيوع' باب' شرطان فى بيع' حديث (4630) من طريق ايوب عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده عبد الله بن عمرو فذكره-

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ قَدْ رُوِىَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ رَوٰى اَيُّوْبُ السَّخْتِيَانِيُّ وَاَبُوْ بِشْرٍ عَنْ يُوْسُفَ بْنِ مَاهَكَ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ

اختلاف سند: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَرَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ عَوْفٌ وَّهِشَامُ ابْنُ حَسَّانَ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهٰذَا حَدِيْثٌ مُرْسَلٌ اِنَّمَا رَوَاهُ ابْنُ سِيْرِيْنَ عَنْ اَيُّوْبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ يُوْسُفَ بْنِ مَاهَكَ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ هٰكَذَا

◄► عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کے حوالے سے یہ بات ذکر کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے: سلف اور ایسا سودا جس میں ایک ہی سودے میں دو شرطیں ہوں اور جس کا آدمی ضامن نہ ہو وہ منافع اور اس چیز کو فروخت کرنا جو آپ کے پاس نہ ہو یہ (سب) جائز نہیں ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اسحٰق بن منصور بیان کرتے ہیں میں نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا: اس کا کیا مطلب ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے سلف اور سودا کرنے سے منع کیا ہے تو انہوں نے جواب دیا: اس سے مراد یہ ہے: کوئی شخص آدمی کو قرضہ دے پھر اس کے ساتھ کسی چیز کا سودا کرے اور زیادہ وصولی کرے۔

اس میں یہ احتمال بھی ہوسکتا ہے: آدمی کسی دوسرے کو کوئی چیز ادھار کے طور پر دے اور پھر یہ کہے: اگر تم اس کی قیمت ادا نہ کر سکے تو یہ تمہاری طرف سے میرے لیے فروخت ہوگی۔

امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

اسحٰق بن منصور بیان کرتے ہیں: میں نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اس سودے کے بارے میں دریافت کیا جس کے تم ضامن نہیں ہوتے تو انہوں نے فرمایا: میرے نزدیک یہ صرف اناج سے متعلق ہوتا ہے اور اس کا مطلب یہ ہے: یعنی جب تک تم اس پر قبضہ نہ کرلو۔

امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی کے مطابق بیان کیا ہے: یہ ہر اس چیز کے بارے میں ہوتا ہے جسے ماپا جا سکے اور وزن کیا جا سکے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب کوئی شخص یہ کہے: میں تمہیں یہ کپڑا فروخت کرتا ہوں اور اس کو سینا میرے ذمے ہوگا اور اسے دھونا بھی میرے ذمے ہوگا یہ ایک سودے میں دو شرائط ہیں۔

اگر وہ شخص یہ کہے: میں تمہیں اس شرط پر فروخت کرتا ہوں کہ اس کو سینا میرے ذمے ہوگا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

یا وہ یہ کہے: میں تمہیں اس شرط پر فروخت کرتا ہوں کہ اس کا دھونا میرے ذمے ہوگا اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ یہ ایک شرط ہے۔

امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کے مطابق رائے پیش کی ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن" ہے۔

یہی روایت دیگر اسناد کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

ایوب سختیانی اور ابوبشر نے یوسف بن مالک کے حوالے سے حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے اسے نقل کیا ہے۔

عوف اور ہشام بن حسان نے اس روایت کو ابن سیرین کے حوالے سے' حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے' اور یہ روایت ''مرسل'' ہے۔

ابن سیرین نے اس روایت کو ایوب سختیانی کے حوالے سے' یوسف بن مالک کے حوالے سے' حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

1156 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ وَعَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخُزَاعِيُّ الْبَصْرِيُّ اَبُوْ سَهْلٍ وَّغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ يُّوْسُفَ بْنِ مَاهَكَ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ

متنِ حدیث: قَالَ نَهَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَبِيْعَ مَا لَيْسَ عِنْدِيْ

اسنادِ دیگر: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَرَوٰى وَكِيْعٌ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ يَّزِيْدَ ابْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ وَّلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ يُّوْسُفَ بْنِ مَاهَكَ وَرِوَايَةُ عَبْدِ الصَّمَدِ اَصَحُّ وَقَدْ رَوٰى يَحْيَى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ يَّعْلَى بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ يُّوْسُفَ بْنِ مَاهَكَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عِصْمَةَ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ كَرِهُوْا اَنْ يَّبِيْعَ الرَّجُلُ مَا لَيْسَ عِنْدَهٗ

◆◆ یوسف بن ماہک' حضرت حکیم رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے مجھے اس چیز سے منع کیا تھا: میں اس چیز کو فروخت کروں جو میرے پاس نہ ہو۔

وکیع نے اس رویت کو' یزید بن ابراہیم کے حوالے سے' ابن سیرین کے حوالے سے' ایوب کے حوالے سے' حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے' انہوں نے اس کی سند میں یوسف بن ماہک کا تذکرہ نہیں کیا۔

عبدالصمد نامی راوی سے منقول روایت زیادہ مستند ہے۔ یحییٰ بن ابوکثیر نے اس حدیث کو یعلیٰ بن حکیم کے حوالے سے' یوسف بن ماہک کے حوالے سے' عبداللہ بن عصمہ کے حوالے سے' حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

اکثر اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے' انہوں نے اس بات کو مکروہ قرار دیا ہے' آدمی اس چیز کو فروخت کرے' جو اس کے پاس نہ ہو۔

شرح

غیر مملوک چیز فروخت کرنے کی ممانعت:

پہلی اور دوسری حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ جو چیز بائع کی ملکیت یا قبضہ میں نہ ہو اس کی بیع درست نہیں ہے۔ صحت بیع کی دو شرائط ہیں:

(1) مبیع بائع کی ملکیت میں ہو۔
(2) مبیع پر بائع کا قبضہ ہو۔
اگر ان میں سے ایک شرط بھی نہ پائی گئی تو بیع منعقد نہیں ہوگی۔ اس کے عدم جواز کی وجہ یہ ہے کہ مطلوبہ چیز (مبیع) ہلاک بھی ہوسکتی ہے یا وہ دستیاب ہی نہ ہو تو بیع کی صورت میں بائع وہ چیز کہاں سے لائے گا۔ مثلاً کوئی شخص کسی مکتبہ میں نایاب کتاب دیکھتا ہے اور اس کے پاس دوسرا شخص وہی کتاب خریدنے کے لیے آتا ہے تو وہ یہ خیال کرتا ہوا بیع کر لیتا ہے کہ دُکان سے لا کر کتاب پیش کر دے گا مگر وہ مکتبہ پر گیا تو کتاب فروخت ہو چکی تھی تو وہ کتاب پیش کرنے کا وعدہ کیسے پورا کرے گا؟

"لایحل سلف وبیع" کا مفہوم:

تیسری حدیث باب میں متعدد احکام بیان کیے گئے ہیں جن میں پہلا حکم یہ ہے:

لایحل سلف وبیع .

"یعنی قرضہ اور بیع دونوں کا جمع کرنا جائز نہیں ہے۔"

اس کے متعدد مفاہیم بیان کیے گئے ہیں:

1- کوئی شخص بیع کے وقت قرضہ کی شرط عائد کرے مثلاً مشتری بائع سے یوں کہتا ہے کہ میں تم سے اس شرط پر فلاں چیز خریدتا ہوں کہ تم اتنی رقم مجھے بطورِ قرضہ دو، یہ بیع منع ہے کیونکہ اس میں ایسی شرط لگائی گئی ہے جو مقتضائے عقد کے منافی ہے۔

2- اس کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ کسی شخص کو قرض کی ضرورت پڑ گئی تو اس نے دوسرے آدمی سے قرض طلب کیا۔ اس نے جواب میں کہا: میں تمہیں اس شرط پر قرضہ فراہم کروں گا کہ تم میری فلاں چیز اتنے روپوں میں خریدلو مثلاً بازار میں ایک قلم کی قیمت ساٹھ روپے ہے لیکن یہ سو روپے میں خریدنے کا کہتا ہے۔ بیع کی یہ صورت بھی منع ہے کیونکہ یہ سود کی ایک شکل بنتی ہے اور سود لینا دینا حرام ہے۔ اس صورت میں بائع خواہ براہِ راست تو سود نہیں لے رہا مگر بالواسطہ سود لے رہا ہے۔

3- اس کا تیسرا مفہوم یہ ہے کہ مشتری بائع سے بیع سلم کرتا ہوا یوں کہتا ہے کہ یہ لو ایک ہزار روپے تم مجھے ایک ماہ بعد ایک من باجرہ مہیا کر دینا۔ اگر ایک ماہ بعد تم ایک من باجرہ فراہم نہ کر سکے تو پھر وہی باجرہ بارہ سو کا میں تجھے فروخت کرتا ہوں یعنی پھر ایک ہزار کی بجائے تم بارہ سو مجھے دو گے۔ یہ صورت بھی ناجائز ہے کیونکہ صراحتاً سود ہے جبکہ سود حرام ہے۔

بیع میں شرائط عائد کرنے کے حوالے سے مذاہب آئمہ:

دورانِ بیع کوئی شرط عائد کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ ایک شرط عائد کرنا تو جائز ہے لیکن دو یا زائد شرائط عائد کرنا جائز نہیں ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے: **لاشرطان فی بیع** یعنی بیع میں دو شرطیں عائد کرنا جائز نہیں ہے۔

2- آئمہ ثلاثہ کے نزدیک بیع میں ایسی شرط عائد کرنا جس سے احد المتعاقدین یا مبیع کا فائدہ ہو جبکہ مبیع اہلِ استحقاق سے متعلق ہو درست نہیں ہے کیونکہ اس سے بیع فاسد ہو جاتی ہے۔ علاوہ ازیں اس میں نزاع کی صورت بھی پیدا ہو سکتی ہے۔ انہوں نے

حدیث باب سے مفہوم مخالف کا اعتبار کرتے ہوئے استدلال کیا ہے۔ البتہ احناف مفہوم مخالف کا اعتبار نہیں کرتے بلکہ انہوں نے اس روایت سے استدلال کیا ہے:

نهى رسول الله عليه وسلم من بيع و شرط .

''یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع اور شرط دونوں سے منع کیا۔''

اس روایت میں شرط واحد کا ذکر ہے' تثنیہ کا نہیں ہے۔''

حدیث سے متعلق اشیاء کے حوالے سے مذاہب آئمہ:

حدیث باب کن اشیاء سے متعلق ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کے مختلف اقوال ہیں:

1- حضرت امام مالک' حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ اس حدیث کا مصداق مطعومات اشیاء ہیں یعنی اشیاء خورد ونوش جو وزن کر کے یا ناپ کر فروخت کی جاتی ہیں' مشتری جب تک ان پر قبضہ نہ کرلے انہیں فروخت نہیں کرسکتا۔ اشیاء دیگر (غیر مطعومات) قبضہ سے قبل بھی فروخت کی جاسکتی ہیں۔

2- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس حدیث کا مصداق اشیاء منقولہ ہیں۔ یعنی اشیاء منقولہ قبضہ سے قبل فروخت نہیں کی جاسکتیں۔ البتہ غیر منقولہ اشیاء قبضہ سے قبل بھی فروخت کی جاسکتی ہیں۔ مثلاً مکان' پلاٹ اور زرعی زمین۔

3- حضرت امام محمد اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا مصداق مطعومات' منقولات اور غیر منقولات سب اشیاء ہیں' جب تک ضمان (ذمہ داری) نہ آئے کوئی چیز بھی فروخت نہیں کی جاسکتی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَهِبَتِهٖ

باب 20- ولاء کو فروخت کرنا' اس کو ہبہ کرنا مکروہ ہے

1157 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ وَشُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَهِبَتِهٖ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ

1157- اخرجه مالك (782/2) كتاب العتق والولاء' باب: مصير الولاء لمن اعتق' حديث (20) واحمد (2/9'79) والبخاري (198/5) كتاب العتق' باب' بيع الولاء' وهبة' حديث (2535) ومسلم (1145/2) كتاب العتق' باب: النهي عن بيع الولاء' وهبته' حديث (16-1506) وابو داؤد (127/3) كتاب الفرائض' باب في بيع الولاء وعن هبة' حديث (2747) والنسائي (306/7) كتاب البيوع' باب: بيع الولاء' حديث (4659) والدارمي (256/2) كتاب البيوع' باب: النهي عن بيع الولاء والحميدي (285/2) حديث (639) من طريق عبد الله بن دينار عن عبد الله بن عمر فذكره

وَقَدْ رَوٰى يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَهِبَتِهٖ

وَهُوَ وَهْمٌ وَّهِمَ فِيْهِ يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ وَّرَوٰى عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَّغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ يَحْيَى بْنِ سُلَيْمٍ

◄► حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ولاء کوفروخت کرنے یا اسے ہبہ کرنے سے منع کیا ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

ہم اس روایت کو صرف عبداللہ بن دینار کی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کردہ روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے۔

یحییٰ بن سلیم نے اس روایت کو عبیداللہ بن عمر کے حوالے سے' نافع کے حوالے سے' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔ آپ ﷺ نے ولاء کوفروخت کرنے اور اسے ہبہ کرنے سے منع کیا ہے۔

یہ ایک وہم ہے' اس کے بارے میں یحییٰ بن سلیم نامی راوی کو وہم ہوا ہے۔

عبدالوہاب ثقفی' عبداللہ بن عمر اور اس کے علاوہ دیگر راویوں نے اسے عبیداللہ بن عمر کے حوالے سے' عبداللہ بن دینار کے حوالے سے' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے' اور یہ روایت یحییٰ بن سلیم سے منقول روایت کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

شرح

ولاء کی تعریف' اقسام اور حکم:

غلام یا لونڈی کو آزاد کرنے سے آقا اور آزاد شدہ کے درمیان جو رشتہ وعلاقہ قائم ہوتا ہے' اسے ''ولاء'' کہا جاتا ہے۔

ولاء کی دو اقسام ہیں:

1- ولاء العتاقہ: جب کوئی شخص غلام خرید کر اسے آزاد کر دیتا ہے تو آقا اس کا عصبہ قرار پاتا ہے۔ غلام کی وفات ہونے پر اس کے دیگر ورثاء اور عصبات میں سے کوئی نہ ہو' تو غلام کا مال وراثت آقا کو مل جاتا ہے جو آخر العصبات ہوتا ہے۔

2- ولاء الموالاۃ: جب کوئی غیر مسلم دولتِ اسلام سے سرفراز ہو کر دائرۂ اسلام میں داخل ہوتا ہے تو مسلمانوں میں اس کا کوئی رشتہ دار موجود نہ ہو' تو وہ کسی مسلمان سے عقد ومعاہدہ کر لیتا ہے کہ ہم دونوں میں سے جو پہلے مرے گا' تو دوسرا شخص اس کا وارث بنے گا اور دونوں میں سے کسی سے فعلِ قتل صادر ہوتا ہے تو دوسرا بھائی اس کی دیت ادا کرے گا۔ اس تعلق کو ''ولاء الموالاۃ'' اور جس شخص سے معاہدہ طے پایا ہوا سے ''مولی الموالاۃ'' کہتے ہیں۔

ولاء کی بیع اور ہبہ نہ جائز ہونے کی وجہ:

حدیث باب میں ولاء کی بیع اور اسے ہبہ کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں:

الولاء لحمة كلحمة النسب ۔ (سنن بیہقی ج:6 ص:24)

''حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ولاء بھی نسبی رشتہ کی طرح ایک رشتہ ہے۔''

جس طرح نسب تبدیل نہیں ہوتا اسی طرح ولاء میں بھی تبدیلی نہیں ہوسکتی۔جس طرح نسبی تعلق کی وجہ سے وراثت ملتی ہے اسی طرح ''ولاء'' کی وجہ سے بھی وراثت ملتی ہے۔علاوہ ازیں ولاء کا تعلق حقوق شرعیہ سے ہے جو منتقل نہیں ہوسکتے۔ممانعت کی ایک وجہ یہ ہے کہ اس بیع میں غرر (دھوکہ) ہے۔اس کی صورت یہ ہے کہ مشتری کی طرف سے ثمن کی وصولی یقینی ہے لیکن بائع کی طرف سے کوئی چیز ملنے میں تردد ہے کیونکہ اس بات کا بھی امکان ہے کہ حصول ولاء سے قبل یہ مرجائے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيئَةً

باب 21- جانور کے بدلے میں جانور کو ادھار فروخت کرنا حرام ہے

1158 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ مُوْسٰى مُحَمَّدُ بْنُ مُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيئَةً

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّجَابِرٍ وَّابْنِ عُمَرَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ سَمُرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَّسَمَاعُ الْحَسَنِ مِنْ سَمُرَةَ صَحِيْحٌ هٰكَذَا قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِيْنِيِّ وَغَيْرُهُ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ فِيْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيئَةً وَّهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَاَهْلِ الْكُوْفَةِ وَبِهٖ يَقُوْلُ اَحْمَدُ وَقَدْ رَخَّصَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ فِيْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيئَةً وَّهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَاِسْحٰقَ

◆◆ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے جانور کی عوض میں جانور کے ادھار سودے سے منع کیا ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

1158- اخرجه احمد (22/5) وابو داؤد (250/3) كتاب البيوع' باب: في الحيوان بالحيوان نسيئة' حديث (3356) والنسائي (292/7) كتاب البيوع' باب: بيع الحيوان بالحيوان نسيئة' حديث (4620) وابن ماجه (763/2) كتاب التجارات: باب: الحيوان بالحيوان نسيئة' حديث (2270) والدارمي (254/2) كتاب البيوع' باب: النهي عن بيع الحيوان بالحيوان' من طريق قتادة عن الحسن عن سمرة بن جندب فذكره-

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث کا سماع کرنا درست ہے۔

علی بن مدینی اور دیگر حضرات نے اسی طرح بیان کیا ہے۔

اکثر اہلِ علم جو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں ان کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے یعنی جانور کے عوض میں جانور کو ادھار فروخت کرنا (جائز نہیں ہے)

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور اہلِ کوفہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہلِ علم نے جانور کے عوض میں جانور کو ادھار فروخت کرنے کی اجازت دی ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

1159 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنِ الْحَجَّاجِ وَهُوَ ابْنُ اَرْطَاةَ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اَلْحَيَوَانُ اثْنَانِ بِوَاحِدٍ لَّا يَصْلُحُ نَسِيئًا وَّلَا بَاْسَ بِهٖ يَدًا بِيَدٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ایک جانور کے بدلے میں دو جانور فروخت کیے جاسکتے ہیں لیکن انہیں ادھار کے طور پر فروخت کرنا درست نہیں ہے البتہ دست بدست فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

شرح

احادیث باب کا مفہوم:

احادیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک حیوان کو دوسرے حیوان کے عوض خواہ دونوں کی جنس ایک ہو یا نہ ہو کمی بیشی کے ساتھ نقد وفروخت کرنا بالاجماع جائز ہے۔ البتہ اُدھار فروخت کرنا منع ہے۔ یہاں کل تین صورتیں بنتی ہیں جن میں سے ایک اختلافی ہے اور دو اتفاقی ہیں:

1- دونوں حیوانوں کی نقد بیع بالاتفاق جائز ہے۔

2- دونوں حیوانوں کی اُدھار بیع بالاجماع منع ہے۔

3- دونوں حیوانوں میں سے ایک کی نقد اور دوسرے کی اُدھار بیع میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک دونوں حیوانوں کی بیع میں کمی بیشی تو جائز ہے

1159- اخرجه احمد (382-380-310/3) وابن ماجه (763/2) كتاب التجارات' باب: الحيوان بالحيوان نسيئة' حديث (2271)من طريق حجاج عن ابى الزبير عن جابر بن عبد الله فذكره-

لیکن اُدھار ایک بھی جائز نہیں ہے۔ حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ دونوں حیوانوں میں سے ایک کو اُدھار فروخت کرنا تو جائز ہے لیکن دونوں کی اُدھار بیع جائز نہیں ہے۔

حیوان کی حیوان کے عوض اُدھار بیع کی ممانعت کے دلائل:

حیوانوں کو باہم اُدھار فروخت کرنا منع ہے۔ احادیث باب کے علاوہ مزید اس کے دلائل درج ذیل ہیں:

1- حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا ربا الا النسيئة ۔ (صحیح بخاری رقم الحدیث: 2178)

"سود صرف اُدھار میں ہے۔"

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں:

نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيع الكالى بالكالى ۔ (مشکوٰۃ شریف رقم الحدیث: 2863)

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں عوضوں میں اُدھار سے منع فرمایا۔"

سوال: حدیث باب سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک حیوان کے عوض دو حیوانوں کی بیع جائز ہے کیا یہ زیادتی سود کے زمرے میں نہیں آتی؟

جواب: یہ زیادتی سود نہیں ہے کیونکہ سود صرف مکیلی یا موزونی اشیاء میں ہوتا ہے جبکہ حیوانات نہ مکیلی ہیں اور نہ موزونی بلکہ عددی ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ شِرَاءِ الْعَبْدِ بِالْعَبْدَيْنِ

باب 22- دو غلاموں کے عوض میں ایک غلام کو فروخت کرنے کا حکم

1160 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ اَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ

متنِ حدیث: جَآءَ عَبْدٌ فَبَايَعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْهِجْرَةِ وَلَا يَشْعُرُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ عَبْدٌ فَجَآءَ سَيِّدُهُ يُرِيْدُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعْنِيْهِ فَاشْتَرَاهُ بِعَبْدَيْنِ اَسْوَدَيْنِ ثُمَّ لَمْ يُبَايِعْ اَحَدًا بَعْدُ حَتّٰى يَسْاَلَهُ اَعَبْدٌ هُوَ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنْ اَنَسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ جَابِرٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

1160- اخرجه احمد (349/3) ومسلم (1225/3) كتاب المساقاة' باب جواز بيع الحيوان بالحيوان من جنسه متفاضلاً' حديث (1602-122) وابو داؤد (250/3' 251) كتاب البيوع' باب: في ذلك اذا كان يداً بيد' حديث (3358) والنسائي (292/7' 293) كتاب البيوع' باب: بيع الحيوان بالحيوان يداً بيد متفاضلاً' حديث (4621) وابن ماجه (958/2) كتاب الجهاد' باب: البيعة' حديث (2869) من طريق الليث عن ابى الزبير عن جابر بن عبد الله فذكره-

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰی ھٰذَا عِنْدَ اَھْلِ الْعِلْمِ اَنَّہٗ لَا بَأْسَ بِعَبْدٍ بِعَبْدَیْنِ یَدًا بِیَدٍ وَّاخْتَلَفُوْا فِیْہِ اِذَا کَانَ نَسِیئًا

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک غلام آیا اس نے نبی اکرم ﷺ کے دستِ اقدس پر ہجرت کرنے کی بیعت کر لی۔ نبی اکرم ﷺ کو اس بات کا پتہ نہیں تھا: وہ غلام ہے' پھر اس کا آقا اس کو تلاش کرتا ہوا آیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اسے مجھے فروخت کردو! پھر نبی اکرم ﷺ نے دو سیاہ فام غلاموں کے عوض میں اس غلام کو خرید لیا اس کے بعد نبی اکرم ﷺ جب بھی کسی سے بیعت لیتے تھے' تو اس سے یہ پوچھ لیتے تھے کہ کیا وہ غلام ہے؟

اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے' یعنی اس میں کوئی حرج نہیں ہے: دو غلاموں کے عوض میں ایک غلام کا سودا دست بدست کیا جائے۔

تاہم اگر یہ ادھار ہو' تو اس بارے میں انہوں نے اختلاف کیا ہے۔

شرح

ایک غلام کے عوض دو غلاموں کی بیع کے جواز کی وجہ:

حدیث باب سے ایک غلام کے عوض دو غلاموں کی بیع کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ اس جواز کی وجہ یہ ہے کہ یہ ربوی چیز نہیں ہے' کیونکہ ربوی چیز کی دو شرائط ہیں:

1- دونوں اشیاء کا ہم جنس ہونا

2- دونوں کا موزونی یا مکیلی ہونا

جب غلام کا تعلق ربوی اشیاء سے نہ ہوا تو اس کی بیع میں کمی بیشی جائز ہے اور یہ کمی بیشی ربا (سود) ہرگز نہیں ہوگا۔

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ الْحِنْطَةَ بِالْحِنْطَةِ مِثْلًا بِمِثْلٍ كَرَاهِيَةَ التَّفَاضُلِ فِيْهِ

باب 23- گندم کے عوض میں گندم کو نقد فروخت کرنا' اس میں اضافی ادائیگی کا مکروہ ہونا

1161 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِی الْاَشْعَثِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَلذَّهَبُ بِالذَّهَبِ مِثْلًا بِمِثْلٍ وَّالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ مِثْلًا بِمِثْلٍ وَّالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ مِثْلًا بِمِثْلٍ وَّالْبُرُّ بِالْبُرِّ

1161- اخرجه احمد (320،314/5) ومسلم (1211/3) كتاب المساقاة' باب: الصرف وبيع الذهب بالورق نقداً' حديث (1587-81) وابو داؤد (249،248/3) كتاب البيوع' باب: في الصرف' حديث (3349) والنسائي (276/7) كتاب البيوع' باب: بيع الشعير بالشعير' حديث (4563) من طريق ابي قلابة عن ابي الاشعث عن عبادة بن الصامت به۔

مِثْلاً بِمِثْلٍ وَّالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مِثْلًا بِمِثْلٍ وَّالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ مِثْلًا بِمِثْلٍ فَمَنْ زَادَ اَوِ ازْدَادَ فَقَدْ اَرْبٰى بِيْعُوا الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ كَيْفَ شِئْتُمْ يَدًا بِيَدٍ وَّبِيْعُوا الْبُرَّ بِالتَّمْرِ كَيْفَ شِئْتُمْ يَدًا بِيَدٍ وَّبِيْعُوا الشَّعِيْرَ بِالتَّمْرِ كَيْفَ شِئْتُمْ يَدًا بِيَدٍ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ وَّاَبِیْ هُرَيْرَةَ وَبِلَالٍ وَّاَنَسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عُبَادَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اختلاف روایت: وَقَدْ رَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ خَالِدٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ بِيْعُوا الْبُرَّ بِالشَّعِيْرِ كَيْفَ شِئْتُمْ يَدًا بِيَدٍ وَّرَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ خَالِدٍ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِی الْاَشْعَثِ عَنْ عُبَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَدِيْثَ وَزَادَ فِيْهِ قَالَ خَالِدٌ قَالَ اَبُوْ قِلَابَةَ بِيْعُوا الْبُرَّ بِالشَّعِيْرِ كَيْفَ شِئْتُمْ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ لَا يَرَوْنَ اَنْ يُّبَاعَ الْبُرُّ بِالْبُرِّ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَّالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ فَاِذَا اخْتَلَفَ الْاَصْنَافُ فَلَا بَاْسَ اَنْ يُّبَاعَ مُتَفَاضِلًا اِذَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ وَّهٰذَا قَوْلُ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ قَالَ الشَّافِعِيُّ وَالْحُجَّةُ فِيْ ذٰلِكَ قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيْعُوا الشَّعِيْرَ بِالْبُرِّ كَيْفَ شِئْتُمْ يَدًا بِيَدٍ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنْ تُبَاعَ الْحِنْطَةُ بِالشَّعِيْرِ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَّهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ

قولِ امام ترمذی: وَالْقَوْلُ الْاَوَّلُ اَصَحُّ

◆◆ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: سونے کے عوض میں سونے کو برابر' چاندی کے عوض میں چاندی کو برابر' کھجور کے عوض میں کھجور کو برابر' گیہوں کے عوض میں گیہوں کو برابر' نمک کے عوض میں نمک کو برابر اور جو کے عوض میں جو کے برابر برابر فروخت کرو' جو شخص زیادہ ادائیگی کرے' یا زیادہ ادائیگی چاہے' تو اس نے سود کا کام کیا' چاندی کے عوض میں سونے کو جس طرح چاہو نقد فروخت کرو۔

اس بارے میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بعض حضرات نے اس روایت کو خالد کے حوالے سے اسی سند کے ہمراہ نقل کیا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: گیہوں کے عوض میں ''جو'' کو جس طرح چاہو نقد فروخت کرو۔

انہوں نے اس میں یہ اضافی بات نقل کی ہے۔ خالد بیان کرتے ہیں: ابوقلابہ نے یہ بیان کی ہے: جو کے عوض میں گیہوں کو جس طرح تم چاہو فروخت کرو۔

اس کے بعد اس نے پوری حدیث ذکر کی ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ ان کے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں ہے: غلے کے عوض میں غلے کو برابر فروخت کیا جائے' یا جو کے عوض میں جو کو برابر فروخت کیا جائے۔

لیکن اگر اصناف مختلف ہوں، تو ایک دوسرے سے کم یا زیادہ فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، جبکہ یہ لین دین نقد ہو۔
نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اکثر اہلِ علم اسی بات کے قائل ہیں۔
سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، اس بارے میں دلیل نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان ہے: اناج کے عوض میں "جو" کو جس طرح چاہو، نقد فروخت کرو۔
اہلِ علم کے ایک گروہ نے اس بات کو مکروہ قرار دیا ہے: جو کے عوض میں گندم کو اضافی طور پر فروخت کیا جائے۔
امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔
(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) پہلی رائے درست ہے۔

شرح

ربا کی تعریف اور اقسام:

دو ہم جنس اور موزونی یا مکیلی اشیاء میں کمی بیشی یا اُدھار کو ربا کہا جاتا ہے۔ ربا کی دو اقسام ہیں:
1- ربا الفضل: دو ہم جنس اور موزونی و مکیلی اشیاء میں کمی بیشی یا اُدھار کو کہا جاتا ہے۔
2- ربا القرض: کسی کو قرض فراہم کیا اور ساتھ ہی اضافی رقم کے ساتھ واپسی کی شرط لگا دی۔ مثلاً دس ہزار روپے قرض دیا جو ایک ماہ کے بعد بارہ ہزار روپے واپس کرنے کا کہا تو اس صورت میں دو ہزار روپے سود کہلائے گا۔

مسئلہ ربا کے حوالہ سے ایک اہم اصول:

جس چیز کی بھی ہم خرید و فروخت کرتے ہیں اس کی چار صورتیں ہو سکتی ہیں: اس کا وزن کریں گے یا اسے ناپیں گے یا اسے شمار کریں گے یا اس کی گز سے پیمائش کریں گے۔ پہلی قسم کی اشیاء کو موزونات، دوسری قسم کی اشیاء کو مکیلات، تیسری قسم کی اشیاء کو معدودات اور چوتھی قسم کی اشیاء کو مزروعات کہا جاتا ہے۔ پھر ہماری خریداری کے بھی تین طریقے ہو سکتے ہیں:
1- رقم کے بدلے چیز لینا
2- ایک چیز دے کر اسی جنس کی دوسری چیز لینا مثلاً سونے کا تبادلہ سونے سے یا چاندی کا تبادلہ چاندی سے اور
3- ایک چیز دے کر دوسری جنس کی کوئی چیز وصول کرنا۔ مثلاً سونے کا تبادلہ چاندی سے یا اس کا عکس
کسی بھی چیز میں سود کا حکم ثابت کرنے کے لیے دو شرائط ہیں:
1- دونوں چیزوں کا تعلق مکیلات یا موزونات سے ہو۔
2- دونوں چیزیں ہم جنس ہوں۔ جہاں یہ دونوں شرائط پائی جائیں وہاں بیع کے معاملہ میں دونوں چیزوں کا برابر برابر ہونا اور نقد ہونا ضروری ہے۔ اس میں کمی بیشی جائز نہیں ہے۔ اگر کسی چیز میں معاملہ بیع کرتے وقت پہلی شرط پائی جائے جبکہ دوسری مفقود ہو،

تو نقد بیع کی بیشی سے جائز ہے لیکن اُدھار کی صورت میں ناجائز اور سود ہوگا۔

حرمتِ سود کی علت کے حوالہ سے مذاہبِ آئمہ:

حرمتِ سود کی علت کے بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حرمتِ سود کی علت طعم اور ثمنیت ہے۔ اس لیے ان کا خیال ہے کہ کھانے پینے کی تمام اشیاء اور سونا و چاندی کا ہم جنس چیزوں کی زیادتی کے ساتھ خرید و فروخت سود ہے۔ جو اشیاء بطورِ طعم وثمنیت نہ ہوں، تو ان کی بیع میں کمی بیشی سود نہیں ہے۔ مثلاً تانبا، لوہا، کپڑا، چونا اور لکڑی وغیرہ۔

2- حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ سونا اور چاندی میں حرمتِ سود کی علت ثمنیت ہے، جبکہ باقی چیزوں میں طعم ہے۔

3- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حرمتِ سود کی علت ثمنیت اور طعم (خوراک) کا قابل ذخیرہ ہونا ہے۔ اس طرح ان کے خیال کے مطابق پیتل، لوہا، تانبا، لکڑی اور دوسری چیزوں میں بیع کے وقت کمی وبیشی سود شمار نہیں ہوگی۔

4- حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ ناپ تول، اور اشتراک جنس حرمتِ سود کی علت ہے۔ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عددی اشیاء میں حرمتِ ربا کا تصور نہیں ہے۔ مثال کے طور پر سیب وزن سے فروخت ہوتے ہوں، تو ایک کلو کے بدلے دو کلو وصول کرنا سود ہے۔ چونکہ کیلے عددی پھل ہے، اس لیے ان میں ایک درجن کے عوض دو درجن فروخت کرنا سود نہیں۔

سود کے بارے میں فقہی مسائل:

سود کے متعلق چند فقہی مسائل درج ذیل ہیں:

☆...... ربا یعنی سود حرام قطعی ہے، اس کی حرمت کا منکر کافر ہے اور حرام سمجھ کر جو اس کا مرتکب ہوتا ہے۔ وہ فاسق ومردود الشہادت ہے۔ عقد معاوضہ میں جب دونوں طرف مال ہو اور ایک طرف زیادتی ہو کہ اس کے مقابل میں دوسری طرف کچھ نہ ہو، تو یہ سود ہے۔

☆...... جو چیز ناپ یا تول سے بکتی ہو جب اس کو اپنی جنس سے بدلا جائے جیسے گندم کے بدلے گندم، جو کے بدلے جو لیے اور ایک طرف زیادہ ہو، تو حرام ہے۔ اگر وہ چیز ناپ یا تول کی ہو یا ایک جنس کو دوسری جنس سے بدلا ہو، تو سود نہیں ہے۔ عمدہ اور خراب کا کوئی فرق نہیں یعنی تبادلہ جنس میں ایک طرف کم ہے مگر یہ اچھی ہے، دوسری طرف زیادہ ہے۔ وہ خراب ہے تب بھی سود اور حرام ہے۔ لازم ہے کہ دونوں ناپ تول میں برابر ہوں۔ جس چیز پر سود کی حرمت کا دارومدار ہے۔ وہ قدر و جنس ہے، قدر سے مراد وزنی یا ناپ ہے۔

☆...... دونوں چیزوں کا ایک نام اور ایک کام ہو، تو ایک جنس سمجھیے اور نام و جنس میں اختلاف ہو، تو دو جنس جانیے جیسے گندم، جو اور کپڑے کی اقسام ململ، لٹھا اور گبرون وغیرہ سب اجناس مختلف ہیں۔ کھجور کی سب اقسام ایک جنس ہیں جبکہ لوہا، تانبا اور پیتل مختلف

جنسیں ہیں۔

☆......قدر وجنس دونوں موجود ہوں' تو کمی بیشی بھی حرام ہے' اس کو ربا الفضل کہتے ہیں اور ایک طرف نقد اور دوسری طرف اُدھار یہ بھی حرام ہے جیسے گندم کو گندم' جو کو جو کے بدلے فروخت کریں تو کم وبیش حرام اور ایک اب دیتا ہے' دوسرا کچھ دیر کے بعد دے گا' یہ بھی حرام اور دونوں میں سے ایک ہو' ایک نہ ہو' تو کمی وبیشی جائز ہے اور اُدھار حرام ہے جیسے گندم کو جو کے بدلے یا ایک طرف شیشہ ایک طرف لوہا کہ پہلی مثال میں ناپ اور دوسری میں وزن مشترک ہے مگر جنس کا دونوں میں اختلاف ہے۔

☆......شریعت میں ناپ کی مقدار کم از کم نصف صاع ہے' اگر کوئی کیلی چیز نصف سے کم ہو جیسے ایک دولپ اس میں کمی بیشی یعنی ایک لپ' دولپ کے بدلے میں فروخت کرنا جائز ہے۔ اسی طرح ایک سیب دو کے بدلے میں' ایک کھجور دو کے بدلے میں' ایک انڈہ دو انڈوں کے بدلے میں' ایک اخروٹ دو کے بدلے میں' ایک تلوار دو تلواروں کے بدلے میں' ایک دوات دو دواتوں کے بدلے میں' ایک سوئی دو سوئیوں کے بدلے میں اور ایک شیشی دو شیشیوں کے عوض فروخت کرنا جائز ہے۔

(ماخوذ از کتب فقہ و بہار شریعت' ج:2' از صفحہ:765 تا 771)

سوال: اگر کوئی آدمی کسی کو قرض دیتے وقت رقم کی واپسی کے وقت اضافہ یا سود کی شرط عائد نہیں کرتا لیکن مقروض اصل رقم کے ساتھ اپنی مرضی سے اضافی رقم پیش کرے' تو کیا وہ سود ہوگا یا نہیں؟ مثلاً ایک شخص بیس ہزار روپے قرض لیتا ہے اور تین سال کے بعد وہ بائیس ہزار روپے واپس کرتا ہے یعنی دو ہزار اپنی خوشی سے اصل رقم میں ملا کر دیتا ہے؟

جواب: صورتِ مسئولہ جائز ہے اور اسے سود نہیں کہا جائے گا بلکہ احسان کہا جائے گا۔ اس لیے کہ مقروض نے اپنی طرف سے دو ہزار روپے اضافی اپنی خوشی سے دیے ہیں' کیونکہ مالک تین سال تک اس رقم کی زکوٰۃ دیتا رہا ہے اور کرنسی ڈاؤن ہونے کی وجہ سے بھی وہ خسارے میں رہا جبکہ مقروض قرضہ کی رقم سے مسلسل استفادہ کرتا رہا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الصَّرْفِ

باب 24- بیع صرف کا بیان

1162 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ اَخْبَرَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَخْبَرَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ عَنْ نَّافِعٍ قَالَ

متنِ حدیث: انْطَلَقْتُ اَنَا وَابْنُ عُمَرَ اِلٰى اَبِىْ سَعِيْدٍ فَحَدَّثَنَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعَتْهُ اُذُنَایَ هَاتَانِ يَقُوْلُ لَا تَبِيْعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَّالْفِضَّةَ بِالْفِضَّةِ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ لَّا يُشَفُّ بَعْضُهُ عَلٰى بَعْضٍ وَّلَا تَبِيْعُوْا مِنْهُ غَائِبًا بِنَاجِزٍ

1262- اخرجه مالك في الموطا (632/2) كتاب البيوع' باب: بيع الذهب بالفضة تبرا وعينا' حديث (30) واحمد (4/6, 61) والبخاري (444/4) كتاب البيوع: باب: بيع الفضة بالفضة' حديث (2177) ومسلم (1208/3) كتاب المساقاة' باب الربا' حديث (1584/76) والنسائي (279/7) كتاب البيوع: باب بيع الذهب بالذهب' حديث (4571) من طريق يحيى بن كثير عن نافع عن ابي سعيد الخدري فذكره۔

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِى الْبَاب عَنْ اَبِىْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَاَبِىْ هُرَيْرَةَ وَهِشَامِ بْنِ عَامِرٍ وَّالْبَرَاءِ وَزَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ وَفَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ وَّاَبِىْ بَكْرَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَاَبِى الدَّرْدَاءِ وَبِلَالٍ

حکم حدیث: قَالَ وَحَدِيْثُ اَبِىْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى الرِّبَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ اِلَّا مَا رُوِىَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ كَانَ لَا يَرٰى بَاْسًا اَنْ يُّبَاعَ الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ مُتَفَاضِلًا وَّالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ مُتَفَاضِلًا اِذَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ وقَالَ اِنَّمَا الرِّبَا فِى النَّسِيئَةِ وَكَذٰلِكَ رُوِىَ عَنْ بَعْضِ اَصْحَابِهٖ شَىْءٌ مِّنْ هٰذَا وَقَدْ رُوِىَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ رَجَعَ عَنْ قَوْلِهٖ حِيْنَ حَدَّثَهٗ اَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِىُّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقَوْلُ الْاَوَّلُ اَصَحُّ وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَرُوِىَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ اَنَّهٗ قَالَ لَيْسَ فِى الصَّرْفِ اخْتِلَافٌ

◆◆ نافع بیان کرتے ہیں: میں اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما' حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس گئے' تو انہوں نے ہمیں یہ حدیث سنائی: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے اپنے دونوں کانوں کے ذریعے سنا ہے: سونے کو سونے کے عوض میں صرف برابر فروخت کرو' اور چاندی کو چاندی کے عوض میں صرف برابر فروخت کرو' اس میں سے کسی ایک سمت سے زیادہ ادائیگی نہ کرو اور نہ ہی موجود چیز کے عوض غیر موجود کا سودا کرو۔

اس بارے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ' حضرت عمر رضی اللہ عنہ' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ' حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ' حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ' حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ' حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما' حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ' حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی نبی اکرم ﷺ سے نقل کردہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب سے تعلق رکھنے والے اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے' سوائے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے' ان کے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں ہے: سونے کے عوض میں سونے کو اضافی طور پر فروخت کیا جائے' یا چاندی کے عوض میں چاندی کو اضافی طور پر فروخت کیا جائے' یا چاندی کے عوض میں چاندی کو اضافی طور پر فروخت کیا جائے' جبکہ یہ لین دین نقد ہو۔

وہ یہ فرماتے ہیں: سود ادھار میں ہوتا ہے۔

اسی طرح کی روایت ان کے بعض شاگردوں سے بھی منقول ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بھی نقل کی گئی ہے: انہوں نے اپنے اس قول سے رجوع کر لیا تھا' جب حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے انہیں' نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے حدیث سنائی تھی۔

تاہم پہلی رائے درست ہے۔ اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ' ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ' امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ' امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ بات نقل کی گئی ہے: انہوں نے یہ فرمایا ہے: بیع صرف کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

1163 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

متنِ حدیث: كُنْتُ اَبِيْعُ الْاِبِلَ بِالْبَقِيْعِ فَاَبِيْعُ بِالدَّنَانِيْرِ فَاٰخُذُ مَكَانَهَا الْوَرِقَ وَاَبِيْعُ بِالْوَرِقِ فَاٰخُذُ مَكَانَهَا الدَّنَانِيْرَ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدْتُّهٗ خَارِجًا مِّنْ بَيْتِ حَفْصَةَ فَسَاَلْتُهٗ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ لَا بَاْسَ بِهٖ بِالْقِيْمَةِ

اختلافِ روایت: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ لَّا نَعْرِفُهٗ مَرْفُوْعًا اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَرَوٰى دَاوٗدُ بْنُ اَبِىْ هِنْدٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَوْقُوْفًا

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنْ لَّا بَاْسَ اَنْ يَّقْتَضِىَ الذَّهَبَ مِنَ الْوَرِقِ وَالْوَرِقَ مِنَ الذَّهَبِ وَهُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

وَقَدْ كَرِهَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ ذٰلِكَ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں بقیع میں دیناروں کے عوض میں اونٹ فروخت کیا کرتا تھا' اوران کی جگہ چاندی لے لیا کرتا تھا' یا کبھی چاندی کے عوض میں فروخت کرتا تھا' اوران کی جگہ دینار لے لیا کرتا تھا' ایک مرتبہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' تو میں نے آپ کو سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے باہر نکلتے ہوئے پایا' میں نے آپ ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا' تو آپ نے ارشاد فرمایا: قیمت کے حوالے سے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ہم اس حدیث کے ''مرفوع'' ہونے کو صرف سماک بن حرب کی' سعید بن جبیر کے حوالے سے' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

داؤد بن ابوہند نے اس روایت کو سعید بن جبیر کے حوالے سے' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ''موقوف'' روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں ہے: آدمی چاندی کی جگہ سونے کی ادائیگی کر دے' یا سونے کی جگہ چاندی کی ادائیگی کرے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اورامام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہلِ علم نے اس کو مکروہ قرار دیا ہے۔

1164 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ اَنَّهٗ قَالَ

1163– اخرجه احمد (154'83'59'33/2) وابو داؤد (250/3) كتاب البيوع' باب: في اقتضاء الذهب من الورق' حديث (3354) والنسائي (282'281/7) كتاب البيوع' باب: بيع الفضة بالذهب' وبيع الذهب بالفضة' حديث (4582) وابن ماجه (760/2) كتاب التجارات' باب: اقتضاء الذهب من الورق' والورق من الذهب' حديث (2626) والدارمي (259/2) كتاب البيوع' باب: الرخصة في اقتضاء الورق' من طريق سماك بن حرب عن سعيد بن جبير عن ابن عمر فذكره۔

متن حدیث: اَقْبَلْتُ اَقُوْلُ مَنْ يَّصْطَرِفُ الدَّرَاهِمَ فَقَالَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَهُوَ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَرِنَا ذَهَبَكَ ثُمَّ ائْتِنَا اِذَا جَآءَ خَادِمُنَا نُعْطِكَ وَرِقَكَ فَقَالَ عُمَرُ كَلَّا وَاللّٰهِ لَتُعْطِيَنَّهُ وَرِقَهُ اَوْ لَتَرُدَّنَّ اِلَيْهِ ذَهَبَهُ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْوَرِقُ بِالذَّهَبِ رِبًا اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبًا اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ رِبًا اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبًا اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ وَمَعْنٰى قَوْلِهٖ اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ يَقُوْلُ يَدًا بِيَدٍ

◆◆ حضرت مالک بن اوس بیان کرتے ہیں: میں یہ پوچھتا ہوا (بازار میں) داخل ہوا' درہم کے عوض میں دینار کا لین دین کون کرتا ہے' تو حضرت طلحہ بن عبیداللہ' جو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے' وہ بولے: تم اپنا سونا ہمیں دکھاؤ اور تھوڑی دیر بعد ہمارے پاس آنا جب ہمارا خادم آئے گا' تو ہم چاندی تمہیں دے دیں گے' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہرگز نہیں اللہ کی قسم! یا تو تم اس کی چاندی اسے دو گے یا تم اس کا سونا اسے واپس کر دو گے' کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: سونے عوض میں چاندی کا لین دین سود ہوتا ہے' سوائے اس کے جو نقد ہو' اور اناج کے عوض میں اناج کا لین دین سود ہوتا ہے' سوائے اس کے جو نقد ہو' جو کے عوض جو کا لین دین سود ہوتا ہے۔ سوائے اس کے جو نقد ہو' کھجور کے عوض میں کھجور کا لین دین سود ہوتا ہے۔ سوائے اس کے جو نقد ہو۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے یہ الفاظ "الاھاء وھاء" کا مطلب نقد لین دین ہونا ہے۔

شرح

بیع صرف کی تعریف اور اس کا حکم:

سونا چاندی یا درہم و دینار کے باہم تبادلہ کا نام بیع صرف ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اس کا برابری اور نقد کی بنیاد پر تبادلہ تو جائز ہے لیکن تفاضل واُدھار منع ہے۔ مثلاً سونا سونے کے عوض یا چاندی چاندی کے عوض تبادلہ مساوات اور دست بدست کی بناء پر جائز ہے مگر تفاضل واُدھار ناجائز ہے۔

1164- اخرجه مالك في الموطا (636/2) كتاب البيوع' باب: ما جاء في الصرف' حديث (38) واحمد (24/1) والبخاري (408/4) كتاب البيوع' باب: ما يذكر في بيع الطعام والحكرة' حديث (2134) ومسلم (1209/3) كتاب المساقاة' باب: الصرف وبيع الذهب بالورق نقداً' حديث (79-1586) وابو داؤد (248/3) كتاب البيوع: باب في: في الصرف' حديث (3348) والنسائي (273/7) كتاب البيوع' باب: بيع التمر بالتمر متفاضلاً' حديث (4558) وابن ماجه (759/2) كتاب التجارات' باب: صرف الذهب بالورق' حديث (2260) والدارمي (258/2) كتاب البيوع: باب: في النهي عن الصرف' من طريق مالك بن اوس بن الحدثان عن عمر بن الخطاب فذكره۔

سوال: عصرِ حاضر میں درہم ودینار کی جگہ میں کرنسی نوٹ استعمال ہوتے ہیں تو نوٹوں کا کیا حکم ہے؟

جواب: دَورِ حاضر میں کرنسی نوٹ درہم ودینار کے قائم مقام ہیں۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ سونا چاندی ثمن خلقی ہے جبکہ کرنسی نوٹ ثمن عرفی وحکومتی ہے۔ ایک ملک کے کرنسی نوٹوں میں تبادلہ کرتے وقت کمی بیشی حرام ہے کیونکہ یہ سود ہے۔ البتہ مختلف ممالک کی کرنسی نوٹوں میں تبادلہ کے وقت کمی بیشی جائز ہے کیونکہ یہ سود کی صورت نہیں ہے۔

سوال: کیا سونا چاندی کی طرح کرنسی نوٹوں پر بھی زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟

جواب: جب کرنسی نوٹ ثمن عرفی ہے اور یہ سونا چاندی کے قائم مقام ہے تو اس پر بھی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ البتہ اگر کرنسی نوٹوں کو اس سامان پر قیاس کیا جائے جس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی تو ان پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی لیکن یہ بعید از عقل ہے۔

نوٹ: بقول حضرت امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ یہی ایک خوش قسمت باب ہے جس میں آئمہ فقہ کا اختلاف نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ ابْتِيَاعِ النَّخْلِ بَعْدَ التَّأْبِيْرِ وَالْعَبْدِ وَلَهُ مَالٌ

باب 25- پیوندکاری کے بعد کھجوروں کو فروخت کرنا یا ایسے غلام کو فروخت کرنا جس کے پاس مال موجود ہو

1165 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متنِ حدیث: مَنِ ابْتَاعَ نَخْلًا بَعْدَ اَنْ تُؤَبَّرَ فَثَمَرَتُهَا لِلَّذِيْ بَاعَهَا اِلَّا اَنْ يَّشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ وَمَنِ ابْتَاعَ عَبْدًا وَّلَهُ مَالٌ فَمَالُهُ لِلَّذِيْ بَاعَهُ اِلَّا اَنْ يَّشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَّحَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حدیثِ دیگر: هٰكَذَا رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ

متنِ حدیث: مَنِ ابْتَاعَ نَخْلًا بَعْدَ اَنْ تُؤَبَّرَ فَثَمَرَتُهَا لِلْبَائِعِ اِلَّا اَنْ يَّشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ وَمَنْ بَاعَ عَبْدًا وَّلَهُ مَالٌ

1165 - اخرجه البخاری (60/5) كتاب الشرب والمساقاة' باب: الرجل يكون له ممر او شرب في حائط او في نخل' حديث (2379) ومسلم (1173/3) كتاب البيوع' باب: من باع نخلا عليها تمر' حديث (80-1543) وابو داؤد (268/3) كتاب البيوع: باب: في العبد يباع وله مال' حديث (2433) والنسائي (297/7) كتاب البيوع: باب: العبد يباع ويستثني المشتري ماله' حديث (4636) وابن ماجه (745/2-746) كتاب التجارات' باب: ما جاء فيمن باع نخلا مؤبرا او عبدا له مال' حديث (2211) واخرجه احمد (9/2,82) والحميدي (277/2) حديث (613) وعبد بن حميد ص (237-238) حديث (722) من طريق الزهري عن سالم عن ابن عمر فذكره-

فَمَالُهُ لِلَّذِىْ بَاعَهُ اِلَّا اَنْ يَّشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ

وَقَدْ رُوِىَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: مَنِ ابْتَاعَ نَخْلًا قَدْ اُبِّرَتْ فَثَمَرَتُهَا لِلْبَائِعِ اِلَّا اَنْ يَّشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ

وَقَدْ رُوِىَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ اَنَّهُ قَالَ مَنْ بَاعَ عَبْدًا وَّلَهُ مَالٌ فَمَالُهُ لِلْبَائِعِ اِلَّا اَنْ يَّشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ

اسنادِ دیگر: هٰكَذَا رَوَاهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَغَيْرُهُ عَنْ نَّافِعٍ الْحَدِيْثَيْنِ وَقَدْ رَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْضًا وَّرَوٰى عِكْرِمَةُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيْثِ سَالِمٍ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

قولِ امام بخاری: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدِيْثُ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصَحُّ مَا جَآءَ فِيْ هٰذَا الْبَابِ

◆◆ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص پیوند کاری ہو جانے کے بعد، کھجوروں کے باغ کو خریدے، تو اس باغ کا پھل اس شخص کا ہوگا، جس نے اسے فروخت کیا ہے، سوائے اس صورت کے، کہ خریدار اس کی شرط عائد کرے، اور جو شخص کسی غلام کو خریدے، اور اس غلام کے پاس مال موجود ہو، تو اس کا مال فروخت کرنے والے کی ملکیت ہوگا، سوائے اس صورت کے، کہ خریدار اس کی شرط عائد کر دے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یہی روایت دیگر اسناد کے ہمراہ زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے، سالم کے حوالے سے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے نقل کی گئی ہے: آپ نے ارشاد فرمایا: ہے:

''جو شخص پیوند کاری ہو جانے کے بعد کھجور کا باغ خریدے، تو اس کا پھل فروخت کرنے والے کی ملکیت ہوگا، سوائے اس صورت کے، کہ خریدار شرط عائد کرے اور جو شخص کسی غلام کو فروخت کرے، تو اس کا مال فروخت کرنے والے کی ملکیت ہوگا، سوائے اس صورت کے، کہ خریدار شرط عائد کر دے''۔

نافع کے حوالے سے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے یہ بات بھی نقل کی گئی ہے: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص کھجور کا باغ خریدے، جس میں پیوند کاری کی جا چکی ہو، تو اس کا پھل فروخت کرنے والے کی ملکیت ہوگا، ماسوائے اس صورت کے، کہ خریدار شرط عائد کرے۔

نافع کے حوالے سے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات نقل کی گئی ہے، انہوں نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص کوئی غلام فروخت کرے، جس کے پاس مال موجود ہو، تو اس کا مال فروخت کرنے والے کی ملکیت ہوگا،

سوائے اس صورت کے کہ خریدار شرط عائد کردے۔

اسی طرح عبیداللہ بن عمر اور دیگر راویوں نے نافع کے حوالے سے دو روایات کے طور پر اسے نقل کیا ہے۔

بعض محدثین نے اس روایت کو نافع کے حوالے سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے بھی نقل کیا ہے۔

عکرمہ بن خالد نے اس روایت کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح نقل کیا ہے جیسے سالم کے حوالے سے منقول ہے۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک اس روایت پر عمل کیا جاتا ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے سالم کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے جو روایت منقول ہے۔ وہ اس بارے میں زیادہ مستند ہے۔

شرح

مسئلہ حدیث کی وضاحت:

حدیث باب میں دو مسائل بیان کیے گئے ہیں۔ پہلا مسئلہ یہ ہے کہ کھجوروں کے باغ کا مالک درختوں کو پیوندکاری کر کے فروخت کرتا ہے جبکہ پھل بھی نمایاں ہو چکا ہو تو ان درختوں کا پہلا پھل بائع کا ہوگا ہاں اگر دورانِ بیع مشتری نے درختوں کے ساتھ پھلوں کی بھی شرط عائد کرلی ہو تو پھل مشتری کا ہوگا۔

تابیر نخل کے مفہوم میں اختلافِ آئمہ:

حدیث باب کے الفاظ "تابیر نخل" کے مفہوم میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ آئمہ ثلاثہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ اس کا ظاہری مفہوم مراد ہے یعنی مسئلہ کا مدار تابیر نخل پر ہے یعنی تابیر (پیوندکاری) کے بعد مالک نے کھجوروں کے درخت فروخت کیے تو پھل مالک کا ہوگا اور اس سے پہلے فروخت کرنے کی صورت میں پھل مشتری کا ہوگا۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ تابیر نخل ظہورِ ثمر سے کنایہ ہے۔ یعنی مالک نے اپنے کھجوروں کے درخت ظہورِ ثمر سے قبل فروخت کیے تو پھل مشتری کا ہوگا اور اگر پھل نمودار ہونے کے بعد فروخت کیے تو پھل بائع کا ہوگا خواہ اس نے پیوندکاری کی ہو یا نہ کی ہو۔ گویا آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مدارِ مسئلہ ظہورِ ثمر ہے تابیر نخل نہیں ہے۔

مسئلہ ثانیہ:

حدیث باب میں دوسرا مسئلہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب کوئی کنیز یا غلام اس حال میں فروخت کیا جائے کہ کنیز زیورات سے مرصع ہو اور غلام کے پاس گھڑی یا انگوٹھی ہو تو مال بائع کا ہوگا۔ البتہ دورانِ بیع خریدار نے مال سمیت خریدنے کی شرط عائد کرلی تو مال مشتری کا ہوگا۔ یہ مسئلہ آئمہ فقہ کے درمیان متفقہ ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْبَيِّعَيْنِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا

باب 26-سودا کرنے والوں کو اختیار ہوتا ہے' جب تک وہ ایک دوسرے سے الگ نہ ہو جائیں

1166 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متنِ حدیث: اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا اَوْ يَخْتَارَا قَالَ فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا ابْتَاعَ بَيْعًا وَّهُوَ قَاعِدٌ قَامَ لِيَجِبَ لَهُ الْبَيْعُ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ بَرْزَةَ وَحَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَسَمُرَةَ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَقَالُوا الْفُرْقَةُ بِالْاَبْدَانِ لَا بِالْكَلَامِ وَقَدْ قَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مَعْنٰى قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا يَعْنِي الْفُرْقَةَ بِالْكَلَامِ وَالْقَوْلُ الْاَوَّلُ اَصَحُّ لِاَنَّ ابْنَ عُمَرَ هُوَ رَوٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَعْنٰى مَا رَوٰى وَرُوِيَ عَنْهُ اَنَّهُ كَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يُّوجِبَ الْبَيْعَ مَشٰى لِيَجِبَ لَهُ وَهٰكَذَا رُوِيَ عَنْ اَبِيْ بَرْزَةَ الْاَسْلَمِيِّ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: سودا کرنے والے دونوں فریقوں کو (سودا ختم کرنے کا) اختیار ہوتا ہے' جب تک وہ ایک دوسرے سے الگ نہ ہو جائیں' یا اختیار کی شرط رکھیں۔

راوی بیان کرتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کوئی چیز خریدتے تھے اور آپ اس وقت بیٹھے ہوئے ہوتے تھے' تو آپ کھڑے ہو جاتے تھے (اور ذرا ایک طرف ہو جاتے تھے) تاکہ سودا مکمل ہو جائے۔

اس بارے میں حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ' حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ' حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے۔

1166- اخرجه البخاري (382/4) كتاب البيوع' باب: كم يجوز الخيار' حديث (2107) ومسلم (1163/3) كتاب البيوع' باب ثبوت خيار المجلس للمتبايعين' حديث (43-1531) وابو داؤد (272/3-273) كتاب البيوع في خيار المتبايعين' حديث (3454) والنسائي (249/7) كتاب البيوع: باب: ذكر الاختلاف على نافع في لفظ حديثه' حديث (4473) وابن ماجه (735/2-736) كتاب التجارات' باب: البيعان بالخيار ما لم يتفرقا' حديث (2181) واخرجه احمد (4/2, 73) والحميدي (290/2) حديث (654) من طريق نافع عن عبد الله بن عمر فذكره-

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ' امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

یہ حضرات فرماتے ہیں: علیحدگی سے مراد جسمانی طور پر علیحدگی ہے' کلام کے اعتبار سے نہیں ہے۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان: ''وہ دونوں جب تک علیحدہ نہیں ہوجاتے'' اس سے مراد کلام کے اعتبار سے علیحدگی ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) پہلی رائے درست ہے' اس کی وجہ یہ ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ وہ اپنی روایت کردہ حدیث کے مفہوم کو زیادہ بہتر جانتے ہیں' ان کے بارے میں یہ بات نقل کی گئی ہے: جب وہ کسی سودے کو مکمل کرنے کا ارادہ کرتے تھے' تو چل کر (کچھ دور چلے جاتے تھے) تاکہ سودا ان کے حق میں مکمل ہوجائے۔

اسی طرح کی روایت حضرت ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے بھی نقل کی گئی ہے۔

1167 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ صَالِحٍ اَبِى الْخَلِيلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا فَاِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُوْرِكَ لَهُمَا فِىْ بَيْعِهِمَا وَاِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا

هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

وَهٰكَذَا رُوِىَ عَنْ اَبِىْ بَرْزَةَ الْاَسْلَمِيِّ اَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا اِلَيْهِ فِىْ فَرَسٍ بَعْدَ مَا تَبَايَعَا وَكَانُوْا فِىْ سَفِيْنَةٍ فَقَالَ لَا اَرَاكُمَا افْتَرَقْتُمَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ وَغَيْرِهِمْ اِلٰى اَنَّ الْفُرْقَةَ بِالْكَلَامِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَهٰكَذَا رُوِىَ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ وَّرُوِىَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ اَنَّهُ قَالَ كَيْفَ اَرُدُّ هٰذَا وَالْحَدِيْثُ فِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَحِيْحٌ وَّقَوّٰى هٰذَا الْمَذْهَبَ وَمَعْنٰى قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ مَعْنَاهُ اَنْ يُّخَيِّرَ الْبَائِعُ الْمُشْتَرِىَ بَعْدَ اِيجَابِ الْبَيْعِ فَاِذَا خَيَّرَهُ فَاخْتَارَ الْبَيْعَ فَلَيْسَ لَهُ خِيَارٌ بَعْدَ ذٰلِكَ فِىْ فَسْخِ الْبَيْعِ وَاِنْ لَّمْ يَتَفَرَّقَا هٰكَذَا فَسَّرَهُ الشَّافِعِيُّ وَغَيْرُهُ وَمِمَّا يُقَوِّى قَوْلَ مَنْ يَّقُوْلُ الْفُرْقَةُ بِالْاَبْدَانِ لَا بِالْكَلَامِ حَدِيْثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: سودا کرنے والے دونوں فریقوں کو

1167- اخرجه البخارى (362/4) كتاب البيوع' باب: اذا بين البيعان ولم يكتما' ونصحا' حديث (2079) ومسلم (1164/3) كتاب البيوع' باب الصدق فى البيع والبيان' حديث (1532/47) وابو داؤد (273/3) كتاب البيوع' باب: فى خيار المتبايعين' حديث (3459) والنسائى (245-244/7) كتاب البيوع' باب: ما يجب على التجار من التوقية فى مبايعتهم' حديث (4457) والدارمى (250/2) كتاب البيوع' باب: البيعان بالخيار ما لم يتفرقا' واخرجه احمد (434-402/3) من طريق قتادة عن صالح الخليل' عن عبد الله بن الحارث عن حكيم بن حزام فذكره-

(سودا ختم کرنے کا) اس وقت تک اختیار ہوتا ہے' جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہو جائیں' اگر وہ دونوں سچ بولیں گے اور حقیقت بیان کر دیں گے' تو ان دونوں کے لیے ان کے سودے میں برکت رکھی جائے گی اور اگر دونوں جھوٹ بولیں گے' یا کسی (خامی کو) چھپائیں گے' تو ان کے سودے کی برکت کو ختم کر دیا جائے گا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''صحیح'' ہے۔

اسی طرح کی روایت حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نقل کی گئی ہے: دو آدمی ایک گھوڑے کے بارے میں اپنا مقدمہ لے کر ان کے پاس آئے' جبکہ ان دونوں کے درمیان اس کا سودا ہو چکا تھا' اور وہ اس وقت ایک کشتی میں موجود تھے' تو حضرت ابو برزہ نے فرمایا: میں یہ سمجھتا ہوں کہ تم دونوں ایک دوسرے سے الگ نہیں ہوئے اور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: سودا کرنے والے دونوں فریقوں کو (سودا ختم کرنے کا) اس وقت تک اختیار ہوتا ہے' جب تک وہ ایک دوسرے سے علیحدہ نہ ہو جائیں۔

کوفہ سے تعلق اور دیگر علاقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہلِ علم اس بات کے قائل ہیں: اس سے مراد بات چیت کے اعتبار سے علیحدگی ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ سے اسی طرح نقل کیا گیا ہے۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے' انہوں نے یہ فرمایا ہے: میں اسے کیسے مسترد کر سکتا ہوں' جبکہ اس کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے ''صحیح'' حدیث منقول ہے۔ (امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) گویا کہ انہوں نے اس مذہب کو قوی قرار دیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان: ''سوائے اس سودے کے جس میں اختیار کی شرط رکھی گئی ہو''۔ اس کا مطلب یہ ہے: فروخت کرنے والا سودا مکمل ہو جانے کے بعد خریدار کو اختیار دے' تو جب وہ اسے اختیار دیدے گا' اور وہ سودے کو اختیار کرے گا' تو اب اس کے پاس اختیار باقی نہیں رہے گا کہ وہ سودے کو ختم کر سکے' اگر چہ وہ ایک دوسرے سے الگ نہ بھی ہوئے ہوں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات نے اسی طرح وضاحت کی ہے۔

جو لوگ کلام کے اعتبار سے علیحدگی کی بجائے جسمانی علیحدگی مراد لیتے ہیں' ان کے مؤقف کی تائید وہ حدیث کرتی ہے جو حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے نقل کی ہے۔

1168 اَخْبَرَنَا بِذٰلِكَ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ صَفْقَةَ خِيَارٍ وَّلَا يَحِلُّ لَهٗ اَنْ يُّفَارِقَ صَاحِبَهٗ خَشْيَةَ اَنْ يَّسْتَقِيْلَهٗ

1168- اخرجه احمد (183/2) وابو داؤد (273/3) كتاب البيوع' في خيار المتبايعين' حديث (3456) والنسائي (251/7' 252) كتاب البيوع' باب: وجوب الخيار للمتبايعين' قبل افتراقهما' بابدانهما' حديث (4483) من طريق ابن عجلان عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده عبد الله بن عمرو بن العاص فذكره

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ

قولِ امام ترمذی: وَمَعْنٰی هٰذَا اَنْ یُّفَارِقَهٗ بَعْدَ الْبَیْعِ خَشْیَةَ اَنْ یَّسْتَقِیْلَهٗ وَلَوْ کَانَتِ الْفُرْقَةُ بِالْکَلَامِ وَلَمْ یَکُنْ لَهٗ خِیَارٌ بَعْدَ الْبَیْعِ لَمْ یَکُنْ لِهٰذَا الْحَدِیْثِ مَعْنًی حَیْثُ قَالَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَا یَحِلُّ لَهٗ اَنْ یُّفَارِقَهٗ خَشْیَةَ اَنْ یَّسْتَقِیْلَهٗ

◆◆ عمرو بن شعیب' اپنے والد کے حوالے سے' اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: سودا کرنے والے دونوں فریقوں کو (سودا ختم کرنے کا) اختیار ہوتا ہے' جب تک وہ ایک دوسرے سے الگ نہ ہو جائیں۔ البتہ اس سودے کا حکم مختلف ہوگا' جس میں اختیار کی شرط رکھی گئی ہو' آدمی کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے۔ وہ اپنے ساتھی سے اس اندیشے کے تحت الگ ہو جائے کہ وہ اس سودے کو ختم کر دے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے: آدمی سودا ہو جانے کے بعد اس اندیشے کے تحت اس سے الگ ہو جائے کہ: وہ سودے کو ختم کر دے گا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اگر یہاں علیحدگی سے مراد بات چیت کے اعتبار سے علیحدگی ہوئی اور سودا ہو جانے کے بعد آدمی کو اختیار نہ ہوتا' تو اس حدیث کا کوئی مفہوم نہ ہوتا' جو آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے: آدمی کے لیے بات جائز نہیں ہے۔ وہ اس سے اس اندیشے کے تحت الگ ہو جائے کہ وہ اس سودے کو ختم کر دے گا۔

1169 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِیٍّ حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ اَیُّوْبَ وَهُوَ الْبَجَلِیُّ الْکُوْفِیُّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا زُرْعَةَ بْنَ عَمْرِو بْنِ جَرِیْرٍ یُحَدِّثُ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَا یَتَفَرَّقَنَّ عَنْ بَیْعٍ اِلَّا عَنْ تَرَاضٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: لوگ کسی بھی سودے میں باہمی رضامندی ہو جانے کے بعد الگ ہوں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''غریب'' ہے۔

1170 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ الشَّیْبَانِیُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَیَّرَ اَعْرَابِیًّا بَعْدَ الْبَیْعِ

حکم حدیث: وَهٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ

1169- اخرجه احمد (536/2) وابو داؤد (273/3) کتاب البیوع' باب: فی خیار المتبایعین' حدیث (3458) من طریق ابی زرعة بن عمرو بن جریر عن ابی هریرة فذکره-

1170- اخرجه ابن ماجه (236/2) کتاب التجارات' باب: فی بیع الخیار' حدیث (2184) من طریق ابن جریج عن ابی الزبیر عن جابر بن عبد الله فذکره-

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے سودا ہو جانے کے بعد بھی ایک دیہاتی کو اختیار دیا تھا۔
یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

شرح

خیارِ مجلس کے حوالے سے مذاہب آئمہ:

انعقادِ بیع کے دو ارکان ہیں:

(1) تمامیت بیع (2) لزوم بیع

یہ دونوں ارکان ایک ساتھ ہوتے ہیں یا متفرق بھی ہو سکتے ہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے:

1- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ دونوں ایک ساتھ ہوتے ہیں۔ تفرق اقوال پر دونوں کا تحقق ہو جاتا ہے یعنی ایجاب وقبول سے تمامیت بیع اور لزوم بیع دونوں کی تکمیل ہو جاتی ہے۔

2- حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک دونوں کا ایک ساتھ ہونا ضروری نہیں ہے اور ان میں تفرق بھی ہو سکتا ہے۔ تفرق اقوال پر تمامیت بیع کا تحقق ہو جاتا ہے لیکن تفرق ابدان پر لزوم بیع کا تحقق ہوتا ہے۔

فائدہ نافعہ: (۱) بیع کے حوالے سے ایجاب وقبول کے بعد اور تفرق ابدان سے قبل فریقین میں سے کسی کے فوت ہو جانے کی صورت میں آئمہ فقہ کے نزدیک بیع تام ہو جائے گی، کیونکہ ایجاب وقبول کا تحقق ہو چکا ہے تو بیع بھی منعقد ہو چکی ہے۔

فائدہ: حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک بیع کے حوالے سے ایجاب وقبول کے بعد تفرق ابدان سے قبل باہمی رضامندی کے بغیر فریقین کا بیع فسخ کرنا جائز نہیں ہے۔ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ تفرق ابدان سے قبل فریقین بیع فسخ کر سکتے ہیں، کیونکہ وہ اپنے عمل میں خود مختار ہیں اور فریق ثانی کی رضامندی حاصل کرنا لازم نہیں ہے۔

دورانِ بیع صداقت کی فضیلت اور کذب بیانی کی مذمت:

دورانِ بیع بائع جہاں اپنی چیز کی خوبیاں بیان کرتا ہے وہاں مشتری کو مطمئن کرنے کے لیے جھوٹی قسمیں کھاتا ہے اور ناقص چیز فروخت کر کے کامل چیز کی رقم وصول کرنے میں اپنی کامیابی خیال کرتا ہے۔ دورانِ بیع ایسا طرزِ عمل اختیار کرنے سے بائع اللہ تعالیٰ اور مشتری کا مجرم قرار پاتا ہے اور بیع میں بھی بے برکتی ہوتی ہے۔ اس کے برعکس اگر بائع کوئی چیز فروخت کرتے وقت صداقت سے کام لے، عیب دار چیز کو فروخت کرنے سے احتراز کرے اور جھوٹی قسمیں کھا کر مشتری کو مطمئن کرنے سے اجتناب کرے، تو کاروبار میں برکت ہوگی۔

ایک دفعہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے شریکِ تجارت کو کپڑا بھیجا تا کہ وہ اسے فروخت کر دیں جبکہ اس میں ایک تھان ایسا تھا جس میں نقص موجود تھا اور فروخت کرتے وقت اس کا نقص بیان کرنے کی تاکید کی۔ وہ شخص کپڑا فروخت

کرتے وقت نقص بیان کرنا بھول گیا اور یہ بھی یاد نہ رہا کہ اس نے کس کے ہاتھوں فروخت کیا تھا۔ اس بارے میں آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کو علم ہونے پر کپڑے کی تمام رقم صدقہ کردی جو تیس ہزار روپے تھی اور آئندہ ایسی غیر محتاط صورتِ حال سے بچنے کی غرض سے اپنے شریکِ تجارت سے الگ ہو گئے۔ (مقدمہ شرح مسند امام اعظم، ص:58)

بَابُ مَا جَآءَ فِيمَنْ يُّخْدَعُ فِي الْبَيْعِ

باب 27- جس شخص کے ساتھ سودے میں دھوکہ ہو جاتا ہو

1171 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ حَمَّادٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ

متنِ حدیث: اَنَّ رَجُلًا كَانَ فِي عُقْدَتِهِ ضَعْفٌ وَّكَانَ يُبَايِعُ وَاَنَّ اَهْلَهُ اَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ احْجُرْ عَلَيْهِ فَدَعَاهُ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَهَاهُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ لَا اَصْبِرُ عَنِ الْبَيْعِ فَقَالَ اِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ هَاءَ وَهَاءَ وَلَا خِلَابَةَ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَاب عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَحَدِيْثُ اَنَسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ وَقَالُوا الْحَجْرُ عَلَى الرَّجُلِ الْحُرِّ فِي الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ اِذَا كَانَ ضَعِيْفَ الْعَقْلِ

وَهُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَلَمْ يَرَ بَعْضُهُمْ اَنْ يُّحْجَرَ عَلَى الْحُرِّ الْبَالِغِ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص لین دین میں کمزور تھا' وہ خرید و فروخت کیا کرتا تھا' اس کے گھر والے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! آپ اسے تصرف کرنے سے روک دیں۔ نبی اکرم ﷺ نے اسے بلایا' آپ نے اسے منع کر دیا اس نے عرض کی: میں خرید و فروخت کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم کچھ سودا کرو تو یہ کہو: یہ اتنا' اتنا ہے' اور کوئی دھوکہ نہیں ہوگا۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح غریب" ہے۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: وہ شخص جو لین دین کے اندر ناقص ہو' اس کو تصرف سے روک دیا جائے' جبکہ اس کی عقل کمزور ہو۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک آزاد اور بالغ شخص کو تصرف کرنے سے روکا نہیں جا سکتا۔

1171- اخرجه احمد (3/217) وابو داؤد (3/282) كتاب البيوع' باب: في الرجل يقول في البيع لا خلابة' حديث (3501) والنسائي (2/252) كتاب البيوع' باب الخديعة في البيع' حديث 4485) وابن ماجه (2/788) كتاب الاحكام' باب: الحجر على من يفسد ماله' حديث (2354) من طريق سعيد عن قتادة عن انس بن مالك فذكره۔

شرح

بیع میں نقصان سے بچنے کا نبوی نسخہ:

جو شخص تجارت کرتا ہو اور وہ بار بار دھوکے یا نقصان کا شکار ہو جاتا ہو تو اس کے لیے نقصان سے بچنے کا نبوی نسخہ حدیث باب میں بیان کیا گیا ہے۔ وہ جہاں جھوٹی قسموں اور کذب بیانی سے احتراز کرے وہاں بیع کے وقت یہ الفاظ بھی کہے:

هاء هاء ولا خلابة .

''لاؤ' لو اور کوئی دھوکہ نہیں ہے۔''

نا تجربہ کار یا کم عقل شخص کو بیع سے منع کرنے میں مذاہب آئمہ:

کسی نا تجربہ کار یا کم عقل شخص پر بیع کرنے کی پابندی لگانا جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ کسی عاقل' بالغ اور آزاد پر پابندی عائد کرنا جائز نہیں ہے۔ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے حدیث باب کے آخری حصہ سے استدلال کیا ہے۔ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف تین قسم کے لوگوں پر بیع کرنے کی پابندی عائد کی جاسکتی ہے:

(1) نابالغ بچہ (2) صاحب جنون (3) غلام

حضرت امام مالک' حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا نقطۂ نظر ہے کہ کم عقل پر بیع کرنے کی پابندی عائد کی جاسکتی ہے۔ انہوں نے حدیث باب کے پہلے حصہ سے استدلال کیا ہے۔ ان کے نزدیک مجنون' نابالغ بچہ اور غلام کے علاوہ سفیہ یعنی کم عقل پر بھی بیع کی پابندی عائد کی جاسکتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْمُصَرَّاةِ

باب 28- ''مصراۃ'' کا حکم

1172 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: مَنِ اشْتَرٰى مُصَرَّاةً فَهُوَ بِالْخِيَارِ اِذَا حَلَبَهَا اِنْ شَاءَ رَدَّهَا وَرَدَّ مَعَهَا صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِي الْبَاب عَنْ اَنَسٍ وَّرَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص مصراۃ (جانور) کو خرید لے تو

1172- اخرجه احمد (2/386'406) من طريق حماد بن سلمة عن محمد بن زياد عن ابي هريرة به' ومن طريق موسى بن يسار عن ابي هريرة' اخرجه البخاري (4/423) كتاب البيوع' باب: النهي للبائع ان لا يحفل الابل والبقر والغنم وكل محفلة والمصراة' حديث (2148) ومسلم (3/1158) كتاب البيوع' باب: حكم بيع المصراة' حديث (23-1524)

اسے اختیار ہوگا' جبکہ وہ اس کا دودھ دوہ چکا ہو' اگر وہ چاہے' تو اسے واپس کردے' اور اس کے ساتھ کھجور کا ایک صاع واپس کردے۔

اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور نبی اکرم ﷺ کے ایک اور صحابی سے بھی حدیث منقول ہے۔

1173 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنِ اشْتَرٰى مُصَرَّاةً فَهُوَ بِالْخِيَارِ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فَاِنْ رَدَّهَا رَدَّ مَعَهَا صَاعًا مِّنْ طَعَامٍ لَّا سَمْرَاءَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ اَصْحَابِنَا مِنْهُمُ الشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ

قولِ امام ترمذی: وَمَعْنٰى قَوْلِهٖ لَا سَمْرَاءَ يَعْنِيْ لَا بُرَّ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص مصراۃ (جانور) کو خرید لے' تو تین دن تک اسے اختیار ہوگا کہ وہ اگر چاہے' تو اسے واپس کردے' اور اس کے ساتھ اناج کا ایک صاع واپس کردے' جو گندم نہ ہو۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

ہمارے اصحاب کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے' ان میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ' امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ شامل ہیں۔

حدیث میں استعمال ہونے والے لفظ "لاسمراء" کا مطلب ہے: وہ گندم نہ ہو۔

شرح

لفظ "مصراۃ" کی صرفی تحقیق:

لفظ "مصراۃ" ثلاثی مجرد مضاعف سے اسمِ مفعول واحد مؤنث کا صیغہ ہے۔ اس کا اصل فعل صریصر ہے بمعنی روکنا' بند کرنا اور باندھنا۔ عربی زبان میں لفظ "صرۃ" کا معنیٰ "پرس" کے ہیں جو رقم کو نکلنے اور گرنے سے بچالیتا ہے۔ عربی زبان میں لفظ "مصراۃ" ایسی صفت ہے جو موصوف کے قائم مقام ہوکر استعمال ہوتی ہے۔ جس طرح الفاظ "الدنیا" اور "الآخرۃ" موصوف کے قائم مقام ہو کر استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً الدنیا یعنی الدارالدنیا اور الاخرۃ یعنی الدارالاخرۃ۔ مصراۃ یعنی "شاۃ مصراۃ" اور "ناقۃ مصراۃ"۔ موصوف کو حذف کرکے صفت کو اس کے قائم مقام کردیا تو "مصراۃ" ہوگیا۔

حدیث باب کے مسائل:

حدیث باب میں تین مسائل بیان کیے گئے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1173- اخرجه احمد (248/2، 273) ومسلم (1158/3) كتاب البيوع باب: حكم بيع المصراة؛ حديث (1524-25) وابو داؤد (270/3) كتاب البيوع باب: من اشترى مصراة فكرهها حديث (3444) والنسائي (254/7) كتاب البيوع باب: النهي عن المصراة حديث (4489) وابن ماجه (753/2) كتاب التجارات باب: بيع المصراة حديث (2239) والدارمي (251/2) كتاب البيوع باب: في المحفلات والحميدي (446/2) حديث (1029) من طريق محمد بن سيرين عن ابي هريرة فذكره-

1- پہلا مسئلہ یہ ہے کہ مالک اپنی اونٹنی یا بکری فروخت کرتے وقت غرر قولی سے کام لیتے ہوئے مشتری سے یوں کہتا ہے کہ ہمارے اس جانور کا دودھ زیادہ ہے۔ جب مشتری اس حیوان کو گھر لے جا کر اس کا دودھ دوہتا ہے تو توقع کے خلاف کم برآمد ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں آئمہ فقہ کا اجماعی فیصلہ ہے بائع کو حق حاصل ہے کہ بیع فسخ کر دے اور اگر بائع اس معاملہ میں رکاوٹ ڈالنے کے لیے انکار کرے تو قاضی یہ بیع فسخ کر سکتا ہے۔ اگر بائع غرر فعلی کرے کہ مشتری حیوان کے دودھ کی مقدار کے بارے میں دریافت کرتا ہے تو بائع کہتا ہے کہ تم صبح ہمارے پاس آ جانا اور میں آپ کی موجودگی میں دودھ نکالوں گا تو معلوم ہو جائے گا کہ دودھ کتنا ہے۔ بائع نے رات کے وقت اپنے جانور کا کچھ مقدار دودھ دوہیا باقی حیوان کے پستانوں میں چھوڑ دیا تا کہ صبح کے وقت مشتری کی موجودگی میں دودھ دوہنے سے زیادہ معلوم ہو۔ پھر صبح کے وقت مشتری کی موجودگی میں دودھ زیادہ مقدار میں حاصل ہوا جب مشتری اونٹنی یا بکری کو گھر لے گیا اور رات کے وقت دودھ دوہیا تو صبح کی نسبت دودھ کم مقدار میں حاصل ہوا یہ غرر فعلی ہے یعنی مالک حیوان نے اپنے عمل کے ساتھ مشتری کو دھوکہ دیا ہے۔ ایسی صورت میں مشتری کو بیع فسخ کرنے کا حق حاصل ہوگا یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ آئمہ ثلاثہ اور حضرت امام ابو یوسف رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشتری کو خیارِ کامل حاصل ہے کہ وہ غرر فعلی کی وجہ سے بیع فسخ کر سکتا ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ مشتری کو خیارِ ناقص حاصل ہوگا کہ وہ بائع کی رضامندی سے بیع ختم کر سکتا ہے مگر اکیلا بیع فسخ نہیں کر سکتا۔ یاد رہے یہ تمام آئمہ کا متفقہ مسئلہ ہے۔

2- دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ مشتری کو خیارِ کامل یا خیارِ ناقص صرف تین ایام تک حاصل ہوگا اور اس کے بعد یہ اختیار از خود ختم ہو جائے گا' کیونکہ جانور کو دو تین بار دوہنے سے دودھ کی مقدار معلوم ہو جاتی ہے۔ تین ایام کے بعد بائع کا بھی نقصان ہوگا اور کچھ عرصہ کے بعد قدرتی طور پر جانور کا دودھ بھی کم ہوتا جاتا ہے۔ مشتری اگر بیع فسخ کرنا چاہے تو بائع کی باہمی رضامندی سے فسخ کر سکتا ہے۔

3- تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر مشتری بیع فسخ کرنا چاہے تو وہ جانور کی واپسی کے ساتھ ایک صاع (تین کلو ڈیڑھ سو گرام) خشک کھجوریں یا کوئی غلہ وغیرہ بھی دے۔ یہ اناج دینے کی وجہ یہ ہے کہ بائع کی کسی حد تک معاونت ہو جائے' کیونکہ مشتری نے ایک یا دو یا تین دن تک اس کے جانور کا دودھ استعمال کیا ہے جو نقصان کے زمرے میں آتا ہے۔ بائع کو یہ اناج دینا مستحب ہے۔

فائدہ نافعہ: بیع مصراۃ میں صرف اونٹنی یا بکری کا اعتبار ہوگا' اس میں گائے یا بھینس کا ہرگز اعتبار نہیں ہوگا کیونکہ ان کا دودھ زیادہ اور قیمتی ہوتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ اشْتِرَاطِ ظَهْرِ الدَّابَّةِ عِنْدَ الْبَيْعِ

باب 29- سودا کرتے وقت جانور پر سوار رہنے کی شرط عائد کرنا

1174 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ زَكَرِيَّا عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

متنِ حدیث: اَنَّهٗ بَاعَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعِيْرًا وَّاشْتَرَطَ ظَهْرَهٗ اِلٰى اَهْلِهٖ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَقَدْ رُوِیَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ جَابِرٍ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ يَرَوْنَ الشَّرْطَ فِي الْبَيْعِ جَائِزًا اِذَا كَانَ شَرْطًا وَّاحِدًا وَّهُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ لَا يَجُوْزُ الشَّرْطُ فِي الْبَيْعِ وَلَا يَتِمُّ الْبَيْعُ اِذَا كَانَ فِيْهِ شَرْطٌ

◄► حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو ایک اونٹ فروخت کیا' اور یہ شرط رکھی کہ وہ اپنے گھر پہنچنے تک اس پر سوار رہیں گے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

یہی روایت دیگر حوالوں سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے' ان کے نزدیک سودے میں اس طرح کی شرط عائد کرنا درست ہے' جبکہ وہ ایک ہی شرط ہو۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

بعضِ اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: سودے میں شرط عائد کرنا درست نہیں ہے۔

اگر سودے میں شرط موجود ہو' تو سودا مکمل نہیں ہوتا۔

شرح

دورانِ بیع سواری کی شرط عائد کرنے کے جواز یا عدم جواز میں مذاہبِ آئمہ:

دورانِ بیع بائع یا مشتری کی طرف سے کوئی شرط عائد کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ میں اختلاف ہے' جس کی تفصیل گزر چکی ہے۔ البتہ اس کا خلاصہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

آئمہ ثلاثہ کے نزدیک دورانِ بیع کوئی شرط عائد کرنا جائز نہیں ہے' کیونکہ شرط موجب فساد اور بیع کے منافی ہوتی ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ دورانِ بیع ایک شرط عائد کرنے کی اجازت ہے۔ انہوں نے ارشادِ نبوی "ولاشرطان فی بیع" کے مفہوم مخالف سے استدلال کیا ہے۔ دوسری دلیل حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک سفر سے مدینہ طیبہ کی طرف واپسی کے دوران انہوں نے اپنا اونٹ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو فروخت کیا اور مدینہ طیبہ تک اس پر سواری کرنے کی شرط بھی لگائی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ شرط لگانا جائز ہے۔

1174- اخرجه البخاري (141/6) كتاب الجهاد والسير' باب: استئذان الرجل الامام' حديث (2967) والنسائي (297/7) كتاب البيوع' باب: البيع يكون فيه الشرط فيصح البيع والشرط' حديث (4637) من طريق زكريا عن الشعبي' عن جابر بن عبد الله فذكره' واخرجه مسلم (1223/3) كتاب المساقاة' باب: بيع البعير واستثناء ركوبه' حديث (113-715) والنسائي (299/7) كتاب البيوع' باب: البيع يكون فيه الشرط فيصح البيع والشرط' حديث 4640) والحميدي (538/2) حديث (1285) وعبد بن حميد ص (324) حديث (1069) من طريق ابي الزبير عن جابر بن عبد الله فذكره-

جمہور کی طرف سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے دلائل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ پہلی دلیل قابلِ اعتبار و قابلِ اعتماد نہیں ہے کہ ان کے نزدیک مفہوم مخالف سے استدلال کرنا درست نہیں ہے۔ جہاں تک حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کا تعلق ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس روایت میں اصل حدیث کا خلاصہ نقل کیا گیا ہے جبکہ اصل اور مکمل حدیث یوں ہے کہ ایک سفر سے مدینہ طیبہ کی طرف واپسی کے دوران حضرت جابر رضی اللہ عنہ اپنے اونٹ پر سوار تھے جو بالکل سست رفتار تھا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے دستِ اقدس سے چھڑی لگائی جس سبب اس میں چستی آ گئی اور اس نے تیز رفتاری سے دوڑنا شروع کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اپنا اونٹ آپ سے فروخت کرنے کے لیے فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ اونٹ فروخت کیے بغیر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نذر کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح اونٹ لینے سے انکار فرما دیا۔ آخر انہوں نے اپنا اونٹ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں فروخت کر دیا۔ پھر حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے خیال کیا کہ وہ مدینہ طیبہ کیسے جائیں گے؟ اس بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مدینہ منورہ تک اس پر سواری کی اجازت عنایت فرما دی۔ (جامع ترمذی، کتاب النکاح، باب نمبر: 132) اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ دورانِ بیع حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے سواری کی شرط عائد نہیں کی تھی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے انہیں بطورِ استحسان و معاونت اونٹ پر سواری کی اجازت مرحمت فرمائی گئی تھی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْاِنْتِفَاعِ بِالرَّهْنِ

باب 30- رہن رکھی ہوئی چیز کو استعمال کرنا

1175 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ وَّيُوْسُفُ بْنُ عِيْسٰى قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ زَكَرِيَّا عَنْ عَامِرٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اَلظَّهْرُ يُرْكَبُ اِذَا كَانَ مَرْهُوْنًا وَّلَبَنُ الدَّرِّ يُشْرَبُ اِذَا كَانَ مَرْهُوْنًا وَّعَلَى الَّذِيْ يَرْكَبُ وَيَشْرَبُ نَفَقَتُهٗ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اختلافِ روایت: لَا نَعْرِفُهٗ مَرْفُوْعًا اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَقَدْ رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَوْقُوْفًا

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ لَيْسَ لَهٗ اَنْ يَّنْتَفِعَ مِنَ الرَّهْنِ بِشَيْءٍ

1175- اخرجه البخاری (170/5) کتاب الرهن، باب: الرهن مرکب ومحلوب، حدیث (2512) وابو داؤد (288/3) کتاب البیوع، باب: فی الرهن (حدیث 3526) وابن ماجه (816/2) کتاب الرهون، باب: الرهن مرکوب ومحلوب، حدیث (2440) واخرجه احمد (472،228/2) من طریق زکریا عن عامر الشعبی، عن ابی هریرة فذکره۔

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جانور پر سواری کی جاسکتی ہے' جبکہ اسے رہن رکھا گیا ہو' اور جانور کا دودھ بھی پیا جاسکتا ہے' جبکہ اسے رہن رکھا گیا ہو' کیونکہ جو شخص اس پر سوار ہوگا' یا جو اس دودھ کو پیئے گا اس جانور کا خرچ اس کے ذمے ہوگا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

ہم اس حدیث کے ''مرفوع'' ہونے کے صرف عامر شعبی کی' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

کئی راویوں نے اس حدیث کو اعمش کے حوالے سے' ابوصالح کے حوالے سے' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ''موقوف'' حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: آدمی کو رہن رکھی ہوئی چیز کو کسی بھی طرح سے استعمال کرنے کا حق نہیں ہے

شرح

رہن سے متعلق اصطلاحات:

رہن کے حوالہ سے چند اصطلاحات کی وضاحت ضروری ہے:

1- راہن: وہ شخص ہے جو کچھ رقم کے عوض اپنی چیز دوسرے کے حوالے کرنے والا ہو۔

2- شئی مرہون: وہ چیز ہے جو رقم کے عوض دوسرے کے حوالے کی گئی ہو۔

3- مرتہن: وہ شخص ہے' جسے رقم کے عوض کوئی چیز دی گئی ہو۔

لفظ ''رہن'' کا لغوی معنیٰ ہے باز کرنا اور روکنا جبکہ اصطلاحِ شرع میں دوسرے کے مال کو اپنے حق میں اس لیے روکنا کہ اس کے ذریعے اپنے حق کو کلاً یا جزأ وصول کرنا ممکن ہو۔ ایجاب وقبول سے معاملہ رہن منعقد ہو جاتا ہے مگر اس کے لزوم کے لیے یہ شرط ہے کہ شئی مرہون پر مرتہن قبضہ بھی جمالے۔ (الہدایۃ جلد ثانی' ص:412)

شئی مرہون سے انتفاع کے جواز وعدم میں مذاہبِ آئمہ:

کیا شئی مرہون سے انتفاع جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔

1- حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ' حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے شئی مرہون سے انتفاع جائز نہیں ہے' اس لیے کہ یہ سود ہوگا کیونکہ گروی چیز قرضہ کے سبب رکھی جاتی ہے۔ اس سلسلے میں مشہور حدیث ہے:

كل قرض جر نفعا فهو ربا .

''قرض سے استفادہ سود ہے۔''

ہاں اگر راہن کی طرف سے اجازت ہو تو مرتہن کے لیے انتفاع جائز ہوگا لیکن اس کے لیے شرط یہ ہے کہ شئی مرہون سے انتفاع حاصل کرنا معروف نہ ہو۔ اس لیے کہ المعروف کالمشروط ہے یعنی معروف' مشروط کی مثل' ہوتا ہے۔ اگر معاشرہ میں شئی مرہون سے انتفاع معروف ہو' تو راہن کی اجازت سے بھی انتفاع جائز نہیں ہوگا۔ البتہ شئی مرہون سے انتفاع معروف نہ ہو' تو انتفاع جائز ہوگا۔

2- حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطۂ نظر ہے کہ شئی مرہون سے انتفاع جائز ہے لیکن گروی چیز کے مصارف مرتہن کے ذمہ ہوں گے۔ مثلاً گھر ہو' تو اس میں رہائش اختیار کرنا جائز ہے اور گھر کے تمام بلز مرتہن کے ذمہ ہوں گے۔ اسی طرح بکری ہے تو اس کا دودھ استعمال میں لاسکتا ہے اور اس کے چارہ وغیرہ کے اخراجات بھی برداشت کرنا ہوں گے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔

آئمہ ثلاثہ کی طرف سے حضرم امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ حدیث باب میں صراحتاً کنایتاً لفظ "مرتہن" استعمال نہیں ہوا جس وجہ سے مرتہن کا شئی مرہون سے انتفاع کا جواز بھی ثابت نہیں ہوتا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ شِرَاءِ الْقِلَادَةِ وَفِيهَا ذَهَبٌ وَّخَرَزٌ

باب 31- ایسا ہار خریدنا جس میں سونا اور قیمتی پتھر ہوں

1176 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ اَبِىْ شُجَاعٍ سَعِيْدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ خَالِدِ بْنِ اَبِىْ عِمْرَانَ عَنْ حَنَشٍ الصَّنْعَانِيِّ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ

متنِ حدیث: اشْتَرَيْتُ يَوْمَ خَيْبَرَ قِلَادَةً بِاثْنَىْ عَشَرَ دِيْنَارًا فِيْهَا ذَهَبٌ وَّخَرَزٌ فَفَصَّلْتُهَا فَوَجَدْتُ فِيْهَا اَكْثَرَ مِنِ اثْنَىْ عَشَرَ دِيْنَارًا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تُبَاعُ حَتّٰى تُفَصَّلَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ اَبِىْ شُجَاعٍ سَعِيْدِ بْنِ يَزِيْدَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ لَمْ يَرَوْا اَنْ يُّبَاعَ السَّيْفُ مُحَلًّى اَوْ مِنْطَقَةٌ مُفَضَّضَةٌ اَوْ مِثْلُ هٰذَا بِدَرَاهِمَ حَتّٰى يُمَيَّزَ وَيُفَصَّلَ وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

وَقَدْ رَخَّصَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ فِيْ ذٰلِكَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ

◆◆ حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے خیبر کے دن ایک ہار خریدا' جو بارہ دینار کے عوض میں تھا' اس

1176- اخرجه احمد (21/6) ومسلم (1213/3) كتاب المساقاة: باب بيع القلادة فيها خرز وذهب' حديث (90-1591) وابو داؤد (249/3) كتاب البيوع' باب: فى حلية السيف تباع بالدراهم' حديث (3351) والنسائى (279/7) كتاب البيوع' باب: بيع القلادة فيها الخرز والذهب بالذهب' حديث (4573) من طريق خالد بن ابى عمران عن حنش الصنعانى عن فضالة بن عبيد فذكره-

میں سونا بھی تھا' اور قیمتی پتھر بھی تھے' تو میں نے اس سونے کو الگ کیا' تو وہ بارہ دینار سے زیادہ تھا' میں نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا' تو آپ نے ارشاد فرمایا: (ایسے ہار کو) اس وقت تک فروخت نہ کیا جائے' جب تک (سونے اور پتھروں کو) الگ نہ کر دیا جائے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم جو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں' ان کے نزدیک (سونے یا چاندی سے) آراستہ تلوار کو چاندی لگے ہوئے کمر بند کو یا اس طرح کی کسی اور چیز کو' درہم کے عوض میں فروخت کرنا' اس وقت تک درست نہیں ہے' جب تک اس (سونے یا چاندی کو) ممتاز اور الگ نہ کر دیا جائے۔

امام ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ' امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ' امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے بعض اہلِ علم نے اس کی اجازت دی ہے۔

شرح

حدیث باب کے مسئلہ کی وضاحت:

سونے کا ایسا ہار جو نگینے سے مرصع ہو' کو فروخت کرتے وقت سونے کی مقدار کا تعین کرنا یا اضافی سونا ضروری ہے۔ اس طرح سونا' سونا کے مقابل اور اضافی سونا نگینوں کے مقابل ہو جائے گا۔ مختلف دھاتوں پر مشتمل ہار جس میں سونا بھی ہو' کو فروخت کرنے کی بہترین صورت یہ ہے کہ سونا کو دیگر دھاتوں اور نگینوں سے الگ کر لیا جائے تاکہ سود کا شبہ بھی باقی نہ رہے۔ البتہ سونے کا ہار چاندی یا کرنسی کے عوض فروخت کرنا ہو' تو سونا کو الگ کرنے کی ہرگز ضرورت نہیں ہے' کیونکہ اب سود کا شبہ بالکل باقی نہ رہے گا۔

ہار میں سونے کی مقدار بالیقین معلوم ہونے پر الگ کرنے یا نہ کرنے میں مذاہب آئمہ:

جب ہار میں سونے کی مقدار بالیقین معلوم ہو' تو فروخت کرتے وقت اسے الگ کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔

1- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ ہار فروخت کرتے وقت سونے کا الگ کرنا ضروری نہیں ہے' کیونکہ اس کی مقدار بالیقین قبل از فصل بھی معلوم ہے۔

2- حضرت امام مالک' حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس صورت میں بھی سونا دیگر دھاتوں سے الگ کرنا ضروری ہے تاکہ کمی بیشی کی وجہ سے سود کا امکان باقی نہ رہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ اشْتِرَاطِ الْوَلَاءِ وَالزَّجْرِ عَنْ ذٰلِكَ

باب 32-ولاء کی شرط عائد کرنا اوراس بارے میں تنبیہہ

1177 سندِحدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَآئِشَةَ

متنِ حدیث: اَنَّهَا اَرَادَتْ اَنْ تَشْتَرِیَ بَرِيْرَةَ فَاشْتَرَطُوا الْوَلَاءَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرِيْهَا فَاِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْطَى الثَّمَنَ اَوْ لِمَنْ وَّلِيَ النِّعْمَةَ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنْ ابْنِ عُمَرَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عَآئِشَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ

توضیحِ راوی: قَالَ وَمَنْصُوْرُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ يُكْنٰى اَبَا عَتَّابٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ الْعَطَّارُ الْبَصْرِيُّ عَنِ ابْنِ الْمَدِيْنِيِّ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدٍ يَقُوْلُ اِذَا حُدِّثْتَ عَنْ مَنْصُوْرٍ فَقَدْ مَلَاْتَ يَدَكَ مِنَ الْخَيْرِ لَا تُرِدْ غَيْرَهُ ثُمَّ قَالَ يَحْيٰى مَا اَجِدُ فِیْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ وَمُجَاهِدٍ اَثْبَتَ مِنْ مَنْصُوْرٍ قَالَ مُحَمَّدٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِی الْاَسْوَدِ قَالَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ مَنْصُوْرٌ اَثْبَتُ اَهْلِ الْكُوْفَةِ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: انہوں نے بریرہ رضی اللہ عنہا کوخریدنے کا ارادہ کیا' تو اس کے مالکان نے ولاء کی شرط رکھی تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اسے خریدلو! ولاء کا حق اسے حاصل ہوتا ہے' جس نے قیمت کی ادائیگی کی ہو (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) جو اصل مالک ہو۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

منصور بن معتمر کی کنیت ابوعتاب ہے۔

یحییٰ بن سعید فرماتے ہیں: جب تمہیں منصور کے حوالے سے حدیث سنائی جا' تو تمہارا ہاتھ بھلائی سے بھر گیا اب تم کسی دوسرے کا ارادہ نہ کرو' پھر یحییٰ نے فرمایا: میں ابراہیم نخعی اور مجاہد میں سے کسی ایک کو بھی منصور سے زیادہ مستند نہیں سمجھتا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن اسود کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے۔ عبدالرحمٰن بن مہدی فرماتے ہیں: کوفہ کے رہنے والوں میں منصور سب سے زیادہ مستند ہیں۔

1178 سندِحدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ اَبِیْ حُصَيْنٍ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِیْ ثَابِتٍ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ حَكِيْمَ بْنَ حِزَامٍ يَّشْتَرِىْ لَهٗ اُضْحِيَّةً بِدِيْنَارٍ فَاشْتَرٰى اُضْحِيَّةً فَاُرْبِحَ فِيْهَا دِيْنَارًا فَاشْتَرٰى اُخْرٰى مَكَانَهَا فَجَآءَ بِالْاُضْحِيَّةِ وَالدِّيْنَارِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ضَحِّ بِالشَّاةِ وَتَصَدَّقْ بِالدِّيْنَارِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیحِ راوی: وَحَبِيْبُ بْنُ اَبِىْ ثَابِتٍ لَّمْ يَسْمَعْ عِنْدِىْ مِنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ

◆◆ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کو بھیجا تا کہ وہ ایک دینار کے عوض میں آپ کے لیے قربانی کا جانور خریدیں' تو حضرت حکیم رضی اللہ عنہ نے ایک جانور خریدا اور پھر ایک دینار کے منافع کے ساتھ اسے فروخت کر دیا اور اس کی جگہ دوسرا جانور خرید لیا' پھر وہ ایک جانور اور ایک دینار لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس جانور کو قربان کر دو اور دینار کو صدقہ کر دو۔

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے منقول اس روایت کو ہم صرف اسی سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

میرے نزدیک حبیب بن ابوثابت نامی راوی نے' حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے احادیث کا سماع نہیں کیا ہے۔

1179 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدِ الدَّارِمِىُّ حَدَّثَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا هَارُوْنُ الْاَعْوَرُ الْمُقْرِئُ حَدَّثَنَا الزُّبَيْرُ بْنُ الْخِرِّيْتِ عَنْ اَبِىْ لَبِيْدٍ عَنْ عُرْوَةَ الْبَارِقِىِّ

متنِ حدیث: قَالَ دَفَعَ اِلَىَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِيْنَارًا لِاَشْتَرِىَ لَهٗ شَاةً فَاشْتَرَيْتُ لَهٗ شَاتَيْنِ فَبِعْتُ اِحْدَاهُمَا بِدِيْنَارٍ وَّجِئْتُ بِالشَّاةِ وَالدِّيْنَارِ اِلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ لَهٗ مَا كَانَ مِنْ اَمْرِهٖ فَقَالَ لَهٗ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِىْ صَفْقَةِ يَمِيْنِكَ فَكَانَ يَخْرُجُ بَعْدَ ذٰلِكَ اِلٰى كُنَاسَةِ الْكُوْفَةِ فَيَرْبَحُ الرِّبْحَ الْعَظِيْمَ فَكَانَ مِنْ اَكْثَرِ اَهْلِ الْكُوْفَةِ مَالًا

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدِ الدَّارِمِىُّ حَدَّثَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّبَيْرُ بْنُ خِرِّيْتٍ فَذَكَرَ نَحْوَهٗ عَنْ اَبِىْ لَبِيْدٍ

مذاہبِ فقہاء: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ وَقَالُوْا بِهٖ وَهُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَلَمْ يَاْخُذْ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ مِنْهُمُ الشَّافِعِىُّ

توضیحِ راوی: وَسَعِيْدُ بْنُ زَيْدٍ اَخُو حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ وَّاَبُوْ لَبِيْدٍ اسْمُهٗ لِمَازَةُ ابْنُ زَبَّارٍ

1178- تفرد به الترمذى من اصحاب الكتب الستة' ينظر تحفة الاشراف (73/3) حديث (3423) واخرجه ابو داؤد (256/3) كتاب البيوع' باب: فى المضارب يخالف' حديث (3386) من طريق ابى حصين عن شيخ من اهل المدينة عن حكيم بن حزام به-

1179- اخرجه احمد (376'375/4) وابو داؤد (256/3) كتاب البيوع' باب: فى المضارب يخالف' حديث (3385) وابن ماجه (803/2) كتاب الصدقات باب: الامين يتجر فيه فيربح' حديث (2402) من طريق الزبير بن الخريت عن ابى لبيد لمازة بن زبار عن عروة البارقى فذكره-

◆◆ حضرت عروہ بارقی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے مجھے ایک دینار دیا، تاکہ میں آپ کے لیے ایک بکری خریدوں میں نے اس سے دو بکریاں خریدیں ان میں سے ایک کو ایک دینار کے عوض میں فروخت کر دیا، پھر ایک بکری اور ایک دینار لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے اس کے معاملے کا تذکرہ کیا، تو آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے کیے ہوئے سودے میں تمہیں برکت عطا کرے۔

راوی بیان کرتے ہیں: حضرت عروہ بارقی رضی اللہ عنہ کوفہ کے بازار "کناسہ" میں جایا کرتے تھے اور وہاں انہیں تجارت میں بہت زیادہ نفع ہوتا تھا، وہ کوفہ کے مالدار ترین افراد میں شامل تھے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

بعض اہلِ علم نے اس حدیث کو اختیار کیا ہے انہوں نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں۔

بعض اہلِ علم نے اس حدیث کو اختیار نہیں کیا۔ ان میں سے ایک امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

سعید بن زید نامی راوی، حماد بن زید کے بھائی ہیں اور ابولبید نامی راوی کا نام لمازہ بن زبار ہے۔

شرح

ولاء کی تعریف اور اس کا حکم:

جب آقا اپنے غلام یا کنیز کو آزاد کرتا ہے تو اس کا آزاد کردہ کے ساتھ ایک علاقہ و تعلق قائم ہو جاتا ہے، جسے ولاء کہا جاتا ہے۔ آزاد کردہ کی وفات کی صورت میں اس کا کوئی وارث یا عصبہ نہ ہو، تو آقا اس کا عصبہ اقرب قرار پاتا ہے اور اس کے مالِ وراثت کا حق دار وہی ہوتا ہے۔ زمانۂ جاہلیت میں لوگ "ولاء" فروخت کر دیتے تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ولاء بیع کرنے اور ہبہ کرنے سے منع فرمایا۔ ولاء کی طرح غلام کی بیع کے وقت کوئی شرط عائد کرنا بھی منع ہے۔ البتہ بیع منعقد ہو جائے گی۔

دینار صدقہ کرنے کی وجہ:

قربانی کا جانور خریدنے سے وہ متعین ہو جاتا ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں ضابطہ یہ ہے کہ اگر صاحبِ نصاب قربانی کا جانور خریدے تو وہ متعین نہیں ہوتا، وہ اسے فروخت کر کے دوسرا جانور خرید کر (یا اپنے پاس موجود جانور) قربانی کر سکتا ہے۔ اگر جانور خریدنے والا صاحبِ نصاب نہ ہو، تو خریدنے پر قربانی کے لیے وہ جانور متعین ہو جائے گا، لہٰذا وہ اپنا جانور فروخت کرنے کا مجاز نہیں ہوگا کیونکہ صاحبِ نصاب پر جانور خریدنے سے قربانی واجب نہیں ہوتی بلکہ نصاب کے سبب واجب ہوتی ہے، جبکہ غیر صاحبِ نصاب کے لیے جانور خریدنے سے قربانی واجب ہوتی ہے، اس لیے کہ اس پر قربانی واجب نہیں تھی، جانور خریدنے سے واجب ہوئی کیونکہ نفلی عبادت شروع کرنے سے اس کی تکمیل واجب ہو جاتی ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جانور کی خرید و فروخت سے حاصل ہونے والا دینار صدقہ کر دیا تھا تو اس کی دو وجوہات ہو

سکتی ہیں:

1- آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربانی واجب نہ ہو اور جانور خریدنے سے قربانی کے لیے وہ متعین ہو گیا جبکہ اس کے فروخت کرنے کے نتیجہ میں حاصل ہونے والا دینار صدقہ کرنا واجب تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کرنے کا حکم دے دیا۔

2- آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربانی واجب تھی تو جانور خریدنے سے وہ قربانی کے لیے متعین نہ ہوا لہٰذا وہ فروخت ہو سکتا تھا مگر پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانور کی بیع سے حاصل ہونے والے دینار کو استحباب واستحسان کی بناء پر صدقہ کرنا مناسب خیال فرمایا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْمُكَاتَبِ اِذَا كَانَ عِنْدَهٗ مَا يُؤَدِّي

باب 33- ایسے مکاتب کا حکم جب اس کے پاس وہ (رقم) موجود ہو جسے وہ ادا کر سکتا ہو

1180 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَزَّازُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِذَا اَصَابَ الْمُكَاتَبُ حَدًّا اَوْ مِيْرَاثًا وَّرِثَ بِحِسَابِ مَا عَتَقَ مِنْهُ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤَدِّي الْمُكَاتَبُ بِحِصَّةِ مَا اَدّٰى دِيَةَ حُرٍّ وَّمَا بَقِيَ دِيَةَ عَبْدٍ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ

اختلافِ روایت: وَّهٰكَذَا رَوٰى يَحْيَى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوٰى خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَوْلَهٗ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ وَقَالَ اَكْثَرُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمُ الْمُكَاتَبُ عَبْدٌ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ دِرْهَمٌ وَّهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جب مکاتب شخص کو دیت میں سے یا وراثت میں سے کوئی حصہ ملنا ہو تو اسے اس حساب سے حصہ ملے گا' جتنا اس کا حصہ آزاد ہو چکا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے: مکاتب کا جتنا حصہ آزاد ہوا ہے' اس حساب سے اس کی دیت آزاد شخص کے طور پر دی جائے گی اور بقیہ حصے کی غلام کی دیت کے طور پر دی جائے گی۔

اس بارے میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی حدیث منقول ہے۔

1180- اخرجه احمد (369/1) وابو داؤد (194/4) كتاب الديات' باب: في دية المكاتب' حديث (4582) والنسائي (46/8) كتاب القسامة' باب: دية المكاتب' حديث (4811) من طريق ايوب عن عكرمة عن ابن عباس فذكره۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔
یحییٰ بن ابوکثیر نے عکرمہ کے حوالے سے' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح نقل کیا ہے۔
خالد نے عکرمہ کے حوالے سے' حضرت علی رضی اللہ عنہ سے' ان کے قول کے طور پر نقل کیا ہے۔
نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہلِ علم کے نزدیک اس روایت پر عمل کیا جاتا ہے۔
نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اکثر اہلِ علم اس بات کے قائل ہیں: جب تک مکاتب کے ذمے ایک درہم کی ادائیگی بھی لازم ہے۔ وہ غلام شمار ہوگا۔
سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ' امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ' امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحق رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں۔

1181 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِي اُنَيْسَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَقُوْلُ
متنِ حدیث: مَنْ كَاتَبَ عَبْدَهُ عَلٰى مِائَةِ اُوقِيَّةٍ فَاَدَّاهَا اِلَّا عَشْرَ اَوَاقٍ اَوْ قَالَ عَشَرَةَ دَرَاهِمَ ثُمَّ عَجَزَ فَهُوَ رَقِيقٌ
حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ
مذاہبِ فقہاء: وَّالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ اَنَّ الْمُكَاتَبَ عَبْدٌ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ شَيْءٌ مِّنْ كِتَابَتِهِ
اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوَى الْحَجَّاجُ بْنُ اَرْطَاةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ نَحْوَهُ

◆◆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے' اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم ﷺ کو خطبہ دینے کے دوران یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو شخص اپنے غلام کے ساتھ ایک سو اوقیہ کے عوض میں کتابت کا معاہدہ کرے اور وہ اس کی ادائیگی کر دے' صرف دس اوقیہ باقی رہ جائیں (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) دس درہم باقی رہ جائیں' پھر وہ ادائیگی سے عاجز آ جائے' تو وہ (مکاتب) غلام شمار ہوگا۔
یہ حدیث ''غریب'' ہے۔
نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اکثر اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے' یعنی مکاتب غلام کے ذمے اپنی کتابت میں سے' جب تک کوئی بھی ادائیگی باقی ہے۔ وہ غلام شمار ہوگا۔
حجاج نے اس روایت کو عمرو بن شعیب کے حوالے سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

1182 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْمَخْزُوْمِيُّ' قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ' عَنِ الزُّهْرِيِّ' عَنْ نَبْهَانَ مَوْلٰى اُمِّ سَلَمَةَ' عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ' قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِذَا كَانَ عِنْدَ مُكَاتَبِ

1181- اخرجه احمد (2/178, 206)وابو داؤد (4/20, 21) كتاب العتق' باب في المكاتب يؤدي بعض كتابة فيعجز او يموت حديث (3926)وابن ماجه (2/842) كتاب العتق' باب: المكاتب' حديث (2519) من طريق عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده عبد الله بن عمرو فذكره-

اِحْدَاكُنَّ مَا يُؤَدِّىْ ، فَلْتَحْتَجِبْ مِنْهُ"

قَالَ اَبُوْعِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ ، وَمَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ عَلَى التَّوَرُّعِ ، وَقَالُوْا: لَا يُعْتَقُ الْمُكَاتِبُ ، وَاِنْ كَانَ عِنْدَهٗ مَا يُؤَدِّىْ حَتّٰى يُؤَدِّىَ .

◆◆ سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب کسی عورت کے مکاتب غلام کے پاس اتنا مال ہو جسے وہ ادا کر سکتا ہو تو اس عورت کو اس سے پردہ کرنا چاہیے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک حدیث کا حکم احتیاط کے طور پر ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: وہ مکاتب اس وقت تک آزاد نہیں ہوگا، جب تک وہ اپنے ذمے تمام ادائیگی کو ادا نہیں کر دیتا۔

شرح

مکاتب کی تعریف اور اس کا حکم:

مکاتب وہ کنیز یا غلام ہے، جس کے ساتھ آقا نے یہ معاملہ طے کیا ہو کہ وہ اتنی رقم حق مکاتبت جمع کرا کر آزاد ہو سکتا ہے اور غلام نے معاملہ قبول کر لیا ہو۔ اس کنیز یا غلام کے ذمہ جب تک ایک درہم بھی باقی رہے گا، وہ مکاتبِ غلام ہی رہے گا۔ اس سلسلہ میں مشہور روایت موجود ہے:

المكاتب عبد مابقى عليه من مكاتبته درهم ۔ (مشکوٰۃ رقم الحدیث:3388)

"مکاتب پر جب تک ایک درہم بھی باقی رہے گا، وہ غلام ہی رہے گا۔"

یہ آئمہ اربعہ کا اجماعی مسئلہ ہے۔ حدیث باب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مکاتب جتنی مقدار میں حق مکاتبت کی رقم جمع کرواتا رہے گا، وہ اتنی مقدار میں آزاد ہوتا جائے گا اور اس پر اسی مقدار سے آزادی کے احکام جاری ہوتے جائیں گے۔ مثلاً کسی نے نصف رقم یعنی حقِ مکاتبت ادا کر دیا تو وہ نصف آزاد ہو جائے گا اور وہ وراثت میں نصف حصہ حاصل کر سکے گا۔

پہلی حدیث باب منسوخ ہے، اس پر آئمہ اربعہ میں سے کسی کا بھی عمل نہیں ہے۔ دوسری حدیث باب سے آئمہ اربعہ استدلال کرتے ہیں، خواہ یہ روایت ضعیف ہے لیکن اجماع کی بناء پر اس پر عمل کی گنجائش موجود ہے۔

غلام سے پردہ کے مسئلہ میں مذاہبِ آئمہ:

کیا گھر کے سربراہ کی بیوی اپنے غلام سے پردہ کرے گی یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ میں اختلاف ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ اپنے غلام اور کنیز سے پردہ نہیں ہے، کیونکہ وہ محارم کے حکم میں ہیں۔ انہوں نے حدیث حدیث

1182- اخرجه احمد (289/6) وابو داؤد (21/4) كتاب العتق' باب: فى المكاتب يؤدى بعض كتابة فيعجز او يموت' حديث (3928) وابن ماجه (842/2) كتاب العتق: باب: المكاتب' حديث (25020) والحميدى (138/1) حديث (289) من طريق الزهرى' عن نبهان مولىٰ ام سلمة عن ام سلمة به-

باب اوراس ارشادِ ربانی سے استدلال کیا ہے:

اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ . (النور:31)

اس ارشادِ ربانی کا حکم عام ہے جو کنیز اور غلام دونوں کو شامل ہے۔حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اپنے غلام کی حیثیت محرم کی نہیں ہے بلکہ اجنبی شخص کی ہے' لہٰذا اس سے پردہ ضروری ہے۔آپ نے بھی مذکورہ ارشادِ ربانی سے استدلال کیا ہے۔آپ کے نزدیک اس ارشادِ ربانی کا حکم خاص ہے جو صرف غلام کو شامل ہے مگر کنیز کو شامل نہیں ہے۔

چہرہ کے پردہ میں مذاہب آئمہ:

کیا عورت اجنبی شخص سے چہرے کا پردہ کرے گی یا نہیں؟ اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ ہاتھوں اور پاؤں کی طرح چہرہ کا بھی پردہ نہیں ہے۔انہوں نے اس ارشادِ ربانی سے استدلال کیا ہے:

وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا . (النور:31)

سے مراد دونوں ہاتھ' دونوں پاؤں اور چہرہ ہے۔حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عورت پر اجنبی شخص سے اپنے چہرہ کا پردہ کرنا واجب ہے۔آپ نے اس ارشادِ ربانی سے استدلال کیا ہے:''اے محبوب! آپ اپنی ازواج' اپنی بنات اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادیجیے کہ وہ اپنی چادریں اپنے چہرے پر لٹکایا کریں۔'' (الاحزاب:59)

بَابُ مَا جَآءَ اِذَا اَفْلَسَ لِلرَّجُلِ غَرِيْمٌ فَيَجِدُ عِنْدَهُ مَتَاعَهُ

باب 34- جب کسی شخص کے مقروض کو مفلس قرار دیا جائے اور وہ شخص اپنا سامان اس مفلس کے پاس پائے

1183 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ

متنِ حدیث: اَيُّمَا امْرِئٍ اَفْلَسَ وَوَجَدَ رَجُلٌ سِلْعَتَهُ عِنْدَهُ بِعَيْنِهَا فَهُوَ اَوْلٰى بِهَا مِنْ غَيْرِهِ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنْ سَمُرَةَ وَابْنِ عُمَرَ

1183- اخرجه مالك فى المؤطا (678/2) كتاب البيوع' باب: ما جاء فى افلاس الغريم' حديث (88) والبخارى (76/5) كتاب الاستقراض' باب: اذا وجد ماله عند مفلس فى البيع والقرض والوديعة فهو احق به' حديث (2402 ومسلم (1193/3) كتاب المساقاة' باب: من ادرك ما باعه عند المشترى وقد افلس' فله الرجوع فيه حديث (22-1559) وابو داؤد (286/3) كتاب البيوع' باب: فى الرجل يفلس فيجد الرجل متاعه بعينه عنده' حديث (3519) والنسائى (311/7) كتاب البيوع' باب: لرجل يبتاع البيع فيفلس ويوجد المتاع بعينه' حديث (4676) وابن ماجه (790/2) كتاب الاحكام' باب: من وجد متاعه بعينه عند رجل قد افلس' حديث (3358) والدارمى (262/2) كتاب البيوع' باب: فيمن وجد متاعه عند المفلس' واخرجه احمد (228/2'247'249) والحميدى (448/2) حديث (1036) من طريق عمر بن عبد العزيز عن ابى بكر بن عبد الرحمن بن الحارث بن هشام عن ابى هريرة فذكره-

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِىْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ هُوَ اُسْوَةُ الْغُرَمَاءِ وَهُوَ قَوْلُ اَهْلِ الْكُوْفَةِ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جب کوئی شخص مفلس ہو جائے اور پھر کوئی شخص اپنا سامان بعینہ اس کے پاس پائے' تو وہ شخص اس سامان کا دوسرں سے زیادہ حقدار ہے۔

اس بارے میں حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث منقول ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: اس کی حیثیت دیگر قرض خواہوں کی سی ہوگی۔

اہلِ کوفہ اس بات کے قائل ہیں۔

شرح

مقروض کے دیوالیہ ہونے پر قرض کی ادائیگی کا مسئلہ:

کوئی شخص لوگوں سے بار بار قرض حاصل کرتا رہے حتیٰ کہ وہ دیوالیہ ہو جائے حتیٰ کہ اس کے گھر کا تمام مال و متاع فروخت کرنے سے بھی قرض کی ادائیگی نہ ہو سکتی ہو' تو قرض خواہ لوگ اجتماعی طور پر قاضی کی عدالت میں جائیں گے۔ قاضی مقروض کو دیوالیہ قرار دے کر اس کی ضروریات سے زائد تمام اموال فروخت کرنے کا حکم دے گا جو وصول ہونے والی رقم تمام قرض خواہوں میں تقسیم کر دی جائے گی۔ مزید قرض کی ادائیگی دیوالیہ مقروض کے پاس مال آنے پر کی جائے گی۔

دیوالیہ مقروض کے پاس قرض خواہ اصل حالت میں اپنی چیز پائے تو اسے حاصل کرنے کے جواز میں مذاہبِ آئمہ:

قرض خواہوں کے مطالبہ پر عدالت میں قاضی نے مقروض کو دیوالیہ قرار دیا ہو' تو ایسی حالت میں کوئی قرض خواہ اس کے پاس اصلی حالت میں اپنی چیز پائے تو کیا وہ اسے حاصل کرنے کا مجاز ہوگا یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ آئمہ ثلاثہ کے نزدیک قرض خواہ اپنی اصل چیز پائے مثلاً بکری ہو' وہ ابھی مقروض کے پاس موجود ہو' تو اسے حاصل کرنے کا زیادہ حق دار ہوگا۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے' جس میں اس مسئلہ کی صراحت موجود ہے۔ حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ قرض خواہ مقروض کے پاس اپنی چیز اصل حالت میں پائے تو وہ اسے وصول کرنے کا حق دار نہیں ہوگا بلکہ وہ بھی فروخت کی جائے گی جو درحقیقت مقروض کی ہی چیز ہے۔ حدیث باب کا مصداق وہ اشیاء ہیں جو مقروض کے پاس بطورِ امانت یا عاریتاً ہوں۔ اس طرح آپ کا بھی حدیث باب سے استدلال ہوا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي النَّهْيِ لِلْمُسْلِمِ اَنْ يَّدْفَعَ اِلَى الذِّمِّيِّ الْخَمْرَ يَبِيْعُهَا لَهٗ

باب 35- مسلمان کے لیے اس بات کی ممانعت کہ وہ شراب کسی ذمی کو دے تا کہ وہ اس کی طرف سے اسے فروخت کرے

1184 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ اَخْبَرَنَا عِيْسٰى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ مُّجَالِدٍ عَنْ اَبِى الْوَدَّاكِ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ قَالَ

متنِ حدیث: كَانَ عِنْدَنَا خَمْرٌ لِيَتِيْمٍ فَلَمَّا نَزَلَتِ الْمَائِدَةُ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ وَقُلْتُ اِنَّهٗ لِيَتِيْمٍ فَقَالَ اَهْرِيْقُوْهُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِىْ سَعِيْدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِىَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوُ هٰذَا

مذاہبِ فقہاء: وَقَالَ بِهٰذَا بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ وَكَرِهُوا اَنْ تُتَّخَذَ الْخَمْرُ خَلًّا وَاِنَّمَا كُرِهَ مِنْ ذٰلِكَ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اَنْ يَّكُوْنَ الْمُسْلِمُ فِىْ بَيْتِهٖ خَمْرٌ حَتّٰى يَصِيْرَ خَلًّا وَرَخَّصَ بَعْضُهُمْ فِىْ خَلِّ الْخَمْرِ اِذَا وُجِدَ قَدْ صَارَ خَلًّا

اَبُو الْوَدَّاكِ اسْمُهٗ جَبْرُ بْنُ نَوْفٍ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہمارے پاس ایک یتیم کی شراب تھی جب سورۂ مائدہ نازل ہوئی تو میں نے نبی اکرم ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا: میں نے عرض کی: یہ ایک یتیم کی ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسے بہا دو!

اس بارے میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

یہی روایت دیگر حوالوں سے بھی نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

اہلِ علم نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: شراب کو سرکہ بنانا حرام ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) اس کو حرام اس صورت میں قرار دیا گیا ہے ویسے اللہ بہتر جانتا ہے کہ کسی مسلمان کے گھر میں شراب موجود ہو اور پھر وہ سرکہ بن جائے جبکہ بعض اہلِ علم نے شراب کے سرکے کی اجازت دی ہے جبکہ وہ ایسی حالت میں پائی جائے کہ خود بخود سرکہ بن چکی ہو۔

ابوو داک نامی راوی کا نام جبیر بن نوف ہے۔

1184- اخرجه احمد (26/3) من طريق مجالد عن ابى الوداك عن ابى سعيد الخدرى فذكره-

شرح

مسئلہ حدیث کی وضاحت:

حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ شراب قطعی حرام ہے اور اس کی خرید و فروخت بھی حرام ہے۔ مسلمان نہ خود فروخت کر سکتا ہے اور نہ غیر مسلم کے ذریعے اسے فروخت کرا سکتا ہے۔ اسے ضائع کر دینا یا اس کا سرکہ تیار کر لینا چاہیے۔ سرکہ تیار کرنے کی صورت میں اس کا استعمال کرنا حلال ہو جائے گا کیونکہ کسی چیز کی ہیئت بدلنے سے اس کا حکم بھی بدل جاتا ہے۔ شراب کو بہانے یا اسے ضائع کرنے کا حکم اس لیے دیا گیا ہے کہ اسلام کی نظر میں یہ مال نہیں ہے۔

خمر سے سرکہ بنانے میں مذاہبِ آئمہ:

خمر سے سرکہ تیار کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔

1- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ شراب سے سرکہ تیار کرنا جائز نہیں ہے۔ اسے ضائع کرنا اور بہا دینا ضروری ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ اگر خمر سے سرکہ بنانا جائز ہوتا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سائل کو بہانے کا حکم نہ دیتے بلکہ سرکہ بنانے کا حکم دیتے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں کیا' جس سے عیاں ہوتا ہے کہ خمر سے سرکہ تیار کرنا منع ہے۔

2- حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطۂ نظر ہے کہ خمر سے سرکہ بنانا جائز ہے اور سرکہ کا استعمال میں لانا بھی حلال ہے' کیونکہ چیز کی ہیئت تبدیل ہونے سے اس کا حکم بھی تبدیل ہو جاتا ہے۔ آپ نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے: ''خیر الخل خل الخمر'' بہترین سرکہ خمر کا سرکہ ہے۔ آپ کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ اس حدیث کا تعلق ابتداءِ اسلام سے ہے۔ اس دور میں خمر سے نفرت پیدا کرنے کے لیے اس بارے میں سخت اور قابلِ گرفت احکامات جاری کیے گئے تھے حتیٰ کہ خمر کے برتنوں کو توڑنے کا حکم دیا گیا لیکن بعد میں ایسے احکام منسوخ ہو گئے اور اس سے تیار کردہ سرکہ کو حلال و جائز قرار دیا گیا ہے۔ (المغنی لابن قدامہ' جلد:8' ص:319)

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ اَنَّ الْعَارِيَةَ مُؤَدَّاةٌ

باب 36- عاریت کے طور پر لی ہوئی چیز قابلِ واپسی ہوگی

1185 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا طَلْقُ بْنُ غَنَّامٍ عَنْ شَرِيْكٍ وَّقَيْسٌ عَنْ اَبِیْ حَصِيْنٍ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متنِ حدیث: اَدِّ الْاَمَانَةَ اِلٰى مَنِ ائْتَمَنَكَ وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ

1185- اخرجه ابو داؤد (290/3) كتاب البيوع' باب: في الرجل ياخذ حقه من تحت يده' حديث (3535) والدارمي (264/2) كتاب البيوع' باب: اداء الامانة' من طريق قيس وشريك عن ابي حصين عن ابي صالح عن ابي هريرة فذكره-

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

مذاہب فقہاء: وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ وَقَالُوْا اِذَا كَانَ لِلرَّجُلِ عَلٰى اٰخَرَ شَىْءٌ فَذَهَبَ بِهٖ فَوَقَعَ لَهٗ عِنْدَهٗ شَىْءٌ فَلَيْسَ لَهٗ اَنْ يَّحْبِسَ عَنْهُ بِقَدْرِ مَا ذَهَبَ لَهٗ عَلَيْهِ وَرَخَّصَ فِيْهِ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِيْنَ وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَقَالَ اِنْ كَانَ لَهٗ عَلَيْهِ دَرَاهِمُ فَوَقَعَ لَهٗ عِنْدَهٗ دَنَانِيْرُ فَلَيْسَ لَهٗ اَنْ يَّحْبِسَ بِمَكَانِ دَرَاهِمِهٖ اِلَّا اَنْ يَّقَعَ عِنْدَهٗ لَهٗ دَرَاهِمُ فَلَهٗ حِيْنَئِذٍ اَنْ يَّحْبِسَ مِنْ دَرَاهِمِهٖ بِقَدْرِ مَا لَهٗ عَلَيْهِ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اپنی امانت تمہارے پاس رکھوائے اسے امانت واپس کردو اور جو شخص تمہارے ساتھ خیانت کرے تم اس کے ساتھ خیانت نہ کرو۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

بعض اہلِ علم نے اس حدیث کو اختیار کیا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: جب کسی شخص نے کسی دوسرے سے کوئی چیز لینی ہو اور وہ دوسرا شخص اس کی چیز لے جائے اور دوسرے شخص کی کوئی چیز پہلے شخص کے پاس موجود ہو تو اب پہلے شخص کو یہ حق حاصل نہیں ہے دوسرا شخص اس کی جو چیز لے گیا ہے اس کے حساب سے دوسرے شخص کی چیز اپنے پاس رکھے۔

تابعین سے تعلق رکھنے والے بعض اہلِ علم نے اس کی اجازت دی ہے۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔ وہ یہ فرماتے ہیں: اگر پہلے شخص نے دوسرے سے درہم لینے تھے اور دوسرے شخص کے دینار اس کے پاس موجود ہوں تو اب پہلے شخص کو یہ حق حاصل نہیں ہے: وہ اس کے درہموں کی جگہ (ان دیناروں کو) اپنے پاس روک لے البتہ اگر پہلے شخص کے پاس درہم ہی موجود ہوتے تو اس صورت میں وہ دوسرے شخص کے درہم اپنے پاس روک سکتا تھا اس حساب سے جو اس نے اس دوسرے شخص سے وصول کرنے ہیں۔

شرح

''مسئلہ ظفر'' کی وضاحت اور اس میں مذاہب آئمہ:

حدیث باب میں ایک مسئلہ بیان کیا گیا ہے جس کا لقب ''مسئلہ ظفر'' ہے۔

مسئلہ ظفر یہ ہے کہ مقروض قرض کی ادائیگی میں مخلص نہ ہو بلکہ قرض خواہ کی طرف سے بار بار مطالبہ کے باوجود وہ وعدہ پر وعدہ کر کے ٹال مٹول سے کام لے رہا ہو۔ ایسی صورتِ حال میں مقروض کی کوئی چیز قرض خواہ کے ہاتھ آجاتی ہے تو کیا وہ اس سے اپنا قرض وضع کرسکتا ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ قرض خواہ مقروض کی چیز سے اپنا قرض وضع نہیں کرسکتا بلکہ اس کے ہاتھ لگنے والی چیز اس کے پاس امانت ہے جس کا واپس کرنا واجب ہے۔ البتہ امانت واپس کرنے کے بعد وہ قرض کی ادائیگی کا مطالبہ کرسکتا ہے۔ انہوں نے حدیث باب کے اس حصہ سے استدلال کیا ہے: ''ولا تخن من خانك'' یعنی جو شخص تم سے خیانت کرے تم

اس سے خیانت نہ کرو۔

2- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ مقروض کا مال جس طرح اور جس شکل میں بھی قرض خواہ کے ہاتھ آ جائے تو وہ اس سے اپنا قرض وضع کرسکتا ہے' کیونکہ مقروض پر قرض کی ادائیگی واجب ہے' گر وہ ادا نہیں کر رہا۔ آپ نے حضرت ہندہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے۔ ان کا بیان ہے کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض گزار ہوئیں: ''یارسول اللہ! میرا شوہر بخیل آدمی ہے جو میرے اور میری اولاد کے اخراجات فراہم نہیں کرتے تو کیا میں ان کے مال سے کچھ مال لے سکتی ہوں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خذی ما یکفیك و ولدك بالمعروف ۔ (اعلاء السنن'ج:15'ص:483)

''معروف طریقہ کے مطابق تم اپنے لیے اور اپنی اولاد کے لیے مال لے سکتی ہو۔''

3- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ مقروض کی وہ چیز جو قرض خواہ کے ہاتھ لگے' قرض کی جنس سے ہو' تو وہ اس سے اپنا قرض وضع کرسکتا ہے ورنہ نہیں۔ مثلاً مدیون کی گھڑی دستیاب ہوئی تو اس سے قرض وضع نہیں کرسکتا لیکن پرس ہاتھ لگنے کی صورت میں اس میں موجود رقم سے اپنا قرض وضع کرکے باقی ماندہ رقم اسے واپس کردینا جائز ہے۔ آپ نے حضرت ہندہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے واقعہ سے استدلال کیا ہے' جس سے اخراجات وضع کرنے کا جواز ثابت ہوتا ہے' جس طرح اخراجات مہیا کرنا واجب ہے اسی طرح قرض واپس کرنا بھی واجب ہے۔ آپ کی طرف سے حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ قرض خواہ مقروض کے مال سے خیانت نہیں کررہا بلکہ اپنا حق وصول کررہا ہے جو تعلیم اسلام کے عین مطابق ہے' جبکہ حدیث باب میں خیانت کرنے کی ممانعت کی گئی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ اَنَّ الْعَارِيَةَ مُؤَدَّاةٌ

باب 37- ادھار لی ہوئی چیز کو واپس کرنا ضروری ہے

1186 سندِحدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَّعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ شُرَحْبِيْلَ بْنِ مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متنِ حدیث: فِى الْخُطْبَةِ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ الْعَارِيَةُ مُؤَدَّاةٌ وَّالزَّعِيْمُ غَارِمٌ وَّالدَّيْنُ مَقْضِىٌّ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِى الْبَاب عَنْ سَمُرَةَ وَصَفْوَانَ بْنِ اُمَيَّةَ وَاَنَسٍ

حکمِ حدیث: قَالَ وَحَدِيْثُ اَبِىْ اُمَامَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

اسنادِ دیگر: وَّقَدْ رُوِىَ عَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْضًا مِّنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو حجۃ الوداع کے موقع پر خطبے کے دوران یہ ارشاد

1186- اخرجه احمد (267/5) وابو داؤد (297/3) كتاب البيوع' باب: فى تضمين العارية' حديث (3565) وابن ماجه (408/2) كتاب الصدقات' باب: الكفالة' حديث (2405) من طريق اسماعيل بن عياش عن شرحبيل بن مسلم الخولانى عن ابى امامة فذكره-

فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شے ادھار لی جائے' اسے واپس کرنا ضروری ہے' اور ضمانت دینے والا شخص ذمہ دار ہوتا ہے' اور قرض کی ادائیگی (ضروری) ہے۔

اس بارے میں حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ' حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن'' ہے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے دوسری سند کے ہمراہ بھی اسے نقل کیا گیا ہے۔

1187 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: عَلَى الْيَدِ مَا اَخَذَتْ حَتّٰى تُؤَدِّيَ قَالَ قَتَادَةُ ثُمَّ نَسِيَ الْحَسَنُ فَقَالَ فَهُوَ اَمِيْنُكَ لَا ضَمَانَ عَلَيْهِ يَعْنِي الْعَارِيَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ اِلٰى هٰذَا وَقَالُوْا يَضْمَنُ صَاحِبُ الْعَارِيَةِ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ لَيْسَ عَلٰى صَاحِبِ الْعَارِيَةِ ضَمَانٌ اِلَّا اَنْ يُّخَالِفَ وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَاَهْلِ الْكُوْفَةِ وَبِهٖ يَقُوْلُ اِسْحٰقُ

◆◆ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ہاتھ (یعنی آدمی) نے جو چیز لی ہوا سے ادا کرنا لازم ہے۔

قتادہ کہتے ہیں: اس کے بعد حسن اس روایت کو بھول گئے اور انہوں نے یہ کہا: وہ شخص تمہارا امین ہوگا' اور اس پر ضمان لازم نہیں ہوگا یعنی یہ ادھار لی ہوئی چیز کا حکم ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہلِ علم نے اس کو اختیار کیا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: جس شخص کو کوئی چیز ادھار دی گئی ہو (اگر وہ چیز اس سے ضائع ہو جائے) تو وہ تاوان ادا کرے گا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہلِ علم یہ کہتے ہیں: جس شخص کو کوئی چیز ادھار دی گئی ہو' اس پر تاوان ادا کرنا اسی صورت میں لازم ہوگا' جب وہ (طے شدہ شرائط) کی خلاف ورزی کرے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور اہلِ کوفہ اسی بات کے قائل ہیں۔

1187- اخرجه احمد (5/8'12'13) وابو داؤد (3/296) كتاب البيوع' باب: في تضمين العارية' حديث (3561) وابن ماجه 2/802 كتاب الصدقات باب: العارية' حديث (2400) والدارمي (2/264) كتاب البيوع' باب: العارية مؤداة' من طريق سعيد بن ابي عروبة عن قتادة عن الحسن عن سمرة بن جندب فذكره-

امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

شرح

اصلاحِ معاشرہ کا درس:

احادیث باب کا تعلق ''جوامع الکلم'' سے ہے، جن میں حکیمانہ انداز میں اصلاحِ معاشرہ کا درس دیا گیا ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- عاریہ چیز کی واپسی:

انسان معاشرے میں باہمی معاونت سے زندگی گزارتا ہے۔ معاشرہ میں پہلی خرابی یہ پائی جاتی ہے کہ عاریتاً لی ہوئی چیز عموماً واپس نہیں کی جاتی، اگر مالک واپس لینا بھول جائے تو وہ گم ہو جاتی ہے، اگر وہ واپس لینے کے لیے رابطہ کرتا ہے تو ناراضگی کی شکل میں واپس کی جاتی ہے۔ حدیث باب میں درس دیا گیا ہے کہ استعمال کے بعد وہ چیز جلدی سے واپس کر دی جائے بلکہ شکریہ کے ساتھ واپس کی جائے تاکہ آئندہ ضرورت پڑنے پر دوبارہ حاصل کی جا سکے۔ شکریہ کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

(1) چیز واپس کرتے وقت زبانی کلامی شکریہ ادا کر دیا جائے۔

(2) مثلاً کھانا پکانے کے لیے ہمسایہ کے گھر سے بڑا برتن لیا تھا تو برتن بروقت واپس کیا جائے اور بطورِ شکریہ یہ حسبِ طاقت کھانا بھی بھیجا جائے۔

2- ضمانت کا تقاضا:

معاشرہ میں دوسری اہم خرابی ضمانت کے تقاضا کو پورا نہ کرنا ہے۔ مثلاً ایک شخص کسی سے قرض لیتا ہے مگر قرض خواہ کی طرف سے بار بار مطالبہ کرنے کے باوجود وہ واپس کرنے کا نام تک نہیں لیتا۔ اس طرح فریقین کے مابین ناراضگی کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس دوران ایک شخص ثالثی (ضمانت) کا کردار ادا کرنے کے لیے دونوں کے جذبات کو ٹھنڈا کرتا ہے اور مقروض کی طرف سے ضمانت کا ذمہ دار بن جاتا ہے۔ بعد ازاں وہ اپنا فریضہ ضمانت کو نظرانداز کر دیتا ہے۔ الغرض وہ نہ خود قرض ادا کرتا ہے اور نہ مقروض سے قرض لے کر دیتا ہے۔ حدیث باب میں ایسی ضمانت سے منع کیا گیا ہے جو معاشرے میں مخاصمت، ناراضگی اور فساد کا سبب بنے۔

3- قرض کی واپسی:

معاشرے میں تیسری خرابی قرض کی عدم واپسی ہے۔ حتی الوسع قرض نہیں لینا چاہیے اگر ضرورت کے تحت قرضِ حسنہ لیا تو حسبِ وعدہ یا وسعت ہونے پر از خود واپس کرنا چاہیے۔ قرض کی واپسی کے حوالے سے کاہلی و سستی یا ٹال مٹول سے کام لینا مسلمان کی شایانِ شان ہرگز نہیں ہے۔ اس سے معاشرے میں ایسا ناسور جنم لیتا ہے جو کئی خرابیوں کا سبب بنتا ہے۔ حدیث باب میں قرض کی عدم ادائیگی سے منع کیا گیا ہے اور اس کی حسبِ وعدہ ادائیگی کا درس دیا گیا ہے۔

عاریہ چیز کی حیثیت میں مذاہب آئمہ:

کیا عاریہ چیز مضمون ہے یا امانت؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔

1- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ عاریہ چیز ''مضمون'' ہے یعنی مستعیر پر اس کی ضمانت ہے۔ اس پر مستعیر کا قبضہ 'قبضہ ضمان ہے۔ عاریت اور دین دونوں کی شرعی حیثیت یکساں ہے۔ اس کے ضائع ہونے سے خواہ تعدی سے ہلاک ہو یا عدم تعدی سے ہر صورت میں مستعیر اس کا ضامن ہوگا۔ انہوں نے حدیث باب کے ان الفاظ سے استدلال کیا ہے: ''العاریۃ موداۃ'' عاریہ چیز کی واپسی ضروری ہے۔

2- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ عاریت کی حیثیت امانت کی ہے۔ جب مستعیر عاریت پر قبضہ کرے گا' تو اس کا قبضہ 'قبضہ امانت ہوگا۔ اگر وہ چیز مستعیر کے پاس کسی تعدی کی وجہ سے ہلاک ہو جائے تو مستعیر اس کا ضامن ہوگا۔ اگر عاریہ چیز بغیر تعدی یعنی آفتِ سماوی سے ہلاک ہو جائے یا حفاظت کے باوجود چوری ہو جائے تو مستعیر اس کا ضامن نہیں ہوگا۔ آپ نے بھی حدیث باب کے ان الفاظ سے استدلال کیا ہے: العاریة موداة .

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْاِحْتِكَارِ

باب 38- ذخیرہ اندوزی کرنا

1188 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَخْبَرَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ مَعْمَرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نَضْلَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متنِ حدیث: لَا يَحْتَكِرُ اِلَّا خَاطِئٌ

فَقُلْتُ لِسَعِيْدٍ يَّا اَبَا مُحَمَّدٍ اِنَّكَ تَحْتَكِرُ قَالَ وَمَعْمَرٌ قَدْ كَانَ يَحْتَكِرُ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَاِنَّمَا رُوِىَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهٗ كَانَ يَحْتَكِرُ الزَّيْتَ وَالْحِنْطَةَ وَنَحْوَ هٰذَا

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِى الْبَاب عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَّاَبِىْ اُمَامَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَحَدِيْثُ مَعْمَرٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ كَرِهُوا احْتِكَارَ الطَّعَامِ وَرَخَّصَ بَعْضُهُمْ فِى الْاِحْتِكَارِ فِىْ غَيْرِ الطَّعَامِ وقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ لَا بَأْسَ بِالْاِحْتِكَارِ فِى الْقُطْنِ وَالسِّخْتِيَانِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ

1188- اخرجه احمد (453/3، 400/6) ومسلم (1228/3) كتاب المساقاة: باب: تحريم الاحتكار فى الاقوات' حديث (130-1605) وابو داؤد (271/3) كتاب البيوع' فى النهى عن الحكرة' حديث (3447) وابن ماجه (728/2) كتاب التجارات: باب: الحكرة والجلب' حديث (2154) والدارمى (248/2، 249) كتاب البيوع' باب: النهى عن الاحتكار' من طريق سعيد بن المسيب عن معمر بن عبد الله بن فضله به-

◆◆ حضرت معمر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: صرف گناہگار شخص ذخیرہ اندوزی کرسکتا ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں: میں نے اپنے استاد سعید سے کہا: اے ابومحمد! آپ بھی ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں؟

معمر نامی راوی بیان کرتے ہیں' وہ صاحب ذخیرہ اندوزی کیا کرتے تھے۔

سعید بن مسیب کے بارے میں یہ بات منقول ہے: وہ تیل' گندم اور اس طرح کی دیگر چیزوں کا ذخیرہ کیا کرتے تھے۔

اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ' حضرت علی رضی اللہ عنہ' حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

معمر سے منقول روایت ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے' انہوں نے اناج کو ذخیرہ کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔

بعض اہلِ علم نے اناج کے علاوہ دوسری چیزوں کو ذخیرہ کرنے کی اجازت دی ہے۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: روئی اور چمڑے وغیرہ جیسی اشیاء کی ذخیرہ اندوزی میں کوئی حرج نہیں ہے۔

شرح

ذخیرہ اندوزی کی تعریف اور اس کا حکم:

حدیث باب میں ذخیرہ اندوزی کا حکم بیان کیا گیا ہے کہ یہ منع ہے۔ البتہ اس کی تعریف میں تفصیل ہے کہ کن اشیاء کی ذخیرہ اندوزی منع ہے اور کن اشیاء کی جائز ہے؟ اس بارے میں فقہاء کے دو اقوال ہیں:

1- اشیاء ماکولات (خوردونوش) کی ذخیرہ اندوزی منع ہے۔ مثلاً گندم' باجرہ اور جو وغیرہ کی جبکہ غیر ماکولات کی جائز ہے۔

2- ذخیرہ اندوزی مطلقاً منع ہے خواہ ماکولات کی ہو یا غیر ماکولات کی یعنی مختلف اشیاء کو سستے داموں خرید کر جمع کر لینا اور انہیں دُکان پر فروخت نہ کرنا۔ جب اس کا بھاؤ خوب تیز ہو جائے تو انہیں فروخت کر دیا جائے' یہ منع ہے' کیونکہ اس صورت میں عوام کا نقصان ہے۔ وہ اس طرح ذخیرہ اندوزی کی وجہ سے اشیاء دستیاب نہ ہوئیں اور دستیاب ہوئیں تو مہنگے داموں۔ میں البتہ اس کے برعکس اشیاء کا سٹاک کرنے کی اجازت ہے۔ سٹاک کا مطلب یہ ہے کہ مختلف اشیاء جمع کر لیں اور حسبِ ضرورت دُکان میں انہیں مسلسل فروخت کرتے رہیں۔ اس کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ اس میں عوام کا نقصان نہیں ہے' کیونکہ انہیں اشیاء مسلسل دستیاب ہوتی رہیں اور سستے داموں میں بھی۔

سوال: حضرت سعید بن مسیّب اور حضرت معمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کن اشیاء کی ذخیرہ اندوزی کرتے تھے اور وہ عملاً حدیث باب کی خلاف ورزی کیوں کرتے تھے؟

جواب: حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ درختوں کے گرے ہوئے پتوں اور زیتون کے تیل کا ذخیرہ کرتے تھے جبکہ ان کے استاد گرامی حضرت معمر رضی اللہ عنہ کے عمل کے بارے میں تفصیل معلوم نہیں ہوسکی۔ یہ دونوں بزرگ ذخیرہ اندوزی نہیں بلکہ

شاک کرتے تھے جس کے جواز میں کوئی شک نہیں ہے۔اس طرح دونوں بزرگوں کا عمل حدیث باب کے خلاف نہیں تھا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ بَيْعِ الْمُحَفَّلَاتِ

باب 39- جن جانوروں کا دودھ روکا گیا ہو ان کا سودا کرنا

1189 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَا تَسْتَقْبِلُوا السُّوْقَ وَلَا تُحَفِّلُوْا وَلَا يُنَفِّقْ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِى الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّاَبِىْ هُرَيْرَةَ وَحَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ كَرِهُوا بَيْعَ الْمُحَفَّلَةِ وَهِىَ الْمُصَرَّاةُ لَا يَحْلُبُهَا صَاحِبُهَا اَيَّامًا اَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ لِيَجْتَمِعَ اللَّبَنُ فِىْ ضَرْعِهَا فَيَغْتَرَّ بِهَا الْمُشْتَرِىْ وَهٰذَا ضَرْبٌ مِّنَ الْخَدِيْعَةِ وَالْغَرَرِ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: (سامان کے) منڈی پہنچنے سے پہلے (راستے میں سودا نہ کرو) اور دودھ روکے ہوئے جانور کو فروخت نہ کرو اور کوئی شخص کسی دوسرے کے لیے مصنوعی بولی نہ لگائے۔

اس بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے' انہوں نے ''محفلہ'' کی فروخت کو مکروہ قرار دیا ہے اس سے مراد ''مصرات'' ہے یعنی جس جانور کا مالک چند دنوں تک اس کا دودھ نہ دوہے' تاکہ اس کے تھنوں میں دودھ اکٹھا ہو جائے اور وہ اس کے ذریعے خریدار کو دھوکہ دے سکے' کیونکہ یہ دھوکے اور فریب کی ایک قسم ہے۔

شرح

بیع محفلات کی تعریف اور حکم:

لفظ ''محفلات'' جمع ہے' جس کا واحد ''محفلة'' ہے۔ یہ ثلاثی مزید باب تفصیل سے اور اسمِ مفعول مؤنث کا صیغہ ہے۔ اس کا معنیٰ ہے روکنا' جمع کرنا۔ اسی بناء پر عربی زبان میں بس اور محفل کو حافلة کہتے ہیں' کیونکہ بس اور جلسہ میں لوگ جمع ہوتے۔ بیع محفلہ سے مراد یہ ہے کہ جب کسی جانور کو فروخت کرنا ہو تو اس کا دودھ دوہتے وقت اس کے پستانوں میں دودھ باقی رکھا جائے تاکہ مشتری کی موجودگی میں دودھ دوہتے وقت دودھ زیادہ برآمد ہو تاکہ اس کی قیمت زیادہ وصول کی جا سکے۔ یہ بیع منع ہے' کیونکہ اس میں مشتری کا نقصان ہے۔ بیع محفلات اور بیع مصرات دونوں ایک ہیں۔

1189- اخرجه احمد (256/1) من طريق ابى الاحوص عن سماك عن عكرمة عن ابن عباس فذكره-

حدیث باب میں اس بیع سے بھی منع کیا گیا ہے کہ کوئی دیہاتی اپنا مال فروخت کرنے کے لیے شہر میں لا رہا ہو تو شہری شخص اسے شہر میں داخل ہونے سے قبل اور بازار کا بھاؤ معلوم کرنے سے پہلے اس سے سستے داموں مال خریدے اور بازار میں لا کر اسے بھاری قیمت میں فروخت کرے۔ اس بیع سے ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اس میں بائع اور لوگوں کا نقصان ہے۔ بائع کا نقصان اس طرح ہے کہ اس سے کم قیمت میں مال خریدا گیا ہے اور عوام کا نقصان اس طرح ہے کہ انہیں بھاری قیمت میں مال فروخت کیا گیا ہے۔

بیع نجش کی تعریف اور اس سے ممانعت کی وجہ:

ایک شخص دُکان میں آ کر کسی چیز کی قیمت طے کرنے لگا اور اس دوران تیسرا شخص آ گیا تو نے اس چیز کی قیمت زیادہ دینے کا اعلان کر دیا جبکہ اس کا ارادہ وہ چیز خریدنے کا ہرگز نہیں تھا بلکہ محض قیمت بڑھانا مقصود تھا۔ اس کو بیع نجش کہا جاتا ہے اس سے منع کیا گیا ہے کیونکہ اس میں مشتری کا نقصان ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْيَمِيْنِ الْفَاجِرَةِ يُقْتَطَعُ بِهَا مَالُ الْمُسْلِمِ

باب 40- جھوٹی قسم کے ذریعے مسلمان کا مال ہتھیانا

1190 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ وَّهُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ لَّقِىَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَقَالَ الْاَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ فِيَّ وَاللّٰهِ لَقَدْ كَانَ ذٰلِكَ كَانَ بَيْنِىْ وَبَيْنَ رَجُلٍ مِّنَ الْيَهُوْدِ اَرْضٌ فَجَحَدَنِىْ فَقَدَّمْتُهُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَكَ بَيِّنَةٌ قُلْتُ لَا فَقَالَ لِلْيَهُوْدِيِّ احْلِفْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِذًا يَّحْلِفُ فَيَذْهَبُ بِمَالِىْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى (اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا) اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ

فی الباب: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَفِى الْبَابِ عَنْ وَّائِلِ بْنِ حُجْرٍ وَّاَبِىْ مُوْسٰى وَاَبِىْ اُمَامَةَ بْنِ ثَعْلَبَةَ الْاَنْصَارِيِّ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ

حکم حدیث: وَحَدِيْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص قسم اٹھائے اور وہ اس میں جھوٹا ہو' تاکہ اس کے ذریعے وہ کسی مسلمان کا مال ہتھیا لے' تو جب وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا' تو اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوگا۔

حضرت اشعث بیان کرتے ہیں' یہ حکم میرے بارے میں ہے' اللہ تعالیٰ کی قسم! میرے اور ایک یہودی شخص کے درمیان زمین کا تنازعہ تھا اس نے مجھے دینے سے انکار کیا تھا میں اسے لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے دریافت کیا' کیا تمہارے پاس کوئی ثبوت ہے؟ میں نے عرض کی: نہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہودی سے فرمایا: تم قسم اٹھالو! میں نے

عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! یہ تو قسم اٹھالے گا' اور میرا مال لے جائے گا' تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

''بے شک وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے نام کے عہد اور اس کے نام کی قسموں کے بدلے میں تھوڑی قیمت حاصل کرتے ہیں''۔

یہ آیت آخر تک ہے۔

اس بارے میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ' حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ' حضرت ابوامامہ بن ثعلبہ انصاری رضی اللہ عنہ اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول روایت ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

عدالت میں مقدمہ کے فیصلہ کا ضابطہ:

دنیا بھر کی کسی بھی عدالت میں کوئی بھی مقدمہ پیش کیا جائے تو اس کے فیصلے کا ضابطہ یہ ہے کہ قاضی مدعی سے گواہ پیش کرنے کا کہے گا۔ اگر وہ گواہ پیش نہ کر سکے تو مدعی علیہ سے قسم کھانے کا مطالبہ کرے گا اور اس کے قسم کھانے سے قاضی اس کے حق میں فیصلہ کر دے گا۔ حدیث باب میں یہی ضابطہ بیان کیا گیا ہے۔ یہ ضابطہ ہر شخص کے لیے ہے۔ خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم۔ حدیث باب میں ''مسلم'' کی قید احترازی نہیں ہے بلکہ اتفاقی ہے' کیونکہ حدیث میں بیان کردہ واقعہ مسلم کو پیش آیا تھا۔

حدیث باب کا شانِ ورود:

حدیث باب کا شانِ ورود یہ ہے کہ حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں جو ''حضرموت'' شہر کے باسی تھے' زمین کے معاملہ میں ان کا ایک یہودی کے ساتھ تنازع ہو گیا۔ متعلقہ زمین یہودی کے دادا نے حضرت اشعث بن قیس کے دادا سے غصب کی تھی۔ حضرت اشعث رضی اللہ عنہ یہ اراضی کا تنازع لے کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اشعث رضی اللہ عنہ کو گواہ پیش کرنے کا حکم صادر فرمایا کیونکہ وہ اس مقدمہ کے مدعی تھے لیکن وہ گواہ پیش کرنے سے قاصر رہے۔ اس لیے کہ کوئی گواہ موجود نہیں تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی سے قسم کھانے کا فرمایا اس پر حضرت اشعث رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! یہ یہودی قسم کھا کر میرا مال ہڑپ کرے گا۔'' اس موقع پر یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ اَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا (آل عمران: 77)

''جو لوگ اس عہد کے عوض حقیر چیز وصول کر لیتے ہیں جو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کر رکھا تھا اور اپنی قسموں کے بدلہ میں' آخرت میں ان کے لیے کوئی حصہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے کلام نہیں کرے گا' قیامت کے دن ان کی طرف نظرِ رحمت سے نہیں دیکھے گا' انہیں پاک نہیں کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

اس آیت کے نزول کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی کو جھوٹی قسم کھانے کی وعید سے آگاہ فرمایا تھا۔

بَابُ مَا جَآءَ اِذَا اخْتَلَفَ الْبَيِّعَانِ

باب 41- جب خرید وفروخت کرنے والوں کے درمیان اختلاف ہوجائے

1191 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: اِذَا اخْتَلَفَ الْبَيِّعَانِ فَالْقَوْلُ قَوْلُ الْبَائِعِ وَالْمُبْتَاعُ بِالْخِيَارِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ مُرْسَلٌ

توضیحِ راوی: عَوْنُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ لَمْ يُدْرِكِ ابْنَ مَسْعُوْدٍ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رُوِىَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا الْحَدِيْثُ اَيْضًا وَّهُوَ مُرْسَلٌ اَيْضًا

مذاہبِ فقہاء: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: قَالَ اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قُلْتُ لِاَحْمَدَ اِذَا اخْتَلَفَ الْبَيِّعَانِ وَلَمْ تَكُنْ بَيِّنَةٌ قَالَ الْقَوْلُ مَا قَالَ رَبُّ السِّلْعَةِ اَوْ يَتَرَادَّانِ قَالَ اِسْحٰقُ كَمَا قَالَ وَكُلُّ مَنْ كَانَ الْقَوْلُ قَوْلَهُ فَعَلَيْهِ الْيَمِيْنُ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰكَذَا رُوِىَ عَنْ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِيْنَ مِنْهُمْ شُرَيْحٌ وَّغَيْرُهٗ نَحْوُ هٰذَا

◆◆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب خرید وفروخت کرنے والوں کے درمیان اختلاف ہوجائے تو فروخت کرنے والوں کو قول کا اعتبار ہوگا' اور خریدار کو اختیار ہوگا۔ (وہ سودا ختم کردے)

یہ روایت ''مرسل'' ہے' کیونکہ عون بن عبداللہ نامی راوی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا ہے۔

قاسم بن عبدالرحمٰن کے حوالے سے' حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے اس روایت کو نقل کیا گیا ہے' اور یہ روایت بھی ''مرسل'' ہے۔

ابن منصور بیان کرتے ہیں: میں نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا: اگر خرید وفروخت کرنے والوں کے درمیان اختلاف ہو جائے اور ان کے پاس کوئی ثبوت نہ ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا: سامان کے مالک کے قول کا اعتبار ہوگا' پھر وہ دونوں سودا ختم کر دیں گے۔

اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی طرح کی رائے بیان کی ہے۔

نیز جس شخص کے قول کا اعتبار ہوگا' اس پر قسم اٹھانا لازم ہوگا۔

اسی طرح کی روایت بعض تابعین سے بھی منقول ہے' جن میں سے ایک حضرت قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔

1191- اخرجه احمد (466/1) من طريق ابن عجلان عن عون بن عبد الله عن ابن مسعود به' واخرجه ابو داؤد (285/3) كتاب البيوع' باب: اذا اختلف البيعان والمبيع قائم' حديث (3511) والنسائي (303'302/7) كتاب البيوع: بابة: اختلاف المتبايعين في الثمن' حديث (4648) من طريق محمد بن الاشعث عن ابيه عن جده عبد الله بن مسعود فذكره-

شرح

مفہوم حدیث:

حدیث باب کا مفہوم یہ ہے کہ جب کسی بھی معاملہ میں بائع اور مشتری کے مابین تنازع ہو جائے تو بائع کا قول معتبر ہوگا جبکہ مشتری کو اختیار حاصل ہوگا کہ وہ بیع فسخ کرسکتا ہے۔

متعاقدین کے مابین تنازع کی صورت میں قول معتبر میں مذاہب آئمہ:

متعاقدین کے مابین تنازع خواہ تنازع مقدار بیع کے حوالے سے ہو یا مقدار ثمن کے حوالے سے یا کسی اور صورت میں ہو تو کس کا قول معتبر ہوگا؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ قسم کے ساتھ بائع کا قول معتبر ہوگا۔

2- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطۂ نظر ہے کہ قاضی دونوں سے گواہ پیش کرنے کا مطالبہ کرے گا کیونکہ دونوں مدعی ہیں اور مدعی علیہ بھی۔ دونوں میں سے جو بھی گواہ پیش کرے گا اس کا قول معتبر ہوگا۔ اگر دونوں گواہ پیش کردیں جو زیادتی کے ساتھ گواہ پیش کرے گا اس کا قول معتبر ہوگا۔ اگر دونوں کے پاس گواہ نہ ہوں، تو بیع کالعدم قرار دی جائے گی اور متعاقدین اپنے اپنے عوض پر قابض ہو جائیں گے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ بَيْعِ فَضْلِ الْمَآءِ

باب 42- اضافی پانی فروخت کرنے کا حکم

1192 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْعَطَّارُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ اَبِي الْمِنْهَالِ عَنْ اِيَاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُزَنِيِّ

متنِ حدیث: قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْمَآءِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ جَابِرٍ وَّبُهَيْسَةَ عَنْ اَبِيْهَا وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَعَآئِشَةَ وَاَنَسٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اِيَاسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّهُمْ كَرِهُوا بَيْعَ الْمَآءِ وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَقَدْ رَخَّصَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ فِيْ بَيْعِ الْمَآءِ مِنْهُمُ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ

1192- اخرجه احمد (417/3)، (138/4) وابو داؤد (278/3) كتاب البيوع باب: في بيع فضل الماء حديث (3478) والنسائي (307/7) كتاب البيوع باب: الماء حديث (4660) وابن ماجه (828/2) كتاب الرهون باب: النهي عن بيع الماء حديث (2476) والدارمي (269/2) كتاب البيوع (269/2) كتاب البيوع باب: النهي عن بيع الماء والحميدي (405/2) حديث (912) من طريق عمرو بن دينار عن ابي المنهال عن اياس بن عبد المزني فذكره-

◆◆ حضرت ایاس بن عبد مزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے پانی کو فروخت کرنے سے منع کیا ہے۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ' حضرت بہیسہ کی ان کے والد' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' حضرت انس رضی اللہ عنہ' حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ایاس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اکثر اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے' انہوں نے پانی کی فروخت کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ' امام شافعی' امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

بعض اہلِ علم نے پانی کو فروخت کرنے کی اجازت دی ہے' ان میں سے ایک حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

1193 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ اَبِى الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَآءِ لِيُمْنَعَ بِهِ الْكَلَاُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیحِ راوی: وَاَبُو الْمِنْهَالِ اسْمُهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُطْعِمٍ كُوْفِىٌّ وَّهُوَ الَّذِىْ رَوٰى عَنْهُ حَبِيْبُ بْنُ اَبِىْ ثَابِتٍ وَّاَبُو الْمِنْهَالِ سَيَّارُ بْنُ سَلَامَةَ بَصْرِىٌّ صَاحِبُ اَبِىْ بَرْزَةَ الْاَسْلَمِىِّ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اضافی پانی کو روکا نہ جائے' ورنہ اس وجہ سے گھاس کے اگنے میں رکاوٹ پیش آئے گی۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

ابومنہال کا نام عبدالرحمٰن بن مطعم کوفی ہے۔ اور یہ وہ صاحب ہیں جن کے حوالے حبیب بن ثابت نے احادیث روایت کی ہیں۔

ابومنہال سیار بن سلامہ بصرہ کے رہنے والے ہیں' اور حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔

شرح

زائد پانی روکنے کی ممانعت کی وجہ:

دریاؤں' نہروں' سمندروں اور بارشوں کا پانی مباح الاصل ہے۔ اس سے ہر انسان استفادہ کرسکتا ہے۔ جب کوئی شخص پانی

1193- اخرجه مالك فى الموطا (744/2) كتاب الاقضية' باب: القضاء فى المياه' حديث (29) والبخارى (39/5) كتاب الشرب والمساقاة' باب: من قال : ان صاحب الماء احق بالماء حتى يروى' حديث (2353) ومسلم (1198/3) كتاب المساقاة' باب: تحريم فضل بيع الماء الذى يكون بالفلاة' ويحتاج اليه لرعى الكلا' حديث (36-1566) وابن ماجه (828/2) كتاب الرهون' باب: النهى عن منع فضل الماء ليمنع به الكلاء' حديث (2478) والحميدى (477/2) حديث (1124) من طريق الليث عن ابى الزناد عن الاعرج عن ابى هريرة به-

اپنے برتن یا ٹینکی وغیرہ میں محفوظ کر لیتا ہے تو وہ پانی اس کا مملوک ہو جاتا ہے اور وہ اسے فروخت بھی کر سکتا ہے۔ بعض فقہاء کے نزدیک اپنا ذاتی کنواں بھی مباح الاصل ہوتا ہے جس سے تمام لوگ استفادہ کر سکتے ہیں لیکن جمہور فقہاء کے نزدیک اس پانی کو فروخت کرنا جائز ہے جس طرح کہ عموماً دیہاتوں میں کنوؤں اور ٹیوب ویلوں کا پانی فروخت کیا جاتا ہے۔

حدیث باب میں جس پانی کے زائد ہونے کی صورت میں فروخت کرنے کی ممانعت بیان ہوئی ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ زمانہ قدیم میں لوگ اپنے جانوروں کو پانی پلانے کے لیے اپنی چراگاہ میں کنواں کھود لیتے تھے جس میں پانی محفوظ کر لیتے تھے۔ اس کنواں سے وہ اپنے جانوروں کو پانی پلاتے جبکہ دوسرے لوگوں کو پانی پلانے سے روکتے تھے یا انہیں فروخت کرتے تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بے مروتی اور حیوان دشمنی سے منع فرمایا۔ اس مضمون کی تائید ایک دوسری روایت سے بھی ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تین چیزوں سے مسلمان مساوی طور پر استفادہ کر سکتے ہیں: گھاس، پانی اور آگ۔'' (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: 3477)

یاد رہے کہ اگر گھاس اور کنواں کسی آدمی کی ذاتی زمین میں ہوں تو وہ دوسروں کو ان سے منع بھی کر سکتا ہے اور انہیں فروخت بھی کر سکتا ہے۔ البتہ زائد پانی سے منع کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

مباح الاصل گھاس کے لیے حیلہ سازی کی ممانعت:

سرکاری چراگاہ کی گھاس مباح الاصل ہے اور اس سے سب لوگ استفادہ کر سکتے ہیں، جو شخص چراگاہ میں اپنے جانوروں کے لیے کنواں کھودتا ہے اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ حیلہ سازی کرتا ہوا اس کی گھاس سے دوسروں کو منع کرے۔ مثلاً کوئی شخص کنویں کے پاس والی گھاس اپنے لیے خاص کرنا چاہتا ہے تو وہ کنویں کے پانی سے لوگوں کو منع کرے اور اس ممانعت کے حیلہ سے گھاس خود بخود اس کے لیے محفوظ ہو جائے گی۔ حدیث مبارکہ میں اس حیلہ سازی سے منع کیا گیا ہے۔ یہ بات تو سرکاری چراگاہ کی تھی۔ جس طرح اپنی ذاتی زمین میں کھودے گئے کنویں کا پانی فروخت کرنا جائز ہے اسی طرح ذاتی زمین کی گھاس کا فروخت کرنا بھی جائز ہے۔

نوٹ: احادیث باب سے ہر پانی اور ہر گھاس کے مباح الاصل ہونے پر جن سے سب لوگ استفادہ کر سکتے ہوں، پر استدلال کرنا درست نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ عَسْبِ الْفَحْلِ

باب 43- نر کو جفتی کے لیے کرائے پر دینا مکروہ ہے

1194 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ وَّاَبُوْ عَمَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عُلَيَّةَ قَالَ اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ

1194- اخرجه البخاري (539/4) كتاب الاجارة : باب: عسب الفحل حديث (2284) واحمد (14/2) وابو داؤد (267/3) كتاب الاجارة باب: في عسب الفحل حديث (2429) والنسائي (310/7) كتاب البيوع باب: بيع ضراب الجمل حديث (4671) من طريق علي بن الحكم عن نافع عن ابن عمر فذكره-

الْحَكَمِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

متن حدیث: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاَنَسٍ وَّاَبِيْ سَعِيْدٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ وَقَدْ رَخَّصَ بَعْضُهُمْ فِيْ قَبُوْلِ الْكَرَامَةِ عَلٰى ذٰلِكَ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے' نر جانور کو جفتی کے لیے کرائے پر دیا جائے۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' حضرت انس رضی اللہ عنہ' حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول روایت ''حسن صحیح'' ہے۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے۔

بعض اہلِ علم نے اس حوالے سے بطورِ انعام وصولی کو درست قرار دیا ہے۔

1195 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخُزَاعِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ حُمَيْدٍ الرُّؤَاسِيِّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

متن حدیث: اَنَّ رَجُلًا مِّنْ كِلَابٍ سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ فَنَهَاهُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نُطْرِقُ الْفَحْلَ فَنُكْرَمُ فَرَخَّصَ لَهٗ فِي الْكَرَامَةِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ حُمَيْدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' کلاب قبیلے سے تعلق رکھنے والے ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے نر جانور کو جفتی کے لیے کرائے پر دینے کے بارے میں دریافت کیا' تو آپ نے اس سے منع کر دیا اس نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! ہم بعض اوقات نر جانور کو جفتی کے لیے دیتے ہیں' تو ہمیں اس کے بدلے میں انعام ملتا ہے' تو نبی اکرم ﷺ نے اس انعام کی اسے اجازت دی۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔ ہم اس روایت کو صرف ابراہیم بن حمید نامی راوی کی ہشام بن عروہ سے روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

1195- اخرجه النسائی (310/7) كتاب البيوع' باب: بيع ضراب الجمل' حديث (4672) من طريق هشام بن عروة عن محمد بن ابراهيم التيمي عن انس فذكره-

شرح

ساانڈ سے مادہ کو جفتی کرانے کی اُجرت لینے کی ممانعت:

لفظ ''فحل'' واحد ہے اوراس کی جمع ہے: فحول' افحل' فحال' فحالۃ اور فحولۃ۔ اس کا معنی ہے: بجار' سانڈ اور وہ جانور جو نسل کشی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ لفظ ''عسب'' کا معنی ہے اُجرت مگر یہاں سانڈ سے جفتی کرانے کا معاوضہ مراد ہے۔ سانڈ کو مادہ سے جفتی کے لیے دے کر اس کی اُجرت حاصل کرنا منع ہے۔ اس ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اس بات کا قوی امکان ہے کہ سانڈ کے جفتی کرنے سے مادہ حاملہ نہ ہوئی ہو۔ کسی بھی مشکوک معاملہ میں اُجرت حاصل کرنا منع ہے اوراسے اجارہ فاسد بھی کہتے ہیں۔ البتہ سانڈ کی خدمت کے طور پر کوئی مالک کو نذرانہ پیش کرے تاکہ سانڈ کو گھاس' کھل اور دانہ وغیرہ کھلایا جائے تو جائز ہے۔

سوال: پہلی حدیث باب سے سانڈ کی جفتی کی اُجرت وصول کرنے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے اور دوسری حدیث باب سے اس کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ اس طرح دونوں احادیث میں تعارض ہوا؟

جواب: پہلی حدیث سے سانڈ کے جفتی کرانے کی اُجرت مراد ہے جو مادہ کے مجہول الحمل ہونے کی وجہ سے منع ہے۔ دوسری حدیث سے اُجرت مراد نہیں ہے بلکہ نذرانہ مراد ہے' جس کے جواز میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ اس طرح دونوں روایات کے مضامین میں منافات اور تعارض نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ ثَمَنِ الْكَلْبِ

باب **44**- کتے کی قیمت کا حکم

1196 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَارِظٍ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: كَسْبُ الْحَجَّامِ خَبِيْثٌ وَّمَهْرُ الْبَغِيِّ خَبِيْثٌ وَّثَمَنُ الْكَلْبِ خَبِيْثٌ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَّابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّاَبِىْ مَسْعُوْدٍ وَّجَابِرٍ وَّاَبِىْ هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّابْنِ عُمَرَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ رَافِعٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ كَرِهُوا ثَمَنَ الْكَلْبِ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَقَدْ رَخَّصَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ فِىْ ثَمَنِ كَلْبِ الصَّيْدِ

1196- اخرجه احمد (3/464'465) ومسلم (3/1199) كتاب المساقاة' باب: تحريم ثمن الكلب' وحلوان الكاهن' ومهر البغى' والنهى عن بيع السنور' حديث (40-1568) وابو داؤد (3/266) كتاب البيوع' الاجارة باب : فى كسب الحجام' حديث (3421) والنسائى (7/190) كتاب البيوع' باب: النهى عن ثمن الكلب' حديث (4294) والدارمى (2/272) كتاب البيوع' باب: النهى عن كسب الحجام' من طريق السائب بن يزيد' عن رافع بن خديج فذكره-

◆◆ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: پچھنے لگانے والے شخص کی کمائی حرام ہے۔ فاحشہ عورت کی کمائی حرام ہے اور کتے کی قیمت حرام ہے۔

اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت رافع رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اکثر اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کرلیا جاتا ہے۔ انہوں نے کتے کی قیمت کو حرام قرار دیا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

بعض اہلِ علم نے شکاری کتے کی قیمت (وصول کرنے) کی اجازت دی ہے۔

1197 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح وحَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُوْمِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ

متنِ حدیث: قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ

حکمِ حدیث: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے کتے کی قیمت، فاحشہ عورت کی کمائی اور کاہن کو ملنے والی نیاز (استعمال کرنے) سے منع کیا ہے۔

یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَسْبِ الْحَجَّامِ

باب 45- پچھنے لگانے والے شخص کا معاوضہ

1198 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ مُحَيِّصَةَ اَخَا بَنِيْ حَارِثَةَ عَنْ اَبِيْهِ

متنِ حدیث: اَنَّهُ اسْتَاْذَنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اِجَارَةِ الْحَجَّامِ فَنَهَاهُ عَنْهَا فَلَمْ يَزَلْ يَسْاَلُهُ

1197– اخرجه مالك في الموطا (656/2) كتاب البيوع: باب: ما جاء في ثمن الكلب حديث (68) واحمد (118/4) والبخاري (497/4) كتاب البيوع باب: ثمن الكلب حديث (2237) ومسلم (1198/3) كتاب المساقاة باب: تحريم الكلب وحلوان الكاهن ومهر البغي والنهي عن بيع السنور حديث (39-1567) وابو داؤد (267/3) كتاب البيوع الاجارة باب: في حلوان الكاهن حديث (3428) والنسائي (189/7) كتاب البيوع باب: النهي عن ثمن الكلب حديث (4292) وابن ماجه (730/2) كتاب التجارات باب: النهي عن ثمن الكلب ومهر البغي وحلوان الكاهن وعسب الفحل حديث (2159) والدارمي (255/2) كتاب البيوع باب: النهي عن ثمن الكلب و مهر البغي وحلوان الكاهن وعسب الفحل حديث (2159) والدارمي (255/2) كتاب البيوع باب: النهي عن ثمن الكلب والحميدي (214/1) حديث (450) من طريق الزهري عن ابي بكر بن عبد الرحمن بن ابي مسعود الانصاري فذكره-

وَيَسْتَاْذِنُهُ حَتّٰى قَالَ اعْلِفْهُ نَاضِحَكَ وَاَطْعِمْهُ رَقِيْقَكَ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ وَّاَبِیْ جُحَيْفَةَ وَجَابِرٍ وَّالسَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ مُحَيِّصَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ وقَالَ اَحْمَدُ اِنْ سَاَلَنِیْ حَجَّامٌ نَهَيْتُهُ وَاٰخُذُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ

◄► حضرت محیصہ رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے پچھنے لگانے کی اُجرت لینے کی اجازت مانگی تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں اس سے منع کر دیا' وہ بار بار نبی اکرم ﷺ سے اس بارے میں سوال کرتے رہے اور آپ سے اجازت مانگتے رہے' یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اس (معاوضے سے) اپنے اونٹ کو چارہ کھلا دو یا اپنے غلام کو کھانا کھلا دو۔

اس بارے میں حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ' حضرت ابوحجیفہ رضی اللہ عنہ' حضرت جابر رضی اللہ عنہ' حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت محیصہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بعض اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر پچھنے لگانے والا مجھ سے یہ سوال کرے گا' تو میں اسے منع کر دوں گا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی الرُّخْصَةِ فِیْ كَسْبِ الْحَجَّامِ

باب 46- پچھنے لگانے کی آمدن کی اجازت

1199 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ

متنِ حدیث: سُئِلَ اَنَسٌ عَنْ كَسْبِ الْحَجَّامِ فَقَالَ اَنَسٌ احْتَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَجَمَهُ اَبُوْ طَيْبَةَ فَاَمَرَ لَهُ بِصَاعَيْنِ مِنْ طَعَامٍ وَّكَلَّمَ اَهْلَهُ فَوَضَعُوْا عَنْهُ مِنْ خَرَاجِهِ وَقَالَ اِنَّ اَفْضَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةَ اَوْ اِنَّ مِنْ اَمْثَلِ دَوَائِكُمُ الْحِجَامَةَ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَابِ عَنْ عَلِیٍّ وَّابْنِ عَبَّاسٍ وَّابْنِ عُمَرَ

1198- اخرجه احمد (435/5) وابو داؤد (266/3) كتاب البيوع' باب: فی كسب الحجام' حديث (3422) وابن ماجه (732/2) كتاب التجارات' باب كسب الحجام' حديث (2166) والحميدی (387/2) حديث (878) من طريق ابن شهاب عن ابن محيصة اخی بنی حارثة عن ابيه محيصة فذكره-

1199- اخرجه مالك فی المؤطا (974/2) كتاب الاستئذان' باب: ما جاء فی الحجامة واجرة الحجام' حديث (26-27) والبخاری (158/10-159) كتاب الطب' باب: الحجامة من الداء' حديث (5696) ومسلم (1204/3) كتاب المساقاة' باب: حل اجرة الحجامة' حديث (62-1577) وابو داؤد (266/3) كتاب البيوع' الاجارة: باب: فی كسب الحجام' حديث (2424) واخرجه احمد (100/3'107'182) وعبد بن حميد ص (414) حديث (1403) من طريق حميد عن انس بن مالك فذكره-

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَنَسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَقَدْ رَخَّصَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ فِيْ كَسْبِ الْحَجَّامِ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ

◄◄ حمید بیان کرتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پچھنے لگانے والے شخص کی آمدن کے بارے میں دریافت کیا گیا: تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے پچھنے لگوائے تھے حضرت ابوطیبہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو پچھنے لگائے تھے تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں اناج کے دو صاع دینے کی ہدایت کی تھی۔ آپ نے اس کے مالک کے ساتھ بات کی تو اس کے مالک نے اس کے خراج میں کمی کردی تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا تھا: تم دوا کے طور پر جو (طریقہ علاج) استعمال کرتے ہو ان میں سب سے بہترین پچھنے لگوانا ہے۔ (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) سب سے عمدہ علاج پچھنے لگانا ہے۔

اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بعض اہل علم جو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں انہوں نے پچھنے لگانے کی آمدن کو جائز قرار دیا ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

شرح

کتے کی خرید و فروخت کا مسئلہ:

کیا شرعی نقطۂ نظر سے کتا کی خرید و فروخت جائز ہے یا منع ہے؟ اس کے جواب میں تفصیل ہے۔ حضرت امام سرخسی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ معلم کتا یعنی وہ کتا جسے کوئی فن سکھایا گیا ہو کی خرید و فروخت جائز ہے مگر عام ''کتا'' کی خرید و فروخت منع ہے۔ صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ ہر کتے کی بیع جائز ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کتا نجس العین جانور ہے لہٰذا اس کی بیع اور قیمت لگانا منع ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ جب اس کی قیمت نہیں لگا سکتے تو بیع بھی نہیں کر سکتے۔ جس چیز کی خرید و فروخت اور قیمت لگانا منع ہو وہ نجس العین ہوتی ہے لہٰذا کتا نجس العین جانور ہے۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کتے کا جھوٹا پاک قرار دیتے ہیں تو ان کے نزدیک اس کی خرید و فروخت اور قیمت لگانا بھی جائز ہے۔

پچھنے لگانے کا پیشہ اختیار کرنے میں کراہت:

بعض پیشے ایسے ہیں جو فی نفسہ جائز ہیں لیکن تقویٰ کے منافی اور شریعت کے ناپسند کرنے پر انہیں مکروہ قرار دیا گیا ہے۔ مثلاً باتھ روم صاف کرنے کا پیشہ جائز ہے لیکن قرب نجاست کی وجہ سے شریعت اسے پسند نہیں کرتی تو اسے مکروہ قرار دیا ہے۔ اسی طرح پچھنے لگانے کا طریقہ خواہ جائز ہے مگر اس میں بار بار گندہ خون منہ میں لیا جاتا ہے اور عریانی جسم کو دیکھنا پڑتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بطور پیشہ اختیار کرنے کو ناپسند فرمایا ہے۔ اس کے جواز میں کوئی کلام نہیں ہے۔ مشہور صحابی حضرت ابوطیبہ رضی اللہ عنہ

نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پچھنے لگائے تو آپ نے بطور اُجرت اسے دو صاع غلہ دیا تھا۔ اس روایت سے اس پیشہ کا جواز اور اس کی اُجرت لینے دینے کا جواز بھی ثابت ہوتا ہے۔ ایک صحابی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ''یا رسول اللہ! میرا غلام پچھنے لگانے کا طریقہ جانتا ہے تو کیا میں اس کے ذریعے یہ کام کروا سکتا ہوں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: ''نہیں!'' دوسری بار سوال کرنے پر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا جبکہ تیسری بار عرض کرنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم یہ کام کروا سکتے ہو' مگر اس کی اُجرت کو اپنے استعمال میں نہ لانا بلکہ وہ اپنی اونٹنی اور غلام کو کھلا دینا۔''

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَالسِّنَّوْرِ

باب 47- کتے اور بلی کی قیمت حرام ہے

1200 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ وَّعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَا اَنْبَاَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ

متنِ حدیث: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَالسِّنَّوْرِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ فِيْ اِسْنَادِهِ اضْطِرَابٌ وَّلَا يَصِحُّ فِيْ ثَمَنِ السِّنَّوْرِ وَقَدْ رُوِىَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ بَعْضِ اَصْحَابِهٖ عَنْ جَابِرٍ وَّاضْطَرَبُوْا عَلَى الْاَعْمَشِ فِيْ رِوَايَةِ هٰذَا الْحَدِيْثِ

مذاہبِ فقہاء: وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ ثَمَنَ الْهِرِّ وَرَخَّصَ فِيْهِ بَعْضُهُمْ وَهُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَرَوٰى ابْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے کتے اور بلی کی قیمت (استعمال کرنے) سے منع کیا ہے۔

اس حدیث کی سند میں اضطراب موجود ہے۔

اس روایت کو اعمش کے حوالے سے' ان کے بعض ساتھیوں کے حوالے سے' حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا گیا ہے۔

راویوں نے اعمش کے حوالے سے اضطراب کیا ہے۔

اہلِ علم کے ایک گروہ کے نزدیک بلی کی قیمت مکروہ ہے' جبکہ بعض اہلِ علم نے اس کی اجازت دی ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

ابن فضیل نے اعمش کے حوالے سے' ابو حازم کے حوالے سے' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے اسے دیگر سند کے ہمراہ نقل کیا ہے۔

1200- اخرجه ابو داؤد (278/3) كتاب البيوع' باب: في ثمن السنور' حديث (3479) من طريق الاعمش عن ابي سفيان عن جابر بن عبد الله فذكره' ومن طريق ابن الزبير عن جابر بنحوه' اخرجه احمد (386'349'339/3) وابن ماجه (731/2) كتاب التجارات' باب: النهي عن ثمن الكلب ومهر البغي وحلوان الكاهن وعسب الفحل' حديث (2161) والنسائي (190/7) كتاب البيوع' باب: الرخصة في ثمن كلب الصيد' حديث (4295)

1201 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ زَيْدٍ الصَّنْعَانِيُّ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ

متنِ حدیث: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَكْلِ الْهِرِّ وَثَمَنِهٖ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

توضیحِ راوی: وَعُمَرُ بْنُ زَيْدٍ لَا نَعْرِفُ كَبِيرَ اَحَدٍ رَوٰى عَنْهُ غَيْرَ عَبْدِ الرَّزَّاقِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے بلی کو کھانے اور اس کی قیمت استعمال کرنے سے منع کیا ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''غریب'' ہے۔

ہمارے علم کے مطابق امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ اور کسی بڑے محدث نے عمر بن زید کے حوالے سے روایات نقل نہیں کی ہیں۔

1202 اَخْبَرَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ اَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ اَبِي الْمُهَزِّمِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

متنِ حدیث: نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ اِلَّا كَلْبَ الصَّيْدِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ لَا يَصِحُّ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَاَبُو الْمُهَزِّمِ اسْمُهٗ يَزِيدُ بْنُ سُفْيَانَ وَتَكَلَّمَ فِيهِ شُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ وَضَعَّفَهٗ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوُ هٰذَا وَلَا يَصِحُّ اِسْنَادُهٗ اَيْضًا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: (نبی اکرم ﷺ) نے کتے کی قیمت (استعمال کرنے) سے منع کیا ہے، البتہ شکاری کتے کا حکم مختلف ہے۔

یہ روایت اس سند کے حوالے سے مستند نہیں ہے۔

ابومہزم نامی راوی کا نام یزید بن سفیان ہے۔

ان کے بارے میں شعبہ بن حجاج نے کچھ کلام کیا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ سے اس کی مانند روایت نقل کی گئی ہے، لیکن اس کی سند بھی مستند نہیں ہے۔

شرح

کتا اور بلی کی بیع اور قیمت لگانے کا مسئلہ:

کتے کی بیع اور اس کی قیمت لگانے کے حوالے سے تفصیل گزشتہ ابواب کے ضمن میں گزر چکی ہے، ان تین احادیث میں بلی کی بیع اور اس کی قیمت کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تمام آئمہ فقہ کے نزدیک بلی کی خرید و فروخت جائز ہے تو اس کی قیمت لگانا بطریقہ اولیٰ جائز ثابت ہوتی ہے۔ البتہ اس کا گوشت حرام ہے۔ یہ کوئی قاعدہ کلیہ نہیں ہے کہ جس جانور کا گوشت حرام ہو،

1201- اخرجه ابو داؤد (278/3) كتاب البيوع باب: في ثمن السنور حديث (3480) وابن ماجه (1082/2) كتاب الصيد باب: الهرة حديث (3250) وعبد بن حميد (319) حديث (1044) من طريق عمر بن زيد الصنعاني عن ابي الزبير عن جابر فذكره۔

تو اس کی بیع بھی حرام ہو۔ مثلاً گھوڑے اور گدھے کا گوشت حلال نہیں ہے لیکن ان کی خرید و فروخت سب کے نزدیک جائز ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي كَرَاهِيَةِ بَيْعِ الْمُغَنِّيَاتِ

باب 48- گانے والی کنیزوں کو فروخت کرنا حرام ہے

1203 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ اَخْبَرَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زَحْرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَا تَبِيْعُوا الْقَيْنَاتِ وَلَا تَشْتَرُوْهُنَّ وَلَا تُعَلِّمُوْهُنَّ وَلَا خَيْرَ فِيْ تِجَارَةٍ فِيْهِنَّ وَثَمَنُهُنَّ حَرَامٌ فِيْ مِثْلِ هٰذَا اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ) اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّاب

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ اُمَامَةَ اِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِثْلَ هٰذَا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ

توضیح راوی: وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ فِيْ عَلِيِّ بْنِ يَزِيْدَ وَضَعَّفَهُ وَهُوَ شَامِيٌّ

◆◆ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: گانے والی کنیزوں کی خرید و فروخت نہ کرو اور نہ ہی انہیں (گانے بجانے کی) تعلیم دو کیونکہ ان کی تجارت میں کوئی بھلائی نہیں ہے اور ان کی قیمت حرام ہے اسی طرح کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔

''اور لوگوں میں سے کچھ وہ ہیں جو کھیل کود کی چیزیں خریدتے ہیں تاکہ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے راستے سے بھٹکا دیں''۔ یہ آیت کے آخر تک ہے۔

اس بارے میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے منقول روایت کو ہم صرف اس سند کے حوالے سے جانتے ہیں۔

بعض اہلِ علم نے علی بن یزید نامی راوی کے حوالے سے کلام کیا ہے اور اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ یہ صاحب شام کے رہنے والے ہیں۔

شرح

گانے بجانے والی لونڈیوں کی خرید و فروخت کی ممانعت:

حدیث باب میں گانے بجانے والی لونڈیوں کی خرید و فروخت کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ دراصل زمانۂ جاہلیت میں لوگ اپنی

1203- اخرجه احمد (5/252، 264) والحميدى (2/45) حديث (910) من طريق القاسم ابى عبد الرحمن عن ابى امامة فذكره، واخرجه ابن ماجه (2/733) كتاب التجارات، باب: ما لا يحل بيعه، حديث (2168) من طريق عاصم عن ابى المهلب، عن عبيد الله الافريقى عن ابى امامة فذكره بنحوه۔

کنیزوں کوگانا بجانا سکھاتے تھے پھر انہیں بھاری داموں فروخت کرتے تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کنیزوں کوگانا بجانے کی تعلیم دینے اور ان کی خرید وفروخت سے بھی منع فرمادیا ایسے معاملات کے حوالے یہ ارشادِ ربانی نازل ہوا: کچھ لوگ وہ ہیں جو کھیل کود کی باتوں کو خریدتے ہیں تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ سے لوگوں کو گمراہ کریں۔ (لقمان:6)

اللہ تعالیٰ اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس ناسور سے مسلمانوں کو منع کیا تھا وہ آج ان کے دِلوں میں گھر کر چکا ہے۔ پھر عصر میں ٹی وی پر عریانی فلمز دیکھنا، فحش افسانہ پڑھنا، ناول خوانی اور کرکٹ وغیرہ کھیل روزمرہ کا معمول بن چکے ہیں جو نہ صرف طلباء کے لیے بلکہ عوام الناس کے لیے بھی زہرِ قاتل کی حیثیت رکھتے ہیں، کیونکہ ان کے سبب جو قیمتی وقت تیز رفتاری سے ضائع ہوتا ہے وہ کبھی حاصل نہیں ہوسکتا اور نمازوں کے ضائع ہونے کی وجہ سے یہ امور حرام قرار پاتے ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ الْفَرْقِ بَيْنَ الْاَخَوَيْنِ اَوْ بَيْنَ الْوَالِدَةِ وَوَلَدِهَا فِي الْبَيْعِ

باب 49- دو بھائیوں یا ماں اور بیٹے کو سودے میں ایک دوسرے سے الگ کرنا حرام ہے

1204 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ الشَّيْبَانِيُّ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ حُيَيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

متنِ حدیث: مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الْوَالِدَةِ وَوَلَدِهَا فَرَّقَ اللّٰهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اَحِبَّتِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص (کنیز اور غلام خریدتے ہوئے) ماں اور بیٹے کے درمیان علیحدگی کروادے، تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے اور اس کے محبوب لوگوں کے درمیان علیحدگی کروادے گا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن غریب" ہے۔

1205 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ قَزَعَةَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنِ الْحَجَّاجِ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مَيْمُوْنِ ابْنِ اَبِيْ شَبِيْبٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ

متنِ حدیث: وَهَبَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُلَامَيْنِ اَخَوَيْنِ فَبِعْتُ اَحَدَهُمَا فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ مَا فَعَلَ غُلَامُكَ فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ رُدَّهُ رُدَّهُ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

مذاہبِ فقہاء: وَقَدْ كَرِهَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمُ التَّفْرِيْقَ بَيْنَ

1204- اخرجه احمد (412/5, 414) والدارمی (227/2، 228) كتاب السير' باب: النهی عن التفريق بين الوالدة وولدها' من طريق ابی عبد الرحمن الحبلی عن ابی ايوب فذكره' وسياتی برقم (1566)

1205- اخرجه احمد (102/1) وابن ماجه (756/2) كتاب التجارات باب : النهی عن التفريق بين السبی' حديث (2249) من طريق الحكم عن ميمون بن ابی شبيب عن علی فذكره-

السَّبْيِ فِي الْبَيْعِ وَرَخَّصَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ فِي التَّفْرِيْقِ بَيْنَ الْمُوَلَّدَاتِ الَّذِيْنَ وُلِدُوْا فِيْ اَرْضِ الْاِسْلَامِ وَالْقَوْلُ الْاَوَّلُ اَصَحُّ وَرُوِيَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ اَنَّهُ فَرَّقَ بَيْنَ وَالِدَةٍ وَّوَلَدِهَا فِي الْبَيْعِ فَقِيْلَ لَهُ فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنِّيْ قَدِ اسْتَاْذَنْتُهَا بِذٰلِكَ فَرَضِيَتْ

◆◆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے مجھے دو غلام عطاء کیے جو دونوں بھائی تھے' میں نے ان میں سے ایک کو فروخت کر دیا' نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے دریافت کیا: اے علی! تمہارے غلاموں کا کیا حال ہے؟ میں نے آپ کو بتایا تو آپ نے فرمایا: اسے واپس لے آؤ' اسے واپس لے آؤ۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے' بعض اہل علم نے غلاموں اور کنیزوں کو فروخت کرتے ہوئے انہیں علیحدہ کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔

جبکہ بعض اہل علم نے اسلامی ریاست کی سرزمین پر پیدا ہونے والے غلاموں اور کنیزوں کے درمیان علیحدگی کرنے کی اجازت دی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: پہلی رائے درست ہے۔

ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ روایت منقول ہے: انہوں نے ماں اور بیٹے کے درمیان سودے میں علیحدگی کر دی تھی' ان سے اس بارے میں بات کی گئی' تو انہوں نے فرمایا: میں نے اس بارے میں اس عورت سے اجازت لی تھی اور وہ اس سے راضی تھی۔

شرح

ماں بیٹے اور دو بھائیوں کے درمیان جدائی کرنے کی مذمت:

احادیث باب کا مطلب یہ ہے کہ آقا کی ملک میں بطور کنیز ماں اور اس کا نابالغ بیٹا بھی ہو' دو بھائیوں اور بہن بھائیوں جبکہ دونوں یا ایک چھوٹا ہو' کے درمیان بیع یا ہبہ کی شکل میں جدائی کرنے سے منع کیا گیا ہے' کیونکہ اس صورت میں انہیں ذہنی تکلیف دینے کے مترادف ہے' جو منع ہے۔ ان کے مابین جدائی کرنے والے کی احادیث میں مذمت کی گئی ہے کہ قیامت کے دن اس کے پیاروں سے اسے بھی جدا کیا جائے گا جو اس کے لیے دنیا کی جدائی سے زیادہ پریشان کن ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يَّشْتَرِي الْعَبْدَ وَيَسْتَغِلُّهُ ثُمَّ يَجِدُ بِهٖ عَيْبًا

باب 50- جو شخص کوئی غلام خریدے' اسے نفع حاصل کرنے کیلیے خریدے پھر وہ اس میں کوئی عیب پائے

1206 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ وَاَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ عَنِ ابْنِ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ مَخْلَدِ بْنِ خُفَافٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى اَنَّ الْخَرَاجَ بِالضَّمَانِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

وَقَدْ رُوِىَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ فیصلہ دیا ہے: ہر چیز کا نفع اس شخص کے لیے ہوگا' جو اس کا تاوان ادا کرے گا۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اس روایت کو دیگر حوالوں سے بھی نقل کیا گیا ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

1207 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ اَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى اَنَّ الْخَرَاجَ بِالضَّمَانِ

حکم حدیث: قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ

اسنادِ دیگر: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَقَدْ رَوٰى مُسْلِمُ بْنُ خَالِدٍ الزَّنْجِيُّ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ وَرَوَاهُ جَرِيْرٌ عَنْ هِشَامٍ اَيْضًا وَّحَدِيْثُ جَرِيْرٍ يُقَالُ تَدْلِيْسٌ دَلَّسَ فِيْهِ جَرِيْرٌ لَمْ يَسْمَعْهُ مِنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ

قولِ امام ترمذی: وَتَفْسِيْرُ الْخَرَاجِ بِالضَّمَانِ هُوَ الرَّجُلُ يَشْتَرِى الْعَبْدَ فَيَسْتَغِلُّهُ ثُمَّ يَجِدُ بِهٖ عَيْبًا فَيَرُدُّهُ عَلَى الْبَائِعِ فَالْغَلَّةُ لِلْمُشْتَرِىْ لِاَنَّ الْعَبْدَ لَوْ هَلَكَ هَلَكَ مِنْ مَالِ الْمُشْتَرِىْ وَنَحْوُ هٰذَا مِنَ الْمَسَائِلِ يَكُوْنُ فِيْهِ الْخَرَاجُ بِالضَّمَانِ

قولِ امام بخاری: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: اسْتَغْرَبَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ هٰذَا الْحَدِيْثَ مِنْ حَدِيْثِ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ قُلْتُ تَرَاهُ تَدْلِيْسًا قَالَ لَا

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: نفع کا حق اس شخص کو ہوگا' جو تاوان کا ذمے دار ہوگا۔

1206- اخرجه احمد (237'208'161'49/6) وابو داؤد (284/3) كتاب البيوع' باب: فيمن اشترى عبد افاستعمله' ثم وجد به عيباً' حديث (3508) والنسائى (255'254/7) كتاب التجارات' باب: الخراج بالضمان' حديث (2242) من طريق مخلد بن خفاف عن عروة بن عائشه فذكرته-

1207- اخرجه احمد (116'80/6) وابو داؤد (284/3) كتاب البيوع: باب: فيمن اشترى عبداً فاستعمله ثم وجد به عيباً' حديث (3510) وابن ماجه (754/2) كتاب التجارات' باب: الخراج بالضمان' حديث (2243) من طريق عمر بن على المقدمى عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشه-

یہ حدیث ''صحیح'' ہے اور ہشام بن عروہ کی روایت کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔
مسلم بن خالد نے اس روایت کو ہشام بن عروہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ جریر نے بھی اس روایت کو ہشام کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ جریر کی روایت کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے: اس میں ''تدلیس'' پائی جاتی ہے جریر نے اس میں یہ ''تدلیس'' کی ہے: انہوں نے اس روایت کو ہشام بن عروہ سے سنا نہیں ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں): حدیث سے مراد یہ ہے: آدمی کوئی غلام خریدتا ہے' تا کہ اس سے نفع حاصل کرے' پھر وہ اس میں کوئی عیب پاتا ہے' تو وہ اس غلام کو فروخت کرنے والے کو واپس کر دے گا' اور اس نے اس غلام کے ذریعے جو نفع حاصل کیا وہ خریدار کو ملے گا' کیونکہ اگر وہ غلام ہلاک ہو جاتا ہے' تو یہ نقصان خریدار کا ہوتا تھا' اسی طرح کے مسائل ہیں' جن میں خراج (نفع) کا حکم ضمان کے اعتبار سے ہوگا۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو عمر بن علی سے منقول ہونے کے حوالے سے ''غریب'' قرار دیا ہے۔
میں نے دریافت کیا: آپ سمجھتے ہیں' اس میں ''تدلیس'' ہے؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں۔

شرح

عیب کی وجہ سے غلام کی بیع فسخ کرنے پر' اس کی آمدنی کا حق دار مشتری ہوگا:

احادیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ مبیع کا ذمہ دار شخص حاصل ہونے والی آمدنی کا مالک ہوگا۔ اس مسئلہ کی تمثیل یوں پیش کی جا سکتی ہے کہ ایک شخص غلام یا گھوڑا خریدتا ہے' پھر غلام کو مزدوری پر لگا دیتا ہے اور گھوڑے کو کرائے پر دے دیتا ہے۔ چھ ماہ گزرنے پر اسے غلام یا گھوڑے میں ایسا عیب نظر آتا ہے' جس کی وجہ سے اسے خیارِ عیب حاصل ہو سکتا ہے' پھر اس نے بیع فسخ کر دی تو چھ ماہ کی آمدنی کا مالک مشتری ہوگا کیونکہ نقصان اور مشقت کے بعد معاوضہ حاصل ہوتا ہے۔ اگر چھ ماہ کی مدت کے دوران غلام یا گھوڑا مر جاتا ہے تو نقصان بھی مشتری کا ہوتا تھا۔ حدیث باب بایں الفاظ بھی روایت کی گئی ہے: الغنم بالغنم یعنی ذمہ دار آدمی ہی معاوضہ کا حق دار ہوگا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرُّخْصَةِ فِيْ اَكْلِ الثَّمَرَةِ لِلْمَارِّ بِهَا

باب 51- گزرنے والے شخص کے لیے پھل کھانے کی اجازت

1208 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِي الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
متنِ حدیث: مَنْ دَخَلَ حَائِطًا فَلْيَاْكُلْ وَلَا يَتَّخِذْ خُبْنَةً

1208- اخرجه ابن ماجه(772/2) كتاب التجارات' باب: من مر على ماشية قوم او حائط هل يصيب منه؛ حديث (2301) من طريق يحيىٰ بن سليم عن عبيد الله ابن عمر عن نافع عن عبد الله بن عمر فذكره

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَبَّادِ بْنِ شُرَحْبِيْلَ وَرَافِعِ بْنِ عَمْرٍو وَعُمَيْرٍ مَوْلٰى اَبِی اللَّحْمِ وَاَبِیْ هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَّا نَعْرِفُهُ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ يَحْيَى بْنِ سَلِيْمٍ

مذاہب فقہاء: وَقَدْ رَخَّصَ فِيْهِ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ لِابْنِ السَّبِيْلِ فِيْ اَكْلِ الثِّمَارِ وَكَرِهَهُ بَعْضُهُمْ اِلَّا بِالثَّمَنِ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص کسی باغ میں داخل ہو وہ وہاں سے کچھ کھا لے لیکن کپڑے میں نہ رکھے۔

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' حضرت بن عباد بن شرحبیل رضی اللہ عنہ' حضرت رافع بن عمر رضی اللہ عنہ' حضرت عمیر رضی اللہ عنہ جو حضرت ابولحم رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں' اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''غریب'' ہے' ہم اسے صرف اسی سند کے حوالے سے' صرف یحییٰ بن سلیم کی روایت کے طور پر جانتے ہیں۔

بعض اہلِ علم نے مسافر شخص کے لیے پھل کھانے کی اجازت دی ہے۔

جبکہ بعض اہلِ علم نے اسے مکروہ قرار دیا ہے وہ یہ فرماتے ہیں: آدمی صرف قیمت کے عوض (انہیں حاصل کرسکتا ہے)

1209 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ الْخُزَاعِيُّ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ صَالِحِ بْنِ اَبِیْ جُبَيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ رَافِعِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ

متنِ حدیث: كُنْتُ اَرْمِیْ نَخْلَ الْاَنْصَارِ فَاَخَذُوْنِیْ فَذَهَبُوْا بِیْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَافِعُ لِمَ تَرْمِیْ نَخْلَهُمْ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الْجُوْعُ قَالَ لَا تَرْمِ وَكُلْ مَا وَقَعَ اَشْبَعَكَ اللّٰهُ وَاَرْوَاكَ

حکم حدیث: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت رافع بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں انصار کے کھجور کے ایک باغ میں پتھر مار رہا تھا انہوں نے مجھے پکڑا اور مجھے لے کر نبی اکرم ﷺ کے پاس چلے گئے نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: اے رافع! تم پتھر کیوں مار رہے تھے ان کے باغ پر؟ راوی بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: بھوک کی وجہ سے' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم پتھر نہ مارو! جو نیچے گری ہوئی ہوں' انہیں کھالو! اللہ تعالیٰ تمہیں سیر کرے اور آسودہ کرے۔

یہ حدیث ''حسن غریب صحیح'' ہے۔

1210 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ

1209– اخرجه احمد (207'203'186'180/2)وابو داؤد (136/2) كتاب اللقطة' حديث (1708) والنسائي (85/8) كتاب قطع السارق' باب: الثمر يسرق بعد ان يؤويه الجرين' حديث (8958) وابن ماجه (866/2) كتاب الحدود باب: من سرق من الحرز' حديث (2596) من طريق عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده عبد الله بن عمرو بن العاص فذكره-

متن حدیث: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الثَّمَرِ الْمُعَلَّقِ فَقَالَ مَنْ اَصَابَ مِنْهُ مِنْ ذِیْ حَاجَةٍ غَیْرَ مُتَّخِذٍ خُبْنَةً فَلَا شَیْءَ عَلَیْهِ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ

◄► عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ سے لٹکے ہوئے پھل کے بارے میں دریافت کیا گیا: تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو ضرورت مند شخص جمع کیے بغیر انہیں کھا لے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن'' ہے۔

شرح

درختوں کے پھل کھانے کے جواز یا عدم جواز کا مدار عرف پر ہے:

کوئی شخص پھل دار درختوں یا باغ کے پاس سے گزرے تو کیا وہ مالک کی اجازت کے بغیر اس کا پھل کھا سکتا ہے یا نہیں؟ اس کے جواز یا عدم جواز کا مدار عرف پر ہے۔ زمانہ قدیم میں مالک کی طرف سے درختوں سے توڑ کر اور نیچے گرے ہوئے پھل کھانے کی عام اجازت تھی لیکن اب تبدیلی آ چکی ہے۔ احادیث باب کا خلاصہ یہ ہے کہ اب اس مسئلہ کا مدار عرف پر ہے، جس علاقہ میں باغ کے مالک کی طرف سے درختوں سے توڑ کر پھل کھانے کی اجازت ہو تو وہاں توڑ کر کھایا جا سکتا ہے، جس علاقہ میں باغ کے درختوں سے پھل توڑ کر کھانے کی اجازت نہ ہو بلکہ گرے ہوئے پھل کے کھانے کی اجازت ہو تو وہاں درختوں سے توڑ کر پھل کھانے کی اجازت نہیں ہے۔ البتہ نیچے گرا ہوا پھل اُٹھا کر کھایا جا سکتا ہے، جس علاقہ میں مالک کی طرف سے نہ درختوں سے توڑ کر اور نہ نیچے گرا ہوا پھل کھانے کی اجازت ہو تو وہاں مکمل اجتناب کیا جائے گا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی النَّهْیِ عَنِ الثُّنْیَا

باب 52- خرید و فروخت میں استثناء کی ممانعت

1211 سند حدیث: حَدَّثَنَا زِیَادُ بْنُ اَیُّوْبَ الْبَغْدَادِیُّ اَخْبَرَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ قَالَ اَخْبَرَنِیْ سُفْیَانُ بْنُ حُسَیْنٍ عَنْ یُوْنُسَ بْنِ عُبَیْدٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ

متن حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُخَابَرَةِ وَالثُّنْیَا اِلَّا اَنْ تُعْلَمَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِیْثِ یُوْنُسَ بْنِ

1210- اخرجه احمد (31/5) وابو داؤد (39/3) كتاب الجهاد: باب من قال انه يأكل مما سقط، حديث (2622) وابن ماجه (771/2) كتاب التجارات: باب من مر على ماشية قوم او حائط هل يصيب منه؟ حديث (2299) من طريق صالح بن جبير عن ابيه عن رافع بن عمرو به-

عُبَيْدٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے محاقلہ' مزابنہ' مخابرہ اور غیر طے شدہ استثناء (والے سودوں سے) منع کیا ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے' اور اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے' جو یونس بن عبید نے عطاء کے حوالے سے' حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔

شرح

بیع میں استثناء کی ممانعت اور اس کی وجہ:

لفظ ''ثنیا'' بروزن دنیا ہے جو بمعنی استثناء ہے۔ بیع میں استثناء کے جواز یا عدم جواز کے حوالے سے قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جس چیز کی بیع درست ہو اس کا استثناء بھی جائز ہے اور جس چیز کی بیع درست نہ ہو اس کا استثناء بھی جائز نہیں ہے۔ مثلاً باغ کا مالک مشتری سے کہتا ہے کہ میں تمام باغ تمہیں فروخت کرتا ہوں سوائے دو درختوں کے جو اس نے متعین نہیں کیے' تو یہ بیع منع ہے اور استثناء بھی درست نہیں ہے' کیونکہ بائع اچھے پھلوں کے دو درختوں کا انتخاب کرے گا جبکہ مشتری اس کے برعکس دو درختوں کا انتخاب کرے گا جو تنازع کا سبب ہے اور جو بیع فساد پر مبنی ہو' وہ منع ہوتی ہے۔ اگر بائع نے باغ فروخت کرتے وقت دو درختوں کا تعین کر لیا تو بیع درست ہوگی اور استثناء بھی صحیح ہوگا' کیونکہ اس صورت میں بائع اور مشتری کے درمیان تنازع کا امکان نہیں ہے' لہٰذا بیع اور استثناء دونوں جائز ہوں گے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ بَيْعِ الطَّعَامِ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهُ

باب 53- اپنے قبضے میں لینے سے پہلے اناج کو (آگے) فروخت کرنا حرام ہے

1212 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ

1211- اخرجه البخاری (61/5) کتاب الشرب والمساقاة' باب: الرجل یکون له ممر او شرب فی حائط او فی نخل' حدیث (2381) ومسلم (1174/3) کتاب البیوع' باب: النهی عن المحاقلة والمزابنة وعن المخابرة وبیع الثمرة قبل بدو صلاحها وعن بیع المعاومة وهو بیع السنین' حدیث (81-1536) وابو داؤد (262/3) کتاب البیوع: باب: فی المخابرة' حدیث (3404) والنسائی (296/7) کتاب البیوع' باب: النهی عن بیع الثنیا حتی تعلم' حدیث (4633) وابن ماجه (762/2) کتاب التجارات' باب: المزابنة والمحاقلة حدیث (2266)' (2267) واخرجه احمد (313/3) من طریق عطاء وابی الزبیر وسعید بن میناء عن جابر بن عبد الله فذکره۔

1212- اخرجه البخاری (407/4) کتاب البیوع' باب: ما یذکر فی بیع الطعام والحکرة' حدیث (2132) ومسلم (1159/3) کتاب البیوع' باب: بطلان بیع المبیع قبل القبض' حدیث (29-1525) وابو داؤد (281/3-282) کتاب البیوع' باب: فی بیع الطعام قبل ان یستوفی حدیث (4397) والنسائی (285/7) کتاب البیوع' باب: بیع الطعام قبل ان یستوفی' حدیث (4597) وابن ماجه (749/2) کتاب التجارات' باب: النهی عن بیع الطعام قبل ما لم یقبض' حدیث (2227)' واخرجه احمد (215/1'221'270) والحمیدی (236/1) حدیث (508) من طریق عمرو بن دینار عن طاؤس عن ابن عباس فذکره۔

النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متن حدیث: مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَّاَحْسِبُ كُلَّ شَيْءٍ مِثْلَهُ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ جَابِرٍ وَّابْنِ عُمَرَ وَاَبِي هُرَيْرَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ كَرِهُوا بَيْعَ الطَّعَامِ حَتّٰى يَقْبِضَهُ الْمُشْتَرِيْ وَقَدْ رَخَّصَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ فِيْمَنِ ابْتَاعَ شَيْئًا مِمَّا لَا يُكَالُ وَلَا يُوْزَنُ مِمَّا لَا يُؤْكَلُ وَلَا يُشْرَبُ اَنْ يَّبِيْعَهُ قَبْلَ اَنْ يَّسْتَوْفِيَهُ وَاِنَّمَا التَّشْدِيْدُ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ فِي الطَّعَامِ

وَهُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص کوئی اناج خریدے تو وہ اسے اس وقت تک (آگے) فروخت نہ کرے جب تک اسے اپنے قبضے میں نہ لے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میرا خیال ہے ہر شے کا حکم اسی طرح ہے۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول روایت ''حسن صحیح'' ہے۔

اکثر اہل علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے انہوں نے خریدار کے اناج پر قبضہ کرنے سے پہلے اناج کو آگے فروخت کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔

بعض اہل علم نے اس چیز کو (قبضے میں لینے سے پہلے آگے فروخت کرنے کی) اجازت دی ہے جسے ماپا نہ جاتا ہو اور اس کا وزن نہ کیا جاتا ہو۔

ان اہل علم کے نزدیک شدید تاکید اناج کے بارے میں ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ بھی اس بات کے قائل ہیں۔

شرح

مسئلہ حدیث باب اور اس میں مذاہب آئمہ:

گزشتہ صفحات میں یہ مسئلہ تفصیلاً گزر چکا ہے کہ بیع پر قبضہ سے قبل اس کا فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس مسئلہ کا تعلق ماکولات سے ہے یا ماکولات وغیر ماکولات سب سے ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے اس مسئلہ کا تعلق اشیاء منقولات سے ہے،

مثلاً زمین' مکان' دُکان اور باغ وغیرہ

2- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے تمام اشیاء کا یہی حکم ہے خواہ منقولات ہوں یا غیرمنقولات' ماکولات ہوں یا غیر ماکولات

3- حضرت امام مالک' حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ حکم مطعومات کے ساتھ خاص ہے اور غیر مطعومات اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْبَيْعِ عَلٰى بَيْعِ اَخِيهِ

باب 54- اپنے بھائی کے سودے پر سودا کرنے کی ممانعت

1213 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ وَّلَا يَخْطُبْ بَعْضُكُمْ عَلٰى خِطْبَةِ بَعْضٍ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَسَمُرَةَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حدیثِ دیگر: وَقَدْ رُوِىَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ لَا يَسُوْمُ الرَّجُلُ عَلٰى سَوْمِ اَخِيهِ

وَمَعْنَى الْبَيْعِ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ هُوَ السَّوْمُ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: کوئی بھی شخص کسی دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرے اور کوئی شخص اپنے بھائی کے نکاح کے پیغام پر اپنا پیغام نہ بھیجے۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم ﷺ سے یہ بات بھی روایت کی گئی ہے: کوئی شخص اپنے بھائی کی لگائی ہوئی قیمت کے مقابلے میں قیمت نہ لگائے۔

اس حدیث میں سودا کرنے سے مراد یہی ہے: قیمت لگائی جائے یہ بات بعض اہلِ علم کے نزدیک ہے۔

1213- اخرجه مالك في الموطا (683/2) كتاب البيوع' حديث (95) واحمد (2/7'63'91) والبخاري (413/4) كتاب البيوع' باب: لا يبيع على بيع اخيه ولا يسوم على سوم اخيه حتى يأذن او يترك' حديث (2139) ومسلم (1154/3) كتاب البيوع' باب: تحريم بيع الرجل على بيع اخيه وسومه على سومه وتحريم النجش وتحريم التصرية' حديث (7-1412) وابو داؤد (269/3) كتاب البيوع' باب: في التلقي' حديث (3436) والنسائي (258/7) كتاب البيوع' باب: بيع الرجل على بيع اخيه' حديث (4503) وابن ماجه (733/2) كتاب التجارات' باب: لا يبيع الرجل على بيع اخيه ولا يسوم على سومه' حديث (2171) والدارمي (255/2) كتاب البيوع' باب لا بيع على بيع اخيه' من طريق مالك عن نافع عن عبد الله بن عمر فذكره-

شرح

بیع پر بیع کا مفہوم:

اس کے کئی مفاہیم ہیں:

1- بائع اور مشتری دونوں کے درمیان کسی معاملہ میں بات چل رہی ہو تو تیسرا شخص درمیان میں کود پڑے اور زیادہ قیمت دینے کا کہہ کر فریقین کے معاملہ کو متاثر کر دے' اس سے منع کیا گیا ہے' کیونکہ اس صورت میں مشتری کی حق تلفی ہوگی۔

2- بائع اور مشتری دونوں میں معاملہ بیع طے پا گیا ہو' پھر تیسرا شخص بائع کے پاس آ کر اسے زیادہ ثمن کا لالچ دے کر بیع فسخ کرنے پر آمادہ کرے' تو یہ ناجائز ہے' کیونکہ اس صورت میں بھی مشتری کی حق تلفی ہے۔ وہ معاملہ جس میں کسی کی حق تلفی ہو اس سے منع کیا گیا ہے۔

''خطبۃ علی خطبۃ اخیہ'' کا مفہوم:

اس عبارت کا مفہوم ومطلب یہ ہے کہ جب ایک شخص کسی خاتون کے والدین یا سرپرست کے ہاں پیغامِ نکاح بھیج دے اور ان کا بھی اس معاملے میں میلان ہو چکا ہو اور فریقین کے مابین قرب کا سلسلہ جاری ہو' تو دوسرا شخص پیغامِ نکاح ارسال کر دے جبکہ اسے تمام صورتِ حال کا علم بھی ہو' یہ منع ہے' کیونکہ یہ مروت واحسان کے خلاف ہے۔ البتہ فریقین میں میلان نہ پایا جاتا ہو' تو پیغامِ نکاح ارسال کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ بَیْعِ الْخَمْرِ وَالنَّهْيِ عَنْ ذٰلِكَ

باب 55- شراب کو فروخت کرنا' اس کی ممانعت

1214 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ لَيْثًا يُحَدِّثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادٍ عَنْ اَنَسٍ عَنْ اَبِیْ طَلْحَةَ

متنِ حدیث: اَنَّهٗ قَالَ يَا نَبِیَّ اللّٰهِ اِنِّیْ اشْتَرَيْتُ خَمْرًا لِاَيْتَامٍ فِیْ حِجْرِیْ قَالَ اَهْرِقِ الْخَمْرَ وَاكْسِرِ الدِّنَانَ

فی الباب: قَالَ: وَفِی الْبَاب عَنْ جَابِرٍ وَّعَآئِشَةَ وَاَبِیْ سَعِيْدٍ وَّابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّابْنِ عُمَرَ وَاَنَسٍ

اسنادِ دیگر: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِیْ طَلْحَةَ رَوَى الثَّوْرِیُّ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ السُّدِّیِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اَبَا طَلْحَةَ كَانَ عِنْدَهٗ وَهٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ اللَّيْثِ

◆◆ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ میں نے اپنے زیر پرورش کچھ یتیموں

1214- لم يخرجه بهذا اللفظ سوى الترمذى' ينظر تحفة الاشراف (247/3) حديث (3772) واخرجه الطبرانى فى المعجم الكبير (99/5) حديث (4714) من طريق معتمر عن ليث به' واخرجه ابو داؤد (326/3) كتاب الاشربة' باب ما جاء فى الخمر تخلل' حديث (3675) بنحوه' من طريق ابى هبيرة عن انس بن مالك عن ابى طلحة فذكره-

کے لیے شراب خریدی تھی نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اس شراب کو بہادو اور اس کے برتنوں کو توڑ دو۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ' سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ' حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

ابویحییٰ سے منقول روایت کو ثوری نے' سدی کے حوالے سے' یحییٰ بن عباد کے حوالے سے' حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس وہ تھی۔

یہ روایت لیث کی نقل کردہ روایت کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

بَاب النَّهْيِ اَنْ يُّتَّخَذَ الْخَمْرُ خَلًّا

باب 56-شراب کو سرکہ بنانے کی ممانعت

1215 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ السُّدِّيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ

متنِ حدیث: سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُتَّخَذُ الْخَمْرُ خَلًّا قَالَ لَا

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا: شراب کو سرکہ بنادیا جائے' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں!

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

1216 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عَاصِمٍ عَنْ شَبِيْبِ بْنِ بِشْرٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ

متنِ حدیث: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَمْرِ عَشْرَةً عَاصِرَهَا وَمُعْتَصِرَهَا وَشَارِبَهَا وَحَامِلَهَا وَالْمَحْمُوْلَةَ اِلَيْهِ وَسَاقِيَهَا وَبَائِعَهَا وَآكِلَ ثَمَنِهَا وَالْمُشْتَرِيْ لَهَا وَالْمُشْتَرَاةُ لَهُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ اَنَسٍ

فی الباب: وَقَدْ رُوِيَ نَحْوُ هٰذَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے شراب کے حوالے سے دس لوگوں پر لعنت کی ہے اسے نچوڑنے والے' اسے نچڑوانے والے' اسے پینے والے' اسے اٹھا کر لے جانے والے' جس کے لیے اٹھا کر لے جائی جارہی ہو جو اسے پلا رہا ہو' جو اسے فروخت کرے' جو اس کی قیمت کھائے' جو شخص اسے خریدے یا جس کے لیے اسے خریدا جائے۔

1215- اخرجه احمد (3/119-180) ومسلم (1573/3) كتاب الاشربة' باب تحريم تخليل الخمر' حديث (11-1983) من طريق سفيان عن السدى عن يحيىٰ بن عباد عن انس بن مالك فذكره-

1216- اخرجه ابن ماجه (1122/2) كتاب الاشربة' باب: لعنت الخمر على عشرة اوجه' حديث (3381) من طريق ابى عاصم عن شبيب بن بشر عن انس بن مالك به-

یہ روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہونے کے حوالے سے "غریب" ہے۔

اس طرح کی روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ سے نقل کی گئی ہے۔

شرح

شراب کی تعریف اور اس کی بیع کا حکم:

انگور کے کچے شیرے یا کھجور کے شیرے سے کشید کردہ نشہ آور شربت کو شراب کہا جاتا ہے۔ تمام آئمہ فقہ کے نزدیک شراب حرام ہے۔ اس کی بیع باطل ہے' اس لیے کہ یہ مسلمان کے لیے مال نہیں ہے' اگر شراب کو ثمن قرار دے کر بیع کی جائے تو بیع فاسد ہوگی۔

شراب خور لوگوں کی مذمت:

شراب کشید کرنا' اسے فروخت کرنا' اسے نوش کرنا' دوسرے کو پیش کرنا اور اس کی خرید وفروخت کرنا حرام ہے۔ شراب سے متعلق دس آدمیوں پر لعنت کی گئی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دس لوگوں پر لعنت فرمائی ہے:

(1) شراب کشید کرنے والے پر (2) جس کے لیے شراب کشید کی گئی ہو (3) شراب نوشی کرنے والے پر (4) شراب اُٹھانے والے پر (5) جس کے لیے شراب اُٹھا کر لائی جائے (6) شراب پلانے والے (ساقی) پر (7) شراب فروخت کرنے والے پر (8) شراب کا ثمن کھانے والے پر (9) شراب خریدنے والے پر (10) جس کے لیے شراب خریدی گئی ہو۔ (جامع ترمذی' حدیث: 1216)

شراب سے سرکہ بنانے میں مذاہب آئمہ:

شراب سے سرکہ بنانے کے جواز اور عدم جواز کے حوالے سے تفصیلی بحث گزشتہ صفحات میں گزر چکی ہے' جس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

1- حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شراب سے سرکہ بنانا جائز ہے۔

2- حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ شراب سے سرکہ بنانا حرام ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے اس کی حرمت پر استدلال کیا ہے۔

3- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ شراب میں کوئی چیز ڈال کر سرکہ بنانا جائز نہیں ہے اور ایسا سرکہ پلید ہوگا۔ البتہ شراب کی جگہ تبدیل کر کے اس میں کوئی چیز ڈالے بغیر سرکہ بنایا تو جائز ہے اور اس صورت میں وہ پاک ہوگا۔

4- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس بارے میں تین اقوال ہیں جن میں سے راجح قول یہ ہے: شراب سے سرکہ بنانا تو

جائز نہیں ہے مگر شراب از خود سرکہ میں تبدیل ہو جائے تو وہ پاک ہے اور اس کا استعمال بھی جائز ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ احْتِلَابِ الْمَوَاشِي بِغَيْرِ اِذْنِ الْاَرْبَابِ

باب 57- مالک کی اجازت کے بغیر جانور کا دودھ دوہ لینا

1217 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِذَا اَتٰى اَحَدُكُمْ عَلٰى مَاشِيَةٍ فَاِنْ كَانَ فِيْهَا صَاحِبُهَا فَلْيَسْتَاْذِنْهُ فَاِنْ اَذِنَ لَهٗ فَلْيَحْتَلِبْ وَلْيَشْرَبْ وَاِنْ لَمْ يَكُنْ فِيْهَا اَحَدٌ فَلْيُصَوِّتْ ثَلَاثًا فَاِنْ اَجَابَهٗ اَحَدٌ فَلْيَسْتَاْذِنْهُ فَاِنْ لَمْ يُجِبْهُ اَحَدٌ فَلْيَحْتَلِبْ وَلْيَشْرَبْ وَلَا يَحْمِلْ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَاَبِيْ سَعِيْدٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ سَمُرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ

مذاہب فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهٖ يَقُوْلُ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِيْنِيِّ سَمَاعُ الْحَسَنِ مِنْ سَمُرَةَ صَحِيْحٌ

وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ اَهْلِ الْحَدِيْثِ فِيْ رِوَايَةِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ وَقَالُوْا اِنَّمَا يُحَدِّثُ عَنْ صَحِيْفَةِ سَمُرَةَ

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص کسی جانور کے پاس آئے تو اگر وہاں اس کا مالک موجود ہو تو وہ اس سے اجازت لے اگر وہ مالک اسے اجازت دے تو وہ اس کا دودھ دوہ کر پی لے لیکن اگر وہاں کوئی شخص موجود نہ ہو تو وہ تین مرتبہ آواز دے اگر وہ شخص اسے جواب دے تو وہ اس سے اجازت لے اگر کوئی اسے جواب نہیں دیتا تو اس کا دودھ دوہ لے (اور وہیں پی لے) اسے ساتھ نہ لے جائے۔

اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہے۔

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن غریب صحیح" ہے۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

علی بن مدینی فرماتے ہیں: حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث کا سماع صحیح ہے۔

بعض محدثین نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث روایت کرنے کے بارے میں کچھ کلام کیا ہے، انہوں نے یہ بات بیان کی ہے: حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کے صحیفہ سے احادیث نقل کرتے ہیں۔

1217- اخرجه ابو داؤد (39/3) كتاب الجهاد، باب: في ابن السبيل ياكل من التمر ويشرب من اللبن اذا مر به، حديث (2619) من طريق قتادة عن الحسن عن سمرة بن جندب فذكره۔

شرح

مالک کی اجازت کے بغیر مویشیوں کے دودھ سے استفادہ کرنا:

جب کسی شخص کا مویشیوں کے پاس گزر ہو تو جبکہ اسے بھوک بھی ستا رہی ہو تو کیا مالک کی اجازت کے بغیر وہ ان کے دودھ سے استفادہ کر سکتا ہے؟ اس مسئلہ کا مدار عرف پر ہے اگر علاقہ میں مالک کی اجازت کے بغیر مویشیوں کے دودھ سے استفادہ کرنے کی عام اجازت ہو تو وہ دودھ سے استفادہ کر سکتا ہے اگر عام اجازت نہ ہو تو دودھ سے استفادہ کرنا منع ہے۔ الغرض ضابطہ یہ ہے کہ مالک کی اجازت صریح کے بغیر اس کی چیز سے انتفاع واستفادہ کی اجازت نہیں ہے مگر جہاں اجازت متعارفہ ہو وہاں مالک کی اجازت کے بغیر بھی اس کی چیز سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ عصرِ حاضر میں کسی علاقہ میں بھی مویشیوں کے دودھ سے استفادہ کی اجازت متعارفہ ہونا مشکل بلکہ ناممکن ہے کیونکہ جو لوگ دودھ میں پانی ڈال کر اور کذب بیانی سے کام لیتے ہوئے خالص دودھ کا دعویٰ کر کے فروخت کرتے ہوں تو وہ اپنے مویشیوں کے خالص دودھ سے دوسرے شخص کو استفادہ کی اجازت کیسے دے سکتے ہیں؟؟؟

بَابُ مَا جَآءَ فِي بَيْعِ جُلُوْدِ الْمَيْتَةِ وَالْاَصْنَامِ

باب 58- مردہ جانوروں کی کھال اور بتوں کو فروخت کرنے کا حکم

1218 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِيْ رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

متنِ حدیث: اَنَّـهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيْرِ وَالْاَصْنَامِ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ شُحُوْمَ الْمَيْتَةِ فَاِنَّهٗ يُطْلٰى بِهَا السُّفُنُ وَيُدْهَنُ بِهَا الْجُلُوْدُ وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ قَالَ لَا هُوَ حَرَامٌ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْهِمُ الشُّحُوْمَ فَاَجْمَلُوْهُ ثُمَّ بَاعُوْهُ فَاَكَلُوْا ثَمَنَهٗ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ جَابِرٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ

1218- اخرجه البخاری (495/4) كتاب البيوع' باب: بيع الميتة والاصنام' حديث (2236) ومسلم (1207/3) كتاب المساقاة' باب: تحريم بيع الخمر والميتة والخنزير والاصنام' حديث (71-1581) وابو داؤد (279/3) كتاب البيوع' باب: في ثمن الخمر والميتة' حديث (3486) والنسائی (177/7) كتاب العقيقة' باب: النهي عن الانتفاع بشحوم الميتة' حديث (4256) وابن ماجه (732/2) كتاب التجارات باب: ما لا يحل بيعه' حديث (2167) واخرجه احمد (326'324/3) من طريق يزيد بن ابی حبيب عن عطاء بن ابی رباح عن جابر بن عبد الله فذكره-

◆◆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے فتح مکہ کے موقع پر، مکہ مکرمہ میں نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کو فروخت کرنے کو حرام قرار دیا ہے۔ عرض کی گئی: یارسول اللہ ﷺ! مردہ جانوروں کی چربی کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے، کیونکہ اسے کشتیوں میں لگایا جاتا ہے، اور اس کو چمڑے پر تیل کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے لوگ اس کے ذریعے چراغ جلاتے ہیں، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں وہ حرام ہے، پھر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ یہودیوں کو برباد کرے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر چربی کو حرام قرار دیا تھا، تو انہوں نے اسے پگھلا دیا اور پھر اسے فروخت کیا اور اس کی قیمت کو کھالیا۔

اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

شرح

مردار جانور کی کھال سے استفادہ کرنا:

شرعی نقطۂ نظر سے مردار، خنزیر، شراب اور مورتی سب حرام قطعی ہیں، ان سے استفادہ جائز نہیں ہے۔ خنزیر اور شراب دونوں نجس العین ہیں، ان کی بیع باطل ہے اور مسلمان کے حق میں مال نہیں ہیں۔ مورتی کی بیع منع ہونے کی وجہ اس کی عبادت ہے یعنی غیر مسلم لوگ اس کی عبادت کرتے ہیں۔ البتہ مورتی سونے کی ہو، تو اسے بطورِ مورتی نہیں بلکہ بطورِ سونا فروخت کرنا جائز ہے۔ تاہم احتیاط اسی میں ہے کہ مورتی کو توڑ پھوڑ کر اسے بطورِ سونا فروخت کیا جائے۔ ذبح شدہ جانور کی کھال سے استفادہ بالاجماع جائز ہے۔ مردار کا گوشت حرام ہے لیکن اس کی کھال سے دباغت کے بعد استفادہ جائز ہے۔ البتہ دباغت سے قبل اس سے استفادہ کرنے اور بیع کرنے میں آئمہ کا اختلاف ہے۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مردار جانور کی کچی کھال سے استفادہ جائز ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے۔ دیگر آئمہ اس سے استفادہ اور بیع کو منع قرار دیتے ہیں۔ دورِ حاضر میں دباغت دینے والے کارخانوں میں پہنچنے سے قبل کچی کھال کئی بار فروخت ہوتی ہے، اگر مفتیانِ کرام آئمہ فقہ کے ضابطہ سے ہٹ کر حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول پر فتویٰ جاری کریں تو عوام کے لیے آسانی کا دروازہ کھل سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرُّجُوْعِ فِي الْهِبَةِ

باب 59: ہبہ کو واپس لینا مکروہ ہے

1219 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: لَيْسَ لَنَا مَثَلُ السَّوْءِ الْعَائِدُ فِيْ هِبَتِهٖ كَالْكَلْبِ يَعُوْدُ فِيْ قَيْئِهٖ

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بری صفات کو اختیار کرنا ہمارے لائق نہیں ہے اور ہبہ واپس لینے والا اس کتے کی طرح ہے جو اپنی قے کو چاٹ لیتا ہے۔

1220 متنِ حدیث: قَالَ: وَفِی الْبَابِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ لَا یَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ یُّعْطِیَ عَطِیَّةً فَیَرْجِعَ فِیْهَا اِلَّا الْوَالِدَ فِیْمَا یُعْطِی وَلَدَهٗ (ا)

سندِ حدیث: حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ حُسَیْنٍ الْمُعَلِّمِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ اَنَّهٗ سَمِعَ طَاوٗسًا یُّحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ یَّرْفَعَانِ الْحَدِیْثَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْحَدِیْثِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: حَدِیْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا الْحَدِیْثِ عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَغَیْرِهِمْ قَالُوْا مَنْ وَّهَبَ هِبَةً لِذِیْ رَحِمٍ مَحْرَمٍ فَلَیْسَ لَهٗ اَنْ یَّرْجِعَ فِیْهَا وَمَنْ وَّهَبَ هِبَةً لِغَیْرِ ذِیْ رَحِمٍ مَحْرَمٍ فَلَهٗ اَنْ یَّرْجِعَ فِیْهَا مَا لَمْ یُثَبْ مِنْهَا وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِیِّ وَقَالَ الشَّافِعِیُّ لَا یَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ یُّعْطِیَ عَطِیَّةً فَیَرْجِعَ فِیْهَا اِلَّا الْوَالِدَ فِیْمَا یُعْطِیْ وَلَدَهٗ وَاحْتَجَّ الشَّافِعِیُّ بِحَدِیْثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ یُّعْطِیَ عَطِیَّةً فَیَرْجِعَ فِیْهَا اِلَّا الْوَالِدَ فِیْمَا یُعْطِیْ وَلَدَهٗ

◆◆ اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کسی بھی شخص کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے۔ وہ کوئی عطیہ دے' اور پھر اسے واپس لے' صرف والد کا حکم مختلف ہے' جو چیز وہ اپنی اولاد کو دیتا ہے۔ (وہ اسے واپس لے سکتا ہے)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس روایت کو "مرفوع" حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

بعض اہلِ علم جو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں تعلق رکھتے ہیں' ان کے نزدیک اس پر عمل کیا جائے گا' وہ یہ فرماتے ہیں: جو شخص اپنے کسی محرم عزیز کو کوئی چیز ہبہ کرے' تو اب وہ اس ہبہ کو واپس نہیں لے سکتا' لیکن جو شخص کسی محرم عزیز کی بجائے' کسی اور کو کوئی چیز ہبہ کرے' تو وہ اس وقت اس چیز کو واپس لے سکتا ہے' جب اسے اس کے بدلے میں کوئی چیز نہ ملی ہو۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

1219– اخرجه البخاری (278'277/5) کتاب الهبة' باب: لا یحل لاحد ان یرجع فی هبة وصدقة' حدیث (2622) ومسلم (1241/3) کتاب الهبات' باب: تحریم الرجوع فی الصدقة والهبة بعد القبض الاما وهبة لولده وان سفل' حدیث (8-1622) والنسائی (267'266/6) کتاب الهبة' باب: ذکر الاختلاف لخبر عبد الله بن عباس فیه' حدیث (3698) واخرجه احمد (217/1) والحمیدی (243/1) حدیث (530) وهو فی الادب المفرد ص (125) حدیث (417) من طریق ایوب عن عکرمة عن ابن عباس فذکره۔

(ا)– ینظر تخریج الحدیث السابق (1298) واخرجه ابو داؤد (291/3) کتاب البیوع' باب: الرجوع فی الهبة' حدیث (3539) من طریق طاؤس عن ابن عمر وابن عباس فذکره۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کسی بھی شخص کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے۔ وہ کوئی عطیہ دے اور پھر اسے واپس لے صرف والد کا حکم مختلف ہے اس چیز کے بارے میں جو وہ اپنی اولاد کو دیتا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی نبی اکرم ﷺ سے نقل کردہ حدیث کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کسی بھی شخص کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے۔ وہ کوئی چیز عطیہ دے اور پھر اسے واپس لے صرف والد کا حکم مختلف ہے اس نے اپنی اولاد کو جو عطیہ دیا ہو (وہ اس سے واپس لے سکتا ہے)

شرح

ہبہ واپس لینے میں مذاہبِ آئمہ:

بغیر عوض کسی کو کوئی چیز دینے کو "ہبہ" کہا جاتا ہے۔ چیز دینے والے کو واہب جسے چیز دی جائے اسے موہوب لہ اور جو چیز دی جائے اسے موہوب یا تحفہ کہتے ہیں۔ سوال یہ ہے: "ہبہ" میں رجوع کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ صرف باپ، بیٹے کو کوئی چیز ہبہ کر کے واپس لے سکتا ہے" اس کے علاوہ کسی کے لیے جائز نہیں ہے۔ انہوں نے دوسری حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کسی کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ موہوبہ چیز واپس لے مگر باپ اپنے بیٹے کو کوئی چیز ہبہ کر کے واپس لے سکتا ہے۔" اس روایت میں صراحت ہے کہ باپ اپنے بیٹے سے ہبہ واپس لے سکتا ہے، جبکہ کسی دوسرے کے لیے جائز نہیں ہے۔

2- حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہبہ میں رجوع کرنے کے سات موانع ہیں، ان میں سے ایک بھی موجود ہو، تو رجوع درست نہیں ہے، اگر ان میں سے کوئی مانع موجود نہ ہو، تو رجوع کیا جاسکتا ہے مگر مکروہ ہے۔ وہ سات موانع یہ ہیں:

(1) موت (2) زیادت متصلہ (3) خروج (4) عوض (5) زوجیت (6) ہلاکت (7) قرابتِ محرمہ۔ ان کا مجموعہ "دمع خزقہ" بنتا ہے۔

م: سے مراد موت ہے یعنی موہوب لہ مر جائے۔

د: سے مراد زیادت متصلہ ہے۔ مثلاً کپڑا ہبہ کیا تو موہوب لہ نے اس کی سلائی کروالی تو ہبہ میں رجوع نہیں ہوسکتا۔

خ: سے مراد خروج ہے یعنی موہوبہ چیز موہوب لہ کی ملکیت سے نکل کر دوسرے شخص کے پاس چلی جائے۔

ع: سے مراد عوض ہے یعنی موہوب لہ نے واہب کو موہوبہ چیز کا عوض مہیا کر دیا ہو۔

ز: سے مراد ہے زوجیت یعنی واہب اور موہوب لہ کے مابین میاں بیوی کا تعلق ہو۔

ق: سے مراد قرابت محرمہ ہے یعنی واہب اور موہوب لہ کے درمیان ایسا رشتہ ہو کہ ایک کو مرد اور دوسرے کو عورت قرار دیا جائے تو دونوں کے درمیان نکاح درست نہ ہو۔ مثلاً واہب اور موہوب لہ کے درمیان بہن بھائی کا علاقہ ہو۔

ہ: سے مراد ہلاک ہونا ہے یعنی موہوبہ چیز موہوب لہ کے پاس ہلاک ہوگئی یا ضائع ہوگئی۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: اس روایت میں ہبہ سے رجوع کرنے کے جواز یا عدم جواز کا مسئلہ بیان نہیں ہوا بلکہ استثناء مقصود ہے کہ اگر باپ بیٹے کو کوئی چیز دے کر واپس لے لیتا ہے تو جائز ہے کیونکہ یہ باپ کا حق ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْعَرَايَا وَالرُّخْصَةِ فِيْ ذٰلِكَ

باب 60-عرایا کا حکم اوراس کے بارے میں اجازت

1221 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ

متن حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ اِلَّا اَنَّهُ قَدْ اَذِنَ لِاَهْلِ الْعَرَايَا اَنْ يَبِيْعُوْهَا بِمِثْلِ خَرْصِهَا

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَجَابِرٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ هٰكَذَا رَوٰى مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ هٰذَا الْحَدِيْثَ وَرَوٰى اَيُّوْبُ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَمَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ

حدیثِ دیگر: وَبِهٰذَا الْاِسْنَادِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ رَخَّصَ فِي الْعَرَايَا

وَهٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ

◆◆ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع کیا ہے تاہم آپ نے اہل عرایا کو اجازت دی ہے: وہ اندازے کے ساتھ اسے فروخت کر سکتے ہیں۔

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے منقول روایت کو محمد بن اسحق نے نقل کیا ہے جبکہ ایوب عبیداللہ بن عمر اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اسے نافع کے حوالے سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے: نبی اکرم ﷺ نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع کیا ہے۔

اس سند کے ہمراہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے یہ بات بھی منقول ہے: نبی اکرم ﷺ نے پانچ وسق سے کم میں عرایا کی اجازت دی ہے۔

یہ روایت محمد بن اسحق سے منقول روایت کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

1222 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنْ

1221- اخرجه احمد (5/185-190) من طريق محمد بن اسحق عن نافع عن ابن عمر عن زيد بن ثابت فذكره-

اَبِىْ سُفْيَانَ مَوْلٰى ابْنِ اَبِىْ اَحْمَدَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِىْ بَيْعِ الْعَرَايَا فِيمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ اَوْ كَذَا

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ حُصَيْنٍ نَحْوَهُ

حدیثِ دیگر: وَرُوِىَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْخَصَ فِىْ بَيْعِ الْعَرَايَا فِىْ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ اَوْ فِيمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے عرایا کو فروخت کرنے کی اجازت دی ہے' جبکہ وہ پانچ وسق سے کم ہو۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے عرایا کو فروخت کرنے کی اجازت دی ہے' جبکہ وہ پانچ وسق ہوں یا پانچ وسق سے کم ہوں۔

1223 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْخَصَ فِىْ بَيْعِ الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَّحَدِيْثُ اَبِىْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَّالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْهُمُ الشَّافِعِىُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ وَقَالُوْا اِنَّ الْعَرَايَا مُسْتَثْنَاةٌ مِّنْ جُمْلَةِ نَهْىِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ نَهٰى عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَاحْتَجُّوْا بِحَدِيْثِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَّحَدِيْثِ اَبِىْ هُرَيْرَةَ وَقَالُوْا لَهُ اَنْ يَّشْتَرِىَ مَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ

وَّمَعْنٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَادَ التَّوْسِعَةَ عَلَيْهِمْ فِىْ هٰذَا لِاَنَّهُمْ شَكَوْا اِلَيْهِ وَقَالُوْا لَا نَجِدُ مَا نَشْتَرِىْ مِنَ الثَّمَرِ اِلَّا بِالتَّمْرِ فَرَخَّصَ لَهُمْ فِيمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ اَنْ يَّشْتَرُوْهَا فَيَاْكُلُوْهَا رُطَبًا

1222– اخرجه مالك في المؤطا (620/2) كتاب البيوع' باب: ما جاء في بيع العرية' حديث (14) واحمد (237/2) واخرجه البخاري (452/4) كتاب البيوع' باب: بيع الثمر على رؤوس النخل بالذهب او الفضة حديث (2189) ومسلم (1171/3) كتاب البيوع' باب تحريم بيع الرطب بالتمر الا في العرايا' حديث (1541-71) وابو داؤد (252/3) كتاب البيوع' باب: في مقدار العرية' حديث (3364) والنسائي (268/7) كتاب البيوع' باب: بيع العرايا بالرطب' حديث (4541) من طريق داؤد بن حصين عن ابي سفيان مولى ابن ابي احمد عن ابي هريرة فذكره-

1223– اخرجه مالك في المؤطا (620-619/2) كتاب البيوع' باب ما جاء في بيع العرية' حديث (14) واحمد (182/5-5/2) والبخاري (441/4) كتاب البيوع' باب: بيع الزبيب بالزبيب' والطعام بالطعام' حديث (2173) ومسلم (1169/3) كتاب البيوع' باب: تحريم بيع الرطب بالتمر الا في العرايا' والنسائي (267/7) كتاب البيوع' باب: بيع العرايا بخرصها تمرا' حديث (4538) وابن ماجه (762/2) كتاب البيوع' باب: بيع العرايا بخرصها تمرا' حديث (2269) والدارمي (252/2) كتاب البيوع' باب: العرايا والحميدي (280/2) حديث (622) من طريق عبد الله بن عمر عن زيد بن ثابت فذكره-

◆◆ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے عرایا کو اندازے کے تحت فروخت کرنے کی اجازت دی ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے' ان میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ' امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ شامل ہیں۔

یہ حضرات فرماتے ہیں: عرایا کا حکم مستثنیٰ ہے' اس عمومی ممانعت سے' جو نبی اکرم ﷺ نے منع کیا ہے: یعنی جو آپ نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع کیا تھا۔

ان حضرات نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول روایت کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: ایسے شخص کو یہ حق حاصل ہے: وہ پانچ وسق سے کم کا سودا کر سکتا ہے۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک اس کا مفہوم یہ ہے: نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کی سہولت کے لیے ایسا کیا تھا' کیونکہ لوگوں نے آپ کی خدمت میں یہ شکایت کی تھی انہوں نے عرض کی تھی: ہمارے پاس صرف پرانی کھجوریں ہیں جن کے عوض میں ہم کوئی چیز خرید سکتے ہیں' تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں پانچ وسق سے کم میں ایسا کرنے کی اجازت دی کہ وہ اس کے عوض میں اسے خرید سکتے ہیں' تا کہ لوگ تازہ کھجوریں کھا لیں۔

بَابُ مِنْهُ

باب 61 - بلا عنوان

1224 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ الْحُلْوَانِيُّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ كَثِيْرٍ حَدَّثَنَا بُشَيْرُ بْنُ يَسَارٍ مَوْلٰى بَنِيْ حَارِثَةَ اَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجٍ وَّسَهْلَ بْنَ اَبِيْ حَثْمَةَ حَدَّثَاهُ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْمُزَابَنَةِ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ اِلَّا لِاَصْحَابِ الْعَرَايَا فَاِنَّهٗ قَدْ اَذِنَ لَهُمْ وَعَنْ بَيْعِ الْعِنَبِ بِالزَّبِيْبِ وَعَنْ كُلِّ ثَمَرٍ بِخَرْصِهٖ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ اور حضرت سہل بن ابو حثمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے بیع مزابنہ سے یعنی کھجور کے عوض میں پھل کو فروخت کرنے سے منع کیا ہے' البتہ اصحاب عرایا کا حکم مختلف ہے' کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے انہیں اس کی اجازت دی ہے' اسی طرح آپ نے خشک انگور کے عوض میں تازہ انگور کو فروخت کرنے سے (منع کیا ہے) اور ہر طرح کے پھل کو اندازے کے تحت فروخت کرنے سے منع کیا ہے۔

1224- اخرجه البخاری (61/5) كتاب الشرب والمساقاة : باب : الرجل يكون له ممر او شرب فی حائط او نخل حديث (2383، 2384) ومسلم (1170/3) كتاب البيوع باب: تحريم بيع الرطب بالتمر الا فی العرايا حديث (1540/67)

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے اور اس سند کے حوالے سے "غریب" ہے۔

شرح

بیع محاقلہ اور بیع مزابنہ کی تعریف اور حکم:

زمین پر کھڑی ہوئی فصل کو اس کے ہم جنس غلہ کے عوض اندازے سے برابری کی بنیاد پر فروخت کرنے کو بیع محاقلہ کہا جاتا ہے۔ درختوں پر موجود پھلوں مثلاً کھجور اور انگور کو ہم جنس پھلوں سے اندازے سے برابری کی بناء پر فروخت کرنے کو بیع مزابنہ کہتے ہیں۔ یہ دونوں بیوع منع ہیں کیونکہ اندازہ کرتے وقت کمی بیشی کا امکان موجود ہے جو سود کو ظاہر کرتا ہے۔

سوال: حدیث باب میں بیع عریہ مستثنیٰ ہے دریافت طلب یہ بات ہے کہ یہ استثناء متصل ہے یا منقطع یعنی بیع عریہ بیع مزابنہ میں داخل ہے یا نہیں؟

جواب: بیع عریہ کے استثناء میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک استثناء متصل ہے لہٰذا بیع عریہ بیع مزابنہ میں داخل ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک استثناء منقطع ہے لہٰذا بیع عریہ بیع مزابنہ میں داخل نہیں ہے۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ یہاں دونوں صورتیں ہو سکتی ہیں یعنی استثناء متصل ہو سکتا ہے اور منقطع بھی۔ بیع عریہ بیع مزابنہ میں دخول کا امکان ہے اور خروج بھی۔

بیع عریہ کی تعریف اور حکم میں مذاہب آئمہ:

بیع عریہ کی تعریف اور حکم میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بیع عریہ کی تعریف یوں ہے جب کسی شخص کے پاس چھوہارے ہوں لیکن نقد رقم موجود نہ ہو موسم کے مطابق بچوں نے تازہ کھجوریں کھانے کا مطالبہ کیا تو اس نے درختوں پر موجود تازہ کھجوریں اندازے سے برابری کی بناء پر چھوہاروں کے عوض خرید لیں۔ پانچ وسق یا اس سے کم مقدار میں یہ بیع جائز ہے۔ اس لیے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرورت کے تحت اسے جائز قرار دیا ہے۔ پانچ وسق یا اس سے کم مقدار کی قید اس لیے لگائی گئی ہے کہ ایک خاندان کے لیے اتنی مقدار کھجوریں کافی ہوتی ہیں۔

2- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے: لفظ "عرایا" جمع ہے اور اس کا واحد "عریۃ" ہے بمعنی عطیہ۔ مالک باغ نے دو درخت غریب لوگوں کے لیے مختص کر دیے ہوں جو بطور عطیہ ہوں موہوب لہ کا ان پر قبضہ نہ ہونے کی وجہ سے مالک نہ بنا ہو تو وہ اگر ان پھلوں کو خرید لے تو یہ ایک عطیہ دوسرے عطیہ کے عوض ہوگا جو بیع کی شکل ہوگی مگر حقیقتاً بیع نہیں ہوگی۔ آپ کے نزدیک یہ بیع عریہ ہے جو لغوی معنیٰ سے ہم آہنگ ہے۔ پانچ وسق سے کم مقدار میں بیع عریہ جائز ہے۔ پانچ وسق سے کم مقدار کی قید اس مطابقت سے لگائی گئی ہے کہ کم از کم عشر کی مقدار اتنی ہوتی ہے جبکہ اس سے زیادہ عشر حکومت خود وصول کرتی ہے۔ آپ نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے:

قد اذن لاهل العرایا ان یبیعوها بمثل خرصها .

''آپ نے اہلِ عرایا کوعرایا فروخت کرنے کی اجازت عنایت فرمائی۔''

3- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بیع عریہ کی تعریف یوں ہے: دو مخصوص مل کر کسی باغ کو خرید لیں' ان میں سے ایک کے نوے درخت ہوں جبکہ دوسرے کے دس درخت ہوں' نوے درختوں کا مالک اپنے اہلِ خانہ کو لے کر باغ میں منتقل ہو جائے اور وہاں مستقل رہائش اختیار کرے۔ دس درختوں کا مالک اپنی فیملی کو بھی باغ میں لاتا ہو جس کی بار بار آمدورفت سے اسے پردہ وغیرہ کے حوالے سے پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہو۔ وہ اس پریشانی سے نجات حاصل کرنے کے لیے چھوہاروں کے عوض اندازے سے اس کے دس درختوں کا پھل خرید لیتا ہے۔ یہ بیع عریہ ہے جو جائز ہے' حقیقتاً بیع مزابنہ ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ النَّجْشِ فِي الْبُيُوْعِ

باب 62- مصنوعی بولی لگانا حرام ہے

1225 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَاَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: وَقَالَ قُتَيْبَةُ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَنَاجَشُوا

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَاَنَسٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ كَرِهُوا النَّجْشَ

قولِ امام ترمذی: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَالنَّجْشُ اَنْ يَّاْتِيَ الرَّجُلُ الَّذِيْ يَفْصِلُ السِّلْعَةَ اِلٰى صَاحِبِ السِّلْعَةِ فَيَسْتَامُ بِاَكْثَرَ مِمَّا تَسْوٰى وَذٰلِكَ عِنْدَمَا يَحْضُرُهُ الْمُشْتَرِيْ يُرِيْدُ اَنْ يَّغْتَرَّ الْمُشْتَرِيْ بِهٖ وَلَيْسَ مِنْ رَاْيِهِ الشِّرَاءُ اِنَّمَا يُرِيْدُ اَنْ يَّخْدَعَ الْمُشْتَرِيَ بِمَا يَسْتَامُ وَهٰذَا ضَرْبٌ مِّنَ الْخَدِيْعَةِ قَالَ الشَّافِعِيُّ وَاِنْ نَّجَشَ رَجُلٌ فَالنَّاجِشُ اٰثِمٌ فِيْمَا يَصْنَعُ وَالْبَيْعُ جَائِزٌ لِاَنَّ الْبَائِعَ غَيْرُ النَّاجِشِ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ایک دوسرے کے مقابلے میں مصنوعی بولی نہ لگاؤ۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم نے اس پر عمل کیا ہے۔ ان کے نزدیک مصنوعی بولی لگانا حرام ہے۔

نجش سے مراد یہ ہے: سامان کے حوالے سے تجربہ کار شخص سامان کے مالک کے پاس آئے اور اصل قیمت سے زیادہ قیمت لگائے اور مقصد یہ ہو کہ وہاں جو خریدار موجود ہے اسے دھوکہ دیا جا سکے اس کا اپنا ارادہ خریدنے کا نہ ہو وہ صرف یہ چاہتا ہو کہ اس کی مصنوعی بولی کی وجہ سے خریدار دھوکے میں آ جائے تو یہ دھوکہ دینے کی ایک قسم ہے۔ (اس لیے حرام ہے)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص مصنوعی بولے لگائے گا تو وہ اپنے اس عمل میں گناہگار ہوگا البتہ سودا درست ہوگا کیونکہ فروخت کرنے والے نے مصنوعی بولی نہیں لگائی۔

شرح

بیع نجش کی تعریف اور حکم:

لفظ ''نجش'' کا لغوی معنیٰ کریدنا، سراغ لگانا ہے۔ اصطلاحی مفہوم ہے مشتری کو دھوکہ دینے کی نیت سے مصنوعی قیمت بڑھانا تا کہ مشتری دھوکہ کھا کر مہنگی چیز خریدے جبکہ اس کا مقصد چیز کو خریدنا نہ ہو۔ مثلاً مشتری ایک بکری مالک سے دو ہزار روپے میں خرید رہا ہو تو تیسرا شخص کہتا ہے کہ میں اس بکری کو پچیس سو روپے میں خریدتا ہوں۔ اس سے اس کا مقصد مشتری کو دھوکہ دینا ہو اور مشتری دو ہزار کی بجائے اڑھائی ہزار روپے کی بکری خریدے یہ بیع نجش ہے۔ زمانہ جاہلیت میں بیع نجش کا رواج تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمادیا کیونکہ اس کی بنیاد دھوکہ پر ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الرُّجْحَانِ فِي الْوَزْنِ

باب 63- وزن کرتے ہوئے ایک طرف کے پلڑے کو بھاری کرنا

1226 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَمَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ

متنِ حدیث: جَلَبْتُ اَنَا وَمَخْرَفَةُ الْعَبْدِيُّ بَزًّا مِنْ هَجَرَ فَجَاءَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاوَمَنَا بِسَرَاوِيْلَ وَعِنْدِيْ وَزَّانٌ يَزِنُ بِالْاَجْرِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْوَزَّانِ زِنْ وَاَرْجِحْ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ سُوَيْدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَاَهْلُ الْعِلْمِ يَسْتَحِبُّوْنَ الرُّجْحَانَ فِي الْوَزْنِ

1226- اخرجه احمد (352/4) وابو داؤد (245/3) كتاب البيوع باب: في الرجحان في الوزن والوزن بالاجر حديث (3336) والنسائي (284/7) كتاب البيوع باب الرجحان في الوزن حديث (4592) وابن ماجه (748،747/2) كتاب التجارات: باب الرجحان في الوزن حديث (2220) والدارمي (260/2) كتاب البيوع باب: الرجحان في الوزن من طريق سفيان عن سماك بن حرب عن سويد بن قيس فذكره-

اسنادِ دیگر: وَرَوٰى شُعْبَةُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ سِمَاكٍ فَقَالَ عَنْ اَبِىْ صَفْوَانَ وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ

◆◆ حضرت سوید بن قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے اور مخرفہ عبدی نے "ہجر" کے مقام سے کپڑا خریدا' تو نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے آپ نے ایک پاجامے کا سودا کیا میرے پاس ایک وزن کرنے والا موجود تھا جو معاوضے (کے درہم اور دینار) کا وزن کرتا تھا' تو نبی اکرم ﷺ نے وزن کرنے والے سے فرمایا: وزن کرو اور زیادہ جھکانا۔

اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت سوید رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث "حسن صحیح" ہے۔

اہلِ علم نے وزن کرتے ہوئے پلڑے کو زیادہ جھکانے کو پسندیدہ قرار دیا ہے۔

شعبہ نے اس روایت کو سماک کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: ابوصفوان کے حوالے سے منقول ہے' اور پھر انہوں نے پوری حدیث ذکر کی ہے۔

شرح

حدیث سے ثابت ہونے والے مسائل:

حدیث باب کا گہری نظر سے مطالعہ کرنے سے کئی مسائل معلوم ہوئے:

1- سامان کی خرید وفروخت کے وقت سامان کا وزن زیادہ ہونا چاہیے تاکہ مشتری کا نقصان نہ ہو۔

2- خرید وفروخت کے وقت سامان کا وزن کرنا چاہیے تاکہ فریقین میں سے کسی کو دھوکہ نہ ہو۔

3- دَورِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی ریڈی میڈ (مکمل تیار) لباس کا رواج تھا۔

4- تہبند کی طرح پاجامہ استعمال کرنا بھی سنت ہے اور اس میں پردہ کا زیادہ اہتمام ہوتا ہے۔

5- اپنے ہاتھ سے خرید وفروخت کرنا سنت ہے۔

6- سودا دھوکہ اور نقصان سے پاک ہونا چاہیے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ اِنْظَارِ الْمُعْسِرِ وَالرِّفْقِ بِهٖ

باب 64- تنگ دست شخص کو مہلت دینا اور اس کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنا

1227 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرَّازِيُّ عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: مَنْ اَنْظَرَ مُعْسِرًا اَوْ وَضَعَ لَهٗ اَظَلَّهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِي الْيَسَرِ وَاَبِيْ قَتَادَةَ وَحُذَيْفَةَ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّعُبَادَةَ وَجَابِرٍ

1227- اخرجه احمد (359/2) من طريق زيد بن ابى اسلم عن ابى صالح عن ابى هريرة به-

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِىْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص کسی تنگ دست کو مہلت دے یا اسے معاف کردے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے اپنے عرش کے سائے کے نیچے رکھے گا جس دن اس کے سایہ رحمت کے علاوہ اور کوئی سایہ نہیں ہوگا۔

اس بارے میں حضرت ابویسر رضی اللہ عنہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے اور اس سند کے حوالے سے ''غریب'' ہے۔

1228 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ اَبِىْ مَسْعُوْدٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: حُوسِبَ رَجُلٌ مِّمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَلَمْ يُوجَدْ لَهُ مِنَ الْخَيْرِ شَيْءٌ اِلَّا اَنَّهُ كَانَ رَجُلًا مُوسِرًا وَّكَانَ يُخَالِطُ النَّاسَ وَكَانَ يَاْمُرُ غِلْمَانَهُ اَنْ يَّتَجَاوَزُوْا عَنِ الْمُعْسِرِ فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ نَحْنُ اَحَقُّ بِذٰلِكَ مِنْهُ تَجَاوَزُوْا عَنْهُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

توضیح راوی: وَاَبُو الْيَسَرِ كَعْبُ بْنُ عَمْرٍو

◆◆ حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے. تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک شخص کا حساب لیا گیا تو اس کے نامۂ اعمال میں کوئی بھلائی نہیں ملی صرف یہ تھی کہ وہ ایک امیر شخص تھا لوگوں کے ساتھ لین دین کیا کرتا تھا وہ اپنے ملازمین کو یہ ہدایت کرتا تھا: وہ تنگ دست شخص سے گزر کریں تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اس بارے میں ہم اس سے زیادہ حقدار ہیں (اے فرشتو!) تم اس سے درگزر کرو۔

یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔ ابوالیسر کا نام کعب بن عمرو ہے۔

شرح

تنگ دست مقروض کو مہلت دینے کی فضیلت:

حتیٰ الوسع قرض سے احتراز کرنا چاہیے۔ اگر کسی مجبوری کی بناء پر قرض کی ضرورت پڑ جائے تو حاصل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ حسب وعدہ اس کی واپسی کو یقینی بنایا جائے۔ قرض شکریہ کے ساتھ واپس کیا جائے۔ اگر کوئی تنگ دست شخص کسی مجبوری کے سبب بروقت قرض واپس نہ کر سکے تو قرض خواہ کی طرف سے برضاء ورغبت اسے مہلت دینا بہت بڑی نیکی ہے۔ اس نیکی اور مہلت کی فضیلت احادیث باب میں بیان کی گئی ہے۔ مقروض کو مہلت دینے والے کو قیامت کے دن عرشِ الٰہی کے سایہ میں جگہ ملے

1228- اخرجه احمد (120/4) والبخاري في الادب المفرد ص (89) حديث (290) ومسلم (1195/3, 1196) كتاب المساقاة: باب: فضل انظار المعسر' حديث (30-1561) من طريق الاعمش عن شقيق عن ابي مسعود الانصاري فذكره۔

گی۔علاوہ ازیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے مہلت عطا کرے گا یعنی اس سے نرمی کا برتاؤ کرے گا اور اس کی بخشش فرمادے گا۔ یہ تو فضیلت ہے مقروض کو قرضہ کی ادائیگی میں مہلت دینے والے کی۔ اگر کوئی شخص بتوفیقِ الٰہی اس کا قرضہ معاف کردے تو اس کی قدرومنزلت اس سے بھی زیادہ ہوگی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ مَطْلِ الْغَنِيِّ اَنَّهُ ظُلْمٌ

باب 65-خوشحال شخص کا (قرض کی واپسی میں) ٹال مٹول کرنا ظلم ہے

1229 سندِحدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ وَّاِذَا اُتْبِعَ اَحَدُكُمْ عَلٰى مَلِيٍّ فَلْيَتْبَعْ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَالشَّرِيْدِ بْنِ سُوَيْدٍ الثَّقَفِيِّ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: خوشحال شخص کا (قرض کی واپسی میں) ٹال مٹول کرنا ظلم ہے اور جب کسی (قرض خواہ کو قرض کی وصولی کے لیے اصل مقروض کی بجائے) کسی خوشحال شخص کی طرف جانے کے لیے کہا جائے تو وہ چلا جائے۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت شرید رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

1230 سندِحدیث: حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْهَرَوِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ وَّاِذَا اُحِلْتَ عَلٰى مَلِيْءٍ فَاتْبَعْهُ وَلَا تَبِعْ بَيْعَتَيْنِ فِيْ بَيْعَةٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَّمَعْنَاهُ اِذَا اُحِيْلَ اَحَدُكُمْ عَلٰى مَلِيٍّ فَلْيَتْبَعْ فَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِذَا اُحِيْلَ الرَّجُلُ عَلٰى مَلِيْءٍ فَاحْتَالَهُ فَقَدْ بَرِئَ الْمُحِيْلُ وَلَيْسَ لَهُ اَنْ يَّرْجِعَ عَلَى الْمُحِيْلِ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِذَا تَوِيَ مَالُ هٰذَا بِاِفْلَاسِ الْمُحَالِ

1229- اخرجه مالك في الموطا (674/2) كتاب البيوع باب: جامع الدين والحول حديث (84) واحمد (245/2) والبخاري (542/4) كتاب الحوالة باب: الحوالة وهل يرجع في الحوالة احديث (2287) ومسلم (1197/3) كتاب المساقاة باب: تحريم مطل الغني وصحة الحوالة واستحباب قبولها اذا احيل على ملئ يحدث (33-1564) وابو داؤد (247/3) كتاب البيوع باب في المطل حديث (3345) والنسائي (317/7) كتاب البيوع باب: الحوالة حديث (4691) وابن ماجه (803/2) كتاب الصدقات باب: الحوالة حديث (2403) والدارمي (261/2) كتاب البيوع: باب: مطل الغني ظلم والحميدي (447/2) حديث (1032) من طريق ابي الزناد عن الاعرج عن ابي هريرة فذكره-

1230- اخرجه احمد (71/2) وابن ماجه (803/2) كتاب الصدقات باب: الحوالة حديث (2404) من طريق يونس بن عبيد عن نافع ابن عمر فذكره-

عَلَیْهِ فَلَهُ اَنْ یَّرْجِعَ عَلَی الْاَوَّلِ وَاحْتَجُّوْا بِقَوْلِ عُثْمَانَ وَغَیْرِهٖ حِیْنَ قَالُوْا لَیْسَ عَلٰی مَالِ مُسْلِمٍ تَوًی قَالَ اِسْحٰقُ مَعْنٰی هٰذَا الْحَدِیْثِ لَیْسَ عَلٰی مَالِ مُسْلِمٍ تَوًی هٰذَا اِذَا اُحِیْلَ الرَّجُلُ عَلٰی اٰخَرَ وَهُوَ یَرٰی اَنَّهٗ مَلِیٌّ فَاِذَا هُوَ مُعْدِمٌ فَلَیْسَ عَلٰی مَالِ مُسْلِمٍ تَوًی

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: خوشحال شخص کا (قرض کی واپسی میں) ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔ اور جب کسی شخص کو دوسرے شخص سے وصولی کے لیے کہا جائے تو وہ اسے قبول کر لے' اور تم ایک ہی سودے کے اندر دو سودے نہ کرو۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اس کا مطلب یہ ہے: جب کسی شخص کو کسی خوشحال شخص سے اپنی وصولی کے لیے کہا جائے اور وہ خوشحال شخص اس وصولی کو اپنے ذمے لے' تو اب حوالہ کرنے والا شخص (یعنی اصل مقروض) بری الذمہ ہو جائے گا' اور قرض خواہ کو یہ حق حاصل نہیں ہوگا کہ وہ حوالہ کرنے والے (یعنی اصلی مقروض) سے رجوع کرے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ' امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

بعض اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے: جب محال علیہ (یعنی جس کے حوالے کیا گیا تھا) کے مفلس ہونے کی وجہ سے' قرض خواہ کا مال ضائع ہونے والا ہو' تو اب اسے یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ پہلے شخص کی طرف رجوع کرے۔

ان حضرات نے اس بارے میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور دیگر حضرات کے قول سے استدلال کیا ہے' جب انہوں نے یہ فرمایا تھا: کسی مسلمان کا مال ضائع نہیں ہوسکتا۔

امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتے ہیں: روایت کے یہ الفاظ ''مسلمان کا مال ضائع نہیں ہوسکتا'' اس سے مراد یہ ہے: جب کسی شخص کو (اپنی وصولی کے لیے) دوسرے کے حوالے کیا جائے اور وہ یہ سمجھ رہا ہو کہ وہ دوسرا شخص خوشحال ہے' لیکن وہ دوسرا شخص مفلس ہو' تو اب مسلمان کا مال ضائع نہیں ہوگا۔ (اس لیے وہ پہلے شخص کی طرف رجوع کرے گا)

شرح

حوالہ کی تعریف اور اس میں مذاہب آئمہ:

حوالہ: اصل معاملہ (عقد) کا نام۔ محیل: دوسرے پر اپنا قرض اُتارنے والا۔ محتال لہ: قرض خواہ۔ محتال بہ: وہ قرض جو دوسرے پر اُتارا گیا ہو۔ محتال علیہ: وہ شخص جس پر قرض اُتارا گیا ہو۔

حدیث باب میں اس شخص کی مذمت بیان کی گئی ہے جو طاقت ہونے کے باوجود قرض ادا نہیں کرتا بلکہ قرض خواہ کی طرف سے تقاضا کرنے پر وہ ٹال مٹول سے کام لیتا ہے۔ ایسا شخص مہلت کا حق دار نہیں ہے بلکہ اس کا یہ عمل قابلِ مذمت اور قابلِ گرفت ہے۔ ایسے شخص کو قانون کے مطابق شکنجہ میں لانا چاہیے اور قاضی کی عدالت میں لا کر اسے ذلیل وخوار کیا جائے تا کہ دوسرے لوگ عبرت

حاصل کریں اور عدل وانصاف کا وقار بلند ہو۔

سوال یہ ہے کہ کوئی شخص اپنا قرض دوسرے آدمی کے کندھے پر ڈال دے محتال علیہ اہلِ ثروت ہو جبکہ قرض خواہ اور محتال علیہ بھی باہم راضی ہوں، تو کیا محیل بَری الذمہ قرار پائے گا یا نہیں؟ حوالہ کا معاملہ صحیح ہوگا یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ حوالہ کے ذریعے خواہ مقروض بَری الذمہ قرار پاتا ہے لیکن نفس الامر میں قرضہ اسی پر ہوتا ہے۔ اگر محتال علیہ قرضہ ادا کر دے تو درست ہے ورنہ قرضہ اسی پر برقرار رہے گا۔

2- حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ حوالہ درست ہے اور اہلِ مقروض بَری الذمہ ہو جاتا ہے خواہ محتال علیہ قرضہ ادا کرے یا نہ کرے اور وہ صاحبِ ثروت ہو یا نہ ہو۔ ان کا ایک دوسرا قول بھی ہے: اگر محتال علیہ غریب نکلا تو قرض اصل مقروض کی طرف لوٹ جائے گا۔ البتہ اس کے صاحبِ ثروت ہونے کی صورت میں اصل بَری الذمہ رہے گا اور قرض اس کی طرف نہیں لوٹے گا۔ وہ اس سلسلے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مشہور قول پیش کرتے ہیں: ''مسلمان کا مال ہلاک نہیں ہوتا۔'' مطلب یہ ہے کہ قرض خواہ کے تقاضا کرنے پر محتال علیہ قرض ادا کرے گا ورنہ اصل مقروض ادا کرے گا۔ الغرض مسئلہ کا مدار محتال علیہ کے صاحبِ ثروت یا غریب ہونے پر ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ

باب 68- ملامسہ اور منابذہ کا حکم

1231 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ وَّمَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِى الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْمُنَابَذَةِ وَالْمُلَامَسَةِ

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ وَّابْنِ عُمَرَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِىْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

قولِ امام ترمذی: وَّمَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْ يَّقُوْلَ اِذَا نَبَذْتُ اِلَيْكَ الشَّىْءَ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ بَيْنِىْ وَبَيْنَكَ وَالْمُلَامَسَةُ اَنْ يَّقُوْلَ اِذَا لَمَسْتَ الشَّىْءَ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ وَاِنْ كَانَ لَا يَرٰى مِنْهُ شَيْئًا مِثْلَ مَا يَكُوْنُ فِي الْجِرَابِ اَوْ غَيْرِ ذٰلِكَ وَاِنَّمَا كَانَ هٰذَا مِنْ بُيُوْعِ اَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ فَنَهٰى عَنْ ذٰلِكَ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے منابذہ اور ملامسہ سودے سے منع کیا ہے۔

1231- اخرجه مالك في الموطا (666/2) كتاب البيوع باب الملامسة والمنابذة حديث (76) واحمد (379/2) والبخاري (420/4) كتاب البيوع باب: بيع المنابذة حديث (2146) ومسلم (1151/3) كتاب البيوع باب: ابطال بيع الملامسة والمنابذة حديث (1-1511) والنسائي (259/7) كتاب البيوع باب: بيع الملامسة حديث (4509) من طريق سفيان عن ابي الزناد عن الاعرج عن ابي هريرة فذكره-

اس بارے میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے احادیث منقول ہیں۔
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔
حدیث کا مفہوم یہ ہے: آدمی یہ کہے: جب میں تمہاری طرف کوئی چیز پھینکوں گا' تو میرے اور تمہارے درمیان سودا طے ہو جائے گا۔
ملامسہ کا مطلب یہ ہے: آدمی یہ کہے: جب تم نے کسی چیز کو چھولیا' تو سودا طے ہو جائے گا' اگرچہ اس نے اس چیز میں سے کچھ بھی نہ دیکھا ہو' مثلاً وہ چیز کسی تھیلے میں موجود ہو یا دوسری کسی چیز میں ہو۔
یہ زمانہ جاہلیت کے سودے کے طریقے تھے' نبی اکرم ﷺ نے ان سے منع کیا ہے۔

شرح

بیع منابذہ اور بیع ملامسہ کی تعریف اور حکم:

لفظ ''منابذۃ'' نبذ مادہ سے باب مفاعلہ کا مصدر ہے' جس کا معنیٰ ہے: پھینکنا' ڈالنا۔ زمانہ جاہلیت میں اس بیع کی صورت یہ تھی کہ بائع مبیع مشتری کی طرف پھینکتا یا مشتری ثمن بائع کی طرف پھینکتا تو سودہ پکا ہو جاتا تھا اور کسی فریق کو لب کشائی کی اجازت نہ ہوتی تھی۔ اسلام نے اس بیع کو کالعدم قرار دیا اور بیع میں فریقین کو آخر تک بولنے کی اجازت دی۔ بیع کے دوران کب تک فریقین کو بات کا اختیار ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔
حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تفرق اقوال تک بات کا اختیار حاصل ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے متفرق ابدان یا اختر اختر کہنے تک بات کا اختیار حاصل ہے۔ اسے خیارِ مجلس بھی کہا جاتا ہے۔
2- لفظ ''ملامسہ'' لمس مادہ سے باب مفاعلہ کا مصدر ہے۔ اس کا معنیٰ ہے: باہم ایک دوسرے کو چھونا۔ بیع ملامسہ بھی زمانہ جاہلیت میں کی جاتی تھی۔ اس کی شکل یہ تھی کہ بائع ثمن کو ہاتھ لگا دیتا یا مشتری مبیع کو چھولیتا تو بیع منعقد ہو جاتی تھی پھر فریقین کو لب کشائی کی اجازت نہ ہوتی تھی۔ بیع منابذہ کی طرح یہ بھی گونگی بیع تھی جس سے اسلام نے منع کر دیا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي السَّلَفِ فِي الطَّعَامِ وَالتَّمَرِ

باب 67- اناج اور کھجور میں بیع سلم کرنا

1232 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ اَبِىْ نَجِيحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ اَبِى الْمِنْهَالِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ
متنِ حدیث: قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَهُمْ يُسْلِفُوْنَ فِى التَّمْرِ فَقَالَ مَنْ اَسْلَفَ فَلْيُسْلِفْ فِىْ كَيْلٍ مَعْلُوْمٍ وَّوَزْنٍ مَعْلُوْمٍ اِلٰى اَجَلٍ مَعْلُوْمٍ
فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَابِ عَنِ ابْنِ اَبِىْ اَوْفٰى وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزَى

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ اَجَازُوا السَّلَفَ فِي الطَّعَامِ وَالثِّيَابِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِمَّا يُعْرَفُ حَدُّهُ وَصِفَتُهُ وَاخْتَلَفُوْا فِي السَّلَمِ فِي الْحَيَوَانِ فَرَاٰى بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمُ السَّلَمَ فِي الْحَيَوَانِ جَائِزًا وَّهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَكَرِهَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمُ السَّلَمَ فِي الْحَيَوَانِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ وَاَهْلِ الْكُوْفَةِ

توضیح راوی: اَبُو الْمِنْهَالِ اسْمُهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُطْعِمٍ

◆◆ حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگ پھلوں میں بیع سلم کر لیا کرتے تھے' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے بیع سلم کرنی ہو وہ متعین ماپی ہوئی چیز یا متعین وزن کی ہوئی چیز' کی متعین مدت کے لیے بیع سلم کرے۔

اس بارے میں حضرت ابن اوفی ؓ' حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ ؓ سے بھی احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابن عباس ؓ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے' انہوں نے اناج' کپڑوں وغیرہ میں یعنی ہر وہ چیز جس کی حد اور صفت کا پتہ ہو' اس میں بیع سلم کرنے کی اجازت دی ہے۔

ان حضرات نے جانور کی بیع سلم کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہلِ علم کے نزدیک جانور کی بیع سلم کرنا جائز ہے۔ امام شافعی' امام احمد اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہم اسی بات کے قائل ہیں۔

نبی اکرم کے اصحاب اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے بعض اہلِ علم نے اسے مکروہ قرار دیا ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور اہلِ کوفہ اسی بات کے قائل ہیں۔

شرح

بیع سلم کی تعریف اور حکم:

لفظ سلم اور سلف دونوں مترادف ہیں۔ البتہ دونوں کے معانی میں لطیف سا فرق بھی ہے۔ سلم کا لغوی معنی ہے سپرد کرنا' سونپنا

1232- اخرجه البخاری (500/4) كتاب السلم' باب: السلم فی كیل معلوم' حديث (2239) ومسلم (1226/3' 1227) كتاب المساقاة' باب السلم' حديث (127-1604) وابو داؤد (275/3) كتاب البيوع' باب فی السلف' حديث (3463) والنسائی (290/7) كتاب البيوع' باب: السلف فی الثمار' حديث (4616) وابن ماجه (765/2) كتاب التجارات' باب: السلف فی كيل معلوم ووزن معلوم الی اجل معلوم' حديث (2280) والدارمی (260/2) كتاب البيوع' باب السلف' واخرجه احمد (217/1' 222' 282) والحميدی (237/1) حديث (510) وعبد بن حميد ص (226) حديث (676) من طريق عبد الله بن كثير عن ابی المنهال عن ابن عباس فذكره۔

جبکہ سلف کا معنیٰ ہے قرض مہیا کرنا۔ بیع سلم کے وقت مجلسِ عقد میں مبیع موجود نہیں ہوتی اور نہ بائع کی ملک میں جبکہ ثمن کا فی الفور پیش کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اس مناسبت سے اس بیع کو "بیع سلم" کہا جاتا ہے۔ اس بیع میں مبیع موجود نہیں ہوتی اور اس کے لیے جو ثمن دیا گیا ہو وہ گویا قرض کی شکل ہے تو اس وجہ سے بیع سلم کو بیع سلف بھی کہا جاتا ہے۔ بیع سلم کے جواز کی ایک شرط یہ ہے کہ بیع کی ہمہ جہتی تعیین ضروری ہے، جس چیز کی تعیین ناممکن ہو تو اس کی بیع سلم جائز نہیں ہے اور جس کی تعیین ممکن ہو اس کی بیع سلم جائز ہوتی ہے۔ یہ بیع پھلوں اور اجناس میں جائز ہوتی ہے۔

صحت بیع کے لیے یہ شرط ہے کہ مبیع بائع کی ملکیت میں ہو اور از قبیلہ منقولات ہونے سے اس پر قرضہ بھی ہو۔ بیع سلم میں مبیع مجلس میں موجود نہیں ہوتی، نہ بائع کی ملکت میں اور ن اس پر قبضہ ہوتا ہے تو اس قاعدہ کے مطابق یہ بیع منع ہونی چاہیے لیکن اسلام نے اسے استثنائی صورت قرار دے کر اسے جائز کر رکھا ہے۔ انسان کے لیے اس کے فوائد کثیر ہیں۔ بیع سلم کا حکم یہ ہے مسلم الیہ ثمن کا مالک ہو جائے گا اور رب السلم مسلم فیہ کا۔ جب یہ عقد صحیح ہو جائے تو مسلم الیہ نے وقت پر مسلم فیہ کو حاضر کر دیا تو رب السلم کو وصول کرنا ہی ہے اس بیع میں کم از کم ایک مہینہ کی مدت کا تعین کیا جائے گا۔

سوال: بیع سلم کی تعریف تو معلوم ہو گئی کہ اس میں ثمن فی الحال اور مبیع فی المآل ہوتی ہے۔ دریافت طلب یہ بات ہے کہ اس کے جواز کی شرائط کیا ہیں؟

جواب: بیع سلم کے جواز وانعقاد کی سات شرائط ہیں:

(1) نوع معلوم ہونا (2) جنس معلوم ہونا (3) مقدار معلوم ہونا (4) صفت معلوم ہونا (5) رأس المال کی مقدار معلوم ہونا (6) مدت معلوم ہونا (7) مسلم فیہ کے ادا کرنے کا مکان ومحل معلوم ہونا۔

حیوان کی بیع سلم کے جواز وعدم جواز میں مذاہب آئمہ:

حیوان کی بیع سلم جائز ہے یا ناجائز ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ اسے جائز قرار دیتے ہیں، کیونکہ حیوان کی تعیین ممکن ہے۔ حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ حیوان کی بیع سلم جائز نہیں ہے، کیونکہ اس کے جواز کے لیے شرط ہے کہ وہ چیز موزونی ہو یا مکیلی ہو یا عددی متقارب ہو جبکہ عددی متفاوت میں بیع سلم نہیں ہو سکتی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ اَرْضِ الْمُشْتَرِكِ يُرِيْدُ بَعْضُهُمْ بَيْعَ نَصِيْبِهٖ

باب 68- وہ مشترک زمین (جس کے مالکان میں سے) کوئی ایک شخص اپنا حصہ فروخت کرنا چاہتا ہو

1233 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ الْيَشْكُرِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: مَنْ كَانَ لَهٗ شَرِيْكٌ فِيْ حَائِطٍ فَلَا يَبِيْعُ نَصِيْبَهٗ مِنْ ذٰلِكَ حَتّٰى يَعْرِضَهٗ عَلٰى شَرِيْكِهٖ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ اِسْنَادُهٗ لَيْسَ بِمُتَّصِلٍ

قولِ امام بخاری: سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُوْلُ سُلَيْمَانُ الْيَشْكُرِيُّ يُقَالُ اِنَّهٗ مَاتَ فِیْ حَيَاةِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ وَلَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ قَتَادَةُ وَلَا اَبُوْ بِشْرٍ قَالَ مُحَمَّدٌ وَّلَا نَعْرِفُ لِاَحَدٍ مِّنْهُمْ سَمَاعًا مِّنْ سُلَيْمَانَ الْيَشْكُرِيِّ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ فَلَعَلَّهٗ سَمِعَ مِنْهُ فِیْ حَيَاةِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ وَاِنَّمَا يُحَدِّثُ قَتَادَةُ عَنْ صَحِيْفَةِ سُلَيْمَانَ الْيَشْكُرِيِّ وَكَانَ لَهٗ كِتَابٌ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ الْعَطَّارُ عَبْدُ الْقُدُّوْسِ قَالَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِيْنِيِّ قَالَ يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ ذَهَبُوْا بِصَحِيْفَةِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اِلَى الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ فَاَخَذَهَا اَوْ قَالَ فَرَوَاهَا وَذَهَبُوْا بِهَا اِلٰى قَتَادَةَ فَرَوَاهَا وَاَتَوْنِیْ بِهَا فَلَمْ اَرْوِهَا يَقُوْلُ رَدَدْتُهَا

◆◆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جس شخص کا کسی باغ میں حصہ ہو' تو وہ اس میں سے اپنا حصہ اس وقت تک فروخت نہ کرے' جب تک اس کی پیش کش اپنے شراکت دار کو نہ کردے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) اس حدیث کی سند متصل نہیں ہے۔

میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: سلیمان یشکری نامی راوی کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے: ان کا انتقال حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ہوگیا تھا' لیکن انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کوئی حدیث نہیں سنی ہے' نہ قتادہ نے سنی ہے' اور نہ ہی ابوبشر نے سنی ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: ان میں سے کسی ایک کا بھی سلیمان یشکری سے سماع ہمارے علم میں نہیں ہے۔ سوائے عمرو بن دینار کے' یہ ہوسکتا ہے: انہوں نے ان سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی زندگی میں سماع کرلیا ہو۔

وہ فرماتے ہیں: قتادہ نے سلیمان یشکری کے صحیفے سے روایات نقل کی ہیں' کیونکہ ان کی ایک کتاب موجود تھی۔

ابوبکر عطار نے علی بن مدینی کے حوالے سے بیان کی ہے۔ یحییٰ بن سعید بیان کرتے ہیں: سلیمان تیمی فرماتے ہیں: لوگوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے صحیفے کو حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے پیش کیا' تو حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اسے لیا (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) انہوں نے اس میں سے روایت کیا لوگ اسے لے کر قتادہ کے پاس گئے' تو انہوں نے بھی اس میں سے روایت کردیا' پھر وہ اسے لے کر میرے پاس آئے' تو میں نے اس میں سے روایت نہیں کی۔

شرح

حدیث باب کا مفہوم:

حدیث باب میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے' جب کوئی چیز دو آدمیوں کی ملک میں مشترکہ ہو' دونوں میں سے ایک اپنا حصہ فروخت کرنا چاہتا ہو' تو وہ سب سے پہلے اپنے شریک حصہ کو پیش کرے۔ اگر وہ خریدنا پسند نہ کرے' تو وہ حصہ دوسرے کو فروخت کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً کوئی باغ یا زمین دو دوستوں کی ملک میں ہو اور ایک فروخت کرنے کا ارادہ رکھتا ہو' تو دیگر لوگوں سے قبل اپنے حصہ دار کو پیش کرے۔ اگر وہ خریدنے سے انکار کردے' تو دوسرے شخص کو فروخت کرسکتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ شریکِ حصہ کا حق پہلے ہے' جبکہ

دیگرلوگوں کابعد میں ہے۔

سوال: اگر شریکِ حصہ دوسرے کا حصہ خریدنے سے انکار کردے تو کیا اس کا حق شفعہ ساقط ہو جائے گا یا نہیں؟

جواب: اس صورت میں حق شفعہ ساقط ہونے یا نہ ہونے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے:

1- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ حق شفعہ ساقط ہو جائے گا کیونکہ شریکِ حصہ نے اپنا حصہ فروخت کرنے سے قبل اسے خریدنے کی پیش کش کی جسے اس نے ٹھکرا دیا۔ اب دوسرے شخص کے خریدنے سے بیع تام ہو جائے گی اور حقِ شفعہ ساقط ہو جائے گا۔

2- حضرت امامِ ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطۂ نظر ہے کہ حقِ شفعہ ساقط نہیں ہوگا کیونکہ حقِ شفعہ بیع سے ثابت ہوتا ہے جب بائع نے ابھی بیع نہیں کی تو حقِ شفعہ ثابت نہیں ہوا۔ جب بیع سے قبل حقِ شفعہ ثابت ہی نہیں ہوا تو وہ ساقط کیسے ہو گیا؟ معلوم ہوا صورتِ بالا میں حقِ شفعہ ساقط نہیں ہوگا۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْمُخَابَرَةِ وَالْمُعَاوَمَةِ

باب 69- مخابرہ اور معاومہ کا حکم

1234 سندِحدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ

متنِ حدیث: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُخَابَرَةِ وَالْمُعَاوَمَةِ وَرَخَّصَ فِي الْعَرَايَا

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے محاقلہ، مزابنہ، مخابرہ اور معاومہ سے منع کیا ہے، اور آپ نے عرایا کی اجازت دی ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شرح

بیع مخابرہ اور بیع معاومہ کی تعریف اور حکم:

لفظ ''مخابرہ'' خیبر کے مادہ سے لفظ مزارعہ کی طرح باب مفاعلہ کا مصدر ہے۔ مخابرہ اور مزارعہ لغوی معنیٰ کے اعتبار سے دونوں مترادف ہیں یعنی زراعت و کھیتی باڑی کرنا۔ قلعہ خیبر فتح ہونے کے بعد وہاں کے یہودیوں نے اسلام کی بالادستی قبول کر لی تو حضور

1234- اخرجه مسلم (1175/3) كتاب البيوع' باب: النهى عن المحاقلة والمزابنة' وعن المخابرة وبيع الثمرة قبل بدو صلاحها وعن بيع المعاومة وهو بيع السنين' حديث (85-1536) وابو داؤد (262/3) كتاب البيوع' باب فى المخابرة' حديث (3404) والنسائى (296/7) كتاب البيوع' باب الثنيا حتى تعلم' حديث (3634) وابن ماجه (762/2) كتاب التجارات' باب المزابنة والمحاقلة' حديث (2266) واحمد (313) من طريق ايوب عن ابى الزبير عن جابر بن عبد الله فذكره۔

اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے وہاں کی زمین انہیں بٹائی پر دے دی تھی۔ کرایہ یا بٹائی پر زمین دینا بالاجماع جائز ہے۔ البتہ جزمعین کے ساتھ بالاجماع منع ہے۔ مثلاً زمین بٹائی پر دیتے وقت یہ شرط لگائی جائے کہ دس من گندم دینی ہوگی تو اس صورت کے جواز وعدم جواز کے حوالے سے آئمہ فقہ کی مختلف آراء ہیں۔ حضرت امام مالک' حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ اسے جائز قرار دیتے ہیں۔ اوّل الذکر اامین نے قولی احادیث سے اور مؤخر الذکر اامین نے فعلی احادیث سے استدلال کیا ہے۔

ابتدائے اسلام میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مصلحت کے تحت زمین کو بٹائی پر دینے سے منع فرمایا تھا لیکن بعد میں جب وہ مصلحت ختم ہوگئی تو نہ صرف اس کی اجازت دی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے خود بھی اراضی مزارعت کے لیے عنایت فرمائی تھی۔ اب آئمہ اربعہ کا اجماعی فتویٰ اس کے جواز کا ہے۔

بیع معاومہ اور اس کا حکم:

اس سے مراد ہے ایک یا دو یا تین سال تک باغ کا پھل فروخت کردینا' یہ بالاتفاق منع ہے۔ اس کے عدم جواز کی وجہ یہ ہے کہ اس بیع میں مبیع مجہول اور معدوم ہے۔ قاعدہ کے مطابق مجہول مبیع کی بیع باطل ہوتی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّسْعِيْرِ

باب 70- قیمت مقرر کرنا

1235 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ قَتَادَةَ وَثَابِتٌ وَّحُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ

متنِ حدیث: قَالَ غَلَا السِّعْرُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ سَعِّرْ لَنَا فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمُسَعِّرُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الرَّزَّاقُ وَاِنِّیْ لَاَرْجُو اَنْ اَلْقٰى رَبِّیْ وَلَيْسَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ يَطْلُبُنِیْ بِمَظْلِمَةٍ فِیْ دَمٍ وَّلَا مَالٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں قیمتیں زیادہ ہوگئی لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! آپ ہمارے لیے قیمتیں مقرر کردیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ قیمت مقرر کرنے والا ہے۔ وہ تنگی عطا کرتا ہے' اور کشادگی عطا کرتا ہے۔ وہ بہت زیادہ رزق عطا کرنے والا ہے' میری یہ آرزو ہے: میں جب اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوں' تو کوئی بھی شخص جان یا مال کے اعتبار سے مجھ سے کسی بدلے کا مطالبہ نہ کرے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

1235- اخرجہ احمد (286/3) وابو داؤد (272/3) کتاب البیوع' باب: فی التسعیر' حدیث (3451) وابن ماجہ (741/2) کتاب التجارات' باب: من کرہ ان یسعر' حدیث (2200) من طریق حماد بن سلمۃ عن قتادۃ و ثابت وحمید عن انس بہ-

شرح

قیمتوں پر قابو پانے کا مسئلہ:

لفظ ''تسعیر''سعر کے مادہ سے باب تفعیل کا مصدر ہے' جس کا معنی ہے: چیزوں کی قیمتوں پر قابو پانا اور کنٹرول کرنا۔ اشیاء خوردنی کی فراوانی اوران کی قیمتوں میں ارزانی اللہ تعالیٰ کا انعام اور مخلوق سے رضا کی علامت ہے۔ اس کے برعکس اشیاء خوردنی میں گرانی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ مہربان ہے انسانوں پر طاقت سے زائد بوجھ نہیں ڈالتا اور وہ اپنی مخلوق کے لیے آسانی کے راستے متعین کرتا ہے۔ اشیاء خوردنی کی قیمتوں میں گرانی لوگوں کے اعمالِ بد' دین سے دُوری اور احکامِ الٰہی پر عمل نہ کرنے کا نتیجہ ہے۔ حدیث باب میں صراحت ہے کہ دَورِ رسالت میں اشیاء خوردنی میں گرانی ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پریشانی کے عالم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ''یارسول اللہ! اشیاء خوردنی کی قیمتیں مقرر فرما دیں تاکہ گرانی سے نجات حاصل ہوجائے۔'' آپ نے جواب میں فرمایا: ''اللہ تعالیٰ قیمتوں کا تعین کرنے والا ہے' ارزانی کرنے والا ہے' گرانی کرنے والا ہے اور روزی رساں ہے۔'' اس روایت سے معلوم ہوا کہ اشیاء کی قیمتوں میں کمی اور اضافہ کا فیصلہ آسمانوں پر اور اللہ تعالیٰ کی مشیت اور حکم سے ہوتا ہے۔ مخلوق کا اس مسئلے کے ساتھ کوئی تعلق وعلاقہ نہیں ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری اور نافرمانی کا اس کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ مخلوق کی نافرمانی کے باعث اشیاء خوردنی میں گرانی کی شکل میں عذابِ الٰہی نازل ہوتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ الْغِشِّ فِي الْبُيُوْعِ

باب 71- خرید وفروخت میں دھوکہ دینا حرام ہے

1236 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰى صُبْرَةٍ مِّنْ طَعَامٍ فَاَدْخَلَ يَدَهٗ فِيْهَا فَنَالَتْ اَصَابِعُهٗ بَلَلًا فَقَالَ يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ مَا هٰذَا قَالَ اَصَابَتْهُ السَّمَآءُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَفَلَا جَعَلْتَهٗ فَوْقَ الطَّعَامِ حَتّٰى يَرَاهُ النَّاسُ ثُمَّ قَالَ مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَاَبِي الْحَمْرَاءِ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّبُرَيْدَةَ وَاَبِيْ بُرْدَةَ بْنِ نِيَارٍ وَّحُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

1236- اخرجه احمد (242/2) ومسلم (348/1' 349' ابى) كتاب الايمان' باب: قول النبى صلى الله عليه وسلم من غشنا فليس منا' حديث (164-102) وابوداؤد (272/3) كتاب البيوع' باب فى النهى عن الغش' حديث (3452) وابن ماجه (749/2) كتاب التجارات' باب: النهى عن الغش' حديث (2224) والحميدى (447/2) حديث (1033) من طريق العلاء بن عبد الرحمن عن ابيه عبد الرحمن بن ابى هريرة فذكره-

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ كَرِهُوا الْغِشَّ وَقَالُوا الْغِشُّ حَرَامٌ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ اناج کے ایک ڈھیر کے پاس سے گزرے تو آپ نے اپنا دستِ مبارک اس میں داخل کیا' تو آپ کی انگلیوں کو کچھ نمی محسوس ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا: اے اناج والے یہ کیا ہے؟ اس نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! بارش کی وجہ سے ایسا ہوا ہے' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم نے اسے اناج پر کیوں نہیں رکھا' تا کہ لوگ اسے دیکھ لیتے؟ پھر آپ نے ارشاد فرمایا: جوشخص دھوکہ دے اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما' حضرت ابوحمراء رضی اللہ عنہ' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ' حضرت ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ' حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے' انہوں نے دھوکہ دینے کو حرام قرار دیا ہے' وہ فرماتے ہیں: دھوکہ دینا حرام ہے۔

شرح

دھوکہ دینے کی مذمت:

کسی بھی چیز میں ملاوٹ یا دھوکہ قابلِ مذمت اور قابلِ گرفت عمل ہے۔ دَورِ حاضر میں دودھ سے لے کر اشیاءِ خوردنی تک سب میں ملاوٹ اور دھوکہ سے کام لیا جاتا ہے' پھر قیامت اور ظلم کی انتہا یہ ہے کہ کذب بیانی اور قسم کھا کر دوسرے کو مطمئن کیا جاتا ہے' کہیں معمولی چیز کو اعلیٰ کے بھاؤ' کہیں چیز میں وزن کی کمی کر کے اور کہیں چیز میں پانی شامل کر کے فروخت کیا جاتا ہے۔ یہ سب دھوکہ کی صورتیں ہیں جن سے اسلام نے سختی سے منع کیا ہے۔ اسلامی حکومت میں ایک محکمہ ''محکمہ احتساب'' موجود ہوتا ہے' جس کے فرائض میں یہ شامل ہوتا ہے کہ وہ اشیاءِ خوردنی میں مصنوعی گرانی' دھوکہ دہی اور ملاوٹ کرنے والوں کی سرزنش کرے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نفس نفیس اس مقصد کے لیے بازار تشریف لے جاتے تھے۔ ایسی سازش کرنے والے لوگوں سے اظہارِ ناراضگی کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''من غش فلیس منا'' جس نے ملاوٹ کی وہ ہم سے نہیں ہے۔ کاش! تاجر برادری اس ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو مدنظر رکھتے ہوئے چند ایام کی آسائش اور چند ٹکوں کے لیے اپنی عاقبت برباد کرنے سے باز آجائے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ اسْتِقْرَاضِ الْبَعِيْرِ اَوِ الشَّيْءِ مِنَ الْحَيَوَانِ اَوِ السِّنِّ

باب 72- اونٹ یا کوئی بھی جانور ادھار کے طور پر لینا

1237 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ صَالِحٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ

متنِ حدیث: اسْتَقْرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِنًّا فَاَعْطَاهُ سِنًّا خَيْرًا مِّنْ سِنِّهٖ وَقَالَ خِيَارُكُمْ

اَحَاسِنُكُمْ قَضَاءً

فی الباب: قَالَ: وَفِي الْبَاب عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: حَدِيْثُ اَبِیْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ وَسُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ لَمْ يَرَوْا بِاسْتِقْرَاضِ السِّنِّ بَاْسًا مِّنَ الْاِبِلِ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَكَرِهَ بَعْضُهُمْ ذٰلِكَ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک جوان اونٹ قرض کے طور پر لیا' تو آپ نے اس کے بدلے میں بہتر اونٹ عطا کیا' اور ارشاد فرمایا: تم میں سے سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو بہتر طریقے سے قرض واپس کریں۔

اس بارے میں حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

شعبہ اور سفیان نے اسے سلمہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ان کے نزدیک اونٹ کو قرض کے طور پر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ' امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحق رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کے قائل ہیں۔

بعض اہلِ علم نے اسے مکروہ قرار دیا ہے۔

1238 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ

متنِ حدیث: اَنَّ رَجُلًا تَقَاضٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَغْلَظَ لَهُ فَهَمَّ بِهِ اَصْحَابُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوْهُ فَاِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا ثُمَّ قَالَ اشْتَرُوْا لَهُ بَعِيْرًا فَاَعْطُوْهُ اِيَّاهُ فَطَلَبُوْهُ فَلَمْ يَجِدُوْا اِلَّا سِنًّا اَفْضَلَ مِنْ سِنِّهٖ فَقَالَ اشْتَرُوْهُ فَاَعْطُوْهُ اِيَّاهُ فَاِنَّ خَيْرَكُمْ اَحْسَنُكُمْ قَضَاءً حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ

اسنادِ دیگر: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ نَحْوَهُ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

1237- اخرجه البخاری (563/4) كتاب الوكالة' باب: وكالة الشاهد والغائب جائز' حديث (2305) ومسلم (1125/3) كتاب المساقاة' باب من استسلف شيئا فقضى خيرا منه وخيركم احسنكم قضاء' حديث (122-1601) والنسائی (291/7) كتاب البيوع' باب: استسلاف الحيوان واستقراضه حديث (4618) وابن ماجه (809/2) كتاب الصدقات' باب: حسن القضاء حديث (2423) واخرجه احمد (431'393'377/2) من طريق سلمة بن كهيل عن ابی سلمة عن ابی هريرة فذكره۔

1238- اخرجه البخاری (564/4) كتاب الوكالة' باب الوكالة فی قضاء الديون' حديث (2306) ومسلم (1225/3) كتاب المساقاة' باب من استسلف شيئا فقضى خيرا منه' وخيركم احسنكم قضاء' حديث (120-1601) وينظر: تخريج الحديث السابق رقم (1316) من طريق بن كهيل عن ابی سلمة عن ابی هريرة فذكره۔

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے تقاضا کیا' اور اس بارے میں سخت زبان استعمال کی آپ کے ساتھیوں نے اسے مارنے کا ارادہ کیا' تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو! کیونکہ حقدار کو بات کہنے کی گنجائش ہوتی ہے' پھر آپ نے ارشاد فرمایا: اس کو ایک اونٹ خرید کر دے دو! لوگوں نے اونٹ تلاش کیا' تو انہیں اس سے بہتر اونٹ ملا۔ آپ نے فرمایا: اسے وہی خرید کر دیدو' کیونکہ تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے' جو اچھے طریقے سے قرض ادا کرے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

1239 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِىْ رَافِعٍ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اسْتَسْلَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكْرًا فَجَائَتْهُ اِبِلٌ مِّنَ الصَّدَقَةِ قَالَ اَبُوْ رَافِعٍ فَاَمَرَنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَقْضِىَ الرَّجُلَ بَكْرَهُ فَقُلْتُ لَا اَجِدُ فِى الْاِبِلِ اِلَّا جَمَلًا خِيَارًا رَبَاعِيًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطِهِ اِيَّاهُ فَاِنَّ خِيَارَ النَّاسِ اَحْسَنُهُمْ قَضَاءً

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

◆◆ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ جو نبی اکرم ﷺ کے آزاد کردہ غلام ہیں' وہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک اونٹ قرض کے طور پر لیا' پھر آپ کی خدمت میں صدقے کے اونٹ آئے' حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے مجھے ہدایت کی کہ میں اس اونٹ والے شخص کا قرض ادا کروں' میں نے عرض کی: مجھے اونٹوں کے اندر صرف ایک اونٹ ملا ہے' لیکن وہ بھی اس سے بہتر ہے' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ ہی اسے دیدو' کیونکہ لوگوں میں سب سے بہتر وہ شخص ہے' جو اچھے طریقے سے قرض ادا کرے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

1240 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرَّازِىُّ عَنْ مُّغِيْرَةَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ سَمْحَ الْبَيْعِ سَمْحَ الشِّرَاءِ سَمْحَ الْقَضَاءِ

فی الباب: قَالَ: وَفِى الْبَاب عَنْ جَابِرٍ

حکمِ حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

1239- اخرجه مالك فى المؤطا (680/2) كتاب البيوع' باب: ما يجوز من السلف' حديث (89) واحمد (390/6) ومسلم (1224/3) كتاب المساقاة' باب: من استسلف شيئا فقضى خيرا منه' حديث (118-1600) وابو داؤد (247/3' 248) كتاب البيوع' باب: فى حسن القضاء' حديث (3346) والنسائى (291/7) كتاب البيوع' باب: استسلاف الحيوان واستقراضه' حديث (4617) وابن ماجه (767/2) كتاب التجارات' باب: السلم فى الحيوان' حديث (2285) والدارمى (254/1) كتاب البيوع' باب: الرخصة فى استقراض الحيوان' وابن خزيمة (50/4) حديث (2332) من طريق زيد بن اسلم عن عطاء بن يسار عن ابى رافع مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكره-

اسنادِ دیگر: وَقَدْ رَوٰی بَعْضُھُمْ ھٰذَا الْحَدِیْثَ عَنْ یُوْنُسَ عَنْ سَعِیْدِ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ فروخت میں نرمی کرنے والے اور خریدنے میں نرمی کرنے والے اور قرض کی ادائیگی میں نرمی کرنے والے کو پسند کرتا ہے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔

بعض راویوں نے اس روایت کو یونس کے حوالے سے سعید مقبری کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

1241 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ الدُّوْرِیُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَھَّابِ بْنُ عَطَاءٍ اَخْبَرَنَا اِسْرَآئِیْلُ عَنْ زَیْدِ بْنِ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْمُنْکَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

متنِ حدیث: غَفَرَ اللّٰہُ لِرَجُلٍ کَانَ قَبْلَکُمْ کَانَ سَھْلًا اِذَا بَاعَ سَھْلًا اِذَا اشْتَرٰی سَھْلًا اِذَا اقْتَضٰی

حکمِ حدیث: قَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ مِّنْ ھٰذَا الْوَجْہِ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ نے پہلے زمانے کے لوگوں میں سے ایک شخص کی مغفرت کر دی' جو فروخت کرتے ہوئے نرمی سے کام لیتا تھا' خریدتے ہوئے نرمی سے کام لیتا تھا' اور تقاضا کرتے ہوئے نرمی سے کام لیتا تھا۔

یہ حدیث اس سند کے حوالے سے "صحیح حسن غریب" ہے۔

شرح

حیوان کو بطورِ قرض لینے میں مذاہب آئمہ:

بیع اور قرض کے شرعی احکام یکساں ہیں' ان میں لطیف سا فرق ہے کہ بیع تو ہر چیز کی ہو سکتی ہے' جبکہ قرض صرف اشیاء مثلیات میں جائز ہے۔ مثلیات چار قسم کی اشیاء ہو سکتی ہیں:

(1) موزونات (2) مکیلات (3) مزروعات (وہ اشیاء جو ناپ کر لی جاتی ہیں) (4) معدودات متقاربہ (وہ اشیاء جن کے افراد میں زیادہ تفاوت نہ ہو)

ان کے سوا تمام اشیاء ذوات القیم ہیں جن کو بطورِ قرض لینا دینا منع ہے۔ اس مسئلے میں تمام آئمہ فقہ کا اجماع ہے۔ سوال یہ ہے کہ حیوان کو بطورِ قرض لینا دینا جائز ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ حیوان کو بطورِ قرض لینا دینا جائز نہیں ہے' کیونکہ اس کا تعلق ذوات القیم کے ساتھ ہے' جس میں نمایاں تفاوت ہوتا ہے' جبکہ ان کی قیمتیں بھی مختلف ہوتی ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حیوان کو حیوان کے عوض اُدھار فروخت کرنے سے منع کیا ہے۔ قرض میں بھی ایک عوض اُدھار کی شکل میں ہوتا ہے جو جائز نہیں ہے۔

1241- اخرجه البخاري (359/4) كتاب البيوع' باب: السهولة والسماحة في الشراء والبيع' ومن طلب حقا فليطلبه' في عفاف' حديث (2076) واحمد (340/3) من طريق محمد بن المنكدر عن جابر بن عبد الله فذكره۔

2- حضرت امام مالک' حضرت امام شافعی اور حضرت احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ حیوان کو بطورِ قرض لینا اور دینا جائز ہے۔ انہوں نے احادیث باب سے استدلال کیا ہے' جن میں اس بات کی صراحت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے اونٹ بطورِ قرض لیا۔ پھر اس کے مطالبہ پر نیا اونٹ خرید کر اسے واپس کیا گیا۔

حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کے دلائل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ دونوں احادیث میں لفظ ''استسلف'' استعمال ہوا ہے جو صرف حصولِ قرض کے معنیٰ کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ بیع کے معنیٰ میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ گزشتہ صفحات میں باب بیع سلف میں یہ الفاظ موجود ہیں:

من اسلف منکم فلیسلف فی کیل......

لفظ ''اَسْلَفَ'' بیع کے منع میں استعمال ہوا ہے۔ اس معنیٰ کے لحاظ سے معلوم ہوا کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ بطورِ قرض نہیں لیا تھا بلکہ خریدا تھا اس معنیٰ کے اعتبار سے یہ احادیثِ مبارکہ ہمارے مؤقف کے منافی نہیں ہیں۔

بیع' شراء اور قرض کے تقاضا میں نرمی اختیار کرنے کی فضیلت:

بیع میں نرمی کا مطلب یہ ہے کہ مشتری کے کہنے پر ثمن میں کمی کر دی جائے یا چیز قدرے زائد دی جائے۔ شراء میں نرمی کا مطلب ہے کہ بائع کو قدرے زائد قیمت دی جائے۔ قرض میں نرمی کا مطلب یہ ہے کہ اگر مقروض کسی مجبوری کی وجہ سے بروقت قرض ادا نہ کر سکے تو اس کو پریشان نہ کیا جائے بلکہ اسے مہلت دی جائے۔ جو شخص بیع یا شراء یا قرض کے تقاضا کرنے میں نرمی اختیار کرتا ہے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بھی اس سے حساب لینے میں نرمی اختیار کرے گا' اس کے گناہ معاف کر کے اس کی بخشش کر دے گا اور اسے جنت میں جگہ دے گا۔

بَاب النَّهْيِ عَنِ الْبَيْعِ فِي الْمَسْجِدِ

باب 73- مسجد میں خرید و فروخت کی ممانعت

1242 سندِ حدیث: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَارِمٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ اَخْبَرَنَا يَزِيْدُ بْنُ خُصَيْفَةَ عَنْ مُّحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

متنِ حدیث: اِذَا رَاَيْتُمْ مَنْ يَّبِيْعُ اَوْ يَبْتَاعُ فِي الْمَسْجِدِ فَقُوْلُوْا لَا اَرْبَحَ اللّٰهُ تِجَارَتَكَ وَاِذَا رَاَيْتُمْ مَنْ يَّنْشُدُ فِيْهِ ضَالَّةً فَقُوْلُوْا لَا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيْكَ

حکم حدیث: قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

مذاہبِ فقہاء: وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ كَرِهُوا الْبَيْعَ وَالشِّرَاءَ فِي الْمَسْجِدِ

1242- اخرجه الظر الثاني بمسلم (475/2' ابی) كتاب المساجد ومواضع الصلوٰة' باب: النهی عن نشد الضالة فی المسجد وما يقوله من سمع الناشد' حديث (79-568) واخرجه الحديث الدارمی (326/1) كتاب الصلوٰة' باب: النهی عن استنشاد الضالة فی المساجد' وابن خزيمة (274/2) حديث (1305) من طريق عبد العزيز بن محمد بن يزيد بن خصيفة عن محمد بن عبد الرحمن بن ثوبان عن ابی هريرة فذكره۔

وَهُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ وَقَدْ رَخَّصَ فِيْهِ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ فِى الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ فِى الْمَسْجِدِ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب تم اس شخص کو دیکھو جو مسجد میں کوئی چیز فروخت کررہا ہو یا خرید رہا ہو تو یہ کہو: اللہ تعالیٰ تمہاری تجارت میں منافع نہ دے اور جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ مسجد میں گمشدہ چیز کا اعلان کررہا ہو تو تم یہ کہو: اللہ تعالیٰ تمہاری چیز واپس نہ کرے۔

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث ''حسن غریب'' ہے۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے انہوں نے مسجد میں خرید وفروخت کو مکروہ قرار دیا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں۔

بعض اہلِ علم نے مسجد میں خرید وفروخت کی اجازت دی ہے۔

شرح

مسجد میں خرید وفروخت اور گمشدہ چیز کے اعلان کی ممانعت:

روئے زمین کی افضل جگہ مسجد ہے اور بدترین جگہ بازار ہے۔ مسجد مسلمانوں کی عبادت گاہ اور اللہ تعالیٰ سے اپنا جسمانی اور روحانی تعلق قائم کرنے کا مقام ہے۔ یہ اسلام کا قلعہ اور روحانی ترقی کا سرچشمہ ہے۔ قرآن وسنت کا درس دینے اور لینے کا مرکز ہے۔ مسلمان ایک دن میں اس کی پُرکیف فضا میں پانچ مرتبہ جمع ہوکر نماز ادا کرتے ہیں۔ اس کی طرف اُٹھنے والا ایک ایک قدم نیکیوں میں اضافہ کا باعث اور بخشش کا سبب ہے۔ مسجد میں سامان لاکر فروخت کرنے کی ممانعت ہے۔ تاہم معتکف مسجد میں چیز لائے بغیر خرید وفروخت کرے تو اس کی گنجائش ہے۔ مسجد میں گمشدہ چیز کا اعلان کرنا جائز نہیں ہے بلکہ اس کی حدیث باب میں وعید ومذمت وارد ہوئی ہے۔ اسی طرح گم شدہ جانور کے اعلان کی بھی اجازت نہیں ہے۔

سوال: عورت یا مرد یا بچہ کے گم ہوجانے کی صورت میں اس کی دستیابی کے لیے مسجد میں اعلان کرنے کی اجازت ہے یا نہیں؟

جواب: اس مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ بعض علماء اس کے جواز کی اجازت دیتے ہیں اور بعض منع کرتے ہیں۔ احتیاط اسی میں ہے کہ مسجد میں کوئی بھی اعلان نہ کیا جائے۔ البتہ لاؤڈ سپیکر مسجد سے باہر لاکر اعلان کیا جائے یا مسجد کے دروازے پر کھڑے ہوکر اعلان کیا جائے تو بالاتفاق جائز ہے۔

☆☆☆☆☆